

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى

دیوانِ غالب

(نسخہ عرشی)

از  
میرزا اسد اللہ خاں غالب

مُرتب

امتیاز علی خاں عرشی

مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور

بقون صنائع مکین و مکان و فضل خلاق زیر زمان

۲۵۰

افند کاظمی ادب  
دیوان غالب  
(نسخہ مرثی)

میرزا اسد اللہ خاں غالب  
امتیاز علی خاں مرثی

ناشر

مجلس ترقی ادب  
۲، منسنگھ داس ٹاؤن، لاہور

اردو کا کلاسیکی ادب

# دیوانِ غالب

(نسخہ مرثی)

از  
میرزا اسد اللہ خاں غالب

مترجم  
انتہا علی خاں مرثی

گلشنِ قلمی پبلیکیشنز

فون : 042-36368218, 36370990

فکس : 042-36368217

ای۔میل : majlis\_ta@yahoo.com

majlista@gmail.com

پہچانت جناب کبریٰ خاں عرشی رحمہ  
فجلاً شوق محفوظ ہیں

دیوان غالب: از میرزا اسد اللہ خاں غالب مرتب: انتہی از علی خاں عرشی

طباعت ڈاک: دسمبر 2011ء / محرم الحرام 1433ھ - تعداد 600  
(اشاعت اول: جون 1992ء - تعداد: 1100)

سلسلہ مطبوعات: 250

ناشر : شہزاد احمد  
ناظم مجلس ترقی کتب، لاہور  
مطبع : علی پرنٹرز 19 - اے ایف روڈ، لاہور  
قیمت : 850 روپے





# دیوان غالب ارم

نسخہ عرشی

نقش ثانی

بیم الدولہ دیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ دہلوی  
مختص بہ اسد و غالب (متوفی ۱۲۸۵ھ = ۱۸۶۹ء) کے  
تمام اردو کلام کا مجموعہ جسے تاریخی ترتیب کے ساتھ  
پیش کیا گیا ہے

ترتیب و تصحیح  
امتیاز علی خاں عرشی

مجلس ترقی ادب - لاہور

جناب اصغر علی آصف فیضی کے نام  
جن کی پُر خلوص فرمائش  
اور پیہم اصرار نے مجھے  
اس کام پر آمادہ کیا

# ترتیب مندرجات

تقریب

زج

مقدمہ

۱۶۰-۱

- سرگوشٹ ۱۲، نظم و ترتیب ۴، عربی ۵، فارسی ۵، استاد ۵، مطالعہ ۷، تتبع اساتذہ ۸،  
راوی حسن مکہ غول ۱۰، اصل الاصول ۱۱، بدلاتہ فارسی ۱۱، تتبع لہجہ ۱۲، تصوف  
و لغز ۱۲، شعر گوئی ۱۲، تخلص ۱۳، استاد شعر ۱۴، رجعت گوئی: پہلا دور ۱۴، دوسرا  
دور ۱۵، فارسی نگاری ۱۷، تدوین اشعار ۱۸-دیوانہ آورد: نسخہ عرشی زادہ ۱۹،  
نسخہ کلکتہ ۲۰، نسخہ ہدیال ۲۰، نسخہ شیرانی ۲۰، پہلا انتخاب: گلِ رعنا ۲۱،  
دوسرا انتخاب: مداول دیوان ۲۲، کسی نے انتخاب کیا ۲۲، معیار انتخاب ۲۴،  
مقدار انتخاب ۲۴، تاریخ و مقام انتخاب ۲۵، آخری انتخاب ۲۹، طرز حسن ۳۰،  
تعریف حسن ۳۲، تعریف شعر ۳۳، اوصاف شعر ۳۴، عیوب شعر ۳۷، نتائج لفظی  
۴۰، میزان شعر ۴۴، سہارِ تنقید ۴۶، شرکتِ مشاعرہ: کلکتہ کے مشاعرے ۴۷، دہلی  
کے مشاعرے ۴۸، اخبار میں اشاعتِ اشعار ۵۳، بھٹی یا مدح ۵۵، عزل و محو ۵۷،  
معاصرین کا اعتراف ۵۸، ناقدین اور عصر ۶۰، مکانہ کلکتہ ۶۰، بیدر دہلی ۶۱، شعر  
گوئی موقوف ۶۵، جدید ترتیب دیوان ۷۲، مشتملات ۷۴، ترتیب ۷۶، اختلاف نسخ  
۷۷، زیر مطالعہ نسخے ۷۹، قلمی نسخے: نسخہ عرشی زادہ ۷۹، نسخہ ہدیال ۸۶،  
نسخہ شیرانی ۹۲، گلِ رعنا ۹۹، نسخہ رام پور قدیم ۱۰۱، انتخابِ غالب ۱۰۳،  
نسخہ بدایوں ۱۰۶، نسخہ دیبہ ۱۱۱، نسخہ کریم الدین ۱۱۳، نسخہ لاہور ۱۱۵،  
نسخہ رام پور جدید ۱۱۷، انتخابِ غالب ۱۲۵، مطبوعہ نسخے: پہلا ایڈیشن ۱۲۷،  
دوسرا ایڈیشن ۱۳۱، تیسرا ایڈیشن ۱۳۳، چوتھا ایڈیشن ۱۴۰، پانچواں ایڈیشن ۱۴۳،  
نسخہ حمیدہ (اول) ۱۴۵، لطیف ایڈیشن ۱۵۰، نسخہ حمیدہ (دوم) ۱۵۱، ماخذوں کی  
تاریخی ترتیب ۱۵۴، علامات ۱۵۵، دیگر علامات ۱۵۶، حواشی ۱۵۶، فہرستِ اشعار ۱۵۷،  
اشارے ۱۵۷، انلا اور رسم الخط ۱۵۸، علاماتِ وقف ۱۵۹، تصاویر ۱۵۹، شکرہ ۱۶۰

گنجینہ معنی

۱۲۶-۱



|         |                  |     |                     |
|---------|------------------|-----|---------------------|
| ۵۲۴     | باد آورد         | ۵۰۱ | نوائے سروش          |
|         |                  | ۵۲۰ | بادگار ناله         |
| ۵۲۶—۵۲۵ |                  |     | فہرست اشعار         |
| ۵۷۱—۵۲۷ |                  |     | اشاریہ              |
| ۵۶۲     | کتب و علوم وغیرہ | ۵۳۷ | اشخاص و السنہ وغیرہ |
|         |                  | ۵۵۶ | مقامات وغیرہ        |
| ۵۷۲     |                  |     | معذرت               |
| ۵۷۳     |                  |     | صحت نامہ            |

---

## تقریب

جوں جوں وقت گزرنا جاتا ہے، غالب کے کلام کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ غالب کی زندگی، اُن کی شخصیت اور شاعری، اُن کے خطوط اور دیگر تحریروں کے منطقی تلاش و تحقیق اور تحسین و تنقید کا سلسلہ برابر جاری ہے، اور شخصیت کی رنگینی اور تصانیف کی جامعیت کے پیشِ نظر، یقین ہے کہ، یہ جاری ہی رہے گا۔ اردو کے کسی شاعر کے منطقی اتنا نہیں لکھا گیا جتنا غالب کے منطقی۔ مگر خود اُنہیں کے الفاظ میں: حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

غالب کے کلام کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، اُن میں نسخہ حیدرہ (الوزارالحق)، ارمانِ غالب (اکرام)، انضامِ غالب (عرشی) اور دیوانِ غالب (مالک رام) کی خاص اہمیت ہے۔ غالب کے تنقیدی شعور کے مطالعے کے لیے ان نسخوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ڈاکٹر عبداللطیف کو سب سے پہلے غالب کے سارے اُردو کلام کو تاریخی ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کا خیال آیا تھا، مگر اُن کے تیار کیے ہوئے مواد کا صرف نصف حصہ چھپ سکا۔ اکرام نے پہلے غالب نامہ اور بعد میں ارمانِ غالب میں یہ کوشش کی، مگر ادھوری۔ مالک رام نے نسخہ حیدرہ کے منتخب اشعار اور کچھ متفرق شعر مروجہ دیوان میں شامل کر کے عام پڑھنے والوں کے لیے ایک اچھا ایڈیشن تیار کر دیا۔ مگر زیرِ نظر ایڈیشن، جو اُردو کے مشہور محقق اور غالیات کے ماہر جناب امتیاز علی عرشی کی برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے، نہ صرف ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتا ہے، بلکہ کلام کی تاریخی ترتیب اور صحت، نسخوں کے اختلاف کی ضابطہ، شرح اور ضروری حواشی کے لحاظ سے، اب تک کی ساری کوششوں پر جاری، اور اُردو میں ادبی تحقیق اور علامہ فخر کا ایک قابلِ فخر اور ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

انجمن ترقی اُردو (ہند) ابتدا سے اہلِ تہذیب کے دولوں، نادر تذکروں اور ادبی عالیہ کی اشاعت میں کوشاں رہی ہے۔ دورِ جدید میں اُس نے غالب کے منطقی احوالِ غالبہ اور دفترِ غالبہ کے نام سے دو کتابیں شائع کی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ جناب امتیاز علی عرشی کی عرقِ ریزی کا یہ شاہ کار بھی انجمن ترقی اُردو (ہند) کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔

یہ تو صحیح ہے کہ غالب کی عظمت کا تصور فلک بوس متداول دیوان پر قائم ہے، لیکن نسخۂ حیدرہ کے اشعار کو بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اول تو اُن ابتدائی نقوش میں بھی جابجا ایسے شوخ رنگ مل جاتے ہیں جن سے غالب کی تخلیقی صلاحیت، اُن کی نفس کشی، اُن کی تخیل کی بلندی اور اُن کے ذہن کی پرواز کا علم ہوتا ہے۔ دوسرے، ادبیات کے ہر سنجیدہ طالب علم کے لیے ان اشعار کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں سلاہیوں سے گزر کر غالب فکر و فن کی اُس بلندی تک پہنچے جو اُن کا خاتمہ ہے۔ غالب بڑے باشعور شاعر ہیں، مگر وہ بھی اپنے بہ ترن اشعار کا انتخاب نہیں کر سکتے ہیں۔ جس طرح نسخۂ حیدرہ کے سو ڈیڑھ سو اشعار شامل ہونے سے رہ گئے، اسی طرح انتخابِ غالب (رام پور) میں بھی متعدد ایسے اشعار درج نہیں ہو سکے جنہوں نے غالب کو غالب بنایا۔ اسی وجہ سے غالب کا صحیح مطالعہ اُن کے سارے کلام کے پیشِ نظر ہی ہو سکتا ہے۔ عرشی صاحب اس لحاظ سے بھی ادا ہے خاص سے نکتہ سرا ہوئے ہیں اور انہوں نے بارہا نکتہ دان کو صلاح عام دی ہے۔

بڑا شاعر وہ ہے جو زندگی کے متعلق ہر پور اور گہری بصیرت عطا کرے۔ غالب کا کلام واقعی ایک جامع جہاں بنا ہے۔ اُن کی تخیل میں ہستی ہے، اُن کے احساس میں تدبیر و تیزی ہے۔ وہ صور نگری کے بادشاہ ہیں۔ وہ افکار و اقدار کے شاعر ہیں۔ وہ انسانیت کے ہر رنگ میں پرستار ہیں۔ انہوں نے بت شکنی بھی کی ہے، اور نئے افکار کے صنم خٹنے بھی بنائے ہیں۔ وہ دلوں کی گہرائیوں میں بھی جھانک سکتے ہیں اور ذہن کے ہر پیچ و خم سے بھی واقف ہیں۔ وہ اپنے دور کے غائبانے ہیں اور اُس سے بلند بھی۔ ان کی غزل حبیبِ دل میں نہیں، صحیفۂ زندگی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غالب کے کلام میں ایک ایسا آہستہ خاتمہ ملتا ہے، جس کے جلوں سے ذہنوں میں فکر و نظر کے چراغ جل اُٹھتے ہیں، اور دلوں میں انسانیت کی عظمت کا نقش اور گہرا ہو جاتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ خاص و عام اس شاندار کارنامے کا مناسب اور موزوں غیر مقدم کریں گے، اور اس سے غالب کی زبان کی محبت اور اُس کی خدمت کا نیا ولولہ حاصل کریں گے۔

آلہ احمد سرور

علی گڑھ

## مقدمه



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قاضی محمد صادق علی اختر نے تذکرۂ آفتابِ طہاشاہ کی ترتیب کے دوران میں مولوی سراج الدین احمد کی وساطت سے، میرزا صاحب سے حالاتِ زندگی اور مشہد اشعار طلب کیے تھے۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

ہاں ناکسانِ روزگار، و یکسانِ دہلی دہان، سلطان زادہ ابست کافر ماحول و گہرست  
سلطان نما، کہ از غلط نمائی غلاب غلطی سے کند و بدین رنگ ڈاڑھی خلد۔ فرد:

خروستہ غلاب نبود زین عہد گفتن

یک بار بفرمای کہ مای هیچ کسی مایہ

پہانِ نماد کہ در اصلِ افرطش از دودۂ روز فروزگان و حلقۂ بختِ برگشتگان سمرجیدہ  
و روی ہیں ناپیدہ کم۔ آرایشِ سخن پیش کش، ترکِ زادم و نسیر من بہ افراسیاب و جنگ  
می یوندد۔ بزرگانِ من، از آنجا کہ با سلجوقیان پیوندِ ہم گوہری داشتند۔ بعدِ دولتِ ایران  
داجتِ سروری و سہیدی افزاشتند۔ بعدِ سہری شدنِ دورگار جامندی آن کردہ، چون غاروان  
و ینوان روی آورد، جسی را ذوقِ دھڑن و غارنگری از جای برد، و طایفۂ را کشاورزی پیشہ  
گشت۔

نیاگانِ سرا بہ توران زمین شہر سمرقند آراشگاہ شد۔ ازان میانہ نیای من از پدر خود  
ونجیدہ، آہنگِ حسد کرد و بہ لامور عمریر سین الملک کرد۔ چون بساطِ دولتِ مین الملک  
در ترشتند، بدلی آمد و با ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان چادر پیوست۔

زان پس پدرم، عبد اللہ یک خان، بہ شامیان آباد موجود آمد، و من با کبر آباد۔ چون پنج سال از عمر من گزشت، پدر از سرم سایہ برگرفت۔ عمر من، نصر اللہ یک خان، چون خواست کہ مرا باز پرورد، ناگاہ مرگش فراز آمد۔ کایش پنج سال پس از گزشتہ برادر، بی موی برادر برداشت، و مرا درین خرابہ جا تنہا گذاشت۔ و این حادثہ کہ مرا نشانی جان گذاری و گردون را کتبہ بازی بود، دو سال ہزار و ہشت صد و شش عیسوی ہنگام شکستہ لشکر آرائی و کشتور کشتار مصمم الدولہ جرنیل لازمہ لک صاحب ہاندہ بروی کار آمد۔

چون عمر مرحوم از دولیان دولتی اہل فرنگ، و با ابوہی چار صد سوار ہرکاب مصمم الدولہ با سرکشان سرگرم جنگ بود، و م از بخشہای سرکار انگریزی دو برگتہ سیر حاصل از مضامین اکبر آباد بجا کمر داشت، بہ سالار انگلیس، بخون جہی آفتاب، کلہ نادر گدایان را چراغ، و ما پیروان را ہوسہ جا کمر ہشامہ، از خار خار چستہوی وجہ معاش فراغ بخشید۔ تا امروز کہ شمارہ نفس شماری زندگانی پمل و چار میرسد، بدان راتہ غرہم و بدان مایہ قانع۔

در سخن از پرورش بانگاہن، بدا قیاسم، و سواد معنی را فروغ کوہر خویش روشن کردہ ام۔ از ہیج آفریدہ حق آموزگاریم بگردن، و بار منتہر دہنائیم بر دوش نیست۔ رباعی:

غالب، بگو ز دودہ زادخسرم      زان رو، ہضای دہر تیضت دم  
چون رفت سپیدی زدم چنگ بشمر      شد، تیر شکستہ نیاگان، ظم

نامہ سیابان رسید، و شرم پراگندہ گوئی و دواز نفسی بر من اشتم کرد۔ دیدہ دوران دانند کہ گفتنی فراوان بود و افسانہ پریشان۔ تا کجا اندک گفتنی و گفتار را از دوازی نگاہ داشتی۔ مرا در آنجہ رفت، گناہی نیست؟ و اگر خود گناہست، دوست کریم است و کرم طرخواہ،

بہ سرگزشت سنہ ۱۸۶۱ع تک کے اہم سوانح زندگی کا خلاصہ تھی۔ اس کے ۲۰ سال بعد، سنہ ۱۸۶۱ع میں نواب علاؤ الدین احمد خاں پسانہ علاقہ کو ایک اردو خط میں، جو حسرت بیان کا بہترین نمونہ ہے، تحریر فرماتے ہیں:

”منہو عالم دو ہیں: ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و یگل۔ حاکم ان دونوں عالموں کا

وہ ایک ہے جو خود فرماتا ہے: مَلَسَنِ السُّكُ الْيَوْمَ ۹، اور پھر آپ جواب دیتا ہے: وَفِي الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

ہر چند قاعدۂ عام یہ ہے کہ عالمِ آب و یگل کے مجرم، عالمِ ارواح میں سزا پانے ہیں، لیکن یوں بھی ہوا ہے کہ عالمِ ارواح کے گنہگار کو دنیا میں ہیج کر سزا دینے ہیں۔ چنانچہ میں گھڑی رجب سنہ ۱۲۱۲ء (۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء) میں روپکاری کے واسطے یہاں پہنچا گیا۔ ۱۳ برس حوالات میں رہا۔ ۷ رجب سنہ ۱۲۲۵ء (۹ اگست ۱۸۱۰ء) کو میرے واسطے حکمر دولہر جس صادر ہوا۔ ایک یڑی میرے ہاتھ میں ڈال دی، اور دل شہر کو زندان مقرر کیا، اور مجھے اُس زندان میں ڈال دیا۔ فکرِ نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا۔ برسوں کے بعد، میں جیل خانے سے چاگا۔ تین برس بلادِ شریفہ میں پھرنا رہا۔ ہاتھ کار مجھے کلکتے سے پکڑ لائے اور پھر اُس جیس میں بٹھا دیا۔ جب دیکھا کہ یہ قیدی گریزا ہے، دو تنکڑیاں اور ڈھادیں۔ ہاتھ یڑی سے بنگار، ہاتھ تنکڑیوں سے زخمدار۔ مشقتِ مفری اور مشکل ہوگئی۔ طاقت یک قلم زایل ہوگئی۔

بے حیا ہوں۔ سالہ گزشتہ یڑی کو زاویۂ زندان میں چھوڑ، مع دونوں تنکڑیوں کے چاگا۔ میرٹھ، مراد آباد ہوتا ہوا رامپور پہنچا۔ کچھ دن کم دو مہینے وہاں رہا تھا کہ پھر پکڑا آیا۔ اب عہد کیا کہ پھر نہ چاکوں گا۔ چاکوں کا؟ چاکے کی طاقت بھی تو نہ رہی۔ اس کے بعد سرگزشتِ طالب پر 'دراز نفسی' بیکار ہے۔ صرف اتنا عرض کردوں کہ لالہ زار شاعری کا یہ بلبل خوشنوا دوشنبہ ۲ ذیقعدہ ۱۲۸۵ء (۱۵ فروری ۱۸۶۹ء) کو حبش کے لیے عارض ہو گیا۔ حقِ منفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا!

### نظم و نثر

میرزا صاحب کی نظم زیادہ اونچیں نہ تھیں۔ وہ خود اس سلیلے میں اپنے کلیاتِ فارسی کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں:

نقصِ استعداد مرا پیرایۂ نازشِ فعلی و تصرفِ وجود مرا سرمایۂ برازشِ کمال نیست۔

نہ تراۃ صرف و اشتقاق بر لب است، و نہ زمزمۃ سلب و اہجام برسان۔ نہ خونِ مُصراسم بگردست، و نہ نشرِ قاموس بر دوش۔

### ﴿ عربی ﴾

عربی کے متعلق ۱۸۶۲ع میں فقہ کو لکھتے ہیں:  
 میں عربی کا عالم نہیں، مگر ترا جہاں میں نہیں۔ بس اتنی بات ہے کہ اس زبان کے لغات کا تحقیق نہیں ہوں۔ علمائے پوچھنے کا حجاج اور سند کا طلبگار رہتا ہوں۔  
 تقریباً اسی زمانے میں عربی تعلیم کی تحید بھی کر دی ہے۔ فرماتے ہیں:  
 میں نے اہلِ دہستانِ ثینی میں، شرحِ مائۃ عامل تک پڑھا۔ بعد اس کے لہو و لب اور آکے بڑھ کر فنی و لغوی و عیش و عشرت میں نہمک ہو گیا۔

### ﴿ فارسی ﴾

فارسی کے بارے میں لکھتے ہیں:  
 فارسی میں مبدأ فیاض ہے مجھے وہ دستگاہ ملی ہے کہ اس زبان کے قواعد و ضوابط میرے ضمیر میں اس طرح جاگزیں ہیں جیسے فولاد میں جوہر۔

### ﴿ استاد ﴾

اس میں شک نہیں کہ میرزا صاحب کو یہ دستگاہ خلیفہ محمد معظم کی تعلیم اور ذاتی مطالعے سے ملی تھی۔ مگر اُن کے یہاں ایک ایرانی استاد کا بھی ذکر آیا ہے۔ فرماتے ہیں:  
 دشتِ مرمرود نامِ پارسی زولہِ فراۃ برد از تحفۃ ساسانیان۔ پس از گرد آوردنِ فراوانِ دانش، کیشِ اسلام گزیدہ و خود را عبد الصمد نامیدہ، در سالِ یکہزار و دوست و بست و شش ہجری بطریقِ سیاحت ہند آمدہ و بہ اکبر آباد، کہ پیکرِ پیرِ پخت و خرد آموختنِ من ہمدردانِ شہر گنجے ہر بردہ است، دو سال بکلمۃ احوالِ من آمودہ است، و من آہنِ معنی آفرینی و کیشِ بگاہِ یلنی از روی فراگرت ام۔ برنہادِ وی آفرین باد، و بردوانِ وی آباد

اس گرامی استاد کی تعلیم سے استفادے کے متعلق فرماتے ہیں:

ماکر فرزانه فرزند آیین عبدالصمد راہ تلموزی، سامہ نگار نیز یکی از نگرندگان بودی۔ ہ  
خود راہ راست پیمودی، و نہ دیگران را آگہی افزودی۔  
اُس کی استفادہ علی کے بارے میں لکھتے ہیں:

فارسی زبان سے لگائو اور شعر و سخن کا ذوق فطری و ملیں تھا۔ ناگاہ ایک شخص کے  
ساکن پنم کی نسل میں سے، مہذا متعلق و ملکہ میں مولوی فضل حق مرحوم کا نظیر اور  
مومن موحّد و صوفی صافی تھا، میرے شہر میں وارد ہوا، اور لطائفِ فارسی، نکت اور خواص  
فارسی آہستہ بہرے اُس سے میرے حال ہوئے۔ سونا کسوٹی پر چڑھ گیا۔ ذہن مستوح نہ  
تھا۔ زبانِ دری سے پیوندِ ازل اور اُستاد بے مبالغہ جاماسبِ عہد و برہمیر عصر تھا۔ حقیقت  
اس زبان کی دانشین و خاطر نشان ہو گئی۔

مفتی محمد عباس لکھوی کو قاطع برہان کا ایک نسخہ تحفے میں بھیجنے کے بعد تحریر  
کیا ہے:

علم و ہنر سے عاری ہوں، لیکن پچھن برس سے عمر سخن گزاری ہوں۔ مبادی فہام کا  
بہرہ پر اسائنِ عظیم ہے۔ ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے۔ فارسی کے ساتھ ایک  
مناسبتِ ازل و سرمدی لایا ہوں۔ مقامی اہلِ پارس کے متعلق کا بھی مزہ لبدی لایا ہوں۔  
مناسبتِ خدا داد، تربیتِ اُستاد حسن و قبح ترکیب پہچانتے، فارسی کے خواص جانتے لگاؤ۔  
فائدہ غالب میں ارشاد فرماتے ہیں:

زبانِ دانیِ فارسی میری ازل دستگاہ اور بہ عطیہ خاص من جانبِ اللہ ہے۔ فارسی زبان  
کا ملکہ جھکو خدا نے دیا ہے۔ متنی کا کمال میں نے اُستاد سے حاصل کیا ہے۔

نواب کلید علی خاں والیِ رام پور کی خدمت میں عرض کیا ہے:

بہرِ ضرورت سے میری طبیعت کو زبانِ فارسی سے ایک لگائو تھا۔ چاہتا تھا کہ  
فرہنگوں سے وہ کر کوئی ماخذ جھکو ملے۔ بارے مراد بر آئی، اور اکابرِ پارس میں سے  
ایک بزرگ یہاں وارد ہوا، اور اکبر آباد میں مقبر کے مکان پر دو برس رہا، اور میں نے اُس

سے حفاظی و دقائق زبانِ فارسی کے معلوم کیے۔ اب مجھے اس امر خاص میں نفسِ مطبعت حاصل ہے۔

’بغیر تہہ‘ میں بھی عبدالصمد کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

’بعد اہلک مدت کے جب میں دل آ رہا اور مولوی فضل حق منظور سے بعد ملاقات ربط ہوا۔ اہلک روز بحسب اتفاق مرمزدہ کا ذکر دو زبان آگیا اور اُس کے ذکر کے آنے کی قریب میری صحت اور اروید کے اتحاد کی شرح۔‘

ان باتوں سے ظاہر ہیں نتیجہ نکلتا ہے کہ میرزا صاحب کو زبانِ فارسی سے طبی مناسبت اور فطری لگاؤ تھا۔ حشر اتفاق سے ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ع) میں جب کہ میرزا صاحب کی عمر چودہ سال کی تھی، اہلک ایرانی نو مسلم آگرے میں وارد ہوا اور دو برس تک میرزا صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔ اس مدت میں میرزا صاحب نے خالص اور آبیختہ برقی فارسی کے حفاظی و دقائق کی اُس سے تحصیل کی، کلامِ مشق سے اس امر خاص میں نفسِ مطبعت حاصل کیا اور طبی ذوق کے سونے کو استاد کی تعلیم کی کسوٹی پر چڑھا کر کندن بنا لیا۔

لیکن فی الحقیقت یہ شخصیت افسانہ تھی، جسے از راوِ صلحت میرزا صاحب نے پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ اس راز کی خود ہی طلسم کشائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’مجھ کو بدا فیاض کے سوا کسی سے نلت نہیں ہے۔ عبدالصمد محض اہلک فرضی نام ہے۔ چونکہ مجھ کو لوگ بے استادا کہتے تھے، اُن کا ضمیر بند کرنے کو میں نے اہلک فرضی استاد کہہ لیا ہے۔‘



پھر حالِ میرزا صاحب فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ خود انہوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ’میں فارسی کا محقق ہوں‘ اور فتنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ’میرزا ہوں، مجھے سمجھانے ہو کہ صد جا در کلامِ اعلیٰ زبانِ خواہند یافت، مگر میں باقرِ کلامِ اعلیٰ زبان نہیں؟‘ نیز انہوں کو لکھا ہے کہ ’فارسی کی میزان، یعنی ترازو، میرے ہات میں ہے‘۔ نام

اس اذکار میں حقیقت کی یہی جلوہ گری ہے اور اس کا باعث اُن کا اساتذہ پارس کے کلام کا وسیع اور گہرا مطالعہ ہے، جو فارسی سے انتہائی دلچسپی کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں کہ نظم و نثر فارسی کا عاشق و مایل ہوں۔ هندوستان میں رہتا ہوں، مگر نینگ اصفہانی کا کھالی ہوں<sup>۱</sup>۔

یہ کلیات فارسی کے خانے میں فرماتے ہیں:

شیخ علی حزن، بخندہ زیر لب، بے راہہ رویہای مرا در نظرم جلوہ گر ساخت، و زہر نگار طالبِ آمل، و رفیقِ چشمِ عرفی شیرازی، مادۂ آن ہرزہ جنبہای ناروا در پای رہ پہلی من سوخت۔ ظہوری، سرگرمِ گیرافو شمس، حرزی یازوی و نوشہ پرکرم بست، و نظریو لالابی خرام پنجہار عمامۂ خودم بپالش آورد۔ اکنون بینر فترۂ پرورش آموخگر این گروہ فرشتہ شکوہ، کلکِ رفاہ من بفرامش کردو است و برامش موسیقار، بجلوہ طازس است و پرواز عشاء۔



لیکن اس دعوے کے باوجود میرزا صاحب اساتذہ زبان کے پدو تھے۔ گو اردو کے بارے میں انہوں نے اپنے متعلق کہا ہے کہ اس امر کے مالک اور اعلیٰ زبان م ہیں<sup>۲</sup>، لیکن نواب علی چاند، واللہ باللہ، کو بھی مشورہ دیا ہے کہ از ریختہ گویان گفتار میر و میرزا۔ در نظر داشت باشند<sup>۳</sup>۔

فارسی میں خود بھی اعلیٰ زبان سے استناد کرتے ہیں اور شاگردوں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے ہیں کہ الفتِ فارسی اور روز مرۂ فارسی ہو، تو اعلیٰ زبان کے کلام سے مست کریں<sup>۴</sup>۔ اور اس امر میں اپنے معاصرین سے استفادے کو بھی موجبِ عار نہیں سمجھتے۔ چنانچہ میرزا علی اکبر شیرازی کے متعلق نور الحسن خاں کو لکھتے ہیں:

غزل از فکرهای تازه مِ دونِ ورقِ مینگارم، و از شما بدین نقدِ ابدوارم کہ وژہ از ہر این کارِ بدان والا کو پیوندد، و غزل را چشمِ بار یافتگانِ بزمِ والایش برخواہد، و عرصہ دارید کہ هندوستانیے بدین پنجارِ دو پارسِ زبان سخن میراید۔ اگر آچہ بیگوید در خورِ آفرین

است دستور ہے، تا دیگر از کلام و ورق کلام ستان و بحالہ نثر گفتاری شادمان باشد۔ ورنہ دور باشد، تا بعد ازین گردہ این آرزو نکرد و مرزہ خونِ جگر نخورد۔

ہاں امیر خسرو کے سوا اور کسی ہندوستانی کو اسناد کے قابل نہیں جانتے۔ سرور کو لکھا ہے<sup>۱</sup>:

حضرت کو یہ معلوم رہے کہ میں اعلیٰ زبان کا چرو، اور ہندویں میں سوائے امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہوں۔ جب تک فدما یا متاخرین میں مثل صائب و کلیم و اسیر و حزی کے کلام میں کوئی لفظ یا ترکیب نہیں دیکھ لیتا، اُس کو ظلم اور شر میں نہیں لکھتا۔

جن لوگوں کے عشق مرنے پر اتفاق ہے جمہور کو، اُن کا حال کبسا گزارش کروں؟ ایک اس میں صاحبِ برہانِ قاطع ہے۔ اب ان دنوں میں برہانِ قاطع کو دیکھ رہا ہوں، اور اُس کے فہم کی غلطیاں نکال رہا ہوں۔ اگر زیست باقی ہے، تو ان نکات کو جمع کر کے اس نسخے کا نام قاطعِ برہان رکھوں گا۔

میرزا قنہ کو تحریر کرتے ہیں<sup>۲</sup>:

اعلیٰ ہند میں سوائے خسرو دہلوی کے کوئی مسلم الثبوت نہیں۔ میان فیضی کی بھی کہیں کوئی ٹولہ نکل جاتی ہے۔ فرہنگ لکھنے والوں کا مدار قیاس پر ہے۔ جو اپنے نزدیک صحیح سمجھا، وہ لکھ دیا۔ قطعی و سعدی وغیرہ کی لکھی مرقی فرہنگ مر، تو ہم اُس کو مانیں۔ ہندویں کو کیوں کر مسلم الثبوت جانیں؟  
یخبر کو لکھا ہے<sup>۳</sup>:

فقیر نے اساتذہ کے کلام میں کیوں یہ ترکیب نہیں دیکھی۔ پس میں اس کی صحت اور غلطی میں کلام نہیں کر سکتا۔ جنابِ غلطی میرے نزدیک راجح ہے۔ آپ جب تک کلامِ اعلیٰ زبان میں نہ دیکھ لیں، اس کو جائز نہ جانیے گا۔ مگر کلامِ سعدی و قطعی و حزی اور اُن کے امثال و نظائر کا معتد علیہ ہے، نہ آرزو اور واقف اور قبل و غیرم کا۔  
ایک اور خط میں پھر سرور کو لکھا ہے<sup>۴</sup>:

ہندوستان کے مہندروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی، علیہ الرحمہ، کے سوا کوئی استاد



سلم القیوت نہیں ہوا۔ خسرو کی خسرو ظہور سخن طرازی ہے، یا مجسمہ نظامی گنجوی و مصطرحی شیریازی ہے۔

خیر، فیضی بھی تفرکونی میں مشہور ہے۔ کلام اُس کا پسندیدہ جمود ہے۔ دیکھو، عبدالقادر بدایونی کیا لکھتا ہے: ”دھی سپاہیہ فالہیزہ آرزو، فقیر اور شیدا اور بہار و خیرم، انہیں میں ناصر علی اور یدل اور غلیبت، ان کی فارسی کیا؟ ہر ایک کا کلام بنظر انصاف دیکھیے۔ حالت گنگن کو آرس کیا؟

منتہ اور سکین، اور واقف اور قیل، یہ تو اس قابل ہیں نہیں کہ ان کا نام لیجے۔ ان حضرات میں عالمی علوم عربیہ کے شخص ہیں؟ خیر، ہوں، فاضل کہلاتی۔ کلام میں ان کے مزاج کیا؟ ایرانیوں کی سی ادا کیا؟

فارسی کی قاعدہ دان میں اگر کلام ہے، اس میں چھوی قیاس ایک بلائے عام ہے۔ ولایت سیالکوٹی نے خانو آرزو کی تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا ہے، اور ہر اعتراض بجا ہے۔ باایں ہمہ، وہ ہیں جہاں اپنے قیاس پر جانا ہے، منتہ کی کہتا ہے۔ مولوی احسان اللہ تھار کو صنایع لفظی میں دستگاہ اچھی نہیں۔ اس شیوہ و روش کو خوب رت گئے۔ فارسی وہ کیا جانی۔ قاضی محمد صادق اختر عالم ہوں گے۔ شاعری سے اُن کو کیا علاقہ،

﴿راوی سخن کے غول﴾

ہندی شاعروں اور ادیبوں کا نام میرزا صاحب نے راوی سخن کے غول رکھا تھا۔ خلیفہ شاہ محمد، مادھر رام، غلیبت اور قیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نواب انور اللہ بہادر شفق کو لکھا ہے<sup>۱</sup>۔

یہ لوگ راوی سخن کے غول ہیں، آدمی کو گمراہ کرتے والے۔ یہ فارسی کیا جانتیہا، علم، طبع موزوں رکھتے تھے، شعر کہتے تھے:

ہرزہ، مشتاق و پی، جاوہ ششمان بردار

لی کہ در راوی سخن چون تو موزاد آمد و رفت

### ﴿ اصل الاصول ﴾

اُن کی رائے میں فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول، مناسبت طبعیت اور تتبع کلامِ اعلیٰ زبان ہے۔ اساتذہ کے کلام کے مشاعدے میں اگر توغل رہے، تو ہزارہا بات حق معلوم ہوئی ہے، اور انسان کی نظر میں واقعی ادبی وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔  
سرور کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبعیت کی ہے، پھر تتبع کلامِ اعلیٰ زبان۔ لیکن نہ اشعارِ قبل و واقف و شعرائے ہندوستان، کہ یہ اشعار سوائے اس کے کہ ان کو موزونی طبع کا نیچہ کوئے، اور کسی تشریف کے شایاں نہیں ہیں۔ نہ ترکیب فارسی، نہ معنی نازک۔ ہاں الفاظِ فرسودہ عامیانہ، جو اطفالِ دہشال جانتے ہیں، اور جو متصدی تر میں درج کرتے ہیں، وہ الفاظِ فارسی بہ لوگ نظم میں خرچ کرتے ہیں۔

جب رودکی و عنصری و خاقانی و رشید و طوطا اور ان کے امثال و نظائر کا کلام باسٹینا دیکھا جائے، اور ان کی ترکیبوں سے آشنائی ہم پہنچے، اور ذہن امرواج کی طرف تہ لے جائے، تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی بہ ہے۔

نواب علی چادر کو اصلاحِ اشعار کے سلسلے میں از راہ نصیحت لکھا ہے:

»اگر پژوهشِ ابن ران و عمری پردہ ابن ساز آرزو دارند، از دہتہ گویان گفتار میر و میرزا و از زمزمہ پارسی گویان، کلامِ صائب و عرف و نظیری و حزین در نظر داشتہ باشند۔ نہ در نظر داشتگی کہ سواہ ورق از بدہ بدل فرود نیاید، بلکہ ہمہ کوشش دران رود کہ جوہر لفظ را بشناسد، و فروغ معنی را بنگرد، و سرہ را از ناسرہ جدا کند۔

### ﴿ بدلتہ فارسی ﴾

چونکہ میرزا صاحب اساتذہ کی پیروی پر زور دیتے تھے، اس لیے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس اتباع میں تقلیدِ محض کا رنگ جھلکتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ غلطی میں کسی کی پیروی کے قائل نہ تھے، چنانچہ ایک خط میں لکھتے ہیں:

مظفل میں جہور کی چڑی کیا فرض ہے،

دوسرے خط میں فرماتے ہیں<sup>۱</sup>:

مخبر تو آدمی تھا۔ یہ مصرع اگر جہریل کا ہوتا، تو اُس کو سند نہ چاہو اور اس کی چڑی نہ کرو۔

اب آپ غور کیجئے کہ جو شخص جہور اور مستند اساتذہ ایران کی تقلید بھی عامیہ اور کورانہ طریق پر نہ کرنا ہو۔ وہ "یدلایہ فارسی" کو کس طرح قبول کر سکتا تھا۔ اور کوئی تعجب کا مقام نہیں، اگر اُس نے کہا ہے:

دکیشم من کہ تا ابد بریم لاسول ولا قوت۔ یہ مصرع میرا نہیں۔ تا ابد بریم، یہ فارسی لالہ قیل کی ہے۔

### ❦ غیر ہمہ ❦

اس طرح وہ اس کو بھی نا پسند کرتے تھے کہ اعلیٰ ایران کے لہجے کا اتباع کیا جانے کہ یہ الیک بختی وصف، اور اس لیے نا قابلِ تتبع ہے۔ چنانچہ قدر بلکراں کو لکھا ہے:

دخبر میں اساتذہ کا تتبع کرو، نہ عمل کے لہجے کا۔ لہجے کا تتبع بھاڈوں کا کام ہے، نہ دیروں اور شاعروں کا۔ ایسی تقلید کو میرا سلام۔

### ❦ صوف و نجوم ❦

شعر و سخن کے مشقات کے ساتھ میرزا صاحب نے علم نجوم اور صوف کا بھی مطالعہ کیا تھا، جو دراصل اُس عہد کے شاعر کے لیے جت ضروری تھا۔ چنانچہ خود بھی لکھتے ہیں کہ:

آرایشر مضامین شعر کے واسطے کچھ صوف، کچھ نجوم لگا رکھا ہے۔ ورنہ سوائے موزون طبع کے یہاں کیا رکھا ہے۔

### ❦ شعر گوئی ❦

میرزا صاحب نے ابتدائے سنِ نوجوانی سے شعر گوئی شروع کر دی تھی۔ مگر اس وقت

۱۔ اردو سے نقل: لائبریری المائیس، ۲۵۵۔ ۲۔ حواشی: ۱/۱۲۲۔ ۳۔ افسانہ: ۱/۱۲۲۔ ۴۔ افسانہ: ۱/۱۲۲۔ ۵۔ حواشی: ۱/۱۲۲۔ ۶۔ اردو سے نقل: ۲۰۹۔

کیا عمر تھی اس بارے میں خود اُن کے بیان میں اختلاف ہے۔ کلیاتِ فارسی کے خاتمے میں فرماتے ہیں:

ماز روزی کہ شمارۂ سنین عمر لڑ آحاد فرازک رفت، و رشتہ حساب زحمتِ یازدہمین  
کرہ بخود برگرفت۔ اندیشہ در دواوہ گلمِ فراخ برداشت، و کرب و مضائقہ بادیہ سخن پیمودن  
آغاز نہاد۔

سلطان محمد بہادر کو لکھتے ہیں:<sup>۱</sup>  
در دہ سالگی اٹلر موزوفر طبع یدانی گرفت۔  
قدر بلکراس کو سنہ ۷۶۷ھ میں تحریر کیا ہے:<sup>۲</sup>  
ہارہ برس کی عمر سے کاغذ، نظم و نثر میں، مانند اپنے نامۂ اُعمال کے سیاہ کر رہا ہوں۔  
باسمہ برس کی عمر ہوئی۔ پچاس برس اس شیوے کی ورزش میں گزرے۔  
انہیں کو پھر سنہ ۷۶۸ھ میں لکھتے ہیں:<sup>۳</sup>  
ہندہ برس کی عمر سے شعر کہتا ہوں، سالمہ برس بکا۔ نہ مدح کا صلہ ملا، نہ غزل کی  
داد۔

شا کر کو بھی یہی تعینہ تحریر فرماتے ہیں:<sup>۴</sup>  
۱۵۱ برس کی عمر سے ۲۵ برس کی عمر تک مضامینِ خیال لکھا کیا۔  
ان باتوں کے پیشِ نظر، میرزا صاحب کی سخن سرائی کا آغاز ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۷ء)۔ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۹ء) اور ۱۲۲۷ھ (۱۸۱۲ء) میں سے کسی ایک سال ہوا تھا۔ ان میں سے راجح قول  
یہ ہے کہ وہ تقریباً دس برس کی عمر سے شعر کہنے لگے تھے، کیونکہ کلیاتِ فارسی کا  
اظہار، جو سب سے قدیم ہے، یہی ثابت کرتا ہے، اور اس کی تائید اُن کے معروف لالہ کہیا  
لال کے بیان سے بھی ہوتی ہے، جیسے خواجہ حال نے نقل کیا ہے:<sup>۵</sup>

تخلص : اردو قالب

ابتداءً میرزا صاحب داسدہ تخلص کرتے تھے۔ بعد ازاں اپنے نام داسد اللہ کی مناسبت

سے غالب غلط اختیار کیا۔ مئی شیو زاین کو اپریل ۱۸۵۹ء میں تحریر کیا ہے:  
میں نے تو کوئی دو چار برس ابتدا میں اسد غلط رکھا ہے، ورنہ غالب، مگر لکھنا  
رہا ہوں۔

لیکن یہ دو چار برس، صحیح غصہ نہیں۔ کیونکہ وہ ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۶ء) تک اسد لکھتے  
رہے تھے۔ جب اس سہ میں غالب غلط رکھا، تو چند مثالوں کو چھوڑ کر ریختہ میں پیشتر  
اور فارسی میں تمام تر غالب غلط استعمال کیا ہے۔<sup>۱</sup>



جہاں تک شعر و شاعری کا تعلق ہے، میرزا صاحب نے کسی شخص کے سامنے زاتو سے غلط  
نہ نہیں کیا۔ چنانچہ کلماتِ فارسی کے دیباچے میں لکھتے ہیں:  
خرد آشوب زمزمہ کے ہنوق بخیر فضا طبع ساعش زہرہ از آہان فروز آید، پرہام و دبست  
ہبادہ لوست، و عرشہا جنبش کے ہرکشہ ریزی انگیز ادبش از سوزان طوبی نقین درود آید، یہ  
فی کلک بار دادہ او:

رشیع کفہ جم ی چکد از مغر مقام  
سردارہ فظم اثر فیض حکیم است

سراج الدین احمد کے خط میں بھی صراحت کی ہے کہ میر حسن از پرورش بانگن مبداء  
فیاض، و سوادہ منی را بغرور گوہر خویش روشن کردہ ام۔ از ہیج آفریدہ حق آموذگارم بگردن  
و بار شیر دہنام بر دوش نیست۔<sup>۲</sup>



میرزا صاحب کی شاعری کا آغاز ریختہ سے ہوا تھا۔ گلر رضا کے دیباچے میں فرماتے  
ہیں:

دور آغاز خار خار جگر کاوی شوق ہم صرف نگارش اشعار اردو زبان بود۔  
فساخ کو لکھتے ہیں:

۱۔ اردو سے قبل: ۳۶۱۔ ۲۔ برصغیر میں میرزا صاحب نے لفظ عربی زبانہ۔ ۳۔ کلماتِ فارسی: ۱۔  
۱۔ کلماتِ عربی: ۶۲۔ ۲۔ ایضاً: ۲۹۔ ۳۔ دور: ۱۲۹، اردو سے قبل: ۲۰۰۔

حاکم نے ابتدائے سر نیز میں اردو زبان میں سخن سرائی کی ہے۔  
شاکر کو تحریر فرماتے ہیں:

»ابتدائے فکر سخن میں..... ریختہ لکھا تھا۔

نواب شمس الاسراء وزیر اعظم حیدر آباد، کو ایک فارسی خط میں لکھا ہے:

»در آغاز ریختہ گفتی، وہ اردو زبان غزل سراپی ہوئی۔

۲۵ سال کی عمر تک، زیادہ تر اردو ہی میں کہتے رہے۔ بعد ازاں فارسی زبان سے  
خطری لگاؤ کی بنا پر، فارسی میں کہنے لگے۔ شاکر کو تحریر کیا ہے:

»۱۵ برس کی عمر سے ۲۵ برس کی عمر تک مضامین خیال لکھا کیا۔ دس برس میں ڈرا  
دیوان جمع ہو گیا۔

نواب شمس الاسراء کو رقمطراز ہیں:

»تا پارسی زبان فوق سخن یافت، ازان وادی غنائی اندیشہ پر نالغہ..... کا پیش س سال  
ست۔ کہ اندیشہ پارسی نکال ست۔

یہ خط اپریل ۱۸۵۳ء سے پہلے لکھا گیا تھا، اس لیے کہ یہ دبیچ آئنگہ کے اُس  
ابڈیشن میں جو مذکورہ بالا تاریخ کو دہلی کے مطبع دار السلام سے چھپ کر شائع ہوا تھا،  
شامل ہے، اور اس میں غالب نے دعا کیا ہے کہ وہ گزشتہ ۳۰ سال سے فارسی میں فکر سخن  
کرتے ہیں۔ اگر م اے ۱۸۵۲ء کا تسلیم کر کے مجموعے میں سے ۳۰ سال وضع کر دیں  
تو ریختہ گوئی کے خاتمے اور پارسی نکال کے آغاز کا سال ۱۸۲۲ء قرار پائے گا۔ اور چونکہ  
وہ ۱۷۹۷ء میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے اس وقت اُن کی عمر ۲۵ سال کی ہوگی، جو شاکر  
کے نام کے خط میں ذکر کی جا چکی ہے۔

﴿ ریختہ گوئی : دوسرا حصہ ﴾

۲۵ سال کی عمر کے بعد میرزا صاحب فارسی زبان کی نظم و نثر کی طرف زیادہ متوجہ  
ہو گئے اور تقریباً ۲۵، ۳۰ سال تک آئندہ پارسی ہی سے اپنے دل و دماغ کو گرم و آسودہ  
رکھتے رہے۔ اس زمانے میں ریختہ کہنے کا یہی اُفتاق ہوا، لیکن فارسی کے مضامیلے میں

اُس کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی لیے اُنہوں نے اس پوری مدت میں اپنے آپ کو فارسی نگارہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

سنہ ۱۸۵۰ء میں قلعے سے نکل پدا ہوا، تو شاہ ظفر کی مدولت اُن کی ریتہ گوئی نے دوبارہ جنم لیا۔ اور شاہی شاعروں کے لیے مختلف طرحوں میں طبع آزمائی کرنے لگے۔ چنانچہ نواب علی حسندر کو لکھتے ہیں:

ہر چند از دیر باز بہ گفتن ریتہ فی گرام، و بہ یاری زبان سخن می سرایم۔ لیکن چون رعای خاطر حضرت ظل اللہی در آن است کہ ابن کوثر گفتار بدین حضرت ملک رفت اومنان می بردہ باشم، ناچار گاہ گاہ ریتہ می گویم۔  
فساح کو تحریر فرماتے ہیں:

پھر اوسطی عمر میں بادشاہ دہلی کا نوکر ہو کر، چند روز اسی روش پر شاہِ فرسائی کی ہے۔ سید بدر الدین کو اپنے مکتوب مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۵۵ء (۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۱ھ) میں لکھا ہے:

”آپ ہندی اور فارسی غزلیں مانگتے ہیں۔ فارسی غزل تو شاید ایک ہی نہیں کہی۔ حال ہندی غزلیں قلعے کے شاعر سے میں در چار لکھی تھیں۔“

خدر کے بعد دلی پر آلام و مصائب کا پہلا ٹوٹ پڑا۔ بادشاہ جلا وطن کیے گئے اور ان کے ہوا خواہ یا شوہر ہارے ہارے ہوئے لگے اور با پھانسی پر لٹکا دیے گئے۔ ان ستم رسیدہ دلی والوں میں میرزا صاحب کے سرپرست بھی تھے، احباب اور شاگرد بھی۔ اُن کی حدائی نے میرزا صاحب کا دل توڑ دیا، اور وہ شعر و شاعری کو خیرباد کہہ کر، زندگی کے دن پورے کرنے لگے۔ شاہ زادۃ بشیر الدین مہسوری کو لکھتے ہیں:

”نامہ نگار خود از دیر باز سر سخن سخن خلد۔ نہ کثیر در ترازوست و نہ زور در بازو۔ شست و شش مرحلہ از سیر عمر سبک سپر پیمودہ آمد۔ پناہ سال تنگنا مہرورزی و عشق بازی با نکو محضرائ دہلی گرم داشتہ ام۔ تا درین مدت چہ ماہ دوستان بکمال فرام آمدہ باشند۔ ناگاہ جرج تہر کرد آن پیونہای روحانی را بفانسان برید کہ خون از رگِ جان فرو پکید۔ از ان

۱۔ کتابہ قر، بیچ انگلہ: ۱۱۱۔

۲۔ اردو دہلی: ۲۰۵، عربی: ۱۲۶۔

۳۔ اردو دہلی: ۱۲۷، خطوط: ۱۰۹/۱۔

۴۔ کتابہ قر، بیچ انگلہ: ۱۲۶۔

بے سر عزیزان کہ ہمہ را بسارم شرد، درین نیر بارانِ سواہٹ و ناسرا کارزار نمانند مگر خستہ چند۔ ایک من و بدائع کشکان ژند زیستن، و بر حالِ خستگانِ خون گریستن۔ خستہ دھرتی دھرم، و مائندار شہر و اہل شہر۔

نام اس زمانے میں بھی صاحبانِ کرم کے خیال سے کچھ کمپا پڑتا تھا، لیکن ایسے اشعار کی تعداد بہت تھوڑی ہے، اس لیے انہیں پہلے دور کا تفسیر خیال کرنا چاہیے۔

### ﴿فارسی نگاری﴾

اگرچہ میرزا صاحب نے ابتدائے سنِ تہجد میں اردو زبان میں سخن سرائی کی، لیکن وہ آغاز میں سے نظم و نثر فارسی کے عاشق و مایل اور نیرِ اصفہانی کے گھمبیل تھے، اس لیے ان کا ابتدائی اردو کلام، تغیل اور الفاظِ دونوں میں فارسی کھلانے کا زیادہ مستحق ہے۔

بقولِ خود وہ پچیس سال کی عمر تک، یدلہ شوکت اور اسیر کی طرز پر ریختہ لکھتے رہے۔ تہجد آنے پر طبیعت نے اس غبارِ زار سے بسا کر نیکے کی تہجد چھائی، اور انہوں نے نظری، حرف و غیرہ خداوندانِ حق کے کلام کا مطالعہ کر کے، اُن کی راہ پر گامزن شروع کی۔ چنانچہ کلبانہ فارسی کے خائے میں ان اساتذہ سے اثر پزیر ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

ہا ہمدانِ نگاہو، پیشِ خرامانِ را بہ خجسگرِ ارژشِ صفوں کہ در من یافتہ، مہر بچید،  
و دل از آلودہ برد آمد۔ اندوہ آوارگیای من خوردند، و آلودگوانہ در من نگرفتند۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرزا صاحب اس عمر سے پہلے ہی فارسی میں کہنے لگے تھے۔ چنانچہ خراجہ حال نے اُن کی طالبِ علی کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ، ”انہوں نے فارسی میں کچھ اشعار بطور غزل کے موزوں کیے تھے، جن کی ردیف میں ”کہ چہ بجائے“ یعنی چہ کے استعمال کیا تھا۔ جب انہوں نے وہ اشعار اپنے استاد شیخ معظم کو سناے، تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا سہل ردیف اختیار کی ہے۔ ایسے بے معنی شعر کہتے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مرزا بہ سن کر خاموش ہو رہے۔ ایک روز ملا ظہوری کے کلام میں ایک شعر اُن کی نظر پڑ گیا،



جس کے آخر میں لفظ "کہ چہ" یعنی چہ کے معنی میں آیا تھا۔ وہ کتاب لے کر دوڑے ہوئے استاد کے پاس گئے اور وہ شعر دکھایا۔ شیخ معظم اُس کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور مرزا سے کہا کہ تم کو فارسی زبان سے خدا داد شایستگی ہے، تم ضرور فکر شعر کیا کرو اور کسی کے اعتراض کی کچھ پروا نہ کرو۔

مزید برآں نسخۂ عرشی زادہ میں فارسی کی ۱۲ رباعیاں موجود ہیں، اور بہر حال کے قلمی دیوانِ اردو کا آغاز ایک فارسی قصیدے سے ہوا ہے۔ چونکہ اردو کہنے وقت ہی گویا وہ فارسی ہی میں سوچتے اور لکھتے تھے، اس لیے انہوں نے مذکورہ عمر کو پہنچ کر، اس اختلافِ ذوق کی دھناتی میں، شاعرِ سخن کے چہرے سے اردو زبان کا رسمی پردہ بھی اُٹھا دیا، اور بکسر فارسی میں کہنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے فارسی کلام میں بدل وغیرہ کے اثرات کم نظر آتے ہیں۔

نواب شمس الامرا کے عہدِ بالا خط میں جو تقریباً ۱۸۵۲ء میں لکھا گیا تھا، میرزا صاحب نے دعا کیا ہے کہ ہکا بیش سی سال سے کہ لہجہ پارسی نکال سے۔۔ اس بنا پر اُن کی باقاعدہ فارسی گوئی کا آغاز ۱۸۳۲ء (۱۲۳۸ھ) میں تسلیم کرنا پڑے گا، جیسے پھول بحث نہیں ریختہ گوئی کے دور کا خاتمہ ثابت کیا جا چکا ہے۔



میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ میرا کلام، کیا نظم، کیا نثر، کیا اردو، کیا فارسی، کبھی کسی عہد میں چہرے پاس فرام نہیں ہوا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابتدا میں خود انہوں نے اپنا کلام جمع کیا تھا، اور انہیں کے مسودات سے دیوانِ ریختہ مرتب ہوا، اور انہیں سے انگلر رعنا کی ترتیب عمل میں آئی۔

اردو کلام کو ردیف وار مرتب اور نقل کرنے کا کام خود میرزا صاحب کے ہاتھوں ۱۴ رجب ۱۲۳۱ھ (۱۱ جون ۱۸۱۶ء) کو تمام ہو چکا تھا، جو نسخۂ عرشی زادہ کی تاریخِ کتابت ہے۔ آئندہ انہوں نے اپنے کلام میں کئی پیشی کا سلسلہ جاری رکھا تا آن کہ متداول دیوان وجود میں آیا۔ فارسی نظم کا کچھ حصہ انگلر رعنا کی شکل میں کلکتے کے سفر میں مرتب ہو چکا تھا۔

مگر مکمل دیوانِ فارسی، دیباچہ دیوانِ اردو کے بیان کے مطابق، اس سفر تک غیر مرتب سودے کی شکل میں تھا۔

پنج آنگ کے دیباچے میں علی بخش خاں لکھتے ہیں:

در آغاز سال بکوار و دو صد و پنجاہ و یک ہجری خمس الدین خان را بقضای آسمانی آن پیش آمد کہ هیچ آفریدہ مینادا و آن خود از غائبہ شہرت بشرح احتیاج بخارد۔ و بعد آن مکانہ ہمدان حکام از جیسے پور بدعلی رسیدم، و بکاشانہ برادر والاخان و آموزگار مہربان، مولانا طالب زاد اتصالہ، فرود آدم۔ چون دران ایام دیوان فیض عنوان کہ سسی بہ دبخانہ آردو سر انجام است۔ تازہ فرام آمدہ و پیرایہ اقام پوشیدہ بود.... و۔

اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۵۱ھ (۱۸۳۵ع) کے قریب دیوانِ فارسی مرتب ہوا تھا۔ لیکن بانکی پور کے قلمی نسخے میں، جس کی تاریخِ کتابت ربیع الآخر ۱۲۵۴ھ ہے، خود میرزا صاحب نے ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ع) کو سالِ اختتام بتایا ہے، نیز ایک اطلاع کے مطابق کتابخانہ الحسن ترقی اردو پاکستان میں ۱۲۵۳ھ کا مکتوبہ نسخہ موجود ہے، اس لیے اتمامِ کلیات کا سال بھی قرار پائے گا۔

بہر حال اردو اور فارسی کلام کی جمع و ترتیب کا ابتدائی کام خود میرزا صاحب کے ہاتھوں انجام کو پہنچا، اور انہوں نے اپنے کلام کی اشاعت کے لیے دوسروں سے سودے یا بیضے مانگنا نہیں پڑے۔ لیکن جب انکار و آلام کی کشمکش اور ٹانفردانی انسانے زمناں کی گہرودار نے انہیں پیہم شکستہ خاطر کیا، تو یہ کام نواب حبیب الدین احمد خاں بہادر اور حسین مرزا وغیرہ نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

﴿ دیوانِ اردو : نسخہ مرتب زائد ﴾

جیسا کہ ابھی مذکور ہوا، میرزا صاحب نے اپنا ردیف وار اردو دیوان ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۶ع) میں صاف کیا تھا۔ نظر بظاہر اس کی اصل وہ ریاض تھی جس میں برتیبِ نظم اشعار لکھے گئے تھے۔ یہ بات ثبوت کی محتاج نہیں ہے کہ میرزا صاحب نے ۱۲۳۱ھ سے قبل کے کئی ہرے متعدد شعر اس میں شامل نہیں کیے تھے۔ چنانچہ ”بادگارِ نالہ“ کے وہ قدیم

شعر جو عمدہ منتخب وغیرہ خدیم صاحبوں سے نقل کیے گئے ہیں، اس ذیل میں آتے ہیں۔

﴿ دیوان اردو : نسخہ کلکتہ ﴾

نسخہ عرش زادہ کے بعد میرزا صاحب نے دیوان اردو کا ایک اور نسخہ بھٹو و اضافہ تیار کیا تھا، جسے انہوں نے اپنے ایک فارسی مکتوب میں دیوانِ دوسرے کہا ہے۔ یہ نسخہ انہوں نے اپنے نام سے منسلک ایک اعتراض کے جواب میں عدالتِ کلکتہ کے سامنے بطور شہادت پیش کیا تھا لیکن یہ هنوز پردہ حجب میں مسطور اور دریافت طلب ہے۔<sup>۱</sup>

﴿ دیوان اردو : نسخہ ہویال ﴾

بعد ازاں بہکائی غالب نسخہ کلکتہ کی بنیاد پر انہوں نے ایک اور نسخہ تیار کیا جو صفر ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ء) میں حافظ حسین الدین کے قلم سے نقل ہو کر تمام ہوا اور آج نسخہ ہویال کے نام سے معروف ہے۔ قرآن یہ ہیں کہ اس کی تیاری کے وقت ہی انہوں نے کچھ کلام کو نظری قرار دے کر لائقِ شریعت نہیں جانا تھا۔

﴿ دیوان اردو : نسخہ ہویال ﴾

پچھلے نسخوں کی طرح نسخہ ہویال کے اشعار کا بھی بڑا حصہ پیچیدہ خیالی مضامین اور منطقی قضیہ و استدلال پر مشتمل تھا۔ اجمل اسے سن کر طویل ہوئے، اور اکثر اشعار کو مہمل اور بے معنی سمجھ دیا کرتے تھے۔ مسخروانِ کامل کی طرف سے بھی آسان کہنے کی فرمائش ہوتی تھی۔ میرزا صاحب کو ستائش کی تما اور جیلے کی پروا نہ تھی، اس لیے وہ عرصے تک ان اعتراضوں سے بے پروا رہے۔ لیکن جوں جوں فارسی کے اعلیٰ شاعروں کا کلام نظر سے گزرتا گیا اور اُن کی ادبی استعداد میں جلا ہوتی گئی، انہیں ہی اپنے کلام کے عقلی و معنوی عیوب نظر آنے لگے، اور وہ کلامِ ریختہ کی تہذیب و تنقیح کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ بہت سی غزلیں ملاحظہ قرار دیں، قہرے، مصرعے اور شعر بھی بدلے اور آسان و دل نشین انداز کی

۱۔ ملاحظہ ہوں: جامعہ نسخہ عرش زادہ و غالب کا دریافت طلب حصار طے دیوان اردو۔ نسخہ کلکتہ از عرش زادہ، جامعہ تحریک دہلی بابت ستمبر ۱۹۶۸ء۔

غزلیں ہیں کہیں۔

نذیب و تنقیح کا یہ کام صفر ۱۲۳۷ھ (اکتوبر ۱۸۲۱ع) کے بعد شروع ہوا اور سفر کلکتہ سے پہلے شوال ۱۲۴۲ھ (اپریل ۱۸۲۶ع) میں ختم ہو گیا۔

اس قیاس کی وجہ یہ ہے کہ نسخہ ہدیال کے حاشیوں اور بین السطور میں زمینیں اور اصلاحیں ہیں جن اور شے شعر اور غزلیں ہیں۔ نیز ردیف الیاء کی متعدد غزلیں آخر میں ہیں غرور کردی گئی ہیں۔ ظاہر ہے اصلاح و اضافے کا کام اس تاریخ کتابت کے بعد ہی شروع کیا جاسکتا تھا۔ ورنہ وہ سب کچھ بھائے حاشیوں کے متن میں مندرج ہوتا۔

نیز پروفیسر محمود خاں شیرانی مرحوم کے پاس دیوان کا وہ مخطوطہ مدت فوق دستیاب ہو چکا ہے، جو ہدیال کے نسخے کا مبیضہ تھا۔ اس کے متن کے مندرجات بالکل ہدیالی نسخے کی زمینوں کے مطابق ہیں، لیکن حاشیوں پر بعد کی کئی فوقی غزلیں ہیں درج ہیں۔ ان میں سے دو میرزا صاحب نے دہلہ، (بدلی کھنڈ) سے بھیجی تھیں، جو سفر کلکتہ کی ایک منزل تھیں۔ ظاہر ہے کہ نسخہ شیرانی سفر کلکتہ سے پہلے ہی مرتب ہو گیا ہوتا، تو اُس کے حاشیوں پر سفر کے دوران ہونے والی کئی غزلیں کس طرح مندرج ہو سکتی تھیں۔

﴿ہلا نعل: گھر دغا﴾

قیام کلکتہ میں مولوی سراج الدین احمد سے میرزا کی دوستی ہو گئی اور انہوں نے فرمائش کر کے اردو اور فارسی غزلوں کا ایک اور انتخاب مرتب کرایا، جو ”گھر دغا“ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کے حصہ فارسی میں ایک قصیدہ، دو قطعات، ایک مثنوی اور سناہیں منتخب غزلیں درج کی ہیں۔ لیکن ریختہ میں صرف غزلوں کا انتخاب ہے، جن میں سے دو چار مکمل غزلیں اور باقی کے اچھے اچھے شعر چنے گئے ہیں۔ اس کا ایک ناقص نسخہ مولانا حسرت مرعشی مرحوم کو ملا تھا، جس میں سے کچھ غیر مشہور شعر انہوں نے اپنی شرح کے آخر میں چھاپ دیے تھے۔ سو اتفاق سے وہ بھی اعلیٰ ذوق کی دسترس سے باہر ہو گیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی کہ دس بارہ سال قبل مالک دہم صاحب کو جناب سید تقی بلگرامی (دہلی) نے اُس کا مکمل نسخہ تحفے میں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ اردو منتخب الشعار کی تعداد ۵۵۰ ہے،

اور ان میں نسخہ شیرانی کی اکثر ہے مرزا غزلوں کا کوئی ایک شعر بھی موجود نہیں۔ اس سے بھی زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ ۱۹۶۹ء میں گلبرہ رضا کا وہ مخطوطہ بھی دریافت ہو گیا جو مرزا صاحب نے اپنے غم سے تمام و کمال نقل کر کے تیار کیا تھا۔ اس نسخے سے جو جناب خواجہ محمد حسن (لاہور) کی ملکیت ہے پہلی بار تاریخ انتخاب غزلیہ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ (۱۲ دسمبر ۱۸۲۸ء) معلوم ہوئی ہے<sup>۱</sup>۔

### ﴿دوسرا انتخاب: متداول دیوان﴾

کلکتے سے واپس آنے کے بعد مرزا صاحب نے اپنے اُس نسخہ دیوان پر نظر ثانی کی جو نسخہ شیرانی کا مراد تھا اور ابھی تک دریافت طلب ہے اور مختصر سا دیوان مرتب کر لیا۔ اس سلسلے میں نواب خضر اسرا کو لکھتے ہیں:

«تا پارس زبانی خدو سخن یافت، از ان دانی شانِ اندیشه برتافت۔ دیوانِ مختصری از ریختہ فرام آورد و آن را گلدستہ طاقہ نسیان کرد۔»

مولوی عبدالرزاق شاہ کو ایک اردو خط میں تحریر کیا ہے:

«آخر جب نمبر آئی، تو اُس دیوان کو دور کیا، اور لائقِ بکِ غم چھا کر دیے۔ دس ہندہ، شعر واسطے نمونے کے دیوانِ حال میں رکھے دیے۔»

اس دیوانِ حال کے ختمِ تہذیب مخطوطہ رامپور کے اشعار کا مقابلہ گلبرہ رضا کے حصہ اردو سے کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ گلبرہ رضا کے ۵۵ اشعار میں سے تقریباً ۱۰ شعر گرائے گئے، اور سابق غزلوں کے مزید شعر چن کر نیز تہذیب غزلوں کے کل شعر ایضاً کر کے غزلوں کے اشعار کو ۹۷۸ کر دیا گیا تھا<sup>۲</sup>۔

### ﴿تیسرے انتخاب: کیا؟﴾

مولانا آزاد دہلوی کا بیان ہے کہ مولوی فضل الرحمن خیر آبادی اور مرزا خانی، کوٹوالہ دہلی،

۱۔ مکتوب جناب سید حسین الرحمن (لاہور) ہام عربیہ دارالہ۔ نیز ملاحظہ ہو گلبرہ رضا بخط غالب، از عربیہ دارالہ، مولوی زبانی، طبع گزشتہ باب، جلد سہم و ۲۲ سنہ ۱۹۷۰ء۔ ۲۔ کتابتِ نثر، بیچ آئینہ: ۹۱۔ ۳۔ مرزا محمدی: ۱۵۹۔ ۴۔ نسخہ دہلی پورہ ختم اور نسخہ ہندوستان میں، دیکھئے مرزا دی کے م دہلی اگر بڑا پایہ قول کے چار شعر دی میں ہیں، یوں نسخہ رامپور ختم ہے کہہ اور شعر بھی ہندوستان میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب دیوان متداول میں منسوخ شعر بھی شامل کرتے رہے تھے۔

نے میرزا غالب کے دیوانِ ریختہ کا انتخاب کیا ہے<sup>۱</sup>۔ لیکن اولاً تو نسخۂ عرشی زادہ، نسخۂ ہدیال، نسخۂ شیرانی، گلِ رعنا اور نسخۂ رام پور قدیم کا مطالعہ اس کی توثیق نہیں کرتا۔ دوسرے خود میرزا صاحب نے اس انتخاب کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ دیوانِ ریختہ کے دیباچے میں فرماتے ہیں:

وہما، نگارندۂ این نامہ را آن دو سر است کہ پس از انتخابِ دیوانِ ریختہ بگرد آوردند  
سرمایۂ دیوانِ فارسی بر خیزد۔۔

نواب شمس الامرا اور شاکر کے محولہ بالا خطوط میں بھی یہی لکھا ہے۔ میرزا صاحب، علامۂ خیر آبادی کے علم و فضل اور بلند پایہ ذوقِ سخن سنجی کے بے حد معترف تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے عرفی شیرازی کے قصیدے کی طبیعتِ درد و بازارِ جان انداختہ کا جواب لکھا، تو اُس کی ایک نقل مولانا کے ملاحظے کے لیے بھی بھیجی اور لکھا:

دین روز جا، ہوائِ آن در سر افاد کہ بینی چند در نوحید، عجیباً لائق، گفتہ آید۔ چون  
کوششِ اندیشہ بجائی رسد کہ نہ عرفی را عل ماند، و نہ مرا جای، ناگزیر آن ایسات را بر کسی  
عرضہ میدارم کہ چون منی صد، و چون عرف صد هزار را بسخن پرورش تواند کرد، و پایۂ  
مریک پر یک تواند نمود۔۔

منتخبِ دیوانِ ریختہ کا محولہ دیباچہ، علامۂ خیر آبادی کی زندگی میں لکھا گیا ہے۔ اگر وہ اس بھروسے کے منتخب ہوتے، تو ناممکن تھا کہ میرزا غالب اپنے علامۂ دمر و فریدِ عصرِ مخلص دوست کے نام کو چھپا جائے، بلکہ اس کے برخلاف، علامہ جیسی شخصیت کا نام تحریر کر کے انتخاب کی برتری و پاکیزگی پر سرِ توثیق ثبت کرتے۔

مزید برآں شبثہ نے گلشنِ ریخار میں لکھا ہے:

مذیوائش را، بعدِ تکلیف و تربیت دگر نگریست۔ فراوانِ آیات از آن حذف و ساقط کرد،  
فقر قلیلِ انتخاب زد۔۔

یہ تذکرہ میرزا صاحب کی نظر سے گزر چکا تھا، اور انہوں نے یہ صرف اُس کی تقریظ لکھی تھی، بلکہ اُس کی بعض کوشامیوں کی طرف مرثب کی توجہ بھی منتطف کی تھی<sup>۲</sup>۔ اگر

میرزا صاحب اپنے کلام کے خود منتخب نہوتے، تو شبہت کیوں لکھتے۔ اور بغرض حال وہ  
سے سائن لکھ ہی دیتے، تو میرزا صاحب اُس پر کتھ چینی کیوں نہ کرتے۔

### میار انتخاب

یہ حقیقت پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ میرزا صاحب ابتدائے فکر سخن میں اسیر (۱۸۰۱ء)  
شوکت بخاری (۱۱۰۷ء) اور میرزا یدل (۱۱۳۳ء) کی طرز پر رجحہ لکھتے تھے۔ ایک غزل  
کا مقطع ہے:

طرز یدل میں رجحہ کنیا      اسد اللہ خاں قیامت ہے

ان بزرگوں نے تغیل در تغیل کے باغ لگائے ہیں، اور خیالی دنیا میں فک بوس ہوائی محل  
تسمیر کیے ہیں۔ میرزا صاحب نے بھی عربی نکل ان کے اتباع میں مضامین خیال لکھے،  
اور زاکو تغیل کو ناقول قبول حد تک پہنچا دیا۔ مگر رفتہ رفتہ طہوری، عرفیہ نظری و غیرم  
کا رنگ دماغ پر چڑھا، اور وہ اپنے فارسی کلام میں پیرامروی سے پرہیز کرنے لگے۔ اس  
اصلاحی تغیر ذوق کا اثر رجحہ پر بھی پڑا۔ پہلے اُنہوں نے مصرعوں میں تغیر و تبدل اور نرم  
و اصلاح شروع کی اور آخر میں مجبور ہوئے کہ اپنے سارے کلامِ اردو کا مکمل جائزہ لیں۔  
موجودہ دیوانِ اردو اسی جائزہ ادب کا نتیجہ ہے۔

شمس الامرا اور شاکر کے نام میرزا صاحب کے خطوں سے یہ قیاس کرنا بجا ہے کہ  
دیوانِ رجحہ کے متداول انتخاب کے وقت میرزا صاحب نے سادگی کو معیار قرار دیا تھا، اور  
اس کے جو شعر لفظ و معنی گنجلک یا الخلاق دکھتے ہیں، وہ گویا بطور نمونہ شامل کرلیے  
تھے۔

### شمس الامرا

نواب شمس الامرا کے نام کے خط میں میرزا صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ پہلا دیوان  
”طاقِ نیل“ پر رکھ دیا گیا، اور شاکر کو لکھا ہے کہ اُس کے اوراق یک نظم چاک کر کے  
صرف دس ہندو شعر نمونے کے لیے دیوانِ حال میں دھننے دیے۔ لیکن فی الحقیقت یہ مبالغہ

ہے۔ اس لیے کہ نسخہ شروانی کے متن کی غزلوں میں سے بڑی تعداد موجودہ دیوان میں باقی جاتی ہے۔ اس سے قطع نظر، میرزا صاحب نے قدیم دیوان کے تین فیصدوں میں سے دو انتخاب میں شامل کر لیے ہیں۔ اُن کے اشعار کی تعداد ۱۶۷ تھی۔ اس میں سے ۵۱ شعر آج بھی منتخب دیوان کے اندر موجود ہیں۔

یہ کھلا ثبوت ہے اس امر کا کہ منتخب اشعار کی واقعی تعداد دس پندرہ سے کہیں زیادہ تھی، اور دیوان کا طاقی فیصل پر رکھ دینا، یا اُس کے اورانی کا ہٹ کر دینا صرف مبالغہ ہے۔

اس انتخاب کے اشعار کی واقعی تعداد کا تعین دشوار ہے، کیونکہ میرزا صاحب کا اپنا مضبوط پیش نظر نہیں۔ لیکن رام پور کے قدیم ترین خطوط کے اشعار کی تعداد ۱۰۶۷ ہے، اور نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر نے سنہ ۱۲۵۴ھ میں جو تقریظ لکھی تھی، اُس میں ۱۰۷۰ سے کچھ اور تعداد باقی تھی۔ لہذا متداول انتخاب کے اشعار کی ابتدائی تعداد ۱۰۶۷ کے لگ بھگ مرنا چاہیے۔

### ✽ طرح و نظام انتخاب ✽

خواجہ حال کے ارشاد کے مطابق، 'میرزا صاحب نے حکیم احسن افہ خان بہادر کو کلکتے سے لکھ کر بھیجا تھا':

من و ایمان من، کہ بگود آوردن شر پراگندہ، برداخته، و خود را درین کشاکش نینداختہ ام۔۔۔۔۔ سطرۃ چند کہ بدیاجگر دیوانہ ریختہ کسوتِ حرف و دلم پوشیدہ، و دودِ سودائے کہ بکراشیر مغیۃ موسوم بہ، ککولر و عشاء از سودا جو شیدہ است، ارمغان سی قوسم و از شرم نک مایکی آب سی گردہ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوانِ متداول کے ساتھ جو دیا جا رہا ہے، وہ کلکتے میں لکھا گیا تھا۔ میرزا صاحب ۴ شعبان ۱۲۴۳ھ (۱۹ فروری ۱۸۲۸ع) کو کلکتے پہنچے اور ۶ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ (۲۸ نومبر ۱۸۲۹ع) کو دہلی واپس آئے تھے۔ اس حساب سے دیا جائے کہ مذکورہ بالا



تاریخوں سے پہلے اور کلر انتخاب کو اس سے بھی قبل انجام کو پہنچ جانا چاہیے۔ لیکن مولانا غلامی بدایونی کو منشی احمد علی شوق خدوائی سے دیوان غالب کا ایک ایسا غلطوہ ملا تھا، جس میں دیا جیسے کی تاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۸ء درج تھی۔

ابھی تحریر ہو چکا ہے کہ میرزا صاحب نے سفر کلکتہ سے پہلے نسخہ پھرپال میں ترمیم و تسیخ اور حذف و اضافہ کیا تھا، اور اُس کے بہت سے اشعار میں نہیں بلکہ پوری پوری غزلیں غلط اور خارج قرار دے کر ایک یا نسخہ تیار کر لیا تھا۔ یہ وہی مرتبہ نسخہ ہے جس کی ایک نقل نسخہ شیرانی کے نام سے موسوم ہے۔ دیا جیسے کے مندرجات میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی جو مندرجہ اول انتخاب کے ساتھ مخصوص ہو اور نسخہ شیرانی میں نہ پائی جاتی ہو۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہ دیا جیسے اولاً نسخہ شیرانی یا اُس کے مراد نویں کے لیے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، لکھا گیا تھا اور کلکتے میں میں لکھا گیا تھا۔ جب دہلی میں مندرجہ اول انتخاب عمل میں آیا، تو اُس پر بھی اس دیا جیسے کے مندرجات صادق آتے تھے، اس لیے میرزا صاحب نے اس میں کوئی تبدل و تفسیر نہ کیا، صرف تاریخ بدل دی، یا اُس میں تاریخ یہ بھی تو اُس کا اضافہ کر دیا۔

اس حقیقت کے سمجھنے میں کہ دیوانہ مندرجہ اول کی ترتیب (امانۃ قیام کلکتہ سے نقل نہیں رکھتی، گلر رعنا کے مطالعے سے بھی مدد ملتی ہے۔ مثلاً گلر رعنا میں ایسے متعدد بُرائے شعر پائے جاتے ہیں جو مندرجہ اول دیوان میں نہیں، اگر گلر رعنا کی بنیاد یہ دیوان ہوتا، تو چاہیے تھا کہ مقابلہ برعکس ہوتا، یعنی دیوانہ مندرجہ اول میں ایسے شعر پائے جاتے جو گلر رعنا میں نہ ہوتے۔ مثلاً چند شعر پیش کرتا ہوں:

|  |                                      |
|--|--------------------------------------|
| کس قدر خاکِ مرا ہے دلِ مجنون، یارب       | قنبر مر ذرہ سویدائے سیاہی نکلا       |
| شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دلِ بیاب تھا    | شوخیِ وحشت سے افسانہِ فسونِ خواب تھا |
| ولی مجرمِ فتنہِ عالمے سازِ عشرت تھا، اند | ناخنِ غمِ یاس سرِ نازِ نفسِ مضرب تھا |
| م نے وحشتِ گدازِ جہاں میں جوں ضعیف       | شعلہِ عشق کو اپنا سرو سامان سمجھا    |
| اے وائے غفلتِ نگہِ شوقِ ورنہ یاس         | مر ہمارہ سنگہِ لختِ دلِ کوہِ طور تھا |

دیکھو ہک شیرازہ وحشت میں اجڑا ہے بہار سپرہ یکساہ، صبا آورہ، کل نا آئنا  
مندرچہ بالا شعر گلر رعنا میں ہیں اور متداول دیوان میں نہیں۔

دیوانِ قدیم کی کچھ غزلیں ایسی ہیں جن کا کوئی ایک شعر بھی متداول میں نہیں لایا گیا،  
مگر گلر رعنا میں اُن کے اشعار موجود ہیں۔ اگر متداول دیوان مقدم اور گلر رعنا موخر  
ہوتا تو معاملہ برعکس ہوتا چاہیے تھا۔ مثال کے طور پر یہ اشعار پیش ہیں:

برہن شرم ہے با وصفِ شوخی افہام اُس کا  
لگیں میں سُہوں شرارِ سک ناپیدا ہے نام اُس کا  
سی آلودہ ہے سرِ نوازشاہ، ظاہر ہے  
کہ داغِ آرزو سے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا  
بامید نگاہِ خاصِ موب، محلِ کشرِ حسرت  
بیادِ ہر عتابِ گہرِ تغافلِ لطیفِ عام اُس کا

وحشتِ نالہ ہوا ساندگرِ وحشت ہے      جرمِ فاقہ پاں دل ہے گزانیاروں کا  
چہرہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے      رنگ اڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا  
جلوہ ساہوس نہیں دل نگرانی، غافل      چشمِ اُمید ہے روزنِ نری دیواروں کا

فیس ہا کا شہر سے شرمندہ ہو کر سوئے دشت  
بن کیا قتلید سے میری یہ سودا کی عبت

کون آیا جو چمنِ یتیمِ استقبال ہے      جنبشِ موجِ صبا ہے شوخِ رفتارِ باغ  
آتشِ رنگِ رخِ مرگل کو بجھنے ہے فروغ      ہے دیرِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ

یہ سب شعر ایسی غزلوں کے ہیں جن کا کوئی ایک شعر بھی دیوانِ متداول میں نہیں۔ اگر  
گل رعنا کو دیوانِ متداول سے انتخاب کیا گیا ہوتا، تو کیا گل رعنا میں وہ شعر آسکتے تھے  
جو اُس کی اصل میں نہ ہوتے؟

جہت سے اشعار ایسے ہیں جن کا متن گلر رعنا میں دیوانِ متداول سے مختلف ہے۔ مثلاً:

(۱) تھی تو آمیزِ فنا ہمتِ دشوار پسند      صحتِ مُشکل ہے کہ یہ کلمہ ہی آساں نکلا

اس کا مصرعِ اولِ گلِ رضا میں یوں ہے:

ہے نو آموزِ فنا مستِ دُشواریِ شوق

(۲) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زمرہ ابرِ آب تھا

شعقہ جو الہ ہر یک حلقہ گرداب تھا

گلِ رضا میں پہلا مصرع یوں تھا:

شب کہ برقِ سوزِ دل سے زمرہ ابرِ آب تھا

(۳) جانا ہوں داغِ حسرتِ مٹی لیے ہوئے

ہوں شمعِ کشتہ در غورِ محفلِ نہیں رہا

گلِ رضا میں دوسرے مصرع کا پہلا لفظ ہے "ہوں"۔

(۴) بیدارِ عشق سے نہیں ڈرتا، مگر اُرد

جس دل پہ ناز تھا بھیس، وہ دل نہیں رہا

گلِ رضا میں پہلا مصرع یوں ہے:

بیدارِ عشق سے نہیں ڈرتا ہوں، پر اُرد

(۵) کیا کوپِ پیاریِ غم کی فراغت کا یار

جو کہ کہا بہ خونِ دل، بے مستِ کیوس تھا

گلِ رضا میں ہے:

پوچھ مت پیاریِ غم کی فراغت کا یار

اختلافِ نسخہ کے تحت اور بہت سی مثالیں موجود ہیں جنہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان مواقع پر گلِ رضا اور دیوانِ متداول کا اختلاف کیوں ہے؟ اس کا ایک جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ دیوانِ متداول میں سے گلِ رضا کا حصہ اردو انتخاب کرتے وقت میرزا صاحب نے ایسے اشعار میں اصلاح کر دی تھی۔ بالفاظِ دیگر گلِ رضا کا متن تاخر اور اصلاحی ہے اور دیوانِ متداول کا منقذ اور متروک۔ لیکن ایسا کہنا درست نہ ہوگا، اس لیے کہ ان

جگہوں پر گزر دینا کا متن نسخہ شیرانی کے مطابق ہے۔ لہذا نسخہ شیرانی میں ہر گزر دینا کی بنا ہونا چاہیے، دیوانِ متداول پر نہیں۔ اور اس صورت میں دیوانِ متداول کی ترتیب گزر دینا کے بعد عمل میں آنا چاہیے نہ کہ اُس سے پہلے۔

اس بات کے ثابت موجدانے کے بعد کہ دیوانِ متداول کی ترتیب گزر دینا کے بعد عمل میں آتی اور زمانہ قیام کلکتہ سے اس کا علاقہ نہیں، یہ مسئلہ حل طلب رہ جاتا ہے کہ یہ کام کب اور کہاں کیا گیا۔ چونکہ دیوان کے ایک نسخے میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۸ھ موجود ہے، اور کوئی اور تاریخ دیوان یا کسی اور کتاب میں مذکور نہیں اس لیے اس نصِ حل کو قیام کے زور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ اُس زمانے میں میرزا صاحب کا قیام دہلی میں تھا، اس لیے یہ انتخاب بھی دہلی میں ہونا چاہیے۔

### ﴿ آخری انتخاب ﴾

جیسا کہ آئندہ بتفصیل معلوم ہوگا، میرزا صاحب آخر عمر میں شعر و سخن سے جڑا ہو گئے تھے۔ اور انہیں ہر وقت کافور و کفن کی بڑی دھن تھی۔ ایسی حالت میں کون اُپد کر سکتا تھا کہ وہ اپنے کلام پر نظر ڈال کر آنے والوں کے لیے ایک آخری انتخاب چھوڑ جائیں گے۔ سنہ ۱۸۶۵ء کے وسط میں نواب کلید علی خاں والورام پور نے فارسی و اردو کے استاد کے منتخب اشعار کی ایک بیاض ترتیب دینے کا ارادہ فرمایا۔ میرزا صاحب کو اس سلسلے میں ۲۵ اگست سنہ ۱۸۶۶ء کو سرکار کی طرف سے لکھا گیا:

مطلبِ ذکر، جو کہ راقم کو ترتیب بیاضِ اشعارِ منتخبہ استادِ فارسی و اردو کی منظور ہے، اس لیے حوالہ خانہ محبتِ نگار کے ہونا ہے کہ آپ انتخابِ دیوانِ فارسی اور اردو اپنے کا فرما کر مع انتخابِ غلامِ ضیاء الدین خاں صاحبِ لطف کریں، نا شامل انتخاب کے جو اس سرکار میں عمل میں آیا ہے، ہو جائے۔

اس کے جواب میں ۱۰ ستمبر کو میرزا صاحب نے لکھا:

ہاردو کا دیوان ایک شخص کو دیا ہے۔ فارسی دیوان کا شیرازہ کھول کر چند خصوص

کے حوالے کیا ہے۔ بعد اتمام تحریر مقرر کیا جائے گا۔  
 ۱۷ ستمبر کو اردو دیوان نقل ہو کر آگیا، تو ۱۸ ستمبر کو اُس کے ساتھ میرزا صاحب نے لکھا:

مخاطب اقدس میں نہ گورے کہ غالب تمیلر احکام میں کامل ہے۔ بصارت میں غور، حاتم  
 میں رخش، حواس عقل۔ ناچار کاتب کی تلاش کی۔ شعر سراسر دیوان ہے، کاتب کیسا بارے  
 ایک دوست نے کاتب نشان دیا۔ اردو دیوان اشعار پر صاد کر کے، اُس کو حوالے کیا۔ کل  
 وہ اجڑے منوالہ آئے۔ آج بطریقِ پارسل مع اس عرض کے ارسال کیے۔ خط کاتب کا مجھ  
 کو پسند نہیں آیا۔ حضرت کو کیوں کر پسند آئے گا؟ اغلاط اتنے تھے کہ مجھ کو تحریر کے  
 برابر محنت کرنا پڑی۔

فارسی کی ریاض کا شیرازہ گھول کر اجڑا اُس کے احباب پر تقسیم کر دیے ہیں۔ جا بجا  
 اشعار پر صاد کر دیے ہیں۔ وہ بھی میرے انتخاب کے مطابق نقل ہو رہے ہیں۔ بعد اتمام  
 وہ بھی پیش کروں گا۔

اس ماہ میں فارسی دیوان کا انتخاب بھی مرتب ہو گیا۔ ۲۴ ستمبر کو میرزا صاحب نے  
 اُس کا پارسل رام پور روانہ کیا، تو اُس کے ساتھ لکھا:

اردو دیوان کا انتخاب بھیج چکا ہوں۔ یقین ہے کہ حضرت کی نظر سے گزر گیا ہو۔ آج  
 فارسی دیوان کا انتخاب بطریقِ پارسل اس عرض کے ساتھ بھیجنا ہوں.... اس درویش نے  
 صرف غزلوں اور رباعیوں کا انتخاب بھیجا ہے۔ قصائد و قطعات و مثنویات کا انتخاب ابھی نہیں  
 بھیجا۔ اگر حکم ہو، تو وہ بھی بھیجوں۔

نواب کلب علی خاں یامد نے ان دونوں کے وصول کی یکجا اطلاع ۳۰ ستمبر کو میرزا  
 صاحب کو دے دی، اور فارسی قصائد و قطعات و مثنویات کا انتخاب طلب نہیں فرمایا۔ یہ انتخاب  
 میرزا صاحب کے ذوقِ شعری کا آخری نمونہ ہے اور ۱۹۴۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔



میرزا صاحب کا اندازِ سخن اتنا صاف اور عجاز ہے کہ جو شخص اُن کے کلام سے تھوڑا

میں بھی رکھتا ہوں وہ اُسے پہچان سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شاگرد یا دوست نے کسی اور کا شعر اُن کی طرف منسوب کیا ہے، تو میرزا صاحب کو یہ اس بہت ناگوار خاطر ہوا ہے۔ مفتی شیو زاین نے ایک بار اس قسم کی غلطی کی تھی۔ انہیں ۲۷ اپریل ۱۸۵۹ء کو لکھتے ہیں:

ہاجی، حاشا تم حاشا! اگر یہ غزل میری ہو: اسد، اور اپنے کے دہے پڑے۔ اس غریب کو میں کچھ کیوں کہوں! لیکن اگر یہ غزل میری ہو، تو مجھ پر ہزار لعنت! اس سے اُن کے ایک شخص نے یہ مطلع میرے سامنے پڑھا اور کہا کہ قبلہ آپ نے کیا خوب مطلع کہا ہے:

اسد، اس حقا پر بنوں سے وفا کی

مرے شیر، شاہان، رحمت خدا کی

میں نے بھی اُن سے کہا کہ اگر یہ مطلع میرا ہو، تو مجھ پر ہزار لعنت!.... تم طرزِ غزلیں اور دوشِ فکر پر بھی نظر نہیں کرتے۔ میرا کلام اور ایسا مزخرف! اس سنیے میں جنوں بریلوی نے کسی غزل کے متعلق دریافت کیا تھا۔ انہیں ۲۹ اپریل کو لکھا ہے:

اس زمین میں کہ جس کا آپ نے قافیہ و ردیف لکھا ہے، میں نے کبھی غزل نہیں لکھی۔ خدا جانے مولوی دودیش حسن صاحب نے کس سے اس زمین کا شعر سن کر میرا کلام گمان کیا ہے۔ (اس کے بعد شیو زاین کے خط کا مضمون باختلافِ القاطع دہرایا ہے۔ بعد ازاں لکھتے ہیں) اسد اور شیر، اور بہت اور خداد اور دجنا اور وفاء، میری طرزِ گفتار نہیں ہے۔

میرزا صاحب کی زندگی میں اس قسم کے واقعات اور بھی پیش آئے ہیں۔ چنانچہ علاق کے خط میں اس انتساب کو ’مسنِ کلام‘ سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ہیچاس برس کی بات ہے کہ الٰہی بخش خدایا مرحوم نے ایک زمین نئی نکال۔ میں نے حسبِ الحکم غزل لکھی۔ بیت الغزل یہ:

پلا دے اوك ہے، ساقی جو م سے نفرت ہے  
پسالہ کر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے

مقطع ۲:

اسد، غرضی سے مرے ساتھ ہاتھ پھول گئے  
کہا جو اُس نے، ذرا میرے ہاتھ داب تو دے

اب میں دیکھتا ہوں کہ مطلع اور چار شعر کسی نے لکھ کر اُس مقطع اور اُس بیت الغزل کو شامل اُن اشعار کے کر کے غزل بنالی ہے، اور اُس کو لوگ گاتے پھرتے ہیں۔ مقطع اور ایک شعر میرا، اور پانچ شعر کسی اُلُو کے۔ جب شاعر کی زندگی میں گانے والے شاعر کے کلام کو مسخ کر دیں، تو کیا جبد ہے کہ دو شاعر صوفی کے کلام میں مطرووں نے خلط کر دیا ہو۔

چونکہ میرزا صاحب نے مثنوی شیوہ نوائی کو اپنی طرز گفتار اور روش فکر کے سمجھنے کی دعوت دی ہے، اس لیے غالب مرگا کہ م بھی میرزا صاحب کے پیالوں کی روشنی میں اُس کے حدود متعین کریں۔

### شیراز میں

میرزا صاحب سخن کی تعریف میں فرماتے ہیں:

سخن۔۔۔ گران ارز متاع عالمِ قدس است۔۔۔

اس متاع عالمِ قدس کو قدرت نے کیا کچھ اوصاف عطا کیے ہیں، اُس کے متعلق دیباچہ دیوانِ فارسی میں لکھتے ہیں:

سخن را دوستِ دگر نداد، و پاکیزگی کوهر، و برشکوهِ مضمون، و گداختگیِ نفس، و چاشنیِ پیاس، و تکیہِ شکوہ، و نشاطِ فتنہ، و لیدوہِ شیون، و رولنیِ کار، و رسانوِ بار، و پردہ کشائیِ راز، و جلوہ فروشیِ نوید، و سازگاریِ آفرین، و دطرائیرِ نکوش، و ہمواریِ صلا، و درشتیِ دور باش، و گزاشیِ وعدہ، و سپارشیِ پیام، و بار نامہِ بزم، و حکمانہِ رزم حاصل۔

سج کی تعریف و توصیف اور مدح و ثنا کے ساتھ اُس کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہر آئینہ مرا آن خوشتر کہ زبانِ بشارتِ فروغِ گوهرِ سخن کشایم، تا درین پردہ آئینکِ سبازکاریِ سخن آفرین نمایم۔“

حضرت اسے کہ تا رویِ بہنِ در آورد، دیرین شیوہِ های گفتار را بہنِ تازگی داد۔ حضرت کہ تا سروشِ نام، امدِ الهی بر آورد، نظم را در غزل بہ غالب بلند آوازگی داد۔

ہر چند روشنیِ من بدین نام و دانش پرستانِ بدین تہستانِ ماند کہ بدریوزہ تان جویند و خود را بہر بادشاہ و خواجہ خسرو گویند.... لیکن چون این ہمہ نام آوریِ بفرناہِ سخن گنویست، ابنِ بیضرِ ازل را اگر ہنوزم، چہ کنیم؟ و سگی را بہ شیری، و بدریوزی را بہ پروزی اگر نگویم، چہ کنیم؟

حضرت کہ ہر گوشتِ کالا را روحانی بدوست، و ہر گوشتِ کار را شناسائی بدو۔ آنان کہ از اوردِ نشان آرد، ہم بگفتارِ دل از مردمِ رند و آنان کہ از دِ را پرستند، ہم بر فرستادگارش سخن درود فرستند.... هیچ اندیشہ جز بکالبرِ سخن در نمودِ تولدِ آمد، و هیچ خواہش جز بہ پیکرِ گفتارِ در دلِ فرودِ تولدِ آمد۔

### شعر: تعریف و نعت

لیکن محفلِ ادب میں جس سخن کو بارِ حاصل ہے۔ وہ ایک مشوقہ پری پیکر ہے، قطعِ شعر اُس کا لباس اور مضامین اُس کا زیور ہے۔ بدو دروں نے شاہدِ سخن کو اس لباس اور اس زیور میں روکشِ مایہِ ندامت پایا ہے۔

اس شاہد کی تعریف۔ اُس کے مدارجِ حسن اور اخلاقِ روشن اور اُس کے داخل و خارجِ اوصاف کی تاثیر کے متعلق فرماتے ہیں:

”گفتارِ موزون کہ آن را شعر نامند، در ہر دل جانی دیگر، و در ہر دبدہ رنگی دیگر، و سخنِ سرایان را ہر زخمہ جنبشِ دیگر، و ہر سازِ آہنگی دیگر دارد۔“

لیکن ”گفتارِ موزون“ کے الفاظ میں قدرے لہام تھا، جس سے سبکوں دماغ گمراہ ہو گئے



تھے، اس لیے مزید صراحت کرتے ہیں کہ 'مشاعری معنی آفریں ہے، غالب پہلی نہیں ہے۔'۔  
 ظہوری کے متعلق حسبِ ذیل اشارے سے بھی میں توضیح ہے کہ میرزا صاحب کے نزدیک  
 شعر میں معنوی پہلو کو ترجیح حاصل ہے۔ فرماتے ہیں<sup>۱</sup>:

»ہ لطائفِ معنوی خاص اس رنگ کے ہے۔ میں آنے ہیں۔ میں جاتا ہوں، مشغری اور  
 عطار نے مل کر ایک صورت بکری تھی۔ اُس کا اسم نورالدین اور تخلص ظہوری تھا.... غالب  
 معنی کی جان ہے ظہوری، حافظہ کی سرفرازی کا نشان ہے ظہوری۔

### ﴿اوصافِ شعر﴾

میرزا صاحب کے حسبِ ذیل بیانات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُن کے نزدیک شعر  
 کے لیے کیا اوصاف درکار ہیں۔

ایک قصیدے کی تعریف میں لکھتے ہیں<sup>۲</sup>:  
 »عزار آفریں! کیا ابھرا قصیدہ لکھا ہے، واہ! واہ! چشمِ بد دورا نسلِ معنی، سلاستِ  
 الفاظ۔

میر کے قصیدے کے متعلق فرماتے ہیں<sup>۳</sup>:  
 »افشاء اللہ خان کا بھی قصیدہ میں نے دیکھا ہے۔ تم نے بہت بڑھ کر لکھا ہے، اور ابھرا  
 سماں بلند ہے۔ زبان پاکیزہ، مضامین اچھوتے، معانی نازک، مطالب کا بیان دلنشیں۔

شغف کی ایک فارسی غزل کے متعلق تحریر کیا ہے<sup>۴</sup>:  
 کیا پاکیزہ زبان ہے، اور کیا طرزِ بیان  
 پیغمبر کی غزل کی داد دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے<sup>۵</sup>:

»رام پور میں تھا کہ اودہ اخبار میں حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی۔ کیا کہنا تھا  
 وابداع اس کو کہتے ہیں۔ مجددِ طرز اس کا نام ہے۔ جو ڈھنگ نازہ نوابانِ ایران کے خیال  
 میں نہ گزرا تھا، وہ تم بروئے کار لاتے ہو۔

۱۔ خطوط: ۱۱، ۲۔ عود: ۲۹، ۳۔ خطوط: ۲۹، ۴۔ اردو معنی: ۲۱۵، خطوط: ۱/۲۹۸، ۵۔

۶۔ عود: ۱۱، اردو معنی: ۲۱۵، خطوط: ۱/۲۹۸، ۷۔ اردو معنی: ۲۱۶،

مہر کی غزل کے ایک شعر کی داد دینے سے لکھتے ہیں<sup>۱</sup> :

مہر ہوگی، غیر ہوگی، اس زمین میں وہ شعر، یعنی :

تمہارے واسطے دل سے نکال کرٹی نہیں ہنر

جو آنکھوں میں نہیں دکھوں تو ڈرتا ہوں، نظر ہوگی

کتنا خوب ہے، اور اردو کا کیا اچھا اسلوب ہے !

مہر کی مثنوی کے بارے میں فرماتے ہیں<sup>۲</sup> :

مثنوی پہنچے۔ جھوٹ بولسا میرا شمار نہیں۔ کیا خوب بول چال ہے! انداز اچھا، بیان

اچھا، روزمرہ صاف، حبشوں کا استغناء، کیا کیوں، کیا منہ دے رہا ہے !

نقد کو ایک خط میں لکھتے ہیں<sup>۳</sup> :

”وہ جو ہم نے التزام کیا ہے نوصیح کی صنعت کا اور دولت شعر کہے گا، اس میں

ضرور فستق منی بھی ملحوظ رکھا کرو۔“

اپنی ایک غزل کے متعلق ناسخ لکھتے ہیں<sup>۴</sup> :

مغزل کے اندرین روزما بتاؤ گی در روش تازہ گفتہ ام، بعدِ عذر خواہیہ تصویر کو نہ قلی بر

حاشیہ مکتوب میں لکھتے ہیں<sup>۵</sup> :

امیر اللہ سرور کو حیدر علی انصیح کی غزل کے متعلق لکھتے ہیں<sup>۶</sup> :

مروشی پسندیدہ و طرزی گریہ دار، و عین است شبوہ مکرری شیخ امام بخش ناسخ و

خواجہ حیدر علی آتش و دیگر تازہ خیالات لکھتے ہیں<sup>۷</sup> :

سرور کے ایک شعر کی ان الفاظ میں داد دینے ہیں<sup>۸</sup> :

موجب علی یگ سرور نے جو ”افسانہ عجائب“ لکھا ہے، آغاز داستان کا شعر اب بھی

مجھ کو بہت مزہ دیتا ہے :

بادگار زمانہ میں م لوگ باد رکھا، فسانہ میں م لوگ

مصرع ثانی کتنا گرم ہے، اور، باد رکھا، فسانے کے واسطے کتنا مناسب۔“

۱۔ عہد : ۱۱۱، اردو سے نقل : ۳۷۱، خطوط : ۲۰۶/۱۔ ۲۔ عہد : ۱۱۷، اردو سے نقل : ۳۷۰، خطوط : ۲۰۷/۱۔

۳۔ خطوط : ۲۰۶/۱۔ ۴۔ کلیات، تاریخ اشعار : ۵۱۔ ۵۔ ایضاً : ۵۹۔ ۶۔ اردو سے نقل : ۱۱۰، خطوط : ۲۰۶/۱۔

نواب ہاندہ کے اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:<sup>۱</sup>  
 مزے لفظ طبع، و حدیث ذہن، و سلامت فکر و حسن بیان۔ مرگاہ در آغاز چنین بودہ  
 اند، بشرطِ دواہم و ورزش و التواہم مشق، حفا کہ در اندک ماہ مدت کلام بکثائی خواہند افراشتہ۔  
 جنون برطری کو غرور کیا ہے:<sup>۲</sup>

عربی میں تعقید لفظ و معنی دونوں محبوب ہیں۔ فارسی میں تعقید معنی عیب اور تعقید  
 نقل جاتر ہے، بلکہ صبح اور ملیح۔ ریختہ نقلید ہے فارسی کہ۔

ناسخ مرحوم کے منقول فرماتے ہیں:<sup>۳</sup>

مولانا ناسخ کہ در سخن طرح قوی ریختہ اوست، و در ریختہ فخر بدیع اکبختہ او۔  
 انہیں کے بارے میں یہ کہا ہے:<sup>۴</sup>

مہجان افہ، سخن پرورگارِ عہدوم پایۂ بند رسب، و لردو را روئی دیگر پدید آمد۔  
 نساخ کو لکھا ہے:<sup>۵</sup>

شیخ امام بخش طرزِ جدید کے موجد اور پرانی نامور روشوں کے ناسخ تھے۔  
 خود اپنے کلام کے منقول ارشاد ہوتا ہے:<sup>۶</sup>

دیہرا فارسی کا دیوان جو دیکھے گا، وہ جانے گا کہ جیلے کے جیلے مقدر چھوڑ جاتا ہوں۔  
 لیکن میرزا صاحب کے نزدیک جیلوں کو مقدر چھوڑنے کے لیے ضروری ہے کہ سنے  
 والے کا ذہن حذف شدہ الفاظ کی طرف بسولت منتقل ہو سکے، ورنہ وہ اس کو عیب شمار  
 کرتے تھے۔ میر مہدی مجروح کو لکھا ہے:<sup>۷</sup>

میں خواہم از خدا و نی خواہم از خدا

بدین حیث را و بدین رقب را

لف و فسر مرتب ہے۔ میں خواہم از خدا بدین حیث را۔ نی خواہم از خدا بدین رقب را  
 غول و ذل و خست و سوگوار۔

معنی تو اس میں موجود ہیں، مگر بول چال نکال باہر ہے۔ ایک جیلے کا جیلے مقدر چھوڑ

۱۔ کلیات قر، بیچ آٹھک : ۱۱۱۔ ۲۔ خطوط : ۱۲۶/۱۔ ۳۔ کلیات قر، بیچ آٹھک : ۲۵۔ ۴۔ ایضاً : ۵۳۔

۵۔ عود : ۱۲۵۔ لردو، نقل : ۱۰۱۔ ۶۔ خطوط : ۲۵/۱۔ ۷۔ ایضاً : ۲۸۶/۱۔

دیا ہے، اور پھر اس ہونڈی طرح سے کہ جس کو 'المعنٰی فی بطن الشاعر' کہتے ہیں۔  
 نسخ کے دیوان پر رائے ذی کرنے ہوئے لکھا ہے:  
 میں دیوے کو نہیں۔ خوشامد میری خو نہیں۔ دیوان قبض غنائت اسر باسی ہے۔  
 دفتر یمثال اس کا نام بچا ہے۔  
 القاط متین، مطلق بلند، مضنون عمدہ، بندش دل پستہ۔



عاشق شعر کے ساتھ عیوب شعر پر میرزا صاحب کا خط نگاہ دریافت کرا بھی دلچسپی  
 سے خالی نہوگا۔ جیسا کہ کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے، وہ ابتدا میں بدل کی پردی میں، کوشش  
 کر کے ایسا خیال قلم کرنے تھے، جو علم دماغوں کی دسترس سے باہر ہو۔ لیکن آخر میں  
 اس سے خود بھی احتراز کرنے لگے تھے اور شاکر دہوں کو بھی اس سحر ناشکور سے باز  
 رکھتے تھے۔ جون بریلوی کو لکھتے ہیں:

خطرتے سے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا

خطِ جامر سے سراسر رشتہ گوہر ہوا

اس مطلع میں خیال ہے دقیق، مگر کوہ کندن و کلاہ پر آوردن، یعنی، لطف زیادہ نہیں۔  
 اس طرح میرزا صاحب کو یہ بھی ثابت تھا کہ مطلع میں تخلص پانچا جائے۔ قدر کو  
 لکھتے ہیں:

مطلع میں نام اپنا لکھنا رسم نہیں ہے۔ میر کا تخلص اور صورت رکھنا ہے۔ میر جی،  
 اور 'میر صاحب' کو کہ وہ اپنے کو لکھ جاتا ہے۔ اور کو اس بدعت کا تبع نہ چاہیے۔  
 دیوان کی پہلی غزل کے مطلع میں حروف و الفاظ کی تبد کے بھی قائل نہ تھے۔ قدر ہی  
 کو لکھا ہے:

آغاز دیوان کے شعر، یعنی مطلع، میں مرگو حروف و الفاظ کی تبد نہیں ہے۔ ہاں، ردیف  
 الف کی۔ یہ اس قائل پرش کے نہیں، جیسی ہے۔ دیکھ لو اور سمجھ لو۔ یہ جو دیوان  
 مشہور ہیں، حافظ و صائب و سلم و کلیم، ان کے آغاز کی غزل کے مطلعے دیکھو اور حروف و

الفاظ کا مقابلہ کرو۔ کہیں ایک صورت، ایک ترکیب، ایک زمین، ایک بحر نہ پاؤ گے، وہ جاے  
انجامِ حروف و الفاظ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

نوارہ کے متعلق میرزا صاحب کی رائے یہ تھی کہ اگر بس دو شاعر اپنے پیش رو سے  
مضمون آفریں یا طرزِ ادا میں زیادہ لطیف و خوب پیدا کر دے، تو یہ اُس کے لیے قابلِ فخر  
بات ہے۔ میرزا فقہ کو لکھتے ہیں:

ایک مصرع میں تم کو محمد اسحق شوکت بخاری سے نوارہ ہوا۔ یہ بھی محکمِ فخر و شرف  
ہے کہ جہاں شوکت پہنچا، وہاں تم پہنچے۔ وہ مصرع یہ ہے:

چاک گردیدم و از جیب بدامان رفتم  
پہلا مصرع تمہارا، اگر اُس کے پہلے مصرع سے اچھا ہوتا، تو میرا دل اور زیادہ خوش  
ہوتا۔

خود میرزا صاحب پر کسی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ کو ملاں شاعر سے نوارہ ہوا  
ہے۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

ہزار معنی، سرچش خاصر فطرتِ ملت  
کز اہلِ ذوقِ دل، و گوی از صلِ بردست

ز رفگان یکے، گر نواردم دو داد  
مدان کہ خوبی آرایشِ غزل بردست

مراسم نگہ، دلِ فخرِ اوست، کانِ بسمن  
بہرِ فکرِ رسا، جا بدانِ علِ بردست

بہرِ گمانِ نواردم، پتہ شناس کہ دزد  
شاعرِ من ز نہانِ خانۂ ازل بردست

اس قطعے کی تہ میں بھی وہی خیال پنہاں ہے، جس کا اوپر کے خط میں ذکر کیا ہے، گو  
مترن کو جلانے کے لیے بات اُلٹ دی ہے۔

میرزا صاحب کو خواءِ عواء کی قیود کا التزام بھی ناپسند تھا۔ فقہ نے شاید اپنے قصائد

کو حروفِ تہج پر مرتب کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے: 'خبردار، تصانیفِ بقیدِ حروفِ تہج نہ جمع کراؤ۔'

غالباً کچھ محقق انگریزی الفاظ پر اُن مصطلحات کو جو سرکاری دفاتر کی پیدوار تھے یا انگریزی تہذیب و تمدن کی بدولت مروج ہوئے تھے، نکال باہر جاتے تھے، اور اپنے روز مرہ میں اُن کے استعمال سے پرہیز کرتے تھے۔ میرزا صاحب نے اس کے متعلق سنہ ۱۸۵۸ء میں قدر بلکراس کو لکھا ہے: 'مچائی، لٹری انگریزی ہے۔ اس زمانے میں اس اسم کا شعر میں لانا جائز ہے، بلکہ مرہ دینا ہے۔ نار بھل، اور دشنامی جہاز کے مضامین میں نے اپنے باروں کو دیے ہیں۔ لورڈوں نے بھی بلندے ہیں۔ روبکاری اور طلیں اور فوجداری اور سرورثہ داری، خود یہ الفاظ میں نے بلندے ہیں۔'

لیکن عام طور سے میرزا صاحب انتخابِ الفاظ میں بہت محتاط تھے۔ قاضی عبدالجلیل بریلوی کو سنہ ۱۸۶۱ء میں عداوت کی ہے کہ کانپوں کی اردو سے پیچھے۔ فرماتے ہیں: 'گہات میں مدعا برآری کی م نے لہروں کی غمگساری کی

تقدم و تاخیر مصرعین کر کے دینے دو۔ اس میں کوئی سقم نہیں۔ مدعا برآری، کانپوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ سے احتراز کرتا ہوں، مگر چونکہ سن جیٹ لفظ بہ لفظ صحیح ہے، محتاطہ نہیں۔'

نصیبے کے اخیر میں ایسے الفاظ جو خاتمے پر دلالت کرتے ہوں، نہ لانے کو میں میرزا صاحب عیب جانتے تھے۔ چنانچہ میرزا فتح کو لکھا ہے: 'ایک خیال رکھا کرو کہ شعر اخیر میں کوئی بات ایسی آجائے کہ جس سے اختتام کے سنی پیدا ہوا کریں۔'

ابن بھی اُن کے نزدیک عیب تھا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں فتح کو بگڑ کر لکھا ہے: 'حضرت، اس غزل میں ہروا، و ہپا، و ہنخا، تین قافیے اصل ہیں۔ دیوانہ، چونکہ علم قرار باکر ایک لٹری جداگانہ شخص ہو گیا ہے، اس کو بھی قافیۃ اصل سمجھ لیجیے۔'

باقی غلامانہ، و مستانہ، و مردانہ، و ترکانہ، و دہراہ، و مشکوٰۃ، سب ناجائز و ناسمجس۔  
ایسا اور ایسا بھی قبیح .... یاد رہے، ساری غزل میں 'مردانہ' یا 'مستانہ' یا ان کے نظائر میں  
سے ایک جگہ آوے، دوسری بیت میں زہار نہ آوے۔ یہ غزل نظری ہوگئی۔

غزل کے اشعار کی زیادہ تعداد میں پسند نہ تھی۔ فرماتے ہیں:  
ایک بات اور تمہارے خیال میں رہے کہ میری غزل پندرہ سولہ بیت کی بہت شاذ و نادر  
ہے۔ بارہ بیت سے زیادہ اور نو شعر سے کم نہیں ہوئے۔

### ❦ منافع نظر ❦

میرزا صاحب بے مزہ لفظ صنعتوں سے بہت کم کھیلتے تھے، اس لیے اُن کے اشعار  
میں تناسب القاطب یا کوئی اور صنعت نظر آتی ہے، تو میں اُسے ان کے قصد و ارادے پر  
محول نہیں کرتا۔ نیز میرا خیال یہ ہے، کہ اُنہوں نے اپنے اشعار پر دوسروں کے کلام میں  
صرف اُس لفظ صنعت کو پسند کیا ہے، جو معنی پر اثر انداز ہو کر پڑھنے والے کو داخل  
حسن سے لطف اندوزی کا موقع دے۔ شیو زبان کے ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں:  
'بھائی، حاشا، تم حاشا! اگر یہ غزل میری ہو:

اسد اور لہجہ کے دہیے پڑے

اُس غروب کو میں کچھ کیوں کیوں؟ لیکن اگر یہ غزل میری ہو، تو مجھ پر ہزار لعنت  
اس سے آگے، ایک شخص نے یہ مطلع مجھے سامنے پڑھا اور کہا کہ قبلہ، آپ نے کیا  
خوب مطلع کیا ہے!

اسد، اس جسا پر بتوں سے وفا کی مرے شیر، شاہاں، رحمت خدا کی

میں نے جس اُن سے کہا کہ اگر یہ مطلع میرا ہو، تو مجھ پر لعنتا... تم طرز غرور  
اور روش فکر پر ہی نظر نہیں کرتے؟ میرا کلام اور ایسا مرغور۔

انفاذ اُس زمانے میں قاضی عبدالجلیل صاحب نے کسی غزل کے ردیف و قافیے کا حوالہ  
دے کر پوری غزل مانگی۔ میرزا صاحب نے شیو زبان کے نام کے ایک خط میں تین دن بعد  
۲۹ اپریل سنہ ۱۸۵۹ع کو مذکورہ بالا بائیں لکھیں، اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ:

ماسد اور شیر، اور بت اور خدا، اور جفا اور وفا، یہ دہری طرز گفتار نہیں ہے۔  
کلیاتِ فارسی کے دیباچے میں فرماتے ہیں:

وہ تازہ صرف و اشتقاق بر لب است، و نہ زمزمہ سلب و اہجام زبان۔ نہ خونِ صرام  
بگردن ست و نہ فشرِ قاموس بر دوش۔ نہ ابلہ پایِ جادۂ صایم، و نہ کورِ آئایِ رشتہ مداح۔  
کبابِ گرمِ آتشِ بدودِ پارسم، و خرابِ تلخیِ بادۂ بُرِ زورِ منی۔

لفظِ صنوف سے پرہیز کا یہ قبیح نکلا کہ میرزا صاحب معاً اور تاریخ کوئی میں ابھی  
دستگاہ پیدا نہ کر سکے۔ معاً تو شاید انہوں نے ایک ہی نہیں لکھا۔ البتہ تاریخیں ضرور لکھی ہیں۔  
مگر وہ بھی زیادہ تر اُس زمانے کی کہیں ہوتی ہیں، جب قوائے فکری میں اضطلال پیدا نہیں ہوا  
تھا، اور پھر بھی تمبہ و تخرجہ سے بہت کم خیال ہیں۔

مہیر جان جا کوب کو اس کی وجہ بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

سرگد کہ ہیچگاہ دلِ بختِ تاریخ و معاً نہ نہادہ ام۔ و صحتِ الفاظ را بر منی نگزیدہ۔  
سباح کو دوسری وجہ لکھی ہے:

میں فنِ تاریخ کوئی و معاً سے یگانہ محض ہوں۔ اردو زبان میں کوئی تاریخ میری نہ  
ہی ہوگی۔ فارسی دیوان میں دو چار تاریخیں ہیں۔ اُن کا حال یہ ہے کہ مادۂ اوروں کا ہے،  
اور اشعار میرے ہیں۔ تم سمجھے گے ہیں کیا کہتا ہوں؟ حساب سے میرا ہی گہراٹا ہے، اور  
بجر کو جوڑ لگانا نہیں آتا۔ جب کوئی مادۂ بناؤں گا، حساب درست نہ پاؤں گا۔ دو ایک  
دوست ایسے تھے کہ اگر حاجت ہوتی، تو مادۂ تاریخ وہ مجھے ڈھونڈ لادیتے، موزوں میں  
کرتا۔

اپنے دیوانے بھائی کی تاریخ کا ایک مادۂ خود نکالا تھا۔ اُس کے متعلق علاقہ کو لکھتے ہیں:

ہیال، اس کو سب جانتے ہیں کہ میں مادۂ تاریخ نکالتے ہیں عاجز ہوں۔ لوگوں کے  
مادے دے ہوئے نظم کردہا ہوں۔ اور جو مادۂ اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہوں، وہ پیشتر  
لہر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اپنے بھائی کی رحلت کا مادۂ مذبذب دیوانہ نکالا، پھر اُس میں سے



آہے، کے عدد کہانے۔

ایامِ دوسرے اس فکر میں رہا۔ یہ نہ سمجھنا کہ مادہٴ دھرمٹھا۔ تمہارے نکالے ہوئے دو قطعوں کو ناکا کیا کہ کسی طرح سات اس پر ڈھانڑیں۔ ہارے، ایک قطعہ درست ہوا، مگر تمہاری زبان سے، بنی، گویا تم نے کہا ہے۔ بانچ شعر میں تین شعر زائد، دو موضح مدعا۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ نسبہ ایچا ہے یا برا ہے۔ عاد، اغلاق تو البتہ ہے، قائل سے سمجھ میں آتا ہے اور شاید لوحِ مرار پر کھدوانے کے قابل نہ ہو۔

مکلی شیر زبان نے ایک تاریخ کی فرمائش کی، تو اُس کے جواب میں فرمایا:  
رات بھر میں نے فکر شعر میں خونِ جگر کھایا۔ اکیس شعر کا قصیدہ کہہ کر تمہارا حکم بجا لایا۔

میرے دوست، خصوصاً میرزا فتح جاتے ہیں کہ میں فتنہ تاریخ کو نہیں جانتا۔  
اس قصیدے میں ایک دوشیز خاص سے اظہارِ ست ۱۸۵۸ء کا کردیا ہے۔ خدا کرے تمہاری پسند آوے۔ تم خود قدردانِ حق ہو، اور تین اُستاد اس فن کے تمہارے بار میں۔ میری محنت کی داد مل جائے گی۔

ان شاعرانہ دفتر بیچوں کو میرزا صاحب مرتبہ شاعری سے فروز سمجھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے ایک غصص دوست مکلی نے بیچش نے ست ۱۸۶۰ء میں انتقال کیا، تو فتح نے قطعہ تاریخ کی فرمائش کی، اور ظاہر کیا کہ یہ مرحوم کام پر حق ہے۔ اُس کے جواب میں لکھتے ہیں:  
فتنہ تاریخ کو دونوں مرتبہ شاعری جانتا ہوں۔ اور تمہاری طرح سے یہ بھی میرا عقیدہ نہیں ہے کہ تاریخ وفات لکھنے سے اداسے جھگڑا جیتا ہوتا ہے۔

نواب علاؤ الدین احمد خاں بہادر علاق کے جاں نثکا پیدا ہوا، تو اُنہوں نے قطعہ تاریخِ ولادت اور تاریخی نام کی فرمائش کی۔ میرزا صاحب نے اُس کے جواب میں جو غدر تراشے ہیں، اُن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس گورکھ دھندے سے اُنہیں کس درجہ طبعی بُہد تھا۔ فرماتے ہیں:

مولانا فسیرا کیوں خفا ہوتے ہو؟ عیش سے اسلاف و اخلاف ہوتے چلے آئے

ہیں۔ اگر نیکر خلیفہ اول ہے۔ تم خلیفہ ثانی ہو۔ اُس کو عمر میں تم پر تقدیم دمان ہے جانتین دونوں، مگر ایک اول ہے اور ایک ثانی ہے۔

غیر ایسے بچوں کو شکار کا گوشت کھلاتا ہے۔ طریقِ صید اگلی سکھاتا ہے۔ جب وہ جوان ہو جاتے ہیں، آپ شکار کر کھاتے ہیں۔ تم حضور ہو گئے۔ جس طرح خدا داد رکھتے ہو۔ ولادتِ فرزند کی تاریخ کیوں نہ کہو؟ اسمِ تاریخی کیوں نہ نکال لو کہ محمد پر غریبہ، دل مردہ کو تکلیف دو؟

علاؤ الدین خان، بیری جان کی قسم! میں نے پہلے لوگے کا اسمِ تاریخی نظم کر دیا تھا۔ اور وہ لڑکا نہ گیا۔ پھر کو اس دم نے کھرا ہے کہ میری محوسر طالع کی تاثیر تھی۔ میرا مدوح جیتا ہوں۔ نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ ایک ایک قصیدے میں چل دیے۔ واجد علی شاہ تین قصیدوں کے مشعل ہوئے۔ پھر نہ سنبھل سکے۔ جس کی مدح میں دس بیس قصیدے کہے گئے، وہ دم سے ہی پرے پہنچا۔

نا صاحب دمانی خبا کیا میں نہ تاریخِ ولادت کیوں گا، نہ نامِ تاریخی شعروں کا۔ میرزا صاحب کا یہ خیال اس درجہ راسخ تھا کہ وہ قافیے سانے رکھ کر شعر کہا بھی پسند نہیں کرتے تھے، کہ اس طرح قافیے کی پابندی کے باعث سے خواہ غواء الفاظ کے پھندے میں پھنسا پڑتا ہے۔ میرزا فتنہ کو لکھتے ہیں:

کیا منس آتی ہے کہ تم، حائد اور شاعروں کے، غم کو بھی یہ سمجھے ہو کہ استاد کی غول یا قصیدہ سانے رکھ لیا، یا اُس کے قوافی لکھ لیے اور اُن قافیوں پر لفظ جوڑنے لگے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

بچپن میں جب میں ریختہ لکھنے لگا ہوں، لغت ہے مجھ پر اگر میں نے کوئی ریختہ یا اُس کے قوافی پیش نظر رکھ لیے ہوں۔ صرف بحر اور ردیف قافیہ دیکھ لیا، اور اُس دین میں غول قصیدہ لکھنے لگا۔

تم کہتے ہو نظیری کا دیوان وقتِ تحریر قصیدہ پیش نظر ہوگا، اور جو اُس کے قافیے کا شعر دیکھا ہوگا، اُس پر لکھا ہوگا۔ ولقد اگر تمہارے اس خط کے دیکھنے سے پہلے میں

ہے بھی جانتا ہوں کہ اس زمین میں نظیری کا قصیدہ بھی ہے۔ چہ جائے کہ وہ شعر۔  
اس طرح آخر عمر میں میرزا صاحب اساتذہ کی اُن زمینوں میں بھی شعر کہنے سے  
بچے لگے تھے، جو اپنی عمدگی و برتری میں لا جواب ہیں، اس لیے کہ اس صورت میں  
جواب لکھنے والے کو خواہ مخواہ کہا پڑتا ہے اور میدانِ معنی کی راہ مسدود ہو جانے  
کے باعث صرف الفاظ کے اُلٹ پھیر پر مدار باقی رہ جاتا ہے۔ علاؤ نے ایک غزل پر شعر  
کہنے کی فرمائش کی، تو فرماتے ہیں:

مدر بزم وصالِ تو بھگام تماشا      نظارہ ز جدیدِ مزگان گاہِ دلدادہ  
بہ زمینِ قدسی، علیہ الرحمہ، کے حصّے میں آگئی ہے۔ میں اس میں کیوں کر نظم دیتی  
کروں؟ اور اگر لے جاتی ہوں تو کچھ عائدہ پاتو ملاؤں، تو اس شعر کا جواب کہل سے لاؤں؟  
ہرگز تو ان گفت و گوین فافہ اشعار      بیجا است، رادر اگر از من گاہِ داردہ

### ﴿میرزا صاحب شعر﴾

خلاصہ بحث یہ ہے کہ میرزا صاحب کے نزدیک ایسا شعر مذکورہ بالا اوصاف کا جامع  
اور عیوب و مفردہ سے خالی ہوگا۔ لیکن ہر شخص کے لیے دشوار ہے کہ مختلف شعرا کے کلام  
کو اس نقطہ نگاہ سے جانچ سکے، اس لیے میرزا صاحب نے ایک میزانِ شعر مقرر کر دی،  
تاکہ اُس پر فارسی و اردو کے تمام شاعروں کا کلام پرکھا جاسکے۔ فرماتے ہیں:

میرزا قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پدر و مرشد، حضرت صاحبِ عالم، مجھ سے آزرده ہیں،  
اور وحہ اُس کی یہ ہے کہ میں نے بتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا۔ اس رقصے میں  
ایک میزان عرض کرتا ہوں۔ حضرت صاحب ان صاحبوں کے کلام کو، یعنی عذیبوں کے اشعار  
کو، قبل اور واقف سے لے کر بیدل اور ناصر علی تک اس میزان میں تولیں۔ میزان یہ ہے:

(۱) رودکی و فردوسی سے لے کر خاقانی و سنائی و انوری و خیرم تک ایک گروہ۔ ان  
حضرات کا کلام تھوڑے تھوڑے تقاضات سے ایک وضع پر ہے۔

۱۔ اردو سے نقل: ۱۳۰۰ء، خطوط: ۱/۲۲۲ - ۲۔ ناصر عبد الوہاب، صاحب کی تحقیق سے مطابق یہ شعر حضرت فقہ نعمانی

خطیم آبادی کا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ حیدر صاحب، بلند حیا اول: ۱۰۰۔ ۳۔ تاجیہ مصدقہ کی جگہ مدائن عروا جابجائے۔

۱۔ مراد: ۱۳۰۰ء، اردو سے نقل: ۱۳۹۹ء۔

- (۲) پھر حضرت سعدی طرز خاص کے موجد ہوئے۔ سعدی و جامی و خلل۔ یہ اشخاص متعدد نہیں۔  
 (۳) فغانی اور ابک شیوہ خاص کا مبدع ہوا۔ خیالہائے نازک و معانی پرک لایا۔ اس شیوے کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و فوری نے۔ سبحان اللہ! قالب سخن میں جان پرگئی۔  
 (۴) اس روش کو بعد اس کے صاحبزادے طبع نے سلامت کا چربا دیا۔ صائب و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم فغانی اس زمرے میں ہیں۔

رودکی و اسدی و فردوسی، یہ شیوہ سعدی کے وقت میں ترک ہوا۔ اور سعدی کی طرز نے سبب سلسلہ متبع ہونے کے، رواج بہ پایا۔ فغانی کا انداز پھیلا، اور اُس میں تیسے تیسے رنگ پیدا ہونے لگے۔ تو اب طرزیں بن لہریں ہیں:

- (۱) خاقانی، اُس کے اقران۔ (۲) ظہوری، اُس کے امثال۔ (۳) صائب، اُس کے نظائر۔  
 خالصاً، ممتاز و اخیر و غیوم کا کلام، ان بن طرزیوں میں سے کس طرز پر ہے؟  
 بے شبہ فرماؤ گے کہ یہ طرز اور می ہے۔ پس تو م نے جانا کہ یہ طرز جو بھی ہے۔ کیا کہنا ہے! خوب طرز ہے! اچھی طرز ہے! مگر فارسی نہیں ہے، ہندی ہے۔ دارالضرب شاہی کا سکھ نہیں ہے، نکال باہر ہے۔ داد، دادا، انصاف، انصاف!

اگرچہ شاعرانہ نثر گفتار      زبک جام اند دو بزم سخن مست  
 دل با بادۂ بعضی حریفان      خسار چشم ساقی نیز پیوستہ  
 مشو منکر کہ دو اشعار ابن قوم      و رای شاعری، ہجری دگر، مست

وہ ہجری دگر، پارسیوں کے حصے میں آتی ہے۔ عام، اردو زبان میں اعلیٰ حد نے وہ چیز پائی ہے۔ میر تقی، طلبہ الرحمۃ:

بدنام ہو گئے، جانے ہیں دو اشعار صکو  
 دکھے گا کون نم سے عزیز اپنی جان صکو

سودا:

دکھائیے، لے جا کے تمھے، مصر کا بازار  
 خواہاں نہیں لیکن، کون واں جعفر گراں کا

قسیم:

قائم اور نضر سے طلب ہوئے کی، کیوں کر مانو؟  
مے تو نادان، مگر اتنا بھی بد آموز نہیں

مومن خان:

نہ مرے پاس ہوئے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا  
ناسخ کے حال کم تر اور آتش کے حال بیش تر، یہ تیر و نشر ہیں۔ مگر بھلے اُن کا  
کوئی شعر اس وقت یاد نہیں آتا۔

اس طرز گفتار کا نام میرزا صاحب نے 'شیوا یابی' رکھا تھا، اور شیوا بیان شاعر کے  
لیے ان چار اوصاف کو لازم قرار دیا تھا:  
حسنِ عشق و عشقِ سخن، کلامِ حسن و حسنِ کلام۔

﴿ سطر منقطع ﴾

اگر مذکورہ بالا اوصاف کو ایک جامع و مانع لفظ سے ادا کرنا چاہیں، تو کہہ سکتے  
ہیں کہ شعر کی خوبی اور اُس کا حسن یہ ہے کہ 'سطر منقطع' ہو۔ میرزا صاحب نے بھی اسی  
معنی کو حسنِ بیان کی معراج قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:  
'سطر منقطع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا  
سراپ نہ ہو سکے۔ بالکل سطر منقطع، کمالِ حسنِ کلام ہے اور بلاغت کی نہایت ہے۔ منقطع، در حقیقت  
منقطع النظر ہے۔'

شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اس صفت پر مشتمل ہیں۔ اور رشید و ظوابط وغیرہ شعرا سے سلف  
نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔  
خود سنائی ہوتی ہے۔ سخن فہم اگر غور کرے گا، تو تنقید کی نظم و نثر میں سطر منقطع  
اکثر پائے گا۔

اپنے اشعار کے متعلق میرزا صاحب کا یہ خیال اتنا چٹہ ہو گیا تھا کہ وہ اُسے عام ریختہ  
اشعار سے الگ قسم کا کلام مانتے تھے، اور میر و میرزا کے کلام سے بھی بالاتر سمجھتے

تھے۔ چنانچہ ملٹی نیشنل سٹیٹس کو بہ غزل  
سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں غاباں ہوگئیں  
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ۔ پنہاں ہوگئیاں  
بوجھ، تو اُس کے ساتھ یہ بھی لکھا:

مہاں خدا کے واسطے، غزل کی داد دینا! اگر دینتے یہ ہے، تو پیر و میرزا کیا کہتے  
ہے؟ اگر وہ دینتے تھا، تو پیر یہ کیا ہے،  
اور اتنا میں نہیں، بلکہ اپنے اشعار دینتے کو سر یا اعجاز ہیں قرار دیتے تھے۔ چنانچہ  
انہیں سٹیٹس کو بہ غزل:

کہتے تو ہر نم سب کہ بتِ غالبہ ہو آئے      یک مرتبہ گھبرا کے کہ کوئی کہہ دو آئے  
بوجھے ہوئے، مستفراہ لکھا ہے:

داد دینا کہ اگر دینتے پانے سر یا اعجاز کو پہنچے، تو اُس کی یہی صورت ہوگی یا  
کچھ اور شکل؟

اُن کے اس استفسار کا حیدر نے کیا جواب دیا، اس کا واقعی علم نہیں۔ لیکن انہیں  
لکھنا یہی چاہیے تھا کہ اگر دینتے پانے سر یا اعجاز کو پہنچے گا تو اُس کی صرف یہی ایک  
صورت ہوگی، دوسری ہوگی نہیں ہو سکتی۔

### ﴿ شرک و مشاعرہ ﴾

میرزا صاحب مشاعروں میں بھی شریک ہونے اور طرح میں دلوں میں سرائی دیا کرتے  
تھے۔ ان میں سے کلکتے اور دہلی کے چند مشاعروں کا تذکرہ اُن کے خطوط میں ملتا ہے۔

### ﴿ کلکتے سے مشاعرے ﴾

شعبان ۱۲۴۳ھ (فروری ۱۸۲۸ء) سے ربیع الاول ۱۲۴۵ھ (ستمبر ۱۸۲۹ء) تک میرزا صاحب  
کلکتے میں مقیم رہے۔ اُن کا یہ سفر اپنی پٹن کے سلسلے میں تھا۔ لیکن اُن کے ادبی ذوق سے  
الطف اُٹھانے کے لیے

ہارن انھن ما ساختہ و بتکلیف شعر خزان شمع ابرام فروخته۔ من از حیرت آنکس باختر۔  
و از خطبت چشم بر پشت پا فروخته۔<sup>۱</sup>

نام مولوی سراج الدین احمد نے جو کلکتے کے ان غلط قدر دانوں کے سرگروہ تھے، میرزا صاحب کو بھی شرکتِ برسرِ سخن کے لیے راضی کر لیا۔ مدونۂ سرکار کہیں میں ہر انگریزی مونیے میں ایک بار، اتوار کے دن، مجلسِ مشاعرہ کا انعقاد طے ہوا اور شعراے کلکتہ اردو، فارسی کی غزلیں پڑھنے کے لیے جمع ہونے لگے۔ میرزا صاحب اس مجلس کے کئی مشاعروں میں شریک ہوئے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس عمل نے میرزا صاحب کے چاروں طرف ایک حلقہٴ حسد پیدا کر دیا تھا، جس نے اُن کے کلام پر قہر و واقف کے سہ فرائد و اصول کے ماتحت اعتراض کیے۔ میرزا صاحب نے بھروسہ پر بزرگوں کی ادبی کم مائیگی کا اظہار کیا، اور اعلیٰ ایران کے کلام سے شواہد پیش کیے۔ اس سے آگے اور بڑکی۔ میرزا صاحب نے از راور معنوت مشوی، بادِ مخالف، لکھ کر اُسے فرو کیا۔ مگر اس ہنگامے کا اثر اُن کی زندگی بھر دماغ سے دور نہوا اور وہ مرنے دم تک حدیثوں کی فارسی دانی کے قابل نہویکے۔ اس ادبی ہنگامے کا تذکرہ میرزا صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:

«از نوادر حالات این کہ حضوران و نکتہ رسانان این بفس، پس از ورودِ خاکسار، بر سرِ سخن آراستہ بودند۔ در هر ماہ شمسر انگریزی روز یکشنبہ نخستین، سخن گویان دو مدونۂ سرکار کہیں فرام شدندی، و غزلیہای ہندی و فارسی خواندندی۔ ناگاہ گراقتضای مرنی، کہ از مرات ہجرات رسیدہ است، دران انھن می رسد، بر اشعار مرا شنودہ یا نگہ بند می میناید، و بر کلامِ نادرہ گویان این ظہورِ تمسہای زیر لبی می فرماید۔ چون طابع بالذات مغنوں خود قائلست، ممکن است حدیثی برند، و کلاسیانِ احسن و فرازانگانِ فن پر دو ستر من اعتراضِ نادوستہ برآوردہ، آرا شہرت می دهند۔ وہی آنکہ زبان پاسخ آشنا شود، از دانشوران، کہ محضوی و کلاسی نواب علی اکبر خان، و مکرری و مقامی مولوی محمد حسن لڑ آتاند، جواہر می بایند، و پسر ذاتوسے خاموشی می نشیند»۔

﴿محل کے مشاعرہ﴾

دعہل کے جن مشاعروں میں میرزا صاحب نے شرکت کی ہے، اُن میں شہر اور قلعہ محل

دونوں کے مشاعرے نظر آنے ہیں۔ اُن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ایک مشاعرہ جسے کے دن ۱۷ مارچ ۱۸۴۳ء کو منعقد ہوا تھا۔ میرزا صاحب نے اُس کی روداد پچیسفہ ۳۳ مارچ کو شیفٹ کے خط میں اس طرح لکھی ہے:

”روزِ آہنہ چوَن شب شد، بزمِ سخن آراستند۔ ازانِ رو کے غول نگفتہ بودم، از شرمِ تہدستی سر در پیش داشتَم و رفتنِ بانجمنِ مضوی بود کہ مرگِ بخاطرِ غیِ گوشت۔ والا جاء نواب ضیاء الدین خان، سلمہ اللہ تعالیٰ، دو فرشتہ برمن گہاشتہ: زین العابدین خانِ عارف و غلام حسن خان محو۔ یعنی، ابنِ مر دو ایہام پیشہ شامگاہ بخورنکندہ تہائی من آمدند و فیل آوردند۔ و مدائنسان کہ شیر را چون شکو کنند، بر فیل بار کنند، مرا بانجمن بردند۔ دیدارِ محضومِ معظم و صدر اعظم مولوی محمد صدر الدین خان جادو تلافیِ رنجِ ولہ کرد۔ باری، صرفہ دھروانِ دوران بود کہ مولانا سحابی قدم رنجہ فرمودہ بودند۔ غزلِ مولانا صہابی در زمینِ طرحی دوسہ دستِ دلشین داشت۔“

بالجہ چون غولخواری سر آمد، مگریام غیِ آبد، و دلعنام غیِ آبدہ دو بحرِ مرجِ مثنیٰ سالم، طرح کردند۔

از پاراوسر بندہ میرزا زین العابدین خان عارف و جوامرِ سگھ جوہر در زمینِ طرح دو غول خوارندہ نقشِ فرگونی بکسی نقاشند۔ من بغزل کہ ہمدان روز گفتہ بودم، زمزمہ سرائی آدم۔ غزل:

صبح شد، خبیر، کہ رودادِ اثرِ بنایم۔

اس مشاعرے کے مصرع طرح کا ذکر میرزا صاحب نے نہیں کیا ہے۔

(۲) دوسرا مشاعرہ جسے کے دن (غالباً ۲۸ اپریل ۱۸۴۳ء کو) منعقد ہوا تھا۔ طرح ساقی مکتوب میں بیان کی جاچکی ہے۔ اس زمین میں میرزا صاحب نے بھی غزل لکھی تھی۔ شیفٹ کو اس کی کیفیت اس طرح لکھی ہے:

”ہی کہ ناہید روز (بومِ جمعہ) بود، شامگاہِ بزمِ حضرتِ آزرده بارِ باقم۔ پیش ازان کہ از مدعا سخن رانم، اثرِ رنجوری از ناحیہِ محضوم آشکار باقم۔ ولہ و رکابی داشتند۔ مانا زندہ داشتن



شہا بدین روز فائدہ بود۔

بالجہ ہشامہ غرامیدند و دہی وا دستوری دادند۔ در انجمن ریختہ گویان پسو گرد آمدہ بودند۔ غزلہای دراز خواندند۔ تا بکشاہ آیم و پیلو بہ بستر ہم۔ نیچہ از شب گزشتہ بود۔  
بالجہ در نوردی غزلخوانی چون بوند ہم رسیدہ نخست ملک خواستہ و ملک خواستہ سرودم۔  
آنگاہ غزل طرخی خواندم۔ غزل:

چہ عیش لاز وعدہ۔ چون باور فر خوانم نمی آید؟  
بنوعی گفت می آیم۔ کہ میدانم نمی آید

نہان باد کہ اقبال نشان۔ محمد ضیاء الدین خان ہادی مصرع عرفی ع:

صد سال می توان بہ تنہا گریستن

طرح فرمودہ اند۔ درین زمین طالب آملی قصیدہ دارد و عرفی شیرازی دو غزل۔ تا عالیہ پینوا را بکدام زمزمہ در غروش آوند؟

(۳) تیسرا ہشامہ ہی جسے کے دن (۳۶ مئی سنہ ۱۸۱۳ع) کو مستفد مرا تھا۔ مصرع طرح پر میرزا صاحب نے پورا قصیدہ لکھا تھا۔ جو ان کے کلیات میں چھپ چکا ہے۔<sup>۱</sup> شیفہ کو اس کی روداد ہی لکھی ہے۔ فرمانے ہیں:

دامد گاہا،

ہی آدینہ روز بود، و نوید بزم سخن سامعہ افروز۔ شامگاہ همان دو فرخ سرودش از در آمدند، و مرا بانجمن بردند۔ و میر نظام الدین بخون و مولوی امام بخش صیانی چون رنجور بودند، نیامدند۔ کسی بخدوہ حضرت آژردہ فرستادہ شد۔ اگرچہ در آمدند، اما آمدند، و دلم را صفا و زبانم را قرا بخشیدند۔ بندہ را در زمین گریستن نگاہش قصیدہ اتفاق افتادہ بود۔ آن می سفیدم کہ ابن ورق را چون برات نامقول ساز بزم، و ریختہ گویان را درو سر بدم۔ از آمدن حضرت آژردہ دل بخود مالید، و زبان پرزمزمہ دستوری یافت۔ صحابی نیز ناخواندہ حاضر بود و در زمین گریستن غزل انشا کردہ۔ چون قصیدہ مرا شنود، خجل شد، و از گفتہ خود لحنی ناخواندہ در گزشتہ۔

۱۔ کلیات نثر، پتی آٹک ۱۹۵۰ء۔

۲۔ کلیات فارسی ۱۹۵۲ء۔

۳۔ کلیات فارسی ۱۹۴۷ء۔

(۱) چوہا مشاعرہ غالباً جیسے کے دن ۲۳ جون سنہ ۱۸۸۳ء کو منفق ہوا تھا۔ اس کے لیے میرزا صاحب نے غزل لکھ لی تھی، مگر شریک نہ ہو سکے۔ شبیہ کو تحریر کرتے ہیں: 'دورین مشاعرہ کے گردش، خالقِ زمین گیر من غبارِ چشمِ ریختہ گویان نگشت۔ غزلِ خود یکِ هفته پیش از روزِ غزلخوانی گفتہ بمحضِ حضرتِ آردہ، دام بقاؤہ، فرستادہ ام، و سرِ آن داشتہ کہ چون بنامہ کالیاب کردم، و آن را پاسخ نگار شوم، در نگارشِ همان غزل سرمایہ من باشد۔'

اس ماماتہ مشاعرے کی جگہ وقوع اور منظمین کا صراحۃً تذکرہ مذکورہ خطوں میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب عباء اللہ بن احمد خاں بہادر نیر کے زیرِ اہتمام منفق ہوا تھا۔ عارف و محو وغیرہ اس کے انتظام کے ذمہ دار تھے۔ ہر مونسے کا آخری جملہ اس کے لیے مقرر تھا، اور اس میں اردو اور فارسی دونوں طرحیں دی جاتی تھیں۔ لال قلم میں جو مشاعرے کیسے گئے تھے، اُن میں سے جس پر ذیل کا تذکرہ میرزا صاحب کے خطوں میں ملتا ہے:

(۱) پہلا مشاعرہ کسی شہزادے کے زیرِ اہتمام منفق ہوا تھا۔ اس میں میرزا صاحب نے اردو غزل پڑھی تھی۔ ۱۶ ربیع الاول (۱۲۶۶ھ) مطابق ۲۳ فروری (۱۸۸۸ء) کو سگل کے دن منشی نے بخشِ حقیر کو اس کی روداد لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

'دوش یکی از شہزادگانِ نیرخانیہ بزمِ سخن آراستہ بود، و سخنِ سنجان را بغزل خوانی خواندہ۔ مرا بگفتنِ ریختہ سری رساندہ، اگرچہ دل بنگارش نہ بستہ بودم، اما روزی کہ شبِ بدایں انجمنِ بہارست رفت، خاصہ تنگانی کہ سوارہ رہ ی پریدم، پنی چند، بیخواستہ، از دلو غمزدہ سر بر آید۔'

(۲) دوسرا مشاعرہ شوال ۱۲۶۵ھ (اگست ۱۸۵۲ء) میں مرزا نور الدین بہادر منظمین بہ شامی نے منفق کیا تھا۔ اس میں میرزا صاحب نے ردیفِ نوں کی بے نظیر طرحیں غزل دے دیں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں، پڑھی تھی، اور منشی نے بخشِ حقیر کو اس کی نقل روانہ کرتے ہوئے لکھا تھا: 'خدا کے واسطے غزل کی داد دینا۔ اگر ریختہ بہ ہے، تو میر و

میرزا کیا کہتے تھے؟ اگر وہ ریختہ تھا، تو پھر یہ کیا ہے؟

(۳) تیسرا مشاعرہ آخری ناقدانہ دہلی کے حکم سے جسے کے دن ۲۵ فروری سنہ ۱۸۵۲ع کو منعقد ہوا تھا۔ میرزا صاحب اُس زمانے میں زمرۂ خدام میں منسلک تھے، اس لیے اردو میں زمزمہ سرائی کی تھی۔ مجروح کو اس کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

مزدیکن را نشاط، و دوران را بشارت کہ شاه فرمان داد و حاجی بارگاه سخن گستران را  
ایوانِ عظمت نشان داد کہ روز آئینہ، ست و پنجرہ فروری، بدان خجستہ نشین یابند و جامِ حق  
بر بکدبگر پیابند۔ گروهی از شہزادگانِ بابرہ و تنی چند از آزادگانِ شہر فراوان آمدند۔ جا پر مردم  
نکی کرد۔ کوئی پیکر لندر پیکر می خرید۔

نخست سلطان الشہرا شیخ محمد ابراہیم ذوق زخمہ برتار زد، وغولِ سلطان را بدان نوا برخواند  
کہ زخمہ از سپہر فرود آمد۔ سپس شاعرانہ بوسف دیدارِ مہایون آثارِ میرزا خضر سلطان بہادر،  
غزلِ طرحِ بدان غن۔ سرود کہ ہنداری پروں پر ہساطر بزم افشاند۔ میرزا جیدر شکوہ و میرزا  
نورالدین و میرزا عالی بخت عالی را سازِ سخن بلند آملگ شد۔ غالب آشفته نوا کہ بر پہلوی عالی  
جا داشت، وہ بیت از خوشن خواند۔

محمی نام اسدی از بی آسمانِ غمکہ مہانِ قنبرِ مستانہ زد۔ حاجی میرزا شہرت کاپیش  
مندان بیت در زمینِ طرح برسامۃ النجم نشین عرصہ داد۔ من بہ بہانہ آب تاغی از بزم بیرون  
آدم و راور غمکہ گرفت۔ در دکاہا کشودہ بود و چراغها روشن۔ مہانا نیمہ از شب بگوشہ  
بود کہ بر یوربای بیوانی دورِ جامِ بادہ روانی داد، بادہ آنامیدم و ختم۔ بامداد بہ لڑکِ مہایون  
روی آوردم۔ ہر چہار سلطان زادہ کہ نام نامیِ آنان بر زبانِ قلم رفت، زمزمہ شہانہ نازہ کردند۔  
من نیز غزل را دوبارہ خواہم۔ از مہدمان شہیدہ شد کہ شب در ہنگامہ سر آمد، و زہدیک  
بدیدند سیدہ ہر بزم بر شکست۔ گویند، سلطان الشہرا بابانِ انجم در غزل از خوشن سرود،  
لہذا نہ در طرح۔

(۴) چوتھا مشاعرہ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ (اپریل ۱۸۵۳ع) میں منعقد ہوا تھا۔ میرزا صاحب  
کے رجب ۱۲۶۹ھ میں منشی نبی بخش خنبر کو لکھا ہے:

مہاں بادشاہ نے قلعے میں شاعرہ مقرر کیا ہے۔ ہر مہینے میں دو بار شاعرہ ہوتا ہے، ہندوہوں کو اور انیسویں کو۔ حضور فارسی کا ایک مصرع اور دہشتے کا ایک مصرع طرح کرتے ہیں۔

اب کے جمادی الثانی کی تیسویں کو سو شاعرہ ہوا اُس میں مصرع فارسی یہ تھا: زین نمائشا گا، گرہان میرود۔ دہشتے کا مصرع یہ تھا: غار غنی میں کس قدر ہے۔ کیا کہیے۔ نظر ہے کیا کہیے۔ خیر ہے، کیا کہیے۔

اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاہی شاعرہ ہر مہینے کی ۱۵ اور ۲۹ (یا ۳۰) کو قلعہ منلی میں منعقد ہوا کرتا تھا۔

(۵) پانچواں شاعرہ منگل کی صبح کو شعبان ۱۲۶۹ھ (مئی ۱۸۵۳ع) میں دیوانِ خاص میں کیا گیا تھا۔ اس میں میرزا صاحب نے اپنی یہ طرحی غزل پڑھی تھی: بازچہ اطفال ہے دنیا مرے آکے۔ فاضل عبدالجلیل بریلوی کو سنہ ۱۸۵۱ع میں لکھتے ہیں:

شاعرہ ہاں شو میں کہیں نہیں ہوتا۔ قلعے میں شہزادگانِ تیموریہ جمع ہو کر کچھ غزل خوانی کر لیتے ہیں۔ وہاں کے مصرعے طرحی کو کیا کیجیے گا، اور اُس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھیے گا؟ میں کبھی اُس محفل میں جاتا ہوں، اور کبھی نہیں جاتا۔ اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے۔ اس کو دوام کہاں؟ کیا معلوم ہے، اب ہی یہ ہو، اب کے ہو، تو آئندہ نہ ہو۔

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے شاعرے سنہ ۱۸۵۱ع میں بند ہو چکے تھے۔ صرف قلعے کے اندر ٹھہرا ہوا جہت چرچا باقی تھا، جس میں کبھی کبھی میرزا صاحب بھی شریک ہوتے، اور اردو غزلیں پڑھتے تھے۔ سید شوالہین صاحب کے خط مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۵۵ع میں فرماتے ہیں:

دلب ہندی اور فارسی غزلیں مانگتے ہیں۔ فارسی غزل تو شاید ایک ہی یہی کہیں۔ ہاں ہندی غزلیں قلعے کے شاعرے میں دو چار لکھی تھیں۔

### اشعارات میں اشاعتی انداز

ہندوستان میں اشعارات کی اشاعتی کے بعد، مضامین شہر کے ساتھ نظم شایع کرنے کا رواج

ابتدا سے نظر آتا ہے۔ سہ ۱۸۵۷ء سے پہلے دہلی اردو اخبار وغیرہ میں میرزا صاحب کی یہی غزلیں اور قصیدے شائع ہوئے رہے ہیں۔ منشی شیونرائی ایک پندرہ روزہ اخبار موسوم بہ سیار الشعرا آگرے سے نکلتے تھے۔ سہ ۵۷ء کے بعد میرزا صاحب نے اُن کے اخبار میں یہی اپنا کلام چھپوایا ہے۔ یکم نومبر سہ ۱۸۵۸ء سے چند روز قبل منشی صاحب کو لکھنے میں:

خیر، حکم ہوا ہے کہ دو شبے کے دن، پہلی تاریخ نومبر کو رات کے وقت سب خیرخواہان و انگریز اپنے اپنے گھروں میں روشنی کریں، اور بازاروں میں اور صاحب کشتہ پادری کی کوٹھی پر بھی روشنی ہوگی۔ قصیدہ بھی اس نئی دستی میں کا اٹھارہ منیے سے پندرہ مقررہ میں پابا، اپنے مکان پر روشنی کرے گا۔ اور ایک قسطہ پندرہ بیت کا لکھ کر صاحب کشتہ شہر کو بھیجا ہے۔ آپ کے پاس اُس کی نقل بھیجتا ہوں۔ اگر تمہارا جی چاہے، تو اُس کو چھاپ دو، اور جس لمبر میں یہ چھاپا جائے، وہ لمبر میرے دیکھنے کو بھیج دینا۔

اس کے چند ماہ بعد، منشی صاحب کے تقاضے پر، ۱۹ اپریل سہ ۱۸۵۹ء کو فرماتے ہیں:

دہلی میں تم کو ایسا فرزند جاتا ہوں، خط لکھے نہ لکھنے پر موقوف نہیں ہے۔ تمہاری جگہ میرے دل میں ہے۔ اب میں طبع آزمائی کرتا ہوں۔ اور جو غزل تم نے بھیجی ہے، اُس کو لکھتا ہوں۔ خدا کرے تو کے نو شعر یاد آجائیں۔ .... یہ تمہارا اقبال ہے کہ نو شعر یاد آگئے۔ ایک غزل بہ اور دو غزلیں وہ جو آیا چاہتی ہیں، تین ہفتے کا گودام تمہارے پاس فرام ہوگا۔ اگر منگولوگے، تو قصیدے بھی دونوں بھیج دوں گا۔

بعد میں میرزا صاحب کی رائے ان قصیدوں کی اشاعت کے بارے میں بدل گئی۔ تو اُنہوں نے ۲۷ اپریل کو منشی صاحب کو لکھا:

قصیدے میں نے دو لکھے ہیں .... ایک بچپن شعر کا، ایک چالیس بیت کا، اور پھر فارسی۔ اُن کو دہشتہ کی غزلوں میں کیا چھاپوگے۔ جانے ہیں دو۔ دہلی غزلیں سلیقہ کی، وہ جو میرے ماتم آتی جاتی ہیں، چھپواتا جاؤں گا۔

سہ ۱۲۸۵ + ۱۸۶۸ء) میں اکل الاخبار میں ایک رباعی اور قسطہ چھپوایا تھا۔ میرا ابراہم

علی خان کو اس کی اطلاع دیئے ہیں<sup>۱</sup> :

حضرت سید احمد حسن خان صاحب، مدظلہ العالی، کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ کے گھر مولود مسعود پیدا ہوا۔ ایک عبارت رنگین مرتب کر کے اکل الاخبار میں میں نے چھپوا دی ہے۔ اور ایک رباعی اور ایک قطعہ اپنا اور ایک قطعہ سید صاحب مدوح کا، جو انہوں نے یہاں چھپا تھا، وہ بھی چھپوا دیا۔

نواب کلب علی خان صاحب والی رام پور کی سرکردہ کونسل کا ایک قطعہ تاریخ لکھ کر بھیجا تھا۔ تو اُس کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا تھا کہ "اگر پسند آئے، تو اجازت مل جائے کہ اس کو کسی اخبار میں چھپوا دوں۔" نواب صاحب کی سرپرستی میں رام پور سے "دبدبہ سکندریہ" جاری ہوا، تو میرزا صاحب نے ایک مدحیہ رباعی نواب صاحب کو لکھ کر بھیجی اور خواہش کی کہ اسے اخبار کے سرنامے پر شائع کیا جاپا کرے۔ بعد ازاں اور اشعار بھیجے، تو اُن کے ساتھ "دبدبہ سکندریہ" میں اُن کی اشاعت کی بھی درخواست کی<sup>۲</sup>۔

مفتی امیر احمد امیر بیٹائی نے اپنا کلام مفتی شیوہزین کے اخبار میں اشاعت کے لیے بھیجا۔ اُس وقت تک مفتی صاحب کی شہرت رامپور سے باہر نہ نکلی تھی۔ شیوہزین نے اُن کے کلام کی رسید اور محض اشاعت کا عندر اخبار میں شائع کیا، تو میرزا صاحب نے انہیں لکھا<sup>۳</sup> :

"اب کے تمہارے معیار الشعراء میں میں نے یہ عبارت دیکھی تھی کہ "امیں شاعر اپنی غزلیں بھیجتے ہیں۔ م کو جب تک اُن کا نام و نشان معلوم نہ ہوگا، م اُن کے اشعار نہ جھاپیں گے۔ سو میں تم کو لکھتا ہوں کہ یہ میرے دوست ہیں، اور امیر احمد ان کا نام ہے اور امیں، غلطی کرتے ہیں۔ لکھو کہ ذی عزت باشندوں میں ہیں اور وہاں کے بادشاہوں کے روشناس اور مصاحب رہے ہیں۔ اور اب وہ رامپور میں نواب صاحب کے پاس ہیں۔ میں اُن کی غزلیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ میرا نام لکھ کر ان غزلوں کو چھاپ دو۔"

﴿ جی یا صبح ﴾

جو نقاد مشرقی دربار کے صحابی اثرات سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ شعراے مشرق

کے لیے سلاطین کی مدح سے دلوں کو گریز نہ تھی، اور شاہی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر شاعر کو الفاظ و معانی کے باغ لگانا پڑتے تھے۔

میرزا صاحب نے بھی ہندوستان کے چھوٹے بڑے درباروں اور انگریزی سرکار کی اتنی مدح و ستائش کی ہے کہ آخر انہیں یہ لکھنا پڑا کہ میرا دھوری شیوہ اور ستائش گری آج ہے۔ لیکن شروع میں انہیں اس پر فخر نہ تھا۔ چنانچہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کے مرتب دیباچہ کلمات میں فرماتے ہیں: "شادم از آزادی کہ بساخن ہنجار عصفازان گراوردم۔ و داغم از آزمندی کہ ورقو چند بگردار دنیا طلبان در مدح اعلیٰ جاء بہ کردم۔" یہی جذبۂ الفوس ہے جس کے ماتحت وہ مدح کے اشعار نسبتاً کم لکھتے اور تشبہ و عرضِ حال وغیرہ پر زیادہ زور دیتے ہیں، تاکہ مدح کے حدود سے گزر کر بھٹی نہ بن جائے۔ یہ ۱۸۴۹ء میں میرزا فتح کو لکھتے ہیں: "کیا کرونا اپنا شیوہ ترک نہیں کیا جانا۔ وہ روش ہندوستانی فارسی لکھنے والوں کی بھٹو نہیں آتی، کہ بالکل ہوائوں کی طرح نکلا شروع کریں۔ میرے قصیدے دیکھو۔ تشبہ کے شعر بہت پاؤں کے اور مدح کے شعر کمتر۔ نثر میں بھی یہی حال ہے۔" مصطفیٰ خاں کے تذکرے کی تقریظ کو ملاحظہ کرو کہ اُن کی مدح کتنی ہے۔ میرزا رحیم الدین ہادر جیہا غلطی کے دیوان کے دیباچے کو دیکھو۔ وہ جو تقریظ دیوانِ حافظ کی توجہ فرمائش جان جا کو ب ہادر کے لکھی ہے، اُس کو دیکھو کہ غلط ایک بیت میں اُن کا نام اور اُن کی مدح آئی ہے، اور باقی ساری نثر میں کچھ اور ہی اور مطالب ہیں۔

واقعہ، بالفاظِ اگر کسی شاعرانہ کے دیوان کا دیباچہ لکھا، تو اُس کی اتنی مدح نہ کرنا کہ جنی تمہاری مدح کی ہے۔ م کو اور ہماری روش کو پہچانتے، تو اتنی مدح کو بہت جانتے۔ قصہ مختصر، تمہاری خاطر کی، اور ایک قرعہ تمہارے نام کا بدل کر اُس کے عوض ایک قرعہ اور لکھ دیا ہے۔ اس سے زیادہ بھٹی میری روش نہیں۔

ظاہراً تم خود فکر نہیں کرتے، اور حضرات کے ہکائے میں آجاتے ہو۔ وہ صاحبِ تو پیشتر اس نظم کو مہل کیوں کے۔ کس واسطے کہ اُن کے کان اس آواز سے آشنا نہیں۔ جو لوگ کہ قبل کو ابھی لکھتے والوں میں جایں گے، وہ نظم و نثر کی خوبی کو کیا پہچانیں گے۔

لیکن یہ سب کچھ میرزا صاحب نے انہیں دوائی و اسباب کے مانتے کہا جو اُن کے پشروں کو لاحق ہوئے تھے۔ یعنی جس نے کچھ دیا، یا جس سے کچھ ملنے کی امید بندھی، اُس کی شان میں نصیبہ لکھا۔ اور جب یہ امید ٹوٹ گئی، اس رسم کو بند کر دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھیجی ہی تھی۔ اسی لیے ۱۸۶۰ء میں غلاؤں کے نام کے خط میں اس کا خود بھی اِستِراق کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

«اشعار تازہ مانگتے ہو۔ کہاں سے لاؤں؟ عاشقانہ اشعار سے بیکو وہ بُد ہے، جو ایمان سے کفر کو۔

گورنٹ کا ہاٹ تھا۔ بھیجی کرتا تھا، خلعت پاتا تھا۔ خلعت معروف، بھیجی متروک۔ نہ غول، نہ مدح»۔

### مول و مہر

میرزا صاحب کی سفیدگی و خود داری نے اُن کے دلوں دماغ کو شاعری کی بلند سطح سے اُترنے کی اجازت نہیں دی۔ اسی لیے وہ بڑی حد تک مول و مہر سے اپنا دامن بچا لیے گئے۔ خود بھی فرماتے ہیں: «مول و مہر میرا آئینہ»۔

نام اُن کے کلامِ فارسی میں محبوبہ غلط موجود ہیں۔ اُن میں سے صرف ایک کا مطالعہ اُن کا اندازِ مہر معلوم کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ فرماتے ہیں:

|   |                                       |
|---|---------------------------------------|
| کردہ مجھے کہ در ویرانی کاشانہ ام            | چرخ در آرایشِ حکامۃ عالم نکرد         |
| گر بہ محبتِ رائدہ ہاشم نکتہ ما، بر خود مینج | زانکہ حرفِ زانیہ گفت، خاطرِ غم نکرد   |
| بینی از استادِ دیدم، ذوقِ بختید، ایک        | ہیچ در نسکبِ یغرود و ز وحشت کم نکرد   |
| مہر تو ناقابلِ درِ صلبِ آدم دیدہ بود        | زان سبب ابلیسِ ملعون مجھہ بر آدم نکرد |

حاشا! بدونت در صلبِ آدم نہمت است

پیشِ ہر کس گفتیم این تقدیر، بارِ غم نکرد

اس سے بجا طور پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے انتہائی غم و بے بسی کے تحت چند اشخاص کی مذمت کردی تھی۔ اس روش کو دوسرے شعرا کی طرح اپنا آئینہ نہیں بنایا۔



علاوہ ازیں ان میں کسی شخص کا نام بھی نہیں لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب کا مقصود صرف دل کی ہڈیاں نکالنا تھا، کسی کو بدنام کرنے اور بدنام رکھنے کے لیے جھوٹے شہر نہیں کہتے تھے۔

### معاشرے کا انفرادیت

میرزا صاحب، صاحبانِ کمال کے خرد دل ہیں تھے۔ چنانچہ اپنے معاشرے میں سے شیخ اعلم بخش ناسخ، حکیم مومن خاں مومن، شیخ محمد ابراہیم ذوق، مولانا فضل حق خیر آبادی، مفتی صدر الدین خان آزرده، نواب ضیاء الدین احمد خاں تیر و رخشاں وغیرہ کی اچھی خاصی تعریف اُن کے کلامِ نظم و نثر میں موجود ہے۔

مومن خاں کے انتقال پر اُن کا ہوں ماتم کیا ہے:

شرطت کہ روی دل خراشم ہم عمر      خواہم برخ ز دیدہ بیاشم ہم عمر  
کافر بیاشم، اگر بمسرگرم مومن      چون کعبہ، سپہ پوش بیاشم ہم عمر

نیر خیر کو جمعہ ۲۱ مئی ۱۸۵۲ء کو لکھا:

مومن خان میرا معصم اور پار تھا..... یہ شخص ہی اپنی وضع کا اچھا کہنے والا تھا۔ طبیعت اس کی معنی آفریں تھی۔

ذوق سے چشک رہتی تھی۔ مگر اُن کا انتقال ہوا تو یہ تعزیتی خط لکھا:

بارخِ وفاتِ ذوق، غالب      با خاطر درد مند و مایوس  
خون شد دلِ زار، تا فوتم      خالقِ غمِ مُرد، افسوس

اور خیر کو ۲۳ نومبر ۱۸۵۴ء کو حسبِ ذیل الفاظ تحریر کیے:

مہیاں ذوق مرگئے..... سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص اپنی وضع کا ایک اور اس عصر میں غنیمت تھا۔

مفتی صدر الدین خان آزرده کی تعریف میں ایک طویل فارسی قصیدہ، میرزا صاحب کے کلیات میں موجود ہے۔ اُس میں فرماتے ہیں:

آپ کہ نگہِ اوست یوں در سخن عنای من

نورِ مصطفیٰ خاں شیفہ نے گلشنِ نیکار میں مفتی صاحب کا ذکر نہیں کیا تھا۔ میرزا صاحب نے اُس کا سودہ دیکھ کر اُٹھیں لکھا:

گر نفعِ عام و کومرینِ نگشتنِ نامہ در دفعِ الف بہ نگارشِ اشعارِ پروین قنار  
حضرتِ آزرده از چه روست؟ هر چند ذکرِ ختمِ برجس مقام در جریدہ این فن نہ سزاوار  
شانِ ضلالت باشد، لیکن اگر بمقتضای قوطِ محبت جراتِ بکار می رفت، گمانی نبود، و در تلاوت  
آن بہ پوزش نیاز نمی افتاد۔

نواب مصطفیٰ خاں شیفہ کی مدح میں بھی ایک فارسی قصیدہ لکھا ہے، جس میں عرفی و  
خاطی کو اُن کا فرمانِ پرو بٹایا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر محبہ میں فرماتے ہیں:

خواجہ هست درین شرکہ از پوشِ وی پایۂ خویشتم در نظرِ آسد، کوئی  
اُن کے ذوقِ سخنِ سنجی کی اس درجہ تعریف کی ہے:

غالب ہنرِ گنگو نازد بدین اوزش کہ او

توشت در دیوانِ غزل، تا مصطفیٰ خاں خوش نکرد

انہوں نے دگرستانِ زمین میں ایک غزل لکھ کر میرزا صاحب کو بھیجی تھی۔ اس کی  
داد ان نظموں میں دی ہے:

نصیبہ کریستن با آنکہ از دلمِ زبانِ رسیدہ و از زبانِ ہنر تراویدہ و همچان در دلِ جا  
دارد بمشاعدۂ غزل کہ امروز بنِ رسد، م از دلِ رفت و م از نظرِ افتاد۔ زہی غزل و خوشا  
غزل! اگرچہ تاربا یان و کج مع زبانم، اما اگر مریت را جگاہ یک نصیبہ بنایم۔ ہنوام۔  
آہ ازین مطلق و داد ازین مطلق! زبانِ سناہنر این مطلق کراست! با آنکہ در سخن ہوا خواہ و  
آفرین گوی شماسم، مرا پر شا برشک آورد۔ جاودان مانید، کہ پیکر سخن را چانید۔

نواب منیا الدین احمد خاں چادر کے مدحہ قصیدے میں یہ لکھ دیا کہ:

بہ مکتہ شیوۂ شاگردِ من بن ماناست صنمِ بصورتِ خودی تراشد آذرِ من

۱۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

۲۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

۳۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

۴۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

۵۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

۶۔ کلیات فارسی: ۱۷۱۔

ایک فارسی غزل میں اپنے متعدد معاصروں کی تشریف میں لکھتے ہیں:

ای کے دانشی سخن از نکتہ سراپاں عجم      چہ ہما مشہر بسیار نہیں از کمر شان  
خند را خوش فساند محمود کہ بود      باد، در خلوتِ شان مشکِ فشان از دہر شان  
مومن و نیر و صوفی و علوی و انگاہ      سرفراز و اشرف و آزدہ بود اعظمِ شان  
غالبِ سوختہ جانِ کرچہ نیرزد بہار      هست دو بزمِ سخنِ عفتس و معدمِ شان

﴿تذکرہٴ میرزا﴾

لیکن خود میرزا صاحب کو زمانے کی قدر ناشناسی کی شکایت رہی ہے اور دوسرے اہل کمال کی طرح وہ بھی اس کے گم شدہ ہیں کہ زمانے نے اُن کے مرتبے کو بے قدر پایست نہ پہچانا۔ میری دانست میں اُن کے بلند آہنگ شکوے کی وجہ یہ نہیں کہ اپنے ہنر کے بارے میں مکمل خود شعوری اور فن کے متعلق صحیح احساس اُن کے اندر پیدا ہو گیا تھا، اور اُن کی س دیدہ ویدی بہت کم حضرات میں موجود تھی، اس لیے وہ اپنے آپ کو، گھیر کر خاک یا صدا صحرا، شمار کرنے لگے تھے۔

﴿مکتبہٴ کلکتہ﴾

ہر شخص جانتا ہے کہ ادیبِ عرَنک میرزا صاحب کو اپنی اردو شاعری پر ناز نہ تھا۔ اسی لیے جب نکتہ چینوں نے کہا کہ آپ آسان زبان میں سخن سرائی فرمایا کیجیے، یہ کلام تو آپ اور آپ کا خدا ہی سمجھتا ہے، تو اُنہوں نے ایک رباعی میں از راو معذرت اتنا فرمایا تھا کہ: 'گویم مشکل، و گر نہ گویم مشکل۔ لیکن کلکتے میں مجبوری از عالم و از حدِ علمِ پیشم، کی ترکیبِ مہمِ عالم، پر اہلِ علم نے ہکا بکا یا کیا'، تو میرزا صاحب کے دل میں قدر ناشناسی کے شکوے کی نعم دیدی ہو گئی، جو رت رت ایک مستقل موضوع بن کر رہ گیا۔ اس کی تھا وجہ یہ نہیں کہ اپنے فارسی کلام کے متعلق اُن کی رائے بہت بلند تھی اور وہ یہ یقین رکھتے تھے کہ:

عالم، بشر کم زر طیوری نیم، ولی  
در لیمی شویہ دمر از نیدستی است چرخ  
عادل شیہ سخن دسر دریا نوال کو<sup>۱</sup>  
رفقہ مسکین را ز باد و کجی پناہش منم<sup>۲</sup>  
باہ من، جز چشم من نیابد در نظر  
از بلندی، اخترم روشن نیابد در نظر<sup>۳</sup>  
اینے پہ کرورما ہوں لباس اعلیٰ دمر کا  
سمجھا ہوں دلہیزر مناع ہر کو میں<sup>۴</sup>  
میرزا صاحب نے سفیر شہزا سے آگے بڑھ کر فرمایا ہے نافرمانی عصر کا جہت کچھ  
کہہ کیا ہے۔ تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ مضمون سب سے پہلے اُس خط میں ملتا ہے جو  
کلکتے سے حکیم احسن افہ خاں جادو کو لکھا ہے۔ اُس میں فرماتے ہیں:  
بدعوی گامی کہ توانائی قبل را عروہیدگر فرہنگ مسلم دانش۔ و لوی نورالعین واقع  
شیوائی شیوہ برافراشتہ باشند۔ باکہ بلبہ گفت کہ تسایح طبع ما کجائست۔ و ما را چہ ماہ لغت  
دورن جگر خائستہ،  
سفر کلکتہ کے کچھ بعد نواب مصطفیٰ خاں شیخ کے نام کے خط میں شکوہ کرتے  
ہوئے فرماتے ہیں:<sup>۵</sup>

دود خود ازین جانگداز تر چہ خواہد بود کہ تا دکام را در کشادہ بود، و رنگ  
مناع سخن روی م نہادہ، کس از مشربان حلقہ بر در نود، و سودای خودیاری از میچ دل سر  
بر نود۔ چون دکان را کالا و زبان را حرفہای جگر آلا ناند، روزگار گرانمایہ خریداری بدید آورد  
کہ غدر راجح سخن۔ خود را یہای گفتار ناسرہ من مبدد و گوہر را بہ پتہ پیمانگر خوف ی  
نہد۔

### ﴿تبادلہ﴾

دعل واپس آکر میرزا صاحب کلکتے کی غلبیاں بول جاتے، اگر انگریزی وظیفے کا مقدمہ  
اُن کے موافق فیصل ہوتا، یا پھر غلطہ دعل اور شہر دعل میں اُن کی پریش بضر حوصلہ ہوتی۔  
مگر ہوا یہ کہ انہیں ۱۲۶۷ھ (۱۸۷۷ع) میں قار بازی کے الزام میں جہر منیے کی فید ہوگئی۔  
وہ بہر حال دعل کے سر پرآوردہ لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ وہاں کے بڑے بڑے

۱۔ ایسا: ۴۰۔

۲۔ ایسا: ۴۱۔

۳۔ کلیات طری: ۵۰۔

۴۔ ایسا: ۱۸۱۔

۵۔ کلیات شہر۔ بیج اشک: ۴۲۔

۶۔ دوران غلبہ نواسہ سردار: ۳۶۶۔

اسرا سے برابر کے تعلقات رکھتے تھے، خاندانِ لودھارو کے داماد تھے، خود قلعے سے مدافعت کا رشتہ پیدا کر چکے تھے۔ ان رشتوں میں سے کوئی بھی کام نہ آیا اور سوائے ایک نواب مصطفیٰ خاں شہت کے کسی نے غصھواری و بیکس نوازی نہ برقی۔ اسباب و اعرا کی اس دوش اور اعلیٰ شہر کی اس کم افغان نے انہیں صحتِ غصہ و زار کر دیا، لود وہ نثرِ وطن پر آمادہ ہو گئے۔

فضل حسین خاں کو لکھتے ہیں:

دشمنِ عدو برد و مجسٹ با من نا آشنا۔ قہ در گین بود و بخت نارسا۔ مجسٹ با آنکہ  
خون را فرما روا منی، در خستہ من شہت را فرمان برد، و توجیع گرفتاری من نوشت۔ و شش  
چم با آنکہ با من دوستی داشت و پیوستہ با من موورزو و مہربان بودہ و بارہا در بزم ہی ہم پیمودہ،  
چشم پوشید و بہ من تمساق زد۔ داوری بعدد بردہ۔ هیچ کس نشید و همان فرمانِ یداد بجا  
ماند۔

خدا نام چہ رُو داد کہ چون نیتۂ معاد سپری شد، مجسٹ را دل ہم برآمد، و خود از  
صدر نسخ حکم خویش و دستکاری من خواست۔ خواہش وی پذیرفت، بلکہ ام را بدین خواہش  
نما گفتند۔

گرفت، بس کہ نگویانِ قوم آن خیرہ سر، یعنی مجسٹ یداد گر را ملامت کردند، و پایۂ  
آزادی و خاکساری مرا در نظرش جلوہ دادند، بدین رنگ کہ رہائی من از بند خویش خواست،  
عذر خواست و دگر ہم پوزشہا و دلجوئیا کرد۔

من خود ارانِ رو کہ ہر صفت و ہر فعل و ہر امر را از کردگار ہی نگرم، و سبزو ہا  
کردگار روا نبود، از آنچہ رفت آزادم، و بدانچہ هست شادم۔ اما چون آرزو منافی آئینِ بدگی  
نہست:

عشق است و صد هزار تنہا، مرا چہ جرم؟

گر خواہی کہ دلِ شیدا، مرا چہ جرم؟

خوام پس در جہان باشم۔ و اگر باشم، در ہندوستان باشم۔ روم است و مصر است

و ایران است و بغداد است۔ و گرنہ خود کعبہ بنامِ آزادگان و سنگِ آستانہٴ رحمتِ عالمین نکبہ گاہِ دلدادگان بس است۔

کی بود آیا کہ از بندِ فروماندگی کہ خود ازان بند کہ رفت روان فرستار است، برون جہم، و منزل در نظر نیاورده سر بصرا ہم۔ آنت آئندہ برما رفتہ و این است آئندہ بینواہم۔

اس خط کے ایک ایک لفظ ہے اُن کے دل کا درد اور جگر کی سوزش جو ہوا ہے، اور اُن کا یہ سوچنا کہ اس بے عرفی کے بعد مرجاؤں، یا ملک بدر مرجاؤں، کبھی بے جا نہیں۔

اس جیلے میں میرزا صاحب نے ایک فارسی ترکیب بند بھی لکھا تھا۔ اُس میں فرماتے ہیں:

علا دزدانِ گرفتار، وفا نیست بشیرِ خویش را بشما مہدم و ہراز کم

ہم کہ خربشان شدہ بیگانہٴ زبداہم من غیرہ شکفت، خورد گر غیر ناکامہ من

جوہر اعدا دود از دل برہائے لیکن طعنِ اجاب کم از زخمِ خدنگم نبود

شیخہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خود چرا خون خورم از غم کہ بضخواری من

رحمت حق بہ لیسار بشر آمد گوئی

خواجہ حسد درین شہر کہ از بدشہری وی

بابۃٴ خویشنم در نظر آمد گوئی

آخر میں اجابِ دہلی سے خطاب کیا ہے:

درمیان ضابطہٴ مر و وفائی بودست من بریم کہ ہر آئندہ بر آئندہ ہم

روزی از مر نگفتند: مطلق چوشت، باری، از لطف بگوئند: چہانید ہمہ؟

غرض اس کاغذی کے چبھنے سے ہی اُن کا بہت سا خونِ دل کاغذ کے صفحوں پر بہا، اور ہمارے لیے متعدد شاہ کار نقش باقی رہ گئے۔

دربار اور شہر دونوں میں میرزا صاحب کے متعدد حریف ہی موجود تھے۔ ان میں سے ذوق زیادہ چھانے ہوئے تھے۔ وہ بڑے بڑے شاعر تھے، اس لیے ان کے چھوٹے سے اردو دیوان کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غالباً انہیں نے ایک بار حضور شاہ میں اپنی پرکونی

اور میرزا صاحب کی کم کوئی کا ذکر چھڑا تھا۔ جس پر جل کر انہوں نے ایک فارسی نقطہ لکھا اور اُس میں فرمایا:

ای کہ در یوم شہنشاہ سخن رس گفتہ:      دگر بہ پُر کوئی فلان در شعر مسکّر من است!۱  
راست گفتی، بلکہ میدانی کہ نبود جہای طبع      کسّتر از بانکیر دہل گر نفعہ چنگر من است  
فارسی بین، تا بہ بینی نقشہای رنگ رنگ      بگور، از بھوختہ اردو کہ ہے رنگر من است  
در سخن چون مزیّنات و مہنوی من نہ      چون دلت را بیچ و تاب از رشکِ آنکسر من است؟  
راست میگویم من و از راست سر نتوان کشید      مرچہ در گفتار ظر نست، آن نگر من است

اس پر مستزاد یہ ہوا کہ ناجدار دہلی کے صاحبزادے کی شادی فرار پان۔ بادشاہ یکم کی فراموشی پر میرزا صاحب نے اپنا شوہ آفاق سرا لکھا۔ اُس کے مقطع میں انہوں نے شاعرانہ نقل سے کام لیا تھا۔ بادشاہ کو شبہ ہوا کہ اس میں اُسناد ذوق کی طرف رویے سخن ہے۔ چنانچہ جواب میں ذوق سے بھی سرا لکھوایا گیا، جس کے مقطع میں کہا گیا تھا کہ مدبکھو، اس طرح سے کہنے میں مخدور سرا۔۲۔ میرزا صاحب کا دل ٹوٹ گیا، اور انہوں نے جو معلقہ نقطہ لکھ کر پیش کیا اُس میں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ:

سو بست سے سے پختہ آبا پہ گری      کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں بھوسے

نواب انور الدولہ حادر شفیق کو یہ سارا ماجرا اس طرح سنا ہے:

ہلا دیر باز سر دستان سراپو اردو ندالم۔      همانا از رضا جوقو شوہ بار سلیمان پیشکار  
است گاہ، گاہ ناگاہ رنگر ریختہ ریختن،      ویژه بقمانی باغی بقیس پرستار است در ریختہ بدین روچہ  
ناروا دل آویختن۔ مگر در مقطع غزل سرستانہ حق زدہ باشم۔      آن یکی کہ گمان کالی کہ نداشت  
داشت، نداشت روی سخن سوی اوست۔      در مقطع غزل کہ سرود، ہنچار سبزہ گام زد و دانست  
کہ گفتار مرا پاسخ ساز داد۔      من بسپہ مستر ابن تہ جرہ کہ فرو ریختہ خامہ من است  
مرچہ در گفتار ظر نست آن نگر من است،      سر بسخن فرود نہاوردم و قطع نظر را دلیل قطعی استیاز  
شردم۔۳۔

اس کے بعد ناقدِ دانی دھر پر آنسو بہاتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ کلیات فارسی: ۱۳۔ ۲۔ دیوان دوق: (سرینا لڑائی): ۲۹۲۔ ۳۔ دیوان غالب: نوائے سرود: ۱۳۹۔ ۴۔ کلیات قرآنی: بیچ انگشت: ۱۰۰۔

ہوا خود روزگار دیدہ وری نبود، ہوا بود و بن برداخت ۔ مہاشا تو تیرگیِ روزگار من  
اندازۂ شگرفو کار من کسی نہ شناخت ۔  
اور حقیقت بھی ہیں مے کے علم طور پر اُن کی شگرف کاری کا کسی نے صحیح اندازہ نہ  
لکھا۔ اور جو اندازہ دل تھے، اُنہوں نے اپنے ہاتھ کو کوتاہ پایا۔ قبیحہ یہ نکلا کہ میرزا  
صاحب کا کلام گگہ و شکایت سے بھر گیا، اور اُنہوں نے اس رنگ میں ایسے ایسے مادرِ مضامین  
پیدا کیسے کہ باید و شاید۔ میری دانست میں یہ انجھا میں ہوا، ورنہ اس نادردِ روزگار شاعر کے  
بہت سے جوہر ایسے نہ اُبھر پاتے، اور م اُن کے خیال کی اس بلندی سے کسی طرح آگاہ  
نہ ہو سکتے۔

### ﴿شعر گوئی شروع﴾

میرزا صاحب نے تقریباً ۱۸۶۱ء میں سرور کو لکھا ہے:  
میں اموات میں ہوں ۔ مردہ شعر کیا کہے گا ۔ غزل کا ٹھگ بھول گیا ۔ معشوق کس  
کو فرار دوں، جو غزل کی روش صبر میں آئے؟ رہا نصید، مدوح کون ہے؟ خاصا انوری گویا  
میری زبان سے کہتا ہے:

ای دروغ! نیست مدوحی سزاوار مدح ای دروغ! نیست معشوق سزاوارِ طول  
.... صناعی شعر اعضای و جوارح کا کام نہیں، دل چاہیے، دماغ چاہیے، ذوق چاہیے،  
اُمک چاہیے۔ یہ سامان کہاں سے لاؤں، جو شعر کہوں؟

ہوشیار برس کی عمر، ولولۂ شباب کہاں؟ رعایتِ فن، اُس کے اسباب کہاں؟  
۱ مارچ ۱۸۶۲ء کو تنقہ کے خط میں لکھا ہے:

”شعر کامِ دل و دماغ کا ہے، وہ روپے کی فکر میں پریشان نہ

واقعہ یہ ہے کہ جب تک میرزا صاحب مال پریشانوں میں مبتلا نہ ہوئے تھے، اُنہیں آزاد  
دل و دماغ، سرمہ ذوقِ شعر اور طبیعت کی جدت پسند اُمک حاصل تھی۔ اُس زمانے میں  
اُنہوں نے صاف طور پر لکھا ہے:

مرا رسد نمی کشیدن، و غزل سروذن، و آزاد زمین، و حلقہ بر درِ وزن۔ نہ خون خوردن،



و دبستان کشودن، و دنگ بودن، و بہ پند زبان آفتاب۔

میرزا صاحب کی اس پرکف زندگی کا خاتمہ پنشن کے مقدمے کے آغاز پر ہو گیا۔ نام اہیں ان کی شاعری کا شباب ولولہ و مسنی سے بگناہ نہیں ہوا تھا۔ اور وہ چکنی آل کی تعریف میں نو دس شعر فی البدیہہ لکھ کر اہل مجلس سے خراج تحسین و آفرین حاصل کر سکتے تھے۔ ہاں۔ جب کلکتے سے ناکام واپس ہوئے، اور پھر جنوری ۱۸۳۱ء میں مقدمہ اُن کے خلاف فیصل ہو گیا، تو مشغل کے خوفناک تصور نے اُن کے دل و دماغ کو صحت اذیت پہنچائی، اور پیل بار اُن کی طبیعت نے فکر شعر و سخن سے تنفر کا اظہار کیا۔ اب وہ غول کہتے تھے، مگر دوستوں کے اصرار پر، اور مصائب ہی لکھتے تھے، مگر سال پریشانیوں کا بھوت دفع کرنے کے لیے۔ کلیات فارسی کی ترتیب کے وقت اُنہوں نے لکھا تھا:

مشام از آزادی کہ بسا سخن پنجابر عشق بازان کرلو دستم، و داغ از آزمندی کہ روفی چند ہر کردار دنیا طلبان در مدح اہل جاء بہ کردستم۔

اس وقت تک اُن کا یہ خیال درست تھا۔ کیونکہ ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۷ء) میں حمد و نصرت و تعجب کے قصیدوں کے علاوہ، جہاں مدوں کی مدح میں اُن کے صرف ۷ قصیدے تھے، اور دیوان کا بڑا حصہ غول پر مشتمل تھا۔ مگر آئندہ، غولیں برائے نام اور نصاب ضرورت سے زیادہ لکھتے رہے، جو صرف اقتصادی مصائب کا نتیجہ تھا۔

جو حال کلکتے سے واپس کے بعد سنہ ۱۸۳۵ء یا سنہ ۱۸۳۶ء میں میرزا صاحب نے لافانہ سخن سنی تک مرنے کا ارادہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مولوی سراج الدین احمد کو ایک خط میں لکھا ہے:

اکنون کہ با خودم آرزو شہای رنگ و رنگت، قناتہ سخن سنی تک است۔ منہ کہ اگر از دورگار، بہ بسیار بلکہ اندک آسایش باقی، بہ نیروی فکر پنچہ ارباب فن برناقی۔ سخن کونہا، با این حد دل انفرادی، مرید از قسم شعر بزیان خواہد گزشت، بیابمگری خامہ روشناسر نگاہ انتہات خواہد گشت۔

سنہ ۱۸۴۰ء میں نواب محمد سعید خاں چھاندو (جنت آراغاہ) نے غلتِ رامپور کو مفتخر

کہا، تو اُن کے بھائی، نواب عبدالغنی خان بہادر، صدر الصدور بیرونہ نے میرزا صاحب سے قصیدہ مبارک باد لکھنے کے خواہش کی۔ اس کے جواب میں میرزا صاحب نے لکھا:

»خداوند بلند مقام کے سر انعام قصیدہ ہنصہ نام آوری از غالبِ بیتا چشم داشتہ اند، مگر آن فرمودہ روانِ افسردہ دل را کہ ہوا غمزدہ اسد، زندہ پنداشتہ اند؟..... کاشا کشایش ابن کار، چون صنعتِ نقاشی و گلدستہ بندی، نہا بکوشش دست و بازو صورتِ بینی، تا چشم از خستگی دل پرشیدی، و فرمانِ پزیرانہ در پردازشِ کار کوشیدی؟ چکتم؟ چون سر این رشتہ در دستِ دلت۔ تا دل بر جای نداشت، زبان سخن سراں نداشت۔ دیدہ و دانِ صاحبِ دل داند کہ چہ قدر ما دیدہ و دل آویختہ شود، تا نفسی بدین شکر کی کہ بالغِ نظران پسندد، آنگہت شود۔

ابنِ دلو شکستہ ہم تہ پیوستہ، کہ درجہٴ من و مہمانِ دشمنِ دیوختہ مست، زہارِ بکار سخن کستری نیابد، و منیِ آفرین را نشابد.... امید کہ دربارہٴ کرالیش بدین ستایش، نظماً لہ ثراً، نامہ نگار را از اموات شمارند۔

غالباً سنہ ۱۸۸۳ء میں میرزا صاحب نے جیس ٹامسن صاحب کی مدح میں ایک غزل لکھ کر بھیجی تھی، اور اُس کے ساتھ تحریر کیا تھا:

»بگر بالانو نام، و جاگدازیِ پاس، و ناسازگاریِ منش و آشنگریِ رای، و تگرِ دلہ و پراگندگیِ لدیشہ، و تیرگیِ حوش اگر یکی ازین ہم، سخوری را بسخی فراگیرد، قصرِ ناطقہ کے زندہ جاودانی و شمعِ آسمانیست، در پیکرِ آن سامزدہ فروبرد۔ من کہ ابنِ ہم را ہم، و جز ابنِ ہگر غہایِ مردہ دارم، چگونہ دلوِ گفتار توام داد، و جہانِ مدعی بسزا توام گفت۔»

تقریباً ۱۸۸۴ء میں شیفہ کو لکھنے میں:

»دینِ روزگار کے سخن را بر من و مرا بر سخنِ پزیر توام بست، بدلِ کہ دانی بداشتم و برانی کہ کوئی گفتار نداشت، دو رباعی کہتہ ام۔»

سنہ ۱۸۸۰ء میں قلعہ سلی سے تعلق قائم ہوا، تو میرزا صاحب کی شاعری میں پھر حرکت محسوس ہوئی۔ لیکن کچھ تو بزمِ دیگرِ طبع کی وجہ سے اور زیادہ تر شاعرِ مکر کے مذاقِ سخن کے اتباع میں اُچھوں نے اُردو زبان میں زائد کیا۔ نام جو طبعیتِ افسردہ ہو کر مردہ ہو چلی تھی،

اور جو دماغ جوان سے گزر کر پیری کے حدود میں داخل ہو گیا تھا، وہ دوسروں کے سوارے کہاں تک صحت اور جوش کا مظاہرہ کر سکتا تھا۔ میرزا صاحب نے اس زمانے میں جیت کچھ کہا، اور خوب خوب کہا، مگر یہ سب کچھ بھوری سے کہا۔ اگر وہ ایسے آپ کو حالی مشکلات میں گرفتار نہ پاتے، تو کبھی اس مشقت کو برداشت نہ کرتے۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۵۵ء کو حفر کو لکھتے ہیں:

میں نے فیصدہ لکھا موقوف کیا۔ موقوف کیا کیا، مجھ سے لکھا میں نہیں جانتا۔۔۔ افسوس ہے کہ تم کو میرے حال کی خبر نہیں۔ اگر دیکھو تو جانو۔ ج: جس دل پہ تار تھا مجھ سے، وہ دل نہیں رہا۔ کوئی دم ایسا نہیں ہے کہ مجھ کو دم واپسی کا خیال ہو۔

۲۹ جون ۱۸۵۶ء سے کچھ قبل اتوار الدولہ ہمارے کو لکھتے ہیں:

افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر میں نہیں۔ ورنہ آپ جانتے کہ اس بچے سے دل اور اس ٹوٹے ہوئے دل اور اس مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہوں۔ تو اب صاحبہ اب یہ دل میں وہ طاقت، نہ ظم میں وہ زور، سخن گسری کا ایک ملکہ باقی ہے۔ یہ نامل اور بے فکر جو خیال میں آجائے، وہ لکھ لوں۔ ورنہ فکر کی صعوبت کا تحمل نہیں ہو سکتا۔

بقول میرزا عبدالقادر بدای:

جہدا، در حضور توانائیت صفت، بکسر فراخ ی خواہد

فرد بلگرامی کو ۲۳ فروری ۱۸۵۷ء کو تحریر فرماتے ہیں:

ہائے برس کی عمر ہوئی، پچاس برس اس شیوے کی ورزش میں گزرتے۔ اب جسم و جان میں تاب و توان نہیں۔

۱۸۵۷ء کے مصائب جہلے کے بعد میرزا صاحب کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ ۱۱ اپریل ۱۸۵۸ء کو لکھا ہے:

باوٹ نہ سمجھا۔ شعر کہا مجھ سے بالکل چھوٹ گیا۔ اپنا اگلا کلام دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ یہ میں نے کیوں کر کہا تھا۔

اُنہی کو پھر لکھتے ہیں:

میرا حال اس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا۔ مگر حال، اپنے ہندی کلام میں سے لڑیہ شعر، یعنی ایک مقطع اور ایک مصرع یاد رہ گیا ہے۔ سو گاہ گاہ جب دل اُٹھنے لگتا ہے، تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے:

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب

م بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

پھر جب سخت کھوڑا ہوں، اور تنگ آتا ہوں، تو یہ مصرع پڑھ کر چپ ہو جاتا ہوں:

اے مرگرو ناگیاں! مجھے کیا انتظار ہے؟

۲۷ اپریل ۱۸۵۹ء کو شیونرین کو تحریر کیا ہے:

میں، تمہاری جان کی قسم! میرا اب رجعت لکھنے کو ہی چاہتا ہے، نہ مجھ سے کہا جائے۔ اس دو برس میں صرف وہ پیسے ہیں شعر بطریقِ قصیدہ تمہاری خاطر سے لکھ کر بھیجے تھے۔ سوائے اُس کے اگر میں نے رجعت کیا ہوگا، تو گتہ گار۔ بلکہ فارسی غزل بھی دلفزا نہیں لکھی۔ صرف یہ دو قصیدے لکھے ہیں۔ کیا کہوں کہ دل و دماغ کا کیا حال ہے؟ جنون بریلوی نے فارسی اشعار کی فرمائش کی تھی۔ اس کے جواب میں ۸ ستمبر ۱۸۵۹ء کو لکھتے ہیں:

فارسی کیا لکھوں۔ جان ترکی تمام ہے۔ انخوان و احباب یا مستول یا مقفود الخیر۔ مزار آدمی کا حائدار ہوں۔ آپ غرورہ اور آپ غمگسار ہوں۔ اس سے قطع نظر کہ تباہ اور حراب ہوں، مرنا سر پر کھڑا ہے۔ بابریاب ہوں۔

اس سال قحط کو ذرا مدائی کے ساتھ لکھا ہے:

ہات یہ ہے کہ تم مشرقِ سخن کر رہے ہو، اور میں مشرقِ فنا میں مشغول ہوں۔ جو علی سینا کے علم کو اور نظیری کے شعر کو ضایع اور بے فائدہ اور موعوم جانتا ہوں۔ زیست بسر کرنے کو کچھ بھڑی سی راحت درکار ہے، اور ہائی حکمت اور سلطنت اور شاعری اور ماسری صب خرافات ہے.... م تم دونوں اچھے خاصے شاعر ہیں۔ مانا کہ سعدی و حافظ کے راو

شہور رہیں گے۔ اُن کو شہرت سے کیا حاصل ہوا، کہ م کو تم کو ہوگا۔

سرود کے خط میں صاحبِ عالم مارہروی سے خطاب کر کے لکھا ہے کہ شعر کو مجھ سے اور جھکو شعر سے مرگو نسبت باقی نہیں رہی۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۶۰ء کو احمد حسن قنوجی کو لکھتے ہیں:

۶۵ برس کی عمر ہوئی۔ اضملا لہ قراء، مضطرب دماغ، فکر مرگ، غمِ غیبی۔ جو آپ مجھے دیکھ گئے ہیں، میں اب وہ نہیں ہوں۔ نظم و نثر کا کام صرف ۵۰ برس کی مشق کے زور سے چلتا ہے۔ ورنہ جوہر فکر کی رخشندگی کہاں بڑھا۔ پہلوان بیچ بتاتا ہے، زور نہیں دلوں سکتا۔ ۱۹ نومبر سنہ مذکور میں سرود کو غرور کیا ہے:

سوائے اہلکے کے کہ وہ پچاس پچن برس کی مشق کا ثقبہ ہے، کوئی ثروت باقی نہیں رہی۔ کہیں جو سابق کی اپنی نظم و نثر دیکھتا ہوں، تو یہ جانتا ہوں کہ یہ غرور میری ہے۔ مگر حیران رہتا ہوں کہ میں نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی، اور کیوں کر یہ شعر کہے تھے۔ جہانپادہ بدل کا یہ مصرع گویا میری زبان سے ہے:

علم ہم افسانہ ما دارد و ما میج

پایانِ عمر ہے۔ دل و دماغ جواب دے چکے ہیں۔

اس سال میرزا صاحب کی مایوس حیر و ضبط سے اتنی آگے بڑھ چکی تھی کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے بے تعلق کا اظہار کرنے لگے تھے۔ چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۶۱ء کو لکھتے ہیں:

میں تو یہ کہتا ہوں کہ عرف کے نصاب کی شہرت سے عرف کے کیا حاتمہ آیا، جو میرے نصاب کے اظہار سے جھکو قطع ہوگا۔ سعدی نے ہرستان سے کیا پھل پایا، جو تم سیستان سے پڑوگے۔

اف کے سوا جو کچھ ہے، موعوم و معلوم ہے۔ نہ سخن ہے، نہ سخنور ہے، نہ نصیب ہے نہ ضد ہے۔ لاموجود الا افادہ

۱۴ اپریل ۱۸۶۱ء کو مولانا روضہ پریال کو لکھا ہے:

از دیربازِ نظم و ترغی کریم۔ نظم، خواہی پاری و خواہی اردو، خواہیست فراہوش۔  
دل کی برآمدی کی بسا اہی نك دل سے فراہوش ہوئی تھی۔ ۲۳ مئی ۱۸۶۱ع کو بحرح کے خط میں انتہائی درد ناك القاط میں فرماتے ہیں:

نظام الدین مٹون کہاں؟ ذوق کہاں؟ ہومن خاں کہاں؟ اہل آزدہ، سوغاموش، دوسرا غالب، وہ بے خود و مدعوش۔ نہ سمجھتی رہی، نہ سجداتی۔ کس پرستے پر تا پانی۔ مائے دلا واسے دلا جاڑ میں جائے دلا۔

۲۷ جولائی ۱۸۶۲ع کے بعد کسی تاریخ کو علاقے کو لکھتے ہیں:

ایہاں، تمہارا باب بد کہاں ہے۔ یعنی، بھکر زندہ سمجھتا ہے۔ میرا سلام کہو اور یہ شعر میرا پڑھ سناؤ:

گیاں زیست بود بر منت زر بیدری بدست مرگ، ولی بدتر از گیاں تونیست  
میںے نامور و کفن کی فکر پڑ رہی ہے، وہ سنگر شعر و سخن کا طالب ہے۔ زندہ ہوتا تو وہیں کیوں نہ چلا آتا۔ مجھ پر سے یہ تکلیف اُٹھالو، اور تم اس زمین میں چند شعر کہ کر بھیج دو۔ میں اصلاح دے کر بھیج دوں گا۔ صاف پتہ بھائے پڑ۔  
ایک سال نك ترکِ شعر کوئی نے فکر کی شکل اختیار کر لی، اور ۱۹ جون ۱۸۶۳ع کو میرزا صاحب نے جنون بریلوی کو صاف لکھ دیا کہ:

کتاب سے فقرتہ، شعر سے فقرتہ، جسم سے فقرتہ، روح سے فقرتہ۔  
اور جب فقہ نے کسی غول کی اصلاح کے سلسلے میں لکھا کہ آپ مجھے ایک مطلع لکھ دیجئے، تو انہیں طرزہ لکھا:

”سبحان اقدائم جاتے ہو کہ میں اب دو مصرعے سوزوں کرنے پر قادر ہوں، جو مجھ سے مطلع مانگتے ہو۔“

۴ جنوری ۱۸۶۶ع کو جنون بریلوی کے خط میں افسوس کرتے ہوئے تحریر کیا:

اگر مجھے قوتِ ملاحظہ پر تصرف باقی رہا ہوتا، تو قصیدے کی تعریف میں ایک قطعہ اور حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ لکھتا۔“

۱۸۶۸ء میں میرزا صاحب کی یہ حالت ہوگئی کہ انہوں نے وقت کو لکھا کہ شعر کے فن سے گویا کہیں مناسبت نہ تھی، اور پھر ایک موقع پر برف موکر ارشاد فرمایا:

”کس ملوں نے بسیرِ ذوقِ شعر اشعار کی اصلاح منظور رکھی؟ اگر میں شعر سے ہزار ہوں تو میرا خدا مجھ سے ہزارا

دسمبر ۱۸۶۵ء میں غلامی کی فرمائش پر ۶ شعر لکھ کر بھیجے اور خط میں لکھا:

”ہاں، کیا کہوں کہ کس نصیب سے یہ جہر یہیں حاضر آئی ہیں، اور وہ ہیں بلند رہنے والے۔“

مگر یہ واقعہ ہے کہ میرزا صاحب نے ابتلا کے زمانے میں، جو اُن کی ادبی عمر کا تقریباً آدھا حصہ ہے، جو کچھ بھی کہا ہے اُس میں ہنسی، سنجیدہ طرائف، اُچھٹ مونی لاشاد کی اور موہ لہجے والی سادگی و پرکاری پوری طرح نمایاں ہے۔ اور یہی ہے کلام کا وہ درجہ جسے اصطلاحاً ”مسلحہ مستح“ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آخر عمر میں انہیں اس کا احساس ہو گیا تھا اور اس لیے اپنے کلام کے رہنے اور اُس کی آئندہ مقبولیت کے پیش نظر انہوں نے شاکر کو لکھ دیا تھا:

نظم و نثر کی ظہور کا انتظام اردو، دانا و توانا کی اعانت سے خوب ہو چکا۔ اگر اُس نے چاہا، تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قائم رہے گا۔“

### حیدر علی خان دیوان

اپنی ظہورِ سخن کے آئین، یعنی دواویزِ فارسی و اردو کو میرزا صاحب زندگی بھر دستی اور شبیہ دونوں ذرائع سے شائع کرتے رہے۔ اسی لیے اُن کے فارسی و اردو کلام کے ”مخود“ اشاعت، جسے خاصی تعداد میں ملے ہیں۔ بطور یہ خیال کرنا ہے کہ وہ جس دیوان کو اپنے نظائرِ فرہنگ کا ”برگِ دژم“ قرار دیتے تھے، اُس کی اشاعت میں بنیادِ دیوانِ فارسی کم سرگرم کار رہے ہوں گے، لیکن واقعہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ اطرافِ ملک سے اسی برگِ دژم کی مانگ زائد آتی تھی، اور اسی لیے اس کی زہیم، تصحیح، نقل اور تزئین میں انہیں مشغولیت بھی زیادہ دینی تھی۔

میرزا صاحب کے بعد اُن کے حواشیوں نے بھی اسی آئین کی اشاعت اور تشریح و توضیح کی طرف زیادہ توجہ کی۔ منشی فولکنسور کے تین آئے چھ ہائی کے سینے نیچے سے ایک سو بارہ رُپے کے چھائی ایڈیشن تک اسی کی ہزاروں کاپیاں دنیا بھر میں پہلیں، اور خواجہ حالی مرحوم کی توضیح اشعار سے شروع کر کے ہولانا غلام رسول میر کی تازہ شرح اشعار غالب تک متعدد شرحیں اسی کی شائع ہوئیں۔

میرزا صاحب کی زندگی میں جو نسخے چھپے، وہ اُنہیں پسند نہ آئے، اور اُنہوں نے دہلی کے جہا پے خانوں کے منتقل جہاں تک لکھ دیا کہ دہلی پر اور اُس کے ہائی پر اور اُس کے جہا پے پر لکھا، لیکن پچھلے چالیس پینتالیس برس کے اندر ایسے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں، جو حسن و جمال میں لالہ زار اور کشتِ زہران نظر آتے ہیں اور اس لیے اُن کی یہ حسرت کہ دعا ہے لکھنؤ کے جہا پے خانے نے جس کا دیوان جہا پے اُس کو آسمان پر چڑھا دیا، حسنِ خط سے الفاظ کو چمکا دیا، اُن کی حواشی سے زیادہ بری ہو گئی۔

ان سب اشاعتوں کے مشغلات اور اُن کی ترتیب میرزا صاحب کی زندگی کے مطوعہ نسخہ نظامی کانیور کے مطابق تھی۔ سب سے پہلے ہولانا غلام بدایونی نے ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۲ع) کے ایڈیشن میں رام پور کے فخر نسخہ دیوان غالب سے جو منشی احمد علی شوق قدوائی کے پاس تھا اور اب خدا جانے کہاں ہے، مقابلہ کر کے زیادہ صحیح اور منبر متن پیش کیا۔ اس سے کچھ ہی قبل مغز نورالحق نے نئی ترتیب کی طرف قدم اٹھایا، اور غالب کا کئی اُردو کلام ایک خاص ترتیب سے "نسخہ حریزہ" کے نام سے ۱۹۳۱ع میں شائع کیا۔ بعد ازاں ۱۹۲۸ع میں ڈاکٹر عبداللطیف صاحب حیدرآبادی نے کلام غالب کو تاریخی ترتیب سے مطالعہ کرنے کی ضرورت کا احساس کر کے جوڑے دیوان کو تاریخ وار مرتب کیا۔ مگر اُن کے مرتبہ نسخے کی طباعت مکمل نہ ہو سکی اور جتا طبع ہوا وہ بھی ایک حادثے کی نذر ہو گیا۔ البتہ دوپہائی لوراق کے چند اجزا کے پروف کسی طرح محفوظ رہ گئے تھے جو مجھے سید غنیمت کاظمی مرحوم سے حاصل ہوئے۔ ۱۹۳۶ع میں شیخ محمد اکرم صاحب نے بھی کلام غالب کو تاریخ وار مرتب کرنے کا کام انجام دیا اور اُردو کلام کے ساتھ فارسی اشعار کو بھی مختلف ادوار پر مرتب کر کے اپنی کتاب "غالب نامہ"



کے جرو کی حیثیت سے پیش کیا۔ مگر اس میں ایک تو تصحیح اشعار کا کام نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ دوسرے مداول سے کو ایک جگہ نہیں دکھایا گیا تھا، جس سے اصل دیوان میں اختصار پیدا ہو گیا تھا۔

۱۹۳۸ء میں پیرزادہ محمد حنیف صاحب نے ایک نسخہ شائع کیا، جو ۱۸۱۷ء کے مطبوعہ ایڈیشن پر مبنی تھا۔ اس میں تمام اصنافِ سخن کو ردیف ولو اس طرح مرتب کیا گیا تھا کہ ردیفِ اہل کے سب اشعار، خواہ غزل کے ہوں یا کسی دوسری صنف کے، ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ اس صورتِ حال نے اُن کے نسخے کو شکر کرہ کر دیا تھا، اور وہ انہیں ہو کر رہ گیا تھا۔

کتاب خانہ رام پور کی طرف سے ۱۹۶۲ء میں "انتخابِ غالب، شائع ہوا، نو ملک کے اعلیٰ نظر طبقے نے اس کام کو پسندگی کی نگاہ سے دیکھا، اور ایک دیدہ ویر عالم نے مرتب سے فرمائش کی کہ انتخاب کے انداز پر غالب کے مکمل دیوان کا بھی ایک نسخہ تیار کیا جائے۔ مرتب ابھی طرح جانتا تھا کہ یہ کام "جو سے شہرہ لانے سے کم ثابت نہ ہوگا۔ مگر اس بزرگوار خواہش کی قلت پر وہ دلچسپی میں کام کر رہی تھی، جو اُسے چین سے کلامِ غالب سے ہے۔ اس لیے اس کا وعدہ کر لیا اور کئی برس کی دبدبہ دہری کے بعد یہ نسخہ مرتب کیا، جو پچھلے بار ۱۹۵۸ء میں ملک کے اربابِ فضل و کمال کے سامنے آیا اور پسند کیا گیا۔ اب مزید معلومات کے اضافے کے ساتھ دوسری بار پیش ہو رہا ہے۔



اس نسخے میں میرزا صاحب کا وہ سب اردو کلام شامل ہے، جو اب تک اُن کے نام سے شائع ہوا تھا، یا مجھے اپنے مطالعے اور دوستوں کے لطف و کرم سے حاصل ہوا ہے۔ میں نے اسے حسبِ ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) گنجینہٴ معنی: اس سے میں وہ تمام اشعار مندرج ہیں، جو نسخہٴ پیرس اور نسخہٴ شیرانی میں تو موجود تھے، مگر ۱۲۱۸ھ (۱۸۳۳ء) کے مرتب کیے ہوئے دیوان سے میرزا صاحب نے خارج کر کے یہ لکھ دیا تھا کہ:

امید کہ سخن سراپاںِ سخنور ستی پراگندہ ایانی را کہ خارج ازین اوراق باشد، از آئینہ تراوشِ  
رنگِ کلک این نامہ سیاہ نشاند، و چاہہ کرد آور را قدر شناسی و نکوشی آن اشعارِ ممنون و  
مافرد ننگانہ ۔

چونکہ اس سے کے قریباً سب شعر خیال آرائی اور منی آفرینی کے طلسمی نمونے ہیں،  
اس لیے میرزا صاحب کے شعر:

گنجینہ منی کا طسم اُس کو سمجھیے جو لفظ کا، غالب، مرے اشعار میں آوے  
کے پیش نظر اس سے کو "گنجینہ منی" قرار دیا گیا ہے۔

(۲) فرائے سروش: یہ حصہ اُس کلام پر مشتمل ہے جو میرزا صاحب نے اپنی زندگی  
میں لکھوا اور چھپوا کر تقسیم کیا تھا اور جو عام طور پر "دیوانِ غالب" کے نام سے مشہور  
اور مشہور ہے۔ یہی وہ کلام ہے جس کے بارے میں میرزا صاحب نے یہ دعوا کیا تھا  
کہ:

آنے میں غیب سے یہ مضامین خیال میں غالب، صریرِ خامہ فرائے سروش ہے  
اس لیے اسے "فرائے سروش" سے موسوم کیا گیا ہے۔

(۳) یادگارِ نالہ: اس جزو میں وہ کلام رکھا گیا ہے، جو دیوانِ غالب کے کسی نسخے  
کے متن میں تو نہ تھا، لیکن بعض نسخوں کے حاشیوں یا خانے میں، یا میرزا صاحب کے خطوط  
کے اندر، یا اُن کے نام سے دوسروں کی بیاضوں میں پایا گیا تھا، اور وقتاً فوقتاً اخبارات و  
مذاہل میں چھپ کر اعلیٰ ذوق تک پہنچ چکا تھا۔ میرزا صاحب کا ایک شعر ہے:

نالہ دل نے دیے اوراقِ حشرِ دل یاد یادگارِ نالہ، بلکہ دیوانوں بے شیرازہ تھا

چونکہ حصہ زیر بحث میں اُن کے اوراقِ حشرِ دل کی شیرازہ بندی ہے، اس لیے اس  
حصے کو "یادگارِ نالہ" کہنے میں گویا میرزا صاحب کی ناہید حاصل ہو جاتی ہے۔ اس سے  
میں وہ اشعار بھی ہیں جو میری دانست میں معتبر ہیں اور وہ بھی جہوں میں کلامِ غالب ماننے  
کو اُس وقت تک آمادہ نہیں جب تک کوئی مستند شہادت نہ مل جائے، چاہے اپنے انداز  
کے اعتبار سے وہ مستند اشعار سے کہے میں ملے جیسے کیوں نہ ہوں۔ ملاحظہ فرماتے کہ غزلیات کے غیر

۷، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۶۹ کے کلام غالب ہونے میں مجھے شک ہے۔ میں اسی مرحوم کی غالب کے نام سے شائع کردہ غزلیں تو انہیں قطعی طور پر کلام غالب نہیں کہا جاسکتا، اس لیے انہیں خارج کر دیا گیا ہے۔

(۴) باد آورد: اس جے میں نسخہ عرش زادہ کے ذریعے سے دریافت شدہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ اس نسخے کا پنا ایسے وقت چلا کہ نسخہ عرش کا متن طبع ہو چکا تھا۔ صرف ایک آدھ جوڑ جوڑے سے باقی رہ گیا تھا۔ اس لیے اسے آخر میں شامل کرنا ممکن ہو سکا۔ اگر اس کا بروقت غم ہو گیا ہوتا، تو یہ کلام گنجینہ معنی کا حصہ ہوتا۔ اب اگلے ایڈیشن میں اس کا اندراج صحیح مقام پر ہو سکے گا۔ چونکہ یہ دریافت غیر متوقع طور پر ہوئی تھی، اس لیے اس جے کا نام باد آورد رکھا گیا ہے۔

### ﴿نسخہ عرش کی ترتیب﴾

دیوان غالب کے تمام نسخوں میں غلب اصناف شعر کی ترتیب یہ ہے:  
دیاچہ، غزلیات، قصائد، مثنوی، قطعات، رباعیات، تقریظ۔

یہ ترتیب، مستند شعرا میں کے خلاف نہیں، نسخہ رام پور جڑیٹے بھی مطابقت نہیں رکھتی، جو دیوان کا آخری مستند ایڈیشن ہے۔ اس لیے میں نے اپنے نسخے کی ترتیب نسخہ رام پور جڑیٹے کے انداز پر یہ رکھی ہے:

دیاچہ، قطعات، مثنوی، قصائد، غزلیات، رباعیات، تقریظ۔

بعد ازاں ہر جے کے اصناف کو جداگانہ تاریخ وار مرتب کیا ہے، اور جہاں تک غزلوں کا تعلق ہے، ہر ردیف کی غزلوں کو الگ حصہ قرار دے کر انہیں تاریخی حیثیت سے آگے پیچھے رکھا ہے۔ میرزا صاحب نے نسخہ پربال کے متن کی اکثر غزلوں میں ۱۲۳۷ء کے بعد تھے شعر بڑھائے تھے۔ بعض دوسرے نسخوں میں بھی اس قسم کے اضافے پائے جاتے ہیں۔ ان اشعار کو مذکورہ غزلوں سے جدا کر کے اُن کی تاریخی جگہ پر رکھنے کی ضرورت نہیں تھی، کہ اس طرح غزلوں کے ٹکڑے ہرجائے۔ حال، انہیں دوسرے اشعار سے ممتاز ضرور کر دیا ہے، اور اس غرض کے لیے اس طرح کا پہول (۵) شعر کے آغاز میں بنادیا ہے۔

میری کوشش تو یہی رہی کہ دیوان کے تمام اشعار کی واقعی یا تقریبی تاریخ نظم کا پتا چل جائے، مگر علم حالات میں اکثر شعروں کا صرف تاریخی عہد متعین ہو سکا ہے۔ اس کام میں دیوانِ غالب کے اُن نسخوں سے بھی مدد ملی ہے جو مختلف زمانوں میں لکھے گئے یا چھپ کر شائع ہوئے تھے، اور تاریخوں، تذکروں، معاصر شاعروں کے دواوین اور قدیم و جدید اخباروں اور رسالوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔

یہاں یہ یاد دہنا ضروری ہے کہ نسخہ جدید سے خطوطِ ہویال کی غزلیات کی صحیح ترتیب معلوم نہیں ہوئی۔ پروفیسر حید احمد خاں صاحب نے اپنی بار ۱۹۶۹ء میں اس نسخے کا کلام اصل ترتیب کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نسخہ عرش زادہ سے ترتیبِ کلام کے بارے میں اور بھی قدیم معلومات سامنے آتی ہیں۔ اس کے باعث نسخہ ہویال تک کا کلام از سر نو ترتیب کا متقاضی ہے۔ یہ کام انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا۔

### اصلاح

دوسری تمام کتابوں کی طرح دیوانِ غالب کے سب نسخوں کا متن بھی یکساں ہیں۔ ان میں کتابت کی غلطیاں بھی ہیں اور خود میرزا صاحب کی ترتیب اور اصلاحیں بھی۔ اختلافات نسخہ شاعر کی دعائی رفتار کے تمام نقوش و آثار پر مشتمل ہونے کے باعث خصوصی توجہ کے مستحق تھے۔ اس لیے نسخہ ہویال سے شروع کر کے انتخابِ غالب اردو کے مسودے تک ہر اصلاح کو بصورتِ حوالہ ضبطِ تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ نسخہ عرش زادہ متنِ دیوان کی طاعت کے بعد دستیاب ہوا تھا، اس لیے اس سے متعلق معلومات کو اعتبارِ اولیٰہ کے تحت عرش زادہ نے مرتب کر دیا ہے جو الگ باب کی حیثیت سے شامل ہے۔ جہاں تک نسخہ عرش کے متن کا تعلق ہے، اس میں میرزا صاحب کی آخری اصلاح پیش کی گئی ہے، اور باقی ترتیبوں کو اختلافِ نسخ میں جگہ دی ہے۔ لیکن کئی کئی خاص وجہ سے اس کے خلاف بھی عمل میں آیا ہے۔ مثلاً میں نے اس امر کی بھی سعی کی ہے کہ میرزا صاحب نے آخری زمانے میں اپنے کلام میں جو اصلاح کی ہے اُسے خوش ذوق کے پیمانے سے بھی تسلیم کیا۔ اگر میری دانست میں اُن کی یہ سعی خوب کو خوب تر

بنائے والِ مظلوم مرقی ہے، تو اُسے متن میں رکھا ہے۔ وہ متن کے اندر پرانے لفظوں کو برقرار رکھ کر حاشیے میں اصلاح کا تذکرہ کر رہا ہے۔ بظاہر یہ اصولی ترتیب و تصحیح سے انحراف ہے۔ مگر آخر اصول میں کسی قدر لچک بھی تو ہوا کرتی ہے۔ جیڑا صاحب کا مشہور شعر ہے:

ہے صافغہ و شلہ و سیلاب کا عالم

آنا ہی سمجھ میں مری آنا نہیں، گو آئے

نسخۂ دالم پور جدید کی جو نقل ۱۸۶۳ء میں ملٹی شیوراین کے اہتمام سے چھپی ہے، اُس میں چلا مصرع یوں ہے:

ہے زلزلہ و صرصر و سیلاب کا عالم

میری دانست میں اس شعر پر یہ اُن کی آخری اصلاح ہے۔ مگر یہ بات تو یہ کہ جدید مصرع شعر کے مصرع ثانی سے زیادہ میل نہیں کھانا۔ مصرع ثانی میں محبوب کی آمد کی حیثیت الٰہک چھلاوے کی س ظاہر کی گئی ہے۔ پس وہ دم بھر میں نظر آکر غائب ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت قدیم مصرع سے بخوبی ظاہر مرقی ہے، اصلاحی شکل سے نہیں مرقی۔ ذرا لے، صرصر اور سیلاب کے گردنے پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اگرچہ وہ آیا مگر اُس کا آنا مظلوم ہی نہ ہوا، اُس لیے کہ ان میں سے ہر الٰہک اپنے گرد پیش کو چھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور شیبے میں تباہی و بربادی کے ایسے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو مدونوں تک باقی رہتے ہیں۔ اس کے برخلاف صافغہ، شلہ اور سیلاب کا جلوہ دم بھرا ہوتا ہے۔ مزید برآں مجھے محبوب کے لیے ناہ کاری و بربادی کا نقشہ پسند نہ آیا۔ محبوب کی شوخ طبعی اور سیلاب مزاحی کے ذکر میں جو لطف ہے وہ اُس کے ظلم و جور کے بیان میں کہاں۔ اس بات کو انہوں نے دوسری جگہ یوں کہا ہے:

بجلی اک کوہ گئی آنکھوں کے آگے تو کیا

بات کرنے کے میں لب نقشہ فقریر بھی تھا

اسی لیے میں نے پرانے لفظوں کو متن میں اور اصلاحی شکل کو حاشیے میں جگہ دی ہے اور متوقع ہوں کہ اصولی متادارہ سے اس انحراف کو پسند فرمایا جائے گا۔

### ﴿درجہ اولی نسخے﴾

اس ایڈیشن کی تیاری میں دیوان کے جن قلمی اور مطبوع نسخوں سے مدد لی ہے اُن کی کیفیت حسبِ ذیل ہے:

### ﴿الف: قلمی نسخے﴾

﴿۱۔ نسخہ عرضِ داہہ۔ اس کی علامہ عر ہے۔﴾

دیوانِ غالب کے قلمی نسخوں میں یہ نسخہ سب سے قدیم اور کاملاً بچترِ غالب ہونے کی وجہ سے معتبر اور اس لیے سب سے افضل اور اہم ہے۔ یہ ۵ اپریل ۱۹۶۹ع کو جہولہ میں دریافت ہوا۔ اور یکم مئی ۱۹۶۹ع کو مجھے اس کے مطالعے کا موقع ملا۔ اس نسخے میں ۶۳ ورق ہیں۔ ورق ۱ الف سادہ اور بے نشان ہے۔ ورق ۶۳ ب بھی سادہ تھا، جس پر بعد میں چند الفاظ بچترِ غالب اور نین شعر حاشیے کی غزلوں والے خط میں درج ہوئے ہیں۔ کوئی صفحے یا ورق کا نمبر نہیں ڈالا گیا ہے۔ رکاب بھی صرف ابتدائی تین صفحات پر ہے۔ کاغذ دیس خانہ کا بنا ہوا ہے۔ اشعار کا اندراج ترجہا بیاض نما ہے۔ مکتوبہ جے کا طول ۶۰.۱ اور عرض ۱۱.۲ انچ ہے۔ اگر حاشیے کو بھی ٹاپ میں شامل کر لیا جائے، تو طول ۹ انچ اور عرض ۶.۲ انچ ہو جاتا ہے۔ مکمل متن نہایت خوش خط شفیقا ہے۔ روشنائی سیاہ ہے۔ پشائی کتاب کی عبارت ہے:

یا علی المرتضیٰ علیہ و علی اولادہ الصلوٰۃ والسلام  
یا حسن بسم اللہ الرحمن الرحیم یا حسین  
ابوالصالی میرزا عبدالقادر پیدل رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ تمام عبارت شجرہ سے لکھی گئی ہے۔ تخلص کے لیے ہر جگہ بیاض چھوڑی تھی، تاکہ تکمیلِ کتابت کے بعد ان مقامات کو شجرہ روشنائی سے پُر کر دیا جائے۔ مگر بعد میں یہ اہتمام صرف ورق ۲ ب کالم ۱ تک ہی ہو سکا ہے۔ باقی ماندہ مقامات یا تو سادہ رہ گئے یا تخلص سیاہ روشنائی سے لکھ دیا گیا۔

اس نسخے میں غزلوں کی تعداد ۲۵۴ ہے، جن میں سے ۲۴۰ متن میں مندرج ہیں۔ حاشیے

کی غزلوں دو مختلف خطوں میں ہیں۔ ان میں سے ردیف ن کی ایک غزل متکرر نقل ہوئی ہے۔ اردو رباعیات گیارہ ہیں۔ مگر خدا جانے کیوں فارسی کی ۱۳ رباعیاں ہیں اردو رباعیوں سے قبل تحریر کی گئی ہیں۔

اس نسخے کی پہلی غزل: نقش فریادی ہے کس کی شوحیِ تحریر کا۔ ورق ۱ ب پر اور آخری غزل: سوچنگان کی جاگ ہیں ریشہ نقشِ داغ ہے، ورق ۶۰ ب پر ہے۔ اس کے منقطع کے بعد ورق ۶۱ الف پر لکھا ہے: تمام شد غزلیات سورۃ فصلا قطا۔ آبدہ کالم سے متواتر صحیفہ رباعیات لکھ کر فارسی رباعیات شروع کی ہیں۔ ورق ۶۲ الف کے آخری کالم سے اردو رباعیاں شروع ہوئی ہیں، جن کا اختتام نعمت تمام شدہ کے ساتھ ورق ۶۳ الف پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد چار سطری زبیدہ ہے۔

اس نسخے کے متن کے اردو اشعار کی تعداد تفصیل ذیل ہے۔

غزلیات

|     |     |   |    |   |    |   |     |
|-----|-----|---|----|---|----|---|-----|
| الف | ۳۱۲ | ح | ۵  | ع | ۱۰ | م | ۳۵  |
| ب   | ۱۲  | د | ۲۸ | غ | ۱۱ | ن | ۱۶۲ |
| ت   | ۱۱  | ر | ۴۴ | ف | ۱۱ | ز | ۴۱  |
| ث   | ۱۳  | ز | ۴۴ | ک | ۵  | ہ | ۵۰  |
| ج   | ۱۴  | س | ۱۶ | گ | ۸  | ی | ۶۴۸ |
| چ   | ۱۴  | ش | ۱۴ | ل | ۳۳ |   |     |

رباعیات ۲۲

۱۵۶۳

متن کے علاوہ ردیف، الف، ح، گ، اور ولو میں ایک ایک، اور ی میں ہیں، کل سات شعر غلط متن حاشیوں میں یا بین السطور میں بڑھائے گئے ہیں۔ جو غزلیں حاشیوں پر خطِ درِ اضافہ کی گئی ہیں، وہ ردیف ن، و اور ی کی ہیں۔ ان کے اشعار کی کل تعداد ۱۲۲ ہے۔ ان میں ردیف ن کی ایک غزل متکرر ہے، اس لیے اس کے اشعار کو شمار نہیں کیا گیا۔ ردیف ی کی ایک غزل

کے تین ابتدائی شعر: مہار، کیسے ہوئے، مژگاں کیسے ہوئے، اور گریاں کیسے ہوئے، کسی وقت جلد بند کی تلاش میں ضائع ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی شمار کیا جائے، تو اشعار کی تعداد ۱۲۵ ہو جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نسخے میں بھٹہ متن ۱۵۷۰ اردو شعر ہیں، جن کی تعداد بھٹہ غیر اشعار کو شامل کر کے (۱۲۲ + ۱۵۷۰) ۱۶۹۲ ہوتی ہے۔ اور اگر ضائع شدہ مذکورہ اشعار بھی موجود ہوتے، تو یہ تعداد (۱۲۵ + ۱۵۷۰) ۱۶۹۵ ہوجاتی۔

میرزا صاحب نے ورق ۲۸ الف پر ردیفِ نوں کی غزل کے ایک شعر "نکاشا کہ... تمنا سے ہم دیکھتے ہیں، کے بعد "تا اب جا نوشتہ ام، اور آئندہ شعر سراغِ نظیرِ ناہ... نقش قدم دیکھتے ہیں، سے پہلے "اڑیں جا شروع، لکھا ہے، جو زیر بحث مخطوطے سے تیار ہونے والے آئندہ نسخے میں تکرارِ نقل سے بچنے کی غرض سے ہے۔ متعدد غزلوں پر صاد بتایا گیا ہے، اور یہ غلامت دو غزلوں پر شجرِ قمر اور باقی مقامات پر سیاہ ہے۔

غزلوں میں سے ۲۵ غیر مطبوعہ ہیں۔ ان میں سے ایک غزل "..... دم چند رہا، پہلے سے معلوم تھی۔ مگر گلشنِ عیشہ ہار کے غلط انتساب نے اس کا کائناتِ غالب ہونا مشکوک بنا دیا تھا۔ اب زیر بحث نسخے میں اس کی موجودگی سے یہ شک دور ہو گیا۔ ۱۲ غزلوں پر خطِ تصحیح کو بیچ دیا گیا ہے، جو اس کی علامت ہے کہ اس سے جو نسخہ نقل کیا جائے اُس میں یہ غزلیں شامل نہ ہوں۔ مگر ایک غزل غزلِ آئندہ نقل ہوتی ہے۔ دو غزلوں کو نظری قرار دیا ہے، تاہم یہ نسخہ پھر سال میں موجود ہیں۔ مطبوعہ غزلوں میں بھی ۲۲ سے شعر دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ سارا غیر معروف کلام بہاد آئندہ کے تحت اندراج پایا جاتا ہے۔ فارسی رہائیوں میں سے ۱۲ کلیاتِ نظم فارسی کے کسی قلم یا مطبوعہ نسخے میں موجود نہیں۔ ایک رہائی قدرے اختلاف کے ساتھ کلیاتِ فارسی میں شامل ہے۔

اس مخطوطے کا متن اور اصلاحات دونوں میرزا صاحب کی معروف املاتی خصوصیات کی حامل ہیں۔ "اے دو حرف ذ اور ط جنہیں میرزا صاحب نے عربی الاصل قرار دے کر فارسی الفاظ میں ترک کر دیا تھا، اس میں پائے جاتے ہیں، جو اس کا ثبوت ہیں کہ اُن کا یہ عہدہ زیر بحث مخطوطے کی تکمیل کے بعد کا اختیار کردہ ہے۔ کئی مقامات پر میرزا صاحب



سے سو ہی ہوا ہے، جس کی شانِ ادنیٰ استدراک میں کی حاجتی ہے۔ حواشی کے اندراجات دو مختلف اشخاص کے قلم سے ہیں جو بدخط بھی ہیں اور املا کی غلطیاں بھی کرتے ہیں۔ یہ ان کی کم سوانہی کی دلیل ہے۔ مثالیں استدراک میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

یہ نسخہ از دوے زمانہ نسخہ ہویال سے مقدم ہے۔ اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ جو غزلیں نسخہ مذکور اور نسخہ ہویال میں مشترک ہیں، اُن کے مختلف شعروں کا متن زیر بحث نسخے میں پہلے آواز تھا، بعد میں میرزا صاحب نے ترمیم کردی ہے۔ نسخہ ہویال میں وہ شعر ان ترمیم شدہ الفاظ کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ مثلاً

(۱) نسخہ ہویال میں ہے:

مطربِ دل نے مرے بارِ قص سے، غالب ساز پر رشتہ ہے نغمۂ بدلِ باندا  
نسخہ زیر بحث میں مصرع اول پہلے یوں تھا:

وہ قص ہوں کہ، اند، زمزمۂ فرصت نے

پھر اُسے قلرد کر کے دوسرے مصرع کے نیچے لکھا:

وہ قص ہوں کہ، اند، مطربِ دل نے مجھ سے

نسخہ ہویال کا مصرع ابنِ دونوں اصلاحوں کے بعد کہا گیا ہے۔ دوسرا مصرع نسخہ زیر بحث میں پہلے اس طرح تھا: رشتہ پر ساز ہے نغمۂ بدلِ باندا۔ بعد ازاں اُسے ساز پر رشتہ کر دیا جیسا کہ نسخہ ہویال میں ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ نسخہ ہویال کا متن بعد کا ہے۔

(۲) نسخہ ہویال کا شعر ہے:

اسیرِ بے زباں ہوں، کانٹکا صبا پر پروا بدنام جو مر آئینہ ہو جاوے شکار اپنا  
زیر بحث نسخے میں پہلے مصرع اول یوں تھا:

گرفتارِ الفت سے زباں میں کانٹا صبا سے

پھر اُسے قلرد کر کے حاشیے پر لکھا ہے:

اسیرِ بے زباں ہوں، مگر صبا پر پروا

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نسخہ ہویال میں تیسری بار اصلاح ہوئی ہے۔

(۳) نسخہ ہویال میں ہے:

نمائے زبان عمر سبلسر جزبانی ہے مٹا جس سے تقاضا شکوہ بدست و بانی کا  
نسخہ زیر بحث میں پہلے میزبانی ہوا تھا۔ اسے کاٹ کر مکے زبان ہے بنایا ہے۔ دوسرے  
مصرع میں موجود نسخے کے اندر مٹا کی جگہ اگیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعد  
کی اصلاح ہے۔

(۴) نسخہ ہویال میں ہے:

اُکی اک پندہ روزن سے ہی چشم سفید آخر جیا کو انتظار جلوہ ریزی کے کہی پایا  
نسخہ زیر بحث میں پہلے یوں تھا:

اُکی چشم سفید از پندہ روزن، تماشا ہے

پھر آخری الفاظ فلزد کر کے جو متن قرار دیا نسخہ ہویال میں وہی نقل ہوا ہے۔

(۵) نسخہ ہویال میں ہے:

لکھی باروں کی بدستی نے میخانے کی بائال ہونے نظرہ فغانی عامے سے باران سگ آخر  
نسخہ زیر بحث میں مصرع اول پہلے یوں تھا:

ز بدستی مینوشاں ہوا ویرانہ سے خاں

اسے فلزد کر کے حاشیے پر وہ مصرع لکھا ہے جو نسخہ ہویال کے متن میں ہے۔

اس خطوط کے نسخہ ہویال سے اقدم ہونے کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ اس کی ہر غزل  
میں اسد غلص نظم کیا گیا ہے۔ غالب غلص کی ایک غزل ہی متن کے اندر نظر نہیں آتی۔ اس  
کے برخلاف نسخہ ہویال میں دونوں غلص استعمال ہوئے ہیں۔ ہاں اس نسخے کے کچھ مقطعوں  
میں میرزا صاحب نے اصلاح کرتے ہوئے بجائے اسد کے غالب غلص لایا ہے۔ نسخہ ہویال میں  
ایک دو کے علاوہ یہ سب مقطوعے غالب غلص کے ساتھ نقل ہوئے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے  
کہ نسخہ ہویال، نسخہ زیر بحث کے بعد کا ہے۔ مثلاً:

(۱) نسخہ زیر بحث میں پہلے تھا:

شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں مانتہر اسد بے محل، اسے مجلس آراے نصف چلا ہوں میں

بعد ازاں مانتو اسدہ قلزد کر کے اُوپر لکھا: عَالِب کی طرح۔ نسخہ پھوپال میں یہ آخری شکل ملی ہے۔

(۲) نسخہ زیر بحث میں پہلے تھا:

جنوںِ فرقتِ پارانِ رنہ ہے کہ اسدہ بہ رنگِ دشتِ دلِ پُر غبار رکھنے میں  
بعد ازاں اسدہ کی جگہ عَالِب بنا دیا۔ نسخہ پھوپال میں غالب میں ہے۔

(۳) نسخہ زیر بحث میں پہلے تھا:

اسدہ وہ گل کرے جس گلستاں میں جلوہ فرماں چٹکنا غنچہ گل کا صدائے خلدِ دل ہے  
اس کے بعد مصرعِ اول کو قلزد کر کے حاشیے پر لکھا ہے:  
وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرماں کرے، عَالِب

نسخہ پھوپال میں یہی مصرع نقل ہوا۔

(۴) نسخہ زیر بحث میں پہلے تھا۔

وہ دیکھ کر حسن اپنا مرنہا ہے، اسدہ، مفرور صد جلوۂ آئینہ بک صبحِ جدائی ہے  
پھر اسدہ مفرورہ کو قلزد کر کے بن السطور میں لکھا: مفرور ہوا عَالِب۔ نسخہ پھوپال میں  
یہی الفاظ ملتے ہیں۔

(۵) نسخہ زیر بحث میں پہلے تھا:

اسدہ اس فصل میں کوٹاہر نشو و نما سمجھو اگر گل پر قہرِ شمسِ پرامن نہ ہو جاوے  
پھر اس کو یوں کر دیا:

سمجھ اس فصل میں کوٹاہر نشو و نما، عَالِب اگر گل سرو کے قامت پہ پرامن نہ ہو جاوے  
اور ہر کچھ میں نے عرض کیا ہے اُس سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ نسخہ زیر بحث  
زمانے کے لحاظ سے نسخہ پھوپال سے پُرانا ہے، اور یہ کہ اس میں میرزا صاحب کی ترمیمی  
ہی ہیں جس کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ یہ خود شاعر کا نسخہ ہے۔

اس نسخے کے آخر میں حسبِ ذیل ترقیہ ہے:

مبارخِ چہاردمِ رجب المرجب یومِ سہ شنبہ سنہ ہجری وقتِ دوپہر روزِ باقی ماندہ فقیرِ یدل

اسد اللہ خاں عرف مرزا نوٹہ متخلص بہ اسد علی اللہ علیہ از تحریر دیوان حضرت عنوان خود فراغت یافتہ بہ فکر کاوش مضامین دیگر رجوع بجا بل روح میرزا علیہ الرحمۃ آورد۔ قطع۔ اس عبارت سے صراحت کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس خط زبر بحث کی کتابت خود میرزا صاحب نے کی ہے اور یہ ایسا نہ ہے کہ جو صاحب کے نا حال مطلوبہ نقلی نسخہ عام دیوان میں سے کسی کو بھی مل نہیں سکتا۔

مغلو خانجے کے لفظ سے کے اور حد سے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ میرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا؟ اس کی مختلف وجوہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً: کتاب ختم کرنے وقت وہ سرخوشی کے عالم میں ہوں اور اس کا اندراج یاد نہ رہا ہو، یا غلطی کی طرح سال کے حد سے بھی شجرہ سے لکھنے کا ارادہ ہو جو عمل میں نہ آسکا، یا حدسوں کا لکھنا ہی غیر ضروری جانا ہو۔ یہ آخری صورت بھی اُس زمانے کی روش اور میرزا صاحب کے مزاج دونوں کے پیش نظر ہیہ از قیاس نہیں۔ ہر حال انہوں نے صراحت کردی ہے کہ منگل کے دن ۱۴ رجب کو اس کام سے فراغت پائی۔ ہمارے علم میں آچکا ہے کہ یہ نسخہ صفر ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ع) سے پہلے کا ہے، جو نسخہ ہدیال کی تاریخ کتابت ہے۔ خود اس دیوان کے ورق ۴۱ الف کے بائیں حاشیے پر میرزا صاحب کے قلم کی یہ تحریر ہے: ہدیال خان تاریخ اول صفر ۱۲۳۵ھ۔ دو ماہ ۲ رجب ۸ آئے، اس تحریر سے جہاں اُن کا جوانی کے ایک ملازم کے نام اور تنخواہ کا علم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی یقین ہو جاتا ہے کہ دیوان مذکور یکم صفر ۱۲۳۵ھ سے پہلے کا مکتوبہ ہے۔ جنوری بتائی ہے کہ اس سے سے چار برس پہلے ۱۲۳۱ھ میں منگل کے دن رجب کی چودہ تاریخ تھی، لہذا ہم باطمینان یہ کہہ سکتے ہیں کہ نسخہ مذکور، میرزا صاحب نے منگل ۱۴ رجب ۱۲۳۱ھ کو تمام کیا، جو ۱۱ جون ۱۸۱۶ع کے مطابق ہے۔

میرزا صاحب رجب ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے تھے، اور اس دیوان کے انعام کے وقت اُن کی عمر فری حساب سے ۱۹ برس کی ہوگی دیوان کی غزلوں کو ۱۵ کر سیرت ہوتی ہے کہ اتنی کم عمری میں خالص مقامات پر شاعر کا تخیل کتنا گہرا اور طرز ادا کتنی دلآویز اور پختہ ہے۔ اگر نسخہ ہدیال کم نہ ہوا ہوتا، تب بھی یہ نسخہ اس لیے قابل قدر تسلیم کیا جاتا کہ یہ اہم

ہیں تھا اور خود بغیر شاعر ہی۔ لیکن اب تو صرف یہ نسخہ ہے جو مر لحاظ سے ہے تھا اور نایاب ہے۔

دو توجہ طلب امور اور عرض کردوں:

پہلا یہ کہ عنوان اور ترقیم دونوں میں میرزا بدیل کا حقیقت مندانہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک میرزا صاحب کے دل و دماغ پر بدیل کا پورا تسلط تھا۔

دوسرا یہ کہ کتاب کا آغاز حضرت علی اور حضراتِ حسین کے اسمائے گرامی سے ہوا ہے۔ نیز اندرونِ کتاب میں بھی حضرت علی کے اسمِ مبارک پر علیہ السلام کی علامت ء بانی گئی ہے جو شیعی عقیدے کے عین مطابق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب ۱۹ سال کی عمر سے پہلے ہی شیعہ ہو چکے تھے۔

❦ ۲ ❦ نسخہ ہیرال۔ اس کی علامت دیکھو۔ ❦

دیوانِ غالب کے معلومہ قلمی نسخوں میں یہ دوسرے نمبر کا ہے۔ میں نے کل منہ انھیں ترقی آورد کے اجلاسِ ناگپور (متفقہ ۱۹-۲۰-۲۱ جنوری ۱۹۴۴ع) سے واپسی میں خاص اس نسخے کو دیکھنے کے لیے ہیرال میں دو دن قیام کیا تھا۔ اس مختصر مدت میں اس گوھر بے با کی حالت میں دیکھی اور جہاں نہاں سے اصل اور مطبوعہ نقل کا مقابلہ بھی کیا۔ حالتِ پانِ بیان کرنا ہوں۔ مقابلے کا نتیجہ حوائش و استدراک میں ملاحظہ فرمائیے۔

اس خطریطے کا ناپ ۸/۲۹ × ۲۲ اور کاغذ عمدہ کشمیری ہے۔ جدولیں رنگین اور طلائع اور باریکا لاجوردی ہے۔ روشنائی سیاہ اور حواناتِ شجرہ ہیں۔ تعدادِ اوراق ۷۵ اور مسطر گیارہ سطری ہے۔ ان اوراق کے علاوہ اول و آخر میں کچھ درجے دیسی کاغذ کے سادہ اوراق بھی ہیں جن پر تکمیلِ کتابت کے بعد کچھ اضافے کیے گئے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے اس نسخے کا علم سید سلیمان ندوی مرحوم نے قطراتِ معلوم بابِ ستبر ۱۹۱۸ع سے ہوا تھا جس میں انھوں نے بتایا تھا کہ کتب خانہ حیدر ہیرال میں مولوی عبدالسلام ندوی نے یہ اول جواہر دیکھا۔ سید صاحب کی خبر کے وقت یہ خطوط عبدالرحمن چوری کے زیرِ مطالعہ تھا جو اسے قسبِ زلی لود کی طرف سے اشاعت کے لیے مرتب کر رہے تھے۔ چنانچہ معلوم ہے کہ چوری نے اس نسخے کے بارے میں مسعود کی روایت کی تھی۔ لیکن چندی مرحوم کی یہ دفعہ موت کے باعث یہ دونوں کام انجام نہ پاسکے۔

شروع میں فوجدار محمد خاں بہادرؒ کی مہر ہے، جس میں سنہ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ع) منقوش ہے۔ کھدوے کاغذ کے ابتدائی سادہ اوراق میں سے پہلے دو ورقوں پر وہ فارسی غیر منقوط خط نقل کیا گیا ہے جو میرزا صاحب نے مولانا فضل حسن خیرآبادی کو لکھا تھا۔ ان دونوں ورقوں کے بعد دو اور انگریزی کاغذ کے ورق ہیں، ان بدیس اوراق کی شمولیت پیراں کا واقعہ معلوم ہوتی ہے۔ ان میں سے پہلے کے رُخ ب میں شبیے کے قدر لکھا ہے:

دیوانِ خدا من تصنیف میرزا نوشاہ دعلوی الشیخ نصیر الدین۔ از کتبخانہ سرکار فیض آثار  
عالی جاہ، عالم پناہ، میان فوجدار محمد خاں بہادر، دام اقبالہ۔ قلمی۔ خوشخط۔

دوسرے ورق کے رُخ الف میں شبیے کے اندر فوجدار محمد خاں کی بڑی مہر ہے، جس میں بخط طبرہ فوجدار محمد خاں بہادرؒ منقوش ہے۔ اس مہر کا سنہ ۱۲۶۱ھ ہے۔ اصل دیوان کے ورق ۱ الف پر انہیں صاحب کی دو چھوٹی مہروں ثبت ہیں، جن میں سے ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ع) منقوش ہے۔ یہ مہر کتاب کے قدر بھی کئی جگہ نظر آتی ہے۔

دیوان کا آغاز رنگین اور طلائی لوح کے تحت ہوا ہے، اور شروع میں فصائد درج ہیں۔ سب سے پہلا قصیدہ فارسی کا ہے، جس کا آغاز ہے: 'میر زویج جناب والو یوم الحساب۔ یہ قصیدہ ورق ۱ الف پر ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ۱ الف کی آخری سطر سے 'قصیدہ جدیدی' کا آغاز ہوا ہے، جس کا آغاز ہے: 'سازِ بک ذرہ نہیں فیضِ چین سے نیکار۔ اس کا انجام ورق ۹ ب کی سطر ۲ پر ہوا ہے۔ اس کے بعد 'ایضاً فی القصیدہ' کے عنوان سے دوسرا اردو قصیدہ ملتا ہے، جس کا آغاز ہے: 'نور سے ہے عینِ تک حوصلہ پر دو سے زمیں۔ یہ قصیدہ ورق ۹ ب کی سطر ۳ سے شروع ہو کر ورق ۱۲ ب پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد اسی عنوان سے تیسرا قصیدہ شروع ہوتا ہے، جس کا آغاز ہے: 'جو نہ قدرِ دائرِ دل کی کرے شعلہ پاسبان۔ یہ ورق ۱۲ ب کی سطر ۶ سے شروع ہو کر ورق ۱۴ الف پر تمام ہوتا ہے۔ ورق ۱۵ ب سے دوسری رنگین اور طلائی لوح کے تحت غزلیں شروع ہوتی ہیں۔ اس پورے حصے میں دو غزلوں کے درمیان ایک سطر سادہ چھوڑی گئی ہے۔ اس صورتِ حال کی

- ۱۔ حوسرت افکار، نواب غوث محمد خان بہادر کے پہلے اور نواب سکندر جہاں بیگم والدہ پیراں کے چوتھے مہروں میں سے۔
- ۲۔ ملاحظہ ہو، کتب خانہ قومی، کراچی، صفحہ ۲۱۔
- ۳۔ ملاحظہ ہو، کتب خانہ قومی، صفحہ ۲۷۔ یہ عنوان ملاحظہ ہو، صفحہ ۲۱۔

وجہ سے ہر صفحے پر بالعموم دس شعر نقل کرے ہیں۔ ان سادہ جگہوں میں معمولی خط میں، جگہ جگہ 'ولہ' لکھا گیا ہے۔

آخر میں کاتب نسخہ نے شجری روشنائی سے لکھا ہے:

دیوان من تصنیف میرزا صاحب و قبلہ المتخلص بہ اسد و غالب، سلام و بھم، علی پد البید المذنب  
حافظ حسین الدین بناریخ پنجم شہر صفر المظفر سنہ ۱۲۳۷ من الهجرة النبویہ صورت انعام  
بافت

یہ پیری ناریخ، یکم نومبر ۱۸۲۱ عیسوی کے مطابق ہے۔ اس عبارت کے نیچے پیر  
فریدار محمد خاں کی چھوٹی مر ہے۔

دیوان کے متن اور حواشی دونوں میں جگہ جگہ اصلاحیں اور اضافے نظر آتے ہیں۔ ان  
کا قلم، روشنائی اور دوشہر خط تینوں مختلف ہیں، جس سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کام مختلف  
اوقات میں انجام دیا گیا ہے۔ دیوان کے آخری سادہ لوراق میں بھی بعد کی کئی ہونے غزلیں  
لکھی ہیں، مگر یہ سب روپوش یا کی ہیں۔ حک و اضافے کا خط جگہ جگہ میرزا صاحب کے  
اُس خط سے ملتا ہوا ہے جس سے ہم آشنا ہیں۔ مثلاً: 'نو فردگی نہاں ہے بکینے بے زبان،  
میں کاتب متن نے شاید مقول عنہ میں لفظ 'نہاں' نہ پڑھے جاسکتے کے باعث سادہ جگہ چھوڑ دی  
تھی۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے یہ لفظ لکھ کر اسے پُر کیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر یہ  
خط بالیقین میرزا صاحب کا نہیں معلوم ہوتا، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انہوں نے سرخوشی  
یا کسی دوسری وجہ سے کسی اور سے بھی یہ کام لیا ہے۔'

کچھ غزلوں کے آغاز کی سادہ جگہوں میں لفظ 'غلط' لکھا گیا ہے، اور بعض غزلوں پر  
حرف 'غ' اس طرح لکھا ہے کہ اُس کا سر، مطلع کے دونوں مصرعوں کے بیچ میں آیا ہے  
اور دائرے نے ساری غزل کو گھیر لیا ہے۔ یہ سب غزلیں وہ ہیں جو نسخہ شیرانی میں شامل  
نہیں کی گئی ہیں۔ چند غزلوں کے مقابلے حاشیے پر 'مکرر نوشتہ شد' لکھا ہوا ہے۔ ان میں  
وہ بھی ہیں جن کو متن کی دو یا تین مضطرب غزلوں سے انتخاب کر کے ایک دو جدید شعروں  
کے اضافے کے ساتھ ترتیب نو لکھا گیا ہے، اور وہ بھی ہیں جن کے اشعار میں اصلاح مونی ہے۔

ورق ۲۸ ب کے اوپر کے حاشیے میں لکھا ہے: "مقابلہ کردہ شد۔" یہ اندرونی اصلاحوں کے قلم سے شاہ ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوانہ عبداللی نام کے کسی صاحب کے مطالعے میں ہی رہ چکا ہے۔ انہوں نے کئی جگہ اپنی پسندیدگی اشعار کا اظہار حاشیوں پر صاد بنا کر کیا ہے، اور اکثر جگہ اس صاد کے ساتھ اپنا نام بھی لکھ دیا ہے۔ ردیفِ غزل کی پہلی غزل: "عشاق انظر چشم سے دھڑوں ہزار داغ"، کے متعدد شعروں کے مقابل "بندر عبدالل صمد" لکھا ہے۔ اس ردیف کی دوسری غزل کے مقابل لکھا ہے: "بندر خاطر عبدالل"۔

ورق ۲۹ الف کے حاشیے میں باریکے کے اندر لکھا ہے: "محمد عبدالصمد مظرہ۔" میرے لیے یہ صاحب ہی نشان میں۔

ترسیم و اضافے کی تحریریں ان دونوں کے خط سے شاہ نہیں ہیں۔ ٹاکر سید عبداللطیف صاحب نے آغاز کے سادہ اوراق میں سے ایک پر، کتاب کے حوالہ نمبر وغیرہ کے ساتھ، کسی محمد حسین کے دستخط بتائے ہیں۔ "میری رائے میں یہ صاحب کتب خانہ حیدرہ کے کوئی کارکن ہوں گے۔ ان کے علاوہ پروفیسر حمید احمد خاں صاحب نے ایک نام آغا علی بھی نوٹ کیا ہے۔" یہ عبدالل کی تصحیف ہے اور شاید شکستہ مرنے کے باعث درست نہیں پڑھا جاسکا۔

آخری سادہ اوراق میں جو غزلیں اضافہ کی گئی ہیں، اُن کے آخر میں لکھا ہے: "دیگرہ نو عکس غیر بار لید جو پر سے۔ تمام شد۔ کلر من نظام شد۔ دبر پسر و تم بالظہر۔" حوالہ غزلیں، نیز مذکورہ عبارت، حاشیے کے اُسی بدخط میں ہے جس کا ذکر ہو چکا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان غزلوں کا اندراج بھی میرزا صاحب کے اپنا سے ہوا ہے۔

بدنِ خط میں جو اصلاحیں ہیں، اُن میں املا کی غلطیاں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً: "ظلم سے م کو چشم رفتہ کا کیا کیا قاضا ہے۔ میں قاضا کو قضا" لکھا ہے، یا "وارستگی، ہانہ سنگی دل نیوہ میں بہاتے"، یا "یوسے میں وہ مضائقہ نکرے، میں مضاعفہ"، یا "مر ایک ذرۂ عاشق

۱۔ ۲۔ ۱۔ میرزا صاحب نے ان اشعار کا پہلا مرثیہ دریافت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا تعلق زمانہ حال ہے۔  
 ۲۔ میرزا صاحب نے ان اشعار کا پہلا مرثیہ دریافت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا تعلق زمانہ حال ہے۔  
 ۳۔ میرزا صاحب نے ان اشعار کا پہلا مرثیہ دریافت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا تعلق زمانہ حال ہے۔  
 ۴۔ میرزا صاحب نے ان اشعار کا پہلا مرثیہ دریافت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا تعلق زمانہ حال ہے۔  
 ۵۔ میرزا صاحب نے ان اشعار کا پہلا مرثیہ دریافت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا تعلق زمانہ حال ہے۔



ھے آفتاب پرستہ میں دروہ، با خانہ زانو زلف میں، زنجیر سے بھاگیں کے کہوں، میں دھاکے لگے، لکھ دیا ہے۔

اس قسم کی غلطیاں میرزا صاحب جیسے شخص سے ۲۵ سال کی عمر میں صحت حیرت انگیز ہیں۔ اس بنا پر میں یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں کہ بدیہا خبریں کسی اور شخص کے قلم کی ہیں۔

اس نسخے کے اشعار کی تعداد میں غور نہیں کیا گیا۔ معنی اوراق الحق مرحوم نے ایسے مرتبہ نسخے میں مقدار کلام کا ایک نقشہ درج کیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ متن کے اشعار تک ہی محدود ہے، یا اس میں حواشی اور آخر کے سادہ اوراق کا اضافی کلام بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ عرش زادہ نے استدراك کی ترتیب کے دوران میں نسخۂ ہدیال کے چار مشاہدین (معنی اوراق الحق، ڈاکٹر سید عبداللطیف، پروفیسر حید احمد خاں اور عرش) کی فراہم کردہ اصلاحات کا تقابل کیا، جس سے معنی صاحب کے نقشے کی توثیق ہوئی اور یقین ہو گیا کہ یہ صرف غزلیات متن کے اشعار کا مظہر ہے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ معنی صاحب نے از راہ سہو ک، ک دو ردیفوں کے اشعار یکجا شمار کر کے اُن کا اندراج صرف ردیف ک کے تحت کیا ہے۔ اسی طرح عرش زادہ نے تقابل کے بعد حواشی وغیرہ کے اشعار کا بھی تعین کر دیا ہے۔ اس تقابلی مطالعے کے نتائج کا خلاصہ یہ ہے کہ نسخۂ ہدیال ۶۰ شعر کے ایک فارسی متنبی قصیدے کے علاوہ اردو کے ۳ متنبی قصیدوں، ۲۹۵ غزلوں اور ۱۱ رباعیوں پر مشتمل ہے۔ ان میں کی ۱۲ غزلیں (۱۲۲ شعر) ۲۰ حاشیوں پر اور ۷ غزلیں (۷۱ شعر) آخر کے سادہ اوراق میں نقل ہوئی ہیں۔ مکمل غزلوں کے علاوہ حاشیوں پر متن کی مختلف غزلیات کے ذیل میں ۱۱۲ شعر اضافہ کیے گئے ہیں، جن میں ۱۱۰ جدید اور ۲ قدیم شعر ہیں۔ یہ دو شعر نسخۂ عرش زادہ کے متن میں موجود ہیں اور ظاہراً پہلے منسوخ قرار دیے جانے کے باعث نسخۂ ہدیال کے متن میں داخل نہیں ہو سکے۔ البتہ میرزا صاحب نے نظر نائی کے وقت اپنے ساتھ قبیلے سے رجوع کر کے انہیں پھر شامل دیوان کر لیا۔ علاوہ ازیں متن کے ۱۹ مرثعہ اشعار اور ۲۸ دیگر اشعار حاشیوں پر مکرر درج ہوئے ہیں۔ بعض اشعار حاشیوں پر دو جگہ نقل کر دیے گئے ہیں۔ یہاں انہیں تکرار سے

پہلے کے لیے شمار نہیں کیا گیا۔ ذیل میں متن و حواشی وغیرہ کے اشعار کی تفصیل پیش کی جاتی ہے، جن کی مجموعی تعداد ۲۴۱۶ ہے۔ اس گوشوارے میں حاشیے کے مرتبہ اشعار نیز دیگر تذکرات محسوب نہیں۔

متن کے اردو اشعار کی تعداد بتفصیل ذیل ہے:

|     |   |    |   |    |   |     |     |                 |
|-----|---|----|---|----|---|-----|-----|-----------------|
| ۳۶  | م | ۱۳ | ع | ۵  | ح | ۴۰۵ | الف | } - ۱۸۸۳ غزلیات |
| ۱۸۹ | ن | ۱۲ | غ | ۴۰ | د | ۱۳  | ب   |                 |
| ۴۷  | و | ۱۱ | ف | ۵۶ | ر | ۱۱  | ت   |                 |
| ۵۴  | ہ | ۲۱ | ک | ۵۹ | ز | ۱۳  | ث   |                 |
| ۷۸۸ | ی | ۹  | گ | ۱۶ | س | ۱۴  | ج   |                 |
|     |   | ۳۴ | ل | ۱۴ | ش | ۲۳  | ح   | ۲۲<br>۲۱۱۱      |

حواشی اور آخر کے اشعار کی تعداد بتفصیل ذیل ہے:

|     |   |    |   |    |     |
|-----|---|----|---|----|-----|
| ۱   | م | ۴  | ر | ۷۷ | الف |
| ۳۵  | ن | ۶  | ز | ۱۲ | ب   |
| ۱۰  | و | ۸  | س | ۱۵ | ت   |
| ۱   | ہ | ۳  | ف | ۱  | ث   |
| ۱۱۶ | ی | ۳  | ک | ۱  | ج   |
| ۳۰۵ |   | ۱۱ | ل | ۱  | د   |

مضی صاحب کی رائے میں یہ نسخہ لکھا تو گیا تھا فوجدار محمد خان جہاں جہاں کے لیے، لیکن کم سے کم ایک بار، اور ممکن ہے کہ چند مرتبہ، تصحیح و ترمیم کی غرض سے غالب کے پاس بھی کیا اور اُن کی نظر سے گزرا۔ لیکن الحقیقت یہ میرزا صاحب ہی کے لیے لکھا گیا تھا، اور نسخہ شیرازی و کلر رضا کی تیاری کے بعد تک انہیں کے پاس رہا۔ اس لیے کہ اس کی تمام ترمیمیں اور اصلاحیں نسخہ شیرازی میں موجود ہیں۔ نیز اس میں اصلاح و اضافے کا کام کلر رضا کی ترتیب کے بعد تک جاری رہا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرزا صاحب کا یہ

مداولہ منقطع:

ہستی کے مت قریب میں آجائو، آمد عالم تمام حلقہ دائر خیال ہے  
اس نسخے کے حاشیے میں نقل ہوا ہے، متن میں نہیں، جب کہ نسخہ شیرانی کے متن میں اس  
غزل کا قدیم مقطع درج ہے، اور نسخہ شیرانی نیز گلر دہا میں زیر بحث شعر کا مصرع اول:  
ہستی کے مت قریب میں آجائو کہو، ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نسخہ ہویال کے حاشیے کی شکل بد کی ہے اور نسخہ شیرانی  
و گلر دہا کی روایت قدیم ہے۔ نیز نسخہ ہویال کے حاشیے کا مذکورہ اضافہ گلر دہا کی  
ترتیب کے بعد کا واقعہ ہے۔

بیر حال یہ نسخہ فرجدار محمد خاں چادر کے کتاب خانے میں کب پہنچا؟ اس کے بارے  
میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ۱۲۴۸ء والی میر بتاتی ہے کہ اس سال کے بعد ہی اسے وہاں  
بارہاں حاصل ہوئی، جو دیوان غالب کے مداولہ انتخاب کی تاریخ ترتیب ہے۔

راست ہویال کے ہندوستان میں انضمام کے بعد یہ گھر رہے ہا کتب خانہ حمیدہ سے کم  
ہو گیا۔ میں نے جب اس کے متعلق لاہوریوں سے خط لکھ کر دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ  
حمید اللہ خاں صاحب نواب ہویال نے انضمام سے پہلے اسے اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ خود  
نواب صاحب مرحوم سے جناب آصف فیضی کی معرفت معلوم کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے  
پتا چلا ہے کہ وہ نسخہ کتب خانے سے غائب ہو گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

۲۔ نسخہ شیرانی۔ اس کی علامت ۲۱۰۰ ہے۔

تاریخی لحاظ سے یہ نسخہ دیوان تیسرے نمبر کا ہے۔ اس سے نسخہ ہویال کی توثیق بھی  
ہوتی ہے اور نسخہ حمیدہ کی تصحیح بھی۔ پہلے یہ پروفیسر محمود خاں شیرانی مرحوم کی ملکیت  
تھا۔ اب پنجاب یونیورسٹی لاہوری لاہور میں محفوظ ہے، اس کا عہد ترتیب ۱۲۴۲ء ہے۔

اس کی قطع ۱۰ ۱/۲ x ۷ ۱/۲ انچ اور متن کا ناپ ۷ x ۳ ۱/۲ انچ ہے۔ تعداد اور ورق ۱۰۹  
اور سطر ۱۱ سطر ہے۔ متن کی روشنائی کمال اور غلطی کی شگرتی ہے۔ مصرعوں کو جدا کرنے  
کے لیے دوہان میں سرخ جدولیں ہیں۔ نسخے کے کنارے آب رسبدہ ہیں، اور کئی آخری

ورق خفیف سے کمر خورده بھی ہیں۔

رکابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ورق ۱۶ کے بعد کم از کم ایک اور ورق ۲۶ کے بعد دو ورق کم ہیں۔ ورق ۱۰۶ کے بعد متعدد اوراق کا نقصان نظر آتا ہے۔

ورق ۱، الف پر دیوانہ غالب اردو لکھا ہے۔ اس کے علاوہ لائبریری کے بعض نمبر بھی درج ہیں۔ اس صفحے پر کتاب کا نام اور مذکورہ نمبر دونوں زمانہ سال کے اندراجات ہیں۔ ورق ۱۱، ب پر سرخ، سبز، نیلی اور سنہری لوح ہے، جس کے بیچ میں دیا ضاح، لکھا ہے۔ اس کے بعد مہم افدہ ہے اور پھر غزلیں شروع ہو کر ورق ۱۰۶ ب پر بیکابک ختم ہو جاتی ہیں۔ ورق ۱۰۷ الف سے ۱۰۹ ب تک نو بہ قصیدہ ہے۔ اس کا آغاز کہیں غالب ہو گیا ہے۔ رباعیاں اس نسخے سے ساقط ہیں۔

ڈاکٹر وحید فریدی اور عرش زادہ کا خیال ہے کہ زیر بحث نسخے میں بھی اصنافِ سخن کی ترتیب نسخہ جہاں کے مطابق تھی، ہنسی پہلے قصائد پھر غزلیات اور آخر میں رباعیات تھیں۔ اس سلسلے میں عرش زادہ کا کہنا ہے کہ یا تو کسی وقت جلد ساز کی غلطی سے حصہ قصائد آخر میں جلد ہو گیا ہے، یا کسی شخص نے محضاً قصائدِ اوراق کا جب چھوٹانے کی غرض سے حصہ قصائد کے باقی ماندہ لوراق آخر میں جلد کرا دیے ہیں۔ ترتیب کے اس نمبر کے بعد غزلیات کی لوح سے کتاب کا آغاز اور نو بہ قصیدے کے آخری شعر پر کتاب کا اختتام ہوا جس کی وجہ سے بظاہر کتاب مکمل نظر آتی ہے اور اس کے قصص پر پردہ ڈھاتا ہے۔ عرش زادہ نے اصل نسخے کی کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ثبوت بھی پیش کیا ہے کہ مذکورہ آب و سبذگی نے اوراق کے باقی کناروں اور اُن کے دوسرے رُخ پر کچھ نشانات چھوڑ دیے ہیں۔ حصہ غزلیات کے ابتدائی اوراق (ورق ۱ الف تا ورق ۱۹ ب) اور حصہ قصائد کے آخری لوراق میں جو نشان ہیں وہ ایک دوسرے سے جہد مماثلت رکھتے ہیں۔ البتہ درمیان کے لوراق (ورق ۲۰ الف تا ورق ۱۰۶ ب) میں یہ نشانات موجود نہیں۔ یہ شکل تبھی ممکن ہے جب کہ حصہ قصائد بھی آب و سبذگی کے وقت آغاز ہی میں شامل ہو اور پانی کا اثر ان اوراق پر ایک ساتھ ہوا ہو۔ ڈاکٹر وحید فریدی نے یہ دلیل دی ہے کہ چونکہ نسخہ شریانی کی ترتیب کا زمانہ غالب کے

مذہبی رجحانات کی تہی کا ہے، اس لیے مغربی کلام کا کتاب کے آخر میں صرح ہوا کہ نکنا ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا دلائل خاصے اطمینان بخش ہیں، اس لیے یہ کہا درست ہوگا کہ نسخہ زیر بحث کے کچھ ابتدائی ورق، جن پر رائیہ اور پائیہ تصدیق، اور آخر کے کچھ ورق جن پر چند غزلیں اور رباعیاں تھیں، اوراق کی مذکورہ غلط ترتیب سے قبل میں صنائع ہو گئے ہیں۔ چونکہ نسخہ ہویال کے قصائد اور رباعیات کا انتخاب متداول دیوان میں موجود ہے، اس لیے بالیقین یہ سارا کلام زیر بحث نسخے میں ہی شامل تھا۔ نیز نسخہ ہویال کی ایک غزل شبم بہ گلر لالہ بہ خیال ز ادا ہے، زیر بحث نسخے میں نہیں، مگر متداول دیوان میں نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں یہاں اس کی غیر موجودگی نقصانِ اوراق میں کے سبب سے ہو سکتی ہے۔

ساری کتاب کا حاشیہ ڈھرا ہے۔ بیرونی حاشیے کی جدول نہایت باریک نیلی ہے۔ ہر ڈیڑھ انچ جگہ چھوڑ کر اندرونی حاشیے کی جدولیں پہلے نیلی اور پھر ڈھری سرخ ہیں۔ ہر دو غزلوں کے درمیان ایک سطر پر سادہ جگہ چھوڑی گئی ہے۔ جس مقطع کو دو سطروں میں لکھا ہے (اور چتر لیا میں ہے) اُس کے دونوں جانب کی جگہوں سادہ ہیں۔

ورق ۲ الف کے حاشیے پر سادہ بنا کر متداول دیوان کا یہ مقطع نقل کیا گیا ہے:

بکہ مر، غالب، لیری میں ہیں آتش زیر پا

موسے آتش دید، ہے حلقہ مری زنجیر کا

بجز اس صفحہ کے پہلے حاشیے میں نسخے کا "ن" بنا کر "نابینا دعوت" کی جگہ متداول الفاظ "داغ جگر عیدہ" لکھے ہیں۔

ورق ۲ ب کے حاشیے میں "نقشہ سوزدا" کیا ہے عرض، کے لفظ "عرض" کی جگہ متداول لفظ "درستہ" نقل کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں اختلافِ حال میں کے کسی شخص کے ہیں۔

ورق ۲ ب اور ۴ الف کے حاشیوں میں وہ غزل تحریر ہے جس کا پہلا مصرع ہے: مستانیکر ہے زائد اس قدر جس باغ رضوان کا، اور اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے: باز بادہ فرستادہ۔

ورق ۵ الف کے حاشیے میں 'موس کو ہے نشاطِ کار کیا کہا، سے شروع ہونے والی  
بحول خود میرزا صاحب نے اپنے قلم سے لکھی ہے۔

ورق ۳ الف کے حاشیے میں 'آہو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں، اور 'مادر  
میرا بہ بدی ہی اُسے منظور نہیں، خوش خط قلم سے تحریر ہیں اور ان میں سے پہلی کا عنوان  
ہے: 'ماز پلندہ رسد۔ اس غزل کے ساتویں شعر میں لفظ 'ماز، میرزا صاحب نے اپنے قلم  
سے بین السطور میں بڑھایا ہے۔

ورق ۴ ب کے حاشیے میں سابق بحول کا قلمہ اور 'نالہ جو حسنِ طلب، اسے سن ایجاد  
نہیں، بعنوانِ 'بحول، اور بھٹی خوش منقول ہیں۔

ورق ۵ الف کے حاشیے میں 'وہاں پہنچ کر حوش آتا ہے م سے م کو،

ورق ۶ الف کے حاشیے میں 'ظنکدے میں میرے شیرِ غم کا جوش ہے،

اور ورق ۶ الف و ب کے حاشیوں میں 'کب وہ سنا ہے کہانی میری، بھٹی خوش اور  
بہلول، غزل، تحریر ہیں۔ ہادی الفظ میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کاتبِ متن ہی کے ہاتھ کی  
ہیں۔ لیکن غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ متن اور حاشیے کے حروف کی کشیدگی اور دائرے  
مختلف ہیں۔ اس کے علاوہ متن میں گ پر مر جگہ ایک ہی مرکز ہے۔ حاشیے میں اس کے  
برخلاف کہیں ایک اور کہیں دو مرکز بھی لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح متن کے کاتب نے ٹ  
پر محض دو قسطے لگائے ہیں یا اُن قسطوں پر ط بھی بنائی ہے، مگر حاشیے کا کاتب صرف ط  
بناتا ہے۔ ان اختلافات کے پیشِ نظر یقین ہو جاتا ہے کہ حاشیوں کے املائے کسی دوسرے  
کاتب نے کیے ہیں۔

متعدد مقامات پر میرزا صاحب کے ہاتھ کی اصلاحیں ملتی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) ورق ۳۸ ب سطر ۱۰ میں کاتب نے لکھا تھا: 'گردِ ساحل ہے بھو، دیکھے ہے  
وہ جس جا نیک، میرزا صاحب نے 'بھوے دیکھے، کو غلزد کر کے اور یہ زخمِ موجہ لکھا  
اور وہ جس، کو پھیل کر 'دور، بنایا اور 'جا، کو 'یا، کر دیا۔ ہدی لڑائی سطر ۱۲ میں یہ شعر  
اپنے قلم سے بڑھایا:

داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہا واہا

باد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جانک

اس اصلاح نے صفحے کی سطروں کی تعداد ۱۲ کردی ہے، نیز صفحے کی جدول کے پہلے سے کو ایک سطر ہر بیجا کرنا پڑا ہے۔

(۲) ورق ۵۳ الف کے پہلے شعر کے دوسرے مصرع یعنی: حمارے جیب میں ایک تار  
میں نیوہ کا میں، میرزا صاحب کے قلم کا اضافہ ہے۔

(۳) ورق ۷۶ ب پر کاتب نے لکھا تھا:

جنوبِ فردۂ تمکین ہے، کاشرا عہدِ وفا

لہر میں حاتم کے بھونے کو جو وضو جانے

یہاں کاتب نے از راو سو پہلے شعر کا دوسرا مصرع اور دوسرے کا پہلا چھوڑ دیا تھا۔  
میرزا صاحب نے یہ کئی اپنے حاتم سے اس طرح پوری کی ہے کہ پہلے کا دوسرا مصرع،  
مصرعوں کے بیچ کی سادہ جگہ میں اور دوسرے کا پہلا بین السطور میں لکھا ہے۔

(۴) ورق ۱۰۲ الف کے چھلے شعر:

حیرا ہوں شوخِ رنگِ باقوت دیکھ کر

یہاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برار ہے

میں لفظ 'خس' میرزا صاحب نے اپنے قلم سے بڑھایا ہے۔

اس نسخے کا رسم خط وہی ہے، جو اُس زمانے میں مروج تھا۔ مثلاً اردو فارسی لفظوں  
میں 'وہ' ہائی جاتی ہے اور 'غور شدہ' کو یوں ہی لکھا گیا ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ اُس  
وقت تک میرزا صاحب نے املائے الفاظ میں نئی راہ نہیں نکالی تھی، ورنہ پوری کتاب میں کوئی  
نیا اس قسم کی اصلاح نہیں کرتے۔

اس میں بعض الفاظ کا املا مروجہ اصول کے خلاف بھی ملتا ہے۔ مثلاً 'ز' کو کاتب  
نے ہر جگہ 'ذ' لکھا ہے، اس لیے 'مزدہ' اور 'مژگاں' جیسے لفظ ہر جگہ بالزا لکھے گئے ہیں۔ مگر  
یہ میرزا صاحب ہی کے املا کی تقلید ہے۔ میں نے صرف ابتدا میں حاشیے کے اندر اس کے

صراحت کردی ہے۔

نویسہ استدراک کے دوران میں نسخہ زیر بحث سے متعلق عرشی زادہ نے مندرجہ ذیل نتائج بھی اخذ کیے ہیں۔

(۱) کاتب حرفی ٹ میں ط کے بجائے دو نقطے استعمال کرتا ہے۔ لیکن جگہ جگہ ط لکھنے سے رہ گئی ہے اور صرف دو نقطے لگے ہوئے ہیں۔ ایسے اکثر مقامات پر غالب نے ط کا اضافہ کرنے کے بجائے اپنی مخصوص روش کے مطابق ط کے بدلے کے طور پر دو مزید نقطے اپنے قلم سے ڈھائے ہیں۔

(۲) مزہ سے لکھے جانے والے جہ سے الفاظ و تراکیب میں کاتب سے مزہ ترک ہو گیا ہے۔ غالب نے ایسے اکثر مقامات پر بھی مزہ اپنے قلم سے بابا ہے۔

(۳) باوجود اس کے غالب نے اصلاح کاتب درست کرنے کی کوشش کی ہے، مگر بھی جہ میں غلطیاں نظر انداز ہو گئی ہیں۔ مثلاً: شوق سے پروا کے جملوں میں سائر نا درست، میں لفظ ہے۔ موجود نہر۔ یا میں عاشقوں میں ہے سب اعتبار باغ لکھا گیا ہے۔ ذرا حالے کے آخری لفظ وہیں ہے اور اس لیے اسے داغ، مرقا چاہیے تھا۔

(۴) نسخہ پھول کی تمام اصلاحیں اور اصلاحی نسخہ زیر بحث میں موجود ہیں۔ البتہ درج ذیل مثالیں اس کے خلاف ہیں:

الف: پہلے نسخہ پھول میں: "مندرِ حسرتِ دل چاہیے عیشِ معاصی بھی" تھا، جس کا لفظ "عیش" غلط کر کے مذوق لکھا گیا تھا۔ یہ اصلاح اس نسخے میں بھی نقل مرقا چاہیے نہیں۔ مگر یہاں وہی قدیم لفظ "عیش" دہرایا گیا ہے۔ عجب نہیں جو غالب نے اپنی اصلاح سے رجوع کر لیا ہو۔

ب: پہلے نسخہ پھول میں: "ہستی کے مت قریب میں آجائو کہیں" تھا۔ بد ازلہ کہیں، کو آمد سے بدل کر اس شعر کو منقطع بنا دیا جو حاشیہ نسخہ پھول پر درج ہے۔ لیکن نسخہ زیر بحث نیز گیلہ دغا میں وہی قدیم شکل نظر آتی ہے۔ البتہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ اصلاح نویسہ گیلہ دغا کے بعد صورت پر ہوئی ہے۔



(۵) اس نسخے میں اشعار کی بہت سی ایسی شکلیں ملتی ہیں جو نسخہ پھرپال میں نہیں۔

مثلاً نسخہ پھرپال میں ہے:

اب میں ہوں اور غزلِ دو عالم معاملہ توڑا جو تو نے آئینہ کشالِ دلِ نہا

لیکن نسخہ زیر بحث میں مصرعہ اول کی یہ اصلاح شکل ہے:

اب میں ہوں اور ماتمِ یکِ شعر آرزو

چونکہ نسخہ پھرپال سے متعلق معلومات ناقص ہیں اس لیے اس امر کا امکان باقی رہتا ہے کہ ان میں سے کچھ نسخہ پھرپال میں موجود ہونے والے ہیں عبارتِ علم میں نہ آتی ہوں۔

(۶) مندرجہ بالا کیفیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نسخہ پھرپال اور نسخہ زیر بحث کے درمیان ایک اور نسخہ بھی ہونا چاہیے جس میں مذکورہ اصلاحیں کی کئی ہوں اور اُس سے نسخہ زیر بحث میں نقل ہوئی ہوں۔

(۷) نسخہ پھرپال کی غزلوں کے ۲۲۲ شعر اس نسخے سے غیر حاضر ہیں۔ ان میں ۷۰ شعروں کی غیر موجودگی کا سبب اس نسخے کا ناقص ہونا ہے۔ گویا اصلاً نسخہ پھرپال کے ۱۵۲ شعر میں خارج فرار دیے گئے تھے۔ اگرچہ اس کا بھی امکان ہے کہ یہ تعداد کچھ اور کم ہو۔

(۸) اس نسخے کے قصائدِ اوداق کے باعث دو مکمل قصیدوں کے ۱۰۶ اور ایک قصیدے کے ۱ کل ۱۱۰ شعر ضائع ہو گئے ہیں۔ اس سبب سے ۱۱ رباعیوں کے ۲۲ شعر بھی غدار ہیں۔

(۹) نسخہ پھرپال میں موجود اور نسخہ زیر بحث سے غیر حاضر کلام میں ۳۰ مکمل غزلیں ہیں جن کے اشعار کی مجموعی تعداد ۱۹۱ ہے۔ ان کے علاوہ مختلف غزلوں سے ۲۸ شعر بھی خارج کیے گئے ہیں۔

(۱۰) قریب ۵ ہفتین ہے کہ نسخہ زیر بحث کے قصائدِ اوداق کی وجہ سے ایسا کوئی شعر ضائع نہیں ہوا جیسے غیر معروف کہا جاسکے۔ البتہ بعض قرائنوں کا قصان قرینِ قیاس ہے۔

(۱۱) نسخہ پھرپال کی یہ نسبت متنِ نسخہ شیرانی میں ۸ جدید غزلوں کے ۶۴ شعروں اور حاشیے میں ۸ جدید غزلوں کے ۸۷ شعروں کے علاوہ ۴۷ جدید شعر مختلف غزلیات میں زیادہ ہیں۔ ان کا حاصل جمع ۱۹۸ ہے۔

(۱۲) قریب بہ یقین ہے کہ سات شعر کی ایک متداول غزل جس کا پہلا مصرع ہے: سادگی پر اس کی سر جانے کی حسرت دل میں ہے، نسخہ زبر بحث میں موجود تھی۔ اس لیے کہ اس کے تین شعر گزشتہ بحث میں انتخاب کیے گئے ہیں۔ اس کے اشعار کو بھی شمار کیا جائے، تو نسخہ زبر بحث کے جدید اشعار کی تعداد ۲۰۵ ہو جائے گی۔

(۱۳) بصورتِ موجودہ نسخہ شیرانی کے متن میں اشعار کی تعداد بتفصیل ذیل ہے:

غزلیات

|     |     |   |    |    |    |       |      |
|-----|-----|---|----|----|----|-------|------|
| الف | ۱۰۷ | د | ۱۶ | غ  | ۱۲ | ن     | ۲۱۹  |
| ب   | ۲۵  | ر | ۵۵ | ف  | ۱۱ | و     | ۱۱   |
| ت   | ۲۳  | ز | ۶۰ | ک  | ۲۱ | ہ     | ۵۶   |
| ث   | ۷   | س | ۲۱ | مک | ۹  | ی     | ۹۰۹  |
| ج   | ۱۵  | ش | ۱۱ | ل  | ۱۰ | قصیدہ | ۵۳   |
| ح   | ۱۱  | ع | ۱۳ | م  | ۲۷ |       | ۱۹۸۰ |

(۱۴) نیز حواشی پر اضافہ شدہ غزلوں کے اشعار کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

|     |    |   |    |   |    |   |    |
|-----|----|---|----|---|----|---|----|
| الف | ۲۵ | ن | ۲۹ | و | ۱۲ | ی | ۲۲ |
|     |    |   |    |   |    |   | ۸۸ |

۱۔ گزشتہ بحث میں اس کی علامت گزشتہ ہے۔

یہ میرزا صاحب کے اردو اور فارسی کلام کا پہلا انتخاب ہے، جو ۱۲۱۱ھ میں مولوی سراج الدین احمد کی فرمائش پر کیا گیا تھا۔

اس کا ایک محظوظ جناب مالک رام صاحب کو سید تقی بلگرامی صاحب سے دستیاب ہوا تھا۔ وہی میرے پیشِ نظر ہے۔

اس کا باب ۱/۲ × ۹۶ انچ ہے۔ مسطر ۱۳ سطری ہے۔ کاغذ ولایتی، باریک اور سفید ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے۔ متن کی روشنائی کمال ہے۔ تخلص شمعرف سے لکھا گیا ہے۔ جدیدیں نیلی اور شمعرف ہیں۔ کئی کئی کمر خوردگی کے نشان بھی پائے جاتے ہیں۔ حصہ اردو میں

تین مختلف اشعار کے تین مصرعوں کی جگہ کاتب نے یاض جہوڑ دی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ منقول عنہ میں یہ مصرعے پڑھے نہ جاسکے۔

کتاب میں ۴۹ ورق ہیں۔ ورق ۱ ب سے دیاچھ شروع ہو کر ورق ۴ الف پر ختم ہوتا ہے۔ دیاچھے کا آغاز اَلا ہوڑ فی الوجود الا اللہ سے اور خانہ دہم سوال نمہ ۱۲ ہجری پر ہوا ہے۔ ورق ۴ ب سے اردو کلام کا انتخاب شروع ہوا ہے، جو ورق ۲۴ الف کی سطر ۵ پر تمام ہو گیا ہے۔ اس کے بعد فارسی نظم و نثر کا انتخاب ہے۔

اس کے اردو اشعار کی تعداد تفصیل ذیل ۱۵۵ ہے:

|     |     |   |   |   |    |   |     |
|-----|-----|---|---|---|----|---|-----|
| الف | ۱۱۳ | ر | ۶ | ف | ۴  | و | ۱۷  |
| ب   | ۷   | ز | ۵ | ک | ۶  | ہ | ۴   |
| ت   | ۵   | س | ۵ | گ | ۲  | ی | ۱۹۳ |
| ث   | ۱   | ش | ۲ | ل | ۳  |   | ۱۵۵ |
| ج   | ۳   | ع | ۳ | م | ۲  |   |     |
| د   | ۴   | غ | ۲ | ن | ۶۷ |   |     |

تاریخی ترتیب کے اعتبار سے یہ انتخاب نسخۂ شیرانی کے بعد کا ہے، کیونکہ اس میں ان غزلوں کا انتخاب بھی شامل ہے، جو ۱۸۲۶ع با اس کے بعد کہی گئی تھیں اور نسخۂ شیرانی کے حاشیوں میں درج ہیں۔ نیز اس کا متن بھی بالمعوم نسخۂ شیرانی کے مطابق ہے۔ اس کی ۵ متفرق غزلوں میں ایسے ۱۱ شعر بھی پائے جاتے ہیں جو اس سے پہلے کے کسی نسخۂ دیوان میں نہیں ملے۔

اس انتخاب میں قدیم اشعار کی یہ نسبت جدید اور جدید تر اشعار کی شمولیت پر زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایسے متن نسخۂ عرض زادہ کے صرف ۶۶ شعر ہی منتخب قرار پائے، جو رنگِ بدیل کے طبعی نمونے ہیں اور ۱۴ رجب ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۱ جون ۱۸۱۶ع تک تصنیف ہو چکے تھے۔ باقی ماندہ ۲۸۹ شعر مذکورہ تاریخ کے بعد کی تخلیق ہیں اور قدیم اشعار کے مقابلے میں خاصے سہل ہیں اور پُر لطف ہیں۔ طبعی انتخاب میں سہل اشعار کی

پسندیدگی کا رجحان و رویہ میرزا صاحب کے شاعرانہ مزاج کی تبدیلی کا خباثتوں اعلان اور مضامین خیالی سے اُن کی بیزاری کا واضح عمل ثبوت ہے۔ اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ اب وہ اپنی مشکل کوئی کی بے لطفی سمجھ گئے تھے، نیز معروض حضرات کو جامل کے بجائے صورتوں کامل کہ کر طرز کی لیے تیز تر کرنے کے باوجود اعتراضات کا وزن محسوس کرنے لگے تھے اور دل سے اُن کے قائل مرکز بدل کا طلسمی رنگ اپنے دامن سے چھڑانے جارہے تھے۔

زیر نظر خطوط ۱۲۵۳ء کے بعد کا کتابت شدہ ہے، اس لیے کہ کتاب نے آخر میں ایک عنوان مختلف دیوانِ فارسی لکھ کر چھڑ دیا ہے۔ میرزا صاحب کا دیوانِ فارسی ۱۲۵۳ء کے لگ بھگ مرتب ہوا تھا، اس لیے اس کا خاتمہ اس سے پہلے نہیں لکھا جاسکتا، اور ظاہر ہے کہ زیر نظر خطوط کی عمر بھی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

نسخہ عریض میں گلدرد رضا کے اشعار کے شروع میں حرفِ گم لکھ دیا گیا ہے، تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہو سکے کہ یہ شعر گلدرد رضا میں شامل ہے۔

❦ -- نسخہ رام پور نسخہ۔ اس کی علامت اب ہے ❦

یہ نسخہ، رام پور کے نسخوں میں سب سے پرانا ہے۔ اس کا ٹاپ ۱۱x۷ انچ ہے۔ جذریں شکرئی اور نیلی ہیں۔ لوح میں انہیں دو رنگ کی لکھنوں سے بنائی گئی ہے۔ سطر ۱۷؛ سطر کا ہے، مگر سوائے ورق ۲۸ الف کے کسی صفحے میں پورے ۱۷ شعر نہیں۔ کاعد باریک ہے جو اب بے جان ہو چلا ہے۔ خط معمول نستعلیق ہے، لہذا کتابت کی غلطیاں ابھی خاص ملتی ہیں۔ چنانچہ دیباچے میں کتاب نے مرزا توشہ کو مرزا توشہ لکھ دیا تھا، جس کی بعد میں تصحیح کی گئی ہے۔ مقابلہ غلصہ شجرئی سے اور والدہ بیام روشانی سے لکھا گیا ہے۔ کہیں کہیں نئی غزل کو مولدہ عنوان سے شروع کیا ہے۔ تصدیق غلصہ اور رباعیوں کے عنوان بھی شجرئی ہیں۔ رباعیوں کے آغاز میں رباعیات، اور پھر مرتبی رباعی سے پہلے نظریہ رباعی لکھا ہے۔ البتہ ایک جگہ رباعی کے بجائے مولدہ لکھ دیا ہے۔

سر ورق پر خط آشیان نواب گلپ علی خان بھاند والو رامپور نے لکھا ہے: مرکز وقت بر

دلو من سروری بالاتر از دی کہ این نسخہ چارین یافتہ۔ انہیں کے ظم سے باقی طرف کے بالائی کوشے میں لکھا ہوا ہے: دیوان میرزا فوشہ دعلوی المتخلص بنصاب۔ اس کے نیچے ایک رُپے کی رقم قیمت کتاب کی اور چار آنے کی جدول کشی کی لکھی ہے۔ اس کے ساتھ دو کتابیں اور ملے ہیں جن کے نام مکرر ابولعم اور حشہ مکرر ہیں۔ ان کی قیمت علی الترتیب ایک روپیہ آٹھ آنے اور دو رُپے و تلوں میں لکھی ہے۔ جلد سازی کی اجرت ۶ آنے بتائی ہے۔

اس نسخے کا آغاز ورق ۱ ب پر بسم اللہ کے تحت مشہور فارسی دیباچے سے ہوتا ہے۔ مکرر اس کے آخر میں کوئی تاریخ نہیں ہے۔ اس کے بعد ورق ۲ ب سے پھر بسم اللہ کے تحت عزائم شروع ہوتی ہیں۔ جن کے اختتام کے ساتھ ورق ۳۶ ب پر لکھا ہے: تمام شد دیوان رعنا و آغاز شدن منتخب قصیدہ سر مستی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اس کے بعد رانیہ قصیدہ شروع ہوا ہے۔ ورق ۲۷ ب سے قصیدہ نوبہ کا آغاز ہوا ہے۔ مگر اس کا طالع موجود نہیں۔ یہ میں نے اپنے قلم سے حاشیہ پر ڈال دیا ہے۔ ورق ۳۸ ب سے قطعہ شروع ہوتا ہے جس کا عنوان ہے قطاع در تدحج چکی لیل کہ دوشے پر کتب نہادہ دادہ بود۔ لیکن یہاں کلکتہ کی غریب والا قطعہ ہیں ہے۔ اُسے بذیلہ عربیات درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد رباعیات ہیں جن کے آخر میں ورق ۴۱ ب پر تمام شدہ لکھا ہے۔ انداز اشعار ۱۰۶۷ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

### غریبات

|     |     |    |    |         |      |
|-----|-----|----|----|---------|------|
| الف | ۲۲۶ | س  | ۷  | ن       | ۱۳۷  |
| ب   | ۱۱  | ش  | ۲  | و       | ۲۹   |
| ت   | ۱۹  | ع  | ۱  | ہ       | ۳    |
| ج   | ۱   | ف  | ۲  | ی       | ۱۳۲  |
| چ   | ۶   | ک  | ۱۵ | قصائد   | ۹۰   |
| د   | ۹   | مک | ۲  | قطعہ    | ۱۳   |
| ر   | ۳۹  | ل  | ۹  | رباعیات | ۱۳   |
| ز   | ۲۰  | م  | ۸  |         | ۱۰۶۷ |

اس نسخے میں نوائے سروش کی غزل نمبر ۵ کے یہ چار شعر (۱) سازگی و بدکاری (۲) غوجہ ہر لگا کھلے (۳) حال دل نہیں معلوم (۴) شور بندِ ناصح ہے، اور غزل نمبر ۱۹ کا یہ شعر و شرح مکانہ حسنی ہے الخ، نہیں ہیں۔ چونکہ یہ شعر نسخہ ہیرال اور نسخہ شیرانی دونوں میں موجود ہیں اس لیے یہاں ان کی عدم شمولیت کی وجہ کاتب کا سو ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جاچکا، اس میں میرزا صاحب کے نصیبۂ نوب کا مطلع بھی نہیں ہے۔ یہ مطلع نسخہ بدایوں کے حاشیے پر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۵۱ء کے بعد کہا گیا تھا۔ اس طرح اس میں یہ شعر بھی نہیں ہے:

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب

م میں کیا باد کریں کے کہ خدا رکھنے ہے

چونکہ یہ بیت گلشنِ پیثار میں موجود ہے جو ۱۲۵۰-۱۲۵۸ء (۱۸۳۲-۳۴ء) کی نصیب ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ نسخہ، متداول دیوان کا پہلا ایڈیشن ہے، جو صریحاً تصریح نسخہ شوقِ قدوائی آخر ۱۲۵۸ء (۱۸۳۳ء) میں مرتب ہوا تھا۔

ظاہر خیال ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے اس انتخاب کے وقت ان زمیوں کو بھی پیش نظر رکھا ہوگا، جو گلرِ دغا میں موجود تھیں۔ مگر متعدد اشعار کی شہادت یہ ہے کہ ان کے سامنے اس وقت گلرِ دغا کا نسخہ نہ تھا۔ مثلاً ایک شعر ہے:

لے تو لوں سوئے میں اُس کے ہاتھ کا یوسہ، مگر

ایسی باتوں سے وہ کالر بدگماں ہو جائے گا

اس کے مصرعِ اول کی ابتدائی قراءت: اُس کے یوسہ جائے یا مگر، تھی۔ گلرِ دغا میں 'یوسہ' جائے یا، کو ہاتھ کا یوسہ، بابا گیا۔ چاہیے یہ تھا کہ اس نسخے میں بھی یہ افعال لکھے جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ اس میں نسخہ ہیرال اور نسخہ شیرانی وال قراءت ہی کو دہرا دیا گیا ہے۔

﴿۱۰﴾ انتخاب غالب۔ اس کی علامت یہ ہے ﴿۱۰﴾

یہ نسخہ میرزا صاحب کے دیوانِ متداول کا انتخاب ہے۔ دس اکتوبری میں دیوانِ سومن کا ایک پیش قیمت نسخہ محفوظ ہے، جو سومن کا دیکھا ہوا اور اُن کا اصلاحی ہے۔ اس سے

کے شروع اور آخر میں متعدد اوراق شامل ہیں۔ شروع کے ورقوں کی تعداد ۲۱ ہے۔ ان میں ۱۵ ب تلک ہندی کے کبت وغیرہ مندرج ہیں۔ ورق ۱۶ ب سے زبر بحث انتخاب شروع ہوتا ہے، جو ورق ۲۱ ب پر ختم ہو گیا ہے۔ یہ انتخاب غزلیات کا ہے۔ جگہ جگہ اشعار کے آغاز میں دیگر یا ولہ لکھا ہے ورق ۲۲ ب سے دیوان مومن کا آغاز ہوا ہے، اور یہ دیوان ورق ۱۲۹ الف پر ختم ہو گیا ہے۔ ورق ۱۲۹ الف سے ۱۳۰ ب تک صنعت غلغلہ الی شاعر کے محس اور کسی ہندی شاعر کا ایک کبت درج ہوا ہے۔ بیچ میں ورق ۱۲۹ ب پر میرزا صاحب کا چکنی ٹل سے متعلق قطعہ لکھا گیا ہے۔ جس کے آخر میں ایلمر داعی ہے۔ اس کے بعد کے ورقوں میں فارسی، اردو اور ہندی کے مختلف شعر اور قطعات تاریخ اور مختلف امراض کے تجرب نسخے ملتے ہیں۔ نیز نواب ہدایت علی خاں صاحب کے حسابات بھی مندرج ہیں۔ موصوف الذکر نواب یوسف علی خاں بہادر ناظم شاگرد غالب کے حقیقی چچیرے چاچا اور مومن خاں کے شاگرد تھے۔ یہ ہندی کے بھی بڑے شاعر شمار کیے جاتے تھے۔ امیر مینائی نے انتخاب یادگار (ص ۲۶۶) میں غربت غلغلہ کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔ عجیب نہیں جو اس انتخاب کے ذمہ دار ہیں ہوں۔

اس انتخاب کا سائز ۱۱/۲ x ۶/۲ ہے۔ کاغذ دیسی کھردرا ہے۔ روشتائی سیاہ ہے اور انتخاب کے اوراق میں شجرف سے سطر کشی کر کے دو بیان میں شعر لکھے ہیں۔

یہ انتخاب معمول شکستہ آئین خط میں کسی نامعلوم کاتب نے قلم کیا ہے۔ کاتب کم سواز نظر آتا ہے، اس لیے کہ اس نے دو جگہ اسد کا املا ص، سے لکھا ہے۔

کچھ شعر حاشیوں میں بھی درج ہیں۔ ان حواشی میں نیز متن کے اندر بھی متعدد اشعار بے عل لکھے گئے ہیں۔ جس کی وجہ حواصے سہو کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ میرزا صاحب کے اشعار کی تعداد بتفصیل ذیل ۱۸۶ ہے:

| غزلیات: الف | ۵۰ | ز | ۱ | م | ۱  | ی     | ۷۱  |
|-------------|----|---|---|---|----|-------|-----|
| ت           | ۷  | س | ۱ | ن | ۲۱ | قطعہ  | ۱۳  |
| د           | ۲  | ع | ۱ | و | ۳  | رباعی | ۲   |
| ر           | ۷  | ک | ۴ | ۰ | ۱  |       | ۱۸۶ |

یہ انتخاب دیوان کے کس نسخے پر مبنی ہے؟ اس بارے میں قیاس یہ ہے کہ چونکہ اس میں کوئی ایسا شعر نہیں جو نسخہ رالم پور قدیم کے بعد کا ہو۔ لہذا اسے ۱۲۹۰ء یا اس کے قریب کے کس نسخے پر مبنی ہونا چاہیے۔ اس کی تائید میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ انتخاب کے سرورس پر ۱۸۳۶ء تحریر ہے جو ۱۲۵۲ء کے مطابق ہے۔ مخطوطہ ہدایوں ۱۲۵۱ء (۱۸۳۸ء) کا مرتبہ ہے، لہذا اس انتخاب کو مخطوطہ ہدایوں سے کم از کم دو برس پہلے مرتب ہو جانا چاہیے۔

نسخہ رالمپور قدیم سے اس انتخاب کا مقابلہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ان دونوں میں دو ایک جگہ ام اختلاف ہی ہے۔ مثلاً نسخہ رالم پور قدیم میں ہے:

نو لور سوے غیر نظر حاسے نیز نیز      میں لور دُکھ تری مزہ حاسے دوار کا

یہی قرأت بعد کے تمام نسخوں میں ملتی ہے۔ مگر اس انتخاب میں نظر حاسے کی جگہ دنگ حاسے ہے۔ ممکن تھا کہ اس اختلاف کو کاتب کا سو قرار دے دیا جاتا۔ مگر گیارہ دغا لور شبہ کے مغلک بے خار میں بھی دنگ حاسے ملتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس انتخاب کی بنیاد جس نسخے پر ہے وہ نسخہ رالم پور قدیم کی جگہ شبہ کے مستعمل نسخہ دیوان کے مطابق تھا۔

اسی طرح انتخاب کی غزلوں کی ترتیب نو نسخہ رالم پور قدیم کے مطابق ہے۔ مگر اشعار کی ترتیب جگہ جگہ مختلف ہے۔ یہ ہی اس کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ اس انتخاب کی اصل نسخہ رالم پور قدیم سے الگ کوئی نسخہ تھا۔

یہ انتخاب کئی وجوہ سے ام ہے۔ پہل وجہ تو یہ ہے کہ میرزا صاحب کے متداول دیوان کا اتنا قدیم انتخاب کوئی دوسرا موجود نہیں۔ دوسرے اس انتخاب کا متن جگہ جگہ متداول نسخوں سے الگ ہے، ان میں سے بعض کاتب کی غلطی نہیں معلوم ہوتے، بلکہ ایسا نظر آتا ہے کہ نسخہ اصل میں یہی القاط تھا، مثلاً نسخہ رالم پور قدیم اور بعض اور نسخوں میں یہی شعر تحت اس طرح ہے:

حضرتِ ناصح جو آئیں، دیدہ و دل فرسِ روا

کوئی بھر کو بہ تو صیحاؤ کے صیحاؤں کے کیا؟



انتخاب میں میرا آپس کی جگہ دکر لورے ہے۔ میرا صاحب نے بعد کے نسخوں میں یہی قرائت برقرار رکھی ہے۔ یا مصرع ذیل کے اندر:

م نے یہ مانا کہ دل میں رہے کہلوں کے کبا

نسخہ رام پور قدیم اور بعض دوسرے نسخوں میں رہیں ہے۔ بعد میں میرا صاحب نے انتخاب والی قرائت کو حق میں رکھا ہے۔

اس انتخاب نے اختلافات عرش زادہ نے استدلال میں درج کر دیے ہیں۔

۵۰۔ نسخہ بدایوں۔ اس کی علامت یہ ہے۔

یہ نسخہ جو بدایوں میں دریافت ہوا تھا، ۱۱/۲ x ۱۱/۲ ہانچ ٹاپ کا ہے۔ روشانی کالی، عنوان اور جدول ششرقی اور ہارینکا لاجوردی ہے۔ کاغذ ہانس کا دیس یا ہوا ہے۔ ہر ورق میں رکاب بھی ہے اور ورق داغ بھی۔ خط شکست آہن نستعلیق ہے۔ معمولی کرم خوردگی بھی پائی جاتی ہے۔ جلد پرانی مگر عام حالت ابھی ہے۔

سرورق پر سر ہے جس میں محمد ذوالفقار الدین ۱۲۵۷ھ کتہہ ہے۔ ورق ۱ الف سے قصیدہ فارسی در مدح شاعرزادہ سلیم شروع ہو کر ورق ۲ ب پر ختم ہوا ہے۔ قصیدے کے ۵۵ شعر ہیں اور مطلع حسب ذیل ہے:

دورن زمانہ کہ کلامِ رصد نگار حکیم ہزار و دو صد و پنجاہ داند در تقویم

یہ قصیدہ کلمات فارسی کے تمام غلطیوں اور مطبوعہ ایڈیشنوں میں موجود ہے۔ لیکن نسخہ ہانکی پور نوشتہ ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ع)، نسخہ مطبوعہ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ع) اور نسخہ رام پور (لومارو کلبکشن) مکتوبہ ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸ع) میں اس کا عنوان ہے در مدح عرش آراگاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ طاب زادہ۔ ہو سکتا ہے نسخہ بدایوں کا عنوان خود میرزا صاحب کا مجوزہ ہو، اور وہ اس لیے کہ اس میں شاہ سے پہلے شاعرزادہ کی مدح کی گئی ہے۔

ورق ۳ الف پر فارسی کا ایک خط ہے جس کا عنوان ہے مولوی نامہ کہ یہ نواب اکبر علی خان نوشتہ شدہ۔ بیچ آٹک میں اس کا عنوان ہے نامہ بانم نامی نواب سید علی اکبر خان مولوی امام بلاؤ ہوگی بندر۔

ورق ۴ الف پر ایک فارسی خطہ ہے جو میرزا صاحب نے ایک بی پر لکھا تھا۔ اس کا پہلا بیت ہے:

دارم بھیان گرۂ پاکن، نہادے کر بالو پر پراد بود موج دہر اور

یہ خطہ گیارہ اشعار کا ہے اور اس عنوان سے نقل کیا گیا ہے: دستِ نوازش بہ پشتِ گرۂ مسکین فرود آوردن و بلاہ و لاع از آژدر جاندلرش باز داشتہ۔ یہ نسخہ رام پور مکتوبہ ۱۲۹۴ء میں اس عنوان کے ساتھ اور دوسرے نسخوں میں بے عنوان موجود ہے۔ تعدادِ اشعار سب میں نسخہ بدایوں کے مطابق ہے۔

ورق ۵ الف سے (جس پر ایک کا غلبہ ڈالا گیا ہے) لکھنؤ لوح کے نیچے دیوان کا آغاز ہوا ہے۔ اور کے باقی کونے میں باریکے کے اندر ۵۹۰ ورق جو رول دیوانِ ہندی مرزا اسد اللہ خان غالب لکھا ہے، اور اس نوٹ کے نیچے مذکورہ بالا مہر ثبت ہے۔ دیباچہ دیوان نے ورق داغ کے مطابق ۲ الف کے حاشیے پر بھی نقل کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دیوان کو نقل کرنے کے بعد اسے لکھا گیا تھا۔ اشعار کا آغاز بھائے ہم اللہ کے دہر اللہ سے ہوا ہے۔

ورق ۵ الف سے ۵۱ ب کا کلام ۱ تک غزلیں ہیں جن کے آخر میں لکھا ہے: غلامِ سند دیوانِ ریختہ۔ کلام ۲ سے قصائد شروع ہوئے ہیں۔ پہلا قصیدہ ہے سائے یک ذرہ ہیں دہر چمن سے بیکار۔ اس کا عنوان ہے: انتخابِ قصیدۂ منقبتِ حضرت مرثضیٰ علی علیہ السلام۔ ورق ۵۲ الف کلام ۲ سے دوسرا قصیدہ بعنوان: انتخابِ قصیدۂ منقبتِ حضرت مرثضیٰ علی علیہ السلام، شروع ہو کر ۵۴ ب پر ختم ہوا ہے۔ اس کا مطلع: دہر جو جلوۂ یکتائی مشوق نہیں، حاشیے پر مندرج ہے۔ یہی صورت نسخہ رام پور قدیم کی بھی ہے کہ اس میں یہ مطلع موجود نہ تھا۔ میں نے اپنے ظم سے حاشیے پر اضافہ کر دیا ہے۔

ورق ۵۴ ب تا ۵۵ ب پر ہے: خطہ در تدریج چکنی دل۔ اس کا عنوان نسخہ رام پور قدیم کے مطابق ہے۔

ورق ۵۵ ب سے ۵۶ الف تک رباعیاں ہیں۔ ان کی تعداد ۸ ہے۔ ۵۶ ب اور ۵۷ الف

سادہ ہیں۔ ۵۷ ب سے ۵۹ ب کی سطر ۲ تک نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر نیر کی تقریظ ہے۔

آخر میں ۸ ورق پر حکیم مومن خاں مرحوم کا ساقی نامہ ہے جس کا پہلا شعر ہے

گھولبو ساقی منہ کو بسو کے پئے ہیں کب سے گھونٹ لو کے

اس نسخے کے اشعار کی تعداد بتفصیل ذیل ہے:

غزلیات:

|     |     |   |    |   |     |         |      |
|-----|-----|---|----|---|-----|---------|------|
| الف | ۲۲۶ | ر | ۲۹ | ک | ۱۵  | و       | ۳    |
| ب   | ۱۲  | ز | ۲۰ | گ | ۲   | ی       | ۱۳۵  |
| ت   | ۱۹  | س | ۷  | ل | ۹   | نصائد   | ۶۰   |
| ج   | ۴   | ش | ۲  | م | ۸   | قطبہ    | ۱۳   |
| چ   | ۶   | ع | ۸  | ن | ۱۲۳ | رباعیات | ۱۶   |
| د   | ۹   | ف | ۲  | و | ۲۹  |         | ۱۰۶۷ |

اشعار کی یہ تعداد متن تک محدود ہے۔ ۲۵ شعر نسخے کے حاشیوں پر ہیں لکھے ہوئے

ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

|         |     |      |   |         |   |    |   |   |
|---------|-----|------|---|---------|---|----|---|---|
| غزلیات: | الف | ۴    | ن | ۴       | و | ۱۱ | ی | ۹ |
| نصائد   | ۱   | قطبہ | ۲ | رباعیات | ۴ |    |   |   |

اس صورت میں متن و حواشی دونوں کے اشعار کی تعداد ۱۱۰۲ ہو جاتی ہے۔

نسخۂ رام پور قدیم میں ہیں اشعار کی تعداد ۱۰۶۷ ہے۔ مگر اس نسخے میں ردیف ب کا

یہ شعر موجود نہیں:

شرح حکایت عسلی ہے، ذرا ہوسر گل رہبر قطرہ بدایا ہے، خوشا! مورچ شراب

چونکہ یہ شعر نسخۂ ہدیال کے حاشیے اور نسخۂ نیرانی کے متن دونوں میں ملتا ہے، جو نسخۂ

رام پور قدیم سے پرانے ہیں، اس لیے اس شعر کو تنبیہ کے سہ سے محذوف مانا جائے گا،

اور اس صورت میں نسخۂ رام پور قدیم کے اشعار کی کل تعداد ۱۰۶۸ ہوگی۔

لیکن جیسا کہ اوپر کے نکتے سے ظاہر ہوتا ہے، نہ زبانیوں کا متن ۱۰۶۷ شعروں پر

مشتمل ہے۔ اس سے بظاہر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ نسخہ بدایوں، نسخہ رامپور قدیم سے پرانا ہے۔ لیکن میری رائے میں اس گئی کی وجہ نسخہ بدایوں کے کاتب کا ایک سو ہے۔ اُس نے ردیفِ نون کی ایک ۱ شعر کی غزل جس کا مطلع ہے:

بہ م جو بحر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں

کہی مہا کو کہی نامہ پر کو دیکھتے ہیں

متن میں نہیں لکھی، اور غلطی سے آگاہ ہونے کے بعد حاشیے میں اس کا اضافہ کیا۔ اگر یہ ۱ شعر متن میں ہوئے، تو نسخہ بدایوں کی تعداد انتشارِ نون بھی ۱۲۷ ہو جائے اور اس اضافے سے کل شعر ۱۰۷۱ تک پہنچ جائے۔ متن کے اشار کی یہ تعداد نسخہ رام پور قدیم سے ۳ کے بقدر اس لیے ذہ گئی کہ نسخہ بدایوں میں ایک غزل کے ۳ شعر ایسے ہیں جو نسخہ رام پور قدیم میں سرے سے موجود نہیں۔ اور چونکہ یہ نسخہ ۱۲۴۸ء (۱۸۳۳ع) کا مرتبہ ہے اور یہ شعر ۱۲۵۰ء (۱۸۳۴ع) کے لگ بھگ کہے گئے ہیں، اس لیے ان کا نسخہ رام پور کے متن میں ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

چونکہ تبر و رخسار کی لکھی ہوئی فارسی تقریظ کا سال تالیف ۱۲۵۱ء ہے، جو مارچ ۱۸۳۸ع سے شروع ہو کر ۱۸۳۹ع کے مارچ پر ختم ہوا ہے۔ نیز اس نسخے کے متن میں ایسی کوئی نظم موجود نہیں جو اس سال کے بعد لکھی گئی ہو۔ لہذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ اس سال کا مرتبہ نسخہ ہے۔

آپا یہ وہی اصل نسخہ ہے جو تبر کی تقریظ کے ساتھ پہلے بار تیار ہوا تھا؟ اس کا جواب میری دانست میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اس قسم کی اطلاقِ غلطیاں ہیں جو تبر کو برداشت نہیں کرنا چاہئیں۔ لیکن یہ ہے اُس کی نقل۔ اور نقل میں میری دانست میں میرزا صاحب کے اُن دوست نے کوئی بھی جن کے بارے میں انہوں نے اپنے اردو خطوں میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ وہ میرا کلام جمع کرنے رہے ہیں، یعنی حسین میرزا۔ اس خیال کی بنیاد اُس صبر پر ہے جو اس میں ثبت ہے اور جس میں محمد ذوالفقار الدین ۱۲۵۲ء کدہ ہے، کیونکہ حسین مرزا کا ذرا نام بھی تھا۔ اس کی تائید حواشی کے متذہبات سے ہونے سے اس لیے کہ شے شے اشعار

کا اضافہ و من کرتا رہے گا جسے میرزا صاحب کے کلام کو جمع کرنے کا شوق ہوگا۔

مذکورہ بالا امور نسیم کرلیے کے بعد یہ نسخہ تاریخی ترتیب میں نسخۂ دہم پر قدیم کے بعد آتا ہے۔ کیونکہ نسخہ رام پور میں نہ تو نمبر کی تفریض ہے اور نہ اس میں وہ ۳ اشعار میں جو پہلے بار نسخہ بدایوں میں نظر آئے ہیں اور آئندہ سطور میں نقل ہو رہے ہیں۔

اس نسخے کی کچھ خصوصیات بھی ہیں۔ مثلاً۔

(۱) اس میں پرانے رسم خط کے مطابق اعراب بالحرروف کا طریقہ برتنا گیا ہے۔ چنانچہ ”دیکھا کو دیکھا اور دمنہ کو دمنہ“ لکھا گیا ہے۔ کئی جگہ ”وے“ کو ”یہ“ (نون غنہ درآہر) بھی لکھا ہے۔ ”دگھڑانا“ کو ایک مقام پر ”دگھڑانا“ لکھا ہے جو اس لفظ کا ایک لہجہ ہے۔

(۲) اس میں بذیل غزلیات مندرجہ ذیل تین شعر بھی ہیں:

اور نو رکھنے کو م دہر میں کیا رکھنے ہے  
مگر اک شعر میں اندازِ رسا رکھنے ہے  
اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سچ ملا  
آپ لکھنے ہے م اور آپ اُٹھا رکھنے ہے  
زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب  
م بھی کیا باد کریں گے کہ خدا رکھنے ہے

اس کے پہلے دو شعر نو دریافت اور غلام دوسرے نسخوں سے زائد ہیں۔ بعد کے نسخوں میں میرزا صاحب نے صرف منقطع پر فرار رکھا اور پہلے دونوں شعر حذف کر دیے۔

جہاں تک پہلے دو شعروں کی خوبی کا تعلق ہے، اپنے اندازِ بیان و طرزِ فکر دونوں کے لحاظ سے یہ رکھنے کے قابل ہے۔ لیکن پھر بھی انہیں کاٹ دینے کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوئی کہ ان کی موجودگی منقطع کے مضمون کو محدود کر دیتی ہے اور صرف منقطع، وجہ شکایت کی نہیں نہ مرنے کے باعث، آفاق و عمیق رہتا ہے۔

(۳) اس نسخے میں ایسے ۲۵ شعر حاشیوں پر مندرج ہیں جو ترتیبِ نسخہ کے بعد کہے گئے تھے۔ اس امرِ واقعی سے جہاں یہ بات مستفاد ہوئی ہے کہ نسخے کا نقل میرزا صاحب

کے کس قریبی دوست یا عزیز سے تھا، وہاں یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ وہ اشعار تاریخی اعتبار سے کس زمانے سے علافہ رکھتے ہیں۔ وہ اشعار یہ ہیں:

- (۱) دمر جز جلوة یکتاندر منشوق نہیں ۱ شعر
- (۲) دی سادگی سے جانہ یزوں کو مکن کے بانو " ۹
- (۳) تا م کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا - ہمارا نہیں کرتے " ۲
- (۴) م رشک کو اپنے بھی گولرا نہیں کرتے " ۳
- (۵) لاغر اتا ہوں کہ گر تو برم میں جا دے مجھے " ۴
- (۶) کئے وہ دن کہ نادانے غیروں کی وفاداری - خاموش رہے تھے " ۲
- (۷) بوجی ہے جو بحر کو شامِ جہاں نے دال " ۲
- (۸) شہ میں صفاتِ ذوالجلالِ بام " ۲

مذکورہ بالا ۵۔ ۸ نمبروں کے نسخہ رلام پور قدیم میں نہ ہونے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ۱۸۳۳ع اور ۱۸۴۱ع کے درمیان کسی وقت لکھے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ ردیف الف کے وہ ۴ شعر جن کا گزشتہ صفحات میں نسخہ رلام پور قدیم کے تحت ذکر ہوا، نیز ۴ شعر جن کی ردیف مذکورہ ہیں، اور دو شعر جن کی ردیف و قافیہ تاثیر سے نہ ہو، ہے، اس نسخے کے حاشیے پر درج ہیں۔ ان میں سے پہلے چار شعر نسخہ پیرمال اور نسخہ شیرانی میں پائے جاتے ہیں، اس لیے ان کا نسخہ رلام پور قدیم سے خارج ہونا اور نسخہ زبر بحث کے حاشیے میں پایا جانا یا تو سر کاتب کی تصحیح ہے یا پھر میرزا صاحب نے ان اشعار کو از سر نو داخل دیوان کیا ہے۔ اسی طرح ردیف مائے نون و ولو کے مذکورہ شعر نسخہ رلام پور قدیم میں موجود ہیں۔ اس لیے زبر بحث نسخے کے حواشی میں ان کا اندراج بھی مذکورہ بالا دو اسباب ہی میں سے کسی ایک سب سے ہو سکتا ہے۔

۸۔ نسخہ دست۔ اس کی علامت یہ ہے۔ ﴿﴾

اس نسخے کا سائز ۲۰ X ۳۶/۸ ہے۔ کاغذ دیسی ہانسی کا بنا ہوا ہے جس پر کرم خوردگی اور آب رسیدگی کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس کے اوراق کی تعداد ۱۸ ہے، اور ورق ۱۰ کے بعد

ایک ورق ضائع ہو گیا ہے۔ خط معمول نستعلیق، روشنائی سیاہ اور عنوانات شجرئی ہیں۔ اور یہ ۱۷ سطر پر کتابت کیا گیا ہے۔

یہ نسخہ الاصلاح لاہوری دہت کی ملکیت ہے۔ مذکورہ لاہوری کو سید فرالدین صاحب وکیل، بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ نے ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو تحفے میں پیش کیا تھا۔

اس نسخے میں دیباچہ اور تقریظ دونوں موجود ہیں۔ دیباچے میں کوئی تاریخ نہیں۔ مگر تقریظ کی تاریخ ۱۲۵۴ھ درج ہے۔ اس میں تذکرۃ الشعار کی بابت لکھا ہے "غزل و قصیدہ و قطعہ و رباعی مولر و نود و ہشت اند باہم"۔ افسوس یہ ہے کہ میں خود شمار کرنے کا وقت نہ نکال سکا۔

غزلیات کے آخر میں "تمام شد غزلیات" اور تقریظ کے بعد بطور توثیقہ "تمام شد دیوان" اسد اللہ خان بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۸۸۵ء لکھا ہے۔

کتابت کی غلطیاں بہت ہیں، جن کی دو چار جگہ تصحیح بھی نظر آئی ہے۔ کہی صاف بنا کر حاشیے پر مڑو کہ غلط لڑھا دیا گیا ہے۔ مثلاً: "ہا زندگی میں موت کا کھٹکا لگا ہوا، کا لفظ "ہو" حاشیے پر بڑھا دیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر "ہلہ" یا "نسخہ لکھ کر حاشیے پر کچھ الفاظ لکھے گئے ہیں، مگر ان میں بھی غلطیاں ہیں مثلاً: چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا، اس مصرع کے لفظ "بے زباں" پر "نسخہ لکھ کر حاشیے میں "میزبان" لکھا ہے جو صریحاً غلط ہے۔

بعض اشعار حاشیوں پر بھی نقل ہوئے ہیں۔ ردیفِ ع کا ایک شعر: جمادۃ رہ خور کو، ردیفِ وار کے دو شعر: (۱) دی سادگی، (۲) ہما کے ہے، نیز قصیدۃ نوبہ کا شعر: نقشِ لاجور لکھ، اس کی مثالیں ہیں۔

قصیدۃ رانیہ کے تین شعر: وہ شہنشاہِ فلک العرش، سجدۃ نہ چین، بھی موجود ہیں۔ قصیدۃ نوبہ کے مصرع: وصل زنگارِ رخ آئینہ حسنِ یقین، کے حاشیے پر لکھا ہے "مروشن مرا آؤ یقین"۔

املا اُس عدد کی روش کے مطابق ہے اور ہر جگہ کسی کو کو لکھا ہے۔ کلکتے کی

تاریف والے ۲ شعر بذیل غزلیات درج ہیں۔

یہ نسخہ ترقیے کی تاریخ کے اعتبار سے نسخہ قرم الدین سے موخر معلوم ہوتا ہے۔ مگر تقریباً میں پائی گئی تعداد اشعار سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ دراصل نسخہ قرم الدین کے مقابلے میں یہ خطوط کسی متقدم نسخے کی نقل ہے جو بعد میں تیار کی گئی ہے۔

۹۔ نسخہ قرم الدین۔ اس کی علامت یہ ہے۔

اس نسخے کا نلپ  $5 \times 7 \frac{1}{2}$  انچ ہے۔ اس میں ۶۴ ورق اور فی صفحہ ۱۱ سطریں ہیں۔ روشنائی سیاہ اور عنوانات شجرئی ہیں۔ کاغذ ولایتی ملے پلے رنگ کا ہے، جس پر از اول تا آخر کرم خوردگی کے آثار موجود ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔

ورق ۲ الف سے ورق ۷ ب تک کہیں ضائع ہو گئے تھے۔ جنہیں کتاب کو مکمل کرنے کی غرض سے کسی نے بعد میں نقل کر کے شامل کر دیا ہے۔

ورق ۱ الف پر شکستہ دھری خط میں یہ عبارت درج ہے: ممالک ابن کتاب قرم الدین سرشتہ دار حکمتہ ذاکر کبریٰ پنجاب۔ یہ ممالک کتاب، صاحب تذکرۃ گدگنہ نازنیناں وغیرہ ہیں۔ ورق ۱ ب سے دیباچہ شروع ہو کر ورق ۲ ب کے تقریباً درمیان میں ختم ہوا ہے۔ چونکہ دیباچے کا ایک حصہ جدید اضافہ ہے، اس لیے معلوم ایسا ہوتا ہے، کہ کسی متداول نسخے سے دیباچے کی تاریخ میں نقل کر دی گئی ہے۔

ورق ۲ ب ہی سے غزلیات شروع ہوتی ہیں۔ آغاز دیوان کی ابتدائی چند غزلیں بھی مذکورہ جدید لوراق پر نقل ہوئی ہیں۔ غزلیات کا غلطہ ورق ۵۵ ب پر تمام ہوا ہے۔ اس ورق پر آخری غزل کے صرف دو شعر ہیں، باقی حصہ سادہ ہے۔ ورق ۵۶ الف سے پہلا قصیدہ: سارے پلک ذرہ نہیں فیضِ جن سے نیکار، شروع ہو کر ورق ۵۷ ب پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد دوسرے قصیدے: دھر جز جلوتہ یکتائی مشوقِ توبہ کی ابتدا ہوئی ہے جو ورق ۵۸ ب پر اتمام پذیر ہوتا ہے۔ آئندہ ورق ۵۹ الف سے ۵۹ ب تک قطعات اور ۶۰ الف سے ۶۱ الف تک رباعیاں ہیں۔ ورق ۶۱ ب سادہ ہے۔ ورق ۶۲ الف سے ۶۴ ب تک تقریباً ہے۔ تقریباً کا عنوان اور اُس کے اندر کے اشعار مذکورہ جدید خط میں ہیں اور اس کی تاریخ ۱۱۵۴



درج ہے جو دراصل ۱۲۵۴ء ہے۔

تقریب میں تعداد اشعار غزل و قصیدہ و قطعہ و رباعی ہک ہزار و ہک صد و اندہ (گیارہ سو سے کچھ لوپر) بتائی گئی ہے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

غزلیات:

|     |     |   |    |         |      |
|-----|-----|---|----|---------|------|
| الف | ۲۳۰ | س | ۷  | ن       | ۱۳۹  |
| ب   | ۱۲  | ش | ۲  | ر       | ۳۷   |
| ت   | ۱۹  | ع | ۸  | ہ       | ۳    |
| ج   | ۴   | ف | ۲  | ی       | ۴۳۹  |
| چ   | ۶   | ک | ۱۵ | قصائد   | ۶۱   |
| د   | ۹   | گ | ۲  | قطعات   | ۱۹   |
| ر   | ۳۹  | ل | ۹  | رباعیات | ۲۰   |
| ز   | ۲۰  | م | ۸  |         | ۱۱۰۷ |

تفصیل کی عبارت حسب ذیل ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخے کی نقل کا کام بھی مالکِ کتاب ہی کی فرمائش پر کیا گیا تھا:

”تمام شد ابن نسخہ یاسر خاطر مولوی کریم الدین صاحب ساکن ہائی پت از خطہ کم ربطہ بندہ سید غلام عباس ساکن کول پشاورخ سہ ماہ اگست ۱۸۴۵ء و مطابق بہت و ششم ماہ شعبان المعظم ۱۲۶۱ء روز یک شنبہ و بر آندہ دو گھڑی روز صورتِ اختتام پر برخصہ۔“

اس نسخے کا املا اپنے عہد کی سوجھ بوجھ کے مطابق ہے۔ البتہ رسمِ خط کے لحاظ سے یہ بات ہی ہے کہ اس میں ”مخوشیدہ“ کو بخلاف ”واو“ خوشیدہ لکھا گیا ہے، مگر کسی کو مر جگہ ”کسرہ“ لکھا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اس میں ردیف ”زہ“ کی ایک غزل کے مطلع کا مصرع اول ”اسد اللہ علی تمام ہوا“ کے بجائے ”اب تو غالب ہی لے تمام ہوا“ درج ہے جو کسی اور نسخے میں نہیں۔

یہ نسخہ لیفٹ نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ ہے۔

۱۰۔ خطہ لائبر۔ اس کی علامت ج ہے۔ ﴿﴾

اس کی قطع  $9\frac{1}{2} \times 6$  انچ ہے۔ کل مکتوبہ ورق ۶۴ ہیں۔ سطر ۱۵ سطر کا ہے۔ کاغذ دیسی بادامی ہے۔ عام حالت بہت اچھی ہے۔

ورق ۱ ب پر سنہری، سفید، قری، نیلی، سرخ اور زرد رنگ کی لوح کے نیچے فارسی دیباچہ شروع ہوا ہے۔ اس صفحے اور اگلے صفحے کے حاشیوں میں باریک اور نازک قلم سے سلا و ملون پیل بنائی گئی ہے۔ نیز ان دونوں صفحوں کا بین السطور مذهب ہے۔ پوری کتاب میں چھپے رنگ کی جدول ہے۔ ہر دو نظموں کے درمیان ایک سطر کے ہندو جگہ چھوڑی گئی ہے، اور اسے رنگین پیل سے پرا گیا ہے۔ جہاں کہی آخری شعر کو دو سطروں میں لکھا ہے، وہاں دونوں جانب کی جگہوں کو خوبصورت پیل بوٹوں سے پرا دیا ہے۔

کتاب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ نام خط بتاتا ہے کہ نواب ظراف الدین محمد خاں ہادر کا لکھا ہوا ہے جو میرزا صاحب کے مشہور اور پسندیدہ کاتب تھے۔ دوشنبہ خط، اصولی فن پر پوری نہیں اُترتی، لیکن خط کی یکسانی اور چٹنگی نے بے حد دیدہ زیب پیدا کر دی ہے۔ پوری کتاب میں لفظ طاک، کو «ٹاک» بدوئے نقاط لکھا ہے۔ «ٹ» میں نہیں «ط» کے نیچے دو نقطے ہیں لگائے ہیں۔ «ٹ» اور «جگہ» کو «ٹ» اور «جگہ» بھی لکھتے ہیں۔ شعر میں ہندسے کو لفظوں میں لکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ایسی جگہوں میں لفظ کے اور عدد کی شکل میں بنائی ہے۔ جھ، سا، تھ، سا اور بھکر، تھکر وغیرہ کو بدوئے حاشیے خطوط اور «ٹ» کو عموماً «ٹ»، اور کہیں «مونہ» لکھتے ہیں۔ میرزا صاحب کی حدایت کے مطابق عموماً اردو، فارسی القاط میں «ٹ» کی جگہ «ز» لکھتے ہیں اور «غرضیدہ» میں «لو» نہیں لکھتے۔ خوش ہائی اور دلفریب الیاس دونوں کے ایسے لفظوں پر اقرباب بھی لگائے ہیں۔

اس نسخے کے مشتملات کی ترتیب ساتی نسخوں جیسی ہے۔ چنانچہ ورق ۲ ب کی چوتھی سطر سے دوسری لوح کے نیچے غزلیں شروع ہوتی ہیں۔ ورق ۵۳ ب سے قصیدے، ورق ۵۸ الف سے خطبے اور ورق ۶۰ الف سے رباعیاں شروع ہوتی ہیں۔ آخر میں ہینولڈ «علاقہ» ہر کی قریب ہے، جو ورق ۶۲ ب سے شروع ہو کر ۶۴ ب پر ختم ہوتی ہے۔ اس قریب میں نسخہ م

(طبع اول) کی طرح سالہ ترتیب دیوان ۱۲۵۴ء (مارچ ۱۸۳۸ء تا مارچ ۱۸۳۹ء) مندرج ہے۔ لیکن اس میں جیڑا صاحب کی مشہور غزل: سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئی، جس شامل ہے، جو دہلی اردو اخبار مورخہ ۲۸ اگست ۱۸۵۲ء میں اس نصح کے ساتھ شائع ہوئی تھی کہ اس حصے کے شاعرے کا کلام ہے، اور ۱۸۵۲ء کی کہی مرقہ کوئی غزل وغیرہ موجود نہیں، اس لیے یہ قیاس کرنا ہے جا کہ ہوگا کہ یہ نسخہ ۱۸۵۲ء کے نصفِ آخر میں مرتب کیا گیا تھا، اور تقریب کی تاریخ از دلو سو تبدیل نہیں کی گئی ہے۔

تقریب میں اشعار کی تعداد ہزار و پانصد و پچھ و لہ (۱۵۵۰) سے کچھ اور) بتائی ہے۔ میں نے شمار کیا تو ۱۵۴۷ شعر نکلیے، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اشعار کے گنتے میں جس احتیاط نہیں برتی گئی تھی۔ اشعار کی تفصیل یہ ہے:

غزلیات:

|     |     |   |    |   |     |          |      |
|-----|-----|---|----|---|-----|----------|------|
| الف | ۲۸۴ | د | ۶۹ | ک | ۱۵  | و        | ۳    |
| ب   | ۱۲  | ز | ۲۰ | گ | ۲   | ی        | ۵۸۰  |
| ت   | ۱۹  | س | ۷  | ل | ۹   | نصائت:   | ۱۶۲  |
| ج   | ۴   | ش | ۲  | م | ۸   | قطعات:   | ۵۰   |
| ح   | ۶   | ع | ۸  | ن | ۲۰۹ | رباعیات: | ۲۴   |
| د   | ۹   | ف | ۲  | و | ۴۴  |          | ۱۵۴۷ |

غزلیوں شہادت ثابت کرتی ہے کہ اسے اول سے آخر تک جیڑا صاحب نے پڑھا ہے اور اکثر جگہ اعلاطِ کاتب کی اصلاح بھی کی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مقامات پر اُن کے قلم کی واضح اصلاحیں موجود ہیں:

- ۱۔ ورق ۱۰ بہ: جس دل پہ تاز (تھا) مجھے، وہ دل نہیں رہا۔
- ۲۔ ورق ۲۰ القہ گرمی بزم (ہے) اٹک رہی شرور ہوئے تک۔
- ۳۔ ورق ۲۱ بہ: دوقتر ہستی ہے (مشرق) خانہ ویران ساز سے۔
- ۴۔ ورق ۲۳ القہ آپ بے بہرہ (ہے) جو مستقر میر نہیں۔

- ۵۔ ورق ۲۵ ب: ظم کر ظم، اگر لطف دریغ آتا (مر)۔  
 ۶۔ ورق ۳۷ الف: ساق گری کی شرم کرو آج (ورنہ) م۔  
 ۷۔ ورق ۴۶ الف: م رشک کو ایسے (بھی) گولڑا نہیں کرتے۔

ان میں سے ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۷ میں جو لفظ بریکٹوں میں لکھے ہوئے ہیں، وہ اصل میں خود میرزا صاحب نے اپنے قلم سے ڈھائے ہیں۔ نمبر ۵ میں کاتب نے "مر" کی جگہ "م" لکھ دیا تھا۔ میرزا صاحب نے اول کو چھوٹ کر دوسرا لفظ بنایا ہے۔ نمبر ۶ میں کاتب نے "ورنہ" آج لکھ کر "ورنہ" کے اوپر "مخ" (جو موخر کا نشان ہے) اور "آج" کے اوپر "م" (جو مقدم کا نشان ہے) بنا دیا تھا۔ میرزا صاحب نے یہاں "ورنہ" کو مٹا کر "آج" کے بعد مذکورہ لفظ اپنے قلم سے لکھ دیا ہے۔

نام بہت سی خطی غلطیاں اب بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

- (۱) "کیا رعون غربت میں غرض،" ہر جب حوادث کا خیالہ (۱ ب)، حالانکہ صحیح الفاظ "حوادث کا یہ حالہ" ہیں۔  
 (۲) "مطر، از بسک"۔ "مڑگان ہوگا" (۵ ب) جب کہ صحیح ردیف "مروا" ہے۔  
 (۳) ورق ۷ ب پر "سونچ"، ۱۰ الف پر "مخورشید"، ۱۴ الف پر "معتولہ" اور ۱۸ الف پر "مغذیرہ" ملتا ہے، جو میرزا صاحب کے اعلان کے خلاف ہے۔  
 (۴) "وہ سو کر برا کیسے کوئی" "کہو کر برا کیسے کوئی" (۱۸ ب)، حالانکہ صحیح ردیف "کرے کوئی" ہے۔  
 (۵) "وہ کیا خط (میری) چہان پر کھلا،" (۵۷ ب)، اس میں بریکٹ کے اندر کا لفظ کاتب اور صحیح دونوں سے چھوٹ گیا ہے۔  
 (۶) "مناہ (کے) آکے دمرا ہے آئہ" (۵۸ الف)۔ یہاں بھی بریکٹ کا لفظ رد گیا ہے۔

۱۱۔ نسخہ نام پر جدید۔ اس کی علامت قد ہے۔

اس نسخے کا تاپ  $11 \frac{1}{2} \times 7$  انچ اور کثابت کا سائز  $11 \frac{1}{2} \times 8 \frac{1}{2}$  انچ ہے۔ اوراق ۷۴ اور سطر ۱۵ سطری ہے۔ متن کی روشنائی کمال اور عنوان، غلص اور تصحیح کے نام شگرف



۱۸۵۷ء سے شروع ہو کر ۱۲ ستمبر ۱۸۵۵ء پر ختم ہوا ہے۔ اس نسخے کی سب سے آخری نظم جس کی تاریخ کا علم ہو سکا ہے، یہ رباعی ہے: مگر چہ بنے سلام کرنے والیہ میرزا صاحب کے خط ہمام حنفیہ مورخہ ۸ مارچ ۱۸۵۵ء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس تاریخ سے کچھ ہی قبل لکھی گئی تھی۔ لہذا زیر نظر نسخے کو مارچ ۱۸۵۵ء اور ستمبر ۱۸۵۵ء کے درمیان مرتب ہو جانا چاہیے۔

تقریب میں تعداد اشعار ۱۶۹۰۰ اور چندہ بنائی گئی ہے، جب کہ خود نسخے میں حسبِ تفصیل تحت ۱۷۹۵ اشعار مندرج ہیں:

|     |   |    |   |     |     |      |         |
|-----|---|----|---|-----|-----|------|---------|
| ۹   | ل | ۲۰ | ز | ۳۰۵ | الف | ۱۱۵  | فطرات   |
| ۸   | م | ۷  | س | ۱۲  | ب   | ۳۳   | مشوی    |
| ۲۲۵ | ن | ۲  | ش | ۱۹  | ت   | ۱۶۲  | نصائد   |
| ۸۰  | ر | ۸  | ع | ۴   | ج   | ۱۴۵۳ | غزلیات  |
| ۳   | و | ۲  | ف | ۶   | ح   | ۳۲   | رباعیات |
| ۶۴۸ | ی | ۱۵ | ک | ۹   | د   | ۱۷۹۵ |         |
|     |   | ۲  | گ | ۶۹  | ر   |      |         |

اس سے یہ بات متین ہو جاتی ہے کہ میرزا صاحب نے زیر کی تقریب کی تاریخ نو بدل دی، لیکن سوا تعداد اشعار متحول نہ ہوئی کی بات رکھی۔ یہی غلطی احمدی ایڈیشن کی تقریب میں بھی موجود ہے، جس کا ذکر آئندہ آ رہا ہے۔

نسخہ رام پور جدید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے اسے لفظی، معنوی اور ترتیبی لحاظ سے خوب تر بنانے کی سعی کی تھی اور اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ۱۲۱۸ء والے ایڈیشن کے بعد اُن کے دیوان کا وہ ایڈیشن ہے، جو انہوں نے از سر نو خود مرتب کیا تھا۔ ان دونوں نسخوں کے درمیان کے جتنے نسخے ہیں، وہ حقیقی سنوں میں ایڈیشن نہیں کہلا سکتے، بلکہ وہ پچھلے ایڈیشن کی گویا نقل ہیں جن میں نئے کلام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ذیل میں نسخہ رام پور جدید کی خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔ ان سے اندازہ کیا جا سکے

گا کہ یہ نسخہ صحیح معنی میں آخری ایڈیشن ہے۔

میرزا صاحب نے ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ع) میں جب موجودہ انتخاب مرتب کیا، تو اُس کے اندر اصنافِ کلام کی ترتیب یہ رکھی: غزلیات، قصائد، قطعات، رباعیات۔ ۱۸۴۱ع میں پہلی مرتبہ دیوان کی طباعت ہوئی تو اُس میں بھی یہی ترتیب رہی۔ یہی ترتیب احمدیہ اور اُس کی نقل و نقلی، کئی ہیں اور اسی کو آج تک سب مطبوعہ نسخوں میں برقرار رکھا گیا ہے۔

اس کے بر خلاف نسخہ دالم پور جدید میں اس ترتیب کو بدل کر یوں کر دیا گیا: قطعات، مثنوی، قصائد، غزلیات، رباعیات۔ یہ ترتیب اُن کے کلماتِ فارسی کے مطابق اور اُردو کے سب پہلے خطوط اور مطبوعہ نسخوں کے خلاف ہے۔ صرف مثنوی شیو زمان کا مطبوعہ نسخہ اس سے اس لیے مستثنیٰ ہے کہ وہ اسی نسخہ دالم پور جدید کی نقل ہے۔

اب یہ کہا جے گا نہ ہوگا کہ متداول دیوانِ اُردو کی ترتیب دو بار ہوئی۔ پہلے ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ع) میں اور دوسری بار ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ع) میں، اور ۱۲۷۱ھ کی ترتیب زمانے کے لحاظ سے تاخر ہونے کے ساتھ اُن کے فارسی دیوان کی ترتیب ہی نہیں بلکہ رواجِ عام کے بھی مطابق ہے، اس لیے وہی اس کی مستحق ہے کہ کسی تحقیق و تنقید ایڈیشن میں اختیار کی جائے۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے نسخہ عرش کی ترتیب میں نسخہ دالم پور جدید کی ترتیب کو برقرار رکھا ہے۔

چونکہ آخر زمانے میں میرزا صاحب بہت شکستہ خاطر اور بیمار رہے لگے تھے، اس لیے نسخہ احمدی کی طباعت کے وقت اُن کا اُس کی برائی ترتیب کو نہ بدلا، اُن کی آخری تحریر نہیں کھلا سکتا۔ یہ صرف حالات کے دباؤ کے تحت پیش آمدہ سلی انگاری ہے اور بس۔

نسخہ دالم پور جدید جس کاتب کا لکھا ہوا ہے، میرزا صاحب کے فارسی اور اُردو مصنفات کے عمومی کاتب وہی صاحب ہیں۔ چنانچہ رضا لاہوری میں اُن کے حاتم کے لکھے ہوئے تین فارسی دیوان موجود ہیں۔ انہوں نے دیوانِ اُردو کی بھی ایک سے زائد نقلیں مختلف زمانوں میں تیار کی تھیں۔ تفسیرِ سند سے پہلے ایک نسخہ خواجہ محمد شفیع صاحب دہلوی کے پاس میں نے خود دیکھا تھا۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں محفوظ ہے۔ جس

کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ اگر یہ وہی خواجہ صاحب کا نسخہ نہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میں اس کتاب کے قلم کے تین دیوانِ اردو دیکھ چکا ہوں۔

مدعا یہ ہے کہ میں نے میرزا صاحب کے دیوانِ اردو کے جیسے نسخے دیکھے ہیں، خواہ وہ قلمی تھے یا مطبوعہ، اُن سب سے نسخہ دہم پور جدید اطلاقِ اعتبار سے برتر ہے۔ اس میں میرزا صاحب کے ایما سے کتاب نے الفاظ کی کتابت چند خصوصیتوں کو نظر میں رکھ کر کی ہے۔ اور جیسا کہ آئندہ ظاہر ہوگا، وہ خصوصیات ایسی ہیں کہ اُن کے مرنے مرنے نسخہ ذہرِ بحث کو دوسرے نسخوں کے مقابلے میں ترقی یافتہ یا خوب تر کہنا چاہیے۔ مثلاً:

(۱) لفظ 'ایک' کی سی، جہاں پڑھنے میں نہیں آتی، وہاں سی کا ثبوت تو لکھا گیا ہے، مگر قطعاً اڑا دے گئے ہیں، اور اس کی کتابت ہوں کی ہے: ایک۔

(۲) الفاظ 'میری، اور 'میری، اور 'میرا اور 'میرا کی سی، جہاں ملحوظ نہیں ہے۔ وہ بھی بدوی نقاط لکھی گئی ہیں۔

(۳) حاشے عقل پر غم مرنے والے الفاظ کی جمع جب 'معا' سے بنائی ہے تو 'یہا'، 'ہا'، 'الاتزام' لکھی ہے، اور اگر کسی جگہ کتاب سے سہو ہوا ہے، تو میرزا صاحب نے اپنے قلم سے اس غلطی کی اصلاح کر دی ہے۔ چنانچہ اس نسخے میں خندہ، بادہ، مہوہ، وغیرہ ملتا ہے، جب کہ دوسرے نسخوں میں اس کی خلاف ورزی نظر آتی ہے۔

(۴) نسخہ احمدی اور نسخہ نظامی میں لفظ 'تہمے' کو 'تہیے' اور 'تہہیے' لکھا گیا ہے۔ یہ دونوں شکلیں 'تہمے' کے مقابلے میں قدیم و پس ماندہ ہیں۔

(۵) میرزا صاحب کی ادعائے 'مرکز دل والے' 'کسو' ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی جگہ جگہ لفظ استعمال کیا اور لکھوایا تھا۔ بعد ازاں اس کی شکل 'کسی' مروج ہوگئی، تو انہوں نے 'کسو' کو ترک کر دیا اور اس ترک کے بعد نہ خود لکھا نہ اپنے یہاں لکھنے دیا۔

نسخہ احمدی کی اصل میں یہ لفظ اپنی پرانی شکل کے ساتھ لکھا ہوا تھا، اس لیے اس میں 'کسو' ہی چہا۔ اس پر میرزا صاحب کو خانقاہ الطبع میں لکھا پڑا کہ یہ اب میری بول نہیں ہے، اس لیے جہاں کہیں قافیے میں ہو اُسے چھوڑ کر مر جگہ 'کسی' بنا لیا جائے۔



نسخہ زیر بحث میں بالالزام ہر جگہ 'کس' لکھا گیا ہے اور اگر کوئی کاتب نے لز و لو سپردانا املا لکھ دیا تھا، تو میرزا صاحب نے اپنے قلم سے اسے درست کر دیا ہے۔

(۶) لفظ 'دونوں' کا املا نسخہ حائے احدی و نظامی میں 'دونو' ہے جو غلط ہے۔ کاتب نے پہلے نسخہ رام پور جدید میں ہی یونہی لکھا تھا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے آخری 'ون' ہٹا دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسخہ احدی کی اصل کا املا میرزا صاحب کا پسندیدہ نہ تھا، اس لیے انہوں نے اپنے قلم سے درست کرنا ضروری جانا۔

(۷) میں صورت لفظ 'ہاتو' کے املا کی ہے کہ احدی اور نظامی نسخوں میں اسے 'ہاتوں' لکھا ہے جو میرزا صاحب کی رائے میں غلط ہے اور اس لیے انہوں نے 'ہاتو' ردیف کی غول کو حرف الواو میں درج کیا ہے۔

(۸) بعض مرکب الفاظ کو میرزا صاحب نے جان کر مفرد کر دیا ہے۔ چنانچہ لفظ 'ماعتاب' کو مثال میں پیش کیا جا سکتا ہے جو اس شعر میں آیا ہے:

غالب، پہلی شراب، پر لب ہی کبھی کبھی

پنچا عوب روزِ ابر و شبِ ماعتاب میں

یہ لفظ نسخہ حائے احدی و نظامی میں اس طرح ملا کر لکھا گیا ہے۔ نسخہ رام پور جدید کے کاتب نے ہی اسے یونہی مرکب لکھا تھا۔ مگر میرزا صاحب نے خود اسے 'ماعتاب' بنایا جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ 'شبِ ماعتاب' مرکبِ توصیفی ہے۔ اور ایسے علم ان دونوں لفظوں کے فرق سے واقف ہیں۔ اس لیے وہ یہ تسلیم کریں گے کہ میرزا صاحب نے اس شعر میں 'ماعتاب' کو 'ماعتاب' بنا کر املاقی میں نہیں اصلاح معنی ہی کی ہے۔

(۹) اس طرح 'و' پر ختم ہونے والے لفظوں کو حرف ہونے کی حالت میں احدی و نظامی نسخوں میں بالاسم 'و' کے ساتھ ہی لکھا ہے۔ مگر نسخہ رام پور جدید میں ان کے برخلاف مذکورہ حالت میں 'و' کو 'وہ' سے بدل دیا ہے۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف نظر آتا ہے، تو وہ بالیقین سپرد کاتب ہے۔

(۱۰) احدی و نظامی نسخوں میں ہے: مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا۔

لفظ 'مخرج' کی اصل 'مخرج' ہے جو عربی زبان کا ایک لفظ ہے اور جہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ میرزا صاحب نے اسے بحالتِ ترکیب 'مخ' لکھا تا درست جائے، اور اس لیے نسخۂ رام پور جدید میں اسے 'مخرج و مخرج' لکھوایا۔

ساتھ سطور میں جمع سے زمینیں گزر چکی ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ نسخۂ رام پور جدید آخری ایڈیشن ہے۔ ذیل میں کچھ اور ایسے اختلافات پیش کرنا ہوں جو اس نسخے کے آخری ایڈیشن ہونے کا ثبوت ہیں:

- (۱) احمدی و قطعی نسخوں میں ہے: شاہانِ دست و بازو سے قاتل نہیں رہا۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'بازو' کی جگہ 'مخرج' رکھا گیا ہے۔
- (۲) مذکورہ نسخوں میں ہے: م نے یہ مانا کہ دل میں رہیں، کہلوں کے کیا۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'رہیں' کی جگہ 'دہے' لکھا گیا ہے۔
- (۳) مذکورہ نسخوں میں ہے: وہ دن گئے کہ کہنے سے فوکر نہیں ہوں میں۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'کہے کہنے سے' کی جگہ 'ہو کہنے سے' ہے۔
- (۴) مذکورہ نسخوں میں ہے: سوزشِ باطن کے میں احبابِ منکر، وہ نہ پاں۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'سوزش' کی جگہ 'سورس' ہے۔
- (۵) مذکورہ نسخوں میں ہے: شادی سے گزر کا غم نہ ہوئے۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'نہ ہوئے' کی جگہ 'نہ رہوئے' ہے۔
- (۶) مذکورہ نسخوں میں ہے: تب چٹائی گریباں کا مزہ ہے، دلیرِ نالان۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'نالان' کی جگہ 'مادان' ہے۔
- (۷) مذکورہ نسخوں میں ہے: کیا سبب ہے کہ اُس کو دیکھ کر آجائے رسم۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'کہ اُس کو' کی جگہ 'ہو اُس کو' ہے۔
- (۸) مذکورہ نسخوں میں ہے: اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر دوقی۔ نسخۂ رام پور جدید میں 'منہ پر دوقی' کی جگہ 'دوقی منہ پر' ہے۔
- (۹) مذکورہ نسخوں میں ہے: وہ بد خو اور میری داستانِ عشق طولانی۔ نسخۂ رام پور

جدید میں داستانِ عشق کی جگہ داستانِ شوق ہے۔

(۱۰) مذکورہ نسخوں میں ہے "باغِ معنی کی دکھاؤں کا پہلو" نسخہ رام پور جدید میں "دکھاؤں گا، کی جگہ "دکھاؤں گا، ہے۔

حسبِ ذیل خصوصیات ہیں اس نسخے کو دیگر نسخوں سے ممتاز کرتی ہیں:

(۱) ناموں اور ام جملوں اور الفاظ کو شکریں و دوستانے سے با جمل قلم سے لکھا گیا ہے، مثلاً "مشوے انہ" میں ورق ۷ ب پر:

ظہر دہ عرشانی و جاہِ جلال      زینتِ طہت و جمالِ کمال

کے اندر "ظہر دہ" کو سرخ لکھا ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ کاتب کے نزدیک یہ "عظم" ہے اور اس سے مرزا ظہر ولیمہ ملت مراد ہیں۔ اس کے بعد آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ مشوے کی تاریخِ ظہر نومبر ۱۸۵۱ء اور ۱۰ جولائی ۱۸۵۶ء کے درمیان ہے، کیونکہ مرزا ظہر اول الذکر تاریخ میں ولیمہ بنے تھے اور موخر الذکر کو انتقال کر گئے۔

کون بہ نہ کہے کہ ولیمہ کا لقب نو ظہر الدین تھا، لہذا ظہر دین سے وہ مراد نہیں ہو سکتے؛ کیونکہ شاعر القاب میں اتنی ترمیم کر لیا کرتے ہیں، جیسا کہ میرزا صاحب نے نواب محمد حسین خاں بہادر والدِ لورخ آباد کو، "ضمیر دولت و دین اور معین ملت و ملک" (۷۰ الف) لکھا ہے، حالانکہ اُن کا لقب ضمیر الدولہ، معین الملک تھا۔ چونکہ میرزا صاحب کا کاتب اس امر سے واقف تھا، اس لیے اُس نے زیر بحث نسخے میں لفظ "ضمیر" کو جمل قلم سے تحریر کیا ہے۔

(۲) اکثر جگہ علامتِ اعراب بھی لگائی ہیں۔ اُن میں سے بعض ام ہیں، مثلاً:

مے میں ہر کیوں نہ میں پیسے جھاؤں      تم سے جب موگنی ہو زیستِ حرام

(۱۱ الف) میں "میں" کو بکسرِ حاء مرزا لکھا ہے، تاکہ اسے کوئی "میں" نہ پڑے۔

با      جد سے مرنے میں ہے کیا رسوائی      اے وہ مجلسِ نہیں خلوت میں میں

(۱۸ ب) "اے" کو بکسرِ الف لکھا ہے۔

با      ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے      ہر نہی میں کوئی شے نہیں ہے

(۶۱ الف) میں "میں" بکسر میں لکھا ہے تاکہ اسے "نہم" سے نہ پڑا جا سکے۔



تیار لفظی اصلاحیں ملتی ہیں جن میں اغلاطِ املا کی تصحیح اور ساقط لفظوں کا اضافہ دونوں شامل ہیں۔

مطرم ہوتا ہے کہ مطبع نظامی، کانپور کے مطبوعہ فتنہ پر اس انتخاب کی بنیاد رکھی گئی ہے، اس لیے کہ

(۱) دہل اور آگرے کے نسخوں میں میرزا صاحب کی وہ غزل نہیں ہے، جس کا مطبع ہے:

کہوں کر اُس بت سے رکھوں جان عرب

کیا نہیں ہے مجھے ایملان عرب؟

نظامی پریس کے نسخے میں یہ غزل پائی جاتی ہے، اور اس انتخاب میں بھی موجود ہے۔

(۲) میرزا صاحب کی مشہور غزل: "نورِ امن ہے یدارِ دوست جاں کے لیے" کا یہ شعر نسخۂ نظامی میں اس طرح چھپا ہے:

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری خورشاد سے

اُنھا اور اُنھ کے قدم میں نے پاسبان کے لیے

زیر بحث نسخے میں بھی یہی الفاظ مندرج ہیں۔

(۳) میرزا صاحب کی ایک رباعی کا مصرع دہل اور آگرے کے نسخوں میں اس طرح ہے: "ہنسی مر بار کاغذِ باد کی طرح"۔ میرزا صاحب نے دہلوی نسخے کے غلط نامے میں اپنے مصرع: "دود کی طرح رہا ساہ گروں بھر سے" میں "صورتِ دودہ" بابا تھا، مگر یہ فقیر رباعی کے اندر سوا رہ گیا تھا۔ نظامی میں اس کی اصلاح بھی پائی جاتی ہے۔ نسخۂ انتخاب اس عمل پر بھی نظامی کے مطابق ہے۔

ان موانع کے علاوہ ہیں ہر جگہ انتخاب کا متن نسخۂ نظامی کے متن سے موافقت و اتحاد رکھتا ہے، جیسا کہ "اختلافِ نسخہ" میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر انتخابِ اشعار کی خاطر میرزا صاحب نے نسخۂ نظامی پر مادیاتی بنائے ہوئے، تو ان دونوں میں الفاظ کا مذکورہ بالا اتحاد ناممکن تھا۔ نظامی ایلمنٹس میں ۱۸۰۲ بیت تھے، جن میں سے زیر بحث انتخاب میں ۸۱۷ اشعار باقی

رکھے گئے ہیں۔ ان میں غزلیات کے ۱۱۶۰ شعروں میں سے ۶۷۲ منتخب اشعار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

|     |     |   |    |   |     |   |     |
|-----|-----|---|----|---|-----|---|-----|
| الف | ۱۳۹ | د | ۵  | ک | ۴   | و | ۴۲  |
| ب   | ۱   | و | ۳۵ | ل | ۲   | ی | ۳۱۶ |
| ت   | ۸   | ز | ۵  | م | ۴   |   |     |
| ج   | ۲   | س | ۳  | ن | ۱۰۶ |   |     |

ان کے علاوہ قصائد کے ۱۶۲ ابیات میں سے ۹۲، مثنوی در صفتِ ابنہ کے مکمل ۳۳ اور قطعات کے ۱۱۵ اشعار میں سے ۴۰ چنے گئے ہیں۔ ۱۶ رباعیات میں سے صرف ۵ انتخاب میں آئی ہیں۔

بظاہر سالہ نسخہ نظامی کی موجودگی میں انتخاب کو استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میرزا صاحب نے اس میں چند تازہ اصلاحیں کی ہیں اور وہ ام بھی ہیں، اس لیے میں نے اسے بھی اپنے ماخذوں میں شامل کر لیا ہے۔

### ب: طبرہ: نسخہ

#### ۱۔ پہلا ایڈیشن۔ اس کی علامت م۔ ۵۔

میرزا صاحب کے دیوان کا پہلا طبرہ نسخہ مطبع سیدالانخبار دہلی میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ میرزا صاحب نے غفر طابع سے کچھ پہلے میر جان جاکوب کو لکھا ہے: 'مہمان خانہ کے مختصر مطبع سیدالانخبار انکیفہ طبع یکی از دوستان روحانی منست۔ عملاً کارفرمای این تراجم کرد، آن س کلام کے درون کارگاہ فتنہای بدیع انگیز و فرو ریختہ عالی خانہ غالبی بے نوا را بخالیز اصطلاع فرو برد۔ ازلی جلد دیوان ریختہ کے در تمامی تمام اسد عجب نیست کہ م درین ماہ بنامی ر آنگاہ بظر گاہ ساس رسد۔

یہ مطبع سرسید کے چاق، سید محمد خاں ہاند نے دہلی میں قائم کیا تھا اور سید الطامع یا مطبع سیدالانخبار کے نام سے مشہور تھا۔ شبان ۱۲۵۷ھ (اکتوبر ۱۸۴۱ء) میں میرزا صاحب کا دیوان اس مطبع میں چھپنا شروع ہوا اور ۲۷ رمضان (۱۲ نومبر) تک زبر طبع رہا۔ تاریخ

آغاز سرورق پر مذکور ہے۔ نور ۲۷ رمضان تک اختتام نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں یہ باب بھی شامل ہے: ہے اب کے شب قدر و دولی بام۔ نور از روئے حساب دولی اور شب قدر کا اجتماع اسی تاریخ کو ہوا تھا۔ سرورق کا اصل مہر کتاب کی ترتیب صفحات میں شامل ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا ہے کہ یہ دیوان سرورق پر مذکور تاریخ طاعت کے بعد تک چھپا رہا تھا۔

مولک پلک لائبریری رام پور میں اس ایڈیشن کا ایک نسخہ محفوظ ہے جس کے سرورق پر حسب ذیل عبارت اس طرح پانچ سطروں میں لکھی ہے:

دیوان اسد اللہ خان صاحب غلاب تخلص

مرزا نوٹ صاحب مشہور کا دہلی میں سید محمد خان پادر کے چھاپہ خانہ کے

لیکھو کراٹک پریس میں شہر شعبان

سنہ ۱۲۵۷ ہجری مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۴۱ عیسوی کو سید عبدالغفور کے

اختتام میں چھاپا ہوا

سرورق کی پہلی سطر کے آخر میں لفظ تخلص کے اوپر سید محمد خان کے دستخط ہیں۔

صفحات کی تعداد ۱۰۸ ہے۔ آخر میں ایک ورق اور شامل ہے، جس کے چلے صفحے پر ۱۵ غلطیوں کا ایک غلط نامہ دیا گیا ہے۔ مگر کاتب نے اس پر مسلسل یا نیے حد سے نہیں لکھے ہیں۔ اس کتاب کا سطر ۱۲ سطر ہے۔ ہر دو غزلوں کے درمیان کی ایک سطر کاتب نے سادہ جھوڑ دی ہے، جس کے باعث سے اکثر و بیشتر صفحات میں مکتوب سطر ۱۲ سے کم رہ گئی ہیں۔ کاغذ پرانی وضع کا دہی ہانسی کا بنا ہوا ہے۔ کتاب کا طول و عرض ۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲ انچ اور کتابت کا ۶ ۱/۲ × ۳ ۱/۲ انچ ہے۔ خط نستعلیق ہے اور پوری کتاب جدولوں سے خالی ہے۔

مضامین کی ترتیب یہ ہے:

ص ۱ سر نامہ (اس کی پوری عبارت نقل کی جا چکی ہے)

ص ۲ (سادہ ہے)

ص ۲-۵ (دیباچہ فارسی - اس کے آخر میں کوئی تاریخ نہیں ہے)

ص ۵ سطر ۱ یا اند اللہ الطالب

" سطر ۵ غزلیات، ردیف الالف (لیکن القاط ردیف الالف نسخے میں محذوف ہیں -

اس ردیف کے دو مصرعے سوأ ساقط ہو گئے تھے جن کی تصحیح غلط نامے کی رو سے ہو جاتی ہے۔ تعداد اشعار: ۲۲۹)

ص ۲۵ ردیف الباء الموحدة (تعداد اشعار: ۱۲)

ص ۲۶ ردیف التاء المتتاة التوقایہ (تعداد اشعار: ۱۹)

ص ۲۸ ردیف الجیم الملیحة التازیہ (تعداد اشعار: ۴) -

ص ۲۹ جیم الفارسی (لفظ ردیف محذوف ہے۔ تعداد اشعار: ۶)

ص ۲۹ ردیف الدال المہملہ (الک شعر: خون ہے دل خاک میں الخ کاتب سے سوأ جھوٹ گیا ہے۔ تعداد اشعار: ۸)

ص ۳۰ ردیف الزاء المہملہ (تعداد اشعار: ۳۹)

ص ۳۳ ردیف الزاء الممجیہ (تعداد اشعار: ۲۰)

ص ۳۵ ردیف الین المہملہ (تعداد اشعار: ۷)

ص ۳۶ ردیف الین الممجیہ (تعداد اشعار: ۲)

" ردیف الین المہملہ (تعداد اشعار: ۸)

ص ۳۷ ردیف القاء (تعداد اشعار: ۲)

" ردیف الکاف التازیہ (الف لام التازیہ محذوف ہے۔ تعداد اشعار: ۱۵)

ص ۳۸ کاف فارسی (لفظ ردیف وغیرہ محذوف ہے۔ تعداد اشعار: ۲)

" ردیف لام (الف لام محذوف ہے۔ تعداد اشعار: ۹)

ص ۳۹ ردیف المیم (تعداد اشعار: ۸)

ص ۴۰ ردیف النون (تعداد اشعار: ۱۲۷)

ص ۵۲ ردیف الواو (۹ عنوان پورا محذوف ہے۔ تعداد اشعار: ۳۸)



- ص ۵۵ ردیف الہاء (تعداد اشعار: ۳)
- " ردیف الہاء (تعداد اشعار ۱۱۱) - لیکن اس ردیف میں کلکتے کی تریف والے قلم کے ۳ شعر سوا چھپ گئے ہیں، اس لیے مکرر اشعار کم کرنے کے بعد صحیح تعداد ۱۳۸ ہوتی ہے)
- ص ۹۱ سطر آخر، تمام شد غزلیات
- ص ۹۵ منتخب قصیدۂ منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام (تعداد اشعار: ۲۵) - اس میں ۳ شعر غالباً کتاب سے چھوٹ گئے ہیں، کیونکہ وہ قب میں شامل ہیں۔
- ص ۹۷ انتخاب قصیدۂ منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام (تعداد اشعار: ۲۳)
- ص ۹۹ سطر ۸، غلطیات
- " سطر ۹، قلمہ دو نمائش بعنوان دلاوری گفتار، و آسان کردنی اندوہ پشیمانی پر دل دلاورہ (تعداد اشعار: ۲)
- " چمن سرمایہ کردنی گفتار بستایش کلکتہ، کہ اگر فردوس تو ان گفت، اوم است البتہ، (تعداد اشعار: ۱)
- ص ۱۰۰ با دوست از سپاس صلی عہدہ سخن راندن، و مناجیہ کردنی سخن دو برابر آن اخلاصندہ، (تعداد اشعار: ۱۳)
- ص ۱۰۱ سطر ۶، دریاچہاتہ (تعداد اشعار: ۲۰)
- ص ۱۰۳ سطر ۷ تقریظ (نوشتہ نواب حبیب الدین احمد خان چادر نیر)
- یہ تقریظ سنہ ہزار و دویست و پنچہ و چہار ہجریہ نیویہ (۱۲۵۱ھ مطابق ۱۸۳۸ء) میں لکھی گئی ہے۔ تعداد اشعار کے بارے میں لکھا ہے کہ:
- ممکن اشعار شعریٰ شاعر غزل و قصیدہ و قلمہ و رباعی ہزار و نوہ و ہشت لکھ ہستم۔
- لیکن سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں اس تقریظ کو نقل کرتے ہوئے سنہ ۱۲۵۱ھ کے ساتھ تعداد اشعار ایک ہزار و ہشتاد و اندہ درج کی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ترتیب دیوانِ رحمت کے وقت اشعار کی کل تعداد ۱۰۷۰ سے کچھ اوپر تھی۔ جب طباعت

کے وقت اس میں اضافہ ہو کر کل اشعار ۱۰۹۰ سے کچھ زیادہ ہو گئے، نو تعداد میں ترمیم کردی گئی۔ اصولاً یہاں تاریخ ہی بدلنا چاہیے تھی۔ لیکن کسی وجہ سے ایسا نہیں ہوا۔

اس عبارت سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ نثر نے اصل میں "وزار و نود و اند" لکھا تھا۔ لفظ "معتصہ" کتاب کے چھپ جانے کے بعد کاتب یا صحیح نے اشعار کی کڑ ابراد کیا ہے۔ اس قیاس کی وجہ یہ ہے کہ "اند" بعض "ہند" میم اکائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب "معتصہ" نے اکائی کی جگہ پُر کردی، تو اس لفظ کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور بے ضرورت لفظ کا غلط استعمال نثر جیسے ادب سے نامکن ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اشعار کی یہ تعداد بھی درست نہیں۔ کتاب میں کل اشعار ۱۰۹۲ ہیں۔ البتہ میرزا صاحب کے قلمی:

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے، ہم نہیں

اک تیر میرے سینے میں مارا کہ مارے مارے

کے تین بیت حسنہ غزلیات کی ردیف الیاء میں سہاؤ مکرر چھپ گئے ہیں، جس کے سبب سے میزان میں ۳ کا اضافہ ہو کر حاصل ۱۰۹۶ نکلا ہے۔

یہ ایڈیشن مولف پبلک لائبریری روم پور میں موجود، اور اس کی ایک جدید عکسی اور دوسری تخریم دستی نقل رضا لائبریری روم پور میں محفوظ ہے۔

﴿ ۲ - دوسرا ایڈیشن - اس کی علامت ما ہے۔ ﴾

اس نسخے کے پھر سال بعد مئی ۱۸۴۷ء میں دوسرا ایڈیشن مطبع دارالسلام دہلی نے جس کا دوسرا نام مطبع صادق الاخبار بھی تھا، چھاپ کر شائع کیا۔ اس ایڈیشن کے سرورق پر صفحہ نمبر ۱ درج ہے، اور یعنی دواڑے کے اندر حسب ذیل عبارت ۱۳ سطروں میں چھپی ہے:

مدیونانہ اردو تصنیف مشہوری اویچ حق پڑوسی و خدادادہ رصد بندر ملک البروج معارف  
سبحانہ اصغر فصیح دوران، شامعہ شہزای عالم ایران و هندوستان، دقائق غرائب و رموز حق  
منجی و نکتہ دلانہ، خلافت مضامین و معانی، سرآمد ارباب فضل و کمال، مہر سہر نالت و اجلال،  
جنابہ مستطاب منبع الاتحباب میرزا اند اللہ خان بہادر، ادام اللہ برکاتہم و حسناتہم، المتخلص  
بنالب و اند، یہ تصحیح و مقابہ جنابہ مصدر المدح در مطبع دارالسلام دہلی واقع عہد حوض

قاضی مبینہ اقل البہاد عنایت حسین در مار می سے ۱۸۷۷ء باہنام نور الدین احمد لکھنوی حلیۃ الطباع پرشیدہ۔

اس نسخے میں ترتیب مضامین پہلے البیہن کے مطابق ہے۔ مگر غزلوں کی ردیفوں کے عنوانات حذف کر دیے گئے ہیں اور نصاب کے عنوانوں کی عبارتوں میں بھی رد و بدل کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے قصیدے کا عنوان یہ قرار پایا ہے: "مغزائش آبروی گو مر سخن بہ تائے ابوالا پیہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ و الثناء" دوسرے کا عنوان "ابن فی الثقیۃ" ہے۔

نبر کی تقریب میں تاریخ سے ۱۲۵۴ء میں ہے۔ مگر اشعار کی تعداد "بک هزار و یک صد و اندہ" بتائی گئی ہے۔ گویا چھپے برس کے لندن میرزا صاحب نے اردو کے کل سولہ شعر کہے تھے جو اس نسخے میں ڈھانچے گئے۔ دونوں البیہنوں کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزلیات میں صرف نواب فاضل حسین خاں کی مدحہ غزل کا اضافہ ہوا ہے، جس کے چودہ شعر ہیں۔ نیز قطعات میں چینی روٹی والا دو شعر کا قطعہ ڈھانچا گیا ہے۔

یہ نسخہ ۱۲/ ۱۰ × ۸.۷ × ۱/۱ سائز کے ۱۵ سطری ۹۸ صفحوں پر چھپا ہے۔ کاغذ باریک انگریزی سفید اور خط معمول نستعلیق ہے۔ ہر غزل کے آغاز میں عنوان پر لفظ "غزلہ" یا "مولہ" لکھا گیا ہے۔ صرف ۲ جگہ لفظ "فرد" ہے، اور ۵ جگہیں خالی رہ گئی ہیں۔

اس البیہن کا ایک نسخہ دہلی یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ تھا جو اب وہاں سے کم ہو گیا ہے۔ مگر اُس کی ہو جو نقل اُس سائز اُس سطر اور اُس اعلیٰ میں رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔ خوش قسمتی سے اس کا ایک نسخہ ۱۹۹۷ء کے بعد ایک برائی کتابیں بیچنے والے سے بھی مل گیا ہے۔ اس میں صفحات ۵ تا ۱۰ تو نہیں، لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے آخری سادہ اوراق پر میرزا صاحب کا وہ کلام نقل کیا گیا ہے، جو انہوں نے اُس دیوان کی اشاعت کے بعد کہا تھا۔ اُس کی ترتیب حسب ذیل ہے:

- |                              |        |                              |        |
|------------------------------|--------|------------------------------|--------|
| ۱۔ میں اور بزم۔ کہا ہوا تھا  | ۳ شعر  | ۴۔ ذکر اُس بدوش۔ یہاں اپنا   | ۸ شعر  |
| ۲۔ گھر ہمارا۔ ویراں ہونا     | ۳ شعر  | ۵۔ گھر جب بنایا۔ پر کیسے بنو | ۹ شعر  |
| ۳۔ حرفِ ناخبر۔ ناخبر ہیں تھا | ۱۱ شعر | ۶۔ حیراں ہوں۔ جگر کو میں     | ۱۰ شعر |

- ۷۔ دایم پڑا ہوا۔ در پر نہیں ہوں میں ۸ شعر  
۸۔ تم جانو۔ راہ ہو ۷ شعر  
۹۔ تسکین کو۔ نظر ملے ۷ شعر  
۱۰۔ کوئی دن گر زندگانی اور ہے ۶ شعر  
۱۱۔ کوئی ابد پر نہیں آتی ۱۰ شعر  
۱۲۔ دلور نادان تھے ہوا کیا ہے ۱۱ شعر  
۱۳۔ کہنے نو۔ غالبہ ہو آئے ۹ شعر  
۱۴۔ حسنہ۔ کمال اچھا ہے ۱۰ شعر  
۱۵۔ شکوے کے نام۔ خطا ہوتا ہے ۱۳ شعر
- ۱۶۔ ہر ایک بات۔ تو کیا ہے ۱۰ شعر  
۱۷۔ ابن مریم ہوا کرے کوئی ۱۰ شعر  
۱۸۔ اسے شہناہ۔ عدلی ۱۷ شعر  
۱۹۔ یہ نہ تھی بار ہوتا ۱۱ شعر  
۲۰۔ نہ تھا کچھ۔ خدا ہوتا ۳ شعر  
۲۱۔ اُس دم۔ جا کے ۹ شعر  
۲۲۔ میں اُنہی۔ پیسے مرنے ۱ شعر  
۲۳۔ منظور۔ نور کی ۹ شعر

۲۔ میرا المیہ۔ اس کی علاوہ ب۔ ۷۔

میرزا صاحب کے کلام کے جو قلمی نسخہ میر اور حسین میرزا کے پاس تھے، وہ ۱۸۵۷ء کے تنگاپے میں لک گئے۔ مگر اس قلمی کے پیدا ہونے سے کچھ دن پہلے میرزا صاحب نے اردو کلیات کا ایک قلمی نسخہ نواب یوسف علی خان ہمدانی ناظم کو تحفے میں بھیج دیا تھا۔ وہ رام پور کے کتاب خانے میں محفوظ تھا۔ دل کے بعض اصحاب کے پاس مطبوعہ نسخے کے علاوہ نازہ غیر مطبوعہ کلام بھی تھا، جسے اُنہوں نے حواشی پر درج کر لیا تھا۔ چنانچہ اپریل ۱۸۵۹ء میں منشی شہبازان نے غالباً اخبار میں چھاپنے کے لیے میرزا صاحب سے کچھ اردو کلام طلب کیا، تو اُس کے جواب میں میرزا صاحب نے ۱۹ اپریل کو تحریر فرمایا:

صاحب، میں ہندی غزلیں بھیجوں کہاں؟ اردو کے دیوان چھاپنے کے ناقص ہیں۔ بہت غزلیں اُس میں نہیں ہیں۔ قلمی دیوان جو اتم اور اکمل تھے، وہ لک گئے۔ یہاں سب کو کہہ رکھا ہے کہ جہاں پکنا ہوا نظر آجائے لے لو۔ تم کو بھی لکھ بیجا .... ایک دوست کے پاس اردو کا دیوان چھاپنے سے کچھ زیادہ ہے۔ اُس نے کہیں کہیں سے مسودات موقوف ہم پنجالیے ہیں۔ چنانچہ دہنیاں ہو گئیں، ویراں ہو گئیں، یہ غزل لکھو اُسی سے حیات آگئی ہے۔ اب میں نے اُس کو لکھا ہے اور تم کو بہ خط لکھ رہا ہوں۔ خط لکھ کر رہنے دوں گا۔

جب اُس کے پاس سے ایک غزل یا دو غزل آجائے گی، تو اُس خط میں معروف کر کے بھیج دوں گا۔

مضی شیو زاین اور اُنہیں جیسے غلطی تلامذہ اور اسباب کی دلہنیں میرزا صاحب کے دیوانِ ریختہ کی تیسرا طباعت کا موجب فوق۔ اس کی تفصیل خود میرزا صاحب نے رلام پور سے دہلی واپس جا کر اپریل ۱۸۶۰ء میں شیو زاین کو اس طرح لکھی ہے:

دہلیاں دیوان کے میرلم میں جہاںے کی حقیقت بھی سن لو، تب کچھ تلام کرؤ۔ میں رلام پور میں تھا کہ ایک خط پہنچا۔ سرٹے پر لکھا تھا: عرضداشتِ عظیم الدین احمدؒ من مقام میرلم۔ واقعہ، واقعہ، اگر میں جانتا ہوں کہ عظیم الدین کون ہے اور کیا پیشہ رکھتا ہے۔ بہر حال پڑھا۔ معلوم ہوا کہ ہندی دیوان اپنی سوداگری اور فائدہ اُٹھانے کے واسطے جہاں چاہے ہیں۔ خیر، چپ ہو رہا۔ جب میں رلام پور سے میرلم آیا، پٹان مصطفیٰ خان صاحب کے ہاں آڑا۔ وہاں مضی ممتاز علی صاحب، میرے دوستِ قدیم، جھکو ملے۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنا اُردو کا دیوان جھکو بھیج دیجے گا۔ عظیم الدین، ایک کتاب فروش، اُس کو جہاں چاہتا ہے۔

اب تم سنو: دیوانِ ریختہ اتم و اکمل کہاں تھا۔ مگر ہاں، میں نے غدر سے پہلے لکھوا کر نواب یوسف علی خان چاند کو رام پور بھیج دیا تھا۔ اب جو میں دل سے رام پور جانے لگا، تو جانی نواب ضیاء الدین خان صاحب نے جھکو تاکید کردی تھی کہ تم نواب صاحب کی سرکار سے دیوانِ اُردو لے کر، اُس کو کسی کتاب سے لکھوا کر جھکو بھیج دینا۔ میں نے رام پور میں کتاب سے لکھوا کر بسیل ڈاک ضیاء الدین خان کو دل بھیج دیا تھا۔

آدم بر سرِ مدعاے سابق۔ اب جو مضی ممتاز علی صاحب نے مجھ سے کہا، تو مجھے یہ کہنے بن آئی کہ اچھا دیوان تو میں ضیاء الدین خان سے لے کر بھیج دوں گا، مگر کہاں کی تصحیح کا ذمہ کون کرنا ہے؟ نواب مصطفیٰ خان نے کہا کہ ”میر۔“ اب کچھ میں کیا کرنا؟ دل آکر، ضیاء الدین خان سے دیوان لے کر، ایک آدمی کے مات نواب مصطفیٰ خان کے پاس بھیج دیا۔ اگر میں اپنی خواہش سے چھوڑا، تو اپنے گھر کا مطبع چھوڑ کر پرانے جہاںے خانے میں کتاب کیوں چھوڑا؟ آج اسی وقت میں نے تم کو یہ خط لکھا اور اسی وقت پٹان مصطفیٰ

خان صاحب کو اپنے خط پہنچا ہے اور اُن کو لکھا ہے: اگر چھاپا شروع نہ ہوا ہو، تو نہ چھاپا جائے، اور دیوان جلد میرے پاس پہنچ جائے۔ اگر دیوان آگیا، تو فوراً تھارے پاس پہنچ دوں گا۔ اور اگر وہاں کا شروع ہوگئی ہے، تو میں ناچار ہوں، میرا کچھ قصور نہیں ہے۔ اور اگر (اس) سرگزشت کو میں سن کر جھکو گئے گا تھراؤ، تو اچھا، میرا جان، میری قصیدہ صاف کھجور۔ رمضان اور عبد کا قصہ لگا ہوا ہے، یقین ہے کہ کاہ شروع ہوئی ہو اور دیوان میرا میرے پاس آئے اور تم کو پہنچ جائے۔

۹ مئی ۱۸۶۰ء تک یہ دیوان میرے سے واپس نہیں آیا تھا۔ یوسف مرزا کو میرزا صاحب نے لکھا ہے:

میرا اردو کا دیوان میرے کو گیا۔ سکندر شاہ لے گئے۔ مصطفیٰ خان کو دے آئے۔ مالک میں اُس کی رسید آگئی۔

دوشنبہ ۱۱ جون کو سیاح کو لکھا ہے:

دیوان کا چھاپا کیسا؟ وہ شخص نا آشنا موسم بہ عظیم الدین جس نے مجھ سے دیوان منگا لیا، آدمی نہیں ہے، چورت ہے، بلید ہے، غول ہے۔ قصہ مختصر، محنت نامقول ہے۔ جھکو اُس کے طور پر اطلاع دیوان نامطرح ہے۔ اب میں اُس سے دیوان مانگ رہا ہوں اور وہ نہیں دیتا۔ خدا کرے حالت آجائے۔ تم دتا مانگو۔

اس اثنا میں دیوان کا صودہ میرے سے واپس آگیا۔ ۲۵ جون کو اُس کا پارسل میرزا صاحب نے شہر ترابن کو ارسال کر کے لکھا:

صاحب، میں تھارا گناہ گار ہوں۔ تھاری کتاب میں نے دیا رکھی ہے۔ بڑی کوشش اور محنت سے اُس کو وہاں پہنچے دیا اور منگوا لیا۔ آج پھر کے دن ۲۵ جون کو پارسل کی مالک میں روانہ کیا ہے۔ لو، اب میری قصیدہ صاف کرو اور مجھ سے راضی ہو جاؤ اور اپنی رضامندی کی مجھے اطلاع دو۔

یہ کتاب، یعنی دیوانِ ریختہ، تم کو میں نے دے ڈالا۔ اب اس کے مالک تم ہو۔ میں نہیں کہتا کہ چھاپو۔ میں نہیں کہتا کہ نہ چھاپو۔ جو تھاری خوشی ہو، سو کرو۔ اگر چھاپو،

تو میں خط کا خریدا ہر لکھ لو۔ اور اچھا، میرا مہیا، ذرا تصحیح کا بہت خیال رکھو۔

اور بعد کے دن ۲۰ جون ۱۸۶۰ء کو سیاح کو تحریر کیا:

میں بہت خوشی سے تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ اردو کا دیوان غاصب بالانصاف سے عات کیا اور میں نے فور چشم منشی شیوزاں کو بھیج دیا۔ بغیر کل ہے کہ وہ جہاں کے۔ جہاں تم ہو، ایک نسخہ تم کو پہنچ جائے گا۔

اور غلاف کو اس خط کے دو دن بعد لکھا:

اردو کا دیوان رام پور سے لایا ہوں اور وہ آگے گیا ہے۔ وہاں منقطع ہوگا۔

شیوزاں نے اس سودے کی جامعیت میں شبہے کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں میرزا صاحب نے ۳ جولائی ۱۸۶۰ء کو لکھا:

میاں، تمہاری باتوں پر ہنسی آئی ہے۔ یہ دیوان جو میں نے تم کو بھیجا ہے، اتم و اکل ہے۔ وہ اور کون سی دو چار لڑکیں ہیں جو مرزا یوسف علی خاں غریز کے پاس میں اور اس دیوان میں نہیں اس طرف سے آپ اپنی خاطر جمع رکھیں کہ کوئی مصرع میرا اس دیوان سے باہر نہیں۔

کسی وجہ سے شیوزاں نے اس کی طباعت میں تاخیر کی۔ میرزا صاحب نے محمد حسین خان نصیر کو جہانپے کی اجازت دے دی۔ غالباً یہ مسئلہ تیر کی سفارش پر طے ہوا، اور انہوں نے اپنا نسخہ جس کی تکمیل نسخہ رام پور سے کی جا چکی تھی عطا کیا۔ وہ میرزا صاحب کو اُن کے مطبع میں دیوان چھپوانے کی خواہش نہ تھی، جیسا کہ خود انہوں نے اس نسخے کے خاتمہ طبع میں لکھا ہے۔

۲۰ محرم ۱۲۷۸ھ (آخر جولائی ۱۸۶۱ء) کو یہ نسخہ ۱/۲ × ۱۰/۱۶، ۱/۲ × ۸/۱۲، ۱/۲ × ۸/۱۲، ۱/۲ × ۸/۱۲ کے

کے ۲۵ سطری مسطر پر ۸۸ صفحات میں طبع ہوا۔ اس کے سرورق پر نیل پتوں کے درمیان

۱۔ اردو سے نقل: ۳۶۔ ۲۔ لہذا: ۳۷۔ خطوط: ۳۲/۱۔ ۳۔ اردو سے نقل: ۳۸۔ خطوط: ۳۱/۱۔ ۴۔

۵۔ اس لباس کی چند دہری میرزا پٹی بہ کہ نسخہ رام پور کی ترتیب فراغ شد اس سے برخلاف ہے۔ دوسری یہ کہ غزلوں کی ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے۔ تیسری یہ کہ احمدی المذاہب میں نظم کسی کی جگہ کو لکھا گیا ہے، جس کی خاتمیہ میں میرزا صاحب نے شکایت بھی کی ہے۔ اس سے برخلاف نسخہ رام پور میں جو جگہ کسی اشتعال ہوا ہے، جو حالات قابلہ ہے۔ چوتھی یہ کہ احمدی المذاہب میں یہ شعر پایا جاتا ہے: مطبع ملکہ۔ مرم ہے مرم کوہ جب کہ نسخہ رام پور میں یہ شعر نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت چھپی ہے :

والشعرۃ یتھم الفاؤن

دیوان غلاب

در مطبع احدی ہائیکر اتمو جان طبع شد

اس کے شروع میں فارسی دیا ہے۔ اُس کے بعد ص ۳ سے ص ۷۰ تک غزلیات، اور اس صفحے کی سولہویں سطر سے صفحہ ۷۷ تک قصائد ہیں۔ آدھ کی تریف والی مثنوی صفحہ ۷۷ کی بارہویں سطر سے صفحہ ۷۸ کے آخر صفحہ سے تیسری سطر تک ہے۔ اس کے بعد قطعات ہیں جو صفحہ ۸۵ کی دوسری سطر پر ختم ہو گئے ہیں۔ اُن کے بعد صفحہ ۸۶ کی پہلی سطر تک رباعیاں ہیں۔ رباعیوں کے بعد نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر کی فارسی تقریظ ہے۔ اس میں تاریخ تقریظ ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۴ع) اور تعداد اشعار ایک ہزار و شش صد و نود و پنج و ائدہ درج کی گئی ہے۔ چونکہ اصل میں الفاظ "نود و ائدہ" تھے جن پر کاتب نسخہ نے لفظ "پنج" اپنی طرف سے بڑھا دیا تھا، اس بنا پر غلط نامے میں لفظ "پنج" کو حذف کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ کتاب خانہ رام پور کے نسخے میں کسی نے اُسے کٹ ہی دیا ہے۔ نام یہ بات قابل ذکر ہے کہ خود نسخے کے اندر اشعار کی تعداد ۱۶۹۵ کی جگہ ۱۷۹۶ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریظ جوں کی توں نسخہ رام پور جدید (قد) سے نقل کر کے شامل کرتی گئی ہے۔ غلط نامے کے آخر میں "الذنب عند مقصودہ چھپا ہے، جو بطائر کاتب کا نام ہے۔

صفحہ ۸۸ کے تقریباً وسط میں تقریظ کے بعد "در اور عزیز کے قطعات تاریخ طباعت ہیں جن سے سنہ ۱۲۷۸ھ مستخرج ہوتا ہے۔ ان کے بعد عبارت خانہ دیوانہ کے تحت میرزا صاحب کی یہ تحریر ہے، جس کی توثیق کے لیے اُنھوں نے اپنی خطاں سر ہی لگائی ہے:

"داد کا طالب غلاب گزارش کرتا ہے کہ یہ دیوانہ تیسری بار چھپا گیا ہے۔

مضمر و داد آئین میں قرادین کی کارفرمائی اور خان صاحب الطاف نشان محمد حسین خان کی دانائی مقتضی اس کی ہوئی کہ دس جو کا رسالہ سال سے پانچ جزو میں منطبع ہوا۔ اگرچہ یہ اطباع میری خواہش سے نہیں، لیکن مر کابی میری نظر سے گزرتی رہی ہے اور اغلاط کی تصحیح ہوئی



رمی ہے۔ یقین ہے کہ کسی جگہ حرفِ غلط نہ رہا ہو۔ مگر ہاں ایک لفظ میری منطق کے خلاف، نہ ایک جگہ بلکہ سو جگہ چھاپا گیا ہے۔ کہاں تک بدلتا؟ ناچار جا بجا یوں چھوڑ دیا، یعنی 'کسو، بکافِ مکتور و سینِ مضموم و وارِ معروف۔' میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لفظ صحیح نہیں۔ البتہ صیحح نہیں۔ قافیے کی رعایت سے اگر لکھا جائے، تو عجیب نہیں، ورنہ صیحح بلکہ فصیح 'کسی' ہے، وار کی جگہ بائے نغنائی۔ میرے دیوان میں ایک جگہ قافیہ 'کسو، بہ وارو' ہے، اور سب جگہ 'کسی' بہ بائے نغنائی ہے۔ اس کا اظہار ضرور تھا۔ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کیا آئینہ یاقی ہے؟ اللہ ہی، ماسوفی مرسہ۔

اس کے بعد لکھا ہے: 'مطبعِ احمدی میں واقعہ دہلی امواجات کے اہتمام سے پیسوں عرم الحرام ۱۲۷۸ء کو مطبوع ہوا۔' اور اس کے بعد سید قوالدین کی طرف سے بے اجازت چھاپنے کی مخالفت درج ہے۔

اس ایڈیشن میں میرزا صاحب نے اپنے کلام میں کچھ ضروری ترمیم بھی کی تھی۔ اور چونکہ وہ ترمیم طباعت کے بعد ذہن میں آئی تھی، اس لیے اُسے غلط نامے میں ظاہر کرنا پڑا ہے۔ مثلاً میرزا صاحب کا مصرع اس طرح تھا: 'دود کی طرح رہا سایہ گریزاں مجھ سے'، اس کو بنایا ہے: 'صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے'۔ بالکل یہی الفاظ ایک دیباچہ میں بھی بلندھے گئے تھے۔ فرماتے ہیں:

یعنی، ہر بار کاشغریا د کی طرح ملنے میں یہ بدعاش لڑنے کے لیے

لیکن یہ مقام میرزا صاحب کی نظر سے رہ گیا، اس لیے یہاں اصلاح نہ ہو سکی۔

لفظِ 'کسو' کے متعلق میرزا صاحب کا ارشاد بھی ترمیم ہی کے اندر داخل سمجھنا چاہیے۔ یعنی، پہلے میرزا صاحب نے 'کسو' ہی لکھا تھا۔ مگر بعد میں جدید محاورے کے ماتحت 'کسی' بنایا ہے۔ چنانچہ نسخۂ رام پور جدید میں بھی جہاں کوئی 'کسو' تھا، وہاں مقابلے کے وقت خود میرزا صاحب نے اصلاح کر دی ہے۔

اس ایڈیشن کا چھاپا تمام موجدانے کے فوراً بعد میرزا صاحب نے مجروح کو لکھا تھا:

۱۔ اس اصلاح سے پہلے میں میرزا صاحب نے ایک خط کا انکسار ملاحظہ فرما: 'طرحِ بیخِ اول و سکونِ ثانی میں غریب ہے، اور تصور کے خاکے کو بھی کہتے ہیں، اور یہی آئینہ خطا ہی ملتا ہے۔ مراد: طرز و دولی ہی طرح ہے۔ ہشتین۔ اس کا ترقہ منظور رہا کرے۔' (خود خط: ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱

تکلیفِ اردو کا جہاں تسلیم ہوا۔ اغلب کہ اسی خطے میں، غایت اسی منہ سے، ایک نسخہ بیلر ڈاک تم کو پہنچ جائے گا۔

۸ اگست ۱۸۶۱ء (۳۰ محرم ۱۲۷۸ھ) کو پھر لکھا:

دیوانِ اردو چھپ چکا۔ ماسما لکھنؤ کے جہاں خانے نے جس کا دیوان چھاپا، اُس کو آسمان پر چڑھا دیا۔ حسنِ خط سے الفاظ کو چمکا دیا۔ دل پر اور اُس کے پاؤں پر اور اُس کے جہاں پر لٹھا صاحبِ دیوان کو اس طرح باد کرنا جیسے کوئی کٹے کو آواز دے۔ ہر کاہی دیکھنا رہا ہوں۔ کاہی نگار اور تھا۔ متوسط جو کاہی میرے پاس لایا کرتا تھا وہ اور تھا۔ اب جو دیوان چھپ چکے، حسنِ تصنیف ایک بجھو ملا۔ غور کرنا ہوں، تو وہ الفاظ غلط جوں کے توں ہیں۔ یعنی، کاہی نگار نے نہ بنائے۔ ناچار غلط نامہ لکھا، وہ چھپا۔ ہر حال خوش و ناخوش کئی جلیں مول لوں گا۔ اگر خدا چاہے، تو اسی خطے میں تین جلد اصحابِ ثلث کے پاس پہنچ جائیں۔ نہ میں خوش ہوا ہوں، نہ تم خوش ہو گے۔

اور یہ جو لکھتے ہو کہ یہاں خریدار میرے قیمت لکھ بیچو۔ میں دلال نہیں۔ سوداگر نہیں، منہم طبع نہیں۔ طبع احمدی کے مالک محمد حسین خان، منہم مرزا اموجان، طبع شاعر میرے ہیں، محمد حسین خان دل شور رائے مان کے کو جسے میں مصوروں کی حوصلے کے پاس، قیمت کتاب آئے، محصولِ ڈاک خریدار کے ذمے ہے۔

آخر اگست ۱۸۶۱ء (مطابق آخر صفر ۱۲۷۸ھ) میں ایک نسخہ میرزا صاحب نے نواب مختار الملک بہادر نائبِ والہ حیدرآباد (سر سالار جنگِ اول) کی خدمت میں بھیجا تھا۔  
ڈاک کو ایک فارسی خط میں مثنیہ ۱۱ ربیع الاول کو اس کی اطلاع دی ہے۔

۰۔ اموجان نے ۲۷ صفر ۱۲۷۹ھ (ستمبر ۱۸۶۲ء) میں نگارستانِ حق کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا، جس میں ذوقِ غالب اور مومن کا کلام بیک جا چھاپا گیا تھا۔ اس مجموعے میں میرزا صاحب کا پورا دیوان شامل ہے۔ ص ۱۷۶ کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ مجموعہ لاکھ جیسے زبان کی فرمائش پر طبع العلوم سینٹ اسٹیفنز کالج دہلی میں قاسم علی کے اہتمام سے چھپنا شروع ہوا تھا مگر وہاں صرف ۳ جرو چھپے۔ باقی اموجان نے طبع احمدی میں طبع کرا کے اُسے شائع

کیا۔ میری دانست میں یہ اُس نسخے کی نقل تھا جس سے اموجان نے دیوان چھاپا تھا۔ یا خود اموجان کے مطبوعہ ایڈیشن پر مبنی تھا۔

﴿ ۱ - پورا ایڈیشن - اس کی علامت ج ۷۰ ﴾

غالباً میرزا صاحب نے محمد حسین خاں مالکِ مطبعِ احمدی دہلی کے دوہرو اپنے مذکورہ بالا خیال کا اظہار کیا، اور وہ اس پر آمادہ ہوئے کہ میرزا صاحب ایک مطبوعہ نسخے کی تصحیح کر دیں، اور محمد حسین خاں اُسے بھی دوسرے مطبع میں طبع کراویں۔ میرزا صاحب نے ایک نسخے کی تصحیح کر کے اُس کی پشت پر یہ وقفہ لکھ بھیجا:

جناب محمد حسین خاں کو میرا سلام پہنچے۔ دو رات دن کی محنت میں میں نے اس نسخے کو صحیح کیا ہے۔ غلط نامہ بھی اس میں درج کر دیا ہے۔ گویا اب غلط نامہ بیکار محض ہو گیا ہے۔ خانے کی عبارتہ کیا میرا بیان، کیا میرا لہجہ کا اظہار اب کچھ ضرور نہیں۔ کس واسطے کہ اب یہ کتاب اور مطبع میں چھاپی جائے گی۔ یہ جلد گویا مسودہ ہے۔ اسی کو بھیج دیجئے۔ غالب ۱۱۲۔

محمد حسین خاں نے اس مسودے کو کانپور کے مطبعِ نظامی کو بھیجا۔ یہ ابتدائے سال کا قصہ معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ اس دیوان کا دوسرا ایڈیشن کانپور کے مطبعِ نظامی میں طبع ہوا، تو اُس کے خانقاہ الطبع میں یہ لکھا گیا تھا:

بخدمتِ اربابِ سخن عرض کرتا ہوں عبداللہ رحمت و نظرائے محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان، طبیب افہ ژا، کہ اس سے پہلے دیوانِ بلاغت نشانِ جناب نواب اسد اللہ خاں غالب کا دہلی میں چھپا۔ لیکن سببِ سو و نسیان کے بعض مقام میں تغیر و تبدل ہوا، اس لیے جناب جمیع طبیب بیکراں، محمد حسین خاں صاحب دہلوی نے بغیر نظرِ شافی اور تصحیحِ جناب

- ۱۔ میں نے کتاب خانقاہ آصفیہ میرزا آباد میں ایک نسخہ دیکھا تھا جس کے حاشیے میں میرزا صاحب کی متفرقہ بالا تحریر نو موجود ہے مگر تصحیح گویا نہیں۔ اور جو چند اصلاحیں میں ہیں تو وہ میرزا صاحب کے قلم کی ہیں۔ حتیٰ کہ غلط نامے کی غلط اصلاح بھی جن کی نوں موجود ہیں جن کی تصحیح کا ذکر میرزا صاحب کی متفرقہ بالا تحریر میں کیا گیا ہے۔ کا پیش وہ تمام مقامات جن کی تصحیح نہیں ہوئی ہیں ان کے ساتھ یہ نوٹ کر لیتے تھے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب خانقاہ آصفیہ کے نسخے میں وہ شعر بھی نہیں پائے جاتے جو نظامی ایڈیشن میں دیا ہے گستر میں۔ لیکن غالب میرزا صاحب نے اصلاح کی ہوئی جس نسخے پر کی تھی اور اس پر نہیں لکھا، بلکہ کسی اور بغیر تصحیح شدہ نسخے پر لکھ دیا۔ جب اس پر توجہ ہوا تو وہ وقفہ تصحیح شدہ پر لکھ کر بھیجا۔
- ۲۔ نظامی (کانپور) ایڈیشن: ۱۰۱۔

مصنف کے ایک نسخہ میرے پاس ہوا۔ میں نے باغزالہ ایزدی سلطان اس نسخے کے شہر ذبیحہ سنہ ۱۲۷۸ھ (جون ۱۸۶۲ء) مطبع نظامی واقع شہر کانپور میں صحت تمام اور دوسرے کمال سے چھاپا۔ امید کہ جب ناظرین اس کے مطالعے سے سلاوت سخن کی پائیں، مہتمم کو دعا ہے خیر سے باد فرمائیں۔ قطعہ۔

اس نسخے کا سائز احمدی کے برابر، مگر کتابت کا مسطر ۲۱ سطری ہے۔ خط قدیمہ جل اور نسبتاً عمدہ نستعلیق اور کالغہ کو قسم کا ہے، اور پوری کتاب ۱۰۴ صفحات میں تمام ہوئی ہے۔ اشعار کی تعداد ۱۸۰۲ ہے، جن میں ۱۴۶۰ غزلوں کے، ۱۶۲ قصائد کے، ۱۱۵ قطعات کے، ۳۲ رباعیوں کے اور ۳۳ مثنوی دو صفتیہ انہ کے ہیں۔ ترتیب مضامین بالکل احمدی کی ہے، مگر ایک نو اس میں نیز کی تفریط شامل نہیں کی گئی، اور دوسرے حسیب ذیل دو غزلیں اضافہ کی گئیں، جو نسخہ راہپور جدید اور احمدی ایڈیشن کسی میں نہیں پائی جاتی:

(۱) کہوں کر اُس بہ سے رکھوں جان عزیز (۳ شعر)

(۲) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے (۳ شعر)

چونکہ اس کی اصل خود میرزا صاحب کی تصحیح کردہ تھی، باہرین مذکورہ سانی رباعی میں میں لفظ "طرح" کو بدلنے کی خاطر صورت کالغہ بادہ بنا دیا گیا تھا، اور مر جگہ "کسوہ" کی اصلاح کردی گئی تھی۔ البتہ ایک فاحش غلطی اس میں رہ گئی ہے، اور وہ یہ کہ میرزا صاحب کا ایک شعر:

گدا سمجھ کے وہ چب تھا، مری جو شامت آئے

اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسبان کے لیے

اس طرح مسخ کیا گیا۔ ج: گدا سمجھ کے وہ چب تھا مری خوشامد سے

مندرج ذیل اغلاط نے بھی اشعار کے املا یا مطلب کو مسخ کیا ہے:

ذخیم کے ہونے تک ناخن نہ وہ جاویں کے کیا (بجائے مہرنے تک)

آہ کو چاہیے اک عمر آر ہوئے تک (بجائے مہرنے تک)

مر بُزُو سے دیر ذکر نہ ہکے خوتاب (مر جگہ پورے دیوان میں بجائے "خوتاب")

تنگ جھڑے سے جھڑے سب آستان اپنا (بجائے "تنگ جھڑے")

ہر کے بچپن میں سر بھر گلاس (بجائے مہجے)  
 میرے ایہام پہ موت ہے تصدق توضح (بجائے دہام)  
 قاصر ہے شکایت میں تری میری عبارت (بجائے مانتاش)  
 پلہر اندیشہ و قہر ہستہ منجاب تھا (بجائے پہلوئے اندیشہ)  
 افسوس کہ دلدلی کا کیا رزق ملک نے (بجائے مددگار)  
 کیا وہ بھی یکہ کش و حق ناپاس ہیں (بجائے حق ناشناس)  
 پھر پھر رہا ہے خامۂ مزگاں بخون دل (بجائے دہر رہا ہوں)

یہ اور ان کے علاوہ بھی متعدد اغلاط اس بات کا ثبوت ہیں کہ پروف اور کاپی کی تصحیح خود سے نہیں کی گئی۔ حال، ایسی بات اس میں یہ ضرور مفید نظر آتی ہے کہ غزلوں پر مسلسل شمار کے عدد سے ڈالے ہیں۔ لیکن اس شمار میں کیونکر اُس بات سے دیکھوں جان عزیزہ پر نمبر شمار چھوٹ گیا ہے۔ اس ایڈیشن کے سرورق کی عبارت یہ ہے جیسے پھول بیوں سے مہربن کیا گیا ہے:

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

دیوانِ غالب

در مطبعہ نظامی ۱۲۷۸ھ واقعہ کانپور مطبوعہ کرید

آخری صفحے پر خانۂ الطبع کے بعد طالب حسین طالب کا لکھا ہوا قطعہ تاریخ طبع ہے۔ اس کے چوتھے مصرع کے الفاظ مرغوب ہے یہ سے سال ۱۲۷۸ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس کے بعد مطبعہ نظامی کے چھپنے ہوئے کی سند کے طور پر محمد عبدالرحمن کے دستخط اور مہر ثبت ہیں۔

خدا جانے میرزا صاحب کو یہ ایڈیشن پسند آیا یا نہیں۔ سید بدوالدین کو ستمبر ۱۸۶۳ع میں صرف یہ لکھا ہے: 'دوما دیوان، اگر ریختہ کا منتخب کہیے ہو، تو وہ اس عرصے میں دلی اور کانپور دو جگہ چھاپا گیا، اور تیسری جگہ آکر ہے میں چھپ رہا ہے۔' اس سے پستبدگی و ناپسندی کا مطلق اظہار نہیں ہوتا۔

• • • پٹنہوالہ پبلشنگ • اس کی علامت مد ہے •

چونکہ میرزا صاحب نے نسخہ رامپور جدید کی نقل میرٹھ سے واپس منگا کر منشی شیونار کو بھیج دی تھی، اور اُن کی تاخیر سے یہ سمجھ کر دل اور کانپور میں دیوان چھوڑا لیا تھا کہ وہ طباعت کا خیال ترک کر چکے ہیں، اس لیے جب آخر ۱۸۶۱ء یا آغاز ۱۸۶۲ء میں میرزا صاحب کو یہ معلوم ہوا کہ آگرے میں بھی دیوان چھپ رہا ہے، تو وہ اس پر متاسف ہوئے اور شیونارین کی خشکی کا لڑائی کرنے کے لیے میر نیاز علی صاحب کی صرفت سفارت کی۔ انہوں نے اچھی وکالت نہ کی، اور شیونارین نے دیوان واپس کرنے کے خیال کو میرزا صاحب پر ظاہر کیا۔ اس کے جواب میں ۱۰ جنوری ۱۸۶۲ء کو میرزا صاحب نے انہیں لکھا:

دیار، میں جانتا ہوں کہ مولوی میر نیاز علی صاحب نے وکالت اچھی نہیں کی۔ میرا مدعا یہ تھا کہ وہ تم پر اس امر کو ظاہر کریں کہ دل میں ہندی دیوان کا چھپنا پہلے اُس سے شروع ہوا ہے کہ حکیم احسن اللہ خاں صاحب تمہارا بیٹا ہوا فرما چکے ہیں۔ اور وہ جو میں نے یہاں کے مطبع میں چھاپنے کی اجازت دی تھی، یہ سمجھ کر دی تھی کہ اب تمہارا ارادہ اُس کے چھاپنے کا نہیں۔ غور کرو، میرٹھ کے چھاپے خانے والے محمد عظیم نے کس عجز و الطاح سے دیوان لیا تھا اور میں نے نظر تمہاری ناخوشی پر بھبر اُس سے پھر لیا۔ یہ کیوں کر ہو سکتا تھا کہ اور کو چھاپنے کی اجازت دوں؟ تم نے جو خط لکھا موقوف کیا، میں سمجھا، کہ تم خفا ہو۔ میں نے مولوی نیاز علی صاحب سے کہا کہ پرغوردار شیونارین سے جری تقصیر صاف کروا دینا۔

جان، خدا کی قسم! میں تم کو اپنا فرزندِ دلند سمجھتا ہوں۔ اُس دیوان اور تصویر کا ذکر کیا ضرور ہے؟ رام پور سے وہ دیوان صرف تمہارے واسطے لکھوا کر لایا۔ دل میں تصویر بولر جسٹس ہیم پنچا کر حوالہ دے۔

اس خط کے قطرِ فرمہ سے یہ مترشح ہے کہ آگرے میں طباعتِ دیوان کا کام ۱۸۶۱ء میں شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ستمبر ۱۸۶۳ء میں میرزا صاحب نے سید بدرالدین صاحب کو جو خط لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مونسے میں کتاب زیر طباعت تھی۔ نیز یہ

دیوان جب آکرے سے چھپ کر شایع ہوا، تو اُس کے سرورق پر نقش و نگار کے درمیان مندرجہ ذیل عبارت چھپی:

العلم قرة

دیوانِ غالب ۱۸۶۳ء

طبع مفید خلائی آگرہ میں اہتمام سے منشی شیونارائن کے چھپا

کتاب کے نام پر اندراج نہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ نسخہ آغاز ۱۸۶۲ء میں چھپنا شروع ہوا، اور یہ کہ میرزا صاحب کے خط میں "فرمہ" سے کاپی مراد ہے، ورنہ جو فرمہ جنوری ۱۸۶۲ء سے قبل چھپ جائے، اُس پر ۱۸۶۲ء کسی طرح نہیں بنایا جاسکتا تھا۔

بہر حال یہ نسخہ ستمبر ۱۸۶۲ء کے بعد چھپ کر شایع ہوا۔ اس کے مضامین کی توثیق نسخۂ رام پور جدید (نہ) کے مطابق یہ رکھی گئی:

"دیوانۂ فارسی (سیاہ لوح کے نیچے)، قطعات (سیاہ لوح کے نیچے)، مثنوی، قصائد، غزلیات، رباعیات، تقریظیں نیز زبانِ فارسی۔"

اس کا سائز مذکورۂ بالا نسخوں سے قدرے بڑا، اور سطر ۱۵ سطر ہے۔ کاغذ دیسی مشین کا بنا ہوا، اور خط قدرے جلی نستعلیق ہے۔

نیر کی تقریظ میں ۱۲۷۱ء اور تعدادِ اشعار ۱۸۶۲ء و مقصد و نود و اندہ ہے، مگر نسخے میں اشعار کی واقعی تعداد ۱۲۹۵ ہے، جو نسخۂ قد کے بالکل مطابق ہے۔ اس تعداد میں بقایۂ نسخۂ احمدی ایک عدد کی کمی اس وجہ سے ہو گئی ہے کہ نسخۂ قد میں یہ شعر نہیں ہے:

مقطعہ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شوہر سیرِ نجف و طوفانِ حرم ہے مگر کو

اور اس لیے نسخۂ آگرہ سے بھی ساکت ہو گیا ہے۔

باقی لفظ "مقصد" خود نیر کی ترمیم نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ غالباً منشی شیونارائن نے اشعار شمار کر کے یہ تغیر کیا ہے، ورنہ نسخۂ احمدی کی تقریظ میں بھی یہ تغیر موجود ہوتا۔

اس نسخے کی یہ خصوصیت قابلِ بیان ہے کہ پوری کتاب میں کچھ مقامات کے سوا باقی معروف و مجہول اور عامی سادہ و محظوظ میں فرق کیا گیا ہے۔ شاید اس سے پہلے کسی مطبوعہ کتاب میں یہ

الزام نہیں ہا۔

۶۔ نسخہ جدیدہ دہلہ۔ اس کی علامت ج ہے۔

یہ نسخہ دوسرے مطبوعہ نسخوں کے مقابلے میں اس وجہ سے اہم ہے کہ اس کے ذریعے سے غالب ہندوں کو اُن کے اُس اُردو کلام کا پہل بار مطالعہ نصیب ہوا جس کے متعلق دیاچٹ دیوان میں کہا تھا کہ:

«امید کہ سخن سراپاںِ محمود شاہی پراگندہ ایاتی را کہ غارِج ازیں اوراقِ یابند، از آثارِ تراوشِ رنگِ کلکِ ابنِ نامہ سیاہ نمانند، و چاہہ گرد آور را در ستایش و نکویشِ آن اشعارِ بہنوں و مانوڈ ننگاند»۔

اس نسخے کو مفتی انوار الحق ابن مفتی عبدالقہ لونکی مرحوم نے مرتب کیا تھا، اور یہ ۱۹۲۱ء میں ریاستِ ہریانہ کی طرف سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔ اس کا سرورق حسبِ ذیل عبارت پر مشتمل ہے:

باسمہ تعالیٰ

دیوانِ غالب جدید

المطروف بہ

نسخہ جدیدہ

بہ تدوین

اسرارالعباد ضیاءالعلوم مفتی محمد انوار الحق اہم۔ اے، مفتی فاضل

ڈاکٹر کٹر سرورثہ نظم

ہریانہ

ضیاء عام السیما ۱۹۲۱ء پریس آگرہ میں محمد قادر علی خان صوفی کے احکام سے چھپا

قیمت جلد ۲ روپے ۱ آنے (منظرِ امرتھوی کتابت نمود) قیمت جلد ۲ روپے ۸ آنے

کتاب میں دو سرورق ہیں، پہلا موٹے کاغذ کا ہلکا اُردا اور دوسرا دھڑ کاغذ کا سفید۔ کتاب کی قیمت ہندسوں کی جگہ رقموں میں لکھی گئی ہے۔



صفحہ ۱ پر سرنامہ ہے، جس کے آخر میں محمد حیدر خان بہاول درج ہے۔ صفحہ ۲ سے ۲۴ تک مفتی صاحب کی تمہید ہے، جس میں نسخہ بہاول (ق) کی کیفیت اور اپنے اصول ترتیب وغیرہ درج کیے ہیں۔ اس کے بعد آرٹ پیپر پر ڈاکٹر عبدالرحمن بھنوری مرحوم کی تصویر ہے۔ صفحہ ۲۵ سے صفحہ ۳۱ تک عبدالرحمن بھنوری مرحوم کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب کا تعارف ہے۔ جو مفتی صاحب ہی نے لکھا ہے۔ اس میں سوانح مختصر کم ہیں، مگر اُن کی ادبی شخصیت پر خاصی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد آرٹ پیپر پر میرزا صاحب کی تصویر کا عکس ہے۔ یہ تصویر بظاہر نئی معلوم ہوتی ہے، لیکن میری دانست میں اُس تصویر کا مرہم ہے جو کلیات فارسی کے پہلے فولکلوری ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۶۳ع میں چھپی تھی، اور اُس کا عکس لیے کر میں نے مکتبہ غالب کی اشاعت اول (۱۹۳۷ع) میں شامل کیا تھا۔ اس پر مفتی ظم سے مرزا غالب، میں مرقوم ہے۔ صفحہ ۳۲ سے بھنوری مرحوم کا دیباچہ شروع ہو کر صفحہ ۱۳۹ پر ختم ہوا ہے۔ یہ دیباچہ انجمن ترقی اردو نے جداگانہ کتابی شکل میں بھی ’عالم کلام غالب‘ کے نام سے متعدد بار چھاپا ہے۔ اس کے بعد آرٹ پیپر پر غلطی کے ایک صفحے کا ٹولو ہے۔ پھر اصل دیوان نئے صفحہ ۱ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۴۲ پر ختم ہوا ہے۔ دیوان میں جگہ جگہ مختلف ردیفوں کے آخر میں چھوٹ جانے والی سادہ جگہ کو ایس۔ اے۔ ایچ۔ جری نام کے کسی آرٹسٹ سے چول پودے بنا کر پُر کیا گیا ہے۔

ایک اور نسخے کے پیش نظر میرا خیال ہے کہ ’لولا‘ دیباچہ بھنوری کتاب میں نہ تھا۔ بعد میں اسے شریک کیا گیا، تو اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی شمولیت کا اظہار بھی ضروری جانا، اور اس مقصد کے لیے دوبارہ فائل چھوڑ کر مرزا صاحب کے نام سے پہلے مندرج ذیل اشاعت کیا:

مع مقدمہ دیوان

عمر قوم جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب بھنوری مرحوم، بی۔ اے۔ ای۔ ای۔ بی

پرنٹر ایٹ لا۔ ڈی۔ جے

چونکہ بھنوری کے دیباچے کے اوراق ڈھ جانے سے کتاب کی لاگت میں بھی اضافہ ہو گیا

تھا۔ اس لیے اس بار جلد کتاب کی قیمت ۵ روپے اور غیر جلد کی قیمت ۲ روپے رقموں میں لکھی گئی۔

چند معمول فعلی زمیوں کے علاوہ جن سے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا، تھے سرورق میں ایک بے احتیاطی یہ حرف کہ پرس لائن سے سالر طباعت کے عندے حذف ہو گئے۔ چنانچہ اس کی وجہ سے کتاب کے زمانۂ اشاعت کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔

میرے سامنے ایک تیسرا نسخہ ایسا بھی ہے جس کا سرورق گہرے سرمئی رنگ کا ہے اور گورنمنٹ پریس ہولال میں چھپا ہے۔ اس کے اندراجات میں بھی سابقہ نسخے کی طرح کچھ اختلاف ہے۔ مثلاً یہ خبریں، کی جگہ مرتبہ، اسحق الباقی کی جگہ مناکار، اور مؤثر کٹر سرشتہ تعلیم ہولال، کی جگہ مؤثر کٹر تعلیماتِ ریاست ہولال، ہے۔ نیز کتاب نے اپنا نام یوں لکھا ہے: (کتبہ نصیر الدین)۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مذکورۃ بالا سرورق کم پڑ جانے پر انہیں دوبارہ ہولال میں طبع کرا لیا گیا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس پر یہ صراحت کردی گئی ہے کہ ”صرف ٹاکل گورنمنٹ پریس ہولال میں طبع ہوا۔“ سنۂ اشاعت سوم اتفاق سے یہاں بھی غالب ہے، اور قیمت اٹھارہ روپے درج کی گئی ہے۔ اس نسخے میں صرف رنگین سرورق ہے۔

مذکورہ نسخوں میں میرزا صاحب کی تصویر اور مخطوطے کے ایک صفحے کا عکس کسی صفحہ مقام پر چسپاں نہیں کیے گئے ہیں۔ نیز دو میں بخوری کی تصویر بخارہ ہے اور ایک میں مخطوطے کا عکس موجود نہیں۔

کتاب میں تین اقسام کا کاغذ استعمال ہوا ہے۔ اور یہ خصوصیت میرے پتھر نظر تینوں نسخوں میں مشترک ہے۔

تہذیب میں ملحق صاحب لکھتے ہیں:

”ہونکہ ارادہ یہ ہے کہ ناظرین نے سامنے غالب کے کلام کا ایک مکمل مجموعہ پیش کیا جائے، اور ساتھ ہی فلسفی اور مروجہ دیوانوں کے شعر بھی پیش کیا جائے تاکہ یہ بات آگے ہو جائے کہ اصل دیوان میں سے کون کون سے شعر حذف کر دیے گئے تھے، اور پھر بعد میں غالب نے اُن میں کیا کیا رد و بدل کیا، اس لیے اس کتاب میں یہ صورت اختیار

کی گئی ہے کہ ہر ایک ردیف میں پہلے دونوں دیوانوں کی مطرَح غزلوں کو لکھا ہے، اور ان میں اول قلمی نسخے کی غزل بحسن نقل کردی ہے، اور اس میں جو شعر مردجہ دیوان میں موجود ہیں، اُن کے سامنے ۴۰ لکھ دیا ہے، تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ ابتداً یہ غزل اِس طرح کہی گئی تھی، اور اس میں غلاں غلاں اشعار (جن کے سامنے ۴۰ لکھا ہوا ہے) مردجہ دیوان میں موجود اور دونوں دیوانوں میں مشترک ہیں۔ اس کے بعد اس طرح کے جو شعر قلمی دیوان کی کتابت یعنی سنہ ۱۲۳۷ء کے بعد کیے گئے ہیں اور اب مطبوعہ دیوان میں موجود ہیں، اُن کو لکھ دیا ہے، تاکہ پوری غزل پندر نظر ہو جائے۔ مشترک شعر جو قلمی نسخے کی غزل میں اُپر درج ہو چکے ہیں، اور جن کو ۴۰ کے اشارے سے ممتاز کر دیا ہے، اُن کو اب دوبارہ مردجہ دیوان کے بقیہ شعروں کے ساتھ لکھنا غیر ضروری تھا، ناظرین آسانی سے اسے امتیاز کر سکتے ہیں۔ بعض جگہ ایسا بھی ہے کہ شعر تو دونوں دیوانوں میں موجود ہیں، لیکن کسی مصرع میں کوئی بخیف سی نقلی زمیم عرق ہے، وہاں اُن مصرعوں کو اوپر نیچے لکھ کر سامنے ایک قوس بنا کر دوسرا مصرع لکھ دیا ہے، اور یہ الزام رکھا ہے کہ ہر جگہ جو مصرع اور لکھا ہے وہ قلمی نسخے کا ہے، اور جو اُس کے نیچے لکھا ہے وہ مردجہ دیوان کا۔ اس میں تعلیٰ یہ سمجھی ہے کہ تدریجی اصلاح کی کیفیت واضح ہو جائے۔ م مطرَح غزلوں کے بعد اُس ردیف کی قلمی نسخے کی وہ غزلیں لکھ دی گئی ہیں جو بالکل نئی ہیں، جن جن کا کوئی شعر بھی مردجہ دیوان میں موجود نہیں۔ اور پھر اُن کے بعد مردجہ دیوان کی وہ غزلیں درج کی ہیں جو سنہ ۱۲۳۷ء کے بعد بڑھائی گئی ہیں اور جن کا کوئی شعر قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ یوں ہر ایک ردیف کے کلی شعر ایک جگہ جمع کر دیے گئے ہیں جن میں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ابتداً میں غلاب کے دیوان کی کیا شان تھی، اور بعد میں کیا ہو گئی۔ اگر یوسفی مطالعہ اس گزارش کو ملحوظ خاطر رکھا گیا، تو یقین ہے کہ کتاب زیادہ مفید اور دلچسپ معلوم ہو۔ اس کی کتابت میں حرم المقدور حضرت املائی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے، اور جاہا علامتِ اضافت و وقف میں بنائے کی کرشمہ کی گئی ہے، تاکہ پڑھنے اور مطلب سمجھنے میں آسانی ہو جائے؛ خدا کرے یہ سعی مشکور ہو۔

مفتی صاحب نے یہ کام اُس زمانے میں انجام دیا تھا جب وہ محکمۂ تعلیمات کے افسر ہیں تھے۔ اس لیے تصحیح کا حق ادا نہ کر سکے اور اس میں ہر طرح کی غلطیاں راہ پا گئیں۔ میں نے اُن کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے۔ یہاں مثلاً دو چار بیان کیے دیتا ہوں:

۱۔ نسخہ جہیز ہلال کے بہت سے اشعار چھوڑ دیے ہیں۔ مثلاً

عالمِ ظلمِ شہرِ خوشاب لے سر بسر  
بیا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا

۲۔ متداول دیوان میں شعر موجود ہے، مگر اس کا اظہار نہیں کیا۔ مثلاً

نہی تو آسوزِ فنا صبرِ دشوار بند  
سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا

۳۔ نسخہ جہیز ہلال کے حاشیے میں شعر موجود ہے، مگر اس کا اظہار نہیں کیا۔ مثلاً

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا جامیے  
سینۂ خمیر سے ہمارے دم خمیر کا

۴۔ نسخہ جہیز ہلال کا لفظ چھوڑ کر صرف متداول لفظ نقل کیا۔ مثلاً

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب  
مگر مستزادہ ہوں ذوقِ خواہ فرسا کا

چونکہ نسخہ جہیز ہلال میں جنوں زدہ ہے، اس لیے متن میں اسے ہی لکھا جامیے تھا۔

۵۔ نسخہ جہیز ہلال میں شعر نہیں ہے اور پھر بھی اُسے نسخہ جہیز ہلال کا ظاہر کیا ہے، مثلاً

نہ بندھے تشکرِ شوق کے مضمون، غالب  
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل بندھا

۶۔ محاورہ اصلاح غلط بتایا ہے، مثلاً

شبِ نظارہ پرور تھا خراب میں غرامِ اُس کا  
صبحِ سوجھ بوجھ گل کو نقشِ پوریا پایا

اس شعر کے لفظ "نقش" پر مصحح کا حاشیہ ہے: "مقن میں توقف لکھا ہوا ہے، مگر اسے کات کر حاشیے پر نقش بنایا ہے، حالانکہ یہ ترمیم بین السطور میں ہے۔"

۷۔ نسخۂ ہردال کی صحیح قراءت کو غلط چھاپ دیا ہے، مثلاً

جنوب گرم انتظار و نالہ پشایی کند آیا

سویلا سا بلب زنجیر سے دودر بہت آیا

اصل میں "زنجیری" ہے۔

۸۔ متداول قراءت کچھ ہے اور چھاپ کچھ دی گئی ہے، مثلاً

جراحت غفہ، الماس ارمنان، خونِ جگر مدہ

سارکیناد اسد، غنولر جانر دردند آیا

اس کے بجائے مصرع میں "داغِ جگر، ہونا چاہیے" تھا۔

۹۔ کاپی نویس کی غلطیوں کی اصلاح نہیں ہو سکی ہے، مثلاً

تو یک جہاں قاصرِ ہوس جمع کر کہ میں

جوت شاعرِ عالمِ نقصان و سود تھا

اس کے دوسرے مصرع میں "مطامع" چھپ گیا ہے۔

غرض کتاب میں اسی غلطیاں ہیں کہ اسے اشاعتِ ثانی کے واسطے بے حد احتیاط سے مرتب کیا جانا چاہیے۔

﴿﴾ • • • لطیف المیجس۔ اس کی علامت لا • • • ﴿﴾

ڈاکٹر سید عبداللطیف حیدرآبادی نے دیوانِ غالب کے تاریخی مطالعے کی طرف توجہ کی، تو ایسے ضرور کیے ہوئے اصول کے مطابق ایک نسخۂ دیوان بھی مرتب کیا تھا۔ یہ نسخہ ۱۹۲۸ع کے قریب مرتب ہو کر اس کے کچھ ہی بعد حیدرآباد میں چھپنا شروع ہوا، مگر کسی وجہ سے ناہتمام رہ گیا۔ اس کا ایک حصہ ۲ جنوری ۱۹۳۵ع کو سید تمکین کاظمی مرحوم کے قبضے میں آیا، اور انھوں نے از دلو کرم حیدرآباد سے میرے پاس بھیج دیا۔ یہ نسخہ دورانِ کار میں میرے سامنے رہا ہے۔

یہ دیوان ۸/۱۸×۲۲ پر چھپا ہے، اور جو حصہ میرے پاس محفوظ ہے، وہ صفحہ ۷۱ سے صفحہ ۱۲۶ تک ہے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے:

کتاب دوم

حصہ اول

سنہ ۱۲۲۵ھ تا سنہ ۱۲۳۷ھ

جس میں

اس دور کی وہ تمام غزلیں اور اشعار شامل ہیں جن کو طالب نے موجودہ دیوان کے لیے منتخب کیا  
فٹ نوٹ میں وہ اشعار دیے گئے ہیں جو انتخاب کے وقت خارج کر دیے گئے تھے

صفحہ ۷۲ سے ردیف الف کے عنوان کے تحت دیوان کی مشہور غزل: "نقش فرامی ہے شروع ہوئی ہے۔ اس کا نمبر ۱۴۷ ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ کتاب اول میں جو ۷۰ صفحات پر مشتمل تھی، ۱۴۶ غزلیں مندرج تھیں۔ بظاہر یہ غزلیں وہ ہوں گی جو متداول دیوان سے پکڑ خارج کر دی گئی تھیں اور نسخہ عرشی میں "گنجینہ معنی" کے اندر داخل ہیں۔ آخری صفحے پر ردیف ہا کی غزل: "خزاں تہوجہ" ہے اور اس کا نمبر ۲۱۶ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حصے میں ۷۰ غزلیں شامل ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ غزل نمبر ۵۶ کے مطلع ثانی سے دوسری غزل شمار کر لی ہے، جس کے باعث شمار میں ایک کا اضافہ ہو گیا ہے اور یہ غزل آخری صفحے تک جاری رہی ہے۔ ورنہ اس حصے کے موجودہ اوراق میں صرف ۶۹ غزلیں ہیں۔

اس نسخے کی تصحیح میں بقدر بہایت سعی نہیں کی گئی۔ ہر بھی نسخہ ہوبہال کی عدم موجودگی میں اس نے بہت کام دیا۔ اگر یہ نسخہ تمام و کمال چھپ گیا ہوتا، تو نسخہ ہوبہال کی کوئی بڑی حد تک پوری ہوجاتی، اور نسخہ حیدرہ کی صحت میں بھی بہت کچھ عدد ملتی۔

۸۔ نسخہ حیدرہ: دوم۔ اس کی علامت م ہے۔

نسخہ ہوبہال کے تلام کو پروفیسر حید احمد خاں صاحب سے مراب کرا کے مجلس ترقی ادب

لاہور نے جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع کیا ہے۔ مرتب نے اس دیدہ زیب ایڈیشن کا ایک نسخہ اسی سال ستمبر میں مجھے عایت کیا جو میرے سامنے ہے۔ یہ ۱۸×۲۳ سائز پر ٹائپ میں چھپا ہے۔ ٹائٹل کے بعد ۲۹ صفحات میں فهرست اور دیباچہ ہے۔ پھر ایک ورق پر دیوان کا عنوان وغیرہ ہے۔ اس کے بعد جدید نمبر شمار کے ساتھ صفحہ ۱ سے صفحہ ۲۹۰ تک نسخہ ہیرال کا کلام درج کیا گیا ہے۔ جس کے آخر میں ۱۵ صفحوں کا غلط نامہ شامل ہے۔

دیباچے میں مرتب نے لکھا ہے:

مفتی انوارالحق کا نسخہ شائع ہوا، تو یہ حقیقت تھی کہ رمی کے مطبوعہ نسخہ، قلمی نسخے کی صحیح نقل نہیں ہے۔ اس بارے میں شاید سب سے بڑی قیامت یہ ہوئی کہ مفتی صاحب کے نسخے میں کئی جگہ حاشیے کے اندراجات اور متن کے دوہران ضروری اعتبار قائم نہ رہ سکا۔ چنانچہ صحیح صورتِ حال کی دریافت کے لیے قلمی نسخے کا معائنہ ضروری ہو گیا۔ اواخر اگست ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن کے ایک سفر سے واپس لاہور آنے ہوئے میں ہیرال ٹھہر گیا، اور سرکاری کتب خانے میں بیٹھ کر مطبوعہ نسخے اور قلمی نسخے کے اندراجات کا مقابلہ کرنا رہا۔ اس موقع پر مجھے اندازہ ہوا کہ حواشی اور متن کا فرق ملحوظ نہ رہنے سے قطعی نظر، مطبوعہ نسخے میں ایک بڑا غور بہ پیدا ہو گیا ہے کہ قلمی نسخے میں غزلیات کی ترتیب مطبوعہ نسخے تک پہنچنے پہنچنے کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔ مثلاً غلطی کی چھبیس غزل بسکہ جوشِ گریہ سے زبر و زبر و رواہ تھا، مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۳ پر شروع ہوئی ہے اور اس سے اگلی، یعنی چھبیس غزل نہ ہو حسنِ نازنا دوست رسوا ہے وفا کا، مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۱۲ پر۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر میرے لیے لازم ہوا کہ میں اپنی پوری توجہ دو باتوں پر مرکوز رکھوں: اول یہ کہ قلمی نسخے کے متدرجات کی صحیح ترتیب مبین کروں، اور دوم یہ کہ حاشیے اور متن کے اندراج کے متعلق میں قلمی اور مطبوعہ نسخوں کے دوہران جہاں جہاں اختلاف ہے، اُس کے متعلق مفصل یادداشتیں لے لوں۔ افسوس ہے کہ وقت کی کوتاہی کے باعث میرے لیے ممکن نہ ہوا کہ غلطی کے ہر ہر شعر اور مصرع کو لفظ بلفظ دیکھ لیتا۔ تاہم یہ واقعہ ہے کہ ترتیبِ منظومات کی تصحیح اور حواشی کی تخریص کرنے ہوئے مطبوعہ نسخے کے کاتب کی لفظی فرو گزاشتوں پر جا بجا نظر

ہی۔ ان کا ذکر قارئین کو حسب موقع دیوان کے منقطع صفحات پر حاشیے کے اشارات میں ملے گا۔

۱۹۲۱ء کا نسخہ جدید، ہرپال کے قلمی دیوان کی پہلی مطبوعہ نقل ہے۔ انیسویں صدی کے قلمی دیوان سے انحراف کی جتنی مختلف قسمیں تصور میں آسکتی ہیں وہ مثنی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں، بحر اس صورت کے کہ قلمی دیوان کا شاید کوئی شعر مطبوعہ نسخے سے حذف نہیں ہوا۔ نام قلمی دیوان کے نہ ہونے سے مثنی صاحب کے نسخے پر کبہ ناگزیر ہے۔ اس نسخے کی تیاری کے کام میں مجھے اپنی ۱۹۳۸ء کی یادداشتوں کے ناکافی ہونے کا بار بار احساس ہوا۔ بعض موضوعوں پر مجھے مولانا عرش کے مرتبہ دیوان (علی گڑھ ۱۹۵۸ء) اور پروفیسر محمود شیرانی کے دریافت کردہ قلمی دیوان سے کمال قدر مدد ملی۔

اس میں شک نہیں کہ فاضل مرث نے نسخہ ہرپال کے کلام کی اندرونی ترتیب کو بڑی حد تک صحیح شکل میں پیش کر دیا ہے، جس سے تصانیف، غزلیات اور رباعیات کی اصل ترتیب بھی سامنے آتی ہے اور مثنی و حواشی کی تقریباً ہی پہلے کے مقابلے میں بہتر طریقے پر واضح ہوجاتی ہے۔ پھر بھی متعدد مقامات ایسے رہ گئے جن کی تصحیح مرث کے پیش نظر امداد ماثلوں: نسخہ شیرانی اور نسخہ عرش کی مدد سے کی جاسکتی تھی۔ چنانچہ اس نسخے میں ایسی جگہوں پر بھی مثنی انوارالمثنی مرحوم کے نسخے کا اتباع کیا گیا ہے جہاں بالیقین محمولہ نسخے کے مرث یا کاتب سے سہ ہوا ہے۔ مثلاً

شرح مشکاة صنی ہے، ترخا موسم گل

ہے تصور میں ترس جلہ نا موج شراب

دراں حالے کہ اس شعر کا دوسرا مصرع یہ ہے: رہبر فطرہ بدریا ہے، خوشا موج شراب۔ اس صورت کے بغیر شعر مہمل ہو جاتا ہے۔

ایسے کئی شعر ترک ہو گئے ہیں جو نسخہ ہرپال میں موجود تھے۔ مثلاً

مخلفی برم کرے ہے گنجہ باز خیال

ہیں ورق کردانی نیرنگ یک بت خانہ م



صفحہ نے ابتداً ہے یہاں گراں خواہ اسد میں وبالرنگہ گاہ میں مردانہ م  
 لیکن ایک ایسا شعر داخل کر لیا ہے جو نسخہ ہیرال میں نہیں تھا اور وہ یہ ہے:  
 بندے غائبے کو اتنا طول، غالب، مختصر لکھ دے  
 کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم حاسے جدائی کا

علاوہ ازیں قدیم انداز کتابت کے باعث نسخہ ہیرال کے اندراجات کی صحیح قراءت میں  
 کہیں کہیں ممکن نہ ہوئی۔ مثال کے طور پر ”محرورہ“ کو ”محرورہ“ مقابلہ کردہ شدہ کو ”معاہلہ“ کردہ شدہ  
 اور ”عبداللہ“ کو ”آغا علی“ پڑھ لیا گیا ہے۔

پھر حال پر و غیر عبد احمد خاں صاحب نے اپنی یادداشتوں کی بنیاد پر جتنی معلومات  
 فراہم کر دی ہیں، انہی میں نسخہ ہیرال کی عدم موجودگی میں تفسیر غیر متوفیہ سے کم نہیں اور اس  
 لحاظ سے موصوف کی یہ کاوش قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ اس نسخے کی قابل ذکر  
 معلومات کو عرشی زادہ نے استدراک میں داخل کر لیا ہے۔

﴿۹﴾ نسخہ عرشی زادہ بالکل ایلیٹن۔ اس کی علامت مندرجہ ذیل ہے۔

نسخہ عرشی زادہ کا ٹکس سنہ ۱۹۶۹ء میں اکبر علی خاں عرشی زادہ نے تحقیق مقدمے  
 اور حواشی کے ساتھ ادارۃ یادگار غالب راولپور کی جانب سے پیش کیا، تو اس کے ظاہر و باطن  
 کو اعلیٰ علم نے سراہا۔ چونکہ اصل خطوط سے منقول استدراک عرشی زادہ میں کاتب کا مرتب کیا  
 ہوا ہے، اس لیے بظاہر یہاں مطبوعہ ایلیٹن کا ذکر کرنے کی جتنی حاجت نہ تھی۔ لیکن  
 میں نے مقدمے میں کئی جگہ مقدمہ عرشی زادہ کا حوالہ دیا ہے، باہر میں مستقل نسخے کی حیثیت  
 سے اس کا شمار کر لیا ہے مناسب نجات۔ اس نسخے کے حواشی کو عرشی زادہ نے استدراک میں  
 نقل کر دیا ہے۔ البتہ مقدمے کے تفصیلی مباحث کے لیے قارئین کا اس ایلیٹن کی طرف رجوع  
 مفید ہوگا۔

﴿۱۰﴾ ماعدود کی ترمیمی توثیق

گزشتہ صفحوں میں اُن نسخوں کی تفصیلی کیفیت بیان کی جا چکی ہے، جو موجودہ نسخے کی  
 ترتیب کے دوران میں زیر مطالعہ رہے تھے۔ ذیل میں اُن کا تاریخ وار اجمال ذکر کرنا ہوں

تاکہ مطالعہ کرنے والے حضرات بیک نظر اُن کی علامتوں اور عہد سے واقف ہو جائیں:

| نمبر شمار | نام نسخہ                     | علامت | تقریبی تاریخ ترتیب یا طباعت |
|-----------|------------------------------|-------|-----------------------------|
| ۱         | نسخہ عرشی زادہ               | عر    | ۱۲۳۱ھ = ۱۸۱۶ع               |
| ۲         | نسخہ پیرپال                  | ق     | ۱۲۳۷ھ = ۱۸۲۱ع               |
| ۳         | نسخہ شیرانی                  | قا    | ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ع               |
| ۴         | گلر دعا                      | گل    | ۱۲۴۴ھ = ۱۸۲۸ع               |
| ۵         | نسخہ رام پور قدیم            | قب    | ۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۳ع               |
| ۶         | انتخاب غالب                  | عب    | ۱۲۵۲ھ = ۱۸۳۶ع               |
| ۷         | نسخہ بدایوں                  | قبا   | ۱۲۵۴ھ = ۱۸۳۸ع               |
| ۸         | پہلا مطبوعہ ایڈیشن           | م     | ۱۲۵۷ھ = ۱۸۴۱ع               |
| ۹         | نسخہ دہنہ                    | قج    | ۱۲۶۱ھ = ۱۸۴۵ع               |
| ۱۰        | نسخہ کرم الدین (نسخہ کراچی)  | قبد   | ۱۲۶۱ھ = ۱۸۴۵ع               |
| ۱۱        | دوسرا مطبوعہ ایڈیشن          | ما    | ۱۲۶۳ھ = ۱۸۴۷ع               |
| ۱۲        | نسخہ لاہور                   | قج    | ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ع               |
| ۱۳        | نسخہ رام پور جدید            | قحد   | ۱۲۷۱ھ = ۱۸۵۵ع               |
| ۱۴        | تیسرا مطبوعہ ایڈیشن          | مب    | ۱۲۷۸ھ = ۱۸۶۱ع               |
| ۱۵        | چوتھا مطبوعہ ایڈیشن          | مج    | ۱۲۷۸ھ = ۱۸۶۲ع               |
| ۱۶        | پانچواں مطبوعہ ایڈیشن        | مد    | ۱۲۸۰ھ = ۱۸۶۳ع               |
| ۱۷        | انتخاب غالب                  | خ     | ۱۲۸۳ھ = ۱۸۶۶ع               |
| ۱۸        | نسخہ حمیدہ: اول              | ح     | ۱۳۳۹ھ = ۱۹۲۱ع               |
| ۱۹        | لطیف ایڈیشن                  | لط    | ۱۳۵۷ھ = ۱۹۳۸ع               |
| ۲۰        | نسخہ حمیدہ: دوم              | سم    | ۱۳۸۹ھ = ۱۹۶۹ع               |
| ۲۱        | نسخہ عرشی زادہ: ڈبلکس ایڈیشن | عش    | ۱۳۸۹ھ = ۱۹۶۹ع               |

### دیگر علامات مآخذ

مذکورہ بالا مآخذوں کے علاوہ بھی متعدد کتب و رسائل سے نسخہ عرش میں استناد کی گئی ہے ان میں سے جن مآخذوں کے لیے حواشی میں علامات استعمال ہیں آتی ہیں وہ یہ ہیں:

کلیاتِ فارسی نسخہ ہانکی پور ہائے مکتوبہ ربیع الآخر ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۸ع (کف)۔ کلیاتِ نثر فارسی نسخہ لومارو (کفل)، گلشنِ بے خدر طبع ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ع (کب)، گلشنِ نازنین طبع ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ع (کی، گلدت)۔

چند اور کتابوں کے نام کا جوہرِ اول بھی اختصار کی خاطر حوالوں میں ملے گا۔ مثلاً:

تذکرۃ عمدۃ متفعہ کے لیے (عمدہ) آثارالصابقہ طبع ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ع کے لیے (آثار) پنج آنگ طبع ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۸ع کے لیے (پنج) اور خطوطِ غالب مرتبہ میس پرشاد کے لیے (خطوط) لکھا گیا ہے۔ لیکن ان کی تفصیل بنانا ضروری نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے قارئین کے لیے انہیں سمجھنا دشوار نہیں ہوگا۔ بعض حوالوں میں کتاب کے علاوہ کئی اور نسبت سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً: نظامی بدایونی کے مرتبہ دیوان کے لیے (بدایوں) اور مولانا غلام رسول مر کی کتاب 'غالب' کے لیے (مر) بطور علامت لکھا ہے۔

### حواشی

حواشی کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اختلافِ نسخ کو جگہ دی ہے اور اُس کا خط غن رکھا ہے۔ دوسرے حصے میں جس کا خط جلی ہے، اشعار کی وہ تمام تشریحات جمع کی گئی ہیں جو میرزا صاحب نے احباب کے استفسار پر تحریر کی تھیں۔ نیز اُن کے خطوں کے وہ حصے بھی اسی دوسرے میں شامل کر لیے گئے ہیں، جن میں انہوں نے ایسا کوئی شعر استہدائاً لکھا تھا۔

کچھ مضامینِ شعری میرزا صاحب کو اس درجہ پسند تھے کہ انہیں بار بار مختلف پڑاؤں میں بانٹا ہے۔ میں نے اُن کے ایسے تمام متحملِ مضنون فارسی و اردو اشعار بھی حواشی میں درج کر دیے ہیں، کیونکہ ان شعروں کے تقابلی مطالعے سے میرزا صاحب کا مدعا سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے اور اشعار کا اُنی مرتبہ نہیں کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

جہ سے اشعار کے دائیں یا بائیں کٹ یا خ یا گنج لکھا ہوا ملے گا یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ اشعار گزیرِ رعنا یا انتخابِ غالب (۱۸۶۶ء) یا ان دونوں میں پائے جانے ہیں۔ اس طرح نسخۂ عرش کا مطالعہ کرنے والوں کو گزیرِ رعنا اور انتخاب کے جداگانہ نسخوں کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ اور انہیں میرزا صاحب کے مختلف ادوار کے معیارِ انتخاب کا آسانی اقدارہ ہو سکے گا۔

### فہرست اشعار

آخر میں ایک فہرستِ اشعار ہے جس میں دیوان کی تمام مستقل چھوٹی بڑی نظموں کا بنا اُن کے پہلے شعر کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب حروفِ تہجی پر رکھی گئی ہے، مگر بنائے ترتیب ردیف کا آخری حرف ہے اور اشتراك دور کرنے کی خاطر اُلٹی چال چلی گئی ہے۔ ردیفیں مفرد اور مرکب دونوں طرح کی ہوتی ہیں۔ میں نے مفرد پہلے اور مرکب پیچھے رکھی ہیں، اور مشترك ردیفوں کی صورت میں تقسیم و تہجیز کی بنا قافیوں پر ہے اور اُن کے اشتراك کی حالت میں بھی اُلٹی چال چلا ہوں۔

ترتیبِ ردیف و قوافی کے وقت جو ہم وغیرہ مخلوط اللفظ حروف کو مرکب تسلیم کر کے اُنہیں ردیفِ عامے حوز میں داخل کیا ہے۔ لہذا ”صحیحہ“ اور ”نہوچرہ“ جیسی ردیفوں کو ردیفِ خاص میں تلاش فرمایا جائے۔

### اشعار

فہرستِ اشعار کے بعد تین اشارے ہیں۔ ان میں سے پہلا اشخاص، اقوام اور فرقوں کا ہے، دوسرا مقامات کو ظاہر کرنا ہے اور تیسرے میں کتب و رسائل مذکور ہوئے ہیں۔ ان تینوں میں بنائے ترتیب ہر لفظ کا پہلا حرف ہے۔ اشارۃً اشخاص کے ذیل میں خورشید و ماہ وغیرہ جیسے ناموں کو داخل نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ یہ اعلام نہیں ہیں، ورنہ ہر زبان میں یکساں ہوتے۔ البتہ ایسے اسمائے صفت کو اس زمرے میں جگہ دے دی ہے جو کثرتِ استعمال کے سبب سے کسی شخص یا جماعت کے نام کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، جیسے آلِ عبد، آلِ نہوچرہ وغیرہ۔

میرزا صاحب نے بعض شعروں میں شاء ظفر کا نام نہیں لیا ہے، بلکہ اُنہیں حضور یا

حضور والا یا بادشہ جیسے الفاظ سے نمبر کیا ہے۔ میں نے اسے لفظوں کو اشارے میں شامل کر لیا اس لیے مناسب جانا ہے کہ اس ذریعے سے مدوح کی تخصیص و تعین میں مدد مل جاتی ہے، اور اشارے کا دیکھنے والا ایک نظر بہ بنا چلا سکتا ہے کہ دیوان میں شعر کا ذکر کہاں کہاں ہے۔

انخاص یا مقامات کی نسبتوں کا ذکر بھی اسی مصلحت سے کر دیا گیا ہے، مگر انہیں مستقل جگہ کے عوض منسوب الیہ کی ذیلی جگہ دی گئی ہے۔

### ﴿ لہذا اور رسم الخط ﴾

اس نسخے کی کتابت میں موجود اصول اور میرزا صاحب کی پسندیدگی دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، چنانچہ آپ ہائے معروف و بھول اور عامے خطوط بھی پاتیں گے اور فارسی لفظوں میں مذ کی جگہ مزہ اور مخوشیدہ کے بجائے مخرشیدہ بھی دیکھیں گے۔ بعض لفظوں کو انہوں نے دو طرح لکھا تھا، مثلاً "جائے ہے" اور "جائے ہے۔" ان جیسی صورتوں میں وہ شکل اختیار کی گئی ہے جو موجودہ بول چال کے بھی مطابق ہے، اور اُن کی آخری تحریر کے بھی موافق تھی۔

میرزا صاحب کے زمانے میں، بلکہ اُن کے بہت بعد تک، "اُس" اور "اُدھر" وغیرہ الفاظ کو بقاعدۂ اعراب بالحروف "اوس" اور "اودھر" لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اس کا التزام رکھا تھا۔ میں نے وار کراکر اُس کی جگہ پیش کا التزام کیا ہے۔ لہذا جس الف کو آپ مضموم نہ ہائیں، اُسے یہ سمجھیں کہ میرزا صاحب نے اسے بے واو کے ہی لکھا تھا۔ اگر ایسا نہ کیا اور اپنی طرف سے مضموم قرار دے لیا، تو یہ اُن کی مشا و مراد کے خلاف ہو جائے گا اور آپ شاعر کے کلام کی وہ تاویل کر بیٹھیں گے جو اُسے منظور نہ تھی، جیسا کہ اس شعر میں واقع لفظ "ادھر" کو "اُدھر" پڑھ کر اس کا ایک مطلب بیان کیا جاتا ہے:

منظر اک بلندی پر اور م ہنسکتے عرش سے ادھر ہونا کاشکے مکان اپنا

چوں کہ میرزا صاحب کی زندگی کے تمام قلبی و مطبوع نسخوں میں اس شعر کے اندر "ادھر" بے واو ہے، کسی ایک جگہ بھی "اودھر" براہ نہیں، اس لیے اس لفظ کو "اُدھر" پڑھنے والے کا مطلب قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

اس طرح یہ کوشش بھی رہی ہے کہ مرکباتِ اضافی و توصیفی میں مرزہ یا زیر ضرور استعمال کیا جائے۔ الا یہ کہ وہ بطور علامت موجود ہو، کیونکہ اس صورت میں وہ مرزہ لکھنا بھی غلط ہے اور زیر لگانا بھی، ورنہ تکرارِ علامت کی غلطی سرزد ہو جائے گی۔ علامتِ اضافت نہ لگانے سے جس قسم کی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اُس کی مثال یہ شعر ہے:

دماغِ عطرِ پرامن نہیں ہے      غمِ نورِ کیا ہے جا کیا

اس کے پہلے مصرع کے الفاظ "عطرِ پرامن" کو بکسرۃ را اور بدون کسرہ دو طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ مگر میرزا صاحب نے پہلے "پرامن" لکھا تھا، جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مقصود شاعر مرکبِ اضافی ہے اور اُس نے "پرامن" کی جگہ "عطر" اس لیے رکھا ہے کہ اول الذکر کی تسمیہ دور ہو جائے۔ لہذا اگر یہاں علامتِ اضافت نہ لگائی جائے گی، تو ممرادِ شاعر سے دور جا پڑے گی۔

### علامتِ وصف

یوں تو اس نسخے میں وصف کی کئی عام علامتیں استعمال کی ہیں، مگر ان میں سے "کلمہ" کو حشرِ افراط تک پڑنا پڑا ہے۔ چونکہ میرزا صاحب جیسے نفید پسند استاد کے کلام کا مطلب سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ایسا کرنا ناگزیر تھا، اس لیے امید ہے کہ بددہ ور فضلہ اس سے درگزر فرمائیں گے۔

### شکرہ

طبعِ اول میں اُن حضرات کا شکر یہ نامِ بنام ادا کیا جا چکا ہے جنہوں نے اس نسخے کی توثیق میں میری مدد فرمائی۔ طوالت کے خیال سے اب پھر نام گنائے اُن سب مہربانوں کے تعاون کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ گزشتہ اشاعت کی طرح یہ جدید ایڈیشن بھی اربابِ علم و ادب اور صاحبانِ نقد و نظر میں قبولِ خاطر پائے گا۔

انبیاء علی عرش

رام پور رحنا لائبریری

رام پور

۲۵ مارچ ۱۹۷۱ ع

# ہندو اُغالیب

حصہ اول

گنجینہ معنی

گنجینہ معنی کا یطیلم اُس حکمران سے  
جو لفظ کا، غالب، مرے اشعار میں آئے

## قصائد



۱

نکہ بہ کارگرِ رطلِ زانگت ہے کہ ہے خندہ بخودِ کلک بدعاتِ شرار

کتے انورِ زلفِ سپرِ شہرِ کر یمنوں بڑے سے ہے سگرِ دُسترد کا مزار  
حسرتِ جلوۂ سانی ہے کہ ہر پارۂ ابر سینہ بٹائی ہے، ملتا ہے بہ نینرِ کھار  
دشمنِ حسرتِ عاشق ہے، رگِ ابرِ سیاہ جس نے بر باد کیا رشتہ چنیں شہرِ تار

چشمِ بر چشمِ چُنیے ہے بتائنا، مجنوں خانۂ نگہ دو سو خانۂ زنجیر، نگہ کا بازار  
خانۂ نگہ، مجرمِ دو جہاں کفایتِ جامِ حشید، ہے ہاں غالبِ خستِ دیوار

۱۔ پہلی اور آئندہ دو شعروں کے درمیان مادہ لکچر کا خطاب ہے کہ جہاں سے میرزا صاحب نے کچھ شعر نکال کر دیوان متحول (نوائے سروش) میں شامل کیے ہیں۔

۲۔ اس قصیدے کا عنوان قد میں "قصیدۃ جدوی" بہ مجددِ پارِ حسرت ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے ہر دعویٰ جہالطورِ سرور کو لکھا ہے کہ "فیول دعا دولتِ طرح، مصلحتِ مضامینِ شری ہے، جیسے کتاب کا دفترِ ماہ میں پختِ جانا اور دسید سے اس کا اندھا عوحانا، آصفِ اللہ کے لیے لٹاں کر کر سگوا اور قیامتِ دسرد اوس کے محافی چشمِ دکھے، کچھ اثرِ نوا۔ ابرق و روم و رنگ سے لواحِ کزائے سنگارے، چاندنی میں پھلائے، مسکا جی نہیں۔"

(عمر ۵۲)



نرگس و جامِ بہ مستِ چشمِ یدار  
زالوے آتہ پر مارے ہے دستِ پیکار  
لالے کے داغ سے۔ جونِ قسط و خط، سفیل زلو  
بادہ بر زور و نفس مست، و مہیا پہار

سفل و دامر کہیں خفاۃ خرابِ صباد  
طرز، عا، بسکہ، زکشتار صبا میں، شانہ  
بسکہ بکرنگ میں دلہ کرتی ہے ایجاد نسیم  
اے خوشا! فیضِ ہوا ہے چمنِ کفو و تما

بر قری سے کرے صیقلِ تیغِ کہار  
غصے کے بیکدے میں مستِ نامل ہے، ہار  
موجِ سبزۂ فوجیں، ہے لہریزِ خسار  
شہرِ صبح، ہونے دشتِ اصنامے پہار  
شاخِ گلین پہ، صبا، چھوڑ کے پیراںِ خار  
ہے، تقد نہیں موجِ خرامِ اظہار  
کلہ نرگس سے کفرِ جام پہ ہے، چشمِ یار  
نشہ و جلوۂ گل، بر سرِ رم قفسہ غبار

مستِ کفو و تما میں بہ ہندی ہے کہ سرو  
مر کفرِ خاک، جگر نشہ صد رنگِ ظہور  
کس قدر عرض کروں ساعرِ شہم، یاربہ؟  
غنیۂ لالہ، بہ مستِ جوانی ہے ہنوز  
جوشِ یدادِ نیش سے ہونے عرباںِ آخر  
سازِ عرفانِ کیفیتِ دل ہے، لیکن  
موجِ تے پر ہے، برائے نگرانیِ ابد  
گلشن و میکہ، سیلابِ پاکِ موجِ تخیال

سبز ہے، موجِ نسیم، ہوا سے گھنار

پستِ لب، نہمتِ خطِ کویچے ہے بیجا، یمن

اس زمیں میں نکرے سبزِ قم کی دھنار

جائے جوت ہے کہ گلیازیِ اندیشہ شوق

سُبحۂ عرضِ دو عالم، بکفرِ آلہ دلو

کسوتِ ناک میں ہے، نشہٴ ایجادِ ازل

۱۔ دشتِ عربی زبان کا لفظ ہے اور عرب میں دشتوں کو لانا اور لکھا جاتا ہے۔ لعل ایران عربی (۱) و (۲) اور اردو کو دشت  
۲۔ ب ج، پیراں و خار (سور کتاب)۔ ۱۲۔ ب ج، جگر (سور کتاب)۔ ۱۱۔ ب ج کا دھنار (سور کتاب)۔

۱۔ دشتِ عربی زبان کا لفظ ہے اور عرب میں دشتوں کو لانا اور لکھا جاتا ہے۔ لعل ایران عربی (۱) و (۲) اور اردو کو دشت  
۲۔ ب ج، پیراں و خار (سور کتاب)۔ ۱۲۔ ب ج، جگر (سور کتاب)۔ ۱۱۔ ب ج کا دھنار (سور کتاب)۔

پنھوی، دلمہ رگی گل ہے، ہے پہاں شکار  
 بلند ہے ہے چہ فلک، موجِ زلف سے زار  
 لالہ سا داغ برانگندہ، و گہا ہے غبار  
 سرور بیدل سے عیاں، عکسِ خیالِ قدر بار  
 نگہ آتہ، کیفیتِ دل سے ہے دو چار  
 کہ ہوا، ساغرِ بیحوصہ دل، سرشار  
 طورہ، مشعلِ یکف از جلوۂ نزعِ چار  
 سب سے گہ پہ کھنچے ہے الف، بالہ شرار  
 بلند ہے زارِ رگی سگہ مابہ کہار  
 ہم سے جس کے، صا، نوڑے ہے صد جا زار  
 اولیٰ دورِ امامت،<sup>۱</sup> طربِ اجماعِ چار  
 کہ فلک، آتہ اجماعِ کف، گوہر بار  
 بہ "شک عاہد، ہے فریادی جوشِ انبار"

بہر گاہِ گشتِ خیالِ ساقی  
 ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست  
 یک چمن جلوۂ یوسف ہے چمنِ یغوب  
 بضعتِ لری کے آئینے میں پنہاں، صیقل  
 عکسِ موجِ گل و سرشاری اندازِ حباب  
 کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جراتِ ناز  
 ورنہ وہ ناز ہے، جس گشتِ بیداد سے تھا  
 ساقی نین کو دیکھ اُس کے، بنوقِ یکِ ذم  
 بنگدہ، ہر پرستِ فکریِ قلبہ ناز  
 ۱۰ "سچ گردن ہے اُس کی کفِ امید کا، اور  
 رنگِ زرِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز  
 جوشِ طوفانِ کرم، ساقی کوثرِ ساغر  
 جس سے ہے چمنِ کاغذِ آری، "نبال

۱۔ اولین دورِ امامت، جس، امام اول، اس سے ثابت ہوا ہے کہ جوڑا صاحبِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جلا امام ماننے لگے۔ دوسرے نصیب ہے (۱۰۱۹) میں دوسری ختمِ رسول، کیا ہے، جس کا مطلب، قائمِ امامت کے دوبلہ ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کی جو دستِ زمانی تھی۔ چونکہ یہ دومِ نصیب ہے، ص ۵۱۲۷ (تیسرا ۱۰۱۳۱) ہے چلیس کے ہیں، اس سے معلوم ہوا ہے کہ جوڑا صاحبِ امامت ہر حق سے مستثنیٰ تھا ہے معروف ہو گئے تھے، انہی فلک اس نیز غلام کا حقیقی سبب معلوم نہ ہو سکا، سوائے اس خیال کے کہ وہاں حاتم القری، صدرِ حالِ چادر کے بیٹوں سے جو شہی شہب تھے، ان کا لڑکپن سے چند میل دور تھا، جس فرسے آئینے میں میں، گا ان کی تھپال کو شہی ہوا چالیس دیکھتے دیباچہ مکاتبِ طالبِ طبع چاروں، ص ۱۶، ۱۷۔

اس عہد کے سلیطہ میں، علاوہ ان دو نصیبوں کے، ملاحظہ ہو گنجینہ میں: ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶،

پر یہ دولت بھی نصیب نہ ہوگی۔ غرض ناظر  
کہ ہوا صورت آئینہ ہیں جوہر، بیدار

سینہ ناظر کی، ہے عین کو مد جا، تکرار  
جہادہ دشمن بخت، عمر، خضر کا طومار  
ہر آئینہ تصور نہا، مشتہ غبار  
چشمہ ذرہ سے ہے کرم، نگہ کا بازار  
ہائے رفتار کم، و حسرت جولان بسیار

اسے خوشامکتہ شوق و ہلسانہ مراد  
مشق فتنہ قدم، فتنہ آب حیوان  
جلوہ مثال ہے، ہر ذرہ نیرنگ سواد  
دو جہاں طالب دیدار نہا، بارہ، کہ هنوز  
ہے، نفس، مایہ شوق دو جہاں رنگہ روان

دلہ جبریل، گفتہ ہا بہ تلے ہے رخسار  
سے غم دے بکفر ہائے مسافر آزار  
غیر کہار میں کرتا ہے فرو، فتنہ خار  
گرمہ شمع رفتار سے چلے غم و خار  
غفلت آہ میں کم کرے کر تو، رفتار  
دام سے اُس کے، فضا کو ہے دھاتی دشوار  
ذوالفقار شہ مردان، خطہ قدرت آثار  
ہم سے جس کے، دلہ نصیحتہ قدور، مکار  
بالہ جبریل سے سطر کثیر سطر زہار  
ہے حنا کو سر ناخن سے گزرتا دشوار  
فل ہر آنشہ ہر ذرہ ہے، تیغ کہار  
کردش کاسۂ سُم، چشمہ بری آئینہ دلہ  
ہر نفس راہ میں لولہ، نفس لیل و نہار  
دھن رنگہ حنا ہے، پتھر بالہ شرور  
جبر غلو کدۂ غصہ میں، جولانہ ہزار

دشمن الفت چمن، و آہل مہار، پرور  
ہاں تک انصاف نوازی کہ اگر دربار گ  
ہک یہاں پتھر ہلار شد ہے، حرا  
فرش اس دشمن تھا میں ہوتا، کر، عدل  
ابر تباہاں سے دلیہ موج کہر کا ناول  
ہک جہاں ہلار انداز برافشاں ہے  
موج طوفان غضب، چشمہ گہ جرخ تباہ  
موج ابرو سے تھا، جس کے تصور ہے، دوئم  
شمع نحر سے اُس برق کی، ہے کلک تھا  
موج طوفان مو، اگر خون دو عالم منی  
دشت نحر ہو، کر گرد خرامہ دھل  
بالہ دھاتی دُم، موجہ گبہ فبا  
گردہ اُس کی ہر شمع ساعت میں اگر  
نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز  
ہے سراسر زوی عالم ایجاد اُسے

خونِ مدِ برق سے ہلکے بکفِ دست نگار  
عرضِ نسیجِ تماشا سے بدامِ اظہار  
جامِ سرشارِ نئے، و غلجہ لبریز بہار

جلوۂ طور، نیک سودۂ زخیر تکرار  
پر طاؤس، کرے گرم نگہ کا بازار  
جلوہ سے ساقِ مخموری تابِ دیوار  
کھنچے خیال سے میرے لبِ ساغر کا غار  
تیرا سحر سے طلب، غلجہ بہار شکار  
جوشِ جوہر سے، دلِ آئینہ گدگدِ خار

تیرا نقشِ قدم، آئینہ شامِ اظہار  
مطرِ موجیۂ دیباچہ دوسرے اسرار  
یزدِ دیدۂ نسیج سے، نظرِ بہار  
کھنچ کر دیکھ، و خطِ نازِ بیار  
پرورش پانی سے، جوں غلجہ، بخونِ اظہار  
دیدِ یک غلجہ سے ہوں بے لعلِ نقصانِ ہار  
نقشِ خونِ دو عالم ہوں ہر صدمہ تکرار  
صورتِ رنگِ جنا، عالم سے دامانِ بہار  
موج سے، لبِ زہر تا قدمِ آغوشِ غار  
دلِ ولولۂ حسد و دو ملتِ ہزار  
ہجۂ زخمِ دلِ چاک، یکدستہ شرار

جس کے حیرتکدہ نقشِ قدم میں، ماق  
ذوقِ قلبیہ تما سے بگلزارِ حضور  
مطلعِ نازہ ہوا موجیۂ کیفیتِ دل

گردِ جولان سے ہے تیری، ہگریانِ خرام  
جس چمن میں ہو، ترا جلوۂ محرومِ نواز  
جس ادبکام میں تو آئینہ شوخی ہو  
تو وہ ساقِ ہے کہ ہر موجِ غلجہ ناز  
گردبادِ آئینہ شرارِ دعاغِ دلہا  
ذوقِ پشاورِ دیدار سے تیرے، ہے ہون

تیرا بہار آئینہ، نقشِ ادوارِ طور  
آئینہ رحمتِ حق، آئینہ مصطفیٰ ناز  
قبۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسج  
نہمیتِ پیخوری کفر نہ کھنچے، بارب  
نازِ پروردۂ مدِ رنگِ تما ہوں، ولے  
تکڑی حوصلہ، گردابِ دو عالمِ آداب  
رنگِ نظارہ نہیں لبِ برقِ نعل کہ ہون  
وحشتِ فرصتِ لبِ جبب کشش نے کھوٹا  
نقشِ آغاز، ولے حیرتِ داغِ انجام  
ہے اسیرِ سنہرے کشتیِ دامنِ وفا  
یزدِ خراب سے کرنا ہوں، آسائشِ درد

عصرِ درو گزاری سنی معلوم  
تھا سرِ سلسلہ جنیالی حدِ عمرِ ابد  
لیکن اس رشتہِ نحرور میں سرنا سرِ فکر  
دوست اس سلسلہ ناز کے، جونِ سبیل و گل  
لنگرِ عیش پہ سرشارِ نقاشیِ دوام  
زلفِ عشقِ کشش، سلسلہ وحشیہ ناز  
تمنے یتیمال دی، فتنہ بیضا آزاد

حورِ قس ہے، صفیہ نقیبہ، بہ بندِ رگی ناز  
سازِ ما مفتِ برضکتہ نازِ زار  
حور، بندِ عددِ حرفِ علیؑ 'سُبحِ شمار'  
اہرِ میخانہ کری ساغرِ 'مُخرید' شکار  
کہ رہے خونِ نخران سے بچا ہاے ہار  
دلِ عائق، شکنِ آسورِ غمِ طرہ ہار  
دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار



۲

نوڑے ہے عجزِ تک حوصلہ، پروے زمین  
نوڑے ہے نالہ، سرِ رشتہ پاسِ اقصا

بھد یتیمال وہ آئینہ، کوں جس کو جہیں  
سر کرے ہے، دلِ حیرت زدہ، مُنظرِ تسکین

باس، یتیمال بہارِ آئینہ استفا  
خونِ حوا، جوشِ تمنا ہے، درِ عالم کا دماغ

دم، آئینہ یدائِ یتیمالِ بقیہ  
بزمِ باس، آسورے یدائِ و اخلا رنگی

خاکہ ویرانِ آئینہ و پریشانی ہم

جوشِ دوزخ، ہے نحرانِ چمنِ خطِ بریں

بادِ افسانہ بہار ہے، جسی کا قس

استخوانِ ریزہٴ مودلی ہے، سلہاں کا گکی

۱۱۔ آئینہ نہ مرد درِ عالم ہے تمنا۔ تا بحالِ افسانہ کی اصلاح ہے۔

- ۱۔ اسمِ عمل، کے حدِ ایحدی صاحب ہے ۱۱۰۔ عیذا صاحب نے بہ تصدیق آئینے کی انجیل کا لکھا تھا۔ ہند میں ۲۵۔ عمر  
ہیں کر ہائی خروج کیسے، تو یہ شعر بھی نکال دیا۔
- ۲۔ مخرید کا معنی ملا و مخرید ہے۔ مگر عیذا صاحب نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ اس لفظ کو تھا وغیرہ  
ابو صالح ترکیب و مخرید لکھا ایسا صحیح ہے (مخرید، مخریطان، اند، فرنگ کاغذ، ۱۰۱)۔
- ۳۔ قی میں اس تصدیق کا حوالہ دیتا ہے فی القیامہ ہے۔

کھنر يك خطِ سطر، چہ نوہم، چہ ہفتم،  
کعبہ و بتکدہ، يك عملِ خوابِ سنگین

موجِ حیاۃ يك فتنہ، چہ اسلام، و چہ کفر  
قبلہ و ابرو سے بُت، يك روِ خوابیدہ شوق

خونِ مر آیت، کہ مر جانا طفلانِ رنگین

چشمِ بسل صکتہ عیدِ حریفانِ معلوم

رشتہ سازِ اول ہے، نگہ بازِ پس  
مومِ آئینہٴ ایجاد ہے، مفرِ نمکین  
ہاتھوں میں آئے پر چنرِ پری سے آہیں  
دمِ آہ کو ہے مر ڈرے کی چشمک میں کہیں  
پاسِ پیانہ کھنرِ گریستہ مستانہ نہیں  
کہ مرا خونِ نگہ شوق میں، نقشِ نمکین  
جل اٹھے گریں دفنار سے، پائے چوبیس  
گردِ جوہر میں ہے، آئینہٴ دلِ پردہ نشین  
نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزدہ نہیں  
دردِ موتا ہے سرے دل میں، جو تلوڑوں ہالیں  
پر پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کہیں  
اے نگہ، نیمہ کو نہ کس قیطع میں مشقِ فکین؟

نزعِ غمور ہوں اُس دید کی دھن میں کہ مجھے  
" حیرت، آفتِ زدہ عرصہٴ دو عالمِ نیرنگ  
وحشتِ دل سے پریشان ہے، چراغانِ خیال  
کوچہٴ دینا ہے پریشانِ نظری پر، صحرا  
چشمِ ابد سے کرتے ہیں، دو عالم، جوں اشک  
کس قدر فکر کو ہے نالِ قلمِ مومے دماغ  
" نظریہٴ لگد آفتِ جولانِ عوس ہے، بارب  
نہ نسا، نہ نسا، نہ نسا، نہ نسا، نہ نسا  
کونجوں میں آئے پر خندہ گل سے سطر  
دنجِ نظیرِ سبّا نہیں اُٹھا مجھ سے  
بسکہ گستاخِ اربابِ جہاں سے ہوں طول  
اے عبارت، مجھے کس خط سے ہے دوسِ نیرنگ؟

خاکِ پر تولے ہے آئینہٴ نازِ پروں  
گفتگو بے مزہ، و دغسرِ نسا نمکین  
جوں مہِ نو، ہے نہاں گوشہٴ ابرو میں، جبین

جلوۂ رنگِ روانِ دیکھ کہ گردوں ہر صبح  
شورِ لوحام سے، مت ہو شبِ خونِ انصاف  
ختم کر ايك اشارت میں عباراتِ نیاز

مغیر لفظِ کرم، آہستہ نسخہ حسن  
جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم  
قبلۂ اعلیٰ نظر، کتبۂ اربابِ یقین  
نقشِ ہا جس کا ہے توحید کو مراجعِ جبین  
کوہ کو، ہم سے اُس کے، ہے جگر باغی  
وصفِ دُلف، ہے مرے مطلع، تہل کی ہار  
گردِ رہ، سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقین  
برگِ گل کا، ہو جو طوفانِ ہوا میں، عالم  
اُس کی شرم سے، بھرت کدۂ نقشِ خیال  
جلوۂ رون سے ہو جائے، نیکہ، عکسِ پرر  
نقدِ گلچینِ نقشِ کعبہِ پا سے میرے  
۱۰ نیم میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن تضاد  
داؤِ دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گسر  
ذَر سے باندھے ہے 'خوشیدِ فلک پر آہیں

صفحہ ۳

بگمانِ قطعِ رحمت نہ دوچار عاشق ہو  
بسرِ آبِ آشنائی، بخیالِ یسوفانی  
۱۰ نظر سے سوئے کہستان، نہیں غیرِ شیشہ سامان  
بغرازا گاہِ جبروت، چہ ہار و کو تانا؟  
کے زبانِ 'سرمہ آلود، نہیں تیغِ اصفہانی'  
زکھ آب سے نعلی، مگر ابکِ بدگمانی  
جو گدازِ دل ہو مطلب، تو جتن ہے سنگِ جانی  
کہ نگاہ ہے یہ ہوشِ ہراسے زندگانی  
دلِ غافل از حقیقت، وہ ذوقِ قصہ خوانی  
کہ نہ دے عنانِ فرصت بکھا کشِ زبانی  
تپشِ دلِ شکستہ، بے جبروت، آگہی ہے

۶- ہ ج، دب (سور کاہ)۔ ۷- ا ق ج، جمر نکہ (سور کاہ)۔

۱۰ اس قصیدے کا عنوان بھی ق میں ملتا ہے۔

نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تیز ہو ہے  
 بشکریہ جستجو ماہ، ہر باب گفتگو ماہ  
 نہیں شاعرانہ لواہ، بجز آئینے رسیدن  
 چہ امید و نا امید؟ چہ نگاہ و بے نگاہی؟  
 اگر آرزو ہے راحت، نوعیت بخون پیدن  
 شرو شور آرزو سے تب و تاب عجز ہتر  
 ہوس فروختا، تب و تاب سوختا  
 شریر اسیر دل کو ملے اوچر عرض اظہار  
 ہوئے مشق سحران ناز، دور رس طرح آداب  
 اگر آرزو رسا ہو، بے درد دل دوا ہو  
 غم عجز کا سببہ بھکاری بدل ہے  
 مجھے اتنا غم نے بے عرض حال بخشی

دلِ نا امید کیونکر بہ نسی آشنا ہو  
 مجھے بادۂ طرب سے بھاو گاہ قسمت  
 نہ سہم کر لب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہان نہیں  
 ہزار امیدواری رہی ایک اشتکاری  
 کروں غدرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ یدماغی؟  
 وہ یک نفس پیش سے تب و تابِ محرمت ہو مجھ  
 کفِ موجہ جیا ہوں بگزار عرضِ مطلب  
 جس بار حق میں مرے آئے ہے کہ غالب

چہ حسابِ جانفانی؟ چہ غرورِ دلستانی؟  
 تنگ و نازِ آرزو ماہ، بفریبِ شادمانی  
 تری سادگی ہے، غافلِ دردِ دل بہ ہاسانی  
 وہ عرضِ ناشکیبی، وہ سازِ جانفانی  
 کہ خیالِ سو نسب کش ہوا ہے کامرانی  
 نکرے اگر ہوس پر، غمِ بدلِ گزائی  
 سرِ شمع نقشِ با ہے ہباسِ ناتوانی  
 جو بصورتِ چراغان کرے، شعلہ زردہانی  
 خمرِ بشت خوشیا تھا بگزلوشِ جوانی  
 وہ اجل کہ خون بہا ہو شہیدِ ناتوانی<sup>۱۰</sup>  
 مگر ایک شہیر مور کرے سازِ بادبانی  
 ہوسِ غولِ سرائی، تیشِ فناء خوانی

جو امیدوار رہے نہ بزرگِ ناگہانی  
 جو ملے، تو تلخ کامی، جو ہو، تو سرگزانی  
 مجھے طاقتِ آزمائی، مجھے الفتِ آزمائی<sup>۱۱</sup>  
 خوا حصولِ زلوی، بجز آئینِ فانی  
 نہ غرورِ میرزائی، نہ طربِ ناتوانی  
 کہ مستکثرِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی  
 کہ سرشکِ نظارہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی  
 کروں خوانِ گفتگو پر دل و جان کی میہانی<sup>۱۲</sup>



# غزلیات

الف



۱

شوخیِ نیرنگ، حیدِ وحشِ طازس ہے  
لذتِ ایجادِ ناز، افسونِ مرضِ فوقِ قل  
خشتِ ہشتِ دستِ عجز و قلبِ آغوشِ وداع  
وحشِ خوابِ عدم، شورِ تاشا ہے، آمد  
دل، سبزے میں ہے، پروازِ چمنِ نسیم کا  
نملِ آتش میں ہے تیغِ بار ہے، ٹھہر کا  
ہر ہوا ہے سیل ہے، پیادہ کس نصیر کا؟  
جو ریزہ جوہر نہیں آئینہ نصیر کا



۲

جنوں گرم انتظار و نالہ پشائی کے آیا  
مہِ انحرافِ شان کی، ہر استقبالِ آنکھوں سے  
تھالی، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے  
سُردا، تا بلب، زخمیِ دودِ بند آیا  
تاشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا  
نگاہِ حجابِ ناز کو ہر گز نہ آیا

۱۔ بہ لاد، نمل آتش (بکسر لام، مکر یہ سو کلاب ہے) ۔ ۲۔ افسانہ، تا، تصانیف لاد ۔ ۳۔ بہ لاد، جو مرد ۔ ج۔ لاد، مرد (مرید یا سو کلاب) ۔ ۴۔ بہ لاد میں کلاب نے جوہر دود لکھا تھا۔ قلب نے اپنے لہجہ (دلیلی) سے لہجہ دود کا احوال کیا۔ ہر ج لاد نے دود کو دود سمجھا۔ تا، زخمی ہو۔ ۵۔ افسانہ کی پانچویں، یہ استقبال تھالی زماہ انحرافِ شان، شوخی، لاد، زبان انحراف (سو کلاب)۔ نیز اس میں حرم جدید کا تذکرہ نہیں ۔

ضامے خندہ گل تک و ذوقِ عیش بے پروا      فراعنہ گلو آغوشِ وداعِ دل، پسند آیا  
عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بطن      غرامِ ناز، برقِ کرم، سرِ پست آیا



۳۔ جانی

سوارِ چشمِ بسل، انتخابِ نقطہ آرائی      غرامِ ناز بے پروائی، قائلِ پسند آیا  
روانیا ہے موجِ خونِ بسل سے ٹکنا ہے      کہ لطفِ بے تحاشا رفتِ قائلِ پسند آیا  
ہوئی جس کو ہمارے فرصتِ صبی سے آگاہی      رنگِ لالہ، جامِ بادہ پر عملِ پسند آیا  
آمد، مرا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈال ہے      بھے رنگِ بہارِ اچاندی، بدلِ پسند آیا



۴۔

عالمِ جہاں بصرِ بباطلِ وجود تھا      جونِ صبح، چاکِ حیب، بھے تارِ پود تھا  
بازیِ خورِ قرب ہے، اہلِ نظر کا ذوق      گمِ صورتِ پود و نبود تھا  
عالمِ طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سرِ سر      یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا



۵۔

۱۔ تنگیِ رفیقِ وہ تھی، عدم یا وجود تھا      میرا سفر، بطالعِ چشمِ حسود تھا  
تو بکِ جہاں فائزِ حوس جمع کر، کہ میں      صورتِ شاعرِ عالمِ قصاص و سود تھا  
گردشِ محیطِ ظم رہا جس قدر، فلک      میں پامالِ غمزدہ چشمِ کسود تھا

۲۔ بہ قدحِ لہ، پسند آیا۔ ۳۔ میں اس شعر کو دلا لا، لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے عدم یا خروج قرار

دے دیا گیا اور اسی لیے قافیہ میں انتخاب نہ ہوا۔ ۴۔ بہ لہ، بے تحاشا۔ (سور کاہن) ۵۔ بہ جہ لہ، پر۔

۶۔ بہ جہ لہ، جود صبح۔ ۷۔ بہ لہ، نور (سور کاہن)۔ ۸۔ بہ جہ لہ، طالع (سور کاہن)۔

۹۔ جس شعر کے عربی میں لہا پولا (۱۰) یا ہے وہ بند کا آواز ہے۔

پرچھا تھا کچھ یار نے احوالِ دل، مگر کس کو دماغِ پستِ گفت و شنود تھا  
خون، شبنم آشنا خواہ، ورنہ میں، آندہ سر تا قدم گزارشِ ذوقِ نچوڑ تھا



۴

مے کہاں تنہا کا دوسرا قدم، یارب؟ م نے دشتِ امکان کو ایک نقشِ پا پایا  
بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تاکے؟ ایک، یکسی، تجھ صحرِ عالم آشنا پایا  
حاکمبازیِ اُمید، کارخانۂ طفلی باس کو دو عالم سے لبِ بختہ وا پایا  
کیوں نہ وحشتِ غالبِ باجِ خواہِ تمکین ہو؟ کشتِ تضائق کو خصرِ خون بہا پایا



۵

فکرِ تالہ میں، گویا، حلقہ ہوں زِ سر تا پا مضمونِ مضمون، جوں زنجیر، یکِ دلِ صدا پایا  
شبِ نظارہ پرور تھا خواب میں غرامِ اُس کا صبح، موجِ گل کو نقشِ پوریا پایا  
جس قدر جگرِ خون ہو، کوچہ دانِ گل مے زخیرِ تیغِ قاتل کو طرفہ دلکشا پایا  
مے لگیں کی پاداری، تلمی صاحبِ خواہ مے سے، تیرے کوچے نے، نقشِ مدعا پایا  
نئے آندہ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل تجھ کو جس قدر دعوئِ دعا، الفتِ آزما پایا



۶

کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا میری قسمت کا نہ ایک آدھہ گریباں نکلا

۱۔ اللہ ج۔ اللہ خیال اوسکا۔ ب ق پلے۔ دلف پوریا۔ اصلاح بن الطیر میں فقط موقعہ سے مراد کی گئی ہے۔ مگر ج اور لاء میں حائیسے کو بدل اصلاح پایا ہے۔ ۲۔ اللہ ج لاء دا ہے۔ ب لاء طرز دلکشا۔ (سورکاب)۔ ۳۔ اللہ ج۔ اللہ مکی۔ (سورکاب)۔ ۴۔ ج لاء مے ہے۔ اللہ کو جسے میں۔ ۵۔ اللہ ج لاء سم جنوں (سورکاب)۔

سافرِ جلوۂ سرشار ہے، ہر ذرۂ خاک  
کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں؛ لیکن آخر  
میں کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنون، یارب !  
شوقِ دیدار بلا آئے مدام نکلا  
جس کو دل کہنے نہیں، سویر کا پیکل نکلا  
قدرِ ہر ذرۂ سَوَدائےِ پابان نکلا



۹

شورِ رسوائیِ دل دیکھ کہ یک لاقۂ شوق  
" شوخِ رنگِ حنا، خونِ وفا سے، کب تک؟  
جوہرِ ایجادِ خطِ سبز ہے، خود پیرِ حسن  
میں بھی مدورِ جنوں ہو، آسدا مے خانہ خراب  
لاکھ پردے میں جوا، پروہی عریاں نکلا  
آخر، اے عہد شکن، تو بھی پشیاں نکلا  
جو دیکھا تھا، سو آئینے میں پشیاں نکلا  
پشوا اپنے مجھے گھر سے پشیاں نکلا



۱۰

نہوں م سے رقمِ حیرتِ غلطِ رخسارِ بار  
وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بختا چلے  
صفحۂ آئینہ، جولانگہِ طوطیِ نہوا  
بھو سا کافر کہ جو جنوںِ معاصی نہوا



۱۱

شبِ اختر، قمرِ جیش نے محلِ بادشاہ  
" سچہ و لماندگرا شوق، و تقاضا منظور  
بارِ یک قافۂ آبلہ منزلِ بادشاہ  
جادہ پر، زورِ صد آئینہ منزلِ بادشاہ  
بائے حد مروج، بطرفانِ کدۂ دلِ بادشاہ  
ضبطِ گریہ، گھرِ آبلہ لایا آخر

۱ آبلہ، فاکھٹتا۔ لک کچھ کھٹکتا مرے سینے میں ہے۔ ۲ ب، ج، لک پروہی (سوکاب)۔ ۳ آبلہ، فاکھٹ (سوکاب)۔

۴ آبلہ، لک خطِ حسن (سوکاب)۔ ۵ آبلہ، لک میں وہ مایوس جنوں۔ ۶ ب، لک ج، لک صفحۂ آئینہ عریاں آئینہ۔

حیف اے نگِ نسا، کہ ہے عرضِ جیا  
حسرتِ آشکوہِ جلو، ہے عرضِ اصبا  
نہش، کثیفہ پر دلِ نسا لانی  
دیدہ نالہ ہے یک آئینہ چرخان، کس نے  
فاماہدی نے، بقربِ عظامین، غبار  
مطربِ دل نے مرے تارِ قص سے، غالب

یک عرقِ آئینہ، پر جہنمِ ساقِ باندا  
دستِ موسیٰ بسرِ دعویٰ باطل باندا  
نامہ شوقِ بیلِ پر بسل باندا  
کھوتِ ناز بہ چراغِ محل باندا  
کوچہ موجِ صکو تہیازہ ساحل باندا  
ساز پر رشتہ، بے خفہ بدلہ باندا



ق ۲

ماتوانی ہے نمائشیِ عمرِ ری  
اصطلاحاتِ اسیرانِ فغانِ مت پرچہ  
نوکِ مر خار سے تھا بسکہ سرِ دزدیِ زخم

رنگ نے آئی آنکھوں کے مقابل باندا  
جو گرہ آپ نکھول، اُسے مشکل باندا  
جو نندہ، م نے کفِ پا پہ، آمد، دل باندا



ق ۲

میں شب کہ فوقِ گفتگو سے تیری دلِ چناب تھا  
لے زمین سے آسمان تک فرشِ نہیں، پتلیاں  
میں وہ مجرمِ فتنہ ہے سازِ عشرت تھا، آمد

شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا  
شوخیِ بارش سے، مسہ، فوارۂ سیلاب تھا  
ناخنِ غم، پاں سرِ تارِ نفسِ مضراب تھا



ق ۲

دیکھتے تھے م پھسرِ خود وہ طرفانِ بلا  
آسمانِ مفلح جس میں یک کفِ سیلاب تھا

- ۱ اللہ نہ پلے، مانع، اے حاجت بندہ کہ مر۔ غالب نے اس پر منہ ہانکنا جیسے من عدرا صرع لکھا ہے۔
- ۲ اللہ ج، جلوہ ہے (جو کاتب)۔ ۳ اللہ لہ، نوک پر خار۔ (جو کاتب)۔ ۴ اللہ ج، لہ، سیلاب تھا۔ (جو کاتب)۔
- ۵ اللہ ل، پلے، چوں کہ فتنہ صلاطینِ مر ہے۔ آمد۔ ۶ ج، پرستار۔ ۷ بول لہ محل اصلاح ملتا ہے۔ ۸ ج، مرتب ج نے اس شعر کو طوطیہ طائر کہا ہے۔ ۹ اللہ ق میں یہ اور اس ہے اگلا شعر بول نمبر ۱۳ سے ہے۔

موج سے پیدا ہوئے، پرامن دریا میں، خار  
جوشِ تکلفِ نفاث، عشرستانِ نگاہ  
یخمرست گہ میں، پندروں خود بینی سے پرچہ  
بدلیہاے آند، افسردگی آفسگ زر۔  
گرہ، وحشت یفرارِ جلوتِ منہاب تھا  
قصۂ خواہدہ کو آئینہ شستِ آب تھا  
قلمِ ذوقِ نظر میں آئینہ پایاب تھا  
بادِ اباے کہ ذوقِ صحتِ احباب تھا

۱۵

۱۵

روِ خواہدہ، بھی گردن کثیرِ بکِ دوسِ آگاہی  
سراغِ آوازِ عرضِ دو عالم شورِ عشر ہوں  
نہو وحشت کثیرِ دوسِ سرابِ سطرِ آگاہی  
ہوائے صبح، بکِ عالمِ گریباں جا کی گل ہے  
آند، وحشت پرستِ گوشۂ تہائی دل ہوں  
زمین کو سیرِ استاد ہے، قشرِ قدم میرا  
پرائشاں ہے غبارِ آنسوئے صحراے عدم، میرا  
غبارِ راہ ہوں، یعدا ہے پیچ و خم میرا  
دعاںِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا  
برنگِ موج سے، نخیازۂ ساغر ہے، دم میرا

۱۶

۱۶

جہاں مٹ جائے سحرِ دید، خضر آبادِ آسایش  
جہاں آبادِ وعر مدعا تسلیم شوخی ہے  
جببِ مرنگہ پنہاں ہے، حاصلِ رہنمائی کا  
تخلل کو تکرِ مفرورِ نمکی آزمائی کا

۱ الف۔ لہ۔ پرامن دریا (سوکاٹ)۔ ۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۲۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۳۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۴۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۵۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۶۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۷۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۸۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۱ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۲ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۳ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۴ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۵ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۶ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۷ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۸ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۹۹ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔ ۱۰۰ الف۔ ج۔ لہ۔ مفرور۔



۱۷

ہوس گستاخِ آہستہ، تکلیفِ نظر بازی  
نظر بازی، طلیسمِ وحشت آبادِ پرستان ہے  
نابا درد مندِ دوریِ یاروںِ بکھلے  
لہ، یہ عجز و یساعیٰ فرعونِ توالم ہے  
جب آرزو پہاں ہے، حاصلِ دلربائی کا  
رہا یگانہ ٹائیں، افسوں آشنائی کا  
سوارِ خطِ پشائی ہے، نسخہ موبائی کا  
جیسے تو بدگی کہتا ہے، دعوا ہے خدائی کا



۱۸

ہوں چرخِ ازلِ ہوس، جون کالذِ آشردہ  
بنوائی تر صدائے قصہ شہرت، آمد  
دلخ، گرم کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا  
پوریا، یک تپستانِ عالمِ بند آوازہ تھا



۱۹

م نے وحشت کدہ زم جہاں میں جون نوح  
شعلہ عشق کو اپنا سرو سامان سمجھا



۲۰

مل نہ وسعِ جولانِ یک جنوں م کو  
مرا خمول ہر اک دل کے پیچ تکب میں ہے  
عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا  
میں مُندعا عربِ پشِ نامہ تنہا کا



۲۱

کس کا خیال آئینہ انتظار تھا؟  
ہر برگِ گل کے پردے میں دل بقرار تھا

۱۷ احمد، فد پرورد۔ ۱۸ احمد، ق پلیر، ۱۹ باقی وسعِ جولانِ یک جنوں م ہے۔ ۲۰ ج میں اس اصلاح کا متن کی جگہ طالبیے میں ہوتا طرح کا ہے۔ ۲۱ احمد، اصلاح غار۔ ۲۲ احمد، ج پیچ و تاب۔

کس کا جنون دید، نمناشکار تھا؟  
آئینہ خانہ، وادیِ جہنم غبار تھا  
جوں غنچہ و گل، آفتِ عالمِ ظلمِ نبوجہ  
پیکل سے تبرے، جلوۂ زخم، آشکار تھا  
دیکھی وہاںے فرصتِ رنج و فضاۃِ دھیر  
کھبازہ، بک درازیِ عمرِ خسار تھا  
صبحِ قیامت ایک دُورِ کرگِ بھی، آمد  
جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا

۲۲

۱۰

۱۰۔ یسِ خون گھٹے رشکِ وفا تھا، دمِ بسل کا  
نکاوِ چشمِ حامد وام لے، اے ذوقِ خود بینی  
شورِ فرصت نگہ، سامانِ بکِ عالمِ چراناں ہے  
سراسرِ تاختِ کوششِ جہتِ بکِ عرصہِ تجولاں تھا  
بھسے رامِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں، غالب  
چراغا زخمیائے دل نے پانیِ نیلِ قاتل کا  
نمناشی ہوں، وحدتِ خانہ آئینہ دل کا  
بقدرِ رنگ، پاں گردش میں ہے پہانہِ عقل کا  
ہوا، ولایت کی سے رہروان کی، فرقِ منزل کا  
حصائے خضرِ صحرا سے سخن ہے، خانہِ پیدل کا

۲۳

۱۱

۱۱۔ شکستِ کئی گاہِ قریبِ جوں  
غریبِ منہدیدۂ بازگشت  
سراپا بک آئینہ دارِ شکست  
صورتِ تکلف، یعنی کسف  
نصیر ہوں، بیوجبِ آلودگان کا  
سخن ہوں، سخنِ بر لبِ آلودگان کا  
لواہ ہوں، بکِ عالمِ افسردگان کا  
آمد، میں تبسم ہوں پڑمردگان کا

۱۰۔ اللہ فی ہمسے۔ مجھے اس قطع رہ ہیں۔ عرب ح نے لکھا ہے کہ اسے غزوہ کریمہ اصلاح کی ہے، حالانکہ غالب نے کالیے  
غیر رائے نظروں سے لہجے شیعہ الفاظ لکھے ہیں۔ ۱۱۔ اللہ، قد کہیں وار۔ ۱۱۔ اللہ، فی ہمسے، بدرجہ۔  
حالیہ میں اصلاح، مگر ح میں اسکا ذکر لیں۔ لہٰذا میں اس شعر پر حسبِ ذیل حاشیہ لکھا ہے: ہاں شعر سے خطاط حاشیہ  
پر منہدیدہ لکھا ہے۔ غالب بدرجہ، کی تصحیح ہے۔ اس سے حد کر مطلق کردہ بھی لکھا ہے۔ غرضی عرصہ کرنا ہے کہ  
یہ منہدہ کردہ ہے۔



خطِ جنوں کو وقتِ پنش، در بھی دور تھا  
میں اے واسے خطِ نگہِ شوقِ ورنہ پاں  
دوسرے پنش ہے برق کو اب جس کے نام سے  
شاید کہ مر گیا ترے رخسار دیکھ کر  
جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر  
ہر رنگ میں جلا آئینہ کا انتظار  
اٹک گھر میں، مختصر سا پیاراں ضرور تھا  
ہر پارہ سنگ، تختِ دلِ کوہِ طور تھا  
وہ دل ہے یہ کہ جس کا ٹھنڈا صبر تھا  
پچانہ، راتِ ماہ کا لبریز نور تھا  
جوہر سواکِ جلوةِ یزگانِ حور تھا  
ہر دانہ عملِ شمعِ ظہور تھا

ہار رنگِ خونِ گل ہے، سادہ اشکباری کا  
برائے حکرِ مشکل، ہوں زبا افتادہ حسرت  
یوقتِ سہرِ نگوں ہے، تصور، انتظارِ ستاں  
آند، ساغرِ کشِ تسلیم ہو، گردش سے گردوں کی  
جنوں برقِ خنر ہے رنگِ ابرِ بہاری کا  
بدعا ہے عقدِ خاطر سے یہاں خاکساری کا  
نگہ کو آبلوں سے شعل ہے اخترِ شہاری کا  
کہ نگہِ فہرِ ستاں ہے، گلہ بدروزگاری کا

طاؤسِ درِ یکاب ہے، ہر ذرہ آہ کا  
عزلتِ گرینِ بزمِ ہیں، ولایتِ گناہ کا  
بارب، آفسِ غبار ہے کس جلوہ گاہ کا  
میں سے ہے، آہِ پائے نگاہ کا

۱۔ آند، لٹا، مرد ہیں، ۲۔ دریا دور تھا، (سور کا اب)۔ ۳۔ ب۔ لٹا، رہا، گئے۔ (سور کا اب)۔ ۴۔ آند، قد، لوس سے نام۔  
۵۔ آند، ۶۔ کا منتظر۔ ۷۔ ب۔ لٹا، عقد، قائل۔ (سور کا اب)۔

مرگم، آلبے سے ہے، دلہ درم قدم  
کایم اعلیٰ درد کر عشقِ راہ کا  
تجربہ بازار عشق، فداں دلہ ناز ہے  
آئینہ مرے، شکنہ طرفہ کلاہ کا



۲۷

خود پرستی سے، رہے، با ہمدگر ناآشنا  
آتشِ مومے دماغِ شوق ہے، تیرا ناک  
'جوہر آئینہ، جز دمنہ سرِ یزگان نہی  
رہلہ بک شیرازہ وحشت ہے، اجڑا ہے چار  
یکسی جہی شریک آئینہ تیرا آشنا  
ورنہ م کر کے ہیں، اے داغِ تنہا، آشنا؟  
آشنا کی، ہمدگر سمجھے ہے، اپنا آشنا  
سبزہ یکاند، صبا آورہ، گل ناآشنا



۲۸

جوشِ بہار، کھنکھہ ظنارہ ہے، آند  
ہے، ابرا، پنہ روزِ دیوارِ باغ کا



۲۹

گر وہ مسدود ناز دیوے کا تھلائے عرضِ حال  
خارِ گلیا، جہرِ دھنڑ گلی، زباں مرجاے گا  
کر شہادت آرزو ہے، نئے میں گستاخِ مر  
بالِ شیشے کا، رگڑِ سبِ فداں مرجاے گا

۱۔ لفظ میں اسے متبادل دیوان کا شعر قرار دیا ہے جو غلط ہے۔  
۲۔ افسانہ کی پہلیے 'دکڑ تھکیر'۔ غالب نے اس پر  
ولا، لکھا کہ 'داتیں جانیے میں داریگہ بنایا ہے'۔ یعنی، گر وہ مسدود ناز دیوے کا۔  
۳۔ یہ 'نی پالیے' خار گلیں مر دھنڑ۔ غالب نے  
'گلیں کو دھنڑ بنایا اور مسدود کو کھنکھہ دیوے لکھا ہے۔' مرثیہ ج ۲۔  
۴۔ اسرار کا ذکر نہیں کیا گیا تھا جس پر غول اس  
پہلیے نہیں مڑا کہ اس جگہ ہے ایک دہلی کھنکھہ مر گیا ہے۔  
۵۔ لیکن اس کے احوال لفظ 'دکڑ' کے ہوتے ہیں۔  
۶۔ یہ ج ۲۷ جانیے میں  
بطور دیکھ مروجہ ہیں۔

کرمی دولت فوقِ آفتابِ نلرِ نیکو  
نستے میں گم کردہ رہ آیا، وہ مستِ قہ سُو  
دود سے در پردہ دی، مژگاںِ بیاباں نے، شکست  
زہد، گردینِ مے یگرِ خانہ حایے مُنہاں  
اےم بھٹیٹِ حال سُخونا کرد گل، جوشِ جنوں  
اس چمن میں دشتِ ولری جس نے سر کھینچا، اسد

خانہ خاتم میں، بانسوتِ نگیں، اٹکر ہوا  
آج رنگِ رفتہ، قدورِ گردشِ ساغر ہوا  
بروزِ بڑھ اُنشوں کا، پوست میں نشتر ہوا  
دائے تسبیح سے، میں سُمرہ در شدر ہوا  
نشتے سے ہے، اگر یک پردہ نازکتر ہوا  
تو زبانِ شکر لطفِ ساقی کوز ہوا

دود میرا، بیلستان سے کرے ہے مہری  
ضعِ روہوں کی سرانگستہ خانی دیکھ کر  
عاشقِ عاشقانِ دکانِ آفتاب سے  
تا کیا افسوسِ گرمباے صحبتِ اے خیال

بسکہ فوقِ آفتابِ کل سے سراپا جل گیا  
غنجہ گل، پرخاں پروانہ آسا، جل گیا  
شعلہ رُوحِ ہو گئے گرمِ نانا، جل گیا  
دلہ بسوزِ آتشِ داغِ تنہا جل گیا

- ۱۔ ب۔ ج۔ آخر ہوا (سورکاب)۔ ۲۔ اللہ۔ ج۔ بیلستان۔ ۳۔ ساحل (دونِ قضا، و عرہ سورکاب)۔ ۴۔ ق میں اس شعر پر ملا لکھا ہوا ہے، اس لیے ۵ میں شامل نہیں کیا گیا۔ ۵۔ اللہ۔ ق۔ پہلے، حالِ بالسرکاب۔ ۶۔ سرب ج۔ ۷۔ اللہ۔ ظہر نہیں کیا۔ اللہ۔ ۸۔ بہ صبط حالِ بالسرکاب۔ (سورکاب)۔ ۹۔ اللہ۔ ج۔ رفتہ طری (سورکاب)۔ ۱۰۔ ق۔ تو زبانِ لطف عالم حلی۔ ۱۱۔ ق میں یہ شعر اگلے شعر سے بند ہے۔ ۱۲۔ ق۔ فوقِ آفتاب۔ ۱۳۔ اللہ۔ ق۔ ضعیف روہوں۔ ۱۴۔ ب۔ ق۔ پہلے شعلہ روہوں سے مرے۔ ج۔ اور لہ میں اسکا ذکر نہیں۔ ۱۵۔ ب۔ ق۔ پہلے، دلہ ز آفتاب جوی۔ ۱۶۔ سرب ج۔ ۱۷۔ اصلاح چاہیے میں ہے، حالانکہ ق میں آفتاب جوی کے نیچے بنو اس کے کلمے مرے ۱۸۔ سورِ آفتاب لکھا ہے، اور اس کو ق میں غل کیا ہے۔ ج میں سوراً وہ کو مرے، بدل دیا گیا ہے۔ اللہ اصلاح بخارو۔

جہاں دانگل کا حوصلہ، فرصت گزار ہے  
میں ہوں نظروں دنِ بھر کے پاس روز و شب  
اے آہ، جیسی خاطرِ وابستہ کے سوا  
ہر چند میں ہوں طوطی شیریں سخن، ولی

پاسِ عرصۂ نیندِ بسل نہیں رہا  
جز تارِ اشک، جاذبہٴ منور نہیں رہا  
دنیا میں کوئی غصہٴ مشکل نہیں رہا  
آئینہٴ آما میرے مقابل نہیں رہا

غلوتِ آبلہٴ پا میں ہے، سہولانِ میرا  
ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے، طوفانِ میرا  
جشنِ بازیکدہٴ حسرتِ جاویدِ رسا  
حسرتِ نقشِ وحشت نہ بسحرِ دل ہے  
عالمِ پیرو سامانِ فرصتِ مت پرچم  
اے دعاغیرِ پشیرِ رشک ہوں، اے جلوتِ حسن  
نہم، زنجیریِ پردہٴ دل ہے، یا رب!  
ہوس، دودِ سرِ اعلیٰ سلامت کا چند؟  
ہوے ہوسِ مجھے گزار سے آتی نہیں، آمد

خون ہے، دل تنگِ وحشت سے یہاں میرا  
موجِ خمیازہ ہے، ہر زخمِ نمایاں میرا  
خونِ آہستہ سے رنگیں ہے، دبستانِ میرا  
عرضِ خمیازہٴ مجنوں ہے، گیریلِ میرا  
لکرِ وحشتِ مجنوں ہے، یہاں میرا  
نقشِ خونِ دل و دیدہ ہے، چاہ میرا  
کس زبان میں ہے، لبِ خواہِ پریشاں، میرا  
مشکلِ عشقِ ہوں، مطلب نہیں آسانی میرا  
دے نے براد کیا چرخستانِ میرا

بت پرستی ہے، جہاں نقشِ بندہاے دھر  
ہر سرورِ خانہ میں، یک نالہٴ ناقوس تھا

- ۱۱۔ قاضی تہذیب البشر ۶، ص ۱۳۱۳، ۲۔ افسانہ ق ۱۱، برائی حسرت شہد روز، مان کے التماس مکی رہا ہے میں۔  
۱۲۔ افسانہ ق ۱۱، ہوں ق ۱ کے حاشیے کا ہے، مگر افسانہ میں اسکا ذکر نہیں کیا گیا۔ ۱۳۔ ب۔ افسانہ، ہر  
دبستان۔ (سورکاب)۔ ۱۱۔ افسانہ ق ۱۱، دھڑ دھڑ (سورکاب)۔ ۱۲۔ افسانہ، ہر حریر (سورکاب)۔

طبع کی رائد نے رنگِ بک گلستان گل کیا  
بہ دلِ دابت، گویا، بیضہ طاقس تھا  
کل اند کو م نے دیکھا گوشہ غم غامہ میں  
دست بر سر، سرِ دانتوں سے دلِ مایوس تھا



۳۵

خود آرا وحشتِ چشمِ بری سے شب وہ بدخون تھا  
بشریں خوابِ آلودہ یزگان، فنونِ زبور  
نہیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا  
رہا نظارہ وقتِ بے نقابِ آبِ پر لڑاں  
غیر جنوں، عزادانِ لیل کا پرستار  
رکھا غفلت نے دور افتادہ ذوقِ فنا، ورنہ  
اند، خاکِ درِ مباحہ اب سر پر اُٹاتا ہوں



۳۶

دوبلن کے کہیں، جوں ریشہ زبرِ زمین پایا  
بگڑ سرمد، اندازِ نگاہِ شرمگین پایا  
اُکی الہ بنیہ روزن سے تھی، چشمِ سفیدِ آخر  
جس کو، انتظارِ جلوہ ریزی کے کہیں پایا

۱۱۔ فی جہنم لیس تھیں کا یہ شعر تھا: غنہ خاطر نے رنگِ مد گلستان گل کیا ۵ گردِ صبرِ گلشن، بیضہ طاقس تھا  
اس پر دلا دہ پا کر حاکمیت میں غنہ کا شعر لکھا ہے۔ ۱۲۔ الف ح دیور (سوکاتہ)۔ ۱۳۔ الف ح، سہ طاقیا بورد۔  
نیراق میں یہ شعر مرکبِ غلط ہے کہ یہ ہے۔ ۱۴۔ ح نند، پرو (سوکاتہ)۔ ۱۵۔ یہ فی چلیے، اڑھتے مایے۔  
اس پر دلا دہ لکھ کر لہجے اصلاح کی ہے۔ مگر سرب ح نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ ۱۶۔ فی چلیے۔  
اند، خاکِ درِ مباحہ صا پر فرق پٹھن ۵ سونا دلا دے کہ آب از سارے تا دانتو تھا۔ مطلع کا دھما  
صرحِ بنِ السطوہ میں لکھا ہے، اند اس میں سو احوال و دوا، نیر و عو گیا ہے۔ سرب ح نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ نوح میں ہے  
میر کا تا دانتو۔ ۱۷۔ الف ح، صیدن (سوکاتہ) ۱۸۔ ح، سر عو (سوکاتہ)۔ ۱۹۔ الف ح، اکے۔ فی جہنم۔

بھرنے والے نازک کھنڈے جاں بحق ہو جاتے ہیں۔  
 پریشانی ہے، مغرور، ہوا ہے ہڈی ہائے  
 نفس، حیرت پرست، طرزِ ناکھوتی، یزگان  
 آد کو، پچھلے طبع، رون آگے آسکتا ہے

خضر کو چشمہ آبِ بقا سے ترچیں پایا  
خیاں شریخِ خوبیاں کو راحت آفریں پایا  
مگر یک دست و دلعازن نگار واپس پایا  
حصارِ شعلہٴ جہنم وہیں مَعول کریں پایا



1

• زاکہ، ہے مومن دعویٰ طاقت شکستہ  
سبہ مستور چشمِ شوخ سے ہیں، جو عمرِ مزگان  
دلیر از اضطراب آسودہ، طاعتکارِ داغ آبا  
اسد، ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افروندن

شرارِ سگد افلاکِ چراغ از جسم خنکها  
شرارِ آما، ز سگِ سرمه بکمر بلر آهنگها  
برنگِ شمعِ مے، مُهرِ ناز، از باغِ خنکها  
به بندِ گرهِ مے نقش بر آید، آمد رَمکها



1

بازو جو مر آیتہ، از ویرانی دہلا  
 نگہ کی م نے پیدا، رشتہ ربطِ علاق سے  
 نہیں ہے، باوجود ضعف، میر یخودی آس  
 غریبی میر نسکین، موس درکار ہے، ورنہ  
 نمائنا کردنی ہے، انتظار آبارِ حیرانی  
 اند، نازِ نفس ہے ناگزیر، غنہ چرائی

غبارِ کرجہ ہائے موج ہے، عاشاکِ ساحلِ  
ہوئے ہیں، پردہ ہائے چشمِ عبرت، جلوہ ساقیا  
روِ خواریدہ میں انگسفی ہے، طرحِ سزا  
بوہرِ زر، یکوہ میں پلٹنے ہیں برقِ حاصل  
نہیں غیر از نگہ، جوں زرگستان، فرشِ عطا  
بنوکِ ناسخ، شہید کیجئے حلّہ مشکلا

۱۱. با ح: انگدی (جو کتاب) .

سرِ فکرِ نظر، ہے رشتہ نسیمِ کوکبا  
نہ لٹکے خست، مثلِ اُشخوارِ چرونِ قَالِبا  
دھوئے زخمِ کرتی ہے، بولِ نیشِ خربا  
کہ ہے تہیِ خط، سوزِ خطِ درِ نولِبا  
نہیں رشتہِ عمرِ تجزوِ یابدِ مطالبہ  
نہاں ہیں ناکِ نفوسِ میں در پردہِ یاربِبا

بظنِ انتظارِ مہوشاں درِ خطوطِ شبِبا  
کریے کرِ فکرِ نسیمِ خرابِبا ہے دلِ گردوں  
عیادتِبا ہے وطنِ آلودِ بارِبا زہرِ قاتلِبا ہے  
کرتے ہے حسنِ خوابِبا۔ تے میں مٹا طغیانی  
فا کو عشقِ ہے یمنفصداں، حیرتِ برستاراں  
اسد کو بت پرستی سے مضرِ دردِ آشتانی ہے

لکھیں میں، جوں شرارِ سگ، ناپیدا ہے نامِ اُس کا  
بسانِ شاہ، زنتِ ریزِ ہے دستِ سلامِ اُس کا  
کہ داغِ آرزوئے جوہِ دینا ہے پیامِ اُس کا  
ہر سے پہانہ صدِ زندگانی، الٹِ جامِ اُس کا  
مبادا! ہو عاتکِ نفاق، لطفِ عامِ اُس کا  
کہ کیشِ خنکِ اُسکا، ابرِ بے پروا خرامِ اُس کا

میں رہنِ شرمِ ہے، باوصفِ شوخی، اہتمامِ اُس کا  
سروکارِ تواضع، تاخیرِ گیسوِ رسانیدن  
میں مسِ آلودہ ہے مہرِ نوازِ شاہ، ظاہرِ ہے  
لڑاوے گروہِ زمِ بیکشی میں تہو و شفقتِ کو  
میں بامیدِ نگاہِ خاصِ ہوں عملِ کشرِ حسرت  
اسد، سوداے سربِزی سے ہے تسلیمِ رنگِ نر

۱۔ افسہ - ج۔ شہرت - بہ ن۔ پہلے، شر و عسک - مگر مرتب ج ہے اسے ظاہر نہیں کیا۔ ۲۔ افسہ - ق۔ د، پنا ہے۔  
۳۔ بہ ن۔ پہلے، لایا ہے۔ اس پر حوالے کا نشان ہا کر جائیسے میں لکھا دیوینگہ۔ مگر مرتب ج ہے اسے ظاہر نہیں کیا۔ یہی  
قرابتِ قاک ہے۔ گل میں غالب نے موجودہ اصلاح کی ہے۔ ۴۔ افسہ - ق۔ مر - ۵۔ بہ گل، ملنا مراد (سو کتاب)۔

۶۰۰۔ مطلعِ نر لکھے بعد کا شعر اور جو چرنا غالب نے بتدریج الفاظِ دیوانِ فارسی میں داخل کر لیے ہیں۔ ملاحظہ۔  
گیاتِ نظریں میں ۳۶۰، طبع نولنگتور ۱۳۶۹ء۔

نالہ دل، بگر دامنِ قطعِ شب تھا  
دلِ شب، آہِ دارِ نیشِ کوسب تھا  
دبدہ گو خون ہو، نائشائے چمنِ مطلب تھا  
حسنِ آہِ و آہِ چمنِ مشرب تھا  
بحیۃ زخیرِ جگر، خندہ زہر لب تھا  
دلِ ناسوختہ، آتشکدہِ صد تب تھا  
ورنہ جو چاہیے، اسبابِ تما سب تھا  
دلِ دیوانہ کے وارنہ ہر مذهب تھا  
م میں سرمایۂ اجماعِ نسا کب تھا

یادِ روزے کے نفسِ ملکہِ یارب تھا  
بہ تھوڑی کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل  
بہ تنہا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار  
جو ہر فکر، ہر افشارِ نیرنگِ خیال  
”پردہِ دورِ دل، آہِ صد رنگِ نشاط  
نالغاً حاصلِ لذتہ کے جون کیشورِ سہند  
عشق میں م نے ہی اہرام سے پرہیز کیا  
آخر کار گیسرِ فانی سر زلفِ ہوا  
شوقِ سامانِ فضولی ہے، ورنہ غالب

رنگِ رو سے شمع، برقِ خرمینِ پروانہ تھا  
ہر نظر میں، داغِ رے، خالی لبِ بیانہ تھا  
وہ فزونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا  
وہ دلِ سوزاں کے کل تک شمعِ ماتمنا تھا  
تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا

۱۰ رات، دلِ گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا  
شب کے تھی کیفیتِ محفلِ یادِ رو سے یار  
شب کے بلندِ خواہ میں آئے کا، قائل نے، جناح  
من دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی فوق  
ساتھ جنبش کے یک رخسارِ تلے ہو گیا

۱۰ قصہ قدس، ورنہ۔ اصلاحِ حاشیہ میں، مگر مرتب نے اس اصلاح کو حق کی جگہ حاشیہ میں درج کیا ہے۔ ”۱۰۔ قصہ قدس  
بولی، بابِ اہرام نہ تھا دل میں صراحتاً غالب۔ اس پر دلا لا، لکھ کر پہلا مصرع اور اگلے دو شعر حاشیہ میں اضافہ کیے ہیں۔  
۱۲ قصہ قدس، ج۔ مائل، نا، جامع (سوکانت)۔ ۶۲ بہ، ذیلے، گویا ہوا، مگر مرتب نے اسکا ذکر نہیں کیا۔



دیکھ اُس کے ساتھِ سیمین و دستِ پُرنگار  
شاخِ گل جلی نہیں مگر شمع۔ گل پروانہ تھا  
میں شکوۂ بارانِ باریہ دل میں پنہاں کر دیا  
غالبہ ایسے گنج کو شاہاں میں ویرانہ تھا

حزب ۱۳  
ف ۵

بسکہ جوشِ گرہ سے زبر و زبر ویرانہ تھا  
چاکِ موجِ سبیلِ نا پڑا ہوا دہانہ تھا  
داغِ مہرِ عطیہٴ بیجا، سخیِ سحرِ سپند  
دودِ بھس، لالہ ساں، دودِ بے پناہ تھا  
وصل میں بختِ مہ نے سُبُلستانِ گل کیا  
رنگِ شب، تہندیِ دودِ چراغِ حانہ تھا \*  
شبہ تری تاہمِ صحرِ شعلۂ آواز سے  
نثارِ شمع، آہکِ مضاربِ ہر پروانہ تھا  
موسمِ گل میں نے گنگوں حلالِ میکان  
غدی وصلِ دختِ رز، انگور کا ہر دانہ تھا  
انتظارِ جلوۂ کاگل میں ہر شبنامِ باغ  
صورتِ یزگانِ عاشق، صرفِ عرضِ شانہ تھا  
حیرت، اپنے ناکہ پیدہ سے، غفلتِ بے  
راوِ خواہیدہ کو غوغا سے جرسِ افسانہ تھا  
مکو ہفتِ قلِ حقِ آشنائی، اسے نگاہ ؟  
جوشِ بے کیفیتِ ہے اضطرابِ آرا، آند  
خحسِ زہرابِ دانہ، سبزۂ یگانہ تھا  
ورہ بسل کا کرنا، نعرۂ منانہ تھا

حزب ۱۴  
ف ۵

کرے، گر حیرتِ نظارہ، طوقانِ نکتہ کوڑ کا  
تجاربِ چشمۂ آئینہ مووے، یصہ طوطی کا  
بروے قیس، دستِ شرم، ہے یزگانِ آہو سے  
مگر روزِ غروبِ کم ہوا تھا شانہ لبلی کا  
فسانِ تیغِ نازکِ قاتلان، سنگِ جراحت ہے  
دلِ گرمِ تپش، قاصد ہے پیغامِ نسلی کا

۱۰۔ ف ۵۔ اے آند، روپا جو شمع نام میں میں حیرتِ زہر پر آنے والے، ہیوم انک ہے ویرانہ تھا۔ ۱۱۔ اے آند، ج۔ بے ہند۔  
۱۲۔ اے آند، ف ۵۔ ج۔ بخت و سنا۔ ۱۳۔ ف ۵۔ پائے۔ ۱۴۔ انتظارِ راف میں خندا، عینست چلو۔ ۱۵۔ شعلۂ شکرِ یزگانِ از نمود ناکہ کا  
۱۶۔ ف ۵۔ پلے، کا طیفین۔

حجابِ بحر کے، ہے، آبلوں میں خارِ ماہی کا  
تکلف کو خیال آیا ہو گر بہارِ ہوس کا  
نصو نے کیا سامان ہزار آئینہ بندی کا  
گر آپ چشمِ آئینہ دھوئے عکسِ زندگی کا

نہیں گردابِ جزرِ سرکشگی ہائے طلبِ ہرگز  
نیلزِ جلوہِ دربی، طاقتِ بالی شکستہ  
نہ بخشی فرصتِ یکِ شہنشاہِ جلوہ خور نے  
اسد، تاثیرِ صافیا ہے جوتِ جلوہ پرور ہو



۴۵

آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے خارِ صحرا  
پہانہ ہوا ہے، مشتِ غبارِ صحرا  
اے نورِ چشمِ وحشت، اے بادگارِ صحرا  
موجِ سراپِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا  
نخالِ شوقِ بیک، صد جا دوچارِ صحرا  
سر میں ہوائے گلشنِ دل میں غبارِ صحرا

۱۔ یک گامِ یخودی سے لڑیں چارِ صحرا  
وحشت اگر رہا ہے، یہ حاصلِ ادا ہے  
اے آبلے، کرم کر، بلِ رنجہ یک قدم کر  
دلِ درِ رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا  
ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک  
۱۰۔ دوا لگی اسد کی حسرتِ کثیرِ طرب ہے



۴۶

رشتہ چاکِ سببِ دیدہ، صرفِ فاقشِ دام کیا  
شرحِ بے وقتِ حسنِ طرزیِ نمکی سے آرام کیا  
نارِ نگاہِ سوزنِ مینا، رشتہ خطِ جام کیا  
فائلِ نمکیں سنجے بے یوں خاموشی کا پیغام کیا  
ماہ کو درتسیر کو اکب، جامے نشینِ امام کیا

۱۔ وحشی بن صباہ نے ہم رنخوردوں کو کبارام کیا  
عکسِ رخِ افروختہ تھا نصویر بہ ہشت آئینہ  
ساقی نے از ہر گیریاں چاکِ موجِ بادۂ تاب  
سور بجائے نامہ لنگانِ ربابِ پیکِ نامہ رساں  
۱۰۔ شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے مئے اسد

کیا کس شوخ نے ناز از سر تمکین کشی نکلا  
نہاں ہے مرد ملک میں، شوقِ رخسارِ فروزاں سے  
گدازِ دل کو کرتی ہے، کشودِ چشم، شبِ بہا  
نفسِ دو جہاں سے عیدِ مگر رہا ہے پیوستہ  
ہوا نے ابر سے کی، موسمِ گل میں، ندیاں  
تکلفِ عایت میں ہے، دلا، بندِ قبا واکر  
ہر اٹکِ چشم سے یک حلقہ زنجیر بڑھائے  
عیادت ہے، آمد، میں پشور پہلے ہوتا ہوں

کہ شاعرِ گل کا خم، انداز ہے ہائیں شکنجہ کا  
سپندِ شعلہ نابدید صفت، اندازِ جستن کا  
تک ہے شمع میں، جوں مومِ جادو، خوابِ بستی کا  
نہیں ہے رشتہ الفت کو اندیشہ گسستن کا  
کہ تھا آئینہ خور پر تصورِ رنگِ بستی کا  
نفسِ جد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا  
بہ بندِ گرہ ہے نقشِ بر آب، اندیشہ رستن کا  
سبب ہے ناخنِ دخلِ عریں، مینہ غستن کا

شب کہ دل زخمِ عرضِ دو جہاں پر آیا  
وسعتِ کجبِ جنونِ پشورِ دل مت ہو جوہر  
ہے گزشتہ نیرنگِ تماشا، مہنی  
دیدِ حیرت کش، و مُشرقِ چرخِ خیال  
حقِ تماشا پہ و نازِ شہادت مت ہو جوہر  
اے غشا! ذوقِ تماشا شہادت کہ آمد

تلا، بر خود غلطِ شوخیِ تائید آیا  
عملِ دشتِ بدوشِ رمِ نخبور آیا  
پر طاقس ہے، دلِ ہائے برآورد آیا  
عرضِ شبنم ہے، جن، آہِ تصور آیا  
کہ کھلے گوشہ، بہ پروازِ پرِ قمر آیا  
بے تکلفِ بجزدِ کسمِ شعور آیا

۱۔ افسانہ میں یہ اور اس سے بعد کا شعر غزل نمبر ۳۶ سے ہے۔ غالب نے بعد میں وہی غزل کو اس غزل میں داخل کر لیا ہے۔  
۲۔ فی چلی، غور ہے غالب رنگِ ہشیا۔ ۳۔ افسانہ قد حاکم۔ ۴۔ بہ فی چلی، افسانہ وصلِ دولتِ تداوان گستاخ  
۵۔ بہ ۴۸ رشتن (سور کتاب)۔ ۶۔ افسانہ وہ رہا۔ ۷۔ ۱۱ بہ ۴۸، ہائے بہ (سور کتاب)۔

خضر، مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا  
خونِ مدد سے لکھا نقشِ گرفتاروں کا  
دلِ آلودہ پسند، آئینہ رخساروں کا  
کاغذِ سرمد، ہے جامہ ترے پیاروں کا  
جسِ فاقہ، یں دل ہے گِراںباروں کا  
رنگِ آرا ہے گلستان کے ہواداروں کا  
چشمِ ابد ہے، روزنِ تری دیواروں کا  
حوصلہ تنگ نہ کر، بے سبب آزاروں کا

میرِ آلِ سوسے، نمائشا ہے طلبِ کاروں کا  
سرِ خطِ بند ہوا، نامہ گنہگاروں کا  
فرہِ آئینہ میں بخشنی شکِ خندہ گل  
دادِ خواہش، و مہرِ خوشِ رب  
وحشتِ نالہ، بہ رملاندگیِ وحشت ہے  
پھر وہ سوسے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے  
جلوہِ حایوسِ نہیں دلِ نگرانی، غافل  
آمد، اے ترزدہ دوا، نالہ بغوغا ناچند

نظرِ آتا ہے موی شیشہ، رشتہ ضمیرِ باہر کا  
بے سنجیدگیِ بارانِ مہلِ خرابِ سبکی کا  
کہ صرفِ بختِ دامنِ ہوا ہے خندہ گلچیں کا  
’جیسے ہے کہ کشتاںِ خرم سے مددِ خوشہ پروں کا  
کہ صراصلِ گل میں رشک ہے بختِ چیں کا  
رکھا اسپد نے بحر میں پہلو گرم بھگی کا  
صحر کا بدہ عود، لیکن نہیں مشتاقِ تحسین کا

عبادت سے دس لونا ہے، دلِ بارانِ غمگیں کا  
’صدا ہے کوہ میں حشرِ آفریں اے غفلتِ اندیشاں  
نعاے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس، یں تک  
نصیبِ آسپے ہے، حاصلِ روئے عرقِ آگہی  
بوقتِ کتبہ جوئیا، جس کرنا ہے ناقوس  
نیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے  
’’ آمد، اربابِ نظرتِ قدردانِ لفظ و معنی ہیں



رشتہ نسیم، نثارِ جفاۃ منزل ہوا  
رز میں جو انگور نکلا، خضہ مشکل ہوا  
یک دو چیں دلمانِ صحرا، پردہ محفل ہوا  
کوشِ نرس عارضان، پروانہ محفل ہوا  
قص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا

وردِ اسرارِ حق ہے، بیدارِ صنم حاصل ہوا  
عجب سے تنگ ہے، از بسکہ کارِ میکشائ  
قیس نے از بسکہ کی سیرِ گریبانِ تقدس  
وقتِ شب اُس شمعِ رو کے شعلہ آواز پر  
عجب کا دریافت کرنا ہے ہر بندی، آمد



جو اٹک گرا خاکِ مج، ہے آبلۂ با  
جو خط ہے کفِ باہ، سو ہے سلقۂ با  
نوکرِ سرِ یزگان سے رقم ہو گلۂ با  
تخالۂ لبِ مرہ کا آبلۂ با  
تخالۂ لب ہے جسمِ آبلۂ با

ہے تنگ زِ واماندہ شدن، حوصلۂ با  
سرِ منزلِ منی سے ہے، صحرائے طلبِ دور  
بیدارِ طلب ہے دلِ واماندہ کے آخر  
آبائے یہاں طلبِ گھرِ زلفِ نک  
فرمان سے پیدا ہے، آمد، گرمِ وحشت



صفحۂ نامہ، غلافِ بالشر پر ہوگا  
خارِ پرامن، دمِ بستر کو نشتر ہوگا

بسکہ عاجزِ نارسائی سے کجوز ہوگا  
صورتِ دیا نش سے جری، غرقِ خون ہے آج

دامنِ نخل، مٹلِ برگِ گل، زِ ہو گیا  
خارِ شمعِ آتش، آتش میں جوہر ہو گیا  
دامنِ آلودہِ صباں، گراں زِ ہو گیا  
نقشِ باغِ خضر، پاں، سترِ سکندر ہو گیا

بسکے آہیں نے بابا گریہ رخ سے گداز  
نعلِ رخسار، تحفہ سے زری رخسار کے  
بسکے وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار  
حوتِ اندازِ رہبرِ غیاں گیر، اے آمد



۵۱

کہ طوقِ قری از ہر حلقہِ ذخیر ہے پیدا  
چمنِ بالیدنیسا، از دمِ نصیر ہے پیدا  
کہ دو بحیرِ کلاں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا  
لطفِ انہا سے جوہرِ حسن کا سرشیر ہے پیدا  
ہارِ یخراں، از آوِ بے ناہیر ہے پیدا  
جراحِ انہا سے دل سے، جوہرِ خشیر ہے پیدا

۱۔ گرفتاری میں فرمانِ خطرِ تقدیر ہے پیدا  
زمین کو صفحہِ گلشن بنایا، خونچکان نے  
مگر وہ شوخ ہے طرفِ طرازِ شوقِ خورِ بزی  
نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ قبضہ سے  
عروجِ نامیدی، چشمِ زخیر چرخ کیا جانے؟  
۱۔ آمد، جس شوق سے ذرے پہنچ فرساہودِ روزِ زمین



۵۶

مبارا حکام ہوا، لورِ تمہارا نام رہا  
بسانِ اشک، گرفتارِ چشمِ دلم رہا  
ولے ہنوز کخیالِ وصالِ خام رہا  
بہ زلفِ یار کا افسانہِ ناتمام رہا  
کہ شبِ کخیال میں یوسوں کا ازدحام رہا  
کخیالِ زلفِ ورخِ دوست، صبح و شام رہا

۲۔ مہرِ نامہ جو جوشِ گلِ پیام رہا  
مرا نہ مجھ سے بجز درد، حاصلِ صبا  
دل و جگر تھِ رفعت سے جل کے خاک ہوئے  
شکستِ رنگ کی لاقِ صبر، شبِ سنبُل  
۳۔ دھانِ تگ مجھ سے کس کا باد آیا تھا؟  
نہرِ چہرِ حالِ شب و روزِ ہجر کا، غالب



غافلان، عکسِ سوادِ صفحہ ہے، گردِ کتاب  
 ہے دگر باقوت، عکسِ خطِ جامِ آفتاب  
 وقتِ شبِ اختر گئے ہے، چہرِ یدارِ وکاب  
 ہر بلکِ اختر ہے ملکِ ہر قطرۂ اشکِ کباب  
 ہے شکستِ رنگِ گل، آئینہ پردارِ نقاب  
 کر گیا ہمارِ ملک سے صبح، طستِ ماحتاب

نہر کی ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشان  
 بلکِ نکاحِ صاف، حدِ آئینہٴ ناظر ہے  
 ہے عرفِ افسانِ تمیزی سے، ادھر شکنجہٴ بار  
 ہے، شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی  
 " بسکہ شرمِ عارضہٴ رنگیں سے جرت جلوہ ہے  
 شب کہ تھا نظار کی رو سے بان کا، اسے آمد



۵۹

رنگِ گل آتشکدہ ہے زہرِ بالِ عذلیب  
 مصرعِ سرورِ چمن ہے حسبِ حالِ عذلیب  
 بسملِ ذوقِ پریدن ہے ببالِ عذلیب  
 گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و حالِ عذلیب  
 بادۂ نظارۂ گلشن، حلالِ عذلیب  
 اسے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عذلیب

ہے ہاروں میں خنواں حاصل، خیالِ عذلیب  
 عشق کو ہر رنگِ شانہٴ حسن ہے سترِ نظر  
 حیرتِ حسنِ چمن پرا سے نہرے، رنگِ گل  
 " عمر میری ہو گئی صرفِ ہمارِ حسنِ بار  
 منع مت کر حسن کی، مگر، پرستش سے کہ ہے  
 ہے مگر موقوفِ ہر وقتِ دگر، کارِ آمد

ت



۶۰

بکدستِ جہاں مجھ سے پورا ہے، مگر انگشت

میں جانہوں جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت

۱ الفہ: ج' طبع مردوں - ۲ الفہ: ۶۰ آدم (سورکاتب) - ۳ الفہ: ج' اندر کن (سورکاتب) - ۴ الفہ: ج' خواں  
 پرو - ۵ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۶ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۷ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۸ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب)  
 ۹ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۱۰ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۱۱ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب) - ۱۲ الفہ: ج' پناہ (سورکاتب)



میں افسردہ رنگاں ہیں جو انگشت نما ہوں  
 ہر غنچہ گل، صورتِ یکِ قطرۂ خون ہے  
 کمری ہے زبان کی، سببِ سوختنِ جان  
 خوردل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی  
 شوخی تری کھدیتی ہے احوالِ ہمارا  
 کسی رتبے میں مارکی و نرمی ہے کہ جوں گل

71

چشم بندہ خلق، غیر از نقشِ خود بینی نی  
برقِ سخن زارِ گوہر ہے، نگاہِ تیز، پاں  
ہے سوا تیز ہے، اُس کے قامتِ نوخیز ہے  
نقوشِ ستانہ و جوشِ نقاشا ہے، آمد

آٹھ ہے قامتِ خستہ در و دیوارِ دوست  
اشکِ مر جانے میں خشکِ از گری و وفارِ دوست  
آفتابِ روزِ عشر ہے، گلِ دستارِ دوست  
آتشِ رے سے چارِ گری بازارِ دوست<sup>۱۰</sup>

77

دو عالم کی مٹی بہ خطرِ فنا کھینچ  
نہیں کر بکامِ دل ہے، گردوں  
نہ اوروں کی سنا، نہ کہا ہوں اپنی  
دل و دستِ اربابِ رحمت سلامت  
جگرِ خانی جو شرِ حسرت سلامت  
سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت

۱۔ الب، ف، ح، اللہ، مذکور کی حد میں۔ ۲۔ ماضی، تائب، انظر لغو ہے۔ ۳۔ ہ، ت، ی، ح، و، ا، کا جو دیکھا ہے۔ ح، اللہ، مگر کا۔

۴۔ یہ کہ اللہ نے نعم شہادت کے لیے سر بسر ۴ ائمہ، اہل بیت کو چنے اور انہیں ہی لکھا ہے: ۱۔ عائشہ

ہیں اور یہ اوس کی روح ہے۔ لیکن سچے عابدہ والوں نے اسی کو دیکھ لیا، سمجھا۔ غرض عرصہ گزرا یہ کہ فی علی

دو روپوں کی، ۵ روپے والا، اور کل میں پچیس - لاکھ میں دس کروڑ کو ۲۰ لاکھ یا ۱۰ - ۲۰ روپوں =

١. في م. تفضل . ٢. لا تشارك . ٣. في صحيح الخبر . ٤. لا تشارك . ٥. لا تشارك .

• (1997) *Journal of Management Studies* 34(1): 1-17

وَسُورِ وَفَا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت سلامت، سلامت سلامت!  
 نہ فکر سلامت، نہ یہ سلامت نہ خود رنگیہاے حسرت سلامت!  
 رہے، غالبِ خست، مطلوبِ گردوں یہ کیا ہے نیازی ہے، حسرت سلامت؟

ث



دودِ شمع کشتہ گل، برمِ سامانی عبت  
 " ہے، ہوس، محلِ بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست  
 باز ماندنہاے مژگان، ہے یکِ آغوشِ وداع  
 جز ببارِ کردہ، ہیں، آنکھِ پروازِ کو؟  
 سرِ نوشتِ خلق، ہے طفرائے عجزِ اختیار  
 جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراپ  
 " دستِ برمِ سودہ ہے، مژگانِ خوابیدہ، آمد  
 یکِ شبہ آشفہ نازِ مہلتان عبت  
 نقشہ ہے کے تصور میں گہوانی عبت  
 عید، درِ حسرتِ سواوِ چشمِ فرہانی عبت  
 بنیرِ تصویر و دعوائے ہر افغانی عبت  
 آرزوہا عارِ عارِ چہرِ پشانی عبت  
 ولدی حسرت میں پر آشفہ جولانی عبت  
 اے دل از کف دادہ غفلت، پھیلائی عبت



کہ طایفہ قہار

نازِ لطفِ حق، با وصفِ توانائی عبت  
 ناخنِ دخلِ عربوں، یکِ قلم ہے قہارِ زن  
 محفلِ بچاۃِ فرصت ہے پر دوشِ تحاب  
 جانِ عاشقِ حاملِ حدِ غلۃِ تاثیر ہے  
 رنگ ہے سگرِ محک، دعوائے مہانی عبت  
 پاسبانیِ دُعا ہے کجیِ تہائی عبت  
 دعویٰ، اے دل و شبہ پائی عبت  
 دل کو، اے دید، خو، تعلیمِ حارانی عبت

ہر از خود رنگان، رنج خود آرائی جٹ  
بن گیا قلب سے میری یہ، سودائی جٹ  
عالم تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی جٹ

ہک نگاہ گرم ہے، جون شمع، سرتا پا گداز  
میں جس چاکا شہر سے شرمندہ ہو کر، سوئے دشت  
اے اند، بیجا ہے نازِ بھٹہ عرضِ نیاز

## ج



۱۰ حاتیہ ۱۰ کا

چشمِ کشودہ، حلقہ بیرونِ در ہے آج  
ہر دشت چاکرِ تجب کا، تارِ نظر ہے آج  
نورِ چراغِ بزم سے جوشِ صحر ہے آج  
پرامنِ خشک میں غبارِ شرد ہے آج  
دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج  
مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج

موسولِ تپشِ حرق، افراطِ انتظار  
حیرتِ فروغِ حدِ بگرائی ہے، اضطراب  
ہوں داخلِ نیم رنگِ شامِ وصالِ بار  
کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن، تمام  
تا صبح ہے بے زلِ مقصدِ رہیق  
دورِ لوفادہ جس نے فکس ہے، اند



۱۰ کا

حسبِ جنم سے صبا مرصع کرتی ہے علاج  
مطلوٰی شوخِ غنچہ گل، ہسکتے، ہے وحشی مزاج  
چشمِ مستورِ بار سے، ہے گردنِ مینا پہ باج  
فرمانِ عشق میں، حسرت سے لپکتے ہیں غراج

جنسِ ہر رنگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج  
شاخِ گل جنس میں ہے، گہوارہ آسا، ہر نفس  
سیرِ ملکِ حسن کر، بیخامعا نذرِ خمار  
کریمے یدلان، گنجِ شرور در آسپ

۱۔ ب۔ ق۔ پہلیے مقررہ چاندیج ۔ مگر مرتب ج نے اسے طالع نہیں کیا ۔ ۲۔ ق۔ میں ترتیب تبدیل بدل ہوئی ہے ۔ ۳۔ ب۔ ق۔  
۴۔ کھانا ۔ مروجہ ۔ ق۔ گل کا ہے ۔ ۵۔ ب۔ ج۔ سرشت (سوکتاب) ۔ ۶۔ احمد ق۔ پہلیے، چاہے نے کیا سفر ۔  
۷۔ احمد ق۔ گل برنگ ۔ ۸۔ ب۔ ج۔ وحید مزاج ۔

ہے سوارِ چشمِ فریادی میں یک عالمِ غم  
حسرتِ فرصتِ جہاں دینی ہے حیرت کو رواج  
اے آمد، ہے مستورِ شانہ گیسوِ شدن  
ہفتہ یزگان بخود بالبدنی رکھنا ہے آج

## ج



نہ گم کہ طائفِ رسولی وصال نہیں  
اگر ہیں عرقِ فتنہ ہے، مہک کر کھینچ  
جنورِ آنہ، مشاقِ یک تماشا ہے  
ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے سطر کھینچ  
غبارِ مستورِ ساقی اگر ہیں ہے آمد  
دلِ گداختہ کے تہکدے میں ساغر کھینچ



بدل، نہ نازِ وحشِ کجبرِ دریدہ کھینچ  
جوں بوئے غنچہ، یک نفسِ آرمیدہ کھینچ  
یک مشرِ خوں ہے پر ترِ خود سے، تمام دشت  
دردِ طلبِ بہ آبلہ نادیدہ کھینچ  
یچدگی، ہے حاملِ طومارِ انتظار  
ہائے نظرِ بدامنِ شوقِ دوبدہ کھینچ  
برقِ بہار سے عوں میں بلورِ حنا غور  
اے خارِ دشت، دامنِ شوقِ ریمدہ کھینچ  
۱۔ یخودِ بلورِ چشمِ عبرت ہے، چشمِ صید  
یک داغِ حسرتِ نفسِ ناگشیدہ کھینچ  
بزمِ نظر میں بضتِ طائوسِ سخوتان  
فرشِ طربِ بگلشنِ ناآرمدہ کھینچ  
درباِ باطرِ دعوتِ جلاب ہے، آمد  
ساغرِ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ

۱۔ یہ قد فرصت نے چھاپا ہے کہ ۔ ۲۔ اللہ فی جہانے، نانہ ممکن ہر رکاب ۔ اس سے نیچے دیکھو شدن ۔ بنا ۔ مگر مراب ج نے اس اصلاح کا ذکر نہیں کیا ۔ ۳۔ ۴۔ میں دونوں سے مد کا ایک ورق خارج ہو گیا ہے، اس لیے یہ تینوں شعر اس میں نہیں ہیں ۔ مگر اس قول سے صراح کا پہلا لفظ نکلتا، دونوں ۲ ب سے نیچے چالیسے میں بطور رکاب موجود ہے ۔



۶۹

ق ۱۰

رفتار نہیں پیش از لغزشِ با هیچ  
ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا هیچ  
ظلمتِ تاریک، چمنستانِ بفا هیچ  
فرستِ پیش، و حوصلہ نشو و نما هیچ  
ہستی میں نہیں شوخیِ انجمنِ صدا هیچ  
سامانِ دعا و حشت، و تاثیرِ دعا هیچ  
دعائِ ہمہ افسانہ ما دلرد و ما هیچ

ظہر سفر ہستی و آرامِ فا هیچ  
جوت ہمہ اسرار، بہ مجبورِ خوشی  
نخال گذار آئہ، ہے عبرتِ پیش  
گلزارِ دمدن، شروستانِ رمیدن  
آنگِ عدم نالہ بکھار گترو ہے  
کمرِ بات پہ منور ہے ماے عجزِ نما؟  
آنگِ اشد میں نہیں جز نفعہ بدل

ح



۷۰

ق

ہیں رفیقانہ ہم دست و گیریاں گل و صبح  
جامہ زیبوں کے سدا ہیں، تو دعااں گل و صبح  
ہیں دعااں ہے محرکات سے خواہاں گل و صبح  
بسکہ میں بخود و وارفتہ و حیران گل و صبح  
غفلتِ آراہیِ یاراں بہ ہیں خنداں گل و صبح

دعویٰ عشقِ ہاں سے بکلتاں گل و صبح  
ساقِ گرگ ہے، اور آئہ زانو سے  
وصلِ آئہ رعلی، منفسرِ بک دیگر  
آئہ خانہ ہے صحنِ چمنستانِ بکسر  
زندگانی نہیں پیش از نفسِ چند، اشد

د



۷۱

ق ۱۱

موت ہے لغزشِ ہوا، لکنتِ زبان، فرمانا

ہکامِ دل کریں، کس طرح گمراہاں، فرمانا

۱ - آئہ: فا آرام و صفا (سحرکات) -

۱ - یہ مطلع اور اگلا شعر دونوں فا سے مطلع ہیں۔

کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ لڑائی  
خوارشِ نفسِ آتشِ کھاب ؟ وہ  
خائفِ آتشِ دلِ عسویں دل ہے  
حلاکِ پیغمبریِ فتنہ وجودِ ر عدم  
جوابِ سنگدلیا ہے دشمنِ من  
مزارِ آفت و بکِ جانِ بے نوائے آند

دستِ مشور پر و خارِ آشیان فرماد  
پرنگیزے ہے ہاں درِ مرِ آسُخوان فریاد  
موتِ ہے عوِ بغیرِ برِ انحصان فریاد  
جہان و اہلِ جہاں ہے، جہاں جہاں فرماد  
دستِ شجہِ دلیا ہے دوستاں فریاد  
خاک کے واسطے، اے شاوِ یکساں فرماد



فی حلیۃ قد ۱۱

نہیں نگہِ میری نہاخانہٗ دل کی نقاب  
نہا میں گدگدِ احباب کی بدش کی یکا  
بے خطر جیسے ہیں اربابِ دبا میرے جد  
مترق ہوئے میرے رُخا میرے جد



۱۱

بسکہ وہ باکویاں در پردہٗ وحشت ہیں یار  
۱۰ طرفِ موزوں ہے صرفِ جنگ جوئیہا ہے یار  
حائمِ آبا زخیرِ نینرِ بار سا پہلو تھیں  
کجے آئے خن کو خیرِ صراے طلب  
م نے سو زخیرِ جگر پر ہیں زباں پیدا نکلی  
بسکہ ہیں در پردہٗ مصروفِ بہ کاری تمام  
۱۱ نینرِ در کف، کفِ لبِ آتا ہے قائل اس طرف

ہے غلافِ ذہنِ خورشید، مر بکِ گردِ باد  
ہے سرِ مصراعِ صافِ بونج، خنر، سزا  
کیوں خورے آج کے ذلیکس کی روح، شاد  
شک ہے سُبُلِ سناںِ دلف، میں گردِ سواد  
گلِ حوا ہے ابکِ زخیرِ ربہ پر خولِ اعانِ داد  
آتر ہے عرقِ دُھلا کا، صوفِ بداد  
مژدہ بان اے آرزوئے مرگِ غالب، مژدہ بانا

۱۰ بے نوائے آند: اصلاحِ تہذیب دلیا ہے۔ مروجہ القاف ۱۱ جے ہیں۔ ۱۱ بے نوائے آند: نظرِ حلق ہے۔

اے قطرِ خودِ معاملہ، تھ سے صا بلند  
مے کوچہ عامے تے بچہ بچارِ صدا، بلند  
مژگانِ بازماندہ ہے، دستِ دعا، بلند  
ہوتا ہے، ورنہ، شطہ رنگِ حنا بلند  
یک آسمان ہے، مرتبہ پشتِ پا، بلند  
کارِ بیانہ جوقِ چشمِ حیا بلند  
دو مرّ قس بندرِ قس ہے، قبا، بلند

نو بستِ ظُرت اور خیالِ با بُند  
ورائے جز آمد و رفتِ نفسِ نبی  
رکھتا ہے انتظارِ تائماے حسنِ دوست  
سوغوف کیجیے یہ نکتِ نگاہاں  
فرمانِ لوحِ رزیِ چشمِ جبارست  
ہے، دہری، کنگرِ اجمادِ یک نگاہ  
بالدگی بازارِ قدرِ جاسرہ آمد

رنگِ گردنِ خطِ پیاہ ہے مُلّ نا چند؟  
موتہ باقی رہنے سنل نا چند؟  
جنگِ چشمِ جنوں، حقہ کاکل نا چند؟  
برہاں عرضِ فسونِ موسِ گل نا چند؟  
ضمع و گل نا کھ و پروانہ و بیل نا چند؟  
شرحِ بر خود طلبہاے نعتِ نا چند؟  
عرضِ حسرتِ ہر ذائقے ناسل نا چند؟  
نکس، آئینہ نازِ توکل نا چند؟  
مشکل آساں کی یک خلق، تفاق نا چند؟

حسرتِ دستگ و پامے نعتِ نا چند؟  
مے یکسر بہ بختِ برہاں کاکل  
صکو کب بختِ ہمسرِ روزِ بُردود نبی  
چشمِ بے خونِ دل و دل نبی از جوشِ نگاہ  
ہم داغِ طرب و باغِ کشاد پر رنگ  
نالہ دایرِ موس و دودِ اسیری معلوم  
جوہرِ آتھ، فکرِ حنِ موسے دماغ  
سازگی مے عدمِ قدرتِ اجمادِ فنا  
آد غم، گریہاں دو عالمِ لوہام



ق حایہ قہ ق

بسکہ مائل ہے وہ رشکِ ماعتاب آئینے پر  
باز گسترِ جامہ پہاڑے روِ حیرت کہاں ؟  
بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی نری  
نازِ خود بینی کے باعث، مجرمِ حدِ یگاہ  
مدعی، میری صفائے دل سے ہونا ہے خجیل  
سُدرِ اسکندر بنے ہسرِ نگاہِ گلرخاں  
دل کو توڑا جوشِ پشایی سے، غالب، کیا کیا ؟  
ہے محسوس نازِ شعاعِ آفتاب، آئینے پر  
غافلان، غشِ جان کر، چھوڑ کے ہیں آبِ آئینے پر  
یدلوں کو ہے راتِ اضطراب آئینے پر  
جوہرِ خمیر کو ہے بیچِ تاب آئینے پر  
ہے تاشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر  
گر کرے ہوں امر، خیرِ برآں آئینے پر  
رکھ دیا پہلو بوقتِ اضطراب آئینے پر ؟



ق حایہ ق

دائرِ خوبی جگر ہے صبر، و فیضِ عشقِ مستفی  
النہی، یکِ قیامتِ علورِ آٹولے بدخشاں پر



ق حایہ ق

خطِ نوحین، نیلِ چشمِ زخیرِ صافیِ عارض  
۱۰ حلال آسائیں رہ، گر گشتِ ادنیائے دل چاہے  
لایا آئینے نے یحزیر پر طوطی بچکے آخر  
ہوا، مہِ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ، آخر  
ہوا نامورِ چشمِ عزیمت، زخیرِ خدنگ، آخر  
توب کر مر گیا وہ صبرِ بالِ افسان کہ مضطر تھا



لکھیں یاروں کی بدستی نے میخانے کی پامالی  
 آند، پری میں بھی آنگد شوقِ یار قائم ہے  
 ہونِ فطرہ نشانیہاے سے بارانِ سگد آخر  
 نہیں ہے نئے سے حالِ عیدناہے جگد آخر



۷۹

پیش، بے خبرِ جنوں، نوہار تر  
 قاتلِ جرمِ ناز، و دل از زخمِ درگداز  
 دل، درگدازِ نلہ، نگہ آید تر  
 ضمیرِ آبدار، و نگہ آبدار تر  
 چہرِ بہ، ہرگز نگہ، سوگوار تر  
 جوشِ چکیدنِ عرف، آئینہ کلوتر  
 بحرِ دشتِ عشق، غمِ شکار تر  
 لیکن باہے عہدِ وفا اُسوار تر  
 جتنا کہ نا امید تر، ابدولتر  
 سببِ یفسار، و آندِ یفسار تر  
 آئینہ داغِ حیرت، و حیرتِ شکنجِ یاس



۸۰

دیا یاروں نے سپوشی میں درماں کا قرب، آخر  
 دگرِ گل، جادۂ نازِ نگہ سے حدِ مولف ہے  
 غرورِ خط، وقتِ نزعِ نونہا یقراری سے  
 آند کی طرح میری بھی، بخیر از صبحِ رخساراں  
 ہوا، سکے سے، میں آئینہ دستِ طبیب، آخر  
 ملیں گے سزلِ الفت میں م اور عدلیہ، آخر  
 نیازِ پرفشانی ہوگا صبر و شکیب، آخر  
 ہونِ شامِ جوانی، اے دلِ حسرتِ نصیب، آخر

۱۔ اے، ج۔ پردے میں (جو کتاب)۔ ۲۔ ب۔ ج۔ بک۔ ۳۔ اے، ج۔ لغز، بفرار۔ ۴۔ ب۔ ج۔ لغز، بیلر ہاں  
 افسان ہوا۔

سُونِ بَکدَلِ ہے لُذتِ یسدا دُغنی پر  
تکلفِ عارِ عارِ التباسِ یقراوی ہے  
کہا وحشت ہے کامے دیوانے، چشِ او مرگِ او بلا  
کو جو برقِ حوں پروانہ، بالِ انداں ہے سحرمن پر  
کہ رشتہ باندھا ہے پیرمن انگشتِ سُونِ پر  
دکھن بیجا بنا ہے خانہ زنجیرِ شیون پر

شیشہ آفتاب، رخِ بُرِ دور  
بسکہ ہوں بدرِ مرگِ ہی نگراں  
بار لائی ہے دانہ عامے سیرِ شک  
ظلم کرنا گداے عاشقِ پر  
دوستو، بھر ستمِ رسیدہ سے  
زندگانی بہ اعتمادِ غلط  
کیجیے، جوں اٹک، اور نظرِ مرق  
عرق از خطِ چبکہ، روغنِ مور  
مردِ مک سے ہے حالِ بر لبِ گور  
مژدہ ہے رشتہ رزِ انگور  
جوں شاہانِ حسن کا دستور  
دُغنی ہے، وصال کا مذکور  
ہے کہاں قیصر اور کہاں فقور؟  
اے اے، ہے هنوز دگلِ دور

یگانہ وفا ہے ہواے چمنِ هنوز  
یارِ بہ، بہ دوست ہے کس کی نگاہ کا؟  
وہ سبزِ سگ پر نہ اگا، کوہِ مکن، هنوز  
ہے درِ بطِ مشک و داغِ سواغِ حقِ هنوز

جوں جادہ، سر بکڑے تھامے پیدل      زنجیرِ پا ہے رشتہ حُب الوطنِ حنوز  
میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا      بیرونِ دل نہ تھی پشیمانیِ حنوز  
تھاجم کو عارِ عارِ جنوںِ وفا، آمد      سُوزِ مہم تھا نہ تھکے گلِ پیرِ حنوز

۸۹

۵

میں ہوں سراپِ یک پش آموختنِ حنوز      زخمِ جگر ہے نقش لبِ دوختنِ حنوز  
اے شعلہ، فرستے کہ سُرخِ دل سے ہوں      یکسر بندِ مدِ جگرِ آموختنِ حنوز  
خالوسِ شمع ہے کھنکھنِ کھنکھنِ شوق      در پردہ ہے معاملۂ سوختنِ حنوز  
بھنوں، فہونِ شعلہ خرابیِ فساد ہے      ہے شمعِ جادہ، داغِ بغروختنِ حنوز  
گو یک شرور کا سازِ چراغِ کروں، آمد      ہمِ طرب ہے پردگیِ سوختنِ حنوز

۹۰

۵

قربِ صنعتِ ایجاد کا نمائندہ دیکھ      نگاہِ عکسِ فروش و خیال آئینہ ساز  
ہنوں اے اثرِ بد، تنگِ رسوائی      نگاہِ شبِ خرام، و درِ دو عالم باز  
ز بس کہ جلوۂ مبادِ حیرت آرا ہے      اُڑی ہے صفحہِ خاطر سے صورتِ پرواز  
بھرمِ فکر سے دل مثلِ مرجِ لرزاں ہے      کہ شبِ نازک، و صبا ہے آبِ گداز  
آمد سے ترکِ وفا کا گہاں وہ مینی ہے      کہ کونجیے پر طائر سے صورتِ پرواز

۱۰۹ و ۱۱۰ لا غلو۔ ۱۱۱ لا غلو۔ مگر سب ج نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ ۱۱۲ لا غلو۔ گو یک۔ (سوکاتب)۔  
۱۱۳ لا غلو۔ ۱۱۴ لا غلو۔ ۱۱۵ لا غلو۔ ۱۱۶ لا غلو۔ ۱۱۷ لا غلو۔ ۱۱۸ لا غلو۔ ۱۱۹ لا غلو۔ ۱۲۰ لا غلو۔  
۱۲۱ لا غلو۔ ۱۲۲ لا غلو۔ ۱۲۳ لا غلو۔ ۱۲۴ لا غلو۔ ۱۲۵ لا غلو۔ ۱۲۶ لا غلو۔ ۱۲۷ لا غلو۔ ۱۲۸ لا غلو۔ ۱۲۹ لا غلو۔ ۱۳۰ لا غلو۔

تختِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار هنوز  
دوریں در زدہ ہے رخنہ دیوار هنوز  
چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا میزہ خار هنوز  
جادو ہے واشدندِ پیچش طومار هنوز  
میزہ ہے شانہ کثرِ طسّرہ گفتار هنوز

داغِ اطفال ہے دیوانہ بکھار هنوز  
خانہ ہے، سبیل ہے، ٹھوکر دہار هنوز  
آئی بک عمر سے معذورِ تماشا زکس  
کیوں ہوا تھا طرفِ آبلہ پا، یارب؟  
ہوں غموںی چمنِ حسرتِ دیدارِ آمد

ہے کفِ مشتاقہ میں آئینہ گلِ هنوز  
حسرتِ آئینہ ہے تجبِ ناتملِ هنوز  
مانگے ہے شہاد سے شافہ سبیلِ هنوز  
تسلِ استاد ہے ساغرِ بے مِلِ هنوز  
شاخِ گلِ زخمی ہے، نالہ بلبلِ هنوز  
خیشہ بے بادہ سے جا ہے ہے نقلِ هنوز

حسنِ خودآرا کو ہے منورِ تفاقِ هنوز  
سادگی بک خیال، شوخی صد رنگِ نقش  
سادہ و پُرکارتر، غافل و حیارتر  
ساق و تعلیم رنج، محفل و تمکبِ کراں  
۱۰. ٹھنڈی مونس در نظر، بک جہا پیچہ  
دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے، آمد

غجے میں دھنگ ہے، حوصلہ گلِ هنوز  
ہے میزہ خوابناکِ رخصتِ سبیلِ هنوز

چاکِ گریہ کی ہے ربطِ ناتملِ هنوز  
دل میں ہے، سودائے زلف، مستِ تفاقِ هنوز

پرورش نالہ ہے وحشتِ پرواز سے  
عق کینکلو دود، وحشتِ دل دورگرد  
لنتِ قسریرِ عشق، پردگیِ گوشتِ دل  
آئہ انتحاب، خدرِ تنافل، اند

ہے نہ ہالہ پری بیضہ بلبل ہوز  
دامِ نہ سبزہ ہے، حلقہ کاکل، ہوز  
جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تھیل ہوز  
شش جہت اسباب ہے وعرِ توکل ہوز

### ۸۹

۴۰

کٹو پابانِ نسا و کجا جولانِ عجز  
ہو قبولہ کم نکامی، نختہ اصلِ نیاز  
ہوئے ہا، انتخابِ بدگاہیہاے حسن  
حسن کو غنوں سے ہے پرشیدہ چشماے ناز  
اضطرابِ نارسائی، مایہ شرمندگی  
وہ جہاں مستدینِ بارگاہِ ناز  
بسکے پایاں ہے صراے محبت، اے اند

آلبے باکے، ہیں یں رفتار کو دندانِ عجز  
اے دل و اے جانِ نازاے دین و اے پابانِ عجز  
یہاں ہومِ عجز سے مایہ جہدہ جولانِ عجز  
عشق نے واکِ ہے مر یک عار سے مژگانِ عجز  
ہے عرقِ ریزیِ تحلیت، جوشِ طرفانِ عجز  
قامتِ خوباں، ہو عرابِ نیازستانِ عجز  
گرد ہاد اس راہ کا، ہے عقدہ پلانِ عجز

### ۹۰

۴۱

نہ بدما تھا بدم قشرِ دلِ مسور ہوز  
سبزہ ہے نوکِ زبانِ دمنِ گور ہوز  
صد تھیل کدہ ہے صرفِ جینِ غسوت  
ذخیرِ دل میں ہے نہاں غنچہ پیکانِ نگار

تب سے ہے یں دمنِ بار کا مذکور ہوز  
حسرتِ عرضِ نما میں ہوں دنجور ہوز  
پرم میں ہے غبارِ شررِ طسور ہوز  
جملوۃ باغ ہے دو پردہ ناسور ہوز

۲ ب ح تھیل - ۸ ب ج د و ہ ندرہ (سورکاب) - ۹ افسہ فی ہلے، مرحد شرمندگی - مگر مرث ج نے اے شاعر  
نہ کیا۔

عالم آیا نہیں یک دانہ انگور نمود  
سرخوش خوابِ بے وہ رنگِ نمود نمود  
نظر آتی نہیں صبح شمعِ دھندل نمود

پائو آؤ آہہ راور طلسم سے میں ہوا  
گل کھلے غنچے چمکنے لگے اور صبح ہوئی  
اے لہذا ہو کر بخت سے ظاہر ہے



| Response  | Percentage |
|---|------------|
| Yes, the current system is the best way to run the country    | 55%        |
| No, the current system is not the best way to run the country | 45%        |

وقتِ عرضِ عُقْدہ، عالمِ متصلِ مَلِکِ نفس  
 بالذات ہے، رُکِ کُل، آئینہ نامِ چاکِ نفس  
 ہے بصراۓ تحقیر، چشمِ فرمان، جُرس  
 ہے رُکِ تنگیِ فسانِ نینِ شعلہ، خار و خس  
 بیجِ نابِ جادو، ہے یالِ جوہرِ تیزِ عکس  
 ظاہر، صابرِ مذاں ہے کُفرِ مونس

حاصلِ دلچسپی ہے عمرِ کونہ اور ہر  
کیوں نہ طوطی طبعِ لغتہ پھرائی کرے  
اے اداہماں، صدا ہے تکی فرصت سے غوں  
تیز تر ہوتا ہے شخصِ تدخیموں عجز سے  
حقِ راہِ تعب، منعِ دخلِ غور ہے  
اے ادا، م خود اسیرِ رنگ و بوے ماغ میں



Figure 1 consists of two bar charts, (a) and (b), showing the percentage of respondents for different levels of agreement with the statement 'The government should do more to protect the environment'.

Chart (a) shows the percentage of respondents for different levels of agreement with the statement 'The government should do more to protect the environment'.

| Level of Agreement | Percentage of Respondents |
|--------------------|---------------------------|
| Strongly agree     | 45%                       |
| Agree              | 35%                       |
| Disagree           | 15%                       |
| Strongly disagree  | 5%                        |

Chart (b) shows the percentage of respondents for different levels of agreement with the statement 'The government should do more to protect the environment'.

| Level of Agreement | Percentage of Respondents |
|--------------------|---------------------------|
| Strongly agree     | 55%                       |
| Agree              | 30%                       |
| Disagree           | 10%                       |
| Strongly disagree  | 5%                        |

بیچ ناپِ جاہ، ہے خطرِ کفِ افسوس و ہس  
بیچکے، مددِ صرفِ چاکرِ پردہِ فانوس و ہس  
کاکہ زانو، ہے مجھ کو بیضہِ طاؤس و ہس  
راہِ صحرائے حرم میں ہے، حرسِ ناقوس و ہس  
غنیجہِ خاطرِ رہا، افسردگیِ مائوس و ہس

۱۰۔ دشتِ آفت میں ہے خاکِ کشتگاہِ عبوس و بس  
نیم رنگِ بھاسے شمعِ محفلِ خویاں سے ہے  
ہے تصور میں نہاں سرمایۂ مد گستاں  
کفر ہے، لہجہ از وغور شوقِ رہبرِ ڈھونڈنا  
ہے جہاں گلِ بختِ عشقِ شگفتہ ہے، اسد

[illegible]

کرتا ہے، یادِ بہتِ رنگیں، ذلِ مایوس  
 تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ رلیخا؟  
 جہت سے ترے جلوے کی، ازسکھ میں پیکار  
 دریاؤںِ محبتِ اغیار غرض ہے  
 ہے منق، اند، تنگ وصل کی منظور

وگد ز نظر رفتہ، حنائے کفّہ افسوس  
 ہے بالتر دل سوخکاں میں، ہر طاؤس  
 غور، قطرۂ شبنم میں ہے، جو شمع ہفتاوس  
 اے نامہ رسانی، نامہ رسانی چاہیے جاسوس  
 ہوں خاکِ فنی از بے ادراکِ فنیوس

گب فقیروں کو رسائی 'ہٹ' میخوار کے پاس؟ • نوئے بودیمے میخانے کی دیوار کے پاس

ہوتی ہے اسکا صرف مشورہ ممکن ہے۔ آئیں شروع فرمیں۔

بلند آواز حنا، مے وونیر، مسدہ چار آتش  
کرے مے حکیم، کورشید، آہرے روئے کار آتش  
نکلے کب، نہال شمع، مے تخم شرار آتش

۱۱۔ اے، قد جلوه نظر جوئی۔ ۱۲۔ اے، 'ن' ہے روح دوست کی۔ ۱۳۔ اے، اے، پہلے، و جوش اتصال صل۔ ۱۴۔ اے، عظم مرزا ہے کہ اصلاح خانیسے میں کی گئی ہے۔ ۱۵۔ اے، قد پیداوے، نگار مریم رافقہ، بیکر انسون۔ ۱۶۔ اے، میں خانیہ ہے، ہمارے شرم میں پیداوے ہے، کر کاٹ دیا کرنا ہے، لیکن کوئی نصیح نہیں کی گئی۔ ۱۷۔ اے، ہائوسہ کو لفظ جدیدہ والوں نے تارواہ لکھ دیا ہے۔ ۱۸۔ یہ، قد، ج، نکالنے گیا۔ ۱۹۔ اے، میں خانیہ ہے، متن میں مصرع پہلے یعنی لکھا گیا، لیکن کسی نے نکال دیا ہے۔ ۲۰۔ اے، لفظ نکال لکھ دیا اور مرزا کر کاٹ کر دیا۔ ۲۱۔ اے، یہ۔

خیال نہ دے، نہ سرجوشِ سوداے غلط نہیں  
ہوئے پریشان، برقِ خرمشاے خاطر ہے  
نہیں، برق و شرر، جز وحشت و ضبطِ تید نہا  
دھوں سے آگ کے، اکابرِ دنیا بار ہو پیدا

اگر رکھتی نہ خاکسَرِ فینی کا غبار، آتش  
بسالِ شعلہِ پتاپ ہے پروانہ زار، آتش  
بلا گردانِ بے پروا خرابا ہے بار، آتش  
اسدِ جہدِ پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش



۹۶

بالقبر حق ہے جلوۂ گردِ سوان، آتش  
اگر مضمونِ خاکسَر کرے دیباچہ آوان  
کرے ہے لطفِ اندازِ برمتِ گوئیِ خویاں  
دیا داغِ چکر کو آہ نے سلسلِ شکفتن کا  
اسد، قدرت سے جہد کی، موزِ مرکب و زما کو

کہ ہے، دودِ چراغاں سے، بھولائے یدادِ آتش  
نہ باندھے شعلہٴ آسمانِ غیر از گردِ بانِ آتش  
بغروبِ نگارِ شہاے سطرِ شعلہ باد، آتش  
جو بالبد، غیر از جنبشِ دامنِ باد، آتش  
شرارِ سنگِ بُت، ہر بنائے اعتقاد، آتش

ع



۹۷

اشمع سے ہے، یزہ انکسَرِ تختیرِ درِ دھن  
جون پر طاقوسِ جوہر، نختہ مشرقِ رنگ ہے  
رنجشِ حیرت سرشار، سچہ صافیِ چکش

شعلہٴ آوازِ خویاں پر، چنگارِ سماع  
بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ عوِ اختراع  
جوہرِ آئینہ ہے بل، گردِ بدلِ نزاع

۱ الفہ لغ خیال دور - (سوکاتب) - ۲ الفہ لغ خاطر ہے - (سوکاتب) - ۳ الفہ قا، دھنوی (سوکاتب) اور  
حاشیے میں لکھا ہے: فلفط جہد والوں نے دھنوی (سوکاتب) کو دھنوی سے بدل دیا ہے۔ ۴ الفہ قا، بے رنگ  
اور - ۵ الفہ قا، ہی پر بنائے لٹاؤ - ۶ الفہ بکسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ عوِ اختراع - اور حاشیے میں لکھا ہے  
کہ دگر، کو کات کر دھو بنایا ہے - عرشِ عرض کرا پر کہ لٹ میں سوا دگر، کو دگر لکھا ہے - اسی طرح دھن،  
ہی مانتا، کی تصدیق ہے -



چار سوئے دہر ہیں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصان سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع  
آتشا، غالب، نہیں ہیں دردِ دل کے آتشا رونہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استہزاء؟

غ

۹۸

ف د

عشاق، اُنکِ چشم سے دھوویں ہزارِ داغ  
جوں چشم، باز ماندہ ہے تھر بکِ بسوئے دل  
بے لالہ عارضانِ بھوئے نگہبختِ باغ میں  
جوں اعتبارِ نامہ و خط کا ہو مُہر سے  
ہوئے ہیں بحرِ جلوۂ خود سے، شادگان  
وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بشار، آمد  
دیشا ہے نور، جوں گل و شبنم، ہزارِ داغ  
دکھتا ہے داغِ نازہ کا یں انتظار، داغ  
دیتی ہے، گسری گل و لعل، ہزارِ داغ  
یوں عاشقوں میں ہے سبیرِ اجبار، داغ  
دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اخبار، داغ  
دکھلائے ہے بھوئے دو جہاں لالہ زار، داغ

۹۹

ف د

بلبلوں کو دور سے کرنا ہے منبعِ بارِ باغ  
میں کون آیا جو چمنِ پشادِ استقبال ہے؟  
میں وہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ عمار  
میں آتشِ رنگِ رخِ ہو گل کو بجھنے سے فروغ  
کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل گتہ بیکہ؟  
جوشِ گل، کرنا ہے استقبالِ غرورِ آمد  
ہے زبانِ پاسبان، غارِ سرِ دیوارِ باغ  
جیشِ موجِ صبا، ہے شوخو رفتارِ باغ  
مردمِ چشمِ نواشا، نقطۂ پُرکارِ باغ  
ہے دلِ سردِ صبا سے، گرمیِ بازارِ باغ  
کے زبانِ غنچہ گوہر، کے زبانِ غارِ باغ  
زیرِ مشقِ شعر، ہے نقشِ لڑ بے احضارِ باغ

۱۔ لٹ ہے مطوم ہوتا ہے کہ ف میں پہلے تھا، رونہ نقصان تصور ہے ۔ ۲۔ اللہ قد و سجدہ بھائے دھوے ۔ ۳۔ اللہ  
ف پہلے، مر نام تصور دیتی ۔ مگر مرتب ح نے اسے ظاہر نہیں کیا ۔

ف

﴿ ۱۰۰ ﴾

ف، حلیہ، ل، کا

نامہ بھی لکھئے ہو، تو بظرف غبار، حیفہ  
 پیش از نفس، بنال کے کرم نے وفا کی  
 بھی میرے ہی جلانے کو، اے آویسطہ ریز  
 گل، چہرہ ہے کو حقیقتی مزاج کا  
 \* میں میری منیر خاک سے اُس کو کُندوریں  
 بنا، اُس میں سرمۂ چشم رکابِ بار  
 رکھئے ہو مجھ سے اتنی کُندورت، ہزار حیفہ  
 تھا عملِ نگاہ بدوشِ شرار، حیفہ  
 گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیفہ  
 گہرا دھڑ ہے بہر سخاوت سے ہمار، حیفہ  
 ہائی جگہ بھی دل میں، تو ہو کر غار، حیفہ  
 آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار، حیفہ

﴿ ۱۰۱ ﴾

ف، حلیہ، ل، کا

جستیِ مہرباں ہے یفلذکِ طرف  
 متجلی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن  
 تخمین یاد دادۂ دعویٰ میں، ہو، سو ہو  
 ۱۰ نصفِ دل و جگر، غلٹر غمزہ مائے ناز  
 دردِ آفریں ہے طبعِ اَلم خیزِ یک طرف  
 خوابِ گزانِ غمروں پرویزِ یک طرف  
 مِ یک طرف میں، برفِ سردیزِ یک طرف  
 کاوشِ فردوسِ مسدودِ نسیزِ یک طرف  
 ۱۱ یسارِ دل و تنہا انگیزِ یک طرف  
 دامنِ عوس ہے زائیدِ دلاویز، یک طرف  
 جستیِ مہرباں ہے یفلذکِ طرف  
 متجلی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن  
 تخمین یاد دادۂ دعویٰ میں، ہو، سو ہو  
 ۱۰ نصفِ دل و جگر، غلٹر غمزہ مائے ناز  
 دردِ آفریں ہے طبعِ اَلم خیزِ یک طرف  
 خوابِ گزانِ غمروں پرویزِ یک طرف  
 مِ یک طرف میں، برفِ سردیزِ یک طرف  
 کاوشِ فردوسِ مسدودِ نسیزِ یک طرف  
 ۱۱ یسارِ دل و تنہا انگیزِ یک طرف  
 دامنِ عوس ہے زائیدِ دلاویز، یک طرف

# ك

﴿ ۱۰۲ ﴾

ق۔ ۱

اس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی، اسد زور نسبت سے رکھتا ہے، فساداً کا نك

﴿ ۱۰۳ ﴾

ق۔ ۱

نما قیامت شبِ نفوس میں گزر جائے کی عمر سات دن م بہ بھی پہاڑی ہیں، صحر ہونے نك

﴿ ۱۰۴ ﴾

ق۔ حاتیہ ق۔ ۱

آنے میں بارہ ماہے جگر دہلیانِ اشك لا با ہے لعلِ یش ہا، کاروانِ اشك  
ظاہر کرے ہے جنبشِ میزگان سے مُبدعا طلائفِ حاتم کا ہے اشارہ، زمانِ اشك  
میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ نِ عرق از بکے صرفِ نظرہ زنی تھا بیانِ اشك  
روئے نے طاعت اتنی بھڑی کہ ایک بار میزگان کو دوں فساد، بے انتہاںِ اشك  
دل خشک کو ہے طربِ حد چمن ہار باغِ بخشوں تیدن، و آبِ روانِ اشك  
سبیلِ پناہ سے منور شبنم ہے، آفتاب جھوڑے نہ چشم میں پُشر دل، فغانِ اشك  
منگام انتظارِ قدومِ بناب، اسد ہے بر سرِ میزہ نگراں، دہلیانِ اشك

۱۔ ب۔ ق۔ ساہو۔ ج۔ ط۔ ہونے نك (سہولت)۔ ۲۔ ا۔ ح۔ صدد : ۱۰۰، اب بیان۔ ۳۔ ب۔ ق۔ اشارہ۔ ۴۔ ج میں یہ شعر  
باجوڑی نمبر پر ہے۔ ۵۔ ب۔ ق۔ جلیدن۔ ۶۔ ا۔ ح۔ ق۔ پہلے۔ ۷۔ ح۔ مالِ انتظار۔ غالب نے سرِ حالہ کو نظرہ کر کے قرعہ اصلاح کر  
ہے۔ ۸۔ مگر صرف ج نے اسے ظاہر نہیں کیا۔

# ک

﴿ ۱۰۵ ﴾

۱۰۵

نیز ہر دست و بازو سے قاتل، دعا نماگ  
یعنی، دعا بجز تحسیر زہرِ دونا نماگ  
کاشانہ بسکہ نگ ہے، غافل، ہوا نماگ  
جز پستو چشم، نخفہ عرضِ دونا نماگ  
دشنِ سمیر، ولے نگہ آفشا نماگ  
آئینہ دیکھ، جسمِ برگر دعا نماگ  
سر پر، وبالِ مابینہ بالِ ہما نماگ

اسے آرزو شوید وفا، خونِ ہما نماگ  
گناہی وصال، ہے متشاطیہ نیاز  
برم ہے، برمِ بلجہ، یک جنسِ قضا  
جس، طیسر حسنِ قضا، ہے، زینہار  
میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں  
نظارہ دیکھ، و دلِ غسوی آتس دگر  
یک بخت لوج، خورِ نیکیاری آمد

# ل

﴿ ۱۰۶ ﴾

۱۰۶

ظلالِ قضا سے پیدا ہے کمال  
روزِ روشن، شامِ آن سوئے کمال  
ہے نہالِ شکوہ، رجحانِ یغمال  
عکسِ داغِ مد، ہوا عارضِ بہ حال  
دورۂ نھا، غرشید یک دستِ سوال

بدر، ہے آئینہ طلاقِ حلال  
ہے یادِ زلفِ مشکین مال و ماہ  
بسکہ ہے اصلِ دیدہا، غبار  
صافیِ رخ سے ترست، مگام شب  
خود سے تیرت ہے اس کی روشنی

۱: ہدج بگم حاد۔ ۲: اللہ، لقا، شک ملوی۔ ۳: اللہ، فاج، صافی دھلا ہے۔ ۴: فاج، داغ شب۔ ۵: اللہ، فاج  
بیسر، نور جہر ہے۔ ۶: اللہ، کات کر جیسے اصلاح کی ہے۔ ۷: مگر مراد ج ہے اللہ ظہر نہیں کیا۔ ۸: فاج، جودہ ہے۔

شورِ حشر اُس قہ قامت کے حضور      سائبہ آسا ہو گیا ہے پایمال  
ہو جو بلبل پھوڑ فکسرِ آند      غنچہ نقارِ گل سرِ زیرِ بال

۱۰۷ ﴿﴾

۵

مر عضو، غم سے ہے شکن آسا شکِ دل      جوں زلفِ یار، ہوں میں سراپا شکِ دل  
ہے سرفروشت میں دقیرِ واشکنگی      جوں خطرِ شک، بہر جا شکِ دل  
امواج کی جو یہ شکنیں آنکھار میں      ہے چشرِ اشکِ ریز سے، دریا، شکِ دل  
نمازیِ ضبب، درشتیِ غم سے ہے      اُتبدِ نا اُتبد، و تما شکِ دل  
ہے نگِ ظلمِ جرج سے بخلے میں آند      صبا فسادِ خاطر، و یضا شکِ دل

۱۰۸ ﴿﴾

۵

میں، بوخت، انتظارِ آوارۂ دشتِ خیال      اک سفیدیِ طلق ہے دوز سے، چشرِ غزال  
ہے نفسِ پروردہ، گلشن، کس حوائے بام کا؟      طوقِ قریٰ میں ہے، سرورِ باغ، ربانِ یغال  
م غلط سمجھے تھے، لیکن ذخیرِ دل پر دم کر      آفراسِ پردے میں تو ہنسی تھی بے صبرِ وصال  
یکسی اندر دہ ہوں، اے ناتوان، کیا کروں؟      جلوۂ خورشید سے ہے گرم، پہلو سے حلال  
شکوہ درد، و دردِ داغ، اے بیوا، منظور رکھ      خونِ ہائے بک جہاں اُتبد ہے، بڑا خیال  
عرضِ دردِ بیوفائی، و حشرِ اندیشہ ہے      خونِ حوادل نا جگر، بارب، زبانِ شکوہ لالا  
اُس چا مشربِ پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے آند      مالِ سنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال

ظاہر ہے اس چمن میں لالہ مادرِ زاد گل  
 غصے سے منقارِ بلسل وار ہو فریاد گل  
 شمع ساں ہو جائے قسطِ عامۂ یزداد گل  
 شاخِ گل میں ہو ناہ، جون شاہِ درخشاں، گل  
 ہے شرارِ بھسہ، سرِ زہرِ فریاد گل  
 تختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیالِ آباد گل  
 غصۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ عباد، گل  
 شمعِ "خلوئے کبھی، مرچہ بادا باد، گل  
 حسرتی کرتی ہے، میری خاطرِ آزاد، گل

جرِ عرضِ حال ششم سے رقمِ ایجاد گل  
 کر کرے انعام کو آغاز میں میں باد گل  
 کر جزیرِ باغ کھنچے قشرِ روئے یار کو  
 نستِ رنگی سے جو رخ پر واکرے زلفِ رسا  
 "سرِ عاشق ہے فروغِ افواہے آبِ روئے کار  
 ہے، تصور، صافِ قطعِ نظر از غیرِ یار  
 گلشنِ آبادِ دلِ بروج میں ہو جائے ہے  
 برقِ سامانِ نظر ہے، جلوةِ بیادِ حسن  
 حاک ہے عرضِ ہارِ صد نگارستانِ آمد

ہے چمنِ سرمایۂ بالبدنِ صد رنگ، دل  
 ہے شررِ موموم، اگر دکھنا خود سے سگ دل  
 ٹھنڈہ ساں ہے کتبۂ زر پر خیالِ تنگدل  
 کس قدر ہے فتنہ و سائے عمارِ مگدِ دلا  
 کھینچتا ہے آج تلے خارج از آئینہ دل  
 ظاہر رکھتا ہے آئینہ اسیرِ رنگ دل

"اگرچہ ہے یک بعضِ طووس کیا نگہ دل  
 بدلوں سے ہے، ہنر، جو خراشِ آب از سراب  
 رشتہ فہیدہ "سک ہے بہ بندِ کوئی  
 ہوں زبا افتادۂ اندازِ بادِ حسنِ سز  
 توڑی ہے پروا کے تانوں، مگر سارِ خلوت  
 "اے آمد، عاشق ہے طوطیِ شکرِ گفتارِ طبع

۱۰ "میراج ششم ہے۔ ۹۔ لہذا "لہذا" لڑوئی کرتی ہیں۔ مگر سراج نے اسے ظاہر میں لگا، "ج" حسرتی کرتی ہیں۔

۱۱ "لہذا" لہذا "شرر" موموم، اصلاح پر مادہ، "ج" جوئے۔ ۱۲ "لہذا" لہذا "نورِ پروا" (سور کاہ)۔

دہانگان کا چلارہ فروغ ہمارے ہے شاعر گل میں بختِ خویں بجائے گل  
بزرگانِ نیکِ رسائیِ لختِ جگر کہاں اے وائے اکر نگاہِ ہر آئنا ہے گل

۴

اثرِ کندی فرماؤ نارسا معلوم غارِ نالہ کیں گاوِ مستدام معلوم  
بندِ حوصہ عشقِ جلوہ دہری ہے وگرنہ حاشہ آئینہ کی آٹھا معلوم  
ہمار، دو گرو غنچہ شہرِ جولان ہے طلسر ناز، بحرِ نگرِ فنا معلوم  
طلسرِ خالک کیں گاوِ یک جہاں سودا ہر گز تکیہ آسائشِ فنا معلوم  
تکلف آئینہ دو جہاں مدارا ہے سراغِ یک نگہِ فہر آٹھا معلوم  
اندِ فریختہ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبری وعدہ وفا معلوم

سک میں بدستِ شکنِ شکنِ مہمان م موئے شبنم کو سمجھے ہیں حلیہ بہاء م  
بسکہ مر یک موئے زلفِ آفتاب ہے، ہے نازِ شمع بحرِ شرب کو سمجھے ہیں دستِ شاہ م  
مے فروغِ ماہ ہے، مے موج، اک تصویرِ چاک تیل ہے، مریں کٹاں کرے ہیں تا وبراہ م

۱۔ ب۔ ج میں مے مہر ہے۔ ۲۔ آئینہ ز طلسر۔ غنچہ خاک ہے موج۔ ۳۔ ج مہر ہے۔ ۴۔ اس پر لا لا، لکھ کر مانی ہے میں اصلاح کی گئی ہے۔ ب۔ ج۔ یک۔ ج۔ و۔ لکھ۔ ج۔

آتشا تعمیرِ خوابِ سبزۂ بگلاب م  
جوں زبانِ شمع، داغِ گرمِ افسانہ م  
سنگِ بالیدہ کو موتے سرِ دیوانہ م  
پُچکے پُچکے جلتے ہیں۔ جوں شمعِ کھلوخانہ م  
برخاستہ سوختن ہیں، صورتِ پروانہ م

مشقِ از خود رنگی ہے، میں بگلزارِ خیال  
فرطِ یخولب ہے، میں شبہائے ہجرِ یار میں  
جاتے ہیں، جوشِ سودائے زلفِ یار میں  
بسکہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے  
شاعرِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار ہے



۱۱۴

شعلہا نذرِ مصدر، بلکہ آتشِ خانہ م  
دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں، جوں شائد، م  
عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ م  
تکڑے بالین ہیں، جوں موتے سرِ دیوانہ م

رفنے میں افسردگی سے سخت پیدردانہ م  
حسرتِ عرضِ تنہا یار سے سمجھا چاہیے  
کثیرِ عالمِ بطوفانِ فضاں دے، کہ ہیں  
وحشتِ ہر اہلِ بیچ و خسر متی ہو چہ



۱۱۵

رفیقِ تنہائے دیہلو ہیں م  
عبثِ محفلِ آرائے رفتار ہیں م  
کہ خطِ پیش سے شرِ کار ہیں م  
نگینِ دلہائے اغیار ہیں م  
بہارِ آفرینا، گنہگار ہیں م

از انہما کہ حسرتِ کثیرِ یار ہیں م  
رسیدنِ گلرِ باغِ واساندگی ہے  
نفسِ مروتِ معزولِ شعلہ ڈروندن  
فضائلِ کسبِ گاہِ وحشتِ شناسی  
غنائے گلشن، تنہائے چین

۱۔ ب۔ لعل، پچکے جلتے ہیں (سجوا کتاب)۔ ۲۔ نامِ جانہ۔ ۳۔ لعل، ن چلتے، شمع روہاں ہے، لعل۔ ۴۔ لعل میں سہرا دھرا  
صریح ہوائے سروش کا لکھا دیا ہے۔ ۵۔ ۱۱۔ ب۔ ج۔ محفل۔ ۶۔ ۱۲۔ ب۔ ن۔ لعل کا ہے کتاب نے سوا بہارِ ارباب لکھا  
۷۔ لعل نے دواں جگہ ایسے لم ہے مآوردہ بنایا ہے۔



نہ فوقِ گریباں، نہ پروائے دامن  
نکہ آشنائے گل و خار ہیں م  
آمد، شکوہ کفر، و دعا ناپیاس  
مجمومِ تنائے لاجار ہیں م

۱۱۶

جس دم کہ جادہ وار ہو مگر نفس تمام  
پہاشر زمینِ روِ عسر بس تمام  
کیا دے صدا؟ کہ کلفتِ کم گشتگاں سے آہ  
ہے سرمہ، گردِ رو، بگلوے جس تمام  
ٹوٹا ہوں کوچہ کردی بازوئے عشق سے  
ہیں خارِ راہ جو مر تیغِ نفس تمام  
اے بالِ اضطراب، کہاں تک فردگی؟  
یک پرزدن تیش میں ہے کارِ نفس تمام  
گرا جو آشیان کا تصور بوقتِ بند  
مزگانِ چشمِ دام ہوئے، خار و خس تمام  
کرنے پائے ضعف سے شورِ جنوں، آمد  
اب کے، ہمار کا یہیں گزرا برس تمام

ن

۱۱۷

خوش و خوشی کے عرضِ جنونِ فنا کروں  
جوں گردِ راہ، جامۂ حسنی قبا کروں  
گر بعدِ مرگ و حشرِ دل کا گلا کروں  
موجِ غبار سے پر یک دشت وا کروں<sup>۱</sup>  
آ، اے چارِ ناز، کہ تیرے خرام سے  
دمنار گردِ شاخِ گلِ نفسِ ہوا کروں  
خوش اوقاتگی ا کہ بھراے انتظار  
جوں جادہ، گردِ رو سے نگہ سرمہ سا کروں

۱۔ ہ۔ قاسم کاتب نے لکھا تھا۔ غالب نے اپنے لم سے لکھا دیا ہے۔ ۲۔ ب۔ لفظ لاجار قرار دیا، جسے حلقہ ہے۔ آخر  
میں غالب نے ناچار لکھا شروع کر دیا تاہم لاجار کو حلق جس غزل دہنے تھے۔ (مکتبہ باب ۲۰، طبع چھاپریا۔)  
۳۔ القہد قدح، القہد۔ ۴۔ ج۔ ہنوز۔ ۵۔ القہد ج، گلہ۔ ۶۔ القہد لاء، آئے ہمار (سورکاب)۔  
۷۔ القہد لاء، لعلادگی (سورکاب)۔

صبر اور یہ ادا کہ دل آویسے اس پر چاک  
وہ بیدارِ یکتا اقبال ہوں کہ میں  
وہ الہامِ لذتِ بیداد ہوں کہ میں  
وہ رازِ نالہ ہوں کہ بشرِ نگاہِ عجز  
درد اور یہ کہیں کہ وہ نالہ وا کروں  
وحشتِ داغِ سایہِ بالِ ما کروں  
نیغِ سَم کو بشتِ تحسینِ النجا کروں  
افسانِ غارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں

- ۱۱۸ -  
ج ۱

آسو کہوں کہ آہِ سوارِ ہوا کہوں؟  
اقبالِ حکمتِ دلِ بیدعا رسا  
مضونِ وصلِ حاتم نہ آیا، مگر اُسے  
دزدِ بدبِ دلِ سَم آمادہ ہے حال  
طرزِ آرزوِ بکھ سرافِ طبع ہے  
غائبِ ہمد نہ ہمِ تصور سے کچھ برے  
ابا عیاں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں  
اخترِ کو داغِ سایہِ بالِ ما کہوں  
اب طائرِ پردہِ رنگِ حنا کہوں  
مژگان کہوں کہ جوہرِ نیغِ نضا کہوں  
آئینہِ خیالِ کو طوطی نما کہوں  
ہے عجزِ بدی، کہ علیٰ کو خدا کا

- ۱۱۹ -  
ج ۱

گو کہ زخودِ رم کم دیکھتے ہیں  
خطِ لختِ دل بک فلم دیکھتے ہیں  
کہ آمو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں  
مژدہ کو جواہرِ رسم دیکھتے ہیں

۱۔ لفظ اور یہ کہوں (سیوکاٹ)۔ ۲۔ لفظ دا، طرزِ صبر (سیوکاٹ)۔ ۳۔ لفظ ج، جو علی۔ ۴۔ لفظ لہا، کہیں  
کہ از عودِ دشت (سیوکاٹ)۔

۱۲۰

نہ کا

کہ پر بادِ نظر، قابلِ تخیلِ نہیں  
تیرا رکتش میں کبھی آیتِ تیر نہیں  
جس کا دیوان کم از گشتِ کسمیر نہیں

آئہ دام کو سرے میں چھپانا ہے عجب  
مثلاً گل، زخم ہے میرا ہی سناں سے توام  
میر کے شعر کا احوال کہوں کیا، غالب

۱۲۱

نہ کا

دیوانگان کو دلِ موسِ حاتمیں نہیں  
برگِ حنا مگر میزۂ خوںِ شان نہیں  
اشکِ محاب، جز بوداعِ کھڑائی نہیں  
طاق، حرفِ حقِ خوابِ یگان نہیں  
بہ گردِ ورم جسز بسرِ امتحان نہیں  
اے آگہی، فریبِ غاشا کہاں نہیں  
اے دلفسردہ، طاقِ مبطِ ضل نہیں

جس جا کہ اے سہلِ بلا درمیاں نہیں  
کس جرم سے ہے چشمِ تجھے حسرتِ قول  
مر رگ گردش، آئہ بھادِ درد ہے  
جز عجز کیا کروں شمسائے بیخودی  
عسرت سے ہو جمِ دردِ پریشانی گماہ  
گل، غنجگی میں غرقِ مراے رگ ہے  
برقِ بھانِ حوصلہ آتشِ لگن، آمد

۱۲۲

نہ کا

اشکِ چشمِ دام ہے، مردانہ صباں یان  
نیشِ زبورِ عمل، ہے فشرِ آسماں یان  
ہے، ذریکِ لہی، نظریں جو مرغولان، یان

ہے زحیمِ آفریں آرائشِ بیدان یان  
ہے، گدازِ ورم، اندازِ چکینہاے خوں  
ناگوارا ہے میں، احسانِ صاحبِ دولان

جنہر دل سے ہوئے ہیں، خندہ حائے کار، وا  
کٹریں مزدور سگیں دست ہے، فرہاد، ہاں  
نظرہ حائے خونِ بسلِ زیمہ داماں ہیں، آمد  
ہے تماشا کردنِ گلچینِ جلا، ہاں

۱۲۳

ق ۶

سِر شِکِ آفتِ سر تھا نظرِ مزنِ مژگان سے جاتے ہیں  
مجمومِ سزۂ دیدار، و پروازِ تماشا ہا  
ہوئے یہ بخوبی چشم و زبان کو تیرے جلو سے  
ترے کو جیسے میں ہے، نشاط و امان کی، قاصد  
کیا مسزولی آئینہ؟ کو ترلر خود آرائی؟  
بمگر صبر، ابرو سے نہ نو حیرت ایما ہے  
رہے ہاں، شوخی و رفتار سے، ہا آستانے میں  
گلِ اقبالِ خس ہے، چشمِ بلبل، آشیانے میں  
کہ طوطیِ قفلِ زنگِ آلودہ ہے آئینہ حائے میں  
بر پروازِ زلفِ ناز ہے مدد کے شانے میں  
نقدِ دوآب ہے، اسے سادہ پرکار، اس بہانے میں  
کہ ہاں کم کر جینِ عہدہ فرسا آستانے میں

۱۲۴

ق ۶

فروز کی دوستی نے حرصِ قاتلِ ذوقِ کشتن میں  
۱۰ تماشا کردنِ ہے لطفِ زخیرِ انتظار، اسے دل  
دل و دین و خرد، نراچ نازِ جلوہ پیرانی  
ہوئے ہیں بچہ حائے زخم، جو مرتیغِ دشمن میں  
سوارِ داغِ مرہم، مر دمک ہے چشمِ سوزن میں  
ہوا ہے، جو مر آئینہ، تخیلِ مودِ سخن میں

۱۲۵

ق ۶

پاؤں میں جب وہ حنا ہانپتے ہیں  
میرے ہاتھوں کو جتا ہانپتے ہیں  
حسنِ افسردہ دلہا رنگیں  
شوقِ ککو با بچا ہانپتے ہیں

۱۔ لہذا جلا (سو کاتب) - ۲۔ لہذا دیدار پرواز (سو کاتب) - ۳۔ لہذا زباں (سو کاتب) -  
۴۔ لہذا رنگے - ۵۔ لہذا ہزار (سو کاتب) - ۶۔ لہذا سربا (سو کاتب) - ۷۔ لہذا

نیرے پہاڑ پہ میں سرمدی      وہ جو کافہ میں دوا بانڈھے ہیں  
 قید میں ہیں، اسیریِ آزاد      چشمِ زنجیر کو را بانڈھے ہیں  
 شیخ جی، کبے کا جانا معلوم      آبِ مسجد میں گدھا بانڈھے ہیں  
 کس کا دل زلف سے ہوا گاؤں کے آند      دستِ شاہ پہ تھا بانڈھے ہیں

۱۲۶

نہ ۱

صاف ہے لڑیکہ عکسِ گل ہے، گلزارِ چمن      جانشینِ جوہر آئینہ ہے، خارِ چمن  
 میں ہے زناکت بسکہ ضلِ گل میں معیارِ چمن      قالہِ گل میں لعل ہے خستہ دیوارِ چمن  
 تیری آراہی کا استقبال کرتی ہے بہار      جوہر آئینہ ہے بلِ نقشِ احسارِ چمن  
 بسکہ پانی بار کی رنگیں ادائی سے شکست      ہے، کلامِ نازِ گل، بر طاقِ دیوارِ چمن  
 وقت ہے، گر بلبلِ مسکین ڈلیناں کرے      بوسہِ گل جلوہ فرما ہے بازارِ چمن  
 وحشت افزا کر دھا موقوفہِ ضلِ گل، آند      چشمِ دریا بار ہے میر آہِ سرکارِ چمن<sup>۱۰</sup>

۱۲۷

نہ ۱

جوں مردِ ملکِ چشم میں ہوں جمع، نگاہیں      خوابیدہ بچہ نکتہ داغ میں آئیں  
 پھر حلقہ کا کل میں پڑیں دید کی راہیں      جوں دود، فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں  
 پایا سرِ ہر آرزو، جسکر گوشہِ وحشت      ہیں داغ سے معصوم، سفائی کی کلامیں  
 کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود دلراہ      آئینے کے پایاب سے آری ہیں سیاہیں

۱۰ آند، لہ، کر جانا - ۱۱ بہ نہ ج، عرا رو ہے - ۱۲ ح، یواب - (سوکاب) - ۱۱ آند، ج، ہے  
 عرو (سوکاب) - ۱۲ آند، ۱۰ پڑی (سوکاب) - ۱۳ بہ لہ، نگاہیں (سوکاب) - ۱۴ آند، بہ شر اگر  
 شر کے بند ہے - آند، لہ، دل، ہے ہے -

دیر و حرم، آئینہ نگرارِ تما  
یہ مطلع، آند، جوہرِ اندونِ سخن ہو  
واماندگرِ شوقِ تراشے ہے ہاں  
گر عرضِ تباہِ نفسِ سوخت چاہی  
حسرت کنزِ یک جلوۂ معنی میں نکلیں طبع

۱۲۸

نہ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھنے ہیں  
نہیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ ہاں ہیں  
دلِ ز کارِ جہاں لوفادہ رکھنے ہیں  
بکسرِ آئہ، یک فردِ سادہ رکھنے ہیں  
کہ داغِ دل بھینزِ کشادہ رکھنے ہیں  
سرِ پائے بے تابادہ رکھنے ہیں  
دلِ بدسو نگارے ندادہ رکھنے ہیں  
سوارِ تیغ پر مہراب دادہ رکھنے ہیں

۱۲۹

طاؤسِ تمط، داغ کے کر رنگ نکالوں  
کو تجزیہ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو  
یک فردِ لب نامہ نیرنگ نکالوں  
حسوں فری بسط، نیش آہنگ نکالوں  
نخن کو جگر کاوی میں پرنگ نکالوں  
یک غنچہ سے صد 'نم' تے گلرنگ نکالوں  
بھل سے مگر شمع کو دلقک نکالوں  
پہانہ و مستعدۂ شوق ہوں، اے رشک

۱۔ یہ ظاہر ہے (سوکاٹ)۔ ۲۔ افسانہ، غزل، مثنوی، ۳۔ یہ چکر سوخت۔ ۴۔ افسانہ، ج. حوت کن۔  
۵۔ ج. سرمد۔ ۶۔ یادِ پائے پائے، تاجاوا (سوکاٹ)۔ ۷۔ افسانہ، ج. جودہ گوی (سوکاٹ)۔ ۸۔ ج. دلے (سوکاٹ)۔  
۹۔ افسانہ، ج. م. نوید (سوکاٹ)۔ ۱۰۔ یہ م. ظ. طبع ہے (سوکاٹ)۔

گر ہو بے لعل شوق مری خاک کو وحشت  
نرمادا آمد، غفلتِ رسوائیِ دل سے  
صرا کو بھی گھر سے کئی فرسگ نکالوں  
کس پردے میں نرمادا کی آہنگ نکالوں؟



۱۳۰

کیا صنف میں اُمید کو دھنگ نکالوں؟  
مے کو چمچہ رسوائی و زنجیرِ پریشان  
ہک تلوونما جا آئیں جولانِ عوس کو  
گر جلوتِ خورشیدِ غریبِ وفا ہو  
افردہ نمکی ہے، نفسِ گرمیِ احباب  
صنفِ آئینہ پردازیِ دستِ دگران ہے  
میں غارتِ الفت کہ، آمد، اُس کی ادا پر  
میں خار ہوں، آتش میں چھوں، رنگ نکالوں  
کس پردے میں نرمادا کی آہنگ نکالوں؟  
ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں  
جونِ ذرہ، صد آہستہ ہونگ نکالوں  
پھر شیشے سے عطرِ شررِ رنگ نکالوں  
تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں  
گر دیدہ و دل صالح کرو، جنگ نکالوں



۱۳۱

سوڈائے عشق سے دہرِ سرِد کبیدہ ہوں  
نورانی سر سے گردشِ ساعر ہے مُتعلیل  
کی، مُتعلیل ستارہ شماری میں عمر، صرف  
نہ ظاہر ہیں جہی شکل سے افسوس کے نشان  
شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دیدہ ہوں  
مُتغافلہ جوں میں دماغِ رسبہ ہوں  
نسیجِ انکھائے رُزِ بسزگان چکبدہ ہوں  
خارِ لہم ہے، پشتِ بدبختی گریبہ ہوں

۱۔ اللہ ج، کس صنف (سو کا ب)۔ ۲۔ قد اے کاک میں کس پردے میں۔ ۳۔ اللہ ج، ہک جلوت۔ ۴۔ اللہ ج، لڑا  
صد آئینہ ہرنگ (سو کا ب)۔ ۵۔ اللہ ج، یہ شعر پھر سے پھر پر ہے۔ ۱۳۔ اللہ ج، لڑا، جون شاہ پشت دست۔ ۶۔ برحودہ علی  
دیوان غالب، صحتِ ابدان، ۷۔ علی کا گیا ہے سو گل دھسا رہی ہے۔

ہوں گری فضا طے تصور سے نغمہ سنج ۵  
 دینا ہوں کشکاک کو سخن سے سرکش  
 میں عذلابِ گلشنِ نافرمان ہوں  
 مضرابِ تارہائے گلے بُربد ہوں  
 خوناۃِ حلاوتِ حسرت چشیدہ ہوں  
 لیکن آمدِ بوقتِ گردشِ جربد ہوں  
 جوں بوسے گل، ہوں کرچہ گراں بارِ مُشتِ زر



ف حاتیۃ ق کا

خون در جگر نہکے، پردہ رسیدہ ہوں  
 ہے دستِ ردِ بصرِ جہاں، ہستیِ نظر  
 خود آبیانِ طائرِ رنگِ بریدہ ہوں  
 ہائے عرسِ بدامنِ یزگان کشیدہ ہوں  
 لیکن عت کہ شہمِ مُخرشید دیدہ ہوں  
 اے یحییٰ، میں نغمہ چنگِ غیدہ ہوں  
 مائیدِ موجِ آبِ زبانِ بُربدہ ہوں  
 بلرب، میں کس غریب کا بختِ ریدہ ہوں  
 ہائے نگارِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں  
 بنی کہ ہشدِ بدرم ناخردہ ہوں  
 ۱۰ سر پر سرے وہاں ہزار آرزو رہا  
 میں بے حرکہ جوہرِ آئینہ تھا، عت  
 میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بستانِ آمد



ق کا

قدرِ لفظ و معنی، فکرتِ احرامِ گریاں ہیں  
 ۱۰ عروجِ تَنگِ واماندگی پہانہ عمل تر  
 وگرنہ کیجیے جو آذوقہ عریاں، ہم نمایاں ہیں  
 برنگِ ریشہ ناکِ آبِیے، جامے میں پناہ ہیں



بوحسبِ امکان افسانہ چشم مشکل ہے  
نہ افتا معنی مضمون، نہ املا صورتِ موزوں  
طیسر آفرش، حلقہٴ یکِ برمِ مائِم ہے  
یہ کس بے سہو کی مثال کا ہے جلوہ سپاہی  
مگر آتشِ عمارا کو کبِ اقبال چمکاوے  
آسد، برمِ نقاشا میں نفاقِ پردہ داری ہے

مہ و خورشیدِ یام سازِ یکِ خوابِ پریشان ہیں  
عاجتِ نامہا نے اہلِ دنیا، کمرِ نہ عنوان ہیں  
زمانے کے شہرِ یلدا سے، سوئے سر پریشان ہیں  
کہ مثلِ آذرہا نے خاک، آئینے پر افشان ہیں  
وگرہ، مثلِ خارِ خشک، مردودِ گلستان ہیں  
اگر ڈھانپے، تو آنکھیں لٹکان، م تصویرِ عریان ہیں



۱۳۴

مرگ شہریں ہو گئی تھی کوہکن کی فکر میں  
فرصتِ یکِ چشم حیرت، کشِ جہتِ آفرش ہے  
وہ غریبِ وحشتِ آبادِ نسلی ہوں، جسے  
سابقہ گلِ داغ، و جوشِ نکہتِ گلِ موجِ دود  
قالِ هستی، خارِ خارِ وحشتِ اندیشہ ہے  
ظلمتِ دیوانہ جسو نمودِ آگاہی نہیں  
مجھ میں اور مجھوں میں، وحشتِ سازِ دعا ہے آسد

نہا، حریرِ رنگ سے، قطعِ کفن کی فکر میں  
ہوں، بہتہ آسا، وداعِ انھن کی فکر میں  
کو چہ دے ہے زخمرِ دلِ صبحِ وطن کی فکر میں  
رنگ کی گرمی ہے کارِ اجڑ چمن کی فکر میں  
شوخیِ سوزن ہے سامانِ پیرمن کی فکر میں  
مغرِ سر، خوابِ پریشان ہے جن کی فکر میں  
برگِ برگِ پید ہے نامنِ زدن کی فکر میں



۱۳۵

اے نوا سازِ نقاشا، سرِ بکف جلتا ہوں میں  
شمع ہوں، لیکن پاؤں درِ رفتہ خارِ جستجو

یک طرف جلتا ہے دل، اور یک طرف جلتا ہوں میں  
مدعا گم کردہ، غرسو ہر طرف جلتا ہوں میں

۱۳. قافیہ: یہ شعر وہ کس نے سرودے ہے۔ ۱۴. قافیہ: قد یہ کس نامید۔ ۱۵. قافیہ: ج، مرج دود (سہو کلاب)۔  
۱۶. قافیہ: قد، نقاشا (سہو کلاب)۔ ۱۷. قافیہ: ج، ایک طرف (مردو سا)۔

ہے تکلف آپ یدا کر کے تک جلتا ہوں میں  
جوں چرخانِ دِوالِ صَف بصف جلتا ہوں میں  
ہے علماے مجلس آراے تعف، جلتا ہوں میں

ہے، ساسِ دستِ افسوس، آتشِ انگیزِ نہیں  
ہے تاشا گاوِ سوزِ تازہ، ہر یکِ مُصْطَرِفِ ن  
جمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح

۱۳۶

برنگِ جامہ، سر کوئے بار رکھتے ہیں  
جنوںِ حسرتِ یکِ جامہ وار رکھتے ہیں  
م ایک بیکدہ دوبا کے بار رکھتے ہیں  
یہ ایک ہمدیںِ زنگار رکھتے ہیں  
گوشنگار، اثرِ انتظار رکھتے ہیں  
ہزار دل پہ م ایک اختیار رکھتے ہیں  
ہزار دل پہ وداعِ قرار رکھتے ہیں  
ہلنِ دشت، دل پر غبار رکھتے ہیں

خادکی میں قدم اُتوار رکھتے ہیں  
برہمِ مستورِ صبح بہار رکھتے ہیں  
طیسرِ مستیِ دل آں سوئے مجرمِ سرشک  
ہیں، حریرِ شربافِ سنگِ غلت ہے  
نگارِ دبدۂ قفسِ قدم ہے، جامہٴ راہ  
ہوا ہے، گریبۂ یاکِ ضبط سے نسیج  
بساطِ ہیچ کئی میں، برنگِ رنگِ روال  
جنوںِ فرقۂ یارانِ رقصہ ہے، غالب

۱۳۷

چرخانِ تاشا چشمِ حدِ ناسور کئے ہیں  
مستدر کو پر پروانہ سے کافور کئے ہیں  
حر گھماے رنگِ چند چشمِ کور کئے ہیں  
دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور کئے ہیں

بنتکِ خطرِ گل، م آگہی غور، کئے ہیں  
دعا کس جرم سے ہیں بفرارِ داغِ عطرِ حو؟  
چمن، نامحسوسِ آگاہِ دیدارِ خوبیاں سے  
کجا جرہ؟ چہ ممکنِ خط؟ ہاں وقتِ خود آرائی

نمائشے ہمار، آئینہ پردازِ نسلی ہے  
کفرِ گہرگ سے ہائے دلِ زنجور تلے ہے  
گراں جانی سُبکسار، و نمائشِ یدماغ آیا  
کفرِ القوسِ فرصتِ سنگِ کوہِ طور، تلے ہے  
آئندہ حسرت کثر یدماغِ مشکِ آلودہ ہے یارب  
لباسِ شمع پر عطرِ شبِ زنجور تلے ہے

﴿ ۱۳۸ ﴾

۶۵

موتی ہیں آبِ شرمِ کوششِ یجا سے، تدبیریں  
خیالِ سازگہا سے تصور، نقشِ حیرت سے  
زبس مر شمع ہاں آئینہ حیرت پرستی ہے  
بندِ آنکھِ مٹی، و سرِ نالہ فرسائی  
مجومِ سادہ لوح، پنبہ کوشِ حریفان سے  
بانیِ شوخ کی تمکینِ بد از قل کی حیرت  
آئندہ طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے

﴿ ۱۳۹ ﴾

۶۶

یدماغی، حبلہ جو سو ترکِ تہائی نہیں  
ورنہ کیا موجِ نفسِ زنجیرِ رسوائی نہیں؟  
وحشرِ نحو کردہ نظارہ ہے، حیرت، جیسے  
حلقہ زنجیر، جزِ چشمِ نمائشاتی نہیں  
خطرے کو جو شرِ عرف کرتا ہے دریا دستگاہ  
جزِ جہا، پرکارِ سحرِ بے سروہائی نہیں  
چشمِ رنگ میں نلک بھرتی ہے شہنم سے، ہمار  
فرصتِ کثرتِ نما، سازِ شکستہائی نہیں

۱۔ آئندہ، ج۔ نمائشے ہمار آئینہ پردازِ نسلی ہے۔  
۲۔ آئندہ، ج۔ حیرت کی۔  
۳۔ بہ، ۴۔ گنجی ہے۔  
۵۔ آئندہ، ج۔ عرشِ قابلِ بنا۔  
۶۔ بہ، ۴۔ کریں ہیں۔

کس کو تیرے، یارب، حسابِ سرورِ ناکیا ہے دل  
مٹ رکھا، اے انجامِ غافل، سازِ ہستی پر غرور  
سایۂ افسادگی بالین و بسترِ حور، آمد  
آمد و رفتِ نفس، جز شطِ پہاڑی نہیں  
چھوٹی کے پر، سرورِ برگِ خود آرائی نہیں  
جوں صنوبر، دل سراپا قامت آرائی نہیں



۱۴۰

ظاہر اس رنجۂ افسادگاہ گویا نہیں  
آنکھیں پھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ  
ہر جگہ م جاہِ سالِ عد بارِ قطع، اور پھر غور  
ہر جگہ ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر  
ہر جگہ کب کلفتِ دل، مانعِ سیلانِ اشک؟  
ہے طلیس درمیں، مدِ حشرِ پادشاہِ عمل  
بسل اس تیرے دوستی کا نہیں پتہ، آمد  
ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ رہا نہیں  
ہے زمیں از بسکہ سنگی، جاہِ یہی پیدا نہیں  
زینتِ یکِ پیر، جوں دامنِ صحرا، نہیں  
اشکِ بدرِ ضبط، غیر از پتہِ میثاق نہیں  
گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوشِ دریا نہیں  
آگہی غافل، کہ ایک اسروز ہے فردا نہیں  
حافیتِ ہزار، فوقِ گنجینِ اچھا نہیں



۱۴۱

صبط سے طلب، پھر وارستگی، دیگر نہیں  
ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت  
باعثِ ایذا ہے، برمِ خوردنِ بزمِ سرور  
دامنِ بحالِ آبِ آئینہ سے تر نہیں  
عزتِ آبادِ مدد میں فیتہ گور نہیں  
لختِ لختِ شیفۂ شکستہ، حرِ فقر نہیں

۱۔ بہ قہ، ح۔ عود کے پر ہیں۔ ۲۔ وہ جہاں کے حسرت و (سوگایاں)۔ ۳۔ افسانہ قہ، ح۔ قطع و تا غور۔ نیز ۴۔ غور کا  
میں آگئے شعر کے بند ہے۔ ۵۔ افسانہ قہ، ح۔ طوفانِ اشک۔ ۶۔ افسانہ قہ، ح۔ در ہیں۔ ۷۔ بہ قہ، ح۔ ایک اسروز۔  
۸۔ بہ قہ، ح۔ شکر کہیں۔ ۹۔ افسانہ قہ، پہلے 'عزت' میں پندرہ و گچ وطن صاحبان۔

مہ، حرفِ نازِ شر م چشمِ ساغرِ نہیں  
عاجزی ہے، ظاہرِ ربہ کوئی، برز نہیں  
ہاں صریحِ خانہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں  
نابِ عرضِ فتنگی، اے ساقیِ کوثر، نہیں

واں سیاہیِ مردک ہے، اور ہاں داغِ شراب  
ہے فلکِ بالاتینِ فیضِ تحسِ گردِ بدلی  
دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتحِ الباب ہے  
کب تک پھرے آندِ لبائے قلعہ پر زباں؟

۱۴۲

ق ۶

جو صدفِ پُر در ہیں، دندانِ در جگرِ افسردگان  
نُورِ کافوری ہے، سہو، لڑہر سوماخوردگان  
دشتِ ماسال ہے، عیارِ خاطرِ آژردگان  
شوقِ نعتِ زندگی ہے، اے بظنکِ مردگان  
برکِ ربی ہے پر اضافیِ ناولکِ خوردگان

دیکھیے مت چشمِ کہے سوئے ضبطِ افسردگان  
گرمِ تکلفِ دلِ رنجیدہ ہے از بسکہ، چرخ  
دخترِ دل یک جہاں ویراں کرے گی، اے فلک  
عائِمہ پر ہو عائِمہ، تو دوسرِ تائیفِ می سہی  
عارفے گلِ سینہ افکارِ جفا ہے، اے آند

۱۴۳

حالیہ قہ ۶

اس سنگر کو اقبال کہاں؟  
پر مجھے طاقتِ سوال کہاں؟

فلکِ یخِ بے محابا ہے  
ہوے ہیں وہ حجابِ نہ کرے

۱۴۴

۶

بادِ غالبِ عرقِ ید نہیں

بکسی کو نہ صحیح ہے حاصل

پتھر عراب کی قلبیے کی طرف رہتی ہے      حضور نسبت میں تکلف میں منظور نہیں

و

ہم بالبدنِ سنگ و گھر صحرا پہ جا رہے ہیں      کہ تارِ جادہ بھی کھسار کو کُتار مٹا ہو  
حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں      کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستانِ دل مویا ہو  
بھائے دانہِ خرمن، یک پیادہ بھٹہ فری      مرا حاصل وہ نختہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو  
کرے کیا سازِ پیش وہ شہیدِ دردِ آگاہی؟      جیسے موئے دماغِ بیخودی، خوابِ زلیخا ہو  
وہ دل، جوں شمع، ہر دعوتِ تنقار، لا، جس سے      نگہ لہریز اشک و سیمہ سمورِ ثناء ہو  
بدیکھوں روئے یک دل سرد، غیر از شمعِ کالغوری

اگر وہ آخرِ نظارہ جلوہ گزیر ہو      ہلال، ناخاکِ بددہ ہائے آخر ہو  
یادِ قامت اگر ہو بلدِ آتشِ غم      ہر ایک داغِ جگر، آفتابِ محسوس ہو  
سَم گشت کا، کیا دل نے، حوصلہ پیدا      لبِ اُس سے ربط کروں، جو بہت منکر ہو  
صحبِ نبی، پئے نصیرِ حالِ گرفتِ چشم      بروئے آبِ جو، ہر موج، نقشِ مسطر ہو  
ایسوار ہوں، ناسیرِ تلخِ کالی سے      کہ فقرِ یوسفِ شیریں لبِ مسکر ہو  
صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں، کیفیت

بے درد سر بہ سجدة الفت فسرو نہو  
دل دے کفِ تضاؤلِ لبرو سے ہمار میں  
زلفِ خیالِ نازک و اظہارِ یقینوار  
نِشانی ناز، جلوۂ نیرنگِ اعتبار  
سڑکاں غلبۂ رنگِ ابر ہمار ہے  
عرضِ قضا پر دہ ہے، سڑکاں انتظار  
وہاں پر شانِ دلمر نظر ہوں جہاں آمد

جوں ضم، غوطہ داغ میں کھا، کر و منو نہو  
آئینہ ایسے طاق بہ گم کر کے تو نہو  
بارب، یان شاہ کشر گنگو نہو  
منی عدم ہے، آتہ کر دورو نہو  
خسہ، بفسر تپتہ مینا فسرو نہو  
بارب کے غلر چمن آرزو نہو  
صبح ہمار بھی، قصر رنگ و بو نہو

بہادار بے تکلف فصل کا برگ و نوا کم ہو  
سببِ ولوسنگ کو شکر مت ہے، خداوند  
نہیں جو درد، تسکینِ نکوحضائے بندوں  
ہوں ہے ناتوان، یدماغِ شوخِ مطلب  
تجھے م مفت دیوں بلکہ جہاں چیز جیوں، لیکن  
بلا گردانِ تمکینِ بنال، حد موجہ گوہر  
اٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمتِ قتلِ عاشق کی  
کرس خوبیاں جو سپر حسن آمد، بک پردہ ناز کمر

مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موج صبا کم ہو  
اثر کمرے سے لور لبائے عاشق سے صدا کم ہو  
کہ موجِ گرہ میں حد خدۂ دندانِ تما کم ہو  
فرو ہوتا ہے سرِ جد سے خدائے دستِ دعا کم ہو  
بہادار اے پچتاہر طبع، نقشِ مدعا کم ہو  
عرق بھی جن کے عارض پر تکلیفِ حیا کم ہو  
کہ جس کے ہاتھ میں، ہاتھِ خوں و گیسر حنا کم ہو  
دیر صبحِ قیامت، در گریسانِ قبا کم ہو

کاسے دیوڑہ ہے، پٹانے دستِ سِو  
 ولم لیسے ہیں، پر پرواز، چراغ کی بو  
 کرنا بلند ہے قلمِ الفت میں سر، جائے کدو  
 غافل، آئینہ داں ہے، قنبر ہائے جستجو  
 ہے پر پروازِ رنگِ رفته خون، گفتگو  
 بک رنگِ خواب، و سراسر جوشِ خونِ آرزو  
 ہے ہمد، قصص میں مفت اور صاحبِ سرمایہ نو

خسکرتے نے نف کی جگہ کی آبرو  
 بہر جاں پروردنِ یعقوب، ہالِ چاک سے  
 گردِ ساحل، ہے سرِ شرمِ جبینِ آشنا  
 گرمی شوقِ طلب، ہے عینِ تاباکِ وصال  
 حیر خاموشی میں ہے، آرائشِ بزمِ وصال  
 ہے نانا، حیرتِ آہلوِ تماشاخانے شوق  
 غمے شرمِ سردِ بالاری، ہے سیرِ خانقاہ

تھا کس قدر شکے کہ ہے جا بجا کرو  
 طائوس نے اک آئینہ خانہ دکھا کرو  
 موجِ ہمار دکھن ہے اک یورپا کرو  
 آئینہ ہا شکے، و پتلا ہا کرو  
 نسیمِ زلمداں، بکھڑے کُندا کرو  
 جوں غلِ شمع، دھیسے میں تھوہنا کرو  
 جوں اٹک، جب تک ترکھوں دستِ ہا کرو  
 بالو پری، جو غمِ سوچِ ہا کرو

رنگِ طرب ہے، صورتِ عہدِ وفا، یکرُو  
 پروازِ تقدیرِ دلہنِ نئے جلوہ تھا  
 عزمِ ہلاطِ انجمنِ رنگِ منت ہے  
 امرِ آندہ، خاک، عزمِ نئے رنگِ دکھا  
 ہے تاک میں تسلیمِ حوسِ مدحِ شراب  
 برقِ آیلرِ فرستِ رنگِ دیدہ حوں  
 طاقتِ ہلاطِ دستِ بکِ قدمِ نہیں  
 ہے وحشِ جنوںِ چار اس قدر کہ ہے



پتاپ سیر دل ہے، سرِ باغِ نگار  
ہوں صحت جان کاوشِ فکریں، آد

ہاں نعل ہے باغِ رنگِ حاکم  
پتے کی کوہار میں ہے، یکِ صدا گم



11

میں ابر روکا ہے کہ ہر طرح آمادہ کرو  
میں طالعہ درجہ ستر ہی ہیں پاتے اسی  
لائی ہے منہ المولہ چاند کی امید  
رق غصی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے م کو  
ہم یارانی وطن کا بھی الم ہے م کو  
جانہ رہ، کشش کافر کرم ہے م کو \*



سببِ بائس و کمرِ دل ہے آئہ  
 یں بسترِ چشمِ شوخِ غافل ہے آئہ  
 درِ پردہ صوا پرِ بسل ہے آئہ  
 جوہرِ طلیس عقدہ مشکل ہے آئہ  
 آئہ بدرِ سکوت و عقل ہے آئہ  
 یں سگر آئسانہ بدل ہے آئہ



سحر دل سُرناغ دود بدل خنکای نیوچہ      آئینہ عرصہ کر، خط و خالِ بیان نیوچہ

المادة ١٠٠ -

جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بانِ نیوچہ می  
گرمیِ بغیرِ غار و غریبِ آشیلِ نیوچہ  
یشایہ نصیریِ آتشِ بھلِ نیوچہ  
یارب، حبابِ محشرِ خوابِ بگراںِ نیوچہ  
عرضِ فحاشیِ سبقتِ دودِ اشعلیٰ نیوچہ می  
دودِ جدائیِ اسدِ اللہ علیٰ نیوچہ می

ہندوستان سابتہ گلِ باغِ تختِ تھا  
پروازِ بکِ نیرِ غمِ نغمہِ نالہ ہے  
نو مشقِ نازِ کر، دلِ پروانہ ہے چار  
غفلتِ شاعرِ کفّہِ میزانِ عدلِ حور  
ہر داغِ نازہ بکِ دلِ داغِ انتظار ہے  
کہتا تھا گل وہ عزمِ رازِ اپنے سے کہ آہ



۱۵۵

اے آبلے، محلِ ہے صحرائے عدمِ بلند  
کر خاکِ ہو، گدھنے عدِ فخرِ قدمِ بلند  
شیرازہ عدِ آہ، جوں سُبھ، ہم بلند  
آہیے یہ آنسوِ گلشنِ ارمِ بلند  
طاقتِ اگر احرازِ کرتے، تہمتِ تخمِ بلند  
خونِ کر دلِ اندیشہ، و مضمونِ سہِ بلند

رخسارِ ہے شیرازہ اجرائے قدمِ بلند  
یکباریِ نسیم، ہو رنگِ چمن ہے  
اے جادے، سرشتِ بکِ ریشہِ دوبند  
حیرت، حدِ اظہیرِ فحاشیِ ہی ہے  
بامردِ بکِ اندازِ نوبِ قامتِ عسری  
دہانچہِ وحشتِ ہے، اندِ شکوۂ خواب



۱۵۶

ورقِ ہے چرخ و زمین، بکِ ورقِ گردانہ  
موجِ ہے، مثلِ خطِ جام، ہے رجا ماندہ

خلقِ ہے صفحہِ جہت سے سبقِ ناخواندہ  
دیکھ کر بادہ پرستوں کی دلِ افسردگیان

۱۔ قہ، قہ، سامانِ بادشاہی وصل۔ حق ہے الفاظِ گلِ رضا ہے حق۔ ۲۔ ہر قہ میں ۲ بیت آگئے شعر کے مدد ہے۔ ۳۔ اللہ، جہاز کر (سوکا ب)۔ ۴۔ اللہ، قہ، قہ، صدمہ، وہ قہہ رسا ہے سوزِ دل۔ حق ہے الفاظِ گلِ رضا ہے حق۔ ۵۔ ۱۰۔ ب، ج، ۶۔ آئین۔ ۷۔ اللہ، ۱۲، ج، نیکو ہے دیں ز دل افسردگی بادہ گشال۔ ۸۔ ج، عرجا (سوکا ب)۔



خانہ آگہیں خرابا دل نہ سمجھ، بلا سمجھ  
آتہ توں، اے خیال، جلوے کو خونہا سمجھ  
رشتہ عمرِ خضر کو نالہ نارسا سمجھ  
جانہ سیرِ دو جہاں، یکِ مزہ خوابِ با سمجھ  
گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ  
شوق کو مفضل نکر، ناز کو الہا سمجھ  
عار کو بے نیام جان، ہم کو برہہ با سمجھ  
بسلِ دردِ خفتہ ہوں، گرے کو ماجرا سمجھ

شکوہ و شکر کو نثرِ ہم و امید کا سمجھ  
رنگِ روان و سریشِ درسِ نسکِ شعاع  
وحشتِ دورِ یکی، بے اور اس قدر نہیں  
شوقِ غزلِ گل اگر درسِ جنوں ہوس کرے  
گاہِ بجلدِ امیدوار، گہ بہ جسمِ یمناک  
اے سرابِ حسنِ خلقِ قشتہ سیرِ انحصار  
شوخیِ حسن و عشق ہے آتہ دلیہ مدگر  
نغمہِ بدلائل، اسد، سازِ نساکی نہیں

شوق کرے جو سرِ گراں، محلِ خوابِ با سمجھ  
عکس کیا؟ و کو فطرۂ فتن کو مدعا سمجھ  
گر کفِ دستِ بام ہے، آتے کو ہوا سمجھ  
ہے بہ سیاقِ گفتگو، کہہ نہ سمجھ، فنا سمجھ  
گر نہ میں بہ کو ہوا، آپ کو تو صدا سمجھ  
دیگر تمام ناز رہ، خلق کو ہلوسا سمجھ

کلفتِ رطلِ ابنِ و آن، غفلتِ مدعا سمجھ  
جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آتہ صندل نکر  
جوت اگر خرام ہے، کارِ نگہِ تمام ہے  
ہے خطِ عجزِ ما و تو، اولِ درسِ آرزو  
شیشہ شکستِ اغیار، رنگِ بگوشِ اسرار  
نغمہ ہے، بحرِ سازِ رہ، قشتہ ہے، بے نیاز رہ

۱۔ الہ، فار، شکر کا سکو سمجھ (سوکا ب)۔ ۲۔ الہ، ج، سریش (سوکا ب)۔ ۳۔ ج، آتہ طور۔ (سوکا ب)۔  
۴۔ الہ، ج، عاکل (سوکا ب)۔ ۵۔ ق، میں بہ بند اگلے شعر کے بند ہے۔ ۶۔ الہ، ق، ج، بطل۔ ۷۔ ق، ج،  
خفتہ ہوا کرنا ماجرا۔ ۸۔ ب، ق، پہلے کہتے ہیں اعلیٰ گفتگو۔

چروں پہلے خیال، رزقِ دو عالم احمال  
نئے سرو برگِ آرزو، نئے رہ و رسم گفتگو  
لغوشِ با کو ہے بَکد، نَفثۂ دِبا علی مددہ  
کل ہے جو وعدہ وصال آج بھی، اے خدا، سجدہ  
اے دل و جانِ خلق، تو م کو بھی آشنا سجدہ  
نوٹے گر آئے، آمد، سُبْحہ کو خونِبا سجدہ

ی



ق. ۴

دل ہی نہیں کہ نیتِ دریاں اُٹھائیے  
نا چند داغِ پھیرے، نقصان اُٹھائیے؟  
ہستی، قریب نامۂ موجِ سراب ہے  
خطرِ جنوں سے، ہوسِ موہے ترانہِ خیر  
نقدِ خواہشِ نالہ، سرشکِ نعلِ اثر  
انگور، سحرِ بے سرو پائی سے بیز ہے  
کس کو وفا کا سلسلہ جُنبان اُٹھائیے؟  
اب چار سو سے عشق سے دوکان اُٹھائیے  
بکِ عمر نازِ شوخیِ مَعوان اُٹھائیے  
بکِ نالہ پھیرے، تو قیامتِ اُٹھائیے  
لفظِ کرم، بدولتِ مہمان اُٹھائیے  
غالب، بدوشِ دلِ مُغرِستان اُٹھائیے



ق. ۴

کیا پرچھے ہے ہر خود ظلمِ بے عزتوں؟  
گو تم کو رضا جھوٹی اغیار ہے، لیکن  
مت پوچھو، آمد، شفقۂ کم فرصتِ زیست  
خواری کو بھی اکِ طار ہے، حالِ نبیوں سے  
جان ہے ملاقاتِ کب ایسے سیوں سے؟  
دو دن بھی جو کلے، تو قیامتِ قہوں سے

۱. القہ: ق. ۴، ج. طرزِ خراف - ۲. بہ: ق. ایک - ۳. القہ: ق. ۴، ج. دھن -

اساتذہ حضرات کو یاد بھی آتا کہ ہے:

تم جانو، تم کو کب ہے جو رسم و راہ ہو ۵۔ یہ کو بھی پوچھئے دھوا، تو کیا گندہ ہو؟

﴿ ۱۶۳ ﴾

ق ۴

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے  
نظر راحت پہ میری کرنہ وعدہ شب کے آنے کا  
کہیں ہو جاے جدا ہے گردشِ گردنِ تُوں سوہ بھی  
کہ میری خراب بندی کے لیے ہو گا فسوں وہ بھی

﴿ ۱۶۴ ﴾

ق ۴

کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بیوفائی  
صد رنگ گلِ کترنا، در پردہ قل کرنا  
سر پھٹے ہیں اپنا، غم اور بکناسی  
تیرا ادا نہیں ہے پابندِ بے نیاسی  
طرفِ حق نہیں ہے مجھ سے، خدا نکروہ  
حافظِ فسانۂ بلادِ اندیشہ شعلہ ایجاد  
ہر چند عمر گوری آزدگی میں، لیکن  
مے پلس میں آند کو مانی سے بھی فراغت  
اے غم، هنوز آتشِ اے دل، هنوز خامی  
مے شرحِ شوق کو بھی، جوں شکوہ، ناخامی  
درا مے خشکِ گوری مسنون کی تفتہ کاہی

﴿ ۱۶۵ ﴾

ق ۴

دل کے دھنے والو، آند کو سناؤ مت  
بچارو، چند روز کا پاں میہماں ہے

﴿ ۱۶۶ ﴾

ق ۴

۱۔ اگر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھا لیتا، آند  
میری دل تھی میں ہوتی تھی، غم غماری، غم غماری



کیا علم ہے اس کو، جس کا علیؑ کا امام ہو



5

پہلو نہیں ٹکرِ غم و اندوہ ہے، ابدِ دل و قلبِ دردِ رکھ کے تھپیروں کا مال ہے



فخر بہ قصہ گدایانِ کالر ہے ادبی ہے  
عرا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ  
خوشا وہ دل کہ سراپاِ طلیسِ یخبی ہو  
چمن میں کس کی، یہ برمِ ورق ہے، برمِ نقاشا؟  
لہامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی  
کہ خارِ خشک کو بھی دھری چمن نسی ہے  
لبِ قح بہ، کفِ باد، جوشِ نقشہ لبی ہے  
جنونِ یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے  
کہ برگِ برگی سمن، شیشہِ ربڑہ حلبی ہے  
صلی، ولی، اصدافہ، جاضینِ نبی ہے



ظاہر ہے، طرزِ قید ہے، مباد کی غرض  
 ہے چشمِ دل، نگرِ عروسِ سیدِ لالہ زار

جو دانہ دلم میں ہے، سو اشکِ کباب ہے  
 ہنسی یہ ہر ورقِ ورقِ انتخاب ہے

۱۱- با قیاس، عود کر - ۱۲- با قیاس، جبرون و پانی -

تختِ گدازیِ نفسِ نارسا ہے  
 یل شدہ چراغ ہے، برگِ حنا ہے  
 بالِ کشادہ ہے، نگہِ آشنا ہے  
 موجِ غبارِ سرمہ ہونے ہے، صدا ہے  
 یارب، پلے باندیِ دستِ دعا ہے  
 زُنا پرِ واگے ہے، موجِ صبا ہے  
 اے جوشِ عشق، بازہِ مرد آزما ہے  
 خونِ جگر میں ابک ہی شرطہ دبا ہے

ہے پچھلے رشتہِ ضمیرِ صحرایی  
 واں رنگہا بہ پردہِ نقیر ہیں سنوڑ  
 پروازِ نیازِ ناکشائے حسنِ دوست  
 از خود گوشتگی میں خوش پہ حرف ہے  
 تا چند ہست فطرتِ طبعِ آرزو؟  
 یل آب و دانہ، موسرِ گل میں، حرام ہے  
 بیکارِ امتحانِ عرس بھی ضرور ہے  
 مہینے جنوں سے کی جو، اند، الہاسِ رنگ

کہ ضمیرِ خانہ دلِ آتشِ رے سے فروزاں کی  
 سیامی، ہے سرےِ اہام میں، لوحِ دبستان کی  
 کہ فوق ہے زیادہ، سرد مہریِ ضمیرِ رویاں کی  
 ولینک کیا کروں، آوے جو رسوائیِ گیریان کی  
 کہ جوہر آئے کا ہر پلک، ہے، چہرِ جواں کی  
 کعبےِ مدِ رختہ، جوں غریب، دیوارِ گلستان کی  
 بس اے زخیرِ جگر، اب بیکم ل شورشِ نمکدان کی  
 جواڑوں کیونکہ، غالب، سوزِ شبنِ داغِ غمائل کی

کہوں کیا گر جوشِ تبکسی میں شعلہِ رویاں کی  
 ۱۰ ہمیشہ بھر کو طفل میں بھی عشقِ تیرہ روزی تھی  
 دریاغِ آوِ صحرگہ کارِ بادِ صبح کرتے ہے  
 مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف، بردباری تھی  
 ضر پیدا کیا ہے میں نے، حیرتِ آزمائی میں  
 خدایا، کس قدر اعلیٰ نظر نے خاکِ چھائی ہے  
 ۱۱ ہوا شرمِ توبہ سے وہ بھی سرنگوں آخر  
 یساؤ کرے صحت، برنگِ شعلہ دھکے ہے



۱۷۲

نہ کہیںچ، اے دستِ سرِ نرسا، زلفِ تناکو  
کام م ہیں دگر پے رکھنے ہیں انصاف بہتر ہے  
نکلف بر طرف، فرعاد اور اتنی سبکدستی  
اسد کو پورے میں دھر کے پھونکا مویج ہستی نے  
برجائز نہرے موئے عامہ سے خیرِ مائی کی  
نہ کہیںچے، طافتِ تخیاز، نہتِ ناتوانی کی  
تخیال آسان تھا لیکن خوابِ خسرو نے یگرانی کی  
فقیری میں ہیں باقی ہے، شرارتِ فوجوانی کی

۱۷۴

بجز دیوانگی موشا نہ انصاف خود آرائی  
مرا دل مانگتے ہیں طربتِ اہلِ ہوس، شاید  
غرورِ لطفِ ساقی نشہ بیاسکر۔ سناں  
اسد، جو آبِ بخشیدنِ دریا خضر کو کبا تھا؟  
اگر پیدا نہ کرنا آئندہ زنجیرِ جوہر کی  
بہ جایا چاہئے ہیں آج دعوت میں مستدر کی  
نہر دلائلِ عیاں ہے، طرلوت موجِ کوڑ کی  
ڈبونا چشمہ جیواں میں، گر، کشتی سکندر کی

۱۷۵

ہوا ہے سائقِ عاشقِ نوازی، نازِ خود بینی  
بیلِ اشکِ لختِ دل ہے دانگِ یزگان کا  
ہا ہے بلِ نکِ اشکوں میں، غبارِ کلفتِ خاطر  
نکلی ہے پیش میں بسطوں کی، برق کی شوخی  
نکلف بر طرف، آئینہ تجیزِ حائل ہے  
غریبِ بحر، جوہرے خس و خاشاکِ ساحل ہے  
کہ چشمِ تر میں ہر یک پارہ دل، ہا ہے دو گل ہے  
غرض اب تک تخیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے

۱۔ لفظ، ق، ج، اے سے دستِ نرسا۔ ۲۔ لفظ، ج، کیاں م۔ ۳۔ بہ ق، پھر، خارو۔ ۴۔ ق، خارو۔  
۵۔ بہ ج، جاا۔ ۶۔ ق، میں ۹۔ پید اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۱۱۔ بہ ج، عراک۔



آئینہ رخسار اندازِ رولان مانگے  
برگِ گل، دہرہ جیسا کی نفسانی مانگے  
شاہِ سل، سو بڑیاں عامۃً مانگے  
چشمِ مور، آئینہ دل نگرانی مانگے  
خوابِ عباد ہے، پروازِ کرانی مانگے  
شہرِ کاہ، بے مژدہ رسانی مانگے  
نیکِ زخیر جگر بالِ قسانی مانگے  
اسد آئینہ پردازِ معانی مانگے

نفسِ غریبِ نانا جو وہ پانی مانگے  
دنگ سے گل نے دمِ عرضِ پریشانی بزم  
زلفِ غریبِ پریشانِ قحاضا ہے، مگر  
آمدِ خط ہے، نکر خندہ شیریں، کہ عبادا  
ہوں گرفتارِ کینگارِ نفاق کہ جہاں  
چشمِ پرواز و نفسِ سخت، مگر عطیہِ ابد  
وحشتِ شورِ نانا ہے کہ جوں نکبتِ گل  
گریختے حضرتِ پیدل کا خطِ لوحِ مزار



مردمک، ہے طوطی آئینہ زانو مجھے  
ہے، غبارِ شجۃِ ساعد، دمِ آہر مجھے  
چاہیے، وقتِ نیش، بکدستِ حد پہلو مجھے  
خوروں نے بنایا عاقبتِ بدخو مجھے  
جستجوئے فرصتِ دہلے سرِ زانو مجھے  
مرمرِ رنگار ہے وہ وسعۂ ابرو مجھے

مربی آیا نظر فکرِ حسن میں تو مجھے  
۱۰ خاکِ فرصت پر سرِ ذوقِ فا اے انتظار  
بازِ یزگان میں، بہ فقرِ زارِ سونائے خیال  
کثرتِ جور و ستم ہے، ہو گیا ہوں یدِ باغ  
اضطرابِ عمر بے مطاب نہیں آئیں، کہ ہے  
چاہیے درمیانِ ریشہ دل ہی نہیں ناز ہے

۱۰ احمد ج، رنگ بے گل ہے ۔ احمد ج، خط ہے ۔ ۱۱ احمد ج، پلے صراحت ۔ بہ ل چلیے، پریش ۔  
۱۲ بہ ل چلیے، بنایا ہے، اند ۔ اصلاح بنایا غالب بدخو ۔ مگر مرث ج نے اے ظہر نہیں کیا ۔ ۱۱ احمد ج، نیچلو ۔

﴿ ۱۷۸ ﴾

ق ۱۰

کر دیا ہے یا بزمِ سرورِ امرو ہے  
ہے شکستہ رنگِ اسکاں، گردشِ چلو ہے  
قائمِ تم سے ہے حاصلِ شوخِ ابرو ہے

باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصتِ شو ہے  
فرصتِ آرامِ عشرِ منی ہے، بُھرائِ عدم  
سازِ ایمانے فنا ہے ہمارِ پسری، آمد

﴿ ۱۷۹ ﴾

ق ۱۱

کہ یزگان، رشیدانِ تہستانِ شیرِ نال ہے  
نہاں مرِ گردِ بساتِ دشت میں جامِ سفال ہے  
بجائے خود، وگرنہ، سرو بھی بنائے حال ہے  
فشانِ خالی رخ، داغِ شرابِ پرنگال ہے  
کہ تارِ جادہ سرِ منزلِ نازکِ خیال ہے  
لباسِ ظلم میں بالبدنِ مضمونِ حال ہے

دلِ بہارِ از خود رکھ، تصورِ نہال ہے  
سرورِ نشہ گردشِ اگر، کیفیتِ افزا ہو  
عروجِ فتنہ ہے سرِ نا قدم، قتلِ چمنِ رویاں  
ہوا، آئینہ، چلو بادِ عکسِ روئے گلگون سے  
پیائے عامۂ مو، تلے روِ وصفِ کر کبھی  
آمد، اُنہا قیامتِ قاتلوں کا وقتِ آرایش

﴿ ۱۸۰ ﴾

ق ۱۲

مری فریاد کو، کہار، سازِ عجزِ نال ہے  
کئی کانٹے ہیں، اور پراہنِ شکلِ نہال ہے  
نگارِ شوق کو، صحرا بھی، دیوانِ غزال ہے  
زمین، جوشِ طرب سے، جامِ لبریزِ سفال ہے

بانِ شوخ کا دل صحتِ مرگا کس قدر، یارب!  
فشانِ بیقرارِ شوق، جزِ یزگان، نہیں باقی  
جنوں کو، اے چمنِ تحریرِ درسِ شغلِ تہاں  
سبہ منی ہے اعلیٰ خاک کو ابرِ بہاری سے

۱۔ ب۔ ۱۰۔ مر دیا ہے (سوکاتب)۔ ۱۱۔ ب۔ ۱۱۔ ح۔ صر مال۔ ۱۲۔ ا۔ ۱۲۔ ب۔ ۱۲۔ د۔ ۱۲۔ ح۔ ہلری ہے (سوکاتب)۔ ب۔ ۱۲۔  
پاسے، زمین، گنبد پاک۔

لہذا مت رکھ تیج خردماغیا ہے مُنم کا کہ یہ نامرد ہیں شیرافکن میدانِ قاتل ہے

۱۸۱

ق۔ ۶

نقۃ ہے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے  
داغِ دھڑ م میں اعلیٰ باغ، گر گل ہو شید  
شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟  
نامرادِ جلوہ، ہر عالم میں حسرت گل کرے  
سو جہاں، ہوا داغِ ناز، مستِ پیخوری  
ہے، دلو افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب، لہذا

جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے  
لالہ، چنمِ حسرتِ آلودِ چراغِ کشتہ ہے  
صبح، بک زخمِ نیکِ سودِ چراغِ کشتہ ہے  
لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے  
خوابِ نازِ گلرخاں، دودِ چراغِ کشتہ ہے  
شعلہ، آخرِ فالوِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے

۱۸۲

ق۔ ۶

آئینہ، تنفس سے بھی ہوتا ہے کُودرت کش  
ہنگامِ تصورِ خوبِ دیوہ کرِ یوسہ  
وہ، دیکھ کے حسنِ اپنا، مغرور ہوا، غالب

عاشق کو، غبارِ دل، اک وجہِ صفائے  
یہ کائناتِ راتو بھی اک جامِ گدائی ہے  
صدِ جلوہ آئینہ، بک صبحِ جدائی ہے

۱۸۳

ق۔ ۶

یوں، بدِ ضبطِ اُنک، پھروں رکودِ بار کے  
بد ازِ وداعِ بار، بخشوں دو تیدہ میں  
ظاہر ہے م سے، کلفتِ بختِ سیاہِ روز

ہاں سے کو بہ کوئی جیسے وار کے  
نقشِ قدم، میں م، کفرِ باہے نگار کے  
گویا کہ نختہِ شوق میں خطرِ غبار کے

عائشہ شہس، اٹک میں روزگارِ خیار کے  
لاقی نہیں رہے ہیں، غمِ روزگار کے

م، مشقہ فکر و وصل و غیر ہمسر سے، آمد



کہ بھر مدعا ہے دل، زبانِ لالہ، زنداں ہے  
غبارِ سرمہ، پاں گردِ سوادِ رنگاں ہے  
ہر طاؤس، کویا، بزدلِ ابرِ چشمِ کرباں ہے  
کہ شاخِ آموں، دودِ چراغِ آسا پریشاں ہے

تبصر ظاہری، رنگہ کلا طبع، پنہاں مے  
عوض، عامہ زائر چہرے پروا نکاحاں مے  
معاے اشک میں داغ جگر جلو دکھاتے ہیں  
یوے زلف مشکیں یہ، دماغ، آشفۂ زم میں



| Group     | Strongly agree (%) | Disagree (%) | Strongly disagree (%) | Agree (%) |
|-----------|--------------------|--------------|-----------------------|-----------|
| Total     | 15                 | 10           | 10                    | 65        |
| Male      | 15                 | 10           | 10                    | 65        |
| Female    | 15                 | 10           | 10                    | 65        |
| Age 18-24 | 15                 | 10           | 10                    | 65        |

طیسر شش جہت یک حلقہ کردارِ طوفان ہے  
 سُودا میں نفسِ مانتہ خطِ نقطے میں بنہا ہے  
 کہ چہرِ آبلہ میں طولِ مہلِ راہِ مژگن ہے  
 جنوںِ قیس سے اہی شوخیِ لیلِ غمناہ ہے  
 مسڑہ پوشیدہا، پردہِ تصویرِ عریان ہے  
 اگر وا ہو، تو دکھلا دوں کہ یک عالمِ گلستان ہے

تھم اجڑے عالمِ صیدِ دامِ چتر گراں ہے  
نہیں ہے مردِ صاحبِ دلانِ جز کبِ جیت  
غبارِ دُشہرِ وحشت، سرمہ سازِ انتظار آیا  
ز بس دوشِ دمِ آمو بہ ہے محلِ قنّا کا  
یقابِ یار ہے، غفلتِ نگاہی اہلِ پیش کی  
اسد، بندِ قبا ہے یارِ ہے فردوسِ کاغذ



خطر رخسارِ ساق، تا خطرِ ساغرِ چراغان ہے

کھائے، کو عرف سے عروج نشہ رنگی تر

۱۔ احمد، ج۔ دہرہ نادر (سیرکاتب) - م بہ قدح، خلیفان۔ ۲۔ احمد، قدح، جہاں زندان موحسان دہا ہے پرفشان ہے۔  
۳۔ مد، قدح، جہاں خط مریضہ۔ ۴۔ قاعین، زمین کی پہ آخری قول اس لیے لکھی ہے کہ قاع کا اگلا بول گم ہو گیا ہے۔ گمان غالب ہے کہ یہ دو شعر بھی اس بول سے ساتھ ساتھ ہو گئے۔

رہا یقین دل، در بردہ جوشِ ظہور آخر  
نکف سازِ رسوائی ہے، غافل، شرمِ دھانی  
تائنا، سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل  
نکف پر طرف، ذوقِ ذلیخا جمع کر، ورنہ  
۹۔ ابد، جمعیتِ دل در کنارِ یخودی خوشتر

گل و رنگِ ہیم، آئینہ و اظہرِ کوراں ہے  
دلِ خون گشتہ، در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے  
ہنوز آئینہ، خلونگارِ نازِ ربطِ یزگان ہے  
پریشان خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفان ہے  
دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشان ہے



۱۸۷

قہ ۴

عاشق، یقیناً جلاۃ جاناں جامیے  
پیدا کرے دعاغیرِ تائنا سے سرو و گل  
دیوانگان ہیں حاملِ رازِ نہایتِ عشق  
ساقی، ہمارے موسمِ گل ہے سرورِ بخش  
۱۰۔ جانو ہے بار کی روشِ گفتگو، ابد

فانوسِ شمع کو ہر پروانہ جامیے  
حسرت کنوں کو ساغرِ میناں جامیے  
اے بے خبر، گنج کو ویرانہ جامیے  
یہاں سے م گرد گئے، پیاں جامیے  
یاں جز فسون نہیں، اگر افسانہ جامیے



۱۸۸

قہ ۵

ہائے برگِ حاتمہ مارے بارِ وقتِ فقہ  
وقتِ اُس اُفتادہ کا خوش، جو قناعت ہے، ابد  
کرمکِ شبِ تاب آتا، تہہ پرافتائی کرے  
نقشِ پائے مورِ صحرِ نختِ سلہائی کرے



۱۸۹

قہ ۶

ہے، سربرِ عامہ، ریزشائے استقبالِ ناز  
نامہ خود پیغام کو بال و پر پرواز ہے

تالِ خامہ، خارِ خارِ خاطرِ آغاز ہے  
رشتہ پا، بانِ نوا سامانِ بندر ساز ہے  
اضطرابِ چشمِ بر پا دوختہ، کھٹار ہے  
لکڑی معنی، آمد، عملِ نفعِ راز ہے

سرِ نوشتِ اضطرابِ انجاسِ الفتِ نیوچیم  
فصہ ہے کانوں میں اُس کے، ناکِ مرغِ اسیر  
شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ  
شوخیِ اظہارِ غیر از وحشتِ بھونچوں نہیں



فہ ق

رگِ بستر کو یلی شوخیِ میزگانِ مجھ سے  
عینکِ چشمِ بنا روزِ زخاں مجھ سے  
ورنہ، کیا ہو نہ یکے ناکہ سامانِ مجھ سے؟  
چشمِ نگشودہ رہا عقدہِ پیاں مجھ سے  
چشمکِ آرائیِ صد شہرِ چراغاں مجھ سے  
کلنِ ہو قدرتِ برچیدہ دامنِ مجھ سے<sup>۱</sup>

خوابِ جمیعِ غفل ہے پریشان مجھ سے  
کنجِ نازکِ و کہیں گہریِ اغترِ سُخری  
اے تلی، عرسِ وعدہِ قربِ انہوں ہے  
بتنِ عہدِ محبتِ مہ نادانی تھا  
آتشِ افروزیِ یک شعلہِ ایما نچھ سے  
اے آمد، دسوسِ وصلِ تمنا معلوم



فہ ق

ناخبرِ انگشت، تخیالِ لبِ چار ہے  
ورنہ، صد عشرِ برہنِ جلوۂ رخسار ہے  
صد رگِ جانِ جاہِ آیا، وقفِ نذرِ راز ہے

بیکِ حیرت سے زباںِ افادۂ زہار ہے  
زلف سے شبِ دریاںِ دامنِ نہیں ٹکڑ، دریغ  
در تخیالِ آبادِ سوداے سرِ میزگانِ دوست

۱۔ فہ ق، ج، خارِ خارِ خارِ خاطرِ آغاز ہے - بحرف خیال - جو ق میں یہ شعر نہیں ہے۔  
۲۔ فہ ق، ج، سرِ نوشتِ اضطرابِ انجاسِ الفتِ نیوچیم - بیکِ بلائے من - ۱۲۔ فہ ق، ج، عمل (سوکاتب) - ۱۳۔ فہ ق، ج  
۳۔ فہ ق، ج، عرسِ وعدہِ قربِ انہوں ہے - ۱۴۔ فہ ق، ج، ناکہ سامانِ مجھ سے؟ - ۱۵۔ فہ ق، ج، چشمِ نگشودہ رہا عقدہِ پیاں مجھ سے - ۱۶۔ فہ ق، ج، کلنِ ہو قدرتِ برچیدہ دامنِ مجھ سے - ۱۷۔ فہ ق، ج، صد رگِ جانِ جاہِ آیا، وقفِ نذرِ راز ہے - ۱۸۔ فہ ق، ج، صد عشرِ برہنِ جلوۂ رخسار ہے - ۱۹۔ فہ ق، ج، ناخبرِ انگشت، تخیالِ لبِ چار ہے - ۲۰۔ فہ ق، ج، بیکِ حیرت سے زباںِ افادۂ زہار ہے - ۲۱۔ فہ ق، ج، زلف سے شبِ دریاںِ دامنِ نہیں ٹکڑ، دریغ - ۲۲۔ فہ ق، ج، در تخیالِ آبادِ سوداے سرِ میزگانِ دوست

بسکہ ورنی سے کفو دی ہوئے ذہر و زہر  
 اے سر شوریدہ، فوقِ عشق و پاسِ آبرو  
 وصل میں دل انتظارِ طرہ رکھنا ہے، مگر  
 غافلانہ، پائمال شوخی دعویٰ آمد



۱۰۔ فضاں مشرق سے، ناقصی بک پیدا ہے  
فصرف وحشیوں میں ہے صور عامے بھنوں کا  
عجب، طرز پیوند نہال دوستی جانے  
کبا بکسر گداز دل نیاز جوش حریت  
ہم و پریش خون کے سب رنگ اڑ نہیں سکتا  
۱۱۔ لہذا، کر نام والا علی تحریک بازو ہو



100

اگر سوزِ محبت کا رِیاضت ہے مُحباب ہے  
 نہاں ہے گوہرِ منقود جیبِ خود شناسی میں  
 کہ دگ سے دگ میں ختمِ شرک کا ریشہ پیدا ہے  
 کہ ہاں کھٹوا س ہے نِمال اور آہِ دریا ہے  
 کہ ماں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے  
 عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے بھر کو نہ ہلاؤ

[illegible]



نصیر ہر شکنِ پیدہاے طفلِ دل  
بسیر غیر ہے، قطعِ یاسِ خانہ ویرانی  
بھسے نہاے ناکِ فراقِ شہِ رویاں میں  
ترے نوکر ترے در پر آمد کو ذبح کرتے ہیں  
یاغِ رنگہاے رشہ، گچینِ تماشا ہے  
کہ نگرِ جادہ رہ، رشتہ دلائلِ صرا ہے  
چراغِ خانہ دل، سوزِ داغِ تنہا ہے  
سنگِ ناخدا رس، آشنا کش، ماجرا کیا ہے؟



ق ۱۹۱

ہزمے پرستی، حسرتِ تکلفِ بیجا ہے  
نقاطِ بدۂ بنا ہے۔ کو خواب؟ و چہ بیداری؟  
نگہ، معاصرِ حسرتِ آبدی؟ چہ ویرانی؟  
نہ سوئے آہوں میں، گر، سرِ شکِ بدۂ نم سے  
بہتہاے قیدِ زندگی معلومِ آزادی  
آمد، یاسِ تنہا سے ترکہ اسیدِ آزادی  
کہ جامِ بادہ، کفِ بربِ بقربِ تقاضا ہے  
ہم آوردہِ مژگانہِ روئے بر روئے تماشا ہے  
کہ مژگاں جس طرفِ واہر، بکفِ دلائلِ صرا ہے  
بجولانِ گاہِ نومیدی، نگاہِ عاجزان، پا ہے  
شہدِ بھی صیدِ دامِ رشتہ و گہاے غارا ہے  
گدازِ سرِ تنہا آیارِ صد تنہا ہے



ق ۱۹۲

بدوقِ شوخِ اعضا تکلفِ بارِ بستر ہے  
معاصی تکلف، سرِ بھرِ چشمِ پوشیدن  
مژہ فرشی رہ، و دلِ ناتوان، و آرزوِ مضطر  
مُعاذِ بیجِ نابِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے  
گدازِ شمعِ غفل، پچشِ طومارِ بستر ہے  
پاے خفتہ، سیرِ وادیِ پُر غارِ بستر ہے

۱۔ ب: ق، ح، بکلف - ۲۔ ب: ق، ح، بونہ روئے - ۳۔ ب: ق، ح، کفِ دامن - ۴۔ ب: ق، ح، شرہ ہو بد دام -  
۵۔ ب: ق، ح، گدازِ آرزو کا آیلِ آرزو کا - ۶۔ ق، ح، غار - ۷۔ ح، بیج و ناب -

۱۹۶

پاسِ شوخِ مژگان، سرمِ خار، سُوزنِ ہے  
جراحتِ دوزی عاشقِ ہے جاںِ دمِ نرمانِ ہوں  
نغمِ شرمِ آفرں ہے، رنگِ رہِ جاے خودینی

۱۹۷

یہ زمیں، مثلِ نیپٹال، صحتِ فلکِ خیز ہے  
ہوئے کیا خاکِ دستِ و بازوئے فرہاد ہے؟  
ان سَم کبھوں کے کھائے ہیں، دس، تیرِ نگاہ  
خونِ چنگلِ ہے جادہ، مانندِ رگِ سودائیل  
ہے، ہمارے تیز رو، لگکونِ نکھتِ پر سوار

۱۹۸

ترجیہ دکنی ہے، شرمِ قطرہ سامانی مجھے  
شبِسم آسا کو جلالِ مُبجہ کردانی مجھے  
بلبلِ تصورِ ہوں یثابِ اظہارِ تپش

۱. ح. مرزا (مرنگ)۔ ۲. الف، ل، ج، لڑا ہوں۔ ۳. الف، ق، ح، و، ہ، آ، رو، ہینڈن از ڈال۔ ۴. ج، رو، ہینڈن۔  
(سوکاکی)۔ ۵. ق، غار۔ ۶. ح میں اے طبعِ ظہر کیا ہے۔ ۷. الف، ق، ح، صال (سوکاکی)۔  
۸. ج، ح، ج، ہینڈن۔

داغ ہے مہرِ دہن، جوں چشمِ فرہانی ہے  
ہے گریبانِ گہرِ فرصت، ذوقِ عریانی ہے  
ناخنِ بُریدہ، ہے تیغِ صفا صافی ہے  
فکر نے سوئی خموشی کی گریسانی ہے

صبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال  
شوخ، ہے مثلِ حجابِ از خویش بیرون آمدن  
وا کیا مرگ نہ میرا غصہٴ نازِ نفس  
ہوں قبولِ دو عالم، صورتِ تقریر، اسد

۱۹۹

ق ۶

توڑنا ہوتا ہے رنگِ یکِ نفسِ حشر ہے  
نامۂ اعمال ہے، تاریکیِ صکوک ہے  
پردہ دارِ پاوگی ہے، وسعتِ مشرب ہے

صبح، نایدا ہے کلفتِ خانۂ اِدہار میں  
شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ تماوی میں اسیر  
دردِ نایدا، و یجا تہمتِ وارستگی

۲۰۰

ق ۶

وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے

اسد، ہمارے گشتِ حیات

۲۰۱

ق ۶

برگِ زِ ناخنِ مُطرب، چارِ نقشہ ہے  
کونہا سپاہی، و دلِ یفسرِ نقشہ ہے  
تیل، یلِ کولرِ صداۓ آجسارِ نقشہ ہے  
نالا زنجیرِ محسوس، رشتہ دارِ نقشہ ہے  
کسوتِ ایجادِ بلبل، عارِ خارِ نقشہ ہے  
پنبۂ گوشِ حرفان، پرد و نازِ نقشہ ہے

شوخیِ مضاربِ جولان، آیدارِ نقشہ ہے  
کس سے، اے غفلت، تجھے تمیزِ آگاہی ملے؟  
سازِ عیشِ بدل ہے، خانہ و راق، مجھے  
سنبلِ خوان ہے، بلذوقِ نازِ کیسے دراز  
شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زہوب، گل  
غفلتِ استعدادِ ذوق، و مدعا غافلِ اسد

﴿ ۲۰۲ ﴾

ج ۶

خود فروشیا ہے منی بسک جائے خندہ ہے  
نقشِ عبرت در نظر، یا قدرِ عشرت در بساط  
ہر شکستہ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے  
جائے استرا ہے عشرت کو شرمِ منی، اند  
دو جہاں وسعت، بقدرِ یک کھائے خندہ ہے  
صبح و شبنم، فرصتِ کشو و تہائے خندہ ہے

﴿ ۲۰۳ ﴾

ج ۶

صبرِ دینہا بنان، و نازِ دقہا بچنم  
اختلافِ رنگ و بو، طرحِ چارِ یخودی  
جانہ صحرائے آگاہی، مُناعِ جلوہ ہے  
حسنِ خویاں بسک بقدرِ نمانا ہے، اند  
صلحِ کل، گردِ ادبگاہِ نزاعِ جلوہ ہے  
آنہ، یک دستِ رُزِ امتناعِ جلوہ ہے

﴿ ۲۰۴ ﴾

ج ۶

نخالِ جلوہ عرض کر، اے حسن، کب تک  
آہنہٴ خیال کو دبکھا کرے کوئی

﴿ ۲۰۵ ﴾

ج ۶

وحشت کہاں کہ یخودی اتنا کرے کوئی  
جو کچھ ہے، عمرِ شوخِ ابرو سے بار ہے  
منی حکو نظیرِ معینِ تحفا کرے کوئی  
آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ، دبکھا کرے کوئی  
عرضِ سرشک پر ہے، کھائے زمانہ، تنگ  
صحرا کہاں کہ دعوتِ دربا کرے کوئی

خواتین ہیں خطِ رفسرِ اضطرار کا ۵ مذہبِ یحبابِ نفس کیا کرے کوئی  
وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے، آمد دکھلا کے اُس کو آہِ تودا کرے کوئی

۲۰۶

۴۰

باغِ نغمہ بن گلِ رنگ سے ڈرانا ہے مجھے ۵ چاہوں گر میرِ چمن آنکھ دکھانا ہے مجھے  
شورِ یتال ہے کس رشکِ چمن کا، بارب؟ آہ، بضِ بلِ نظر آنا ہے مجھے  
حیرتِ آئینۂ انجاسِ جنوں ہوں جوں شمع کس قدر داغِ جگر شطہ اُٹھاتا ہے مجھے  
میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال ہسوسِ نگہِ ناز سنانا ہے مجھے  
حیرتِ فکری حن، سازِ سلامت ہے، آمد دل پر زانوئے آئینہ بھانا ہے مجھے

۲۰۷

۴۰

یاد رکھیے نازِ مائے التفاتِ اولیٰ ۵ آئینازِ طائرِ رنگِ حیا حواری  
لفظِ عشقِ مریدِ اندازِ دگر دکھلائے گا ہے تکلفِ یکِ نگاہِ آئنا حواری  
داد از دستِ چٹائے صدمۂ حُرْبُ الْمُلَا ۱۰ گر عہِ افتادگی، جوں نقشِ با، حواری  
وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشتِ آمد یکِ پیابِ ساقِ بالِ عا حواری

۲۰۸

۴۰

حیرتِ تیندہا خونِ چہاے دیدہا ۵ رنگِ گل کے پردے میں آہِ پراختا ہے

عشق کے نصال ہے، کرۂ گرد ہے عالم  
وَحْشَتِ انجمن ہے گل، دیکھ لائے کا عالم  
روئے شش جہت آفاق ہستہ چشم زنداں ہے  
مثل دودِ بحر کے، داغِ بالِ افشاں ہے  
اے کرم، ہو غافل، ورنہ ہے آندِ بیدل  
بے گھر مددِ گویا، ہستہ چشم تہیاں ہے



۲۰۹

غم و عسرت، قدبوسِ دلِ تسلیم آئی ہے  
تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئی ہے  
دعا ہے مدعا کم کردگان، لبریز آہیں ہے  
نفس تھری گئی میں خود ہو، اور بازار رنگیں ہے  
شرارِ آہ ہے، موجِ صبا، داماں گلچیں ہے  
شبِ ماتم، تہِ داماںِ دودِ شمعِ بالی ہے  
کشارِ عقد، محورِ ناخنِ دستِ نگارِیں ہے  
جین پر جری، تہِ خانہِ قدرت، خطرِ ہیں ہے  
خانے دستِ بخونِ کشتگان سے تیغِ درنگیں ہے  
پسندِ تومنِ امت کا سیرِ خانہِ زمیں ہے  
۱۰۔ چارِ باغ، پامالِ خرمیٰ جلوہ فرمایاں  
ریاں فنا ہے بعدِ صحرا سے طلبہ غالب



۲۱۰

دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ غروشِ آمادہ سے  
دلم کر سبزے میں پنہاں کبھیے، طائوس ہو  
فائدِ رسوائی، سرِ شکرِ سرِ صحرا دادہ سے  
جوشِ نرنگہ بہارِ عرضِ صحرا دادہ سے

۱۔ اللہ قدح گردی عالم - ۲۔ ج۔ زنداں (سوکاب) - ۳۔ اللہ قدح، گل بکود لڑ لالہ ہم ساز ہائی - ۴۔ ب۔ ق۔ ح۔  
دودِ مرعسا - ۵۔ ب۔ ق۔ ح۔ ۱۔ گھر مددِ حال - ۶۔ ب۔ ق۔ ح۔ ۱۔ خون (سوکاب) - ۷۔ ب۔ ق۔ ح۔ ۱۔  
۸۔ ب۔ ق۔ ح۔ ۱۔ مدد

غیمۂ لیلیٰ بہاء، و غانۂ مجنونِ خراب  
بزمِ منی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم آمد  
جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغِ پیروں دادہ سے  
دیکھنے میں چشمِ از خوابِ عدم نکادہ سے

۲۱۱  
ج ۶

سنتِ کئی میں حوصلہ بے اختیار ہے  
عبرتِ طلب ہے، حائلِ مستاعی آگہی  
دلانِ صد کفن، تو سگرِ مزار ہے  
شہنم، گدازِ آئینہ اعتبار ہے  
اے مُدعی، طلیحِ عرقِ بے غبار ہے  
کھجور، ساغرِ تھے رنجِ غبار ہے  
صفتِ مجسمِ تماشا، آمد

۲۱۲  
ج ۶

زنجیرِ بادِ بڑی ہے، جامے کو دیکھ کر  
سودائیِ خیال ہے، طوفانِ رنگ و پر  
اس جسم سے منوڑ نگہ یادگار ہے  
یاں ہے کہ داغِ لالہ، دماغِ بہار ہے  
حسیتہ شہرِ جنسِ ابرو سے بار ہے  
یاں ہے کہ صحتِ خس و آتشِ ہزار ہے  
میر حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر

۲۱۳  
ج ۶

بھفتۂ خمر گیسو ہے راسیِ آموز  
رنگِ شیشہ ہوں بک گوشۂ دلِ عالی  
دھانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے  
کبھی پری مری خلوت میں آنکلی ہے  
منوڑ، بک سخنِ بے صدا نکلتی ہے

۲۱۴

۶۰۳

ہے انتظار سے سرور آبادِ رستمخیز  
کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عذیب  
مژگانِ کوہکن، وگِ خارا کہیں جسے  
زخمِ فراقِ خندِ یجا کہیں جسے  
یارب، میں تو خواب میں بھی مت دکھائیو  
بہ عسرِ خیال کہ دنیا کہیں جسے

۲۱۵

۶۰۴

سر رشتہ چٹائیِ دل، در گروِ عجز  
پردازِ بخونِ خفہ و فریادِ رسا ہے

۲۱۶

۶۰۵

پھر نکلا ہے نالہ مرثبِ صودِ اسرائیل کی  
کی ہیں کس باز سے یاں بختِ بے آنکھوں سبب؟  
م کو جلی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی  
ہے جو آبی پدم، مروجِ دورِ نیل کی  
آج تنخواہِ شکستِ ہے کنگہ جبریل کی  
وہ لونگی زادہ کھانا ہے قسم انجیل کی  
کوہچنا ہوں اپنی آنکھوں میں سلاخی نیل کی  
کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزوِ نابیل کی؟  
عرش پر تیرے قدم سے ہے، دعاغِ گردِ راہ  
دعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ  
خیر خواہِ بد ہوں، لڑ ہر دفعِ چشمِ دُخم  
نالہ کوہچنا ہے، سراپا داغِ جراتِ ہوں، اند

۲۱۷

۶۰۶

کبا ہے ترکِ دنیا کاملی سے  
تخرابِ دیدِ ویران، ہلک کفِ خاک  
میں حاصل نہیں بحاصل سے  
یاباں خوش ہوں تیری عاملی سے



پر اقبال ہو گئے شعلے ہزاروں      رہے دم داغ، اپنی کامل سے  
خدا، اپنی بدر سے مہربان تر      رہے دم در بدر ناقابل سے  
آمد قربانِ لطفِ جورِ بیدل      خبر اپنے میں لیکن بیدل سے

۲۱۸

۵

نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانی  
شکستہ فہم دل، آں سوئے غریہ شنائی  
غیر ہے گیریاں گہرِ فوقِ جلوہ پرائی  
برِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرتِ انشائی  
شرارِ سنگ سے بادِ حنا گلگونِ شیریں ہے  
غرورِ دستبرد نے شانہ توڑا فرقِ حد پر  
جنوں افسردہ و جانِ ناتواں، اے جلوہ شوخی کر  
نگاہِ حیرتِ افسوں، گاہِ برق و گاہِ شعل ہے  
خدا یا، خوں مردنگِ لبِ باز اور نالہ موزوں ہو  
جنوںِ یکس ساغر کثرِ داغِ پلنگِ آبا  
خرابتِ جنوں میں ہے آمد و رفتِ فتح و توفی

برِ بالائے ہے وقتِ دید، میزگانِ غنائی  
طہرِ نابیدی ہے، خجالتِ گاہِ پیدائی  
یل ہے جوہرِ آئینہ کو، جوں بختِ گہرائی  
دو عالمِ دیدہ بسلِ چراغِ جلوہ پچائی  
ہوز، اے نیشہ فرعاد، عرضِ آفتابی پائی  
سلیانی، ہے سنگِ پیدمانِ خود آرائی  
گئی بکِ عمر خود داری با استقبالِ رعنائی  
ہوا مر کھلوت و تجلوت سے حاصل، فوقِ تہائی  
جنوں کو سخت پٹائی ہے، تکلیفِ شکیانی  
شررِ کفایت ہے، سنگِ بحرِ نازِ مبنائی  
بشقِ ساقیِ سکور، ہمارِ ہادہ پچائی

۲۱۹

۵

بسکہ زہرِ خاکِ با آبِ طراوتِ راہ ہے      رہے ہے، ہر نعم کا دلو، الفروں چاہ ہے

۱. "آ میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔      ۲. "آ میں "آ لطف و حور"      ۳. "آ میں "آ غریہ شنائی (سورکاب)۔  
۴. "آ میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔      ۵. "آ میں "آ فراد (سورکاب)۔      ۶. "آ میں "آ دست زد - سنگ پیدمان  
(سورکاب)۔      ۷. "آ میں "آ ح غرض - پر "آ میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

عکس گہاے من سے چشمہ عالمے باغ نبی      فلس مانی آئہ پردازِ داغِ عالمے

حسن و رعنائی و عمر حد سرو کردن سے فرق      سرو کے قامت پہ گل، یک دامنِ کوناه ہے  
رشک ہے آسائشِ اربابِ غفلت پر، آمد      پیچِ تابِ دلہ نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے



فہ حاتیہ لہ ۶

۱۰۔ بسک چشم از انتظارِ خوش خطاں ہے نور ہے  
برمِ خویاں، بسک، جوشِ جلوہ سے پر نور ہے  
ہوں، تصور عالمے مدوش سے، بدستِ شراب  
ہے صعبُ مردوں کو غفلت عالمے اہلِ دہر سے  
حسرتِ آبادِ جہاں میں ہے، الم، غمِ آفریں  
۱۱۔ کیا کروں؟ غما یہ نہاں لے گئے صبر و قرار  
ہے زبا افتاد گویا فتنہ بہاری بھی ہے  
جس جگہ مر ستارا جانتیں مصطفیٰ  
واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بدعاغی، لور، آمد

۱۰۔ یک غم، شاخِ گلِ ترکس، حساسے کور ہے  
پشتِ دستِ عجزیاں ہر برگِ غفلتِ ملور ہے  
حیرتِ آفریںِ خویاں، ساقسِ بستور ہے  
مبہرہ، جون انگشتِ حیرتِ درِ دہانِ گور ہے  
نوحہ، گویا خانہ زلزلہ ناکہ دنجور ہے  
دزد کو مر خانگی، تو پاساں منظور ہے  
۱۱۔ بے حق، تبخالِ لب، دانہ انگور ہے  
اُس جگہ تختِ سلیمان، نقشِ باغے نور ہے  
ہاں سرورِ عالمے بھر کو ناکہ دنجور ہے



فہ ۶

اے خیالِ وصل، نادر ہے تے آشنائی نری      پنجگہاے کبابِ دلِ حرقِ حلائی نری

۱۰۔ تا بخارو - ۱۱۔ افسانہ، تا میں لفظ و صبح خود غالب نے سطر کے اوپر لکھا ہے۔

۱۱۔ لا میں ۶ بیت انھوں شعر کے بعد ہے۔ افسانہ لہ ۶، افسانگی میں آٹھ پہاڑی۔ ۱۲۔ افسانہ لہ ۶، ج ۱ ہے وہاں۔

دج کیا جوشِ صفا سے زلف کا، احسانِ عکس  
برگِ بزمِ گل، ہے وضعِ زرِ اخلاقی  
بسکہ ہے عبرتِ ادیبِ بلا گیا ہے عوس  
مستبصرِ رقیانہ گرچہ، ہے سامانِ رشک  
سرِ بزانو سے کرم رکھتی ہے شرمِ فاکسی

ہے نواکتِ جلوہ، اسے ظالمِ بہ فانی تری  
باجِ لبّی ہے گلستان سے گل اندامی تری  
میرے کام آتی، دلِ مایوس، ناکامی تری  
لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنہی تری  
اسے آند، یجا نہیں ہے غلت آرائی تری ۔

﴿ ۲۲۲ ﴾

۴۰۳

ریطرِ تمیزِ اعیان، دُور سے صدا ہے  
موسے دماغِ وحشت، سرِ رشتہ فنا ہے  
دبوانگی ہے، نغمہ کو درسِ خرامِ دنیا  
پروانے سے ہو، شاید، نسکینِ شعلۂ شمع  
اسے اضطرابِ سرکش، یکِ سجدہ وار تمکین  
نے حسرتِ تسک، نہ ذوقِ بیفراری  
دراے سے ہے ساق، لیکن عمارِ باقی  
وحشت نہ کھینچ، قاتلِ حیرتِ نفسِ بسل  
بغلانے میں آند ہی بندہ نہا گا، گامے

اعنیٰ کو سرمۂ چشم، آوازِ آتشا، ہے  
شیرازۂ دو عالم، یکِ آوِ نارسا ہے  
موجِ بہار، بکسرِ زنجیرِ فقرِ ہا ہے  
آسائشِ وفا، یابیِ جفا ہے  
میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغِ خوں جا ہے ۔  
یکِ درد و حدِ دوا ہے، یکِ دست و حدِ دعا ہے  
نا کوچہ دلدنِ موجِ تخیازہ آتشا ہے  
جب فالہ خوں ہو، غافل، تاثیر کیا بلا ہے  
حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے

﴿ ۲۲۳ ﴾

۴۰۴

گر باس سر نہ کہہجیے، تکی عجب آتشا ہے  
وسعتِ گہِ نسا، یکِ بامِ وعدہ ہوا ہے ۔

ہنا شکستگان کو کہارِ خونِ بہا ہے  
دودِ چراغ، گویا، زنجیرِ بے صدا ہے  
مصراعِ نالہ نے، سکتہ ہزار جا ہے  
اس موج نے کو، غافل، پناہ فتنہ رہا ہے  
چشمِ تحقیرِ آفوش، غمورِ ہر ادا ہے  
طوفانِ نالہٴ دل، نا موجِ ہوریا ہے  
دل دے، تو ہم یادیں، مٹھی میں تیری کہا ہے  
یعنی، سخن کو کاغذِ احرامِ مُدعا ہے

برعزوںِ دو عالم، تکلیفِ یک صدا، ہے  
فکرِ سخنِ یک افلا زندقِ غموش  
موزوںِ دو عالم، قربانِ سازِ یک درد  
دوسرِ خیرامِ ناکے تمیازِ دولہ؟  
گردش میں لا، نعلی، صد ساعرِ نسلی  
یک برگِ بیضوائی، صد دعوتِ تیسلی  
اے شہنشاہِ فنا، یعنی حکمِ نگارِیں  
ہر نالہٴ اند ہے، مضمونِ دادخواہی



ق. ۱

بھسّرِ بزمِ نردن، دہدہٴ تھپہر ہے  
ہاں پر پروازِ رنگِ رفتہ، بالو نہیں، ہے  
ماضیِ حالِ پھرا، یگردہٴ تصور ہے  
مر نہالِ شمع میں اک غچہٴ گلگیر ہے  
لختِ لحیرِ دل، نگینِ خانہٴ زنجیر ہے  
ہاں گلے شہنشاہِ ہے، قبضہٴ شہر ہے  
وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقرر ہے

ضبط ہے، جوں مردمک، اسبندِ اقامتِ گید ہے  
آشیانِ بندِ چلارِ عینِ ہوں حکمِ قل  
مے جہاں فکرِ کشیدہاے نقشِ روئے بار  
وقتِ حسنِ افروزیِ زنتِ طرلاں، جاے گل  
گرے سے بندِ محبت میں ہوئی نامِ آوری  
ریزشِ خونِ وفا ہے، جرتِ نوشہاے بار  
جو بنامِ غمِ چراغِ خلوتِ دل تھا، اند



ق. ۲

آتشِ خانہ، مریِ نہالِ کو، زنجیر ہے

نورِ خود داری، خرابِ وحشتِ تسخیر ہے

۱۔ اللہ، ق. اسبند (سورکاب) ۔ ۲۔ ب. ق. ج. لڑ نہالِ شمع پیدا ۔ ۳۔ ب. ج. مگن ۔ ۴۔ اللہ، ق. دہدہٴ تھپہر  
۵۔ (سورکاب) ۔ ۶۔ اللہ، ق. ج. نورِ علم پروا ۔

دردِ بے جنوں کے کس کس داغ کو بردارِ عرض؟  
 تیکرِ مضمون کو حسنِ ربطِ خط کا چاہیے؟  
 خائفانِ حسیبانِ غافل از معنیِ خراب ا  
 چاہے کر جنت، جز آدم و اوارثِ آدم نہیں  
 شبِ دواز و آتشِ دل نیز، یعنی، مثلِ شمع  
 آب ہو جانے ہیں، نگہِ مستِ باطل ہے، مرد

مرِ یابان، بکِ یابانِ حسرتِ نصیر ہے  
 لفسوسِ رفتارِ عامہ، مستورِ نحر ہے  
 جب ہوئے مہ یگنہ، رحمت کی کیا نصیر ہے؟  
 شوخیِ ایمانِ زامد، سُنیِ تدبیر ہے  
 نہ، زِ سرِ ناخنِ پا، روزی بکِ شبگیر ہے  
 اٹک پیدا کر، اندہ کر آہ بے تاثیر ہے



یہ، سرفروشت میں جہی ہے، اٹک اٹکان  
 جنوں وحشتِ معنی بہ عام ہے کہ بہار  
 لبِ نگار میں آئینہ دیکھ، آبِ حیات  
 نظرِ بظنکِ اعلیٰ جہاں، ہوا ظاہر  
 کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں  
 اند نے کثرتِ دلہائے خلق سے جانا

کہ موجِ آب ہے، سرِ ابکِ چہرِ پشانی  
 دکھ ہے کثرتِ غلظت میں بڑ اٹکان  
 بہ گرمیِ نکتہ ہے عموماً جہاں  
 کہ عیدِ خلقی بہ جہاں ہے، چشمِ قربانی  
 کہ سرو ہوئے یکے اُس کا مصرعِ ثانی  
 کہ زہرِ بار ہے مجموعۂ پشانی



بہبودِ زبکِ خاطرِ یناب، ہوگئی  
 موجِ نسیم لبِ آلودہِ میسی

یزگانِ بازماندہ، دگرِ خوابِ ہوگئی  
 میرے لیے تو نینر بہ نابِ ہوگئی

۱۔ الف، ذ، ج، عرض سواد۔ ۲۔ الف، ذ، ج، جہیزا غفلت معنی۔ ۳۔ الف، ذ، یو۔ (سوکاب)۔  
 ۱۰۔ ذہ کہ عید خلق بہ جہاں ہے لڑائی۔ ۱۱۔ مراب ج نے ہم، کا لفظ خود بخود کر کے دیا ہے ۱۲۔ ہر غالب کے شعر:  
 وہ نسیم علتِ چنگارِ مالِ نسیم ۱۳۔ ہم لڑائی، گلِ شاخِ حلالِ مد ہے ۱۴۔ یہ پیش نظرِ باطلِ حسرت ہے۔

رخسارِ یار کی جو کٹھن جلوہ گسری  
یدادِ انتظار کی طاقت نہ لاسی  
غالب، زبک سو کر گئے چشم میں سیر شک

۲۲۸

ق ۶

بالِ صند، آئینہ ناز ہے مجھے  
مر ذرّہ، چمکِ نگہِ ناز ہے مجھے  
عرضِ بہار، جوہرِ پرداز ہے مجھے  
مر جزوِ آشیان، پرِ پرداز ہے مجھے  
جونِ داغ، شعلہ سرِ خطِ آغاز ہے مجھے  
چشمِ پری، شفقِ کدہِ راز ہے مجھے  
دورِ چسراغ، سُرْمہِ آراز ہے مجھے  
بک کیناسِ ظہورِ اعجاز ہے مجھے

مر رنگِ سون، پردہ بک ساز ہے مجھے  
حازمِ خاک، حسنِ نظرِ باز ہے مجھے  
آغوشِ گل ہے آئینہ ذرّہ، خاک  
ہے جوئے گلِ غریبِ نسلِ گدیِ وطن  
ہے جلوۂ خیال، سُورِ دایِ مردک  
وحتِ بہارِ فتنہ، و گلِ مائعِ شراب  
نصکرِ حسن، چائے پردازِ خاموشی  
ہے عامہ فیضِ یمنِ بیدل بکف، آمد

۲۲۹

ق ۶

دیا ابرو کو چہرہ، اور اُس نے قصے کو اشارت کی  
لکھے کینست اُس سطرِ نیم کی عبارت کی  
صاف سے سجدے زگیں کو دی خدمتِ فطرت کی  
تب نہ خطِ نئے بہ نغزِ دگر گل میں حرارت کی  
اند، کھانے ہوئے سرِ میرے آنکھوں میں صارت کی

نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی  
روانِ موجِ تے کی، گر، خطِ جامِ آشنا ہوئے  
شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشنِ آواں  
نہیں دیوشِ عرق کی، اب اُسے کو بانِ احساں  
زبس نکلا جبارِ دل جو فتنہ گر بہ آنکھوں سے

﴿ ۲۳۰ ﴾

۱۰۵

خوابہ دل کہاں تک دن بعد رنج و تعب کائے  
کریں کر غدر اشکِ دیدہ عاشقِ خود آرایاں  
درخشاوہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوان سے  
بغی ہے، آدمی کو دستِ گاوِ قہر حاصل ہو  
اند بھر میں ہے اُس کے بوسے پاکی کہاں جرات

خیر کہسو ہو شمشیر بہ تاب اور شب کائے  
صدفِ دندانِ گوہر سے بحسرت اپنے لب کائے  
بقدرِ یک نفسِ جاوہ، بعد رنج و تعب کائے  
دمِ تبسُّخِ نوگل سے اگر بائے سب کائے  
کہ میں نے دست و پا نام بہ شمشیر ادب کائے

﴿ ۲۳۱ ﴾

۱۰۶

ہوا جب حسنِ کم، خطِ برِ عذارِ سادہ آتا ہے  
نہیں ہے تزعجِ الفت میں حاصلِ غیرِ پامال  
عبطِ دہر میں بالیدن، از منیِ کرشن ہے  
دیارِ عشق میں جانا ہے جو سوداگری سامان  
اند، وارستانِ باوصفِ سامان بے تعلق ہیں

کہ بعد از صافِ تے ساغر میں دُورِ بادہ آتا ہے  
ظہرِ داتہ، سرِ شکِ برِ زمیں اُفتادہ، آتا ہے  
کہ پاں مرک، حجابِ آسا، شکستِ آمادہ آتا ہے  
مناعِ زندگاہِ بنارتِ دادہ آتا ہے  
صنوبرِ گلستان میں با دلیِ آزادہ آتا ہے

﴿ ۲۳۲ ﴾

۱۰۷

ہنکرِ حیرتِ دم، آتہ پردازِ زانو ہے  
توخمِ مینِ سمِ کوشوں کے ہے، سامانِ خونریزی  
کرے ہے دستِ لوسوِ مویں، دھرِ نوائی

کہ مشکِ ناثہ، یشاقِ سوارِ چشمِ آمر ہے  
سرِ شکِ چشمِ بار، آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے  
براخاندہ ددِ کٹیجِ قس، نمونہِ بازو ہے

ہوا، چرخِ خبیثہ، ناتواں بارِ علاقے سے      کہ ظاہر، پنچہ خورشید، دستِ زبر پہلو ہے  
اسد، تاکے طبعِ حالتِ ضبطِ لم لاوے؟      نشانِ دل بہ پہلو، نالہ پہلو بدخو ہے

۲۳۲

۴۰

خبر نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے      وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے  
نفسِ بنالہ رقیب، و نگہ بانکِ عدو      زیادہ اُس سے رکشاں سوں کہ تو جانے  
۱۔ بہ کوثرِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال      بانِ حوصلہ معذورِ جستجو چلنے  
جنوں سرورِ تمکبی ہے، کائرا عہدِ وفا      گذارِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے  
نہوے کیونکہ اُسے فرضِ قتلِ اعلیٰ وفا      لہو میں تانہ کے پھرنے کو جو وضو جانے  
زبان سے عرضِ تنہاے عاشقِ معلوم      مگر وہ خانہ برائے گشتِ گو جانے  
صبحِ شکستہ الفت پر علیٰ خدایا ہے      کہ جو، اسد، پنہرِ بصرِ آردو جانے

۲۳۳

۴۰

۱۔ دیکھ تری غم سے گرم، دل بہ پنہرِ رام ہے      طائرِ سہاگ کو، شعلہ، رگِ دام ہے  
شوخیِ چرخِ حیم، قتلہ اہام ہے      قسمتِ بختِ رقیب، گردشِ حدِ جام ہے  
جلوہِ پیشِ پناہ، بختے ہے ذوقِ نگاہ      کبہ پوشِ سیاہِ مردمکِ احرام ہے  
'کو تقدس' وچہ عبار؟ جراتِ عجزِ آشکار      درِ پیشِ آبادِ شوقِ سرمہ، صدا نام ہے  
ظلمتِ انسرِ دگی، نہمتِ تمکبی نہو      اے مہ خوابِ رگراں، حوصلہ بدنام ہے  
۱۰ بزمِ وداعِ قطرہ، پاسِ طربِ نامہ پر      فرصتِ دھڑلے شرور، بوسہ بہ پیغام ہے

۱۔ الف ح، لا، ۶۔ ب تا میں یہ صریح کاتب نے جوڑ دیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے دیا ہے۔ ۷۔ الف تا میں یہ صریح ہی کاتب نے جوڑ دیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے دیا ہے۔ ۸۔ الف تا خاروہ۔ ۹۔ الف تا انورے (سوکاب)۔



گرے طوفانِ رکاب، نالہٴ عشرِ عباس  
ہے سروِ سماں آند، قنہٴ سرانجام ہے



۲۲۰

کاوشِ دزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے  
ریشہٴ شہوتِ دوانیدن ہے، رخنِ زبرِ خاک ہے  
ساقیادے الٰہی ساغر میں سب کو تھے، کہ آج  
ہو گئے باہمِ دگر، جوشِ پریشانی ہے، جمع  
دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب  
غنجِ کی ہے، برقیں پیچیدہ فکر، اے آند

ناخنِ انگشتِ خواب، نعلِ واژوں ہے  
خضرِ جلال، برگِ بدِ بختوں ہے  
آرزوئے بوئے لبائے تہکوں ہے  
گردشِ جامِ تنہا، دورِ گردوں ہے  
بدر کے مانند، کاوشِ روزِ افزوں ہے  
واشگفتہاے دل در دامنِ مضمون ہے



۲۲۱

دلا، جٹ ہے تنہاے خاطرِ افروزی  
ظلمِ آئہ، زانوئے فکر ہے، غافل  
ہوں ہے سوزِ دل، بسکہ، دایرِ بے آری  
بہ پرفشانِ پروانے چسراغِ مزارا  
پیش تو کیا، نیوقِ مشقِ پرفشانِ ہیں  
آند، عینہ بے کفترِ باے سب تال

کہ بوئے لبِ شہریں ہے اور گوسوزی  
ہنوز حسن کو ہے، سحرِ جلوہ اندوزی  
اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ بیہ روزی  
کہ بدرِ مرگ ہیں ہے لذتِ جگر سوزی  
رہا میں صنف سے شرمندہٴ فوٹو سوزی  
مشاعرِ سحر سے کرتا ہے چرخِ زردوزی



۲۲۲

عصرِ آرایہ گی، سامانِ زیبائی کرے  
چشم میں توڑے ٹھکان، ناشکرِ خوابی کرے

کیا کروں، گر سبہ دیوار سیلاب کرے  
ناخنِ تیغِ بلی، شاید کہ مضران کرے  
رنگِ رخسارِ گلِ مُخرشد، مہان کرے  
اے خوشا! گر آبِ تیغِ نازِ یزانی کرے  
کیون نہ دل میں مر اک ناہیز آتوان کرے

آرزوئے عاتقہ آبادی نے ویران کر کیا  
لفظِ عا، وابستہ یک عقدہ تارِ نفس  
صدم وہ جلوہ دہیز بے یقانی ہو اگر  
زخماے کہنے دل دکھائے ہیں جوں مردکی  
بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو، غالب، نو پھر

۲۳۸  
ق. ۶

غافلان، آغازِ کار، آئینہ انعام ہے  
جانہ وہ سرسبز، یزگانز چنبرِ دام ہے  
مر بتو مُخرشد طلعت، آفتابِ بام ہے  
کہکشان، موجِ شفق میں، تیغِ خونِ آشام ہے  
پتنگیاے نصرتوں، بانِ خیالِ علم ہے  
واں، اسد، تارِ شعاعِ مہرِ خطرِ جام ہے

صبح سے معلوم، آثارِ ظہورِ شام، ہے  
بسکہ ہے بیادِ رادرِ عشق میں عموں کہیں  
بسکہ تیرے جلوہ دیدار کا ہے اشتیاق  
مستقرِ قتلِ یک عالم ہے، جلادِ ظلم  
۱. کیا کالِ عشقِ قصہ آباد گیتی میں پلے  
ہو جہاں، وہ ساقیِ مُخرشدوں، مجلسِ فروز

۲۳۹  
ق. حانیہ ق. ۶

تارو بود فرسشِ محفل، پنے بنا کرے  
رشتہ پا، شوخیِ بالوِ نفسِ پیدا کرے  
دستِ رد، طرہِ جسمِ یکِ ظمِ اتنا کرے  
نوحہ مانم باولایِ ہر نقفا کرے

اے خوشا! وقتے کہ ساقیِ کُمنانِ وا کرے  
گر نبِ آسودہ یزگانِ نصرتِ وا کرے  
گو دکھاؤں صفحہ بے نقشرِ رنگِ وہ کو  
۱. جو عزادارِ شیدانِ نفسِ دردِ بدہ ہو

عکس گر طرفائی آئینہ دہرا کرے  
نابعدی ہے خیالِ عاتہ ویراں کیا کرے  
آسمان سے ہلادے گلفام گر ہسا کرے  
ہوں سراپا یک سحر تسلیم، جو تولا کرے

حلقہ گردابِ جہنم کو بنا ڈالے تئور  
یک درِ بروئے رحمت بہت دورِ شش جہت  
من توڑ بیٹھے جب کہ م جام و سُبُو، پھر م کو کیا؟  
ناخوان سے نویں سر درِ گریباں، لَسَد



کہ نیلِ یار، ہلالِ مِ محرم ہے  
وکرہِ بحر میں مر قطرہ چشمِ پُرم ہے  
کہ گل ہے بلبلِ رنگین و یف شبنم ہے  
تمام دفترِ ربطِ مزاج، دم ہے  
کہ ایک دمِ ضعیف و شہر دو عالم ہے

بہارِ نصرتِ آبارِ عشق، مانم، ہے  
برہنِ ضبط ہے، آئینہ بندیِ کوہر  
چمن میں کون ہے طرزِ آفرینِ شیوہ عشق؟  
اگر نہوئے رگِ خواب صرفِ شیرازہ  
اند، بناؤ گے طبعِ آرزو انصاف



عیب کہ بر نورِ محو، شمعِ شبنمستان ہے  
برنگِ ہنسہ، ہر صراپِ دانہ پیکان ہے  
ہلڑی گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ دامان ہے  
کہ بجیہ جلوة آثارِ زخیمِ دندان ہے  
صبا خراساںِ خوبان، ہمارِ سالان ہے

غبارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریبان ہے  
ہجومِ ضبطِ فغان سے مری زبانِ خموش  
لبائے جلوہ فزا ہے، لباسِ عربیانی  
لبِ گزیدہٗ معشوق ہے، دلِ انکار  
گشودِ عجبِ خاطرِ عیبِ ترکہ، غافل

۱۔ اللہ ج۔ صفا گرداب - ۲۔ جی یہ یہ اگلے شعر سے مد ہے - ۳۔ اللہ ج۔ گو ہسا کرے - ۴۔ ج۔ ج۔  
یک ظم - ۵۔ ج۔ ج۔ دم - ۶۔ اللہ ج۔ دہراں حکام عورتاں و فرط خلق ضبط - ۷۔ ج۔ رنگ ہنسہ - ۸۔  
دم آب (سورکاب) - ۹۔ رنگ (سورکاب) - ۱۰۔ اللہ ج۔ نواہے (سورکاب) - ۱۱۔ ج۔ ج۔ نشان بریں شہد -  
۱۲۔ اللہ ج۔ عجب دلہا -

فضلا کہ ہر شے حصول ناشدنی  
 دماغ، نازک کثیر یسٹر طیلیاں ہے  
 طیلہ یسٹر یک غلٹی سے رہائی دی  
 جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے  
 جنوں نے مجھ کو بنا یا ہے مُدّعی میرا  
 عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے  
 اسد کو زمیں نہیں مشکل، اگر نہ سن اپنا  
 کہ قتلِ عاشقِ دلدادہ غم کو آساں ہے



۲۴۲

شفق، بدعویٰ عاشق گواہ رنگی ہے  
 کہ ماہ، دزدِ حنا سے کفرِ نگاری ہے  
 عیاں ہے ہاں حنائی برنگِ پرتوِ سُور  
 رکاب، روزِ دیوارِ خانہ زیں ہے  
 جینِ صبحِ اُبیدِ فانیہ گویاں پر  
 درازیِ رگیِ خوابِ پنا، خطِ چیں ہے  
 مواءِ نقابِ سوارِ دیارِ حسن، عیاں  
 کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے



۲۴۳

جوہرِ آئینہ ساں، یزگان بدلِ آلودہ ہے  
 خطرہ جو آنکھوں سے لپکا، سو نکاحِ آلودہ ہے  
 دامکارِ عجز میں سامانِ آسائش کہاں؟  
 ہر فانی بھی فریبِ خاطرِ آلودہ ہے  
 اے عوس، عرضِ باطلِ نازِ متناقضِ نمانگ  
 جوں پرِ طاؤس، بکسرِ داغِ مشکِ آلودہ ہے  
 ہے ریا کا رتبہ بالاترِ تصورِ کرب  
 تیرگی سے داغ کی مد، سپرِ مس آلودہ ہے  
 کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش؟  
 طاقتِ سرمایہِ ہال و ہر نکاحِ آلودہ ہے  
 ہے، سوارِ خط، پریشان موئی اہلِ عسرا  
 عامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگان کا دودہ ہے

۱۔ جہاں کہ علی پر سر نوازش ہو ۔ ۲۔ اسد، جہاں کہ علی پر سر نوازش ہو ۔ ۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۲۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۳۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۴۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۵۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۶۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۷۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۸۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۱۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۲۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۳۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۴۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۵۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۶۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۷۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۸۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۹۹۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔ ۱۰۰۔ عیبِ عالم میں میرے مرا گریاں ہے ۔

جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جاتیں گے  
بنفہ بنائے تھے رکھ لو تم اپنے کان میں  
کثرتِ افشائے مضمونِ نغمہ ہے، اُس  
مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پسودہ ہے  
تھے پرستان، نامحیر بے حریفہ گو یہودہ ہے  
ہر سر انگشت، نوکِ عامۂ فرسودہ ہے



ن

ہر پروردن سراسر لطف گستر، سایہ ہے  
ضلعِ گل میں بدبہ خونیں نگاہاتِ جنوں  
شورشِ باطن سے ہاں تک بھر کو غفلت ہے کھانا  
کیوں نہ تیغِ بار کو مسماۃ الفت کہوں؟  
اے اُس، آباد ہے عجم سے جہانِ شاعری  
ہجۂ یزگان، بطلِ ایشک دستِ دایہ ہے  
دولتِ نظارتِ گل سے شفقِ سرمایہ ہے  
شبوںِ دل، یک سرورِ عامۂ صبا ہے  
زخم، مثلِ گل، سراپا کا مرے پیرایہ ہے  
عامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے



ن

چشمِ گریباں، بسطِ شوقِ چارِ دید ہے  
دامنِ گریہوں میں رہ جانا ہے حکمِ وداع  
ربۂ تسلیمِ مُخلتِ مشراں، عالِ سحیحہ  
کچھ نہیں حاصلِ تعلق میں بنیرِ از کشمکش  
کثرتِ اللہ سے حیران و مضطر ہے اُس  
ایشکِ ریزی، عرضِ بالِ ایشاقِ امید ہے  
کوہِ شبِ ماب، ایشکِ بدبہ مُحرشید ہے  
چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ شب ہے  
اے خوشا! رندے کے مرغِ گلشنِ تجرید ہے  
با علی، وقتِ عتاب و دمِ مائید ہے



ن

فرست، آئینہ صد رنگ خود آرائی ہے  
روز و شب، یک کفِ افسوسِ نالہائی ہے

بچہ، جون جوہر نیچ، آفتِ گہرائی ہے  
 گلِ صد شعلہ، یک تجبیرِ شکوای ہے  
 چمن آوازِ نفسِ وحشتِ تہائی ہے  
 وصلِ ہر رنگ جنوں کوئی رسوائی ہے  
 ماضیٰ بکفِ چشمِ تماشاۓ ہے  
 نفسِ سوختہ و حورِ چمنِ ایمانی ہے

وحشہ زخمِ وفا دیکھ کہ سرِ ناسرِ دل  
شمع آہا، چہ سرِ دعویٰ و کوپا سے نباتہ  
نالہ خویش، ورق و دل گلِ مضمونِ شفق  
ہوئے گلِ فتنہ یبار، و چمن جامۂ خواب  
شرم، طسوقانِ خزان و نگہِ طربگاہِ ہار  
باغِ خاموشِ دل سے سخنِ عشق، آمد



بر پروانہ، نارِ شمع پر مضرب ہو جاوے  
یاضِ دیدہ آہ، کفِ سیلاب ہو جاوے  
کہ ہر یکِ گردِ بادِ گلستانِ گرداب ہو جاوے  
کہ بجدہ لبثۃ تیغِ خمرِ عراب ہو جاوے  
ہزار آشفکی، مجموعۂ یکِ خواب ہو جاوے  
نضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے

نوائے خفۃ الفت، اگر، یںاب ہوجاوے  
اگر وحشت عرق اخلاص ہے پروا خراس مر  
زبس طوفانِ آب و گل ہے، غافل، کیا تعجب ہوا  
، اثر میں یں تک اے دستِ دعا، دخلِ تصرف کر  
برنگِ گل، اگر، شیرازہ بندِ یخودی دہیے  
اسد، باوصف مشق ہے تکلف عاکِ گردیدن



جوں شمع، دل بخورتِ جاہانہ کہنہجیے  
گر زلفِ یار کہنچ نہ یکے، شانہ کہنہجیے  
ہائے نظرِ پدامن۔ افسانہ کہنہجیے

تا چند نازِ محو و بختِ کونجے  
جوازِ قشربکِ دلِ صد چاکِ عرضِ کر  
راحت، کینِ شوخیِ قریبِ ناله سے

۳ الف، با، سوزی - ۴ با، ق، ح، بر، رنگ، نیس - ۵ با، با، ح، گل، منبت، کف - ۶ با، خالو، - ۷ الف، قد، ح، اصلا، پیدا، کر - ۸ الف، قد، ح، وصل، صبر - ۹ با، به، با، کج -

ہلکے صبر، دامنِ دلِ دیوانہ کھینچے  
تھیازۂ خار سے پیانہ کھینچے  
بالِ پری بوختِ بیجا نہ کھینچے  
دامن کو اُس کے آج خرخانہ کھینچے  
دخترِ جنوں تیلِ پورانہ کھینچے

زلفِ پری، بلبلیۂ آرزو رسا  
ہنس، دماغِ غلتِ ساقِ رسیدہ ز  
پردازِ آشیانۂ عصفائے ناز سے  
عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر  
مے فوقِ کرہ، عزمِ سفر کیجیے، آمد



۲۴۹

اے مُدعی، تھیالتِ بیجا نہ کھینچے  
نازِ ہارِ جزِ بفساحت نہ کھینچے<sup>۱</sup>  
ہائے نظرِ بدامنِ صحرا نہ کھینچے  
دردِ طلب بہ آبلۂ ہما نہ کھینچے  
کیا فائدہ کہ دستِ بیگاہ کھینچے  
جو خطِ عجز، نقشِ تما نہ کھینچے  
صورتِ بکارِ عانۂ دیا نہ کھینچے  
دستِ ہوس بگردنِ مینا نہ کھینچے

دلانِ دل بومرِ تماشا نہ کھینچے  
گل، سرِ ہر، اشارۂ تجبیبِ دریدہ ہے  
حیرتِ حجابِ جلوہ و وحشتِ غبارِ چشم  
والحدکی جانہ، و دلنگی فسرِ ب  
کرتے ہوئے تصویرِ بارِ آئے ہے حیا  
گھر صفحے کو مذہبیے پردازِ سادگی  
دبازِ دوشانِ لباسی ہے ناگوار  
مے بے خارِ فتنۂ خونِ جگر، آمد



۲۵۰

مر چند خطِ سبز و زُمرّدِ دلفی ہے  
اے شمع، تھکے دعویٰ ثابتِ لدی ہے<sup>۱۰</sup>

زلفِ سبہ، انہی نظرِ بد فلتی ہے  
مے مشقِ وفا، جاتے ہیں لغزشِ بانگ

۱ الف۔ حق گوہِ میگزین ج ۲، شمارہ ۸ و ۹، ص ۷ (اکتوبر - دسمبر ۱۹۳۳ء)، خارِ فصل - ۲، ق ۱ میں یہ شعر آئندہ قول کا تہرا  
شعر ہے۔ ۸ الف۔ قراحۂ عسلِ راہ - ۱۰ الف۔ قراحۂ خودِ لہٰذاں کے جانیے لوسِ آشا کے پاس - نیز یہ شعر  
ق ۱ میں گذشتہ قول کے مطلع ہے چلیے ہے - ۱۱ الف۔ ج۔ پرداز (سوکاٹ) -

۱۲ الف۔ مصون کو یوں لگا گیا ہے : چاکہ مند کر جب بے اہم گل : کہم اور اور کا پھر اتارا چاہیے -

مے عرض شکست آئینہ حراتِ عاشق  
والاندۂ فوقِ طرب وصل نہیں ہوں  
جو آہ کہ سرشکرِ وحشت علی ہے  
اے حسرتِ بیار، تنہا کی کمی ہے  
شہوتِ چمنِ فکہ و عفا لاری ہے



۲۵۱

۱۰

بسکہ سوداے خیالِ زلف و حشاک ہے  
ہاں، فلائخِ باز، کس کا نالۂ پیاک ہے؟  
مے دو عالم صبرِ اندازِ شبِ دلّیل سوار  
خلوتِ بال و پرِ قری میں وا کر راورِ شوق  
عبثِ گرمِ اضطراب و اعلیٰ غفلتِ سردِ مہر  
عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانیہاے دل  
۱۰ مے کنڈرِ موجِ گل، فرائدِ بے تابی، آند

نا دلِ شب، آنوسِ شاہِ آسا، چاک ہے  
جادو، نا کہار، مویں چنبرِ افلاک ہے  
ہاں، خطرِ پرکارِ مہنی، حلقۂ فرائد ہے  
جادۂ گلشن، برنگِ ریشہ، ذہرِ خاک ہے  
دورِ ساغر، پکِ گشتاں ہرگزیرِ ناک ہے  
شعلۂ بے پردہ، چنِ دامنِ خلناک ہے  
رنگِ ہاں بُو ہے، سوارِ نوسنِ چالاک ہے



۲۵۲

۱۰

ریزہ، پہلے چشم، اے جلۂ ادراک، باقی ہے  
چمن میں کچھ بھڑواؤنے غیر از ریختۂ قری  
گدازِ سی پیش، شست و شوئے نقشِ خودکامی  
ہوا ترکِ بلسِ زعفرانی دلکش، لیکن  
۱۰ چمنِ زارِ تنہا ہو گئی صرفِ سخنوں، لیکن  
نہ حیرتِ چشمِ ساقی کی، نہ صحبتِ دورِ ساغر کی

ہوا وہ شعلہ داغ، لورِ شوخیِ خاشاکِ باقی ہے  
عدم میں، جرفِ قریِ سرو، مشتِ خاکِ باقی ہے  
سراپا شبنمِ آئیں، پکِ نگاہِ پکِ باقی ہے  
نورِ آفتِ نسبِ پکِ خندہ، ہنسیِ چاک، باقی ہے  
ہمارِ نیرنگِ آوِ حسرتِ ناکِ باقی ہے  
مری بخل میں، غالب، گردشِ افلاکِ باقی ہے

۱۰ افسہ ۱۰ ج، دو عالم باز پک صید نہ - ۱۰ افسہ ۱۰ ج، گل آئینہ فرائد - ۱۲ افسہ ۱۰ ج، پست و شوئے نقش

(سورکاب) - ۱۲ ج، پک علقہ (سورکاب) -



ہوں وہ گددام کہ سب سے میں چھایا ہے مجھے  
ایک دل تھا کہ بعد رنگ دکھایا ہے مجھے  
آئینہ، بڑے طوطی نظر آیا ہے مجھے  
موکشال عاتق زنجیر میں لایا ہے مجھے  
ایک پیاسی دلِ یسّاب اُٹھایا ہے مجھے  
تو عاکسِ صمد آئینہ پایا ہے مجھے  
ہوں میں وہ داغ کپھلوں میں پایا ہے مجھے  
ہوں میں وہ چائیکہ کانٹوں سے پلایا ہے مجھے  
ہوں میں وہ خاکہ کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے  
کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے؟<sup>۱</sup>  
شوخی لُٹے بدل نے جگایا ہے مجھے

شکرِ طامس، گرفتار بنایا ہے مجھے  
پر طامس، نمائنا نظر آیا ہے مجھے  
عکسِ خط، تا حقِ نامحسوس دانا سرسبز  
سفستانِ جنوں ہوں، سترِ نسبتِ زلف  
گردباد، آئینہ محسوسِ خائے جنوں  
حیرتِ کافورِ آتشزدہ ہے، جلوۂ عمر  
لالہ و گل ہم آئینۂ اخلاقِ چار  
دردِ اظہارِ ہنسِ کسوفِ گلِ معلوم  
بے ریمایِ ہنس، و عرضِ دو عالم فریاد  
میں جامِ مر دُور ہے سرشارِ تماغہ سے  
جوشِ فریاد سے لوگنا دیتِ خواب، اند

بہرِ صلحت دل بگی، خیرِ ہنر ہے  
بدینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیرِ ہنر ہے  
نکفِ ہر طرف، نھر سے تری تصویرِ ہنر ہے

جنوں رسوائیِ وارستگی، زنجیرِ ہنر ہے  
حوشا! خود بینی، و تدبیرِ غفلتِ تقدیرِ ہنر ہے  
میں کمالِ حسن اگر موقوفِ اندازِ فضائل ہو

۱۔ حیدر علی بن وہ دام - ۲۔ ق، ج، بعد چشم - ۳۔ ح، کانٹوں میں - ۴۔ القہ، ق، تحویر - (سورکاتب) -  
۵۔ ح، داگر (سورکاتب) - ۶۔ الف، ج، تحویر و غلط (سورکاتب) - ۷۔ القہ، گل (نقطہ حرارت) تحلیل ہے - گل،  
نقطہ مائع دام میں ہی دھو، ہوا، مگر کسی نے خیر دلو کر بولے وہ کا دائرہ ہی شادیا ہے -

تفس آئینہ دارِ آوِ بے تاثیر ہتر ہے  
نگہ حیرت سوارِ خوابِ بے تعب ہتر ہے  
بان، نقشِ خود آرائی، جیسا غمرو ہتر ہے  
دعا ہے دل، بحسبِ غم شہر ہتر ہے

دلِ آگاہ نکلیں خبرِ پندری نہو، یا رہا  
خدا، چشمِ نا دل درد ہے، افسوس آگاہی  
دونو جوہر آئینہ، جون برگِ حنا، خون ہے  
نما ہے، آمد، قلرِ رقیب اور شکر کا سجدہ



۲۰۰

ایجادِ گریباں، در پردہ عریانی  
عجزِ عرفِ شرے، اے آئہ حیرانی  
پروازِ فنا شکل، میں عجزِ نِ آسانی  
دامِ گلے الفت، زنجیرِ پیمانی  
خون ہو قسِ دل میں، اے ذوقِ پراختی  
معدودِ تیکساری، مجبورِ گرانجانی  
صد مالہ آمد، بلبلِ در بندِ زباندانی

دربوڑہ سامانہا، اے بے سروسامانی  
یشالِ نماشاما، اقبالِ نماشا  
دعوائے جنوں باطل، تسلیمِ عبتِ حاصل  
یکانگیِ خواہا، موجِ دمِ آموہا  
پروازِ نیشِ رنکی، گلزارِ مہِ تنگی  
سگ آمد و سخت آمد، دردِ سرِ خود داری  
گلزارِ تما ہوں، گلچینِ تماشا ہوں



۲۰۶

نظرۂ تنورِ جگر، چشمِ طوفانِ زدہ ہے  
نظرۂ اشک، دلِ بر صفِ مزگانِ زدہ ہے  
مژہِ فالِ دو جہاں خوابِ پریشانِ زدہ ہے  
ہلکِ شرِ بالِ دل، و دیدہِ چراغانِ زدہ ہے

گرہ، سرشاریِ شوقِ بہِ پیاباںِ زدہ ہے  
گرہ ہے لذتِ کاوشِ نکرے جراتِ شوق  
بے تماشا نہیں، جمیعِ چشمِ بے مل  
فرست آئینہ، و پروازِ عدمِ نا مہنی

دوسرے کیرنگ ہے کس سرچرنگ کا، پارہا  
خیمہ، مد آئندہ زانوئے گشتاں زدہ ہے  
سازِ وحشتِ رقیبا کے باطنِ آسَد  
دشت و رنگ، آئندہ صفحہ اقبال زدہ ہے

۲۵۷  
ن ۸

خوابِ غفلت بہ کئی گاوِ نظرِ نہاں ہے  
شام، سائے میں بتاراجِ سحرِ نہاں ہے  
دو جہاں، گردشِ بکِ شُعبۂ آسرارِ نیاز  
نقدِ مدِ دل بگریبانِ سحرِ نہاں ہے  
تخلوتِ دل میں نگرِ دخل، بحرِ حیدۂ شوق  
آستانِ میں، صفحہ آئندہ، درِ نہاں ہے  
نکرِ پروازِ جنوں ہے، سبِ ضبطِ نیرجہ  
اشک، جونِ یخ، یڑہ ہے تو پرِ نہاں ہے  
ہوش، اے خیزہِ دوا، نہمسترِ بیدری چند؟  
نالہ، دو گسردِ تمنا ہے اثرِ نہاں ہے  
وہ، ہر سگ کے باطن میں شردِ نہاں ہے  
وہمِ غفلت، نگر، احسرامِ فردنِ باندہ  
وحشِ دل ہے، آئندہ، عالمِ کیرنگِ ضابط  
خندہ کل، بلبرِ زخمسرِ جگرِ نہاں ہے

۲۵۸  
ن ۸

گفت، طہیلمِ جلوۂ کیفیتِ دگر  
زنکارِ خورده آئندہ، بکِ برگِ ناک ہے  
ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ عراوِ عکس  
لیکن هنوز دامنِ آئینہ پاک ہے  
ہوں، تخلوتِ فردِ دگرِ انتظارِ میں  
وہ یدماغِ جس کو ہوس بھی ناک ہے

۲۵۹  
ن ۸

نظرِ پوستی و پیکاریِ غسودِ آرائی  
رقبِ آئندہ ہے، حیاتِ نمائشی  
زِ خودِ گشتِ دل، کاروانِ حیرت ہے  
نکہ، ہمارے ادبِ گاوِ جلوۂ فرمانی

نہ ہوجو نازکیِ وحشتِ شکیانی  
خسوزِ دھیریِ نمکین و پیرِ رسوائی  
ہنوز نالہ پُر افسانہ ذوقِ رعنائی  
ہنوز محفلِ حسرتِ بدوشِ خودوائی  
اسدِ ہنوز کلافِ غرورِ دانائیا

بہم در شدہ مژگاہ ہے جو ہر دمِ خواب  
خرابِ نالہ بلبلِ شہرِ خستہ گل  
شکتِ سازِ خیالِ آنسوئے گریوۂ غم  
ہوارِ فافانہ آرزو، پیالہِ مرگ  
مرداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ عجزِ وفا



نہ ۶

صد جھنرِ دل، یکِ مزہ بر مزین ہے  
خاموشیِ عاشق، گانہ کم سنی ہے  
نا آبلہ، دعوایِ تکِ پرمی ہے  
عینِ ابد، از خویشِ پروںِ تاختی ہے  
کلِ برگ، پرِ بالشرِ سرورِ چمنی ہے  
اے حسن، مگر حسرتِ پیاں شکتی ہے  
سج کہتے ہیں، وافہ، کہ افہ غنی ہے

کوشش، عہ پشاپِ زرد شکتی ہے  
کو حوصلہ بامردِ فضائل نہیں، لیکن  
دی لطفِ ہوائے بہنوں، طرہِ نزاکت  
دایمگر اربابِ فضا، نالہ زنجیر  
”از بسکہ ہے محوِ چمنِ تکیہ زدہا  
آئینہ و شائد، عہ دست و عہ زانو  
فریادِ اسد، بے نگہاے بنال سے



نہ ۷

یاں سوختی، اور وہاں ساختی ہے  
اے داغِ تنہا، سپرِ انداختی ہے  
ہر چند بیدانِ عوس ساختی ہے

کاشانہِ ہستی کہ برداختی ہے  
ہے شعلہِ خیمیرِ فضا، حوصلہ برداز  
جو خاکِ ہر کردنِ بیفائدہ حاصل؟

اے بے نر، حاصلِ تکلیفِ دیدنِ گردنِ بنائے گل، انراختی ہے  
 ہے سادگورِ ذہن، تمہارے تمنا

﴿ ۲۶۲ ﴾  
 ق۔ ۶

گشتیں، بے تکلف پشیر با افتادہ مضموں ہے  
 ہمارے گلِ دماغِ فتنہ اجماعِ بجنوں ہے  
 جھوم کرہ سوئے دل، خوشا! سرمایہ طویل  
 عدمِ وحشتِ سراغ، و ہستی آئیں بدرِ رنگینی  
 تمنا ہے علاجِ یدمانیہاے دل، غافل  
 فنا، کرنی ہے زائلِ سرنوشتِ کشتیِ منی  
 ابد، ہے آج یزگانہ تمنا کی حسابندی

﴿ ۲۶۳ ﴾  
 ق۔ ۶

گدائے طائفہِ تقریر ہے، زبانِ نغمہ سے  
 فردگی میں ہے فریادِ یدلانِ نغمہ سے  
 ہمارے صورتِ نظارہ، حلتِ جلال ہے  
 بری پیشہ، و عسکرِ رخِ اندر آئینہ  
 طراوتِ محرابِ اجماعی، اثرِ یک سو  
 چمن چمن گلزار آئینہ در صکارِ موس  
 کہ خاموشی کو ہے پیرایہِ یابِ نغمہ سے  
 چراغِ صبح، و گلِ موسِ بخوانِ نغمہ سے  
 حائے ہائے اجل، خونِ کشکان، نغمہ سے  
 نگاہِ حیرتِ منقارہ، خونِ فداںِ نغمہ سے  
 ہمارے نالہ و رنگینِ فضاںِ نغمہ سے  
 ابد، عمرِ تمنا ہے گشتِ نغمہ سے

نیاز، پردہ اظہار خود، رستی ہے  
جہاں جو فرو رحمت، گئی گر قسرب  
الہ دلیلم نفس میں رہے، قیامت ہے  
جہیزِ مجددِ خاںِ نجم ہے، آستانِ نجم ہے  
وفا ہے حوصلہ، و رنجِ انتحارِ نجم ہے  
خرامِ نجم ہے، جہاں نجم ہے، گلستانِ نجم ہے



با وجود مشق و حشما، بدن منع ہے  
 آب گرمین روا، لیکن چکیں منع ہے  
 زخم دوزی حرم، و پھان بدن منع ہے  
 آج کی شب، چشم کوکب تک بدن منع ہے  
 رشتہ زیر زمین کو بھی بدن منع ہے  
 نالہ بلبل بگوشہ گل شنیدن منع ہے  
 بے دلائی ساقی گور کھیدن منع ہے

حکمِ پشائی نہیں اور آرمیدن منع ہے  
 ۹ شرم، آئینہ زائیں جہۃ طوائف ہے  
 یخودی، لہرماں رواے حیرت آباد جنوں  
 مژدۂ دیدار سے رسوائی اظہار دور  
 ہیر طبعِ نازکِ خوبیں سے وقتِ سیرِ باغ  
 بارِ منظورِ تاضل ہے، غریبِ شفقت  
 ۱۰ مانعِ بادہ کشی نادان ہے، لیکن اسد



یارب، آئینہ بظاہر خمرِ شہید آئے  
کون ہے داغِ کشتی کا عیاں گیر آئے؟  
عینی، آخر ہکفِ آئینہِ تصویر آئے  
ہائے خواہد، بدلتوںِ شبگیر آئے  
سوجہ رنگ سے دل، ہائے برغیر آئے

قتلِ عشاق، نہ غلت کشِ خیر کو سے  
مالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز  
عرضِ حیرانی بہارِ محبت معلوم  
لوقِ راحت اگر اِحرامِ پیش ہو، جوں شمع  
”اُس سیاہل میں گرفتار جنوں ہوں کہ جہاں

و قال: لا طرمہا پہا ( یہ لفظ صحر میں نہیں آیا ) ۔

۱۰۰ الفیہ - اے یوسف مکی اور ظہر کیم نفس۔

والله في جملة ما يرى من آيات الله العظمى.

وہ رُخسارِ خرابی ہوں کہ تُو وارہ نہ خط  
تیل، صابرِ مکی خانہ نمبر توے  
سرِ مہینِ بیکرِ یاسِ شوقِ عاشقہ، اند  
چاکِ دل، شاہِ کشرِ طُورِ نحرِ آوے



تا چند، تفسِ غفلتِ مہنی سے ہر آوے  
فامدِ تشرِ نالہ ہے، یارب، خبرِ توے  
ہے طاقِ فراموشیِ سوداے دو عالم  
وہ سگ کہ گلشنِ جوشِ شررِ آوے  
درد، آتہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب  
تعبانہ طرب، ساغرِ زخیرِ جگرِ آوے  
جمعیتِ آوارگیِ دید نہ ہر چہر  
دل تا یزد، آغوشِ بدائعِ نظرِ آوے  
اے ہرزدہ دوی، منتِ تمکینِ جنوں کھینچ  
تا آبلہ عملِ کشرِ موجِ گہرِ آوے  
زخیرِ صد حلقہٴ بیرونِ درِ آوے  
زادہ کہ جنوں سُبْحۃِ تحقیق ہے، یارب  
وہ نفسِ سرشارِ تما ہوں کہ جس کو  
ہر تفسِ سرشارِ تما ہوں کہ جس کو  
یُنالِ بنالِ کر ترکھے پنبہٴ سرم  
مر غچہ، اند، بازگہٴ شوکتِ گل ہے



چار سوے عشقِ میں صاحبِ دکائی مفت ہے  
قد ہے داغِ دل، اور آتشِ بانی مفت ہے  
زخیرِ دل پر بلندھے حوائیٰ منزِ استخوان  
تسوسِ فائدہ، اور ناتوانی مفت ہے  
قدرِ انجم تا آہکے از کبہٴ بیرونِ ریختن  
بہی، اے ہر ظلم، شامِ جوانی مفت ہے  
گر نہیں پاتا درونِ خانہ، ہر یگانہ، جا  
بر قدرِ نکشودہٴ دل، پاسبانی مفت ہے

۱۔ ق. نمبر آوے (سورکاب) - ۲۔ ب. ج. نالہ ہے (سورکاب) - ۳۔ ا. اند، ج. زادہ کر (سورکاب) - ۴۔ ب. ق. ج. داغ جگر -

ہوئے بالائے کوس پر مرغا کوئہ ہے  
 بک کُتس، مر بک کُتس، جانا ہے قطرِ عمر میں  
 بر موسیٰ ہے جہاں دامنِ فانی مفت ہے  
 جف ہے اُن کو جو سپہرِ زندگانی مفت ہے  
 پس بدلیا ہے دگر راحتِ رسانی مفت ہے



چٹائیِ بلورِ دوست، مرگِ نلی ہے  
 کشتِ کشورِ منی، بدنامِ دورنگی ہے  
 غافل، تپشِ بختوں، عملِ کثیرِ لیلیٰ ہے  
 پاں تیرگرِ اختر، عالیِ رخِ زنگی ہے  
 بدینِ ہمہ بالبدن، کردنِ ہمہ افسردن  
 و ہر طربِ منی، اجماعِ سیہ منی  
 تکی دو حدِ محفل، بکِ ساغرِ عالی ہے  
 زلفِ نعل میں سہانہٗ تناسل ہے  
 یغائدہٗ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے  
 مفرورِ نو، نادان، سرِ نا سرِ گیتی ہے  
 زلفِ نعل میں تو منظورِ بھی ہے، غالب



اگر گلِ حسن و الفت کی ہم جوشیفِ جانے  
 فسونِ حسن سے ہے، شوخِ گلِ گروہِ آرائی  
 ہوا ہے بلبل و گل، باستانِ یسماغی ہے  
 زہا شبِ زندہ دلمرِ انتظارِ ستارہٗ وحشت سے  
 برِ بلبل کے افسردن کو دامنِ چیدی جانے  
 ہاں، اُس کی کفرِ کشاطہ میں بالبدن جانے  
 بکِ یزگانہٗ خرواہ، حدِ چینِ خواہدنی جانے  
 مزہٗ بیچک میں نہ کی سوزنِ آہ، چیدی جانے  
 نگہ، شعلہٗ میں جوں جوہر، آراہدنی جانے

۲۔ بہ قدح، بحرِ گوی۔ ۳۔ لفظ 'ج' یا 'د' (سوکاب)۔ ۴۔ بہ قدح، موجِ تپشِ بختوں۔ ۵۔ لفظ 'ج' کردن (سوکاب)۔  
 ۶۔ لفظ 'قدح'، زینِ گوی۔ ۷۔ بہ ج، اس۔ ۸۔ بہ قدح، مزہٗ بیچک۔ ۹۔ لفظ 'قدح'، ج، عونا تولیے



نفس در قالب خستہ لحد دزدیدن جائے  
نمائشا ہے کہ رنگِ رفہ برگزیدنی جائے  
زبان ہر سرِ مر، حالو دل پر سیدنی جائے

جفا غوغ، و ہوس گناخ مطاب ہے، مگر عاشق  
نوا ہے طائرانِ آشیان کہ کردہ آنی ہے  
اسد، جان نذرِ الطافے کہ حکامِ مِ آغوش



۲۷۰

ن. ۶

آتشِ نمانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے  
بفتہ نشینہ شراب، کفِ لبِ آبِغ ہے  
داغِ دلِ بہ دلاں، مردِ چنرِ داغ ہے  
دل سے اٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے  
واسطی کہ بہ فردہ دل، بدل و بدعاغ ہے

سوختگان کی خاک میں درخشِ نقشِ داغ ہے  
لطفِ غارِ سے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر  
مفتِ صفائے طبع ہے، حلوتِ نازِ سوختن  
و نغشِ بارِ مریاں، عیش و طرب کا ہے نشان  
شر کی فکر کو، اسد، چاہیے ہے دل و دماغ



۲۷۱

حانہ ق. ۶

صاحب کے عشق کو کراہت چاہیے

وہ بات چاہئے ہو کہ جو بات چاہیے



۲۷۲

آمر ق. ۶

نقہ بختا لعلِ اس ساغرِ خالی نے مجھے  
رنگِ شہوت ۶ دبا ناز، خیال نے مجھے  
کھودیا تطوتِ اسمائے جلال نے مجھے

زندگی میں بھی، رہا ذوقِ فنا کا مللا  
بسکہ تھی فصلِ تغوانِ چمنستانِ سخن  
جلوتِ غور سے، فنا ہوئی ہے شبنم، غالب

۱ بہ ج، کائنات۔ ۲ افسہ، ناز، غر سوختن۔ ۳ بہ قہ ج، حلو کہ۔ ۴ افسہ قہ چاہیے میں۔ ۵ افسہ قہ ہے دامن کو فنا کی تعلیم۔



آمر قد ۶

دل تو ہو، اچھا، نہیں ہے کر دعاغ کچھ تو اسبابِ نسا چاہیے



آمر قد ۶

یہ کون کہو ہے آباد کر میں؟ لیکن کہیں زمانہ مرا دلِ خراب تو دے



۶

اے پنہراں، میرے لبِ زغمِ جگر پر عیا جیسے کہنے ہو، شکایت ہے دلو کی  
گو زنگی زامدِ بچارہ عت ہے اتنا ہے کہ رخی تو ہے تدیر و حق کی



۶

انہماں شمارِ غم نہ ہو یہ مصروفِ تابکے نہیں ہے  
جس دل میں کہ، تابکے، سما جائے واں عسوتِ نختہ کے نہیں ہے



۶

پوچھو ہے کیا سائبر جگر فنکانِ عشق جوں شمع۔ آبِ اپی وہ خودا کہ ہو گئے



مانیہ ۶

ہو کر شہد عشق میں، ہائے ہزار جسم ۔ مر موج گردِ روا، مرے سر کو دوش ہے

# رباعیات



۱

ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا  
ممکن نہی یک زبان و یک دل ہونا  
میں نغمہ ہے، اور سحر ہے تو پوشیدہ  
ہے نصیب نگاہ کا مقابل ہونا



۲

سلمانِ مرار جستجو، بنی، دل  
ساغر کشرِ خونِ آرزو، بنی دل  
بشت و رخِ آئینہ ہے، دین و دنیا  
منظور ہے دو جہاں سے تو، بنی دل



۳

اے کائرا بان کا خنجر بہ شکاف  
پہلوئے حیات سے گزر جانا صاف  
اے لکا لکا رہا کہ تا روزے چند  
رہے نہ شفقتِ گدائی سے مُعاف



۴

اے کثرتِ فہرِ پشمار اندیشہ  
ہے اہلِ خرد سے شرمسار اندیشہ  
یک قطرۂ خون، و دعوتِ صد شکر  
یک دم، و عبادتِ مرار اندیشہ



دل سوزِ جنوں سے جلوہ نظر ہے آج      نیرنگِ زمانہ، فتنہ پردہ ہے آج  
 یک نازِ قفس میں، جوں خطابِ صباغ      مر بارہ دل، برنگِ دگر ہے آج



مگر جو مر اُنیاں موتا م میں      رسوا کرتے یہ آپ کو عالم میں  
 ہیں نام و نیکیں کہیں گے قبرِ شعور      یہ چور پڑا ہے خانہٴ خاتم میں

# دیوانِ غالبؔ

حصہ دوم

## نوائے سروش

آنے ہی غیب ہے، یہ معانی، خیال میں  
غالب، سرورِ عامہ نوائے سروش ہے



## ویس‌اچ

نظام ضم آشیان را آسلا، و نهاد انجن ضیفان را مزده که لحنی از سامانِ بحر و گردانی آفاده، و دانی از مُردِ هندی دست بهم داده است. نه چوهای سنگ ژوب خورده به عصارِ اطمین شکسته، بی اندام تراشیده، بلکه به تبر شکافته، بکارِ دربرِ کرده، به سُوران خراشیده.

آیدون نفس گداخته شوق به جستجوی آتشِ پارس است. نه آتشی که در مگسهای هند افشوده و خاموش، و از کفِ خاکسترِ برگِ خودش به پوش پینی - چه بُرّوی مسلم است، از ناپاکِ بآستخوانِ مرده ناهار شکستن، و از دیوانگی برشته شمع هزار

۱. م. خورده (بدون مرده). - ۲. کف بد، ساطبی - ۳. ما، ص. ج. شکسته (بدون مرده). کف بد، پنج بر - کف بد، هر چوهای نهد، مگر بوند، انصاح اینک ضد چهل دیبا گیا - ۴. ص. بد، کف بد، علاوه شکسته - ۵. ما، شکسته - ۶. کرده (بدون مرده). - کف بد، ریزه ریزه - ۷. کف بد گداخته‌های - به آتشی (سوگاتب). - ۸. کف بد، به - ۹. ص. بد، به (مرده سوگاتب). - ۱۰. م. داسده بخارده - ص. مرده - بد، برشته (بدون مرده).

گفت آریخن مرآینہ بدل گداخن نیرزد، و بزم لئروختن را نماید۔ رخ آتش بہ منع  
برافروزد، و آتش پرست را بیدافسراہ م در آتش سوزندہ نک میداند کہ پژوہندہ در  
ہوای آن رختندہ آرد<sup>۱</sup> نعل در آتش است کہ بچشم روشنی روشنک از سنگ بیرون آید،  
و در آیوان لہر آب کشوونما یافتہ، خس را فروغست، و لالہ را رنگد و مَنع را چشم، و  
کدہ را چراغ۔ بخشدہ پزدانِ کدوت بسخن برافروز را سہلم کہ شرابی لزان آتش  
تابناک بخاکستر خویش یافتہ، بگلکاوِ سینہ یشافہ ام، و از نفس کدہ بر آن بر نہادہ۔ یو کہ  
در اندک مایہ روزگاران آن مایہ فراہم تواند آمد کہ بحرہ را فتر روشنائی چراغ و راتصہ  
عرد را بالِ شناسائی دماغ تواند بخشید۔

ہما نا نگارندہ ابن نامہ را آن در سر است کہ پس از انتخاب دیوانِ ریختہ بہ گرد  
آوردنِ سرمایہ دیوانِ فارسی برخیزد، و باستفاضہ کمالِ ابن قیرویر فن پسِ زانوی خویش  
نشیند۔ ابد کہ سخن سراپانِ ستورینای، براگندہ ایسانی را کہ خارج ازین اوراق یافتہ،  
از آثار تراوشِ رگِ کلکِ ابن نامہ سیاہ نشاند، و چاہے گرد آور را در ستایش و  
نکوشتِ آن اشعار بنویس و ماعوذ نیگاند۔

باربہ ابن بوی هستی ناشیند، از نیستی بہ پیدائی نارسیدہ، یعنی قشر بہ ضمیر آمدہ

- 
- ۱۔ بیج کفل، گشتہ (سوکاتب)۔ ۲۔ بیج، کفل، بیرون۔ ۳۔ حن را، و لالہ رنگ (مر دو سوکاتب)۔  
۴۔ نہ، ۵۔ بخشیدہ (سوکاتب)۔ ۶۔ نہ میام (سوکاتب)۔ ۷۔ بیج، کفل، نہ، ۸۔ در خاکستر۔ ۹۔ نہ کم مایہ۔ ۱۰۔ چ، مایہ۔  
۱۱۔ کتب، ابن نگارن نامہ۔ ۱۲۔ مد، مایہ (سوکاتب)۔ ۱۳۔ ۴ مد، مد، کفل، ناشیندہ  
۴۔ کفل، آمد۔
- 

- ۱۔ یہ لفظ تمام نسخوں میں ذال منقوط سے لکھا گیا ہے۔ مگر خود غالب نے  
صراحت کردی ہے کہ آرد بدل ہے نقطہ ہے، مبدالِ منقوط مرگو نیست۔ ملاحظہ  
ہو قاطعِ برہان: ۱۶، درخشاں کلاوی: ۱۲۔

قصّاس کہ بہ اندالغ خان موسوم و بہ میرزا نوشہ معروف و بہ غالب منخلص است، چنانکہ اکبر آبادی مولد و دہلوی مکن است، فرجام کار نجفی مدفن نیز ببادا قتل۔  
 بست و چہارم شہر ذبیحہ سنہ ۱۲۴۸ھ۔

۱۔ ابہ بیج، گنجل، مرزا۔ ۲۔ نب مولد دہلوی (سہو کاتب)۔ ۳۔ کتبہ کار (سہو کاتب)۔ ۴۔ احاطہ لؤلؤ خطی مولانا شوق قدوسی مرحوم۔ ملاحظہ ہو دیوان غالب مع شرح نقلاں طبع دوم، ۱۹۸۸ء۔

۱۔ عام نسخوں میں تاریخ میں ملتی۔ سب سے پہلے مولانا غلامی بدایونی نے مکتبی احمد علی شوق قدوسی کے علوکہ نسخے سے اپنے شایع کردہ دیوان کے دوسرے ایڈیشن میں اس کا اضافہ کیا تھا (مکتوبہ غلامی ہسلم ڈاکٹر عبداللطیف، غالب (اردو): ۱۳۴)۔ چونکہ متداول دیوان گل رعنا کے بعد مرتب ہوا، اور گل رعنا پیام کلکتہ کے دوران میں ربیع الاول ۱۲۴۹ھ (شعبہ ۱۸۲۸ء) کو تمام ہوا، اس لیے دیوان کو اس تاریخ کے بعد کا ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں گلشنِ بیخار کا آغاز ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) میں اور اختتام ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں ہوا، اور اُس میں جو اشعار دیے گئے ہیں، وہ سب متداول دیوان کے ہیں، نیز اس کا بھی ذکر ہے کہ میرزا صاحب نے اپنے اردو کلام کا انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان مرتب کیا ہے، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) سے پہلے ہی دیوان متداول مرتب ہو چکا تھا۔ ان وجوہ سے ذبیحہ سنہ ۱۲۴۸ھ اس دیوان کی واقعی تاریخِ انتخاب معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تاریخِ دیباچہ کے سلیبے میں شیخ محمد اکرام، صاحبِ غالب نامہ نے کتابِ عائذ راہبور کے قلمی نسخے کا حوالہ دیا ہے۔ مگر یہاں ایسا کوئی نسخہ موجود نہیں جس میں تاریخِ تالیف کا ذکر ہو۔ غالباً انہوں نے شوق قدوسی مں کے غلط طے کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ اور چونکہ شوق عرصے تک راہبور میں مقیم رہے تھے، اس لیے یقین کر لیا ہوگا کہ تاریخ والا نسخہ راہبور میں ہے۔



## قطعات



ب

مے جو صاحب کے گف دست پہ بہ چکنی ڈل  
عالم انگشت بندن کے اے کیا لکھے  
سہر محکومہ عربز اسر گرام لکھے  
یسی آلودہ سرانگشت حیدر لکھے  
خاتم دست ملہا کے منایہ لکھے  
اختر سوختہ قیس سے نسبت دیے

زیب دیتا ہے، اسے جس قدر اچھا کہے  
ناقصہ، سر بگرمیاں کہ اسے کیا کہے  
حرر بازو سے شکر فانی خود آرا کہے  
داغ طریفہ جگر عاشق شیدا کہے  
سر پناہ پروردہ سے مانا کہے  
عالم مشکباز رخ دلکش لہلا کہے

۱۔ م۔ فتح، ما۔ فتح میں عنوان ہے: "احسن از مجلس عالی (ما، صا) عدوہ حق رائدہ و مناع گریختہ حق سر راہر آن (ما، راہ) نادر افغان - فہ قلم مر نوری چکنی ڈل کے دوسرے پر گف دست نہایت پادہ بود - مچ، در مدح ڈال - فتح، عد قلم -  
۲۔ فہ فہ پر گف دست پہ صاحب سے جو - م فہ فہ حیدر (سوکاب) -

۱۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے اور ح کے زیر کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ اردو میں اس کا تلفظ حامے مکسور اور مفتوح دونوں سے ملتا ہے۔ مگر خود میرزا صاحب نے ایک غزل میں اسے لب اور رب کا مقابلہ لکھا تھا، اس لیے میں نے جاں ح پر زیر لگا دیا ہے۔  
میرزا صاحب نے اپنے ایک خط بنام میرزا حاتم علی سہر میں لکھا ہے: "ایک میرا قلم ہے۔ وہ میں نے کلکتے میں کیا تھا۔ قریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے۔ انہوں نے ایک مجلس میں "چکنی ڈل" بہت پاکیزہ اور بے رشتہ اپنے گف دست پر دکھ کر مجھ سے کہا کہ اس کی کچھ تشبیہات نظم کیجیے۔ میں نے وہاں چمے چمے نو دس شعر کا قلم کہہ کر اُن کو دیا، اور (باقی)





ب

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے، مٹتی  
وہ سبزہ زارِ مائے 'مطر' کا ہے غضب  
وہ نازیں بُنائیں خود آرا کے مائے اے  
طاقت 'را' وہ اُن کا اشارا کے مائے اے  
وہ مبدوہ مائے نازِ شیریں کے واہِ اوہ  
وہ بادہ مائے تابِ گوارا کے مائے اے



ثانیہ فدا م

خ گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری  
کیا کرتے تھے تم قسروں، م خاموش رہتے تھے

خ بس اب بگڑے یہ کیا شرمندگی! جانے دو، مل جاؤ  
فم لو م سے، کر یہ بھی کہیں، کیوں م نکلتے تھے؟

۱۔ ۴۔ فح، ما، فح میں عنوان ہے: جس سرمایہ کوں گفتار پہنیں کلکتہ، کہ اگر فرہر توں گفت، لوم سے (فح، ما، فح، است) آیت۔ ۵۔ فطہ۔ ۶۔ فح، قد، اٹک (بدون فطہ۔ اور یہ ان دونوں نسخوں کی خصوصیت ہے کہ جہاں فطہ اٹک کی جہ پڑھتے میں نہیں آتی وہاں بدون فطہ لکھا ہے)۔ ۲۔ فہ طرزِ بیان (سورکاب)۔ ۳۔ فطہ، فہ، جیب (سورکاب)۔ ۴۔ فطہ، جح، مد، موعا، ۴۔ تارہ و شیریں۔ ۵۔ جح، مد، ہامعے۔ ۶۔ ۴۔ فح، ما میں عنوان ہے: فطہ مر (ما پر) پہنیں عنوان مد قرچی گفتار، و آسان کوں اندوہ پہنایں پر مد فطار، ۵۔ فطہ۔ ۶۔ جح، لیتا۔

- ۱۔ قب اور فبا میں یہ فطہ بعض غزلیات اور م اور فح میں دونوں جگہ درج ہوا ہے۔
- ۲۔ مخ فطرہ کے معنی چشم بد دور ہیں۔ اس محاورے کا پہلا لفظ 'مخ' بھی عربی ہے۔ کسی کو بری نظر لگ جائے، تو کہا جاتا ہے: 'مخف المرجل'۔ اس صورت میں 'مخ فطرہ' سے مراد عموماً 'نظر بد لگنے کے قابل' جس نے رفتہ رفتہ 'نظر بد' نہ لگے، کا مفہوم اختیار کیا۔



نہ چہ اس کی حقیقت، حضورؐ والا نے  
 چھوے جو بھی ہے پس کی روغنِ دولہ ج

نکھانے گیوں، نکلے نہ 'غلہ سے باہر'  
 جو کھاتے حضرتِ آدمؑ بہ پسِ دولہ



اے شہنشاہِ فلک منظر ہے یمنی و قطیف و طبرخ و اعراسے جہاندارِ کرم شہوت ہے شب و عدیل  
 پانو سے ہیرے کے تفریقِ ارادت، اورنگ  
 ہوا اندازِ سخن، شائستہ زلفِ الہام  
 نغمہ ہے، عالم بہ کھلا رابطہِ قربِ کلیم  
 بکرم، داغِ نہ ناصیہ 'قلزم و نیل  
 سخن، لوحِ دو مرتبہ معنی و لفظ

۱. ما میں عوائف ہے۔ وہ : نیم مہ ہے۔ عوان - سج، بد، فطرت ۔ ۲۔ قد مہ سج اور بد میں عوان ہے۔ فطرت ۔  
 اللہ آمراء فیج، بد و بدی - آمراء مہ منظر (سوکاتب) ۔ بہ آمراء کرم گفت و ۔ ۳۔ اللہ آمراء  
 بد، باد۔ مگر غالب کا املا پافر ہے۔ اس لیے آئندہ ہر اختلاف مقرر کیے غالب کا املا اختیار کیا گیا ہے ۔ بہ مہ دکرے  
 عارہ (سوکاتب) ۔ ۴۔ اللہ آمراء نرے۔ ۵۔ اللہ آمراء بد، لہے۔ ۶۔ آمراء عالم میں ۔ بہ آمراء لہے ۔  
 غم اور جو کے مرکبات آئندہ ہی جگہ جگہ ہے ۔ ۷۔ لکھتے کہتے ہیں، اس لیے اس اختلاف کو نظر انداز کر کے ہر جگہ  
 کے ساتھ لکھا گیا ہے ۔ ۸۔ اللہ آمراء قریہ منی (سوکاتب) ۔ بہ نیم، قد مہ نہ (سوکاتب)۔

۱۔ جب بادشاہ کوفی عہد چیز پکوانے تھے، تو اکثر صاحبین اور اہل دربار کے لیے طور اُلوش کے بیجا کرتے تھے۔ اُس کے شرکے میں کہیں کہیں مرزا کوفی خلم یا رباعی بادشاہ کے حضور میں گذراتے تھے۔ یہ خلمہ بس اُسی سیل کا ہے۔ (یادگار: ۱۷۰)۔ چونکہ یہ خلمہ نسخۂ کراچی نوشتہ ۱۲۰ اگست ۱۸۴۵ء میں موجود نہیں، اور نسخۂ مطبوعہ سن ۱۸۴۷ء میں مندرج ہے، لہذا اسے ان دونوں تاریخوں کے درمیان کا مانا چاہیے۔

ناترے وقت میں مویشیں و طرب کی تولیہ  
 ماہ سے چھوڑ دیا توڑ سے جانا ہمار  
 تیری دانش مری اصلاح مفاد کی رہیں  
 تیرا اقبالِ رَحْم، مرے جینے کی نیوید  
 بختِ ناساز نے چاہا کہ تیرے عمر کو اماں  
 پیچھے ڈال دے، سرِ رشتہ آوقات میں، گائے  
 نیشِ دل نہیں ہے رابطہ خوفِ عظیم  
 مُدبِ مٹی سے، مرا صفحہ، لقا کی دلاوی  
 فکرِ مری، گھرِ لدوز اشاراتِ کثیر  
 میرے ایہام پہ ہونے ہے تصدیق، تواضع  
 بلکہ ہونے مری حالت، تو دنیا تکلف  
 فطرت کون و مکان، خستہ نوازی میں یہ دیر

ناترے عہد میں ہو رنج و الم کی قلیل  
 زُہرہ نے ترک کیا سوت سے کرنا غویل  
 تیری بخشش مرے اِجھڑ مفاد کی کفیل  
 تیرا اندازِ تفاسیل، مرے مرنے کی دلیل  
 جرجر کج باز نے ناکاکہ کرے عمر کو ذلیل  
 ہلے تھوکی ہے، بُنِ ناخنِ خدیجہ میں، کیل  
 کشتِ دم نہیں ہے رابطہ سحرِ قلیل  
 غمِ کین سے، مرا سہ، تھمر کی ذلیل  
 کلکِ مری، رقمِ آموزِ عباراتِ قلیل  
 میرے اجمال سے کرتی ہے زلزلہ، تفصیل  
 جمع ہونے مری خاطر، تو نکرتا تھجیل  
 کتبہ امن و اماں، نفعہ کُشائی میں یہ ڈھیل



ع

منظور ہے گزارشِ احوالِ والہیٰ اِنسا یانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

- ۱۔ اللہ، آخر ماہِ حد میں - ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، آخر ماہِ حد میں - ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۲۔ مری (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، آخر ماہِ حد میں - ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۳۔ اس زمانے کا دستور تھا - اس لیے صرف اللہ اور اللہ میں اس کے خلاف نظر آیا ہے - تو اس کا اظہار کر دیا ہے -
- ۴۔ اللہ، آخر ماہِ اجماعِ طاعت (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، آخر ماہِ ترا (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۵۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۶۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۷۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۸۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۹۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۱۰۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۱۱۔ اللہ، بحوالہ ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،
- ۱۲۔ ص ۱۱۵، ص ۱۱۵، بحوالہ ۱۹۱۲ء تولیہ - (سوکاتب) - ۱۱۵، ص ۱۱۵، ص ۱۱۵،

۱۔ یہ قطعہ سب سے پہلے مولوی محمد باقر دہلوی کے دہل اردو اخبار، جلد ۱۴ نمبر (باق)

تسو پست ہے، ہے پستہ آبا پہگری  
آزادہ رُو ہوں، اور مرا ملک ہے صلحِ مکمل  
کیا کم ہے یہ شرف کہ عطر کا غلام ہوں؟  
اُستادِ شہ سے ہوں، مجھے، پرخاش کا خیال  
جامر جہاں نما ہے، شہنشاہ کا خمیر  
میں کون اور دیتے؟ ہاں، اس سے مدعا  
سہرا لکھا گیا زُورِ اِستادِ امر  
تسلیم میں آئی ہے حق گزراہ بات  
رو سے حق کسی کی طرف ہو، تو رُوسایا  
”قسم بُری سی، یہ طریمت بُری نہیں  
صادق ہوں اپنے قول میں، غالب، خدا گواہ

۱۔ بہ، فعلِ ارادِ اِستاد، فتح، ظم و کمال و جلال ہے نسبت۔ ۲۔ بہ، فتح بہ، کہو۔ ۳۔ میں ہیں کاتب نے دیکھ لکھا تھا۔  
غالب نے والدِ بچل کر اپنے ظم سے دی، لکھ دی۔ ۴۔ اللہ، صبرِ حق، ۹۰:۲، آئی نہیں۔ ۵۔ اللہ، دیوانِ نازِ مرزا  
آزاد: ۵۲۳، اپنے قول کا۔

(بقیہ) ۱۳ مورخہ ۶ جمادی الآخرہ سے ۱۲۶۸ھ مطابق ۲۸ مارچ سے ۱۸۵۲ع میں اس  
نمود کے ساتھ شائع ہوا تھا:

”حسبالحکم حضرت سلطانِ خلد افہ ملکہ، جو جناب نواب نجم الدولہ ابد اللہ  
خان غالب اور جناب خاقانِ ہند، ملک الشعراء، شیخ محمد ابراہیم خان ذوق نے بفرمایا  
شادی میرزا جوان بخت ہادر، مرشد زادۃ لائق، کے کچھ اشعار بسطیلِ مبارکبادی سپرہ  
اس خطے میں حضورِ سلطان میں سرِ دربار گذرانے تھے، مہ چند اشعار علاوہ اس  
کے جو غاص نجم الدولہ ہادر نے پھر گذرانے، واسطے حظ و کیفیت اپنے ناظرین  
اعلِ بصیر و بصیرت و ماہرین و واقفین فصاحت و بلاغت کے بموجب ترتیب درپیش  
ہونے کے م میں درج اخبار کرتے ہیں۔ (باقی)



اے کشمکشِ آسمان آورنگ      اے جہاں دہلے آفتابِ آمار  
تھا میں اک بیڑے گوشتِ فانی      تھا میں اک دیوتہِ سببِ نگار  
تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی      ہوں میری وہ گرمِ بازار  
کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناپید      روشنایِ نوائے و سبار  
خ گرچہ از دوسے نگہ ہے غری      ہوں خود اپنی نظر میں اتنا غوار  
کہ گر اپنے کو میں کہوں غاک      جانتا ہوں کہ آئے خاک کو غار

۱۔ مع میں عنوان ہے، گزارشِ صدفِ محضورِ ناز۔ ۲۔ یہ قصہ بہ گرمی۔

(بقیہ) ترتیب میں پہلے غالب کا سہرا، پھر ذوق کا سہرا اور بعد ازاں یہ چھٹا قطعہ  
بنولور قطعہ اعتذار، مندرج ہوا ہے۔ غالب کا سہرا یادگارِ نالہ میں ملاحظہ ہو۔  
۱۔ میرزا صاحب نے اپنے ایک خط مورخہ ۲ جنوری ۱۸۵۱ع میں منشی نبی بخش  
حفیر کو لکھا ہے: اب ہم مہینے پورے ہو چکے، جولائی سے دسمبر تک  
۱۸۵۰ع تک۔ اب میں دیکھوں، یہ شہادہ مجھے کب ملتا ہے۔ بعد اس کے ملے  
کے، اگر آئندہ ماہ بیاہ کر دیں گے، تو تو میں لکھوں گا۔ ورنہ اس خدمت کو میرا  
سلام ہے۔ ابھی بابر کا حال حضور میں بھی نہیں پوچھا۔ کل مُسودہ تمام ہوا ہے۔  
صاف ہو رہا ہے۔ اب صاف کر کر دیدوں گا، اور ماہ بیاہ کی استدعا کروں گا۔ چھپائی  
آخر ہونے کو نہیں، اس واسطے متوجہ ہو کر میں نے اس کو تمام کیا،  
(نذراتِ غالب: ۸)۔

چونکہ میرزا صاحب اس کے بعد بھی کلام کرتے رہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا  
ہے کہ انہوں نے جب بابر کا حال حضور میں پیش کیا، تو اُس کے ساتھ یہ  
منظوم درخواست بھی گذرائی۔

خاد ہوں لیکن اپنے جی میں، کہ ہوں  
خانہ زاد اور مرید اور مداح  
بارے، نوکر بھی ہو گیا، مد شکر  
نگہوں آپ سے، تو کس سے کہوں؟  
چند و مُرشد، اگرچہ مجھ کو نہیں  
کچھ تو جلائے میں چاہیے، آخر  
کیوں نہ درکار ہو مجھے پوش؟  
کچھ خریدنا نہیں ہے، اب کے سال  
رات کو آگ، اور دن کو دھوپ  
آگ تاپے کہاں نلک انسان  
دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی  
میری تنخواہ جو مقرر ہے  
رسم ہے، مردے کی جہاں ایک

بادشاہ کا غلام کلر گزار  
نہا عیش سے یہ عریض نگار  
نہیں، ہو گئیں مُستخص، چار  
مُندائے ضروری الاطہار  
ذوقِ آرایشِ سر و دستار  
ناندے، بلور زمہریر، آزار  
جسم رکھنا ہوں، ہے اگرچہ زوار  
کچھ بنانا نہیں ہے، اب کی بار  
ھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار  
دھوپ کھاوے کہاں نلک جان دار  
وَقَدْ رَئَا نَبَأَ الْتَارِ  
اُس کے ملے کا ہے عجب ہتجار  
خلق کا، ہے اسی چل پہ، مدار

۱ بہ مد پادشہ۔ ۶ بہ ہاتھ: ۱۸ میں اس صرح کی جگہ سوا اگلے شعر کا مدرا صرح لکھ دیا ہے  
۸۔ ۱۲۔ مد، مروط حسن، اب کی سال۔ ۱۲۔ مد، مردہ۔ ج۔ ہم نامی (فتح ہر)۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے نواب کلب علی خاں ہاند کے نام کے خطوط، مورخہ ۱۲ اگست  
۱۸۶۷ء و ۷ ستمبر ۱۸۶۸ء میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مکاتیب غالب:  
۱۷۲، ۱۸۲، طبع چہارم۔

۲۔ ایک خط بنام میرزا فتح، مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۶۰ء، میں میرزا صاحب لکھتے  
ہیں: اب میری کہانی سنو۔ آخر جون میں پنجاب سے حکم آگیا کہ ہندوستانِ قدیم  
ماہِ بجاہ نہ پائیں۔ سال میں دوبار بطریق شہامہ فصل بہ فصل بابا کریں۔ ناچار ساہوکار (باقی)



۷۔ مجھ کو دیکھو کہ ہوں بغیر حیات  
 " بکے لینا ہوں، ہر مونیے، قرض  
 " میری تنخواہ میں چہارم کا  
 آج مجھ سا نہیں زمانے میں  
 رزم کی داستان کر نیے  
 بزم کا التزام کر کیجیے  
 ظم ہے، گر ندو حق کی داد  
 آپ کا بندہ اور پھروں نگا  
 ۸۔ میری تنخواہ کیجیے ماہ بہ ماہ  
 نا نہ ہو، مجھ کو، زندگی دشوار  
 اور چھ ماہ ہر سال میں دوبارہ  
 اور رہنی ہے سُود کی نگرار  
 ہو گیا ہے شریک، ساہوکار  
 شاعر تنو کو سے خوش گفتار  
 ہے، زبان میری، تبخیر جو مردار  
 ہے، فلم میری، ابر کو ہر بار  
 فہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار  
 آپ کا نوکر اور کھائوں اُدھار  
 نا نہ ہو، مجھ کو، زندگی دشوار

۱۔ سچ، محبت، حق، دیکھو تو - ۲۔ افسانہ، مہر، سچ، پاکار: ۱۶۹، "محبت حق" نہائی - ۳۔ "بہ" مدہ گوی و - ۴۔ افسانہ، بد  
 جتنے - ۵۔ بہ لڑوں، ہوں زبان ایک - ۶۔ افسانہ، لڑوں، سے التزام - ۷۔ "بہ" لڑوں، ہوں ایک اور -

(بقیہ) سے سود کاٹ کر روپیہ لیا گیا، نا رامپور کی آمد میں مل کر صرف ہو۔ یہ سود چھ  
 مونیے تک اسی طرح کلوان دینا پڑے گا۔ ایک رقم مغول کھائے میں جانے گی۔  
 رسم ہے مردے کی چھ ماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار  
 مجھ کو دیکھو کہ ہوں بغیر حیات اور چھ ماہ ہر سال میں دو بار  
 (اردو سے معل: ۷۵، خطوط: ۷۶:۱)۔

۱۔ یہ اور اگلا شعر میرزا صاحب نے گزاریں سرور، مصنفہ میرزا رجب علی بیگ سرور  
 لکھنوی، کی تقریب میں لکھے ہیں۔ مگر وہاں دونوں کے آخری مصرعوں میں "میری"  
 کی جگہ مقام کی مناسبت سے "ایک" کر دیا ہے (اردو سے معل: ۳۵۴، لاہور  
 ایڈیشن، عود: ۱۸۱)

غم کرنا ہوں اب دعا پہ کلام شاعری سے نہیں مجھے سروکار  
تم سلامت رہو ہزار برس ا ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار ا



۸

اے شاہ جہانگیر جہاں بخش جہاں دار ہے غیب سے ہر دم تجھے صد کوہِ یسارت

۱۔ عرصہ میں مجھے تیرے ۴۰ حج میں ہوا ہے ۱۰ ہر طرح شاہ۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے نواب یوسف علی خان بہادر کے نام کے خطوں میں سب سے پہلے ۶ محرم ۱۲۷۸ھ (۱۲ اگست ۱۸۶۱ء) کے خط کے آخر میں اپنے نام سے لکھا ہے (مکاتیبِ غالب: ۲۱)۔ بعد ازاں نواب کلب علی خان بہادر کے نام کے اکثر خطوں میں بھی لکھتے رہے ہیں۔

۲۔ یہ قطعہ نوروز کی مبارکباد پر منسل ہے، اور نوروز، آفتاب کے برجِ حمل میں داخلے پر مناسبت جاتا ہے۔ میرزا صاحب سرور کو لکھتے ہیں: و تحویل آفتاب بہ حمل کے باب میں مونی ملت یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو واقع ہوتی ہے۔ کہیں ۲۱ کہیں ۲۳ بھی آتی ہے۔ اس سے تجاوز نہیں، (عود: ۳۲)۔ دہلی اردو اخبار جلد ۱۵ نمبر ۱۳ مورخہ جمادی الآخرہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۸۵۳ء میں حضور والا کی نیازِ معمول دسترخوان کا ذکر ہے، جو یک شنبہ ۹ جمادی الآخرہ کو نوروز کے دن کی گنتی تھی۔ یہ واقعہ میرزا سلیمان شکوہ بہادر کے پوتے میرزا نورالدین شاہی تخلص کی آمدِ دہلی کے بعد کا ہے، جن کی صحبت نے بہادر شاہ کو منہم بہ قسب کا کیا تھا۔ اس لیے میری دانست میں یہ قطعہ مارچ ۱۸۵۳ء کا لکھا ہوا ہے۔

جو مُغنیۃ دُشوار کے کوشش سے جو وا  
 نکلی ہے، کرے خضر سکندر سے ترا ذکر؟  
 آصف کو سیلاب کی وزارت سے شرف ہوا  
 ہے نقشِ مریدیِ نزا، فرمانِ الٰہی  
 تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاب  
 ڈھونڈھے نہ ملے، موجِ دریا میں، روائی  
 ہے، گرچہ، مجھ سے نکتہ سرائی میں کونسل  
 کیونکر نکروں مدح کو میں ختم دعا پر؟  
 نوروز ہے آج، لوز وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں  
 تجھ کو، شرفِ مہر جہاں تاب مبارک!

نوا کرے اُس غم سے کہ، سو بھی بہ اِشارت  
 کرب کو نہ دے، چشمِ حیوان سے ظہارت  
 ہے غمِ سلہاں، جو کرے تیری وِزارت  
 ہے داغِ غلامی نوا، توقیعِ اِمارت  
 نو آگ سے گر دُفع کرنے نابِ شرارت  
 باقی رہے، آتشِ سوزاں میں، حرارت  
 ہے، گرچہ، بھڑے بحرِ طرازی میں نہارت  
 قاصر ہے، شاہِ میں تری، میری عبارت  
 کھنڈارِ کھنڈِ حق، اِسلِ اِصْـرارِ  
 غالب کو، زمرے کُفّہِ عال کی زہارت ۱۰



’فُصِرْتُ الْمَلِكَ بِهَادٍ‘ مجھے بلا کے مجھے  
گرچہ تو وہ ہے کہ حکماء اگر کرم کرے  
اور میں وہ ہوں کہ اگر جس میں کبھی غور کروں  
خسکی کا ہو ہللا، جس کے سبب سے سر دست  
خانہ میں تیرے رہے، تو سن دولت کی خانہ

نہجہ سے جوائی ارادت ہے، تو کسی بات سے ہے  
 روئے بزمِ مہ و میوہ تری ذات سے ہے  
 غیر کیا، خود ہم سے نفرت مری اوقات سے ہے  
 نسبت الہ کو، مرے دل کو ترے عات سے ہے  
 ہ دعا، شام و سحر، قاضی حاجات سے ہے<sup>۱۸</sup>

۱۔ اللہ صید معج، حد بحوطہ صحن، لہ وا مر۔ ۲۔ صید امی (سیر کاتب)۔ حد بحوطہ صحن، غدد۔ ۳۔ اللہ حد صید حد لغوطہ۔ ۴۔ صید معج، بحوطہ صحن، شکایت دی۔ ۵۔ حد ص کاتب نے سائیں کی جگہ سنگاں لکھا تھا۔ غالب نے اُسے ایسے رقم سے بدلایا۔ ۶۔ ص معج میں غزلوں پر، غدد۔ حد نقطہ۔ ۷۔ ص حد صید ایک۔ ۸۔ اللہ صید غزلت۔



سہل نما سہل، ولے بہ سخت مشکل آوی:

بچہ پہ کجا گردے گی، اتنے روز حاضر رہے ہوئے

تین دن سہل سے پہلے، تین دن سہل کے بعد

تین سہل، تین تیرہیں، یہ سب کئے دن ہوئے؟

۱، سچ، مد میں عنوان، یہ، قطعہ۔

(بقیہ) منصرف جواہر خانہ نے کشتی میں چاندی سونے کے چھلے پیش کیے۔ حضور نے پانچ چھلے اٹھا کر اپنی انگلی میں چن لیے۔ پندرہ چھلے زینت محل یکم کو اور پانچ پانچ دوسری یکدات کو دیے۔ ولعہد کے نام کے سات چھلے اپنے پاس رکھ لیے، اور پانچ پانچ مرزا غزالدین اور دوسرے مرشدزادوں کو عایت فرمائے.... (علاں مشکاف کی ڈائری، شایع کردہ خواجه حسن نظامی: ۲۹)۔

لیکن خود قطعہ ۱۸۵۲ء کے بعد کا ہے، ورنہ قیج میں موجود ہوتا۔

۱۔ میرزا صاحب نے ۹ مارچ ۱۸۵۲ء کو ایک خط مفتی نبی بخش خیر کو لکھا تھا۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم احسن اللہ خان میرے چارہ کر ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آمد فضلہ نو ہے، نو سہل لے ڈال۔ چنانچہ دس بارہ مضج اور تین سہل ہوئے۔ کل تیسرا سہل تھا۔ آج تیرہ بی کر تم کو یہ خط لکھ رہا ہوں، (ادوات غالب: ۲۱)۔ پھر ۱۷ مارچ ۱۸۵۳ء کو انہوں کو تحریر فرماتے ہیں کہ سہل میں نے اس واسطے لیا تھا کہ میرے اصنام میں درد رہتا تھا اور فضول نکلے میں جمع ہو گئے تھے۔ سو عایت ایزدی سے مقصود حاصل ہو گیا (ایضاً: ۳۲)۔ نظامیہ قطعہ آخری سہل سے متعلق ہے، ورنہ قیج میں مندرج ہوتا۔ (باقی)



۴

اظہارِ صوم کی کچھ، اگر، دستگاہ ہو اس شخص کو ضرور ہے، روزہ رکھا کرے  
جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ ہو روزہ اگر نکھاسے، تو ناچار کیا کرے؟



۴

یہ یگیم عرب، لازم ہے، میرا نام ۴ لے جہاں میں، جو کوئی فتح و غفر کا طالب ہے  
ہو نہ غلبہ مُبْتَسِر کہیں کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالب ہے

۱۔ سچ: مد میں عربوں نے غلبہ - اب نادرانِ غالب: ۵۳، ۵۴ جسے کچھ دستگاہ - ۲۔ ہا: یادگار: ۱۱۵۱ نہ کھادے -  
۳۔ سچ میں: عربوں نے، غلبات (حالات) یہ آثار غلبات میں ہے - مد: غلبہ - مد: کوئی نام (سور کتاب)۔

(بقیہ) مولانا حال فرماتے ہیں کہ: ایک شعر میں مسہل کے اُن تمام دفتوں کی تفصیل جن  
میں حکیم چلے پھرنے کو منع کرتے ہیں، کس عدد کی سے پان کی ہے ۱ یہ غلبہ  
دربار کی غیر حاضری کے عذر میں لکھا ہے، (یادگار: ۱۷۱)۔

۱۔ میرزا صاحب نے منشی نبی بخش خیر کو جمعہ ۴ جون ۱۸۵۴ع کو لکھا ہے:  
"اگرچہ تاب بھر میں روزہ رکھنے کی کہاں - مگر بدتر روزہ داروں سے ہوں -  
روزہ داروں کو کیا کہوں، کیا حال ہے؟ میرے چار خدمتگزار ہیں - چاروں  
روزہ دار - آخر روز بھر کو یوں نظر آتا ہے کہ چار مردے پھر رہے ہیں - یہ  
بریشانی اور یہ بے سلامتی! نہ خیر خانہ، نہ برف آب - آرام کے اسباب کہاں سے  
لاؤں الخ - اظہارِ صوم کی جیسے کچھ دستگاہ ہو الخ - یہ رباعی اور یہ غلبہ کل حضور  
میں پڑھا تھا - بت ہنسے اور خوش ہوئے (نادرانِ غالب: ۵۳، ۵۸) - اس سے  
یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ۲ جون کو با اس سے ایک دو دن قبل یہ غلبہ کہا گیا تھا -  
۲۔ شریکِ غالب اس شریک کو کہتے ہیں جس کا حصہ دوسرے شریکوں سے غالب  
ہو - شریکِ غالب کے لفظ میں جو لطف ہے، وہ ظاہر ہے، (یادگار: ۱۷۱)۔



۱۴

۴

مُحِبِّتِ انجمنِ طوسی میرزا جعفر  
ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں، غالب  
کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محفوظ  
تہ کیوں ہو مائدۂ سالِ عیسوی محفوظ؟  
۱۱۳۳ھ



۱۵

۴

ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی  
کہا غالب ہے: ماریخ اس کی کیا ہے؟  
ہوا پر طرب میں قصہ نایب  
تو بولا: 'افراحِ جشنِ جمیدہ'  
۱۱۳۴ھ



۱۶

۴

گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں  
کاتوں پہ ہاتھ دھرنے ہیں، کرتے ہوئے سلام  
دوبار دار لوگ ہم آشنا ہیں  
اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا ہیں

۱۔ مع میں، ہواں ہے، غلطہ تاراج - ۲۔ غلطہ، بد، ایسی ہی - ۳۔ مع میں، ہواں ہے، غلطہ ۲ طرح  
دیگر - ۴۔ غلطہ - ۵۔ مع، غلطہ - ۶۔ غلطہ - ۷۔ غلطہ، بد، بانگور ۱۶۶۱، بادشاہ - مع، خانوادہ - ۸۔ غلطہ، بانگور  
۱۱۳۰ دکنہ میں - ۹۔ بادشاہ، یہ اس سے یہ مراد -

۱۔ بادشاہ کے دوبار کا یہ آداب تھا کہ آپس میں جو وہاں ایک دوسرے کو سلام  
کرتے تھے، تو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی جگہ دایاں ہاتھ دایاں کان پر رکھ لیتے  
تھے۔ چونکہ اردو محاورے میں کاتوں پر ہاتھ دھرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم آشنا  
ہیں، اس لیے میرزا نے اُس کو اس پرانے میں بیان کیا ہے۔ (بانگور: ۱۷۰)





آتشِ گل پہ کند کا ہے روم  
 یا بہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے  
 انگیں کے، بحکم ربّ الناس  
 پا لگا کر خضر نے شاخِ آبِات  
 تب ہوا ہے نمر خدان، یہ نخل  
 تھا ترنج زرد ایک، خسرو پاس  
 آہ کو دیکھتا اگر یک بار  
 رونقِ کا کاہِ برگ و نوا  
 رومِ راہِ خشک کا نوشہ  
 صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آہ  
 عاص وہ آہ، جو نہ ارزاں ہو  
 وہ کہ ہے والی ولایتِ عہد  
ظہر دین، عز شان، و جاہِ جلال  
 کار فرماے دین و دولت و بخت  
 سایہ اُس کا، ٹھا کا سایہ ہے  
 اے مُفض، وجود سایہ و نور  
 اس مخلوق بندہ پرور کو  
 شاد و دلداد و شادمان رکھو

شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام  
 باغبانوں نے باغِ جنت سے  
 پھر کے بھیجے ہیں سرِ مہر گلاس  
 مدتوں تک دیا ہے آبِ حیات  
 ہم کہاں، ورنہ، اور کہاں یہ نخل  
 رنگ کا زرد، پر کہاں یو یاس  
 پھینک دینا حلائے دست آفتاب  
 ناز نور دومان آب و ہوا  
طوبی و سدہ کا جگر گوشہ  
 ناز پروردہ جہاں ہے آہ  
 نور نخلِ باغِ سلطان ہوا  
 عدل سے اُس کے، ہے حایتِ عہد  
 زینتِ طینت، و جمالِ کمال  
 چہرہ آراے تاج و ست و تخت  
 خلق پر، وہ خدا کا سایہ ہے  
 جب تک ہے نور سایہ و نور  
 وارثِ گنج و تخت و افسر کو  
 اور غالب پہ مہرباں رکھو

۱۔ ب۔ قد۔ مع۔ نور۔ ۲۔ ا۔ قد۔ ایک۔ بار۔ ۳۔ ج۔ ایک۔ بار۔

- ۱۔ میرزا صاحب نے اس شعر میں سلطان، بارہویں شعر میں والی ولایتِ عہد، اور ۱۳ویں شعر میں ظہیر دین کہا ہے۔ اس سے ولی عہدِ سلطنت، شاعرانہ غلام ظہیر الدین عرف میرزا غزو متوفی ۱۰ جولائی ۱۸۵۶ء کی طرف اشارہ ہے، جو اُن کے شاگرد اور مرید تھے۔ لہذا مثنوی کو اس تاریخ سے پہلے کا ہونا چاہیے۔

# قصائد



ن

سازِ بکِ دَرُوں، نہیں، فیضِ چمن سے، بیکار  
 مستِ بارِ صبا سے ہے، بحرِ صبرِ سبز،  
 سبز ہے، جامِ زُستِرد کی طرح، داغِ بکِنگ  
 مستِ ابر سے گلچیزِ طرب ہے، حسرت  
 'کوہ و صحرا'، مصوریِ شوقِ بلبل  
 سوئے ہے فیضِ ہوا، صورتِ یزگانِ بہیم  
 کائنات کر بھونکیے ناخن، تو بلندِ ازل  
 کفِ مر خاکِ بگردوں شد، فری پرواز  
 بیکدے میں ہو، اگر، آرزوے گل چینی  
 'موجِ گلِ زعفرانہ' بھونکدے عجبے داغ  
 کھنچے کر مائیِ ادبہ چمن کی تصویر  
 لعل سی، کی ہے بے کرمیہِ بدعتِ شاہ  
 وہ شہنشاہ کہ جس کی ہے تعمیرِ سرا،

سایہ لالہ ہے داغ، 'سویاتے' ہمارے  
 ربڑہ شیشہ سے، جوہرِ نیرِ کہار  
 تازہ ہے، ریشہِ تاریخِ صفت، دوسے شرار  
 کہ اس آغوش میں تکی ہے، دو عالم کا رفتار  
 راہِ خواہدہ، حرق، خندہ گل سے، بیدار  
 سرنوشتِ دو جہاں ابر، یک سطرِ غبار  
 قوتِ نابہ اُس کو بھی بچھوڑے بیکار  
 دامنِ ہر کاغذِ آتشزدہ، طاؤسِ شکار  
 بھول جا بکِ لوحِ باد، بظاہرِ گلزار  
 کم کرے، گوشہِ مہمان میں کر تو، دستار  
 سبز، مثلِ خطِ نوحہ، ہو خطِ بیکار  
 طوطیِ سبزہ کہار نے پیدا، منفار  
 چشمِ جبریل، حرقِ قالبِ خستہ دیوار

۱. فیہ آغاز شدن منتخب قصیدہ دو دقتِ حسرت علی کرم اللہ وجہہ - ۴. فتح، منتخب قصیدہ مفتاح علی، مرتضیٰ علیہ السلام -
۵. فتح، انوارِ آبروی گوہرِ حق یہ نسیا ابرار اللہ حسرت علی مرتضیٰ علیہ السلام و اکیلا - ۶. فتح، مد، صفت - ۷. اللہ، ہمار
۸. اللہ، ذرا (سورکاتب) - ۹. اللہ، ۴. فتح، یہ عرض (سورکاتب) - ۱۰. اللہ، ذرا، سبز حوں جامِ دمرہ نہ ہو کر - ۱۱. اللہ، ج
۱۲. اللہ، طو و نسا کر صحنِ لعلوں پیدار - ۱۳. اللہ، مسکن، خار - ۱۴. ج میں اسے سہواً غورِ طوطو ظاہر کیا ہے - ۱۵. اللہ
۱۶. اللہ، کوہ صحرا (سورکاتب) - ۱۷. اللہ، ذرا، جوہرِ ناخن پرندہ ہے - ۱۸. اللہ، ذرا، خطِ صحر کر کرتا ہے تو ہے سرشار -
۱۹. اللہ، فائدہ (سورکاتب) - ۲۰. اللہ، ذرا، جن یہ بیت اگلے شعر سے ملے ہے - ۲۱. اللہ، ذرا، خاک چمن آئینہ نقری صبیق - ۲۲. اللہ، یہ گردوں
- (سورکاتب) - ۲۳. اللہ، فائدہ، ۴. ما، بیکدے - ۲۴. اللہ، یہ صحنِ گلزار - ۲۵. اللہ، یہ نرہ کر خورہ ہے - ۲۶. اللہ، ذرا، یہ طوطاں
- کندہ - ۲۷. اللہ، فائدہ، کوچ کر (سورکاتب) - ۲۸. اللہ، فائدہ، خطِ دھار - ۲۹. اللہ، ہمار - ۳۰. اللہ، فائدہ، ج
- لعل سے کی ہے مدح چمن آرائے ہمار - ۳۱. اللہ، ج نے اصلاحی مصرع میں ہی اصل جہ سے لکھا ہے - ۳۲. اللہ، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳

عَاطَلُكَ الْمَرْش، مُجَوَّرٌ نَحْمُ دُوشِ مَزْدُورِ  
سَزَةُ نَہ چمن، و بک خطِ پستِ لیبِ بام  
واں کے عاتلک ہے، حاصلِ محسوسے، بک پر کاہ  
عاطلِ صحرایہ بخت، جوہر سیرِ صُرفا  
ذرا اُس کرد کا، خورشید کو، آئینۂ ناز  
آفرین کو ہے، واں ہے، طلبِ مستورِ ناز  
فیض سے تیرے ہے، اے شمعِ شبنانِ بہار  
شکرِ طلائس کرے آئہ عاتہ پرواز  
تیری ولاد کے غم سے ہے، بروے گردوں  
م عبادت کو، رَا قشیرِ قدم، مُسہرِ نماز  
مدح میں تیری نہاں، دُزمنۂ نصیرِ نسی  
جوہر دستِ دعا آتہ، یعنی تائیر  
مُردمک ہے، ہو خواہانۂ اقبالِ نگاہ  
دشمنِ آلِ نسی کو، بطرب عاتہ دہر  
دہدہ نا دل، آمد، آئینۂ بک پر نورِ شوق

دشتِ فیض ازل، سازِ طابِ معطر  
دشتِ صحرایہ عارف، و بک اوجِ حصار  
وہ دھے مرواحۂ بالِ بری سے بیدار  
چشمِ قشیرِ قدم، آئینۂ بختِ یدار  
گرد اُس دشت کی، امید کو، اِسلامِ بہار  
عرضِ تخیارۂ ایجاد ہے، ہر موجِ غبار  
دلِ پروانہ چیراغل، پر بلبلِ گلزار  
خوف میں جلوے کے تیرے، ہوا سے دیدار  
ساکِ اختر میں سو نورِ مژدہ گوہرِ بار  
م ریاضت کو، ترے حوصلے سے انتظار  
جام سے تیرے عیان، بادۂ جوشِ آسرا  
بک طرفِ نازشِ یزگان، و دگر سو غمِ خار  
عاطلِ دو کی ترے، جو چشم، نو آتہ دار  
عرضِ تخیارۂ سیلاب ہو، طاقِ دیوار  
فیضِ معنی ہے، خطِ ساغرِ راقمِ سرشار

۱ آئینۂ فیض، چمن بیک۔ ۲ بہ لقبِ مرج (مرد سوکتاب)۔ ۳ لقب، ج واں کی عاتلک۔ ۴ لقب، ج میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۵ بہ لقبِ ما، سیرِ وفا۔ ۶ بہ لقبِ جسم (مرد سوکتاب)۔ ۷ آئہ و بہ لقبِ مدح و معرہ بخارہ (سوکتاب)۔ ۸ بہ لقبِ ما، لیج، تہ، مدح، مدح، مدح لاق۔ ۹ مدح، مدح۔ ۱۰ لقب، ج، ہا، گلاز (سوکتاب)۔ ۱۱ آئہ، تہ، ما، مدح۔ ۱۲ ہوا (سوکتاب)۔ ۱۳ بہ لقب، ج، حلوہ میں تیرے ہے قصہ میرا ہے دہل ج میں اس اصلاح کو نظر انداز کر دیا ہے اور شعر کو غیر مطلوب ظاہر کیا ہے۔ ۱۴ ما، مدح کے سوا جلوہ۔ ۱۵ آئہ فی ج، تم میں ہے۔ ۱۶ لقب، دہر، بخارہ (سوکتاب)۔ ۱۷ آئہ ج، میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۱۸ آئہ لقبِ بحر (سوکتاب)۔ ۱۹ آئہ مدح کے سوا کالمِ نصیر، حوصلہ۔ ۲۰ آئہ ۱۲ بہ لقبِ فیج، ۱، عرا حاتِ بک شو نگاہ۔ ۲۱ شر نگاہ (سوکتاب)۔ ۲۲ آئہ تہ طرف عات (سوکتاب)۔ ۲۳ آئہ ۱۲ بہ لقبِ صفا شوق۔ ۲۴ بہ لقبِ فیض اللہ ہے راقم نا دل معنی سرشار۔ ۲۵ آئہ ۱، فیض میں ہے راقم نا کف۔

دھر، جو جلوۂ بکشتاری مشوق نہیں  
بدلیا ہے لاشا، کہ نہ عبرت ہے، نہ ذوق  
ہرزہ ہے، نقشہ زور و ہر عشق و عدم  
فقتور معنی ہمہ خیالۂ عرض صورت  
لاف دانش غلط، و قلع عبادت معلوم  
مثل مضمون وفا، باد بستر نلیم  
عشق، یہ جلی شیرازہ اجرائے حواس  
کوہ کی گہرے محدود طربکاہ رقیب  
کس نے دیکھا، نفس اعلیٰ وفا آتش خیز  
"سامع کرمۃ اعلیٰ جہاں ہوں، لیکن  
کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عباداً ہالفا  
نقشہ "الاحول" لکھ، اے عامۂ قضاں غمرا  
مظہر فیض خدا، جان و دل ختم رُسل

[illegible]

۱- نیز ملاحظہ ہو: عشق و مزاجوری عشر نگہ خسرو، کما خوب!

م کہ تسلیم نہ کرواؤں فرما دے تو یہی

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: وفا سے دلوں میں اتفاق، ورنہ اسے عدم

اگر فرماؤ دلہا ہے حزیں کا کسی نے دیکھا ہے



کجہاں تک چلے اُس سے ہم اور بھر سے جیہیں  
لگو جلوه پرستہ و نفسِ صدق کریں  
وَقَدِ احباب، گل و سنبلِ فردوسِ بریں

طبع کو، القیٰ دَلَّال میں، بہ سرگرمی شوق  
دلِ الفتِ نسب و سببِ توجہِ تنہا  
صرفِ اعداء، اثرِ شط و دودِ دوزخ



فج

جس کو نو، جھک کے، کر رہا ہے سلام  
ہی انداز اور ہی اندام  
بندہِ عجز ہے، گردشِ آیام  
آسمان نے چھا رکھا تھا دلم  
حَبَّذَا اے نشاطِ عالم  
لے کے آسا ہے جد کا پیغام  
صبح جو جاوے اور آوے شام  
تیرا آغاز اور ترا انجام  
بھ کد سمجھا ہے کیا کہی تسلیم؟  
اِک ہی ہے اُبدِ گاہِ آنِام  
غالب اُس کا، مگر نہیں ہے، غلام؟  
نب کہا ہے طرزِ استفہام  
قُربِ ہر روزہ بر سیلِ دوام  
جز بغیرِ عیدِ ساوِ رحیم

عالمہ مر نو، سُنیں م اُس کا نام  
دو دن آبا ہے نو نظرِ دہرِ صبح  
بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟  
اُڑ کے جانا کہاں؟ کہ ناراں کا  
ترجاء اے سُرورِ خاصِ خواص  
مُحَد میں، تین دن نہ آنے کے  
اُس کو بھولا نہ چاہیے کہا  
اِک میں کیا کہ سب نے جان لیا  
رازِ دل بھ سے کیوں چھپانا ہے؟  
جاتا ہوں کہ آج دنیا میں  
میں بنے مانا کہ تو ہے حلقہِ بگوش  
جاتا ہوں کہ جاتا ہے تو  
یہرِ تاباں کو ہو تو ہو، اے ماہ  
نجم کو کیا پایہ روشناس کا؟

۱۔ القیٰ لقبِ طاہر میں ہو یہ (سہو کلاب)۔ ۲۔ اُج ہنکے۔ ۳۔ قدم اس سے نہ ہیں (مرد سہو کلاب)۔ ۴۔ القیٰ  
قہ ج، ۵۔ فیج، قد، ۶۔ مد، تنہا۔ ۷۔ ج، لوحِ صا (کثرۃ اختلاف)۔ سہو کلاب)۔ ۸۔ القیٰ ج، شط دود (سہو کلاب)۔  
۹۔ قد، فارگو و لاۃ (مگر ج میں اس کا ذکر نہیں)۔ ما، سنبل و فردوس۔ ۱۰۔ فیج میں ہواں ہے، در مدح شہدائے جہاد سلیمان  
دارکد سراج الدین محمد ہاشم شاہ بادشاہ غازی۔ ج میں ہواں ہے، نصیب۔ ۱۱۔ ساوِ ج، جاسے۔ آئے۔

- ۱۔ جانتا ہوں کہ اُس کے بغیر سے تو  
 ۲۔ ماہ بن، ماضی بن، میں کون؟  
 ۳۔ میرا اپنا جدا معاملہ ہے  
 ۴۔ ہے مجھے آرزوئے بخششِ خاص  
 ۵۔ جو کہ مجھے گاتھم کو قتر فروغ  
 ۶۔ جب کہ چودہ سننِ طہی  
 ۷۔ مجھے بد تو ہے ہوں فروغِ پزیر  
 ۸۔ دیکھنا میرے ہاتھ میں لہریں  
 ۹۔ پھر غول کی روش پہ جل نکلا  
 ۱۰۔ دھسر غم کر چکا تھا میرا کام  
 ۱۱۔ تھے ہی پھر کیوں نہ میں پیسے جاؤں؟  
 ۱۲۔ بوسہ کیا؟ ہیں غلبت ہے  
 ۱۳۔ کسے میں جا، بھائی کے ناقوس  
 ۱۴۔ اُس فتح کا، ہے، دورِ عمر کو نقد  
 ۱۵۔ بوسہ دے دے میں اُن کو ہے انکار  
 ۱۶۔ چھوڑتا ہوں کہ اُن کو صہ آئے
- ۱۔ پھر بنا جیسا ہے ماہِ غم  
 ۲۔ بھر کو کیا بانٹ دیکا تو اقام؟  
 ۳۔ اور کے لین دین سے کیا کام؟  
 ۴۔ گر مجھے ہے ابدِ رحمتِ غم  
 ۵۔ کیا مذیکا مجھے نے گفام؟  
 ۶۔ کر چکے طمع، تیری تیری کام  
 ۷۔ کوئے و شکوے و صن و منظر و بام  
 ۸۔ این صورت کا، اک بلوری جام  
 ۹۔ تو سن۔ طبع جانتا تھا لگام  
 ۱۰۔ دل نہم کو کس سے کیا کہ ہو بدنام؟  
 ۱۱۔ عم سے جب ہو گئی ہو، زیست، حرام  
 ۱۲۔ کہ نہ صحیحی رہ لکنتِ دشنام  
 ۱۳۔ اب تو بلدا ہے دیر میں احرام  
 ۱۴۔ جرخ نے لی ہے، جس سے گردش، ولم  
 ۱۵۔ دل کے لیے میں جن کو تھا اِرام  
 ۱۶۔ کیوں دکھوں، درد، غالب اپنا نام؟

۱۔ ب۔ ج۔ ع۔ طہ۔ لغز۔ ب۔ د۔ کر چکی (سو کاتب)۔ ۱۱۔ اللہ نہ میں دیر کو بکسر ما لکھا ہے، جس طرح نصیحتِ ملان سے صریح: ہیں خلق اس کا میں شامل ہے کہ مراد ہے سدا (۱۶۰۱) اللہ) میں بالقد بکسر ما تحریر کیا ہے۔ اس سے منظم مراد ہے کہ کاتب کا قصود بالمدعروف و بحول کا التباس دور کرنا تھا۔

- ۱۔ نیز ملاحظہ ہو: کتنے شہریں میں میرے لب کے رقب گالیاں کھا کے بے مزا نہوا  
 ۲۔ نیز ملاحظہ ہو: بوسہ دینے نہیں، اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ  
 جس میں کتنے ہیں کہ امنت آئے، تو مال ابھا ہے،

- کے چکا میں تو سب کچھ، اب تو گئے  
کون ہے؟ جس کے در پہ نامہ سا  
تو نہیں جاتا، تو مجھ سے سُن  
قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ  
شہسوارِ طریقتِ انصاف  
جس کا ہر فعل، صورتِ اعجاز  
ہرم میں، میزبانِ قیصر و جم  
اے ترا لطف زندگی افرا  
چشم بد دورا خسروانہ شکوہ  
۱۰ چال تاروں میں تیرے، قیصرِ روم  
وارثِ ملک جاتے ہیں تجھے  
زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے  
مرجہ مُوشکافِ نلک  
تیر کو تیرے، تیرِ غیرِ صدق  
۱۵ وعدہ کا، کر دے کیا ہم بندہ  
تیرے فیروزِ کراں جد کی صدا  
قدرِ صورتگری میں، تمرا کرز  
اُس کے حضور کے سر و تن سے  
جب ازل میں رقمِ یزید ہوئے
- اے بدبجورہ پیکِ نیرِ خسروانہ  
ہیں سہ و بہر و دُعر و بہرہ  
نامِ شائعِ بلند مقام  
۵ مظہرِ ذوالجلال و الاکرام  
نوجوانِ حدیقتِ اسلام  
جس کا ہر قول، صنیرِ اہام  
روم میں، لوستارِ رسم و سام  
اے زا عہدِ قمرغی قرجہا  
کو حشرِ افلا عارفانہ کلام  
۱۰ بُرجہ خواروں میں تیرے، مُرشدِ جام  
ارج و نور و خسرو و بہرام  
کیو و گوند و یزید و دُھام  
۵ افسرِ ابداریِ اصحاب  
تیر کو تیری، تیغِ خصم، بیام  
۱۵ برق کو دے رہا ہے کیا الزام  
تیرے دُشمنِ سُبکِ خیال کا عِظام  
۵ کر نہ رکھا مر دستارِ نام  
کیوں نمایاں مر صداۃِ اِدھام  
۵ صفتِ عالیہ کبالی و اہام

۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱



۱ اور اُن اوراق میں، بکلیکِ رضا  
لکھ دیا شاعروں کو، عاشقِ کُثر،  
آسمان کو، کہا گیا کہ کہیں:  
حکمِ فاطمہ لکھا گیا کہ لکھیں:  
آتش و آب و باد و خاک نے لی  
مہرِ رخسار کا نام، خسروِ روز،  
خیر سے توفیقِ سلطنت کو بھی  
کاتبِ حکم نے، بموجبِ حکم،  
۲ ہے لزل سے روانہ آغاز

۱ مجھلا مُندرج مرے احکام  
لکھ دیا عاشقوں کو، دشمنِ کام،  
گنبدِ یز گنبدِ نبیل نام،  
حال کو، دانا، اور زلف کو، دام،  
وضعِ سود و ستم و رم و آرام  
ماہِ تابان کا اسم، شمعِ شام،  
دی، بسنور، صورتِ ارقام  
اُس رقم کو دیا طرازِ دوام  
هو ابد نك رسافر انعام

۱۱۱

۱۱

۱ صبحم، دروازہِ خاور کھلا  
خسروِ انجم کے، آیا، صرف میں  
وہ بھی نہیں اکِ سیبا کی سی نمود  
میں کو ایک کچھ، نظر آئے ہیں کچھ  
۲ سطحِ گردوں پر پڑا تھا، رات کو  
صبح آیا، جائیدِ مشرق، نظر  
نہیں نظر بندی، کیا جب رُخِ صحر  
لا کے، ساقی نے سُوس کے لیے

۱ مہرِ العتاب کا منظر کھلا  
شب کو تھا، گنجینہ گوہر، کھلا  
صبح کو، رازِ مہ و اختر کھلا  
دینے میں دھوکا، بہ بازیگر، کھلا  
۲ موتیوں کا، ہر طرف، زبور کھلا  
اک نگارِ آتشِ رُخ، سر کھلا  
بادِ گرگ کا ساغر کھلا  
دکھایا ہے ایک جامِ زر کھلا

ہر سلطانِ ہرق آراستہ  
تاجِ ذوقِ مہرِ ناب سے سوا  
شاہِ روشدل، ہاندِ شہ کے ہے  
وہ کہ جس کی صورتِ نکون میں  
وہ کہ جس کے ناخنِ ثوبل سے  
پہلے دلہا کا، نکل آیا ہے، نم  
رُوشانوں کی جہاں فہرست ہے  
کوسنِ شہ میں ہے وہ خوب کہ جب  
نقشِ پا کی صورتیں وہ دلفریب  
چم بہ، فیضِ تربت سے شاہ کے  
لاکھ خندے دل میں تھے، لیکن ہر ایک  
تھا، دلِ وابستہ، قفلِ بے کلبہ

کعبۂ امن و امن کا در کھلا  
غسرو آفاق کے مُنہ پر کھلا  
رازِ حسنی اُس پہ سرنا سر کھلا  
مقصودِ کُہ چرخ و ہفت اختر کھلا  
مُغنیہ احکامِ پیغمبر کھلا  
اُس کے سرنگوں کا جب دفتر کھلا  
وان لکھا ہے، جبرۃ قیصر کھلا  
نہاں سے وہ غیبتِ مصر کھلا  
تو کہے، بخانۃ آذر کھلا  
نصبِ مہر و مہ و محمود کھلا  
میری حُسنِ توسع سے باصر کھلا  
کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیونکر کھلا؟

۱۔ مہ ۱۱۱۱ء لاہور۔ ۲۔ مہ ۱۱۱۱ء لاہور (میر کا)۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے ہاندِ شاہ کی اُس کتاب کی تقریظ میں بھی نقل کیا ہے، جو انہوں نے اپنے اوپر سے الزامِ تنبیح دور کرنے کے لیے لکھی تھی۔ (اردو سے مہ، لاہور: ۲۵۳)۔ تقریظ کے مطابق یہ الزام سہ ۱۸ جنوری ۱۸۳۷ء کو تختِ دہلی گیا تھا۔ بادشاہ نے ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۲۵۳ھ (۲۹ اکتوبر ۱۸۳۷ء) کو تختِ دہلی پر قدم رکھا۔ اس حساب سے ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) میں یہ جھگڑا اُٹھا ہوگا۔ دستور العملِ اردہ (ورق ۱۷۰ الف تا ۱۸۴ الف) میں اس سلسلے کے جو کاغذات منقول ہیں، اور حافظ احمد علی خاں شوق مرحوم، سابق ناظمِ کتابخانۂ رامپور، کی یادداشتوں کے ساتھ معارف ۲۷۹۹ میں شایع ہو چکے ہیں، اُن سے اس سال کی تائید ہوتی ہے۔

- باغِ معنی کی دکھا دینکا ہمارے  
ہو جہاں گرم غزلخوان، نفس  
کُشیج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا  
م بکریں اور کھلیں، یوں کون جاسے؟  
م کو ہے اس رازداری پر گھنٹہ  
واقعی، دل پر پہلا لگتا تھا داغ  
خانہ سے رکھدی، کب ابروئے کساں؟  
صفت کا، کس کو بُرا ہے، بدتر  
سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟  
نالمے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ  
دیکھو، غالب سے گر اُلجھا کوئی  
پھر، ہوا مدحت طرازی کا خیال  
غائب سے ہائی، طبع نے، مدد  
مدح سے، مدوح کی دیکھی شکوہ  
مہر کا پسا، چرخِ بیکر کھا گیا  
بادشاہ کا نام لیتا ہے خطب  
سکھتا ہے، روا ہے، رُوشناس  
شاہ کے آگے دھرا ہے آفت  
ملک کے وارث کو دیکھا، غلی نے
- بھڑے، کر، شامِ حسن گزرتا کھلا  
لوگ جانی صلفِ فقیر کھلا  
کاشکے! ہوتا نفس کا در کھلا  
بار کا دروازہ بلوں، کر، کھلا  
دوست کا، ہے، راز دشمن پر کھلا  
زخم، لکھ، داغ سے ہنر کھلا  
کب کمر سے غزے کی خنجر کھلا؟  
دھیری میں، پردہ رہبر کھلا  
آگ بھڑکی، منہ اگر دم پھر کھلا  
رہ گیا، خط جبری جہان پر، کھلا  
ہے دل پوشیدہ اور کانسر کھلا  
پھر، مہ و مُوشد کا دفتر کھلا  
بادشاہ بھی، اُٹھنے ہی لنگر، کھلا  
پاں، غرض سے، رتبہ جوہر کھلا  
بادشاہ کا رایت لنگر کھلا  
اب، مُطوّر پایہ منبر کھلا؟  
اب، یہ عیارِ آروے زد کھلا  
اب، مآلِ سعیر اِسکند کھلا  
اب، طرسبِ طغفر و ستجر کھلا

۱۔ افسانہ: جگ دکھاؤنگا ہمارے۔ ۲۔ مد مولا نادر۔ ۳۔ افسانہ: جگ پتلی (سوکاب)۔ ۴۔ افسانہ: مہ صاف۔  
۵۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۶۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۷۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۸۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۹۔ افسانہ: مہ صاف۔  
۱۰۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۱۱۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۱۲۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۱۳۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۱۴۔ افسانہ: مہ صاف۔ ۱۵۔ افسانہ: مہ صاف۔

ہریکے کیا مدح؟ عار! اک نام ہے دفتر مدح جہاں داور کھلا  
 فکر اچھے پر ستائش نامم۔ عجزِ اجازِ ستائگر کھلا  
 جاتا ہوں، ہے غطرِ لوحِ لزل تم بہ، اے عارفِ نام آور، کھلا  
 تم کرو صاحبزانی، جب تک ہے طیسرِ روز و شب کا در کھلا

—

# غزلیات

## الف



لہ حافیہ لہ کا

مک نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ نحر پر کا  
کاغذی ہے چمن مر پیکرِ تصور کا  
مک کاو کاوِ صحت جانتہاے تنہائیِ نیرِ چہ  
صبح کرنا نام کا، لانا ہے 'جرے' شہ کا

۴ دیوانِ دیوانہ اللہ اللہ - ج مولانا۔

۱- اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے جہذا صاحب نے لکھا ہے کہ 'ایران میں رسم ہے کہ داد خواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے بھل دن کو جلتا، یا خون آلود کپڑا ہانس پر لٹکا کر لے جاتا۔ ہر شاعر خیال کرتا ہے کہ نقش کس کی شوخیِ نحر کا فریادی ہے کہ جو صورتِ تصور ہے اس کا چمن کاغذی ہے۔ ہنس، ہنسی اگرچہ ملکہِ تصاویر اجبارِ محض ہو، موجدِ دنج و ملال و آزار ہے۔ (حدود: ۱۶۰)

اعلیٰ ایران کے کلام میں بھی اس رسم کی تبلیغ نظر آتی ہے۔

خاقلی، تنوف ۵۵۹۵ (۱۱۹۸ع) نے لکھا ہے:

تا کہ دستِ تھوڑ، از دستِ تو برود تم کاغذین چمن از دستِ قند بباد بدوا

کمال اسماعیل، امینانی، تنوف ۵۶۳۵ (۱۲۳۷ع) کہتا ہے:

کاغذین جہاں پوشید و بدوگ آمد زانہ خاطر من، تا بوی داد مرا (۱۵۱)

جذۃ ہے اختیار شوق دیکھا جامیے • سینۂ شہید سے نام ہے، دم شہید کا  
اکھی، دلیر شہید جس قدر چاہے بچا ہے • مُدعا تھا ہے، ایسے عالمِ فقر کا  
بکھ ہو، غالبِ اسیری میں ہیں آتشِ زہریا • موئے آتشِ دہدہ ہے، حلقہ مری و زنجیر کا



۲

تجراحتِ نختہ، اُٹلسِ آرغوان، داغِ جگر مدہ • ہلکا کادا آند، عموارِ جاوِ دردِ مد آنا



۲

• شمارِ سب، مرغوبِ بترِ مشکلِ پسند آبا • غاشا ہے یک کفِ بردِ صد دلِ پسند آبا

۱۰ ۲ مرتب ج نے ان دونوں شعروں کو حاشیہ ل کا میں بنایا حالانکہ یہ سونسط ظ ہے اس میں مترج میں۔ ۲ افسانہ لہ  
۱۱ آتشی پہلو، گدازِ وحشتِ زہانِ نیرہم۔ قضا میں یہ صرع شعر ہے ۲ کا ہے۔ ۱۲ میں کسی نے اسے یہاں لکھ دیا  
کے لیے ہیں اسلامی متداول شعر قول کے اثر میں حاشیے پر لکھ دیا ہے مگر یہ اندراج مدِ طالب کا ہیں۔ یہ لہ، فید  
مرستہ ہیں۔ ۲ افسانہ لہ، قادیانی دعوت۔ ۱۱ میں مدہ بانگر حاشیے میں کسی شخص نے اسلامی الفاظِ متابع جگر مدہ،  
لکھ دیے ہیں مگر یہ اندراج مدِ طالب کا ہیں۔ ۱۲ میں جگر (سو کاتب)۔ ۱۱ یہ لفظ ایک دو دوا لیسے ہے جسے گئے  
ہیں۔ ان میں کا مطلع پہل قول کا اور باقی شعر دوسری کے ہیں۔

(۱۰) سیف الدین اسفرننگی، متوفی ۶۶۶ھ (۱۲۶۷ع) لکھتا ہے:

کاغذینِ جامہ جو صبح آہی برآرم ہر شبی • نا کجا خواہد رسیدنِ زینِ نظمِ کارِ مزا

متاخرین میں بابا فغان شیرازی، متوفی ۹۳۵ھ (۱۵۱۹ع) نے فرمایا ہے:

و خوابِ دادیِ خواہم، فغانِ میرا نے کو؟ • کہ سازد کاغذینِ پیراں از طومارِ اسودام

(چهار عجم ۱۹۵:۲)

میرزا صاحب نے اور شعروں میں بھی اسے استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو گنجۂ سنی

۱۳:۱، ۱۳:۲، ۱۳:۳

۲- جوئے شیرِ نظیری کے اس شعر میں بھی ملتا ہے:

کو ممکنِ را خودِ ناخنِ سگِ ی بلبِ پرد • جوی شیر و نقشِ شیرینِ کارِ ہر مندودِ پست

بغیر بدل، توبہ دینے جاوے آماں ہے      کشائش کو، ہمارا عقدہ مشکل، پسد آیا  
ہوئے سیر گل، آئینہ بھری فانی      کہ اندازِ بخوب غلطی نہ بدل پسد آیا



۱۰۰

جز قہر، اور کوئی نہ آیا بروئے کار      صبرا، مگر، بنگور چشمِ حسود تھا  
آتشکی نے فتنہ سُودا کیا درست      طاهر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا  
نہا، خواب میں، خیال کو نغمہ سے معاملہ      جب آنکھ کھل گئی، نہ زمین تھا، نہ سُود تھا  
کہ لینا ہوں، مکتبِ غم دل میں، سنِ غور      لیکن یہی کہ توجہ گیا اور نہ بُود تھا  
کہ ڈھانپا کفن نے داغِ خوبِ بربکی      میں، ورنہ، ہر لباس میں شکرِ وجود تھا  
نہیے بغیر مراد کا کوہکن، اند      سرگشتہ طائرِ دُسموم و مُقود تھا



۱۰۱

۱۔ کہتے ہو: دُخیں کے م، دل اگر پڑا پایا      دل کہاں کہ گم کیجیے؟ م نے سُدا پایا

- ۱۔ اللہ قہ آماں اند۔ ۲۔ اللہ قہ، قہ، حجاب سے۔ ۳۔ قہ، قہ، م غلطین۔ (مگر فارسی لفظ میں خاص عربی حرف کا استعمال غالب ہے اور جگہ کے خلاف ہند اس لیے م کے لحاظ رکھا گیا ہے کہ سخن اند کی رائے کے موافق ہو)۔
- ۴۔ یہ شعر بھی ایک دو غزلوں سے چسپے گئے ہیں۔ ان میں سے ۱۔ اور ۲۔ دوسری غزل کے اور ہائی چلے ہیں۔ ۳۔ اللہ قہ، قہ، جو ہیں اور کو نہ ملا عرصہ طہی۔ ۴۔ ملا، بخارہ (سورکاب)۔ ۵۔ اللہ قہ، قہ، کیا ہے عرض۔ ۶۔ قہ میں کسی نے نہ انکر کر جائیے میں موجود اصلاح کی ہے۔ ۷۔ قہ، قہ، وہاں ہو راہی۔ ۸۔ اللہ قہ، قہ، حلیہ فتح، مراد گیا۔ ۹۔ یہ شعر لکھا ہوں۔ ۱۰۔ اللہ قہ، لکھتے۔ ۱۱۔ بربکی (سورکاب)۔ ۱۲۔ اللہ قہ، قہ، حلیہ فتح، مراد گیا۔ ۱۳۔ یہ شعر ایک دو دہائے سے چسپے گئے ہیں۔ ان میں سے ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ چل غزل کے اور ہائی دوسری کے ہیں۔ ۱۳۔ قہ، قہ، اور قہ کی تربیت اصلاح میں فرق ہے۔ ۱۴۔ اللہ کہتے ہیں (سورکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: اُنہیں منظور اپنے دُخیوں کا دیکھ آنا تھا

اُنہی سے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی جانے کی

عشق ہے، طبع نے، زینت کا سرا پایا  
دوستدار دشمن ہے، اعتبار بدل معلوم  
سادگی و بُرکاری، بیخودی و اُتھاری  
غنجہ ہر لگا کھلے۔ آج م نے اپنا دل  
حالیہ دل نہیں معلوم، لیکن اس قدر، یعنی  
شورِ بندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا  
درد کی دوا پہلی، درد ہے دوا پایا  
آہ ہے اور دیکھی، نالہ نارسا پایا  
حسن کو تغافل میں جرات آزمایا  
خون کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا  
م نے بارہا ڈھونڈا، تم نے بارہا پایا  
آپ سے کوئی پردہ ہے، تم نے کیا سرا پایا؟



شوق، ہر رنگہ ریغیر سرو سامان نکلا  
قیس، تصویر کے پردے میں بھی 'عریاں نکلا'

- ۱۔ م میں اس شعر کے دونوں مصرعوں کے بیچ کی سادہ جگہ میں مطلع آئی لکھا ہے۔ ۱۔ ق ب میں یہ شعر چھاپا ہوا قول کے طور پر مطلع قول ہے یہی چالیسے قول ۲۔ لہذا، فرد بیچ میں سب کے آخر میں منسوخ ہے۔ ۲۔ ۱۔ ق ب بخارہ۔
- ۲۔ اللہ نہ خوشیاری۔ ۲۔ ح میں اے میں بطور طعن لکھا گیا ہے۔ ۲۔ ب قبا، اللہ تعالیٰ۔ ۱۔ اللہ نہ، اللہ تعالیٰ۔
- ۳۔ یہ شعر ایک سو خولے ہے چالیسے گئے ہیں۔ ان میں سے ۱۴ ۱۵ بل قول کے فرد باقی دوسری کے ہیں۔ اللہ قیس، سرو سامان (سوکا ب)۔ ۲۔ اللہ، یہ بی غرض۔ ۲۔ پردہ ہے (سوکا ب)۔

- ۱۔ نیز ملاحظہ ہو: ہر جگر کہو د نے لگا ناخن  
آسیرِ فصلِ لالہ کاری ہے
- ۲۔ اس شعر کا مطلب میرزا صاحب نے مولوی عبدالرزاق شاہ کے خط میں اس طرح لکھا ہے: در قریب بمنسوخ خلاف۔ یعنی، شوق سرو سامان کا دشمن ہے۔ دلیل یہ کہ قیس جو زندگی میں تنگا پڑا پھرنا تھا، تصویر کے پردے میں بھی تنگا می رہا۔
- ۳۔ لطف یہ ہے کہ جنوں کی تصویر باتیں عریاں می کھینچی ہے جہاں کھینچی ہے۔

(عرد: ۱۵۱)



زخم نے داد نہ دی نگر دل کی، بارب ۱  
 گئے ہوئے گل، فالۃ دل، دود پرانے محفل  
 ح دل پر حسرت زدہ، تھا عائدۃ لثمت درد  
 ۲ 'نہی نوآموزِ فنا، مستِ دشوارِ بند  
 ۳ 'دل میں بھر کر بے نے اک شور اُٹھایا، غالب

نیر بھی سینۂ بسل سے پر افتاد نکلا  
 جو نری بزم سے نکلا، سو پریشان نکلا  
 کام یاروں کا بفسدِ لب و دندان نکلا  
 محنت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا  
 آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفان نکلا



ی، حانیۃ، قہ، فارمگر

۴ دمر میں نقشِ وفا وجوئی نہ ہوا  
 ہے یہ وہ لفظ کے شرمندۂ معنی نہ ہوا

۱ 'ہب، فی ہلبے: حضرت اجماع، چہ پڑے گل و کو وہ مرغ (ج، پڑے گل، سوکاب)۔ ہر اس مصرع پر وہ لکھ کر  
 موصوفہ مصرع حاشیے میں درج کیا ہے۔ مرتب ج کہنے میں کہ غالب نے مصرع پر ملا لکھا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں۔  
 بدلتوں نے حل اصلاح بھی نہیں بنایا۔ ۲ 'ب، گل، وہ پریشان۔ ۳ 'ج میں اسے نیز بطورہ ظاہر کیا ہے۔ ۴ 'ہب، گل،  
 ۵ 'ب، اے (فی)، دشواری ما۔ (جانب)، فارمگر، دشواری شون۔ ۶ 'ہب، مدعی علاء گہ۔ ۷ 'ب، بھابھا۔

۱۔ اس شعر کے متعلق میرزا صاحب نے شاکر کو لکھا ہے: "یہ ایک بات میں نے

اپنی طبیعت سے قی نکال ہے، جیسا کہ اس شعر میں

نہیں ذریعۂ راحت، جراحتِ یکساں وہ زخمِ نینج ہے، جس کو کہ دلکشا کیسے  
 بنی، زخمِ نیر کی نوہین، بسبب ایک رخسار ہونے کے، اور نوار کے زخم کی نصیحت،  
 بسبب ایک طاق سا کٹھل جانے کے۔ "زخم نے داد نہ دی نگر دل کی، یعنی، ذاتی نہ  
 کیا تک کو۔ "پرائشان، یعنی، یشاب، اور یہ لفظ نیر کے مناسب۔ حاصل یہ کہ نیر  
 نگر دل کی داد کیا دیتا۔ وہ تو خود ضیق مقام سے گھبرا کر پرائشان اور سراپہ  
 نکل گیا۔" (عود: ۱۲۱)

بہ 'دُسر د بھی حرفِ دہر افیعی نہ ہوا  
وہ سنگ مرے مرے بہ بھی راضی نہ ہوا  
گر نفسِ جہادہ سر مغولِ قصوی نہ ہوا  
کوش، منت کشر گبانگِ نسل نہ ہوا  
م نے چاہا تھا کہ مرجائیں سو وہ بھی نہ ہوا  
ساتواں ہے . حرفِ دہر عیسیٰ نہ ہوا

سبز خط سے ترا کا کلر سرکش نہ دیا  
میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے پہلوں  
دل، گرد گاہِ خیال سے و ساغر ہی سہی  
ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کہیں  
کس سے عروسیِ فست کی شکایت کیجے؟  
مر گیا صدقہ یک جہیز لب سے غالب

۸

۱۰

نشرِ شوق نے ہر ڈرے پہ اک دل باندھا  
جوہر آئینہ کو طوطیِ بسل باندھا  
عجزِ صمت نے طلیسِ دلِ سائل باندھا  
گرچہ دل کھول کے، تو با کو ابھی ساحل باندھا

جب، ہنسیِ سفر، یار نے محل باندھا  
اغلیٰ پیش نے بحیرہ نکدہ شوخی ناز  
پاس و اُستد نے یک عبرتِ مبدل مانگا  
۱۰ نہ بندھے سنگِ شوق کے حصوں، غالب

۹

۱۱

شب کے برقی سوزِ دل سے زہرہ ابر آتے تھے  
شعلہٴ آجواہ، ہر یک حلقہ گرداب، تھا گئے

۱. اللہ، ق، م، دہا (سوکاٹ)۔ ج ج میں ظاہر نہیں کیا کہ یہ حانیہ کی کا تیر ہے۔ اللہ، ق، م، ج، دہا، گندراک۔ (غالب کا یہ لہجہ عقیدہ تھا کہ والدِ فارسی اور اردو حرف نہیں ہے، اس لیے وہ والدِ فارسی اور اردو لفظوں کو فرق سے لکھتے تھے۔ میں نے اس میں فارسی و اردو لفظ میں ان کا امتزاج کیا ہے مگر آہد، الاملا، صج میں اس کا ذکر نہیں کیا)۔ ق، م، دہا کو پھر حال لکھا ہے، تاکہ دہا نہ پڑا جاسکے۔ اللہ، ق، م، دہا، (سوکاٹ)۔ ج، لاء، یہ جو (سوکاٹ)۔ ۲. اللہ، ق، م، دہا، مر گیا صدقہ آواز سے لم کی غالب۔ اللہ، ق، م، کی (سوکاٹ)۔ گلی، مطابق میں۔ ۳. مد کے علاوہ دہا۔ ۴. اللہ، ق، م، دہا، مد، اک، ق، م، لاء، اک۔ ۵. اللہ، ق، م، دہا، ہلے لنگی شوق سے حصوں جاے۔ صج، ج، لاء، ق، م، دہا، ق، م، لاء۔ ۱۱. یہ غزل ایک دو ٹوائے سے چھپ گئی ہے۔ اس کے پہلے تین شعر بیل غزل کے ہیں، ان کے بعد کے ۴ شعر اس کے حانییے میں اضافہ کیے گئے ہیں، ان کے بعد کا مطلع دوسری غزل کا ہے اور حنیہ شعر اس کے حانییے میں ڈھالے گئے ہیں۔ صج، ج نے یہ نہیں پایا کہ اس غزل کے نشان زدہ شعر ق کے حانییے میں مندرج ہیں، اور نہ یہ ذکر کیا کہ غالب نے گنجۂ منی کے اشعار کو بھی حانییے کے شعروں میں داخل کر لیا تھا۔ سو دے کو صاف کرائے وہی حانییے کے شعروں پر غرضی تعب دالی، تو ان دونوں کو خارج کر دیا۔ 'نہا' حانییے میں اس غزل کے اشعار ج، م، ۱۱، ۱۲ کو سب سے پہلے لکھ دیا ہے۔ ۱۲. اللہ، ق، م، دہا، گری، ہنش سے زہرہ دل آتے تھے، گلی، دہرہ لڑیں آتے۔ لاء، دہا، خارہ۔ صج، ج نے یہ نہیں پایا کہ متداول مطلع اس مطلع سے پہلے لکھا گیا ہے۔ م، گلی، مد، مر اک۔ م، مر اک۔

مک وں کرم کو طہر بارش تھا عکس مگرِ غرام  
 ۱۰ وں خود آرائی کو تھا موتی پروئے کا خیال  
 ۱۱ جوتہ گل نے کیا تھا وں چراغوں، آہو  
 ۱۲ وں سر پرشوں، بیخواب سے، تھا دیوارِ جو  
 ۱۳ وں نفس کرتا تھا روشن ضمیر بزمِ بیخودی  
 ۱۴ فرش سے ناعرش، وں طوہاں تھا موجِ رنگ کا  
 ۱۵ ناکہاں اس رنگ سے خوبا بہ ہکانے لگا  
 ۱۶ خ ناکہ دل میں، شب، اندازِ اثرِ ناباب تھا  
 ۱۷ مقدمِ سیلاب سے، دل کیا نشاط آگے ہے  
 ۱۸ نازشِ اہلِ خاکسٹر نشینی کیا کہوں؟  
 ۱۹ کچھ نکل اپنی جنوں فارسا نے، جودہ یار  
 ۲۰ آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھ سے؟  
 ۲۱ باد کر وہ دن کہ ہریک حلقہ تیرے دام کا  
 ۲۲ میں نے روکا راتِ غالب، کو وگرنہ دیکھنے

گرے سے بار پہنچا بالئ، کفِ سیلاب تھا  
 ۱۰ وں مجسوم اشک میں نگرِ نگہ ناباب تھا  
 ۱۱ وں رول میزگانِ چشم تر سے خونِ ناب تھا  
 ۱۲ وں وہ فرقِ ناز، عہدِ بالئدِ کتبواب تھا  
 ۱۳ جوتہ گل، وں باطِ صحبتِ احباب تھا  
 ۱۴ وں زمیں سے آسمان تک، سوختن کا باب تھا  
 ۱۵ دل کے ذوقِ کلاوشِ ناخن سے لذتِ باب تھا  
 ۱۶ تھا ہنسنے بزمِ وصلِ غم، گویندِ ناب تھا  
 ۱۷ خانہ عاشق، مگر، سازِ صدائے آب تھا  
 ۱۸ پہلے اندیشہ، وقفِ بسترِ سیلاب تھا  
 ۱۹ ذرہ ذرہ، روکشِ تحریکِ عذاب تھا  
 ۲۰ کل تک، تیرا ہی دل، میر و وفا کا باب تھا  
 ۲۱ انتظارِ صید میں اک دیدہِ بیخواب تھا  
 ۲۲ اُس کی سیلِ گریہ میں، گردوں کفِ سیلاب تھا

- ۱۔ اللہ ج، صاگیر (سورکاتب)۔ ۲۔ مد سے علاوہ اگر۔ ۳۔ لہ، گریا (سورکاتب)۔ ۴۔ بہ ج، اشک ہے (سورکاتب)۔  
 ۵۔ اُس غزل کے پورا دار شعر جانچنے کی ہے۔ ۶۔ اللہ گل، بواغ آب جو (سورکاتب)۔ ۷۔ اللہ مد، سرورِ شوق (سورکاتب)۔  
 ۸۔ اللہ ج، ع، مد، لہ، خورشید (سورکاتب)۔ ۹۔ ما میں اس شعر کے پہلے بدلہ ہے۔ ۱۰۔ بہ، ع، غم کو (سورکاتب)۔  
 ۱۱۔ تا میں یہ بیت اگلیے شعر کے بعد ہے۔ ۱۲۔ بہ، ع، مد، پہلوِ آفتاب۔ ۱۳۔ اللہ ج، لہ، اپنے (سورکاتب)۔ ۱۴۔ بہ، قد پیش  
 لڑیں تیرا۔ ۱۵۔ اللہ، قہ، ع، مر ایک، مد، ج، لہ، فراک۔ ۱۶۔ یہ شعر سب سے پہلے قہ میں نظر آتا ہے۔ ۱۷۔ اللہ قہ،  
 دیکھو (سورکاتب)۔ ۱۸۔ بہ، ج، لہ، اوس سے۔ ۱۹۔ لہ، گرد میں (سورکاتب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: بیوجہ بیخودی عیشِ مقدمِ سیلاب

کہ ناچنے میں پڑے سر بسر درد و دیوار



۱۰

خوگا، یک پیاباں ماندگی سے، ذوق کم میرا  
کھجوت نہیں چمن سے، لیکن اب یہ یدماغی ہے  
کھجوت موجہ رنار ہے، نقش قدم میرا  
کہ موج ہوئے گل سے، ناک میں آتا ہے دم میرا



۱۱

بچے نذرِ کرم، نغمہ ہے شرمِ نارسائی کا  
نہو، حسنِ تماشنا دوست، رسوا یوسفانی کا  
جنوں غلبہ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا  
بُھمر حد نظر ثابت ہے، دعویٰ پارسائی کا  
چراغِ خانہ آدریش ہو، کلمہ گدائی کا  
دعا، مانسہ خونِ بیکہ، حق آشنائی کا  
یسا، جس سے، تقاضا شکوہ یدستوبائی کا  
وہی اک بات ہے جویاں نفس، دل نکھتِ گل ہے  
چمن کا جلوہ، باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

۱۔ قصہ مدد، اک۔ ۲۔ قصہ قباد، ۴۔ ایک لب پر۔ فیج' ۵۔ (جائے پر)۔ ج۔ قصہ بد دعا، ۶۔ بہ، بہا، فیج۔ آتا ہے۔ ۷۔ حق، دم  
اپنا (سو کاتب)۔ ۸۔ یہ قول ایک دو غول سے چسی گئی ہے۔ اس کے اشعار ۹۔ دوسری نوائی، ۱۰۔ جانیے کا اور  
اپنی چلی گئی۔ ۱۱۔ بہ، بہ سے علاوہ، طلیحہ۔ ۱۲۔ قصہ خارو (سو کاتب)۔ ۱۳۔ قصہ، قصہ، بہ، جی، مدد، زکند۔ فیج، ۱۴۔ زکوة  
(سو کاتب)۔ ۱۵۔ قصہ، گب، قصہ، قال۔ ۱۶۔ قصہ، فار، دوس۔ ۱۷۔ ما، ایک۔ ۱۸۔ ما، بہ، قصہ، گھبت (عواس غفل)۔ ۱۹۔ بہ، مراب ج  
۲۰۔ یہ نہیں بتایا کہ یہ کس سے جانیے کا شعر ہے۔ بہ، قصہ، موی (سو کاتب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: رنجِ وہ کیوں کہنچے؟ واما ندگی کو عشق ہے

اُلہ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغِ نذر مجھے یدماغِ نبی خندہ حاسے بیجا کا

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: مان، نشاطِ آخرِ فصلِ بہاری، واد، واہ

پر ہوا ہے کارو، سوداے طرُحِ توان، مجھے

دعائے مرہونِ پیادہ، زنجیرِ رسوائی  
عدمِ تک، یوغا، چرچا ہے تیری یوغا کا  
تکے نامے کو اتنا طول، غالب، مختصر لکھ دے  
کہ حسرتِ سنج ہوں، عرضِ سنبھالے جدائی کا



۱۲

شب، غلارِ شوقِ ساقی رستمیز اندازہ تھا  
تا عیطرِ بادہ، صوفِ غنائے شہبازہ تھا  
ہک قدم وحشت ہے، دوسرے دفترِ امکان کھلا  
جانے، اجڑے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا  
مانعِ وحشتِ غرامیہاے الہی کون ہے؟  
خانہٴ مجنونِ صراگرد، بے دروازہ تھا  
پوچھ مت رسوائی اندازِ استغاثے حسن  
دستِ مرہونِ حسا، رخسارِ دہنِ غلارہ تھا  
تاکہ دل نے دیے، اور اقرارِ حسرتِ دل، یاد  
بادگارِ نالہ، ہک دیوانِ بے شیرازہ تھا



۱۳

وہ، مری چینِ تجبی ہے، غمِ نہاں سمجھا  
رازِ بکتوب، بے چہرے عنوانِ سمجھا  
ہک الف بیشِ نی، صیقلِ آئینہ منور  
چاکِ کرتا ہوں میں جب سے کہ گریبانِ سمجھا

۱۔ الف: بہ پتھر (سورکاب)۔ بہ: ہا، غوغا ہے۔ الف: میں بہ شعر نہیں ہے۔ ۲۔ الف: بہ: بہ: ہا، الف: کاغذ  
خزائن ہے، لیکن مختصر بہ ہے۔ بہ: ہا، کہ حسرت کش رہا۔ ۳۔ الف: بہ: ہا، الف: بیچ ہا رہا۔  
بہ: ہا، پتھر حسا۔ ۴۔ الف: بہ: ہا، بیچ توب آپ۔ الف: ہا، الف: ہا، بہ: ہا (سورکاب)۔  
۵۔ الف: بہ: ہا، بہ: ہا، بہ: ہا (سورکاب)۔ ۶۔ الف: بہ: ہا، بہ: ہا (سورکاب)۔

۱۔ بہ ملاحظہ ہو: نظر میں ہے عملی جاننے والا ہا، غالب

کہ بہ شیرازہ ہے عالم کے اجڑے پریستان کا

۲۔ اس شعر کی شرح خود میرزا صاحب نے اس طرح کی ہے: پہلے بہ سمجھا جاوے  
کہ آئینہ عبارتِ فولاد کے آئینے ہے ہے، ورنہ حلی آئینوں میں جوہر کہاں؟  
اور اُن کو صیقل کون کرتا ہے؟ فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہ  
پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اُس کو الف صیقل کہتے ہیں۔ جب بہ مقدمہ معلوم ہوا  
تو اب اس مفہوم کو سمجھو۔ مصرع: چاک کرتا ہوں میں، جب سے کہ گریبان (میں)

شرح اسباب گرفتاریِ خاطر مت پرچہ  
بدگمان نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ بخرام  
عجز سے اپنے پہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا  
سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحتِ طلبی  
نہا کر براں رمۂ ببار سے، دل، تا دمِ مرگ  
دل دیا جان کے، کروں، اُس کو وفادار، آء؟



کہ حانیہ ل

گلہ ہے شوق کو۔ دل میں بھی تنگی جا کا  
یہ جانتا ہوں کہ تو اور ہائیںِ مشکوب  
رخائے پائے کزواں ہے، بار اگر ہے یہی  
۱۔ قی میں یہ شعر مطلع سے پہلے اور قی میں اگلے ہر شعر کے بعد ہے۔ ۲۔ اللہ قی میں چلا۔ مرثیہ ج نے اس کا  
اظہار نہیں کیا۔ لفظ میں قیہ اس کا تذکرہ ہے۔ ۳۔ ہا۔ یعنی عطرہ۔ ۴۔ قی۔ اپنے میں۔ مگر مرثیہ ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔  
۵۔ قی اور قی میں یہ بیت غزل کے پہلے شعر کے بعد ہے۔ ۶۔ قی۔ چونکہ قصائد لفظی تیار ہوئے۔ اللہ قی نام لکھتے گئے۔  
۷۔ تنگی (سوکھ)۔ ۸۔ اللہ قی اور جواب لکھتے شوق۔ ۹۔ قی۔ چونکہ۔ مگر مرثیہ ج نے اللہ قی ظہر نہیں کیا۔  
۱۰۔ لفظ میں اس کا تذکرہ ہے۔ ۱۱۔ اللہ قیہ چلا۔ ۱۲۔ لفظ مگر ہے۔

(فی) سمجھا۔ یعنی، ابتدائے سنِ تمیز سے مشقِ جنوں ہے۔ ایک کلاؤ فن حاصل نہیں ہوا۔ آئینہ  
تمام صاف نہیں ہوگا۔ پس دمی ایک لکیرِ صیقل کی جو ہے، سو ہے۔ چاک کی صورت  
الف کی س ہوتی ہے، لہٰذا چاکرِ جیب، آئینہ جنوں میں سے ہے۔ (اردو سے نقل، لاہور: ۳۸)  
۱۔ غالب کی رائے میں یہ لفظ بہ کسرۃ گاف و فتحۃ رائے پہلے ہے۔ مگر اس کا محوی  
نقط بکسرۃ گاف و را ہے۔

۲۔ یہ غزل قی کے متن اور حاشیے کی ہے۔ نیز اس کے دو شعر گیلِ رخا میں بھی  
انتخاب کیے گئے ہیں۔ پھر قی میں تذکرہ ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ  
مداول دیوان کی ترتیب کے وقت میرزا صاحب نے قی اور قی دونوں کو سامنے رکھا تھا۔





قہ ۱۶

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفتِ منی عبادتِ برقی کی کرتا ہوں، لور افسوس حاصل کا  
بندر طرف ہے، ساقی، خارِ نشہ کاہی بھی جو تو نہ رہا ہے، تو میں نکہازہ ہوں ساحل کا



قہ ۱۷

لبِ خنک در تشنگی مُردگان کا زہارِ نیکدہ ہوں، دل آژردگان کا  
مہِ نابیدی، مہِ بدگمانی میں دل ہوں فریبِ وفا خورِ دگان کا



قہ ۱۸

آہنہ دیکھ، اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحبِ کو، دلِ ندبے پہ کتنا غرور تھا اگے  
قاصد کو، اپنے عاتق ہے، گردنِ نمربے اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا



قہ ۱۹

لطافت، بے کثافت، جلوہ پیدا کر نہیں سکتی چمن، رنگار ہے آہنہ ہمارِ چاری کا  
حریرِ جوشیرِ دریا نہیں، خوردزاریِ ساحل جہاں ساقِ مرتو، باطل ہے دعویٰ حوشبازی کا

۱۔ ب۔ یہ عبارت (سورکاتب)۔ ۲۔ الف۔ ی۔ پہلے: الفت کا ہی صا۔ طالب نے ایسے ظم سے دہا کر دی، بنایا ہے، مگر مراد: ح و ط نے اے ظاہر ہیں کیا۔ ۳۔ الف۔ م۔ گب: بیج، نہا، مرتو۔ ۴۔ ب۔ قہ ۱۶ کا کڑ: مان اس جملے میں تو۔ ۵۔ ج۔ د۔ یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۶۔ الف۔ ح۔ د۔ صا: حد کثافت (سورکاتب)۔ ۷۔ الف۔ قہ: بیج، م۔ حوشبازی۔

۱۔ تاہن ملاحظہ ہو: صفائے حیرت آہنہ ہے جامانہ رنگِ آخر  
نیرِ آہر بر جا ماندہ کا پاتا ہے رنگِ آخر



عقل، بوم، ناز، خودنرا ہے، ورنہ ہاں ہے شانہ صبا نہیں، طہرہ بگاہ کا  
 بزمِ قہج سے جیشِ تنہا ترکہ، کہ رنگ صبرِ زہدِ آج ہے، اس دانگاہ کا  
 کئے رحمت اگر قبول کرے، کیا بید ہے • شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا  
 مقل کو کس نشاط سے جانا ہوں میں کہ ہے • پُر گل، خیالِ زخم سے، دامن نگاہ کا  
 جاں، درِ مراے یکِ نگو گرم ہے، اند پروانہ، ہے وکیلِ رے دادخواہ کا •

از رشک کہا ہے کہ، اُس کاغیر سے اخلاص حیف، • عقل کہتی ہے کہ وہ پیر کس کا آشنا،  
 ذوقِ ذوق، ساغرِ مہمانہ تہرنگ ہے گردشِ جنوب، • چمکے ہاے بلا آشنا  
 شوق، ہے سامانِ نازِ نازشِ اربابِ عجز • ذوقِ صراستگاہ، و طہرہ دریا آشنا  
 کئے میں اور ایک آفت کا لکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے • غایت کا دشمن، اور آوارگی کا آشنا  
 شکوہ سنجِ رشکِ عہدِ بکر نہ رہنا چاہیے • میرا زانو ٹوٹا، اور آہٹ میرا آشنا  
 کوہ کی قضاوتِ یکِ بختِ شیریں تھا، • سگ سے سر مار کر، ہوئے نہ پیدا آشنا

۱۔ یہ دونوں شعر فی کا حلیے میں موجود ہیں، مگر مرتب ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ لط میں کہ یہ بات مذکور ہے۔  
 ۲۔ افسانہ، لبہ رحمت ہے کر۔ • افسانہ فی چلیے، لبہ گرم۔ لط میں سوا افسانہ عدول من اور عدول کوں کا منی نواز دید  
 ہے۔ • یہ فیاد ہوئے داد خواہ کا۔ • اس قول سے اظہار، • • • • • فی کا حلیے میں مندرج ہیں، مگر مرتب ج نے انہ  
 اظہار نہیں کیا۔ لط سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر ۲۲ کا حلیے میں استخراج ہوا ہے۔ • افسانہ فی قذکر، فیاد، • طراز  
 عد پرار (سوکاتب)۔ لبہ فیاد، لب، • • • • • افسانہ، • • • • • افسانہ فی بدنامی  
 شکوہ، سنجِ رشک م دیگر نہیں۔ • یہ بار پورا جام ہے، عیار، میرا آشنا۔ • موجودہ نظم سب سے چلیے لب میں نظر آتی ہے۔  
 ۱۱۔ یہ مد کر ہوئے (سوکاتب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: عجب نشاط سے جلاد کے چلیے میں م آئے

کہ اپنے سامنے سے، سر، پانو سے ہے دو قدم آئے

ہک ڈاڑھ زمیں میں پیکر، باغ کا  
بے ہے۔ کسے ہے طائفہ آشوبِ آگہی؟  
بلبل کے کاروبار پہ میں خندہ مارے گل  
نازہ نہیں ہے، فتنہ فکر میں مجھ سے  
سو بار بتر عشق سے آزاد م ہوئے  
بے خونِ دل ہے چشم میں، موجِ نگہ، غبار  
باغِ شگفتہ، خیرا باطرا، فضا، دل

ہاں جادہ ہیں ، قبلہ ہے لالے کے داغ کا  
 گونجا ہے حجرِ سوسلے نے خطِ آہِ باغ کا  
 کہنے ہیں جس کو عشقِ خلل ہے دماغ کا  
 زینا کی قدیم عوں ، ٹود رہا چراغ کا  
 پر کیا کریں ؟ کہ دل ہی تھو ہے فراغ کا  
 یہ تیکدہ ، خراب ہے تے کے سراغ کا  
 ابر ہمار ، تھکدہ کس کے دماغ کا ؟

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آسان ہونا  
 کر یہ چاہے ہے خراب مرے کشانے کی  
 "وایے دیوانگیر شوق" کہ ہر دم مجھ کو  
 جلوہ ازہی کہ ، قاضیے نگہ کرنا ہے

آدمی کو یہیں مُبتر نہیں انسان ہونا  
درو دیوار سے ہلکے سے یہاں ہونا  
آپ جانا اُدھر۔ اور آپ ہی حیران ہونا  
جو ہر آتہ یہ چاہے ہے مڑگن ہونا

۱۔ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر ابو نجر و حلیہ کی ہے۔ - احمد، حدائق - بدلیہ قیام، قدس ص ۱۱۰ - ۱۱۱  
 ۲۔ فیہ فیج، اندازے لگتی (سوکائب) - ب، مد، حوصلے (سوکائب) - ۳۔ احمد، م غلو - ب، مد، ج، مد، حوصلے -  
 ۴۔ احمد، مد غلا - ب، م غلو - مد، لڑائی (سوکائب) - ۵۔ ب، مد، می (بکسرۃ حاء) - ۶۔ احمد، فی چلے،  
 چشم چروی میں نگہ خیال - لطیفہ، غلو - ۷۔ احمد، قد قیام، حواصی - ۸۔ لطیفہ غلط ہے اس جگہ ہر اختلاف میں  
 لکھا ہے - ۹۔ احمد، قد، فیہ کائنات - ۱۰۔ مد میں ہی کاتب نے کائنات، می لکھا تھا - کاتب نے اپنے قلم سے کائنات، بدلاتا ہے -  
 ۱۱۔ ب، ما میں اس حد سے دستور سے مطابق دہائی ہے - مگر کاتب نے 'یل' سے کو محسوس ابو نجر کی مفعول لکھا ہے،  
 تاکہ اقتباس نہ ہو -

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: **میں کس قدر ہلاک فریب و قاصے گل؟**

پل کے کاروبار پہ ہیں خند، عامے گل



لے تو لوں سوئے میں اُس کے بانو کا بوسہ، مگر  
دل کو کم صرفہ و فاسخ ہے، کیا معلوم تھا ۔  
سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا  
گر نکاوِ کرمِ نسرمانی دہی نظیر ضبط  
"باغ میں بھی کوئی لیجا، ورنہ میرے حال پر  
وایں اگر میرا ترا انصاف عشر میں نہو  
فائدہ کیلئے سوچ، آخر تو بھی دانا ہے، اند

ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا کہ  
یعنی یہ پہلے ہی بتدویر امتحاں ہو جائے گا نفع  
بھی یہ، گوہا، اے زمانہ میراں ہو جائے گا ۔  
شعلہ خس میں جیسے، خوردگ میں ناں ہو جائے گا  
ہر گل تر، ایک چشمِ خوفشاں ہو جائے گا  
اب نیک تو یہ توقع ہے کہ وہاں ہو جائے گا کہ  
دوستی نادان کی ہے، جی کا زیباں ہو جائے گا

۲۵

فہ سلیقہ قد کا

ظرافت ہے، اس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا  
خطرِ جامی ہے، سراسر دشتِ گوسھر ہوا  
اعلیٰ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا  
غیر نے کی آہ، لیکن وہ خطا بھی پر ہوا کہ

۱۔ افسہ، قد اب قیاد بوسہ ہمارے ہوا۔ بیچ ۴۔ بوسا ہے ہوا۔ گل، حلق، منہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب نے گل کی  
تزیین سے وقتِ اصلاح کی، پھر متحول سے انتخاب سے وقتِ ق سے لحاظ دے کر بعد ازاں گل کی طرح کر دیا۔ ۲۔ یہ اند  
پاہو، اند بچا شوق سے سانس سے ہے، مگر مرب ح نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ۳۔ لہ میں اسے ق سے سانس کا میں  
بنایا۔ ۴۔ تا بہ ق میں دہا گیا تھا۔ مگر حمارے ق سے نسخے میں نقصان سے باعث پوری غزل مفقود ہو، اس لیے سرودش  
اس کا کیا حکایت ہے کہ یہ گل دھان میں موجود ہے۔ افسہ، لہ ہے دل میں۔ ۵۔ گل، ایک عالم۔ ۶۔ بیچ، ما  
دہا۔ ۷۔ بہ ق، مثل حوں مر دگ۔ ۸۔ لہ جیسے حوں مر دگ (سورکاب)۔ ۹۔ بہ ۴، بیچ، پور توقع۔ ۱۰۔ افسہ،  
قد ما لہ، بہ بیچ، سوچ۔ ۱۱۔ لہ، تو بھی ہے دانا۔ ۱۲۔ بہ ق، ق، جام ہاں بکسر۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے اپنی مرتب کردہ ایک درسی کتاب میں نقل کیا ہے، جو انتخاب

غالب کے نام سے عبدالرزاق حیدر آبادی نے حیدرآباد سے ۱۳۴۵ھ میں شائع کرتی ہے۔

۲۔ فاضل عبدالجلیل جنون بریلوی کو ۲۴ اگست ۱۸۶۴ء کو لکھا ہے: اس مقطع میں (نار)

دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا      آتشِ خاموش کے مانند ۔ گویا جل گیا  
دل میں خدقِ وصل و یارِ یار تک باقی نہیں      آگ اس گہر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا  
ع میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل، پارہا      میری تو آتشی سے بالیٰ تنقا جل گیا  
مک عرض کیجئے جوہرِ لذبتہ کی کرمی کہاں ؟      کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صبرا جل گیا  
مک دل نہیں، تجھ کو دکھاتا، ورنہ، داغوں کی بہار      اس چراغ کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا  
میں ہوں اور افسردگی کی آرزو، غالب کہ دل      دیکھ کر طرزِ نیکِ اہلِ دنیا جل گیا

گتھر بھری دبتے تر باد آیا      دل، جگر نقشہ فریاد آیا  
دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز      پھر رُخا وقتِ سفر باد آیا

۱۔ قصہ قد کا، اُن کی گو سوز دل ہے ۔ ۲۔ یہ اور اگلے ۲ شعر قد کے حاشیے کے ہیں، مگر مرتب  
ج نے اس کا اظہار نہیں کیا ۔ حال اظ میں یہ بات مذکور ہے ۔ ۳۔ یہ قد کا میں یہ شعر خلیع ہے پہلے ہے ۔  
۴۔ قصہ قد کا، گزل، دکھاؤں ۔ مگر مرتب ج اور حرف اظ نے اسے ظاہر میں کیا ۔ ۵۔ قصہ قد پہلے  
۶۔ اسے لکھتے اے افسردگی، اسے پکسی ۔ بعد ازاں اس پر ملا لاکھ کر حاشیے میں دوسرا خلیع ہم پہنایا ہے ۔ ۷۔ افسردگی  
آرزو (سوکتاب) ۔ ۸۔ قد پہلے، دل و انداز ۔

(غیہ) خیال ہے دقیق، مگر کوہِ کندن و کاہِ برآوردن، یعنی لطفِ زیادہ نہیں چھوڑے بکثرت  
میں بے اختیار ہے ۔ بقدرِ یکِ میزہ برمِ زدنِ ثبات و قرار ہے ۔ حیرت، ازالۂ حرکت  
کرتی ہے، خطرۂ ہے، افراطِ حیرت سے ٹکنا بھول گیا ۔ برابر برابر ہونہیں جو ہم  
کر رہ گئیں، تو یالے کا خطِ بصورت اُس ناگے کے بن گیا جس میں موتی پروئے  
ہوں، (خطوط ۱: ۱۲۵) ۔

سادگیہائے نساء، ہنسی پھر وہ نیورنگِ نظرِ باد آیا  
 غدرِ واماندگی اسے حسرتِ دل نالہ کرنا تھا، جگرِ باد آیا  
 زندگی برب بھی گردِ می جانی کجوب ترا راہِ گورِ باد آیا ؟  
 آہ اوہ حسراتِ فریاد کہاں دل سے تنگ آئے، جگرِ باد آیا  
 پھر ترے کوچے کو جانا ہے خیال دلِ کم کٹ، مگر باد آیا  
 کوئی درباری سے ویرانی ہے ا دشت کو دیکھ کے کھرِ باد آیا  
 کیا میں رضوان سے لڑائی ہوئی گھر ترا، خلد میں کر، باد آیا ؟  
 میں نے جنوں پہ لوکھن میں، آمد تنگ اٹھایا تھا کہ سرِ باد آیا

۲۸

فہ حاشیہ ۱ تا ۱۲

تو دوست کسی کا بھی، سنگر، نہوا تھا  
 ۱۔ چھوڑا، میرِ تختب کی طرح، دستِ قضا نے  
 توہینِ بالندۂ صفت ہے، ازل سے  
 آںکھوں میں ہے وہ نظروں کے گورِ نہوا تھا  
 جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدرِ بار کا عالم  
 میں مستطیرِ قضا عسیرِ نہوا تھا

۱۔ یہ باد نیورنگِ نظر (نکسرۃ اعلیٰ)۔ ۲۔ یہ قدرِ گول، بخارو۔ ۳۔ یہ شعر صہ ہے پہلے قہ میں نظر آتا ہے۔ ۴۔ اللہ اعلم یونہی۔  
 ۵۔ قہ میں مطلع ہے پہلے اور قہ میں اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۶۔ یہ قدرِ قہ، دل کے پردے میں۔ ۷۔ جہاں آئے۔ ۸۔ قہ میں یہ  
 بعد اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۹۔ یہ شعر قہ کے حاشیے کا ہے، مگر مرتب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ ۱۰۔ اللہ اعلم میں یہ بلند مذکور  
 ہے۔ ۱۱۔ اللہ اعلم کہہ۔ ۱۲۔ قہ، بیچ، جاتے ہے۔ ۱۳۔ قہ میں یہ شعر مطلع ہے پہلے ہے۔ ۱۴۔ یہ قدرِ قہ، قہ میں صبرا میں کہ۔  
 مگر ح اور اللہ میں اسے طائر نہیں کیا۔ ۱۵۔ یہ قدرِ قہ بخارو۔ ۱۶۔ یہ پہلے قہ میں دھایا گیا ہے۔ ۱۷۔ قہ میں یہ شعر کے بعد ہے۔  
 ۱۸۔ اللہ۔ ۱۹۔ قدرِ قہ، قہ، بیچ، بعد، مذکور۔ ۲۰۔ جہاں اللہ طہ جو (سوکاتب)۔ ۲۱۔ یہ قدرِ قہ، رابر۔ ۲۲۔ قہ میں یہ  
 بین اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے ہشت

میں قضا ہے، ولے اس قدر آباد نہیں

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ترے سرورِ قامت سے یک قدرِ آدم

قیامت کے قہ سے کو کم دیکھنے میں

مک میں مادہ دل آؤردگر بار سے خوش ہوں      یعنی سیر شوق مکتور ہوا تھا  
 لکھ لوبائے معاصی شُک آپ سے ہوا خطک      میرا سر دامن بھی ابھی تر ہوا تھا  
 جاری تھی، اند، داغِ جگر سے مری تحصیل      آفتکدہ، جاگیرِ مندر ہوا تھا



۱۰ حلیۃ قد قہ لب

لکھ عسریٰ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا      جس دل پہ ناز تھا بھیسے، وہ دل نہیں رہا  
 مک جانا ہوں داغِ حسرتِ حسی لے ہوئے      ہوں شمع کُشتہ، درِ خورِ عخل نہیں رہا  
 لکھ مرے کی اسے دلہ اور ہی تدبیر کر کہ میں      شاہانِ دست و خنجر قاتل نہیں رہا

۱۔ حلیۃ قد مرے۔      ۱۰۔ یہ اور دوسرے نشانِ زہ شعر حلیۃ قد ہے، مگر مرابح نے اس کا اظہار نہیں کیا۔  
 لفظ میں لبتہ پہ پختہ مذکور ہے۔      ۱۰۔ یہ قد قہ لب، خونِ شمع۔ مگر ج میں اسے ظہور نہیں کیا۔      ۱۰۔ یہ قد قہ لب  
 لائقِ توجہ۔ مگر ج اور لفظ میں اس کا اظہار نہیں ہوا۔      ۱۰۔ یہ لبتہ ۱۰ فیج کہہ گئی، مدح ج، لبتہ، ہزاروں، ہر قسم  
 یہ اور اگلا شعر دیکھیں، وہاں سے بعد ہے۔

۱۔ میرزا صاحب نے یہ شعر خواجہ غلام غوث خان بہادر پٹنہ کے ایک خط کے  
 شروع میں لکھا ہے، اور شعر لکھ کر کہتے ہیں: ”پیر و مرشد، خفا نہیں ہوا کرتے۔  
 یوں سنا، بھیسے بارو نہ آیا۔ یہاں تک تو میں، موردِ عتاب نہیں ہو سکتا۔“  
 (اردو سے نقل: ۲۸۸)

۲۔ نیز ملاحظہ ہو:      بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی  
 بہروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو

۳۔ میرزا صاحب نے ۲۴ ستمبر ۱۸۵۵ء کو جو خط حقیر کو لکھا ہے، اُس میں  
 فرماتے ہیں: ”افسوس ہے! تم کو میرے حال کی خبر نہیں۔ اگر دیکھو تو جانو۔  
 جس دل پہ ناز تھا بھیسے، وہ دل نہیں رہا۔“ (نادرۃ غالب: ۸۰)

و روئے شش جہت در آئینہ باز ہے      یہاں اعتبارِ ناقص و کامل نہیں رہا  
 واکردے ہیں شوق نے بندِ غلابِ حسن      غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا  
 گو میں رہا رہیں منہائے روزگار      لیکن تو سے خیال سے غافل نہیں رہا  
 دل سے ہوائے کشتِ وراثت گئی کہ واں      حاصل، سوائے حسرت حاصل نہیں رہا  
 بیدارِ عشق سے نہیں ٹوٹا، مگر آمد      جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا



۳۰ حلیۃ نہ کا

سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت بہ ہے      کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا  
 رخصتِ نالہ مجھے دے کہ آبادِ اظالم      تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا



۳۱ حلیۃ نہ کا

شب کہ وہ مجلسِ فروزِ خلوت ناموس تھا      رشتہ مر شمعِ اعلیٰ کھوٹِ فانوس تھا

۱۔ قصہ نہ، مر (سورکاب)۔ ۲۔ قصہ گن بد کیا ہے۔ بہ گن، غیر از نگاہ (سورکاب)۔ ۳۔ قصہ گن، ایسی حیرانہ (سورکاب)۔ ۴۔ قصہ نہ چلیے، اندازِ نالہ یہاں میں جب غم کو ہی اندہ۔ اس پر نہ ہوا کہ ہاں  
 حلیے میں لکھا ہے: یہاں عشق سے نہیں ٹوٹا ہوں، پر اندہ، فالو گئی میں ہی اس طرح ہے۔ مر تب ج نے نہ ہو عل اصلاح  
 بنا ہے اندہ نہ بہ صریح صریح ظن کیا، بلکہ اس کی جگہ متبادل متن کا صریح لکھ دیا، جو جب سے پہلے قصہ میں مندرج  
 ہوا تھا۔ اندہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حلیے میں جو صریح لکھا گیا ہے اس میں میں اندہ ہے۔ لیکن یہ بھی واقعے  
 کے خلاف اور اس لیے سو مرتب ہے۔ ۶۔ قصہ کیا، بد، مری قیمت (سورکاب)۔ ۷۔ بہ شعر نہ سے حلیے کا ہے، مگر مرتب  
 ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ۸۔ بہ نہ چلیے، شمع سے یک سار ہو پراں۔ غلاب نے اندہ فقرہ کے صریح سے شروع میں  
 روشہ مر، اور فقرہ اظالم کے اور ہمار کھوٹ لکھا ہے۔

۱۔ ہیرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں چوں کہا ہے (تکلیات فارسی: ۴۸۷) :  
 مر ذرہ۔ بحرِ جلوۂ حسنِ بگاہِ ایست      کوئی، طلسمِ شش جہت، آئینہ خانہ ایست



کہ شہر عاشق سے کہوں نک جو اگنی ہے حیا ۵ کس قدر، یارب، ہلاکتِ حسرتِ پاپوس تھا  
حاصلِ الفت لکھا جو شکستِ آرزو دل بدل پیوستہ، گویا، یک لہرِ افسوس تھا  
مجھ کیا کیوں چاری غم کی فراغت کا یساں؟ جو کہ کھایا خونِ دل ہے مستِ کعبوس تھا



حانیہ، قہ ۶

آمد، م وہ جنوںِ نچولان، گداے پسر و ماہی ۵ کہ ہے، سر پنجہ یزکانِ آہر، پشخار اپنا



حانیہ، قہ ۷

کہ دھکی میں سر گیا، جو نہ باہر کبیر تھا ۵ عشقِ کبیر پیشہ، طباکارِ مرد تھا  
تھا زندگی میں مرگ کا کھنکا لگا ہوا ۵ اُڑنے سے پیشہ بھی، مرا رنگہ درد تھا  
نائبِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں ۵ مجموعۂ تعبال ابھی فسرود فسرود تھا  
دل تا جگر، کہ ساحلِ دریاے خون ہے اب ۵ اس رہگزر میں، جلوۂ گل، آگے گرد تھا  
کہ جانی ہے کوئی کشمکش اندوہ عشق کی ۵ دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا

۱۔ یہ شعر قہ سے حاصل کیے گئے۔ مگر مرثیہ ج و لفظ نے اسے ظہور میں کیا۔ اللہ، قہ عاشق ہے۔ ۲۔ یہ حدائق  
لفظ ایک۔ ۳۔ اللہ، قہ، گل، پورچہ حد پاری۔ ۴۔ مرثیہ ج و لفظ نے اس کا اظہار میں کیا کہ یہ حانیہ قہ کا شعر ہے۔  
۵۔ ج میں یہ قول دونوں غزلوں سے دوسرے میں نظر آتی ہے جن کا کوئی م طرح شعر قہ میں نہیں، حالانکہ یہ قہ سے پہلے  
(دورِ ماہی) میں موجود ہے۔ ۶۔ اللہ، ج، مرث کا۔ ۷۔ اللہ، ج، رخ، نسخہ ہے۔ ۸۔ اللہ، ج، یہ آپ (سورگات)۔  
یہ قہ، آگے (سورگات)۔ ۹۔ اللہ، ج، جانی۔ یہ، گل، وہی دل میں۔

۱۔ میرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں یوں لکھا ہے: (کلیاتِ فارسی: ۴۲۹)

لالہ و گل درد از طرفِ مزارش پسِ مرگ ۵ تا چہا، در دلِ غالب، ہوسِ دوسے تو بودا

اجابہ چارہ سازی وحت ۶ کر کے  
 زندان میں ہیں۔ خیال، پیاپاں نمودر تھا  
 بہ لاشرے کفن، اندر خستہ جاں کی ہے<sup>۱</sup>  
 حق منقوت کرے عجب آزاد مرد تھا



Figure 1 consists of four bar charts showing the percentage of respondents for each age group (18-24, 25-34, 35-44, 45-54, 55-64, 65+) across four categories: Total, Male, Female, and Unknown. The y-axis represents the percentage of respondents, ranging from 0% to 100%.

| Age Group | Total (%) | Male (%) | Female (%) | Unknown (%) |
|-----------|-----------|----------|------------|-------------|
| 18-24     | 15        | 15       | 15         | 15          |
| 25-34     | 25        | 25       | 25         | 25          |
| 35-44     | 35        | 35       | 35         | 35          |
| 45-54     | 45        | 45       | 45         | 45          |
| 55-64     | 55        | 55       | 55         | 55          |
| 65+       | 65        | 65       | 65         | 65          |

عصرِ نیند ہے تو میں، تو اُمّائے راز کا  
 رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے  
 تو اور سوئے غیرِ نظرِ عامے بڑ بڑا  
 آصفیہ ہے خطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں  
 میں، بسکہ جوشِ بادِ ہے، شبِ بے اُجھل دے  
 کاوش کا دل کرے ہے قحطِ خاک، کہ ہے ہنوز  
 تارِ اچھ کاوشِ غیرِ مجراں ہوا، آہ،

یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا گنج  
 یہ وقت ہے شکستہ گہائے ساز کا غ  
 میں اور دُکھِ نری پژمردہ ہے راز کا گنج  
 طعمہ ہوں، ابک میں نصیرِ جانی گداز کا  
 ہر گوشہ بساط، ہے سرِ نیندِ ساز کا گنج  
 ناخن پہ فرض، اس کردِ بے نیاز کا  
 سینہ، کہ تھا دینِ کھسرا ہے راز کا گنج



دوست، غمخواری میں میری سہی فرما دیجئے گا؟ زخم کے پھرتے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہر چار بجے گا؟

[illegible]

۱- نیز ملاحظه فرمایید: عالم دینی نورنی کونی ظہیر نبی

ایک چکر کے سرے پر، رنجور تھی

م کہیں کے حالِ دل اور کپ فرماو گئے کیا؟  
 کوئی عہد کو یہ نو سجادو کے سمجھا رہے کیا  
 غنہ، میرے قل کرتے ہیں وہ اب لاو گئے کیا؟  
 یہ جونِ عشق کے اندازِ چھٹ چلو گئے کیا؟  
 میں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھر لو گئے کیا؟  
 م نے یہ مانا کہ دل میں رہے، گھبرا گئے کیا؟

مجھے ہے بازیِ حد سے گزری، بندہ پرور، کب تک  
 حضرتِ ناصح گر آویں، بندہ و دل فرسِ را،  
 آج دلِ نیک و کفِ بلندھے ہوئے جانا ہوں میں  
 ک کر کیا ناصح سے م کو بُد، ایسا، ہوں میں  
 کہ خانہ زادِ زلف ہیں، زعمیر سے ہا گئی کے کیوں؟  
 ہے اب اس، مسور سے میں، فطرِ غمِ آفت۔ آمد



حاشیہ نمبر ۱۰

دود کا حد سے گورنا، ہے دوا ہو جانا  
 نہا لکھا، بات کے بقیے ہی جدا ہو جانا  
 مٹ گیا، گھسنے میں، اس غنہ سے کا وا ہو جانا  
 اس فندِ دشمن، اربابِ وفا ہو جانا<sup>۱۰</sup>

مجھ عتبتِ خطرہ ہے، دریا میں لٹا ہو جانا  
 نجم سے، قسمت میں مری، صورتِ قتلِ اجد  
 دل ہوا، کشمکشِ چارہ رحمت میں، غلام  
 کچھ اب جفا سے ہیں میں، محروم م، اللہ افدا

۱۰ م میں یہ قول کا پہلا شعر ہے۔ اللہ، م م کے علاوہ گزری۔ ۱ اللہ ج، آہیں۔ فہ نہا م گئی، جو آویں۔  
 م گزری (سور کاتب)۔ گئی، دینا دلا (سور کاتب)۔ م، فدا سجادو۔ گئی، وہ۔ ۲ اللہ، فیج، بھگو بُد۔ ۳ اللہ، حد  
 عاودہ، م چاکے (سور کاتب)۔ م میں اس شعر ہے جیسے بن السطور میں، اللہ، لکھا ہے، جو سور کاتب مطوم ہوا ہے۔  
 م، ج گرفتارِ بلا (سور کاتب)۔ ۶ اللہ، حد کے علاوہ مسورہ، م فیج، مسور (سور کاتب)۔ م فہ نہا، م مہ  
 یج، گئی، ج، وہیں۔ ۷ م یہ قول ہے نہ اولیٰ وہ اللہ و م کے حاشیے میں موجود ہے، اور مراد ج نے اس ضمیمے کا  
 جسک میں ضمیمہ کیا ہے۔ پھر میں اپنے نسخے میں اسے انہوں غزلوں کے ساتھ جایا ہے جن کا کوئی صریح شعر نہ میں ہیں  
 ہے۔ م حاشیہ نمبر، قیل مدہ گذرنا۔ ۸ م، ہا، باب (سور کاتب)۔ ۹ اللہ، حاشیہ نمبر، رحمت (سور کاتب)۔ م حاشیہ نمبر  
 اور مد کے علاوہ عتدہ۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: واعصرنا کہ یار نے کھنچا سہ سے ہاتھ  
 م کو سر میں لڈتِ آزار دیکھ کر

حُف سے، گرہ، بُتدلِ غمِ سرورِ ہوا  
دل سے منہ تری انگشتِ حنائی کا خیال  
مے بھے، ابرِ جاری کا برس کر کھلنا  
گر نہیں نکلتی گل کو ترے کوچے کی موس  
بختے مے جلوۂ گل، ذوقِ غنائی، غالب  
ناکِ نغمہ پر کھلے اجازِ مراے صیف

ماورِ آسمان میں ہستی کا ہوا ہو جانا  
ہو گیا گونست سے ناخ کا جدا ہو جانا  
روتے روتے غمِ فرقت میں، فنا ہو جانا  
کیوں مے گردِ رو جولاں صا ہو جانا  
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا  
دیکھ رسات میں سبز آنسے کا ہو جانا



حانیہ

ساتھ کر مے زاد اس قدر جس داغِ رسول کا  
یاں کیا کیجیے، بداد کاو نہاے یزگان کا  
نہ آتی سطرِ قالی میں مانع میرے مالوں کو  
دکھاؤں گا غنائی، دی اگر فرصت زمانے نے  
کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ میرے جلوے نے  
مری تصویر میں مُضمر ہے، الذہورِ خراب کی

وہ الگ گشت مے م بخودوں کے طافِ فیضان کا  
کہ ہر یکِ خطہ خون، دانہ مے تسبیحِ مرجان کا  
لبا دانتوں میں جو نکلا، ہوا ربکہ تپستان کا  
مراہر داغِ دل، الگ نغم مے سرورِ چراغِ خاں کا  
کرے جو، پرتوِ خورشید، عالمِ شبنم کا  
نبولی رفتِ سخن کا ہے، سوزِ گرمِ دھواں کا

۱ بہ حانیہ ۱، جدا ہو جانا (سورکاتب)۔ ۲ الحمد للہ نرسہ۔ ۳ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۴ الحمد للہ، ہوا، جدا ہو جانا۔  
نکبت (طلحِ غرام)۔ ۵ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۶ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۷ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔  
۸ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۹ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۱۰ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۱۱ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔  
۱۲ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۱۳ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۱۴ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔ ۱۵ الحمد للہ، کیا (سورکاتب)۔

۱۔ یہ زمین نواب آلی بخش خاں معروف دہلوی (متوفی ۱۲۴۲ھ = ۱۸۶۲ء) کی مے جو  
غالب کے خسر تھے۔ ملاحظہ ہو دیوانِ معروف: ۷ و ۱۱

۲۔ مرثیہ در دھواں گرفتہ کے بعض میں اظہارِ عجز و اطاعت کرنا۔ نیز ملاحظہ ہو:  
مجموعِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یکِ افسان مے خوشی، ریشہ صد تپستان مے، خسِ بندگان مے

اُگا ہے گھر میں ہر سو سبز، ویرانی نمائش کر  
خوشی میں نہاں، خون گشتہ لاکھوں آرزوئیں، ہیں  
۷ ہنوز اک ہر نور نقشِ تنبیل ہمار بلق ہے  
کئی بیل میں غیر کی، آج آپ سوتے ہیں کہیں، رونہ  
کہ نہیں معلوم، کس کس کا لہو بلق ہوا ہوگا  
۸ نظر میں ہے ہماری، جادۂ رامِ فنا، غالب



حالیہ کا

میں ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا  
۱۰ نہ نچا دل چنگی سے مُدعا کیا؟  
نوازشاے بیجا دیکھنا ہوں  
میں نکاوِ بے مُحابا چاہتا ہوں  
۱۱ کہ فروغِ شعلۂ خس، بک نفس ہے  
نہ مرنا، تو جیسے کا مرا کیا؟  
کہاں نکلا اے سراپا ناز، کیا، کیا؟  
شکایتاے رنگیں کا گِلا کیا؟  
۱۲ نشاطاے تمسکین آزما کیا؟  
ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا؟

۱۔ افسانہ نگار، سوتے۔ ۲۔ قافیہ بہ شعر ہلکا ہے مگر دہیہ ہے چلیے۔ ۳۔ افسانہ نگار، حلقہ۔ ۴۔ قافیہ بہ شعر  
انتظار بہ ہے۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ نیز بہ قول حالیہ قافیہ میں پہلا طالب تحریر ہے۔ ۱۳۔ افسانہ نگار، قافیہ۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: بک قدم وحشت ہے، دوسرے دفتر امکاں کھلا

جادو، اجڑاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور، کب نکلا

م کہیں کے حالِ دل، اور آپ فرماؤں کے کیا؟

نفسِ موجِ عظیمِ بیخودی ہے      غافلہائے ساقی کا گِلا کیا؟ مجھ  
 دماغِ طغرِ پرامن نہیں ہے      غمِ آوارگیہائے صبا کیا؟  
 سُن، اے غارتگرِ جنسِ وفا، سُن      شکستِ قیصرِ دل کی مدا کیا؟  
 دلِ مرقطہ، ہے سازِ آنا البعد      ہم اُس کے ہیں، مملو پروہنا کیا؟  
 ٹھکانا کیا ہے؟ میں ضامن، اندر دیکھ      شہدائے نگہ کا غمِ بہا کیا؟  
 کیا کس نے جگہداری کا دھوی؟      شکستِ خاطرِ عاشقِ بھلا کیا؟  
 یہ، قاتل، وعدہ صبرِ آرماس کیوں؟      یہ، کافر، قتلِ طاقتِ رُبا کیا؟  
 بلائے جاں ہے، غالب، اُس کی مرہات      عبارتِ کیا، اشارتِ کیا، ادا کیا؟



آرما

میں اور بزمِ تم سے یوں قتلِ کلام آؤں ا      گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟  
 ۱۰ ہے ایک تیر، جس میں دونوں چہرے پرے ہیں      وہ دن گئے کہ اپنا، دل سے، جگر جدا تھا  
 دومانہ کی ہیں، غالب، کچھ بن پرے، نوجوانوں      جب رشتہ بے گم تھا، ناخنِ گم، کُٹھا تھا



آرما

گھر مملو، جو روتے ہیں تو، ویراں ہونا      بھر گم بھر نہونا، تو یہاں ہونا

- ۱۔ ق میں یہ بیت اگلیے شعر کے بند ہے۔ ۲۔ ق میں، کئی، بڑے پرامن۔ مار، صغرِ پرامن (بکسرۃ اعلیٰ)۔ ۳۔ یہ بیت قبلہ اور
- ما میں اگلیے دو شعروں کے بند اور م میں اگلیے ایک شعر کے بند ہے۔ ۴۔ م خالو، بیچ، دھواں، خالو۔ ۵۔ ق بند مکی،
- وحدہ۔ ۶۔ ق میں چار اعلیٰ لکھا ہے۔ ۷۔ یہ بیت قبلہ بیچ، م اشارتِ کیا، عبارت۔ ۸۔ ق بند آرما، لڑ جائیں۔
- ۹۔ یہ بیت بحرِ اکر۔

۱۔ نزل ملاحظہ ہو:

غالب، کچھ اپنی سی سے کہتا نہیں مجھ سے      خرمنِ جلے، اگر نہ ملے کھائے کشت کو  
 خوش رکھا؟ گوشت پر میرے اگر سوار اور تو سے      مسیحاؤں کٹھونڈے ہے ابھی سے برقِ خرمن کو  
 مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر      کرے نفس میں فراہمِ خسِ آشیان کے لیے

ج شکوہ دل کا گلہ کیا؟ یہ وہ کافر دل ہے کہ اگر تنگ نہوتا، تو پریشان ہوتا  
بدر بك عمر و آرم، بدار تو دیشا، بدارے کاش! رمنواں ہی درِ بدار کا دیواں ہوتا



ج ہونے لائیں، تو کچھ باعثِ تسخیر بھی تھا  
”نم سے بچا ہے، مجھے اپنی نیاں کا یگل  
”نو مجھے بھول گیا ہو، تو بنا بلادوں  
فید میں ہے، ترے وحشی کو، وہی زلف کی باد  
بجلی الہ کوہ گشتی آنکھوں کے آگے، تو کیا؟  
ج یوسف اُس کو کہوں، اور کچھ نکمے، خیر ہون  
دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کایا لہذا؟  
ج پیٹے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرعاد کو نام  
”م ہے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا، نہ سہی

آپ آنے ہے، مگر کوئی پتلا کیر بھی تھا  
اُس میں کچھ شائبہ غریبِ تقدیر بھی تھا  
کبھی یتراک میں میرے کوئی بچپن بھی تھا؟  
ہاں، کچھ الہ دُخیرِ گرانباریِ زنجیر بھی تھا  
بات کرنے، کہ میں لبِ قنفہ قرار بھی تھا  
گر جگر پیٹھے، تو میں لاتیِ نعرہ بھی تھا  
نالہ کرتا تھا، ولیے طالبِ تاثیر بھی تھا  
م میں آشفہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا  
آخر، اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا

- ۱۔ اللہ ج سے علاوہ گلا۔ ۲۔ بہ آرماء، تو یہاں (سورکاب)۔ ۳۔ اللہ ج سے علاوہ تمام لہجے، گلا۔ ۴۔ اللہ ج، کیا ہو (سورکاب)۔ ۵۔ بہ قد، نصیر۔ ۶۔ بہ قد، میں کاب سے مراد لکھ دیا تھا۔ طالب نے اپنے تم سے اچھے کائنات کر نیچے مرج لکھا ہے۔ ۷۔ بہ مد سے علاوہ، ظلم زلمیے، نظیر (سورکاب)۔ ۸۔ اللہ ج، پند۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو :

تیری وفا سے کیا ہو بلانی کہ دہر میں  
خسکی کا، نم سے کیا، شکوہ؟ کہ بہ

تیرے سوا بھی م یہ بہت سے ستم ہوئے  
شکھنڈے ہیں جرجر نیلی نام کے

ہکڑے جانے ہیں فرشتوں کے لکھے پر نامی  
آدی کوئی ہمارا دی غمرو بھی تھا، خ  
رہنے کے نہیں استاد نہیں ہو، غالب  
کہنے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا،



آخر ما

ذکر اُس پریش کا، اور پھر یہاں اپنا  
تھے وہ کیوں بہت پیسے بزمِ غیر میں؟ یارب  
منظر اک بگدی پر اور مہم بنا سکتے  
دے وہ جس قدر ذلت، مہم غنسی میں ٹالینگے  
دردِ دل لکھوں کب تک؟ جاؤں اُن کو دکھلا دوں  
کہنے کہنے مٹ جاتا، آپ نے عبت بدلا  
نا کرے نہ غازی، کر لیا ہے دشمن کو  
م کہاں کے دانا ہوئے؟ کس ہر میں بکنا ہوئے؟

بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا خ  
آج ہی ہوا منظور اُن کو انتہاں اپنا؟  
عرش سے اِدھر ہونا، کاشکے ا مکان اپنا  
بارے، آشنا نکلا، اُن کا پایاں، اپنا  
اُنکباں لنگر اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا خ  
نگرِ سجدہ سے ہرے، سگرِ آستان اپنا  
دوست کی شکایت میں، م نے، مریاں اپنا  
بے سبب ہوا، غالب، دشمن آسمان اپنا خ



آخر ما

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا  
اگر اور جیسے رہنے، یہی انتظار ہوتا خ  
نہ صدمے پر جیسے م، توبہ جان، جھوٹ جانا  
کہ خوشی سے مرہ جانے، اگر اعتبار ہوتا

۱۔ بہ صہ زما۔ ۲۔ بہ آخر ما، ہو گیا رقیب اپنا۔ ۳۔ صہ آخر ما، پہنچے۔ ۴۔ صہ آخر ما، خون کو دکھلائے۔  
۵۔ بہ آخر ما، ج، شک مجھے۔ ۶۔ بہ آخر ما، مریاں (سوکاب)۔ ۷۔ صہ آخر ما، وجہ۔ دیوانِ میرا، جاکاں۔  
جسارہ جاتے تھے میں اس سے قہیے زمانہ آسان اور جا کر لڑ رہے ہیں۔ بہ دیوانِ میرا، مرہ جاتا۔

۱۔ یہی مضمون غالب نے فارسی میں اس طرح لکھا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۹۶):

غالب، نغورد ہرج فریب، ار ہزار بار گنم: ہروزگار حضور جو من بہست  
۲۔ میرزا وحیم الدین بہادر خاں دہلوی، رانیوری نے اس غزل کی تخریص کی ہے،  
جو اُن کے دیوان: ۱۸۳، مطبوعہ شوال ۱۲۷۰ء (جولائی ۱۸۵۴ء) میں موجود ہے۔



کہیں تو نہ توڑ سکتا، اگر اُستوار ہوتا  
 یہ غلش کہاں سے ہوتی، جو جگر کے پار ہوتا؟  
 کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غمگسار ہوتا  
 جسے غم سمجھ دے ہو، یہ اگر شرار ہوتا  
 غمِ عشق کمر نہوتا، غمِ روزگار ہوتا<sup>۱۰</sup>  
 مجھے کیا بُرا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا  
 نہ کہیں جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا  
 جو دونوں کی ہو یہی ہوتی، تو کہیں دوچار ہوتا  
 مجھے م ولی سمجھئے، جو نہ بادِ خوار ہوتا<sup>۱۱</sup>

ناری ناز کی سے جانا کا بدعا تھا عہدِ بودا  
 کوئی میر سے دل سے پوچھے، نہ سے خبرِ نیکش کو  
 یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بیسے ہیں دوستِ ناصح؟  
 دگر سنگ سے بکنا وہ لو کہ پھر نہ تھسا  
 غم اگر پہ چل گئی ہے، یہ کہاں ہیں؟ کہ دل ہے  
 کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ غمِ پُری بلا ہے  
 ہوئے مر کے م جو رُسا ہوئے کیوں نہ فرقِ دریا  
 اُسے کون دیکھ سکتا، کہ بگاہے ہے وہ بکنا  
 یہ مسائلِ نصوص، یہ ترا بیان، غالب<sup>۱۲</sup>



آئینہ ما

ڈوبیا جھ کو ہونے لے، نہوتا میں، تو کیا ہوتا؟<sup>۱۰</sup>  
 نہوتا گرجا تن سے، نو زانو پر دھرا ہوتا  
 دھریک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا، تو کیا ہوتا؟<sup>۱۱</sup>

نہ تھا کچھ، تو خدا تھا، کچھ نہوتا، تو خدا ہوتا  
 ہوا جب غم سے یوں ہیں، تو غم کیاسر کے کیسے کا؟  
 ہوتی مدت کہ غالب مر گیا، پر یاد آتا ہے

۱۰ آئینہ ما، دیوان جید، مرے دل سے کوئی۔ ۱۱ آئینہ دیوان جید، کہیں کرے م۔ ۱۲ بہ ج مد، عراق۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو:

کم جاتے تھے م بھی غمِ عشق کو، پر اب

دیکھا، تو کم ہوئے یہ غمِ روزگار تھا

۲۔ مولانا حال نے لکھا ہے: "منا ہے کہ جس وقت یہ غزل مرزا نے بادشاہ کو

سنائی، تو بادشاہ نے قطعِ سکر کہا: "ہیں م تو جب بھی ایسا نہ سمجھئے۔"

مرزا نے کہا: "حنور تو اب بھی ایسا ہی سمجھئے ہیں۔ مگر یہ اس لیے ارشاد

ہوا ہے کہ میں اپنی ولایت پر مفروض نہ ہوجاؤں۔" (بادشاہِ غالب: ۱۴۰)۔

۱۰

بزمِ شادمانہ میں اشعار کا دفتر کھلا  
شبِ ہون، پھر اچھر دغستہ کا منظر کھلا  
گرچہ ہوں جوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟  
کو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو پاؤں اُس کا ہید  
ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال  
مُنہ نہ کھلے پر، ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں  
در پہ رہے کو کہا، اور کہے کیا پھر گیا  
کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا کُرول  
کیا ہوں غربت میں خوش، جب حو حوا دت کا یہ حال  
اُس کی آستین میں ہوں میں، میرے میرے کیوں کام بند؟

دکھو، بارب، یہ درِ گنجینہ گھر کھلا  
اس تکلف سے کہ کویا بندھے کا در کھلا  
آستین میں دُشت پہاں، حاتم میں نشتر کھلا  
پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا  
خُط کا اک در ہے، میری گور کے اندر، کھلا  
دلف سے ڈھکرِ نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا  
جتنے عرصے میں مرا لہسا ہوا بسز کھلا  
آج اُدھر میں کو رہے گا، دبدا اخر، کھلا  
نامہ لانا ہے وطن سے نامہرا کٹر کھلا  
واسطے جس شے کے، غالب، گنبدِ بے در کھلا

۱۱

”جنور سے باز آئے، پر باز آئی کیا؟  
دلالتِ دن گردش میں ہیں ساتِ آسمان

کہنے ہیں: ”م نجر کو منہ دکھلائی کیا؟“  
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گہراہی کیا؟“

۱۔ بہ اتم کتابِ نثر (روحِ انجیری لومارو کلکتہ)، پتلا نے کا گویا۔ ۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۰۰۔ بہ نہ، بہ جات۔

۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۲۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۳۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۴۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۵۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۶۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۷۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۸۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۰۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۱۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۲۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۳۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۴۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۵۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۶۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۷۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۸۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۹۹۔ بہ نہ، بہ جات۔ ۱۰۰۔ بہ نہ، بہ جات۔

۲۔ میرزا صاحب نے مثنیٰ نہیں بخش خیر کو ۳ اکتوبر ۱۸۵۱ء کو ایک خط لکھا تھا۔  
اُس میں فرماتے ہیں: یہاں بڑی بیماری پھیل رہی ہے۔۔۔ آج تک انجامِ بھر نہا۔  
اب لوگ مرنے لگے۔ ہوا میں سمبھت پیدا ہوگئی۔ یہ مجھے تو یوں رہے۔ بیت: (المی)

لاگ ہو، تو اس کو م صیہیں لگاؤ جب نہ کہہ ہی۔ تو دھوکا کھائیں کیا؟  
 حوالے کیوں نامہ پر کے ساتھ ساتھ؟ بلرب، اپنے خط کو م پہنچائیں کیا؟

۱۰۔ مچ پونچائی۔

(۹۹) رات دن گردش میں ہیں سات آسمان ہو رہے گا کہہ نہ کہہ، گہرائیں کیا؟  
 یہ ٹاک کا سرورثہ کیا بکڑا ۱۱، ( نادرانہ غالب: ۶۵ )

مرزا حاتم علی صبر کو ایک خط میں لکھا ہے: "میں نے کتابیں جا بجا بہ سطر پارسل  
 ارسال کی ہیں۔ اگر چہ پہنچنے کی خبر پائی ہے، مگر فوراً قبول اہی کریں سے تیرا آتی ہے:  
 رات دن گردش میں ہیں الخ۔ دیکھنا، یہاں، اس غزل کا مطلع کیا ہے ۱۰ اور اس کے  
 بعد مطلع اور مقطع اور اُن کے بیچ میں دو اور شعر لکھ کر فرماتے ہیں کہ "غزل  
 ناتمام ہے ۱۰۔" (عمرِ ہندی: ۱۱۲، اردو سے نقل: ۲۶۶ و خطوطِ غالب: ۱: ۲۱۱)۔

مرزا رجم یک، موصوفہ ساطعہ برهان، کو ایک طویل خط میں، جو "نامہ غالب" کے نام سے  
 الگ بھی شائع ہو چکا ہے، لکھتے ہیں: "گتہ چٹکا ہوں کہ نہ بھر کو مضامیرے کا  
 دماغ، نہ بھوم اسرارِ جسمانی و آلامِ روحانی سے فراغِ آگے جو مت پہن ہادی  
 تھی، اور غیب سے توفیقِ مددگاری تھی، تو ایسا یہ شعر آردو میر ہے وردِ زبان اور  
 اس حصار سے میں زمزمہ سنیر قتال رہتا تھا۔ شعر:

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان ہو رہے گا کہہ نہ کہہ، گہرائیں کیا؟  
 اب جو اصلاحِ حال و حصولِ مطالب سے دل مایوس ہے، تو طبعیت اسی غزل کی  
 اس بیت کے رُزم سے مایوس ہے۔ شعر:

عصر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ مر گئے پر، دیکھیے، دکھلائیں کیا  
 (عمر: ۱۱۷)

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے      آستانِ یاد سے اُٹھ جائیں کیا؟  
 عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ      مر گئے پر، دیکھے، دکھلائی کیا؟

۱۔ ح: ۱ (سورکاب)۔ ۲۔ افسانہ، نذرات، علی گڑھ یونیورسٹی، غالب نمبر، دیکھا کیسے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: اُس قلم خور کے در سے اب اُٹھنے نہیں، آمد

اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

۲۔ میرزا صاحب نے ۲۴ ستمبر ۱۸۵۵ء کو حقیر کو لکھا ہے: ”زندگی بری بھل

جس طرح بنی، کائی۔ اب فکر یہ ہے کہ دیکھوں، موت کیسی ہوتی ہے، اور ہمد موت

کے کیا درپیش آتا ہے۔ یت: عمر بھر دیکھا کیسے الخ۔ (نذرات، غالب: ۸۰)

جو دھری عبدالغفور سرور کو ایک خط میں لکھتے ہیں: ”میں تو اب روز و شب اس

فکر میں ہوں کہ زندگی تو یوں گزری۔ اب دیکھو، موت کیسی ہو۔ یت:

عمر بھر دیکھا کیا الخ میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسبِ حال ہے۔

(عردِ ہندی: ۳۲ و اردو سے معنی: ۱۳۹)۔

فرد بلگرامی کو لکھتے ہیں: ”شعر فارسی لکھنی یک قلم موقوف۔ اردو، سو اُس میں بھی

عبارت آرائی متروک۔ جو زبان پر آئے، وہ قلم سے نکلے۔ پانورکاب میں ہے، اور

خانہ باگ پر۔ کیا لکھوں اور کیا کروں؟ یہ شعر اپنا پڑھتا ہوں۔ یت: عمر بھر

دیکھا کیا الخ۔ (اردو سے معنی: ۴، طبع دسمبر ۱۹۰۷ء و خطوط، غالب: ۱۷۷)۔

صوفی منیری کو لکھتے ہیں: ”اکتھڑ برس کی عمر، پانوں سے اپاہج، کانوں سے ہرا۔ دن

رات پڑا رہتا ہوں۔ دو سطریں لکھیں، بدن تھرا، حرفِ سوچنے سے رہا۔ قوتی

ساقط۔ غذا قابل۔ بلکہ اقل۔ یت: عمر بھر دیکھا کیسے، الخ۔ (علی گڑھ یونیورسٹی،

غالب نمبر: ۹۸)۔

۷۔ پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟ کون بتلاؤ کہ مسم بتلائیں کیا

۱۔ شوکت بلگرامی نے رسالہ اُردو سے معلیٰ علی گڑھ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں لکھا ہے:

”میرے ایک بزرگ نے مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ میں ایک دفعہ مع چند احباب کے دہلی میں غالب کی ملاقات کر گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مرزا قوت مساعت سے بے جبرہ ہو چکے تھے، دواۓ قلم کاغذ ہر وقت سامنے رکھا رہتا تھا۔ اور جو حضرات ملے آنے تھے وہ اپنا مدعا لکھ کر پیش کرتے تھے۔ چنانچہ جس وقت م لوگ اُن کی خدمت میں پہنچے، تو حسبِ عادت اُنہوں نے دولت، قلم، کاغذ آکے بڑھا دیا اور فرمایا: ارشاد۔ میں نے لکھا کہ م لوگ آپ کا کلامِ بلاغت نظامِ آب کی زبانِ فیض ترجمان سے سُنا جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر فرمایا: میت اچھا، اور اس کے بعد ہسچاہیں کیا، دکھلائیں کیا۔ یہ غزل سُنانی شروع کی۔ اور جب یہ منقطع ہوا کہ۔ پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے الخ۔ تو فرمایا: ”کچھ سمجھے ہیں؟“ م نے اس خیال سے کہ جو م سمجھے ہیں اگر اُن کا ملنا نہ ہوا، تو بگڑ بیٹھیں گے، عرض کیا کہ ”مطلق نہیں سمجھے۔“ اس پر مسکرا کر فرمایا: ”حال نہیں سمجھے ہو گے۔ سو۔ ایک زمانہ ہوا جب وہاں گئے تھے۔ جاتے ہو کہاں عرض کیا: ”یہ۔“ کہنے لگے: ”اچھی وہیں اپنے عشوق کے پاس۔ مگر یہ اُس زمانے کا ذکر ہے جب م جینے تھے۔ اپنی جوان تھے۔ سر پر بال تھے، گہنی داڑھی، تپا ہوا سینا، ہرے ہرے بازو، چمٹی رنگ تھا۔ نگاہ اُٹھا کر دیکھتے، تو درودِ دیوار دھڑکے تھے۔ اُس وقت کے گئے گئے پھر کب گئے۔ اب جب کہ آنکھوں میں نور، دل میں سروں نہ رہا۔ مساعت میں فرق آگیا۔ کر جھک گئی۔ اب م کو اس ہنسیِ گدائی میں دیکھ کر: پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟“ ”کون بتلاؤ کہ م بتلائیں کیا۔“ اگر یہ واقعہ صحیح ہے، تو اس مطلب کی کینیت لطیفے کی سی ہونا چاہیے۔

۳ دردِ منتِ کثیرِ دوا نہوا میں نہ ایسا ہوا، برا نہوا  
جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ اے نکمہ نشا ہوا، گلا نہوا

۱۔ مرزا گلا۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: رنجِ نوبیدی جلاوید گوارا دھوا  
خوش ہوں، گر ناکہ زبونی کثیرِ ناکہ نہیں  
دیوارِ بلر منتِ مزدور سے ہے نسیم  
اے خاقانِ خراب، نہ احساں اُٹھائیے

اس غزل کے شائع مرزا حاتم علی مہر کو لکھا ہے: "میرا کلام میرے پاس کبھی کبھی نہیں رہا۔ نواب ضیاء الدین خاں اور نواب حسین مرزا جمع کر لیتے تھے۔ جو میں نے کہا، انہوں نے لکھ لیا۔ اُن دونوں کے گھر لٹ گئے۔ ہزاروں روپے کے کتابخانے برباد ہوئے۔ اب میں اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہوں۔ کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر، کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے، ایک غزل میری کہی سے لکھوا لایا۔ اُس نے وہ کالاف جو بھٹکو دکھایا، یقین سمجھنا کہ بھٹکو رونا آیا۔ غزل تم کو پہنچتا ہوں اور میلے میں اس کے اس خط کا جواب چاہتا ہوں۔ (اردو سے نقل: ۲۵۹: ۱ و خطوطِ غالب: ۱: ۲۰۶)۔

نیز یہ غزل قلعہ میں نہیں ہے، جو اگست ۱۸۵۲ء کے بعد کا مرتبہ ہے، اور گلستانِ سخن: ۲۸۲ میں اس کا ایک شعر انتخاب کیا گیا ہے، جو اپریل ۱۸۵۱ء سے قبل کی تالیف ہے۔ مزید برآں دیوانِ میرزا رحیم الدین بہادر حیا دہلوی: ۱۸۲ مطبوعہ جولائی ۱۸۵۱ء میں رزمِ دہلوی کی اسی زمین کی غزل کا نسخہ پایا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے میں اس غزل کو وسطِ ۱۸۵۲ء اور آغازِ ۱۸۵۱ء کے درمیان کی قرار دیتا ہوں۔

م کہاں قسمت آزمائے جائیں؟ تو ہی جب مختصر آزمائو  
 کتنے شیریں ہیں ہرے لبہ کہ رقبہ گلاب کہاں کے بے سرا ہوا  
 آج ہے غبر گرم اُن کے آنے کی آج ہی گہر میں پوریا ہوا  
 کیا وہ غرود کی خدائی تھی؟ بندگی میں مرا ہلا ہوا  
 جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یوں ہے کہ حق ادا ہوا  
 زخم گر دب گیا، لہو نہ تھا کام گر رُک گیا، روا ہوا  
 رمزی ہے کہ دلشانی ہے اے کے دل، دلشانی روانہ ہوا  
 کچھ تو دے دے کہ لوگ کہتے ہیں: آج غالب غزل سرا ہوا۔



۴

۴ در خورِ نیر و غضب، جب کوئی م سا، نہوا  
 بندگی میں ہیں وہ آزادہ و خود ہیں کہ م اُٹے پھر آئے، درِ حُکمہ اگر وا نہوا  
 سب کو مفلول ہے دعویٰ تری بکشتانی کا دو برو کوئی، بُستِ آئسہ سپا نہوا

۲۔ اردو سے مل ۲۵۹، پ ۲۵۰ - ۶ الف، قد مہ عود تھا - بچ تھا -

۱۔ میرزا صاحب نے ۲۲ رمضان ۱۲۷۰ء (۱۸ جون ۱۸۵۹ء) کے بعد، مگر اغلب یہ  
 ہے کہ ماہِ عبدالقصر کے اندر، مثنیٰ نبی بخش حقیر کو جو خط لکھا تھا، اُس میں  
 فرمایا ہے کہ یہ جو آپ نے لکھا کہ تیرے وہ اشعار کُئے جاتے ہیں، کہ جو کہیں  
 نہیں سنے تھے۔ حال یہ ہے کہ میر نے ان دنوں میں دو غزلیں لکھی ہیں۔ ایک تو  
 دریا نہوا، صحرا نہوا، سو وہ آپ کی پراس ہوج چکا: (ملذراتِ غالب: ۵۶)۔ اس  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے یہ غزل ۲۲ رمضان ۱۲۷۰ء (۱۸ جون  
 ۱۸۵۹ء) کے قریب کہی، اور اُس زمانے میں مثنیٰ نبی بخش کو بھیجی تھی۔

کم نہیں نازِ مناسِ چشمِ خرمات  
 سینے کا داغ ہے، وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا  
 نام کا میرے ہے، جو دکھ کے کسی کو غلا  
 ہر بُنِ مو سے، دمِ ذکر، نہ ہکے خواب  
 " فطریے میں دجلہ دکھائی دے، اور جہو میں کُکُل  
 نہیں خبرِ کرم کے غالب کے اُڑوں کے پُڑے

تیرا پیار، بُرا کیا ہے، اگر ایسا ہوا  
 خاکِ کارِ زق ہے، وہ ظہر کے دریا ہوا  
 کلم میں میرے ہے، جو حقہ کے برہا ہوا  
 حمزہ کا نصہ ہوا، عشق کا چرچا ہوا  
 کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدہ یسا ہوا  
 دیکھنے م بھی گئے تھے، یہ ٹانسا ہوا

## ب



حانیہ قہ ۶

دے بطریے کو دل و دستِ یثا، موجِ شراب  
 ساقِ ناک میں ہوتی ہے، ہوا، موجِ شراب گہ  
 سر سے گردنے پہ بھی ہے بالِ عا، موجِ شراب گہ  
 موجِ ہستی کو کرے، فیضِ ہوا، موجِ شراب گہ  
 موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب  
 دے ہے نسکیں، بدمِ آبِ بقا، موجِ شراب  
 شہپرِ رنگ سے ہے بالِ کشا، موجِ شراب

پھر ہوا وقت کے ہر بالِ کشا موجِ شراب  
 پرچہ سے وجہ یہ مستیِ اربابِ چمن  
 جو ہوا غرق ہے، بختِ رما رکھتا ہے  
 " ہے یہ برسات وہ موسم کے عجب کیا ہے، اگر  
 چار موج اُٹھتی ہے، طوفانِ طرب سے ہر سو:  
 جس قدر روحِ بانی ہے جگر نشہ ناز  
 بسکہ دوڑے ہے دگر ناک میں، خون ہو ہو کر

۱ الف: خدا مہ سپہ - ۲ الف: خدا وہ دکھ - ۳ الف: خدا وہ فتنہ - ۴ الف: ج: غروب (سورکاب) - ۵ الف:  
 خدا فخر - ۶ م: غزل: رہب لب الودھ - ج: باب الباد - ۷ الف: نول قہ سے حانیہ میں متوج ہے " مگر سرب ج  
 یے اس کا ذکر نہیں کیا - ۸ الف: اب: کیا ہے (سورکاب) - ۹ الف: حانیہ قہ: تھی یہ من بال (سورکاب) - ۱۰ الف: فتنہ -  
 خدا قہ: بجائے فتنہ - ۱۱ الف: حانیہ قہ: موج گل انوکھی (سورکاب) - ۱۲ الف: انوکھی - ۱۳ الف: م: اولکس میں - ۱۴ الف: خدا  
 بار (سورکاب)۔



موجہ گل سے چراغاں ہے، گرد گاہِ خیال  
 کتنے کے پردے ہیں مے عورتاں سے دماغ  
 کہ ابکِ علم بہ ہیں طوائفِ کعبۂ فصل  
 ' شرح مشکافہ حسن ہے: زہے اموسر گل  
 ہوش اُڑنے میں سرے جلوہ گل دبکے، اند  
 ہے تصور میں زبیں جلوہ نا، موجِ شراب  
 بسکہ رکھن ہے سر نشو و نما، موجِ شراب  
 موجہ سبزہ نوخیز سے تا موجِ شراب  
 رہبرِ خطرہ ہدیا ہے: خوشا! موجِ شراب  
 پھر ہوا وقت کہ ہر بال کشا، موجِ شراب "

## ت

۵۰

تہ حاشیہ نہ فا

تُ افسوس! کہ دنیا کا کیا رزقِ ظلم نے  
 مگر کانی ہے خالی، ترا چھلے کا دنیا  
 ' لکھنا ہوں، اند، سوزِ دل سے سخن گرم  
 جن لوگوں کی، تھی دوزخِ بدنگر، انگشت  
 حالِ عہسے دکھلا کے، بوقتِ سفر، انگشت  
 تار کہ نہ بکے، کوئی مرے حرف پر، انگشت

۵۱

تہ حاشیہ نہ فا

آندِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست  
 دودِ شمع کشتہ تھا شاید، خطرِ رخسارِ دوست

۱ بہ نہ جلوہ کا مریجا (سوکتاب)۔ ۲ ہلہ مد سے طارہ نہ - پرہ۔ ۳ بہ 'م' فو ہا (سوکتاب)۔ ۴ ہلہ نہ  
 نام میں۔ مگر مرتب ج نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ گرا 'بہ' لیا 'م' 'ج' ہے۔ ۵ بہ نہ طارہ۔ ۶ ہلہ نہ نہ گرا، شرح  
 کیفیت۔ مگر مرتب ج نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ بہ ج، ہے تصور میں زبیں جلوہ نما روح شراب (سوکتاب)۔ ۷ بہ  
 مراد وہاں اللہ اللہ اللہ اللہ - بچ باب اللہ۔ اللہ بچ دہال (سوکتاب)۔ ۸ گرا میں بہ نہر خلق ہے چلے ہے۔  
 بہ ج کے نمبرے (سوکتاب)۔ ۹ ہلہ ۲ بہ بچ گرا ۱۱۸ ج نری۔ بہ نہ بھوت (سوکتاب)۔ ۱۰ نہ دکھلا کے  
 (قدیم رسم خط)۔ ۱۱ ہلہ نہ نہ۔ ۱۲ ہم دنگر جلوہ ہے دم نکل زائر دوست۔

۱ - اس غزل کے مطلع کا دوسرا مصرع ق کا اور پہلا مصرع لور باقی شعر حاشیہ ق کے ہیں۔

اے دلِ ناعاقبتِ اندیش، ضبطِ شوق کر  
 خانہ ویراں سازیِ حیرت تمنا کیجیے  
 عشق میں دیدارِ رشکِ غیر نے مارا مجھے  
 چشمِ ماروِشن اکہ اُس یسودہ کا دل شاد ہے  
 ۵ غیر، یوں کرنا ہے میری پرستش اُس کے ہجر میں  
 ناکہ میں جانوں کہ ہے اس کی رسائی واپس نکلی  
 جب کہ میں کرنا ہوں اپنا شکوہ صغیرِ دماغ  
 چُپکے چُپکے مجھ کو روئے دیکھ پاتا ہے اگر  
 میرا بیہوش دشمن کی شکایت کیجیے  
 ۱۰ یہ غزل اپنی، مجھے جس سے پسند آتی ہے آپ

۲۔ لبِ عشق نے (سورکاب)۔ ۱۰۔ قہ قہ، مدد ق۔ ۱۱۔ ج، لہ، پرستش مجھ سے اوس کے  
 ہجر میں۔ ۶۔ لب، لبہ، اوس کی۔ ۱۰۔ ج، پسند آتی۔ لہ، پسند آتی۔ لب، اب۔ فدا،  
 آتی ہے اب (میر)۔ سورکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو :  
 نظارہ کیا حرف ہو اُس مقررِ حسن کا  
 جوشِ بہارِ جلوے کو جس کے نقاب ہے  
 نظارے نے بھی کام کیا واپس نقاب کا  
 مٹی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی  
 ناکامیور نگاہ ہے برقیِ نظارہ سوز  
 تو وہ نہیں کہ ہم کو تمنا کرے کوئی



حلیہ ذ. ۵۲

۱۔ رہا گر کوئی تا قیامت سلامت  
۲۔ جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب  
۳۔ کلی التَّغْصَمِ دُخْنِ شَہِدِ وِفا ہوں  
۴۔ نہیں گر سر و برگِ اندازِ معنی  
۵۔ بھراکِ روزِ مرغا ہے، حضرت سلامت  
۶۔ لکھے ہے: خداوندِ نعمت سلامت  
۷۔ مبارک! مبارک! سلامت سلامت!  
۸۔ تمنا ہے نیرنگِ صورت سلامت!



ب

۱۔ مندگنی، کھولنے میں کھولے، آنکھیں، غالب  
۲۔ بل لائے مری ہاں پہ اے، پر کس وقت!

## ج



حلیہ ذ. ۵۴

۱۔ گلشن میں بندوبستِ برنگِ دگر ہے آج  
۲۔ کہ آتا ہے ایک بارۂ دلِ مرغان کے ساتھ  
۳۔ کہ اے عافیت، کنارہ کر، اے انتظام، چل  
۴۔ قسری کا طوق، خلفۂ بیرونِ در ہے آج  
۵۔ تارِ تفسِ گنبدِ شکارِ اثر ہے آج  
۶۔ سیلابِ گریہ، درختِ دیوار و در ہے آج

۱۔ بہ قیہ برک - ۲، مرغا ہے (سورکاب)۔ ۲۔ افسہ - ۳، خونابہ - ۴، خونابہ - ۵، ج، خونابہ (مر ۵ سورکاب)۔  
۶۔ افسہ ذہ - ۷، سوئے سنی - ۸۔ بہ، جا، ہاں پر - ۹، ۱۰، عنوانِ ربوبِ الہم القصد المازہ - ۱۱، بہ، باب الہم - ۱۲، افسہ ذہ  
۱۳، بہ، ج، افسہ - ۱۴، اے انتظار (سورکاب) - ۱۵، بہ ذہ - ۱۶، دھن دیوار - ۱۷، بہ، دیوار تو (سورکاب) - ۱۸، بہ  
۱۹، نہرا کی پت کے بند ہے

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: مندگنی کھولنے میں کھولے آنکھیں، ہے ہے!

خوب وقت آئے تم اس عاشقِ بہار کے پاس



لو، ہم مریضِ عشق کے بہارِ دلور ہیں اچھا اگر ہو، تو سچا کا کیا علاج خ

## ج



نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ  
کمالِ گریِ سحرِ نلاشِ دیدِ پیوچھ  
نہیے جانے راحت ہے انتظار، اے دل  
نری طرف ہے بحیرت، غلارۂ زوگر  
بہ نیمِ غم، ادا کر حقِ ودیعتِ ناز  
مرے قح میں ہے صباے آتشِ بہاں  
اگر شرابِ نبی، انتظارِ ساغر کھینچ  
برنگِ خار، مرے آئینے سے جوہر کھینچ  
کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ؟  
بکوریِ دل و چشمِ رقیب، ساغر کھینچ  
یہاں بردۂ زخیرِ جگر سے خنجر کھینچ  
بروئے سُفرۂ کبابِ دلِ سمندر کھینچ

۱۔ افسانہ، نورم (سوکاتب)۔ ۲۔ ہوان، جیم الفارسی۔ ۳۔ باب جیم فارس۔ ۴۔ افسانہ، موندہ خاندو۔ ۵۔ صحت  
نہایت، م۔ الفان (موندہ سوکاتب)۔ ۶۔ افسانہ، قد تلاشِ حلوہ۔ ۷۔ افسانہ، قداب، آئینہ، جیم آئینہ۔ ۸۔ ب۔ ب۔ ب۔  
۹۔ م۔ بیج، قداب، جیم، افسانہ۔ ۱۰۔ نازِ بستر (سوکاتب)۔ ۱۱۔ ج میں بہ بیت اگلے شعر سے بند ہے۔ ۱۲۔ غلباً تو  
کی قریب انتظار ہیں جیسی تھی۔

۱۔ بہ غزل قافیا میں موجود نہیں، مگر متعلقہ ورق کم ہو جانے کے باعث سوائے لفظ 'نفس' کے جو رکاب ہے، اور کچھ بات نہیں رہا۔



ق. ۶

بارے، آرام سے ہیں اعلیٰ جدا، میرے بعد  
 ہوئی معزولہ انداز و ادا، میرے بعد  
 شعلہ عشق سبہ پوش ہوا، میرے بعد  
 ان کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا، میرے بعد  
 نگہِ ناز سے سرمے سے خفا، میرے بعد  
 جاگ ہوتا ہے گیریاں سے جدا، میرے بعد  
 ہے سُکھ لیا ساقی میں صلا، میرے بعد  
 کہ کرے تعزیرِ مہر و وفا، میرے بعد  
 کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد؟

میں حسن، غم سے کی کشا کشر سے چھتا میرے بعد  
 میں نصیبِ شیفگی کے، صکونی، قابلِ زحما  
 میں شمعِ بُجھتی ہے، تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے  
 تِخوں سے دل خاک میں احوالِ بیاں پر، ہنسی  
 درخورِ عرض نہیں، جو ہر بیداد صکو، جا  
 ہے جنوں، اعلیٰ جنوں کے لیے، آغوشِ وداع  
 تِخا کون ہوتا ہے حریفِ ہے، مردانگہ عشق  
 غم سے مرنے والوں، کہ اتنا نہیں دیا میں کوئی  
 کہ آئے ہے بیکسور عشق پہ رونا، غالب

۱، ۲، عنوان وہب الہال مہلہ - ج، ہلب الہال - یہ ج، طرے (سورکاب) - ۳، قصہ، لب بھری - اس - ق، ف  
 دھواں - ۴، م نالود - یہ ج، لون - لب لون سے تاجن (سورکاب) - ۵، ج لہ بہ صلا (سورکاب) - ۶، یہ قبہ  
 کر کرے (سورکاب) - ۷، قصہ، قبہ، آئے - ۸، کہ کاب نے ہر اس طرح لکھا تھا - غالب نے اس کا مزہ اور  
 شوق چیل دیا ہے - یہ ق، ق، گ، ق، ق -

۱ - خواجہ سال مرحوم نے یادگارِ غالب (ص ۱۳۱) میں لکھا ہے کہ اس شعر کے ظاہری

معنی یہ ہیں کہ جب سے میں مر گیا ہوں، ہے، مردانگہ عشق کا ساقی یعنی معشوق بار بار  
 صلا دیتا ہے، یعنی لوگوں کو شرابِ عشق کی طرف بلاتا ہے - مطلب یہ کہ میرے بعد  
 شرابِ عشق کا کوئی خریدلو نہیں رہا، اس لیے اُس کو بار بار صلا دینے کی ضرورت  
 ہوتی ہے - مگر زیادہ غور کرنے کے بعد جیسا کہ میرزا خود بیان کیا کرتے تھے (۱۸)



بلا ہے، ہیں جو بہ پیش نظر در و دیوار  
 دُورِ اُنک نے کانائے کا کیا یہ رنگ  
 نہیں ہے سایہ، کہ سُبحِ کبھی تھیں جلو  
 مرق ہے کس قدر اِزائی تے جلوہ  
 جو ہے تھیں سر سوداے انتظار، تو آ  
 مجھم کرہ کا سلطان کب کیا میں نے  
 وہ آغا مرے محلے میں، تو سایے سے  
 نگاہِ شوق کو ہیں ہال و پر، در و دیوار  
 کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار  
 گئے ہیں چند قدمِ پیشتر، در و دیوار  
 کہ مست ہے مرے کوچے میں، در و دیوار  
 کہ ہیں دُکانِ شاعرِ نظر، در و دیوار  
 کہ گر پڑے نہ مرے ہاتھ پر، در و دیوار  
 ہوئے خدا در و دیوار پر، در و دیوار

۱۔ م، عوانہ و علف ازل الہیہ، ج، باب ازل۔ اہمہ غیبہ، م، ج، لفظ، جو بہ۔ عہ بہ جو۔ ۲۔ اہمہ ق، ق، عوانہ  
 اُنک۔ اہمہ، م، اہمہ، م، ج، کائنہ۔ ۳۔ اہمہ ق، ق، کیا ہے کوئی ہے، جلوہ کس قدر ازل۔ بہ غیبہ اہمہ، م  
 کرہ۔ ۴۔ اہمہ خدا، م، تھیں (سور کاتب)۔ ۵۔ اہمہ، عہ، م، سایے۔ بہ گہ خدا ہوئے۔

(غیبہ) اس میں ایک نہایت لطیف معنی پیدا ہونے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ پہلا مصرع می  
 ساقی کی سلا کے الفاظ ہیں۔ اور اس مصرع کو وہ مکرر پڑھ رہا ہے۔ ایک دفعہ بلائے  
 کے لہجے میں پڑھا ہے: "کون ہوتا ہے حریفِ ہے" مردانگیِ عشق، یعنی کوئی ہے جو  
 ہے "مردانگیِ عشق کا حریف ہو؟ پھر جب اس آواز پر کوئی نہیں آتا، تو اسی مصرع کو  
 مایوس کے لہجے میں مکرر پڑھا ہے: "کون ہوتا ہے حریفِ ہے" مردانگیِ عشق،  
 یعنی کوئی نہیں ہوتا۔ اس میں لہجے اور طرزِ ادا کو بہت دخل ہے۔ کسی کو  
 بلائے کا لہجہ اور ہے، اور مایوس سے چپکے چپکے کہنے کا اور انداز ہے۔  
 جب اس طرح مصرعِ مذکور کی تکرار کر کے فوراً یہ معنی ذہن نشین ہو جائیں گے۔

نظر میں کھینکے ہے، یہ بدست، گھر کی آبادی  
 بوجھ بیخودی عشرِ تقدم سیلاب  
 نہ کہ کسی سے کہ، غالب، نہی زمانے میں  
 ہمیشہ رونے میں م، دیکھ کر در و دیوار  
 کہ ناچنے میں پڑے سرسبز، در و دیوار  
 حریفِ رازِ نجات، مگر در و دیوار



۵۹

لڑنا ہے مرا دل، زحمتِ میرِ درخشاں پر  
 گئے چھوڑی حضرتِ یوسف نے ہاں بھی عائدِ آرائی  
 فنا تسلیمِ درسِ بیخودی ہوں اُس زمانے سے  
 غ فراغت کس قدر مضیج ہے، تشریفِ مرہم سے ا  
 نہیں اظہرِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا  
 گئے جیسے ابہ دیکھ کر ابرِ شفقِ آلودہ، یاد آیا  
 بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا  
 گئے غلامِ ناصح سے، غالب، کیا ہوا اگر اُس نے شدت کی  
 میں ہوں وہ فطرۃ شبنم کہ ہو خاطرِ بیاباں پر  
 سفیدی دیدہ بقوب کی پھرتی ہے زنداں پر  
 کہ مجنوںِ لام الف، لکھنا تھا دیوارِ دبستان پر  
 ہم گر صلح کرنے پار، عاصی دلِ تنگداں پر  
 کہ پشتِ چشم سے جس کے سنوے مہرِ خنواں پر  
 کہ فرقت میں تری، آتشِ یوسنی نہیں گستاں پر  
 قیامت الہ، ہوا سے تُند، ہے حالِ شیداں پر  
 مٹا رہی تو، آخر، زور چٹا ہے یگریاں پر

۱۔ قد قامی یہ بیت اگلے شعر سے بند ہے۔ لفظ میں سوا لکم دیا ہے کہ وقت انتخاب اس شعر کو حذف کر دیا گیا۔  
 ۲۔ الفہ قد، قد، الفہ، ہا، ما، یح، مہ، کمر۔ کہ میں ہی یونہی لکھا گیا تھا۔ غالب نے بھول کر اصلاح کر دی ہے۔ یہ  
 قد مہ، یح، ہما، ہ۔ الفہ قد، قد، گئی۔ نہیں بد ویجا سے تنگ، ما، گستاں پر۔ یہ نے ایسے ہاں خود لڑائی (سوکاتب)۔  
 مہ، گئی، پوری ہے۔ ۶۔ الفہ، قد، مہ، زمانہ۔ مہ، قد، دیوان (سوکاتب)۔ ۷۔ مہ، قد، ۲، یح، پڑھائی۔ ۸۔ الفہ  
 ۲۔ آپ۔ یح، آپ (مرد سوکاتب)۔ مہ، گئی، قد، پستی ہے۔ ۲۔ پڑی، ما، پستی (مرد سوکاتب)۔ ۱۰۔ الفہ  
 قد، پروازِ ناز، شوقِ ہاں۔ ۲۔ ناز (سوکاتب)۔ ۱۱۔ الفہ قد، قد، گئی۔ اند، اے سے اصل، عربہ، یہاں سے ناصح سے  
 (نکر کو میں سوا لے رہا ہے)۔ مہ، قد، قد، گئی، کہ آخر یکسر کا۔

۱۔ میرزا صاحب نے اس خیال کو فارسی میں یوں ظلم کیا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۶۷)  
 کفرِ خاکیم، از ما برنیزد جز عیارِ آنجا  
 فزون از ہر صری نبوی قیامت، خاکسارانِ را





جسٹا ہوں، اپنی طلاق دیدار دیکھ کر  
سرگرم نالہ ہائے درد بار دیکھ کر  
رُکناہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر  
مرتا ہوں، اُس کے عاتق میں غوار دیکھ کر  
لڑے سے موجئے، تری رفتار دیکھ کر  
م کو حیرتِ لذتِ آزار دیکھ کر  
لیکن عیارِ طبعِ غریباز دیکھ کر  
ٹھہرو چلے ہے، راہ کو ہول دیکھ کر  
جی خوش ہوا ہے، راہ کو بُرخار دیکھ کر  
طوطی کا عکس سجھے ہے، رنگار دیکھ کر

کیوں جل گیا نہ، تابِ رخِ بار دیکھ کر  
آتشِ بدست کہنے میں اہل جہاں مجھے  
کا آروے عشق، جہاں عالم ہو جفا  
آتا ہے میرے قل کو، پر جوشِ رشک سے  
تابت ہوا ہے گردنِ مضا پہ خونِ خلق  
وا حسرتا کہ بار نے کونجا سہ سے عاتق  
یک جلتے ہیں م آبِ مناجحِ حق کے ساتھ  
رُتارِ باندہ، سُبْحۃ صد دانہ نورِ ڈال  
ان آہوں سے بانو کے گہرا گیا تھا میں  
کجا بدگماں ہے مجھ سے اک آہنیے میں مرے

۲۔ ب۔ ج۔ نالہ ہے۔ ۱۔ اب۔ لب۔ پر (سو کتاب)۔ ۲۔ اب۔ ۳۔ م۔ اب (سو کتاب)۔ ۱۰۔ اللہ مد سے علاوہ آہا

۱۔ نیز ملاحظہ ہو دیکھا قسمت کہ آپ اپنے یہ رشک آجائے ہے  
میں اُسے دیکھوں، ہلاک مجھ سے دیکھا جائے ہے

دیوانِ شبستہ (ورق ۱۸ ب) میں، جو ۱۲۷۷ھ (۱۸۳۱-۳۲ ع) کا نوشتہ ہے،  
اس طرح کی غزل موجود ہے۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ غزل  
۱۸۳۱ ع سے قبل لکھی گئی تھی۔

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: اب جفا سے بھی میں محروم ہوں، اللہ اللہ!

اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا!

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، ہوتا کاشکے!

اس قدر ظوقِ نوائے مرغِ ہستان ہے

گرفت نہیں مہرے برقِ نعلی نہ طور پر دہیے ہیں بادہ، ظرفِ فتحِ خوار دیکھ کر  
سر پہوڑنا وہ، غالب شہسوربدہ حال کا باد آگیا بھیجے، زری دیوار دیکھ کر



آئینہ

گھر جب بنایا تو سے در پر، کہے بنیر جانے کا اب بھی تو نہ مرا گھر کہے بنیر  
کہتے ہیں، جب دھن نہ بھیجے طاقتِ حق جانوں کسی کے دل کی میں کیونکر، کہے بنیر  
کام اُس سے آڑا ہے کہ جس کا جہان میں لبوے نہ کوئی نام، سنگو کہے بنیر  
جی میں ہی کچھ نہیں ہے عمارت، وگرنہ مہر جاے بنا رہے، زہیں پر کہے بنیر  
چھوڑوں گا میں نہ اُس بتِ کافر کا بوجھا چھوڑے نہ خلقِ گو، بھیجے کافر کہے بنیر  
منصف ہے ناز و غمزدہ، ولے گفتگو میں کام چلتا نہیں ہے، دُشہ و خنجر کہے بنیر  
ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو بتی نہیں ہے، بادہ و ماعسر کہے بنیر  
”ہرا جوں میں، تو چاہیے دونا ہو انصاف سُنا نہیں ہوں بات، مکرر کہے بنیر  
غالب، نکر حضور میں تو بار بار عرض ظاہر ہے تمہا حال سب اُن پر، کہے بنیر



تج

ہے بسکہ ہر اُن کے اشارے میں، اُنہاں اور کرتے ہیں محبت، تو گردنا ہے گسلاں اور  
یاد وہ نہ سمجھتے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات دے اور دل اُن کو، جو دے ہم کو زبان اور

۱۔ قصہ مددگری (سورکاب)۔ ۲۔ بہ آئینہ، مددگری۔ ۳۔ قصہ مددگری، کو قصہ بکریہ ۱۰۰، لکھا ہے۔ ۴۔ بہ مدد  
دیں (سورکاب)۔ ۵۔ قصہ آئینہ، مرشد ہے (سورکاب)۔ ۱۱۔ بہ آئینہ، حال تو۔ ۱۲۔ بہ مدد گسلاں (سورکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: مرگیا پھول کے سر غالبِ وحشی، ہے ہے ا

یہاں اُس کا وہ آکر زری دیوار کے پاس

۲۔ میرزا صاحب نے اس غزل کے سات شعر (۱۱۰۹-۵۰۳ کو چھوڑ کر) دو غزلیں (۱۱۱)



ہائے نہیں چپ راد، تو چڑھ جانے ہیں نالے  
 کہنے ہیں کہ : غالب کا ہے اندازِ بیان اور،  
 کہنے ہیں مری طبع، تو مری ہے دواں اور غ

﴿ ۶۶ ﴾

ع

لازم نہا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور  
 مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ کہے گا  
 آئے ہوکل، اور آج میں کہے ہو کہ : جاؤں،  
 جانے ہوئے کہے ہو : قیامت کو ملوں گے،  
 حان، اے ملکِ پر، جو ان تھا ابھی عارف  
 تم ماہِ شبِ چاردم تھے، مرے گھر کے  
 تم کون سے تھے ایسے گھرے داد و دست کے؟  
 ۱۰ بھر سے، تمہیں نفرت تھی، کستہ سے لڑائی  
 گزری نہ، ہر حال، یہ مدتِ خوش و ناخوش  
 نادلی ہو، جو کہنے ہو کہ : کیوں جیتے ہیں غالب؟  
 تنہا گئے کیوں اب رہو غنا کوئی دن اور  
 ہوں دو پہ زبے نامہ فرسا کوئی دن اور غ  
 مانا کہ عیشہ نہیں، اپنا کوئی دن اور  
 کیا خوب اقامت کا ہے گویا کوئی دن اور غ  
 کیا تیرا بگوتا، جو غرنا کوئی دن اور؟  
 پھر کیوں زہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور؟  
 کرنا ملک الموت نقشا کوئی دن اور  
 بچوں کا بھی دیکھا نہ غاشا کوئی دن اور؟  
 کرنا تھا، جو ان مرگ، گویا کوئی دن اور  
 قسمت میں ہے مرنے کی تنہا کوئی دن اور غ

۱۔ اللہ عود ہائے میں - جود (سوکاں) - ب۔ عود دکن (سوکاں) - ج۔ ہ۔ ہانکلا - ملکا کا نبی آج ہے  
 اچھا کوئی دن اور - ج۔ ب۔ بچ بکوتا (سوکاں) - ۱۱۔ ب۔ بچ، کرنا تھا (سوکاں) - ۱۲۔ اللہ - ج۔ کہ  
 کہنے ہو - ہانکلا، جیسے ہو۔

۱۔ یہ غزل میرزا ذہن الصابین حان عارف کا مرثیہ ہے : انہوں نے جمادی الثانیہ ۱۲۶۸ھ  
 (اپریل ۱۸۵۲ء) میں ریل کے مرض سے انتقال کیا تھا (تاریخِ لطیف : ۹۶ء - اللہ  
 ذکیر غالب ۱۰۸، طبع دوم) - اس لیے اس غزل کو تاریخِ مذکور کے متصل بعد کا  
 ہونا چاہیے۔

﴿ ۶۷ ﴾

قہ حلیۃ قہ

مگر فارغ ہے نجان، کہ مانندِ صبح و سحر ۵ ہے داغِ عشق، زینتِ تجیبِ صکنِ ہوز  
مگر ہے نازِ مقلابِ زہر از دستِ رفِ پر ۵ ہوں گفروں و شوخیِ داغِ صکنِ ہوز  
میخانۂ جگر میں بہاں خاک بھی نہیں ۵ تخیلِزہ کھینچے ہے بتِ بے داد فنِ ہوز

﴿ ۶۸ ﴾

قہ حلیۃ قہ

حرفِ مطلبِ مشکل نہیں، فسوسِ نیاز ۵ دعا قبول ہو، بارب، کہ عمرِ خضرِ دراز ۵  
نہو، بہ ہرزہ، یہاں نور و عطر و وجود ۵ ہوز تیرے تصور میں ہے شیب و فرار ۵  
وصالِ جلوہ نمائے ہے، پرِ دماغ کہاں؟ ۵ کہ دیجے آئۂ انتظارِ صکو پر داز ۵  
صراحتِ ذرۂ عاشق ہے آفتابِ پرست ۵ گئی نہ، خاک ہوئے پر، حواسِ جلوۂ ناز ۵  
نیوجہ و سمیرِ میخانۂ جنوں، غالب ۵ جہاں بہ کائنۂ گردوں ہے ایک خاکِ انداز ۵

﴿ ۶۹ ﴾

قہ قہ

گئے نہ گھرِ فتنہ ہوں نہ پردۂ ساز ۵ میں ہوں اپنی شکست کی آواز ۵

۱۔ م۔ عوانہ، روضۃ اولیٰ المصنوعہ - نیز یہ اشعار ایک دو ٹولیسے سے چھپے گئے ہیں جن کا دوسرا پل غزل کا اور باقی دوسری کے ہیں۔  
۲۔ قصہ قہ قہ، گل، کہ جوں صبح و آفتاب - قہ صبح سویر - یہ قہ، ماہِ فیج، ج۔ لٹ، جیب و کتب (سوکاتب)۔ یہ میں ہر دارِ جہاں تھا مگر غالب نے صحت نامیہ میں اس کی تصحیح کر دی ہے۔  
۳۔ قصہ قہ، صالِ جلوہ نمائے (تکرر لای)۔ لٹ، پھر دماغ (سوکاتب)۔  
۴۔ قصہ قہ، زہ (سوکاتب)۔  
۵۔ یہ گل، ہوں میں۔

۱۔ میرزا صاحب نے اس بات کو فارسی میں یوں لکھا ہے (کلیات فارسی: ۳۶۰):  
دیگر ز سازِ یغودی ما عدا جو آوازے از گفروں تارِ حوریم۔

نو اور آدابِ خمسہ کا کُل  
لاؤں تمکین، فریبِ سادہ دل  
ہوں گرفتارِ القہرِ صبا  
وہ بھی دن ہوا کہ اُس سنگر سے  
نہیں دل میں مرید وہ قطرۂ غوں  
اے ترا غمزہ بک فہم انگیزا  
نو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو  
مجھ کو پرچھا، نو کچھ غضب ہوا  
اندازِ خیالِ تمام ہوا

میں اور لذتِ مائے دور دیوانچ  
میں ہیں اور رازِ مائے سبہ گداز  
وزنہ باقی ہے طاقتِ پرواز  
تاز کھینچوں، بجائے حسرتِ تاز  
جس سے یزکاں ہوئی ہو گلاب  
اے ترا ظلم، سر ہر اقدار  
روزِ شہرِ حسدۂ جبینِ بازار  
میں غریب اور تو غریب نواز  
اے دروغا وہ رنرِ شاعر باز



۷۰

۱۰ وسعتِ بحرِ کرم دیکھ، کہ سر تا سر خاک  
بک فہم کائناتِ آئندہ ہے، صفحہٴ دشت

گزرے ہے آبلہ پا، ابر کو ہلار ہنوز  
نقشِ پامی ہے تب گریں رفتار ہنوز



۷۱

کیونکر اُس بت سے دکھوں جان عزیز؟  
کہا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

- ۱۔ اے، تم کہو۔ بہ لفظ میں د (سوکتاب)۔ ج، حد ج، لفظ، اختصار۔ گ، قب ج، لفظ، دور و دواز۔  
۲۔ بہ، قیاد، م، آوازِ عامہ (سوکتاب)۔ ۳۔ ک، ج میں سووا غیر طبعی ظاہر کیا ہے۔ ۴۔ اے، قیاد پہلے،  
ترا جلوہ۔ لظ میں سووا من سے اکثر، جلوہ اور سائے میں دفرہ لکھ دیا ہے۔ لظ، انگیز (سوکتاب)۔ ۵۔ اے، حد، حد،  
نو ہوا (سوکتاب)۔ ۶۔ مبارک (سوکتاب)۔ بہ، ق، ق، روزِ صمدِ عامہ اعلیٰ۔ ج میں ق کی اس قرابت کا ذکر نہیں  
کیا گیا۔ ۸۔ اے، قیاد پہلے، یا علی، بک لکھ سورے اے۔ اس سے بعد پھر اے بابا، لکھ صفات سورے اے اور ق میں  
جس صفات ہائی رکھے۔ بد ازل موجودہ صلیح لکھا، نو سابق صلیح کا پہلا صریح تبدیل کر دیا۔ ۹۔ اے، بد، اب تو غالب میں  
لے تمام ہوا۔ ۱۱۔ اے، حد، اک فہم۔ بہ، قبہ، م، عا، مہ، ج، حد ج، لفظ، اب۔

ع دل سے نکلا، یہ نہ نکلا دل سے ہے رے نہر کا پہکان عزیز  
 'تاب لائے میں بنے گی، غالب واقعہ صحت ہے اور جان عزیز'

س



حانیۃ قہ کا

مژدہ، اے ذوقِ امیری اکہ نظر آتا ہے دلمِ عالی، قصرِ مرغِ کیشار کے پاس  
 جگرِ قنہ آزار، تسلی نہوا جوئے خون مہنے ہائی بُن مر عار کے پاس  
 ۲۲۲ حوالہ دہد الدین الہیہ - ج، باب میں مہلہ - ۲ قصہ باد آزار نعل (بکرا، حوالہ سو کاتب) - ۲۲۲  
 م میں (تقریب رسم خط)۔

۱- میرزا صاحب نے تقریباً ۱۸۵۸ء میں علاقے کو لکھا ہے: 'ہماریوں سے پھر نہیں  
 ملا۔ بازار میں نکلتے ہوئے ڈول لگتا ہے۔ جو امر خبردار، میرا سلام آنکھوں کو  
 اور اُن کا سلام عجم کو پہنچا دیتا ہے۔ اسی کو غنیمت جانتا ہوں۔ تاب لائے میں  
 بنے گی الخ (اردو سے معنی: ۲۹۳، و خطوط ۱: ۳۶۸):

نیز ایک خط مورخہ ۸ جنوری ۱۸۶۶ء میں فتحہ کو لکھا ہے: 'کیوں ترکِ لباس  
 کرتے ہو؟ پہننے کو تمہارے پاس ہے کیا جس کو اُنکو پہنکر کے؟ ترکِ لباس سے  
 قبلِ مٹی مٹ نہ جائے گی۔ بغیر کھانے پیسے گزارا نہوگا۔ سنی و سُنی، رنج و  
 آرام کو ہموار کر دو۔ جس طرح ہو، اسی صورت سے ہر صورت گزرنے دو۔  
 تاب لائے میں بنے گی، غالب واقعہ صحت ہے اور جان عزیز  
 (اردو سے معنی: ۱۰۸، و خطوط ۱: ۱۱۳):

۲- نواب آلیہ بخش خان معروف دہلوی متوفی ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء) کے دیوان میں،  
 جو میری دانست میں ۱۸۲۰ء کے لگ بھگ مرتب ہوا تھا، اس زمین کی غزل ملتی ہے  
 (دیوانِ مطبوعہ: ۵۸)۔ 'نیز گول دھنا میں بھی اس کے ۵ شعر منتخب ہوئے ہیں۔





## ع



۷۱

جاندارہ سُور کو وقتِ شام ہے، مگر شمعِ چرخ وا کرنا ہے، ماؤنو سے، آغوشِ وداع



۷۵

مکِ رخِ نگار سے ہے سوزِ جاوداںِ شمع  
مکِ زبانِ اعلیٰ زبانِ میں ہے مرگ، خاموشی  
کرتے ہے، صرفِ باہمِ شط، قصہِ تمام  
مکِ غم اس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شط  
ترے خیال سے روحِ اہوازِ سکونی ہے  
فطرتِ داغِ غمِ عشق کی ہمارِ نیچہ  
جلے ہے، دیکھ کے بالینِ بار پر بچھ کر  
عشق ہے، آتشِ گل، آبِ زندگانیِ شمع  
یہ باتِ بزم میں روشن عشقِ زبانِ شمع  
ہزارِ اصلِ فنا ہے، فناہِ عشقِ شمع  
ترے لرزے سے، ظہر ہے ناتواںِ شمع  
بجلیو، ریزو، باد، رہے پر خانیِ شمع  
تکفکی، ہے شہرِ گُلِ عشقِ شمع  
نہ کیوں حودل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع

## ف



۷۶

مکِ بہرِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ عرشِ مجبور یاں تِلکِ عرصے، اے اختیار، حیف!

۱۱. ۴. عنوان: دیوانِ الفیہ - ج. بابِ بینِ مہل - الفہ: دیوانِ سوز کو (سوکاب) - ۵. نہ میں مطلع سے دعویٰ  
مصرعوں کی عربیائی حالِ جگہ میں شعوب ہے دمہ لکھا ہے جس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ قولِ خدا صلی ہے - ۶. الفہ  
ج. مرگِ خاموشی (بکسرۃ اعلیٰ) - سوکاب) - ۷. الفہ: فیہ لیس کی (سوکاب) - ۸. ماد: مد: پروانے - ج. پروانہ کا (مر  
سوکاب) - ۹. الفہ: فیہ ماد: ب: الفہ: اہواز - ۱۰. الفہ: اہواز (مر: سوکاب) - ۱۱. نہ: ۲. غرائیِ شمع (سوکاب) -  
۱۲. الفہ: فیہ دیکھ کے (سوکاب) - ۱۳. نہ: ۲. اد: ۱۰. ۱۱. عنوان: دیوانِ الفہ - ج. بابِ الفہ -

چلتا ہے دل کا کیوں نہ ہم اکابر جل گئے ۔ اے ناتواںِ نفسِ شعلہ ہلار، جفا کا

ک

﴿ ۷۷ ﴾

تہ جانیہ فا

زخم پر چوڑکی کہاں، طلائفِ پروا، نک  
گردِ زانو بار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل  
بھم کو لڑائی دے انجم کو مبارک ہو جو  
شورِ جولان تھا کنارِ بحر پر کس کا تھک آج  
داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واما  
چھوڑ کر جانا نِ بھروح عاشقِ جفا ہے ا

کیا مزہ ہوتا، اگر ہنجر میں بھی ہوتا نک ا  
ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نک ا  
نالہ بیل کا درد، اور خندہ گل کا نک  
گردِ ساحل، ہے پر خمر، وجہِ دربا نک  
یاد کرنا ہے، دیکھے ہو جس جا نک کج  
دل طلب کرنا ہے زخم، اور مانگے ہیں اعضا نک ک

۱۔ غب، دکنہ تارہ (سورکاب)۔ ۲۔ عوان، دیف کتاب ناز۔ ۳۔ باب کاف نازی۔ ۴۔ فا، پاندے میں  
ک۔ ۵۔ ح میں یہ بین اگلے شعر سے ہے۔ ۶۔ فا، پہلے بلی کا زخم۔ مگر ح میں اسے ظہور نہیں کیا۔ ۷۔ ط میں  
کا درد ہے۔ ۸۔ فا میں یہ بیت باجھوں نہر پر ہے۔ نیز اس کے کاب نے غلط سے دوسرے مصرع میں لکھ دیا تھا،  
گردِ ساحل ہے مجھے دیکھے ہے وہ جس جا نک۔ ۹۔ غاب نے ایسے قلم سے غلط الفاظ لک کر کون سے اور یہ زخم مرتضیٰ  
لکھ دیا ہے۔ ۱۰۔ فا میں یہ قول کا ساتھ شعر ہے اور غاب نے ایسے قلم سے لکھا ہے۔  
۱۱۔ الف، فا جانا (سورکاب)۔ ۱۲۔ غب، ملگنے ہے۔ ۱۳۔ ح میں ہی نہیں تھا۔ غاب نے دے، کو جیل کر ایسے قلم سے دے،  
سا ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی جُہاد سے

میں بھی جلتے ہووے میں ہوں داغِ ناتواںی

جی جلتے ذوقِ فنا کی ناتواںی پر نہ کیوں؟

م نہیں جلتے، نفسِ مرجند آفتاب سے

غیر کی سکتے نہ کھینچوں گا، تپے تو غیر درد ۔ زخم ، مثل خندہ قاتل، ہے سرتا ہوا ناک  
تج یاد ہیں، غالب، تجھے وہ دن کہ وجہِ ذوق میں زخم سے گرنا ، نو میں ہلکوں سے چٹاتا تھا ناک



۷۸

۵۸

آہ کو چاہیے اک عمر، اثر ہونے تک کون جیتا ہے، تری زلف کے سر ہونے تک  
مک دامن ہر موج میں ہے، حلقہ صد گام رنگ دیکھوں، کیا گرد سے ہے خط ہے پہ گھر ہونے تک  
عاشق صبر طالب، اور تنہا چناب دل کا کیا رنگ کروں، خونِ جگر ہونے تک  
کچھ م نے مانا کہ نفاق نہ کرو گے، لیکن خاک ہوجائیں گے م، تم کو خبر ہونے تک  
بد نور سُکور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم میں بھی ہوں، اک عنایت کی نظر ہونے تک  
مک تک نظر پیش نہیں، فرصتِ ہستی، غافل گرمیِ بزم ہے، اک دھیرِ شرر ہونے تک  
غمِ ہستی کا، آئندہ کس سے ہو، جو مرگ، علاج؟ ضمیر ہر رنگ میں جلتی ہے، سحر ہونے تک

۱۔ قہ، ذ، ج، نہ پھوڑوگا، لفظ سے حائضہ میں لکھا ہے کہ یہ شعر حائضہ پر یوں موج ہے، غیر۔ نہ پھوڑوگا۔ بہ ذ، قہ،  
زخم دل سوں حلقہ خرواہ، ج، لہ، خرواہ میں (سو قاب)۔ ۲۔ قہ، ذ، قہ، گ، یاد میں آئے م شبنم وہ دن کہ وجہ ذوق میں  
(گن، ذوقِ وجد میں)۔ ج میں جہاں یہ مصرع تحریر نقل کیا ہے، وہاں سوا آدھ ذوقہ بھاپ دیا ہے، اور یہاں متداول مضمون لکھا  
ہے وہاں مضبوط ذوقہ کر دیا ہے۔ لہ میں بھی مضبوط ذوقہ میں بھاپ ہے۔ بہ قہ، گزرا تھا، میں۔ مدفو ہلکوں سے، چٹا۔  
۲۔ قہ، لہ، ج، ایک۔ قہ، گ، لہ، ج، لہ، ہونے تک۔ ۳۔ قہ، قہ، ذ، موج میں حلقہ (سو قاب)۔ قہ، گ، قہ، قہ،  
۴۔ ما، مد، ج، لہ، کام۔ (مگر ان میں سے اکثر میں کب سے دونوں مرکوز کے لکھنے کا اہتمام نہیں)۔ بہ مد، سے علاوہ، لہ،  
۵۔ قہ، مد، اک لہ، ۶۔ بہ، قہ، میں لہ، دے، غالب نے اپنے قلم سے دیا ہے۔ ۷۔ قہ، قہ، دیر، نادر۔

۱۔ اس غزل کو نواب الہی بخش خاں معروف دہلوی نے غزل کیا تھا۔ چنانچہ اُن کے  
مطبوعہ دیوان: ۱۶۲ میں یہ قصہ موجود ہے۔

# گی



۷۹

گر تیر کو ہے یقینِ احباب دعا خانگ  
بسنی بفسر بیک دلِ بے منتہا خانگ  
آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار، باد  
جھوٹے سرے گنہ کا حساب دے خدا، خانگ

# ل



۸۰

ہے کس قدر حلاکتِ فسرِ وفائے گل  
بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندے عالمے گل

۱۔ ۴۔ عنوان کتب فارسی - ج ۱ باب کتب فارسی - ۲۔ بہ قدہ حساب ہے گنسی - قید قید ۴۔ جوئے گنہ کا عمر  
۵۔ حساب - لدا گنہ (سو کاہ) - ۶۔ ۴۔ عنوان رجوع لام - ج ۱ باب القام - ۷۔ لدا گنہ، عوامہ گنہ - ۸۔ بہ ۴۔ بیج، مہ  
۹۔ ج ۲۔ خند عالمے - ۱۰۔ ۴۔ میں ہیں برنسی تھا - ۱۱۔ باب ۱۲۔ ایسے ظم ہے ۱۳۔ وعاتی ہے

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی طے داد  
باربہ، اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

اسی مضمون کا یہ فارسی شعر بھی ہے (کلیاتِ فارسی: ۴۴۱):

کفرون روز کے برسن رود از ہرجہ گزشت کاشا با ما سن از حسرتِ ما نیز کشت  
ایک فارسی رباعی میں بھی یہی مضمون پاندھا ہے۔ فرماتے ہیں (کلیاتِ فارسی: ۵۴۶):  
اے آن کہ دہی ماہِ کم و خواہش پیش آن روز کے وقتِ باز پُرس آید پیش  
بگوارِ مرا کہ من نخیال دارم با حسرتِ عشقائے ناکردہ خورش

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندے عالمے گل

کہنے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا

لوٹے پڑے ہیں حلقہ دایرِ ہوائے گل  
اے واسۂ نالہ لبِ خوبیِ ہوائے گل  
رکھتا ہو، مگر سایہ گل، سرِ پیائے گل  
ہیرا رقیب ہے، نفسِ عطسِ سائے گل  
میں اے بے شراب، ودلی بے ہوائے گل  
خون ہے مری نگاہ میں، رنگِ اداے گل  
بے اختیار دوڑے ہے گل درِ قہارے گل  
جس کا خیال، ہے گلِ حبیبِ قہارے گل

آزادی نسیمِ مبارک! کہ ہر طرف  
جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا  
مکھ خوش حال اُس حریفِ بہ مست کا کہ جو  
خ ایجاد کرتے تھے اے نیرے لیے، ہمار  
مکھ شرمندہ رکھتے ہیں بھیے یادِ چار سے  
تعلوت سے نیرے جلوۂ حسنِ بخبود کی  
خ نیرے میں جلوے کا ہے بہ دھوکا کہ آج تک  
غالب، بھیے ہے اُس سے مِ اغوشِ آرزو

۴



شاعرِ خانۂ زنجیر، تیرِ سداِ مطوم

بنالہ حاصلِ دلہنِ فراہم کر



برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ عالم خانہ م  
ہیں درِ فکرِ دلِ نیرنگِ یک بُہانہ م

کچھ غم نہیں ہوتا ہے آدلوں کو پیشِ لڑیکِ نفس  
بھلیں برہم کرے ہے، گنجہ بازارِ خیال

۱۔ قصہ سداِ آبائی نسیم (سوکاتب)۔ ۲۔ قصہ بہ چِ مرگیا۔ ۳۔ قصہ گل کا بے جو۔ ۴۔ قصہ فبِ نیرے ہی (سوکاتب)۔  
۵۔ قصہ دے عِلّوہ، عِلّوہ۔ ۶۔ جلوۂ کاش بہ (سوکاتب)۔ ۷۔ گل، لہ آج تک (سوکاتب)۔ ۸۔ عرواں دلفِ الم۔ ۹۔ چِ بنالہ  
الم۔ ۱۰۔ یہ شعر ایک مِ غزل سے لیے گئے ہیں۔ پہلا اور آخری شعر پہلے کے اور دلی غزلی سے ہیں۔ ۱۱۔ قصہ ما، پیش  
(سوکاتب)۔



- ۱۔ غنچہ ناشگندہ کو کُود سے مت دیکھا کہ یوں  
 ۲۔ پُرسنی طرزِ دلبری کیجیے کیا؟ کہ بن کیے  
 ۳۔ رات کے وقت تے پیے، ساتھ رقب کو لیے  
 ۴۔ غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے  
 ۵۔ بزم میں اُس کے دورو، کیوں نہ محوش بیٹھیے؟  
 ۶۔ لیجیے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے نہ  
 ۷۔ حمد سے کہا جو مارنے: "جانے میں ہوش کس طرح؟"  
 ۸۔ کہ مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی؟  
 ۹۔ گر رے دان میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال  
 ۱۰۔ یوں سے کو پوچھتا ہوں میں، مہ سے جیسے بنا کہ یوں  
 ۱۱۔ اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں  
 ۱۲۔ آوے وہ بالہ خدا کرے، پر نہ کرے خدا کہ یوں  
 ۱۳۔ سامنے آن بیٹھا اور یہ دیکھنا کہ یوں  
 ۱۴۔ اُس کی تو خاموشی میں بھی، ہے یہی مُتدا کہ یوں  
 ۱۵۔ سُن کے سہم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں  
 ۱۶۔ دیکھ کے میری پیروی، چلے لگ کر تو کہ یوں  
 ۱۷۔ آتش دار بن گئی حورِ نقشِ بیا کہ یوں  
 ۱۸۔ موج، عبطِ آب میں مارے ہے دستِ بیا کہ یوں

- ۱۔ اللہ ۲۔ مت دیکھا (ایم دم خط)۔ ۳۔ تمام نسخ، پرہ۔ ۴۔ اللہ ۵۔ کیسے کہ (سورکاب)۔ ۶۔ یہ ج، حد  
 ج، مراد، تمام نسخ، اللہ۔ ۷۔ لفظ میں لکھا ہے کہ اللہ تجہ ۸۔ ۱۹۔ اور ۱۰۔ جلیسے پر فرج میں۔ ۱۱۔ اور ج میں دیا ہے  
 کہ ۱۲۔ ۱۳۔ جلیسے سے میں۔ ۱۴۔ اللہ اللہ قبا، ۱۵۔ ساتھ لیے رقب کر۔ ۱۶۔ ج، حد، اللہ، آئے وہ۔ ج، آئے۔  
 ۱۷۔ اللہ لفظ میں لکھا ہے کہ جلیسے پر رات ہے غیر، لکھا ہے۔ مگر یہ سور معلوم ہوتا ہے۔ ۱۸۔ اللہ ق، م، ج، اللہ  
 جلیسے۔ ۱۹۔ یہ گل، من کر (سورکاب)۔ ۲۰۔ ج، حد، موج عبط آب میں بار ہے (سورکاب)۔

۱۔ اس کی مصلح غزل دیوانہ معروف: ۱۰۳ میں بھی موجود ہے۔ نیز شار احمد فاروق  
 صاحب نے بحوالہ تذکرۃ نے جگر موافقہ ۱۲۳۷ء لکھا ہے کہ صاحب طبقاتِ سخن  
 موافقہ ۱۲۲۲ء کی روایت ہے کہ ابک یار شاہ نصیر میر نے آئے تھے اور یہاں کے  
 شاعروں کو یہ مصرع طرح دیا تھا کہ غزلیں کہیں: "کردے چمن میں تو زرا  
 بنو قبا کو۔ وا کہ یوں۔" (نگار۔ لکھنؤ، ستمبر ۱۹۵۹ء، ص ۱۱)۔

۲۔ میرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں یوں ادا کیا ہے (کلیاتِ فارسی: ۱۳۹)؟  
 بلبل بہ چمن بنگر و پروانہ بہ محفل شوق است کہ در وصل م آرام نکلرد

جو بہ کہے کہ رختہ کوئی نہ ہو رشتہ فارسی؟  
گفتہ غالب ایک بار پڑھ کے اسے سنا کہیوں

﴿ ۸۶ ﴾

نہ جانہ نہ تا

عہدے سے طعیر ناز کے باہر نہ آکا  
مگر ایک ادا ہو، نو اسے اپنی خفا کھوں کئے  
حلقے میں چنباے کشادہ بسوے دل  
مر خار زلف کو نگہ سرمہ سا کھوں کئے  
میں اور حد هزار نوائے جگر خراش  
نو اور ایک وہ خنبدن کہ کیا کھوں اکھ  
ظالم سرمے گناں سے مجھے مُفیل بجا  
ہے ہے اعدا نکرہ، تجھے بیوا کھوں اکھ

﴿ ۸۷ ﴾

نہ تا

م سے کھل جاؤ بوفتوئے پستی، ایک دن  
ورنہ م چھوڑیں گے رکھ کر خلیہ پستی، ایک دن  
تھرہ اوجر پناے عالم امکاں ہو  
اس بلدی کے نصیوں میں ہے پستی ایک دن  
فرض کی پستی ہے لیکن سمجھئے کھان  
رنگ لالوے کی ہماری فاقہ پستی ایک دن

۱۔ بہ نہ تا، شعر اس کے ایک دو چھکے، موجودہ قضاوت ہے میں۔ لفظ دھتکہ، تیارہ۔ ۲۔ اس قول کا دوسرا  
شعر ق سے ملو کا اور نیزہ چاہیے ہے میں۔ مگر مراد ج نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ لفظ میں چھکے اس کا ذکر ہے۔ بہ  
ج، لفظ، ج، حد، لک۔ ۳۔ گی میں تریب اشعار ہے: ۲۳۶۔ لفظ 'گل' لفظ (سورکاب)۔ 'گل' کھوہ۔ بہ 'لبا  
زلف نو (سورکاب)۔ ۴۔ ق میں یہ وہ آگئے شعر سے بند ہے۔ بہ 'گل' ایک اور د۔ ۵۔ بہ تا، غنی  
(سورکاب)۔ ۶۔ لفظ نہ غرہ وفت۔ پوج میں یہ وہ آگئے شعر سے بند ہے۔ ۷۔ لفظ گی ۲۱۵ فرض لیے۔  
۸۔ میں ہے۔ لیکن سمجھئے (سورکاب)۔

۱۔ آزاد دہلوی نے آہر حیات: ۵۲۶ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ فرزا بہت  
فرصتدار ہو گئے۔ فرض خواہوں نے نالٹ کر دی۔ جو ابھی میں طلب ہوئے۔ مفتی  
(صدر الدین) صاحب کی عدالت تھی۔ جس وقت پیش میں گئے، یہ شعر پڑھا۔



مک نقدِ عالمے غم کو ہیں، اسے دل، غنیمتِ جانبیے  
ہے صدا ہو جائے گا، یہ سازِ مستی ایک دن  
دھول دے گا، اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں  
میں کر رہے ہوں، غالب، پشیدہ سنی ایک دن

۸۸

نہ

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں  
دلِ آشنگانِ خالِ کُنجِ دہن کے  
تیرے سروِ قامت سے، یکِ فستِ آدم  
نماشا کہ، اے عمو آئینہ داری  
سُرائیگرِ کبرِ نالہ لے داغِ دل سے  
بنا کر فغیروں کا، ہم، بیوس، غالب  
خیابانِ خیابانِ اَرم دیکھتے ہیں  
سُودا میں میرِ عدم دیکھتے ہیں  
قیامت کے قے کو کم دیکھتے ہیں  
نہیں کس نسا سے ہم دیکھتے ہیں  
کہ شہر کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں  
نمانا سے اصلِ کرم دیکھتے ہیں

۱۔ الف ح' ح' تہا۔ م' جلتے (سوکتاب)۔ ۲۔ الف ق' کز' قبا' م' گب' ۱۹۹' دہا۔ ق' ق' خیرا۔ ح' امر (بدون  
عقدہ سوکتاب)۔ ہا' گ' دوسرے، تدارد۔ م' الف ہا' گنج (سوکتاب)۔ ہا' الف م' گب' ۱۹۹' الیہ۔ ج' ہا' ح'  
للا' ک۔ ہا' ق' اب' م' ہا' ح' قہ۔ ۱۔ الف ق' آئینہ سازی۔ ح' للا' تہا' کز'۔ ہا' ح' میں اس شعر کو  
ازراہ سو بحر مطبوعہ طائر کا ہے۔ الف ق' بے دلیخ (سوکتاب)۔ ۸۔ الف ہا' بنا کر (سوکتاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: دلا، یہ درد و الم بھی تو مُفَشَّم ہے کہ آخر

نہ گریبہ مہری ہے، نہ آؤ نیم شبی ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدرِ بار کا عالم

میں مفسدِ قسۃ عسر نہوا تھا

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: مفری کفرِ خاکستر، و بلبلِ قصرِ رنگ

اے نالہ، فضاؤں جگر سوختہ کیا ہے ؟

مائع دشت نور دی حکوتِ مذہبِ نہیں  
 شوق اُس دشت میں دوڑا ہے مجھ کو کہ جہاں  
 حریتِ لذتِ آزار دہی جہاں ہے  
 رنجِ نو بستیِ جاوید گوارا رہوا  
 سر کھجاتا ہے جہاں زخمِ سراپا ہو جائے  
 جب کرمِ رنجتِ سیاہی و گناہی دے  
 غالب اپنا یہ عہد ہے بقولِ ناسخ:  
 ایک چکر ہے سرے پا ہو میں زنجیرِ نہیں  
 جاوے غمِ از نگہِ دہلہ تصورِ نہیں کہ  
 جادوِ راہِ وفا، جسز دہرِ شمشد نہیں  
 خوش ہوں کہ نالہِ زبونی کشرِ ناگزیرِ نہیں کہ  
 لذتِ سنگد ہناسدازہِ قہرِ نہیں کہ  
 کوئی قصیدہ، بجزِ تجلیتِ قصیدِ نہیں  
 آپ بے پردہ ہے، جو منتظرِ میرِ نہیں کہ

قیامت ہے کہ سنِ بلی کا دشتِ قیہ میں آنا  
 دلِ نازک پہ اُس کے رحمِ آنا ہے مجھے۔ غالب  
 تعجب ہے وہ بولا: بیوں بھی ہر آپ ہے زبانے میں، کہ  
 نکر سرِ کرم اُس کافر کو اُفتِ آزمائے میں "

- ۱۔ بد مذہکر (سوکاتب) - ۲۔ بد مذہب (سوکاتب) - ۳۔ ہمہ ازار (سوکاتب) - ۴۔ بد مذہب  
 خوش مر - ۵۔ حدہ لہ قہ گز - ۶۔ کانیے کا وہ طوری ہے قولِ ناسخ - ۷۔ بد مذہب - ۸۔ بد مذہب (سوکاتب) -  
 ۹۔ بد مذہب کے حانیے کا ہے - نگر مراب ج نے اس کا اظہار نہیں کیا - ۱۰۔ بد مذہب سوا عرب جیسے طرح کو حانیے کا  
 بنایا ہے - ۱۱۔ بد مذہب (سوکاتب) - ۱۲۔ بد مذہب لہ قہ گز - ۱۳۔ بد مذہب (سوکاتب) -

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر کے

زخاں میں بھی کجبالِ سیاہی کورد نہا

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: دردِ یشت کشرِ دوا نہوا میں نہ اچھا ہوا، برا نہوا

نہیں ہے، زخم کو، بجھے کے درخورد مرے ن میں

ہوا ہے تارِ اشکِ یاس، رشہ، چشمِ سوزن میں

مگھوٹی ہے مانعِ فوقِ تمنا، خانہ ویرانی

کھنکھلاہٹِ بانی ہے، برنگِ ہنسہ، روزن میں

و دہمت خانہ بیدار کاوشائے یزگان ہوں

نگین نامِ شاہد ہے مرے، ہر قطرہ خون، ن میں

یاب کس سے ہو ظلمت گسری میرے شہنشاہ کی؟

شیرِ مہ ہو، جو دگدگوں ہنسہ دیواروں کے روزن میں

نکوش، مانعِ سیرِ شورِ جنوں آتی

ہوا ہے، خندہ اجاہ، بجے سب و دامن میں

ہوے اس رمروش کے جملہ خیال کے آگے

پراختاب جوہر آئیے میں، مثلِ ذرہ روزن میں

۱۔ اے۔ بد کے علاوہ بچہ۔ ۲۔ اے۔ قہ، قہ، مری تقریب منع نول دینے خانہ ویرانی۔ مگر مانع نول تمنا۔ ۳۔ نوز میں

۴۔ شرِ طبع ہے کہرا ہے۔ ۵۔ ب۔ ج۔ مرا ہر قطرہ۔ ۶۔ اے۔ قہ شہنشاہ میں۔ ۷۔ تمام لکھیں۔ دگدگوں۔

موجودہ اصلاح انتخاب غالب میں کی گئی ہے۔ ۸۔ اے۔ قہ مانع طواغیت ہے۔ ۹۔ روز۔ ۱۰۔ اے۔ قہ، قہ، لکھا غصہ

مانع نے قہ۔ ۱۱۔ ب۔ اے۔ مانع جہاں کہہ نا

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: اہک اہک نظر ہے کا، بجھے دینا پڑا حساب

خونِ جگر، و دہمت یزگانِ بیدار

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: کیا کہوں تارِ کمر زلفانِ غم؟ لکھیر ہے

یہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں تھی

جانوں نیک ہوں یا بد ہوں۔ پر صحبت خلاف ہے ۔

جو گل ہوں، تو ہوں گلشن میں، جو خس ہوں، تو ہوں گلشن میں کہ

مزاروں دل دے جوشِ جنوںِ حلق نے بھر کو

بہ ہو کر سبدا ہو گیا، ہر خطرہ خون، ن میں

اند، زندانیِ نائیمِ اُفتابِ خوباں ہوں

خسِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوقِ گردن میں



۹۲

نہے کوسن کو عا بانہے ہیں م بھی مضمون کی عا بانہے ہیں

آہ کا، کن نے، اثر دیکھا ہے؟ م بھی ایک اپنی عا بانہے ہیں

نہی فرصت کے مقابل اے عمر برق حکو ہا بہ عا بانہے ہیں

غیر مٹی سے رہائی معلوم! انک حکو بے سروا بانہے ہیں

فتہ رنگ سے ہے، راشٹر گل مست کہ بندِ فبا بانہے ہیں

غظیبائے مضامین مست پرچہ لوگ نالے کو رسا بانہے ہیں

اہلِ قدیم کی واماندگیوں! آہوں پر بھی عا بانہے ہیں

سادہ پرکار ہیں خوباں، قالب م سے پہلے وفا بانہے ہیں

۱ بہ۔ عا جو جس (سوکاٹ)۔ ۲ گر میں یہ شعر سب سے پہلے ہے۔ ۳ یا یہ قول ایک مدخلی سے ہے جن گئی

ہے۔ ۴ اس کا دوسرا شعر پہلی قول کا اور پہلی دوسری سے ہیں۔ ۵ گل میں ترتیب اشعار ہے: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱

۹۳

حلیۃ ذی قہ

۱۔ برشکالو گریبے عاشق ہے، دیکھا جاویے ۵ کھل گئی، مانند گُل، سو جاوے دیوار چمن  
مک الفتِ گل ہے، غلط ہے، دعویٰ وارستگی سرو ہے، ہا وصفِ آزادی، گرفتار چمن

۹۴

ذی قہ

زمانہ صحت کم آزار ہے بھلا آند ۵ وگرنہ م تو نفع زیادہ رکھتے ہیں

۹۵

حلیۃ ذی قہ

دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھا ۵ بلوے، اپنی یکسی کی م نے پائی دان، پائی  
ہیں ذوالِ آمادہ، اجرا آفرین کے تمام ۵ سہر گردوں، ہے چراغِ دھوکار باد، پائی

۹۶

حلیۃ ذی قہ

وہ فسرائی اور وہ وصال کہاں؟ وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں؟  
فرستہ کاروبارِ شوق کیسے؟ فوقِ نظارۂ جمال کہاں؟  
دل تو دل، وہ رِماغ بھی زہا شورِ سوداے خط وصال کہاں؟

۱۔ لفظ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذی قہ حلیہ کا شعر ہے۔ مگر ج نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ لفظ ذی قہ، پرنگان (مخل  
ہوا)۔ ج، لفظ، ویدہ عاشق۔ ذی قہ، م، گریبہ عدال۔ موجودہ اقسام لب سے ہیں۔ ب، ج، لفظ، انتخاب کن (معلم کتاب)۔  
۲۔ ب، گل، دعوت (سیر کتاب)۔ ۳۔ لفظ، مد، کم قاتر (سیر کتاب)۔ ۴۔ لفظ، ج، ان کو (سیر کتاب)۔ ۵۔ ب، ج، ایسے درد  
دل کی۔ لیکن ذی قہ، پائی یکسی، م، ۶۔ اس لیے یہ مراب ج کا سیر معلوم ہوا ہے۔ ۷۔ لفظ، ذی قہ، ۸۔ ب، مراد  
روستہ عددیہ فیضیارت جہاں۔ مرحومہ زہم لب کی ہے۔ ما، اجرا (سیر کتاب)۔ نیز ج میں اس کی جگہ اس شعر کو حلیہ  
کا تھا ہے ہر گنبدۂ منی میں صفت ۱۵۷ پر درج ہے۔ مگر لفظ کے مطابق حلیہ کے یہی شعر ہیں۔ ۹۔ ب، ما، ما،  
مال (سیر کتاب)۔ ۱۰۔ لفظ، گل، لب، م، نہ دھا۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: عاشق ہوئے ہیں آپ بھی الٹ اور شخص پر

آخر سن کی کچھ تو سُکھات جاویے

نہی وہ اک شخص کے تصور سے اب وہ رعنائِ خیال کہاں؟  
 اپنا آسائے نہیں لہو رونا دل میں طاقت جگر میں حال کہاں؟  
 م سے چھوٹا قلعہ خانہ عشق وال جو جلوں گیرہ میں مال کہاں؟  
 فکر دہیا میں سر کہنا خوب میں کہاں اور یہ وہاں کہاں؟  
 مضحکہ خیز ہو گئے قسوف غالب وہ عناصر میں اعتدال کہاں؟

حزق ۹۷

حالی، ۶

مت مَرْدَمِ دِیدہ میں صبحِ بہ سگاہی حق جمع، بُسودائے دلِ چشم میں آہیں

حزق ۹۸

حالی، ۶

عشق، ناخبر سے نوید نہیں جانپاری، فحشِ بید نہیں  
 طاقت دستِ بدست آتی ہے جلمِ بے خاتم، جھٹید نہیں

۱۔ افسانہ، قہار، خرمیاد، مری سے تصور ہے۔ مگر سببِ ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ۲۔ حالی، صبح، بچ، نہ ایک۔ ۳۔ حالی، ۴۔ افسانہ، صبح، ملازم، نوا۔ ۵۔ افسانہ، قہار، ۶۔ حسرت، گلی، ایک، اجڑا، ہی، میں۔ ۷۔ حسرت، گلی، صبح، ۸۔ گھمب (سورکتاب) ۹۔ قہار، کچھوں، مری، ۱۰۔ آہیں۔ ۱۱۔ افسانہ، حد، آتی، ہے (سورکتاب)۔

۱۔ شاکر کو ایک خط میں لکھیے ہیں: "بندہ نواز، زبائن فارسی میں خطوں کا لکھا پہلے سے مڑوک ہے۔ پرانہ سری و صنف کے صدقوں سے عنت پڑوسی و جگر کاوی کی قوت بھر میں نہیں رہی۔ حرارتِ غریزی کو زوال ہے، ابور یہ حال ہے: حتمیٰ ہو گئے نوا، غالب، الخ (اردو سے نقل: ۱۹۱۵ء، عود: ۱۵۹)۔"

مک ہے، نھلے تری، سامانِ وجود      ذرہ ہے پُر نور، غرضید نہیں  
مک رازِ عشق نہ رسوا ہو جائے      ورنہ مرحلے میں کھو بہد نہیں  
گردشِ رنگِ طرب سے لہے      غمِ عسروں جلاؤد نہیں  
مک کہتے ہیں: جیسے ہیں اُتبد پہ لوگ،      م کو جیسے ک بھی اُتبد نہیں

### ۹۹

سوگنہ ہے، غیر کی شیروں یانی، کارگر      عشق کا اُس کو، گداں م ہزبانوں پر نہیں

### ۱۰۰

قالب

مک دیوانگی ہے، دوش پہ دُستار بھی نہیں      ہنس، ہمارے سبب میں اک نال بھی نہیں  
مک دل کو بازارِ حسرتِ دیدار کر چکے      دیکھا، تو م میں طاقِ دیدار بھی نہیں

۱۔ اللہ، ج، ح، د، ع۔      ۲۔ اللہ، ق، گ، جتی، ع، لہد، ہ، ح، م، حروفِ لفظ اب، ب، ج، ح، ع۔      ۳۔ ب، ح، ع، غفری۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو:      ھے کائنات کو سحرگت ہرے ذوق ھے

پُر کو ھے آفتاب کے ذرے میں جان ھے

ھے وہی بدستور ہر ذرہ کا خود خُضرِ خواہ

جس کے جلوے ھے زمین تا آسمان سرشار ھے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو:      منہر مرنے پہ ہو جس کی اُبد

نا اُبدی اُن کی دیکھا چاہیے

مٹاؤا اگر نہیں آسانی، تو سہل ہے دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں  
 بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور ہاں طاق، بقدر لذت آزار بھی نہیں  
 شریعت کی کے عائد سے ہے، سر، وبالِ دوش صحرا میں، اے خدا، کوئی دیوار بھی نہیں  
 گنجائشِ عدالت اختیار بک طرف ہاں دل میں، ضعف سے، حوسِ بار بھی نہیں  
 ثرِ نالہا سے زانو سے میرے، خدا کو مان آخر، نوائے سرخ گرفتار بھی نہیں  
 دل میں ہے، بار کی صفِ مڑگاں سے روکشی حال آنکہ طاقِ خلشِ خار بھی نہیں  
 اِس سادگی پہ کون نہ مر جائے، اے خدا؟ لڑنے میں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں  
 دیکھا آند کو خلوت و تجلوت میں بارہا دیوانہ گر نہیں ہے، تو ہُشیار بھی نہیں



۱۰۱

قالب

مڑے جہان کے، اپنی نظر میں خاک نہیں سوائے خونِ جگر، سو سگر میں خاک نہیں  
 ۲۔ ب۔ ق۔ طاقِ صرف لذت - موجود اقامتِ قب سے ہیں - ۲۔ ا۔ گ۔ ب۔ ۱۰۹، ج۔ سر ہے وہاں دلی - یہ شعر مگر میں  
 خضع ہے پائے ہے - ۲۔ ا۔ ب۔ ج۔ ا۔ ط۔ ب۔ ۱۰۹، د۔ ا۔ ج۔ ج۔ ق۔ ا۔ ب۔ ۱۰۹، ع۔ ا۔ ج۔ ج۔ ق۔ ا۔ ب۔ ۱۰۹  
 یہ پتہ اگلے شعر سے بند ہے - ۱۰۹، گ۔ ک۔ د۔ ک۔ خ۔ ل۔ (سوکاب) -

۱۔ میرزا صاحب نے جنونِ برطوی کو اس کی حسبِ ذیل تفسیر لکھی ہے: "ہی  
 اگر تیرا ملا آسان نہیں تو یہ اس بھر پر آسان ہے۔ خیر تیرا ملا آسان نہیں  
 نہ سہی۔ نہ م مل سکی کے، نہ کوئی اور مل سکے گا۔ شکل تو یہ ہے کہ وہی تیرا  
 ملا دشوار بھی نہیں جس سے تو چاہتا ہے مل بھی سکتا ہے۔ بھر کو تو م نے سہل  
 سمجھ لیا تھا، مگر رشک کو اپنے اوپر آسان نہیں کر سکے، (خطوط ۱: ۱۶۶)۔

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے!

مری قسمت میں، باب، کیا نہ تھی دیوار بھر کی؟

زمین کی غزل دیوانہ معروف: ۱۰۱ میں بھی ہے۔





زخمِ سلوانے سے، بھر پرچارہ جوق کا ہے وطن  
غیر سمجھا ہے کہ لذتِ زخیر سوزن ہیں نہیں  
ہسکے ہیں، م، اک پہاڑِ ناز کے مارے ہوئے  
جلوۂ گل کے سوا، گردِ اپنے مدفن میں نہیں  
فطرہ فطرہ، اک عیولوی ہے نئے ناسور کا  
غول بھی، ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں  
لے گئی ساقی کی تحوت، قُلُومِ آشامی مری  
موج سے کی، آج، رگ، بنا کی گردن میں نہیں اک  
ہرِ زخارِ صنف میں کیا ناتوانی کی غمودا  
قد کے چمکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں کچھ  
تھی وطن میں شانِ کیا غالب، کدو غربت میں قدر؟  
بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس کا گنگن میں نہیں



حاشیہ ق، ف

ذکر میرا، بسہ بدی بھی، اُسے منظور نہیں  
غیر کی بات بگو چاہے، تو کچھ دور نہیں تا  
۱۔ ما، جلوۂ گل (سورکاتب)۔ ۲۔ قصہ ق، م، ہیرا۔ لب، ہیرا (سورکاتب)۔ یہ ق، سال مرے ہی۔ موجودہ القاب  
لب کے ہیں۔ ۳۔ ق، لب، لبِ اور م میں یہ شعر قطع سے چلے ہے۔ قصہ عدا اٹامی (سورکاتب)۔ یہ ق، موجود  
صبا کی رگ۔ موجودہ اصلاح گل کی ہے۔ قبا، م، ہائے گردن (سورکاتب)۔ ۴۔ ما میں یہ شعر فطرہ فطرہ الخ  
ہے چلے ہے۔ قصہ ج، نو (سورکاتب)۔ یہ لب بھی، گذر۔ ۵۔ قصہ لب، بہت (سورکاتب)۔ یہ لب، میں  
کاتب نے لکھا تھا۔ غالب نے اسے اپنے قلم سے لکھ کر دیا ہے۔ ۶۔ قصہ م، یہ ہی (سورکاتب)۔ یہ لب،  
لب، م، کر چاہے (سورکاتب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: دھوئے زخم سے مطلب، ہے لذتِ زخیر سوزن کی

صبر و مت کے پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال

خُلق کا اک در ہے، میری گور کے اندر، کُھلا

۳۔ رگ گردن یعنی دعویٰ۔ حاشیہ قبا۔

۴۔ نیز ملاحظہ ہو: فنا کو سوچ، کر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا

فُروغِ طالعِ عاشاک، ہے موقوفِ گنگن پر

۵۔ یہ غزل بھی حاشیہ ق پر درج ہے، اور 'از باندہ رسیدہ' عنوان کی غزل کے

نحت شروع ہوئی ہے۔ نیز اس مطلع کے ساتھ ملاحظہ ہو: (پھر)

۱۔ وعدہ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق  
 ۲۔ شامِ ہنرِ مطلق کی کسر ہے، عالم  
 ۳۔ نظرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن  
 ۴۔ حسرت، اسے ذوقِ خرابی، کہ وہ طافتِ زمیں  
 ۵۔ میں جو کتاہوں کہ ہم ہیں کے قیامت میں نہیں،  
 ۶۔ عظم کر عظم، اگر لطفِ دروغ آتا ہو

۱۔ اللہ قہرِ وہ سیر (سو کا تب)۔ ۲۔ قہر منظور نہیں (سو کا تب)۔ ۳۔ اللہ گل، خرابی کی (سو کا تب)۔ ۴۔ قہر ۵۔  
 ۶۔ اللہ قہر، عظم کر عظم۔ قہر قہار ۷۔ عہ۔ ۸۔ قہج میں ہی ۹۔ اللہ قہار۔ غالب نے اپنے  
 ۱۰۔ قہر سے اسے عہر، ہار دیا ہے۔ ۱۱۔ گل، لٹا لٹا ہے۔ ۱۲۔ قہر قہار، قہج، ۱۳۔ اللہ قہر، قہر۔ قہر کے قہر نے ہی لکھا تھا۔  
 غالب نے اپنے قہر سے لکھا، کہیں، کہہ دے۔ ۱۴۔ طرح سے۔ ۱۵۔ گل، رنگہ میں (سو کا تب)۔

(۱۱) دُشمنی نے میری کھریا غیر کو کس قدر دشمن ہے ا دیکھا چاہیے

۱۔ میرزا صاحب نے شاہ عالم مارہروی کو ایک خط میں لکھا ہے: "مشفق مکرری  
 چودھری عبدالغفور صاحب کو میرا سلام شوق کیسے گا اور یہ پیام پہنچائیے  
 گا کہ حضرت صاحبِ عالم کی تمنا سے دیدارِ بقیدِ مارہرہ گناہ اس سے ہے کہ اور کسی  
 کا ہیں دیدارِ مطلوب ہے۔ ع۔ خواہنہ وصل مقدر ہے جو مذکور نہیں۔" (اردو سے)

(سن: ۱۲۰۰، عود: ۲۵)

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ہنر کے مت فریب میں آجائیو، آمد

عالم تمام حلقہ داور خیال ہے

۱۔ صاب، کھائیو مت فریب ہنر

ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: ان پرزادوں سے ہیں کے خط میں م انتقام

قدرتِ حق ہے، ہیں، حوری اگر واں فرگشتی

صاف بُردی کُشِ پہانِ حَم ہیں م لوگ  
وایے ا وہ بادہ کے افسردہ انگور نہیں اک  
میں مٹھوری کے مقابل میں کھٹائی غالب  
میرے دعوے پہ یہ سُجھت ہے کہ مشہور نہیں



حاشیہ ۱۰۴

نہ، جُز حسنِ طلبِ اے ستمِ ایجاد، نوی  
عشق و مزدوریِ عشرتِ خسرو، کیا خوب ا  
کَم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ دُستِ معلوم  
اعلیٰ پیش کو ہے، طرفانِ حوادث، مکتب  
وائے خسرو، تسلیم، و بد ا حالِ وفا  
رنگِ تھکنِ گل و لالہ پریشان کیوں ہے؟  
سَبَدِ گل کے نیلے بند کرے ہے گلچیں

ہے نقائصِ جفا، شکوۂ پیداد نہیں کچ  
م کو تسلیم، نکونامیِ فرعاد، نوی  
دست میں ہے مجھے وہ عیشِ کہ گھریاد نہیں  
کلمۂ نوح، کم از سبیلِ اُساد نہیں کہ  
جاتا ہے کہ میں طائفۂ فریاد نہیں  
گر چہ راخانِ سیرِ دہکزیں باد نہیں  
مژدہ، اے مرغ، کہ گلزار میں صیاد نہیں

۱۔ نہ، م پہانِ حَم۔ ب، گل، افسردہ (مرد سو کاٹ)۔ ۲۔ ب، گل، بدوہ (سو کاٹ)۔ ۳۔ نہ، لبِ خلق  
مزدوری۔ ۴۔ عشقِ مزاد ہے (مرد سو کاٹ)۔ ۵۔ ب، ما، تسلیم نکونامی (اضافہ سو کاٹ)۔ ۶۔ نہ، گل، نہ وسوسہ۔ ۷۔  
وسوسہ لبِ قبا، ۸۔ پہ (مرد سو کاٹ)۔ ۹۔ ب، گل، دست (سو کاٹ)۔ ۱۰۔ گل، مجھے واحد وہ کہ گور۔ ۱۱۔ نہ، لبِ باد  
احوال (سو کاٹ)۔ ۱۲۔ لب، ج، تھکن (سو کاٹ)۔ ۱۳۔ نہ، قبا، کہ۔ ۱۴۔ باد (مرد سو کاٹ)۔ ۱۵۔ قبا، بدوہ۔

۱۔ اس مضمون کو فارسی میں یوں ظلم کیا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۹۳):

ندان، حریفِ صنیرِ غالبِ مشو، کہ او بُردی کُشِ پہانِ جَنیدِ بودہ است

۲۔ اسی بات کو فارسی میں اس طرح کہا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۹۴):

اُز جو ہے شیر و عشرتِ خسرو فشانِ نمادِ غسوت، هنوز طائفہ پہ فرعاد میزد

۱۔ تُو سے کُرفی ہے، اِثبات، تراوش، گُویا دی ہے جائے دُمن اُس کو دُمر اِيجاد، نہیں  
 کم نہیں جلوہ گری میں تُو سے کو چُپے سے، ہشت ۱ میں نقشہ ہے، ولیے اس قدر آباد نہیں  
 مگر کرنے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت، غالب تم کو ہے مِہری، بِلانِ وطن یاد نہیں؟



ف

۲۔ مہربان ہو کے بلالو بھجے، چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آہی نُسکوں  
 ۱۔ صُفت میں طُفہ اغیار کا شکوہ کیا ہے؟ بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُنہا ہیں نُسکوں  
 ۲۔ زہر ملنا ہی نہیں مجھ کو، سنگو، ورنہ کیا قسم ہے تُو سے ملنے کی کہ کہا ہیں نُسکوں؟

۱۔ غلط فہم کرنا ہے اثبات طروش (سہر کا پ)۔ فدا، تو ہے میں (سہر کا پ)۔ ۲۔ فدا ملدو۔ غلط فہم کرنا۔  
 ۳۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔ ۴۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔ ۵۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔  
 مروجہ اصلاح فہم ہے۔ ۱۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔ ۲۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔ ۳۔ غلط فہم کرنا ہے میں (سہر کا پ)۔

۱۔ اس شعر میں میرزا صاحب نے 'اثبات' کو موٹ لکھا ہے، حالانکہ خود  
 میں 'مر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے' بھی فرماتے ہیں۔ اس دو رنگی کا مٹا  
 صحیح میں نہیں آیا۔ (آسی، شرح دیوانِ غالب: ۲۰۷)

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: کیا ہی روضوں سے لڑائی ہوگی!

گھر ترا، مُخلت میں گر، باد آیا

۳۔ اس غزل کے چند شے اشعار اور اُن کی دریافت کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو  
 یادگار ناکہ، غزلیاتِ ردیفِ ن۔

### ۱۰۶

ب

یہ م جو بحر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں      کہیں صبا کو، کہیں نامہ بر کو دیکھتے ہیں  
وہ آئے گھر میں صلائے، خدا کی قدرت ہے ا      کہیں م اُن کو، کہیں اپنے گھر کو دیکھتے ہیں  
نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو      یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں  
نرے جواہرِ طرفِ کُتّہ کو کہا دیکھیں؟      م لوجِ طالعِ لیل و گھر کو دیکھتے ہیں

### ۱۰۷

ب

کی دغا م سے، تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں      ہونِ آئی ہے کہ آہتوں کو بُرا کہتے ہیں  
آج ہسم اپنی پریشانی خاطر اُن سے      کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھو، کہا کہتے ہیں  
ایکے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انہیں کبھی نکہو      جو تے و نشہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں  
دل میں آجائے ہے، ہونِ ہے جو فرصتِ غش سے      اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں  
ہے پرے سرحرِ اِضراک سے، اپنا مسجود      قبلے کو، اہلِ نظر، قبلہ نما کہتے ہیں

۱۔ قصہ، کن داد، وہ گھر میں آئے۔      ۲۔ حدِ کور (سورکاتب)۔      ۳۔ حدِ کور (سورکاتب)۔      ۴۔ حدِ صبا آجائے  
(سورکاتب)۔      ۵۔ حدِ صبا، ج، نالہ کر۔      ۶۔ حدِ صبا، ج، نالہ کر۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: گوہر کوِ حضرت گردنِ خواہی میں دیکھنا

کیا لوج پر ستارہ گوہر فروش ہے

۲۔ دیوانِ عباسیہ رامپوری، توفی ۱۲۶۱ھ (۱۸۷۸ ع) میں اس زمین کی بغول ملی ہے۔

نیز حیا کے دیوان (مطبوعہ ۱۸۵۷ ع) میں بھی اس طرح کی غزل ہے جس کے

مقطع میں غالب کا مصرع مرگیا غالبِ آشفہ نوا کہتے ہیں، تضمین ہوا ہے۔

ہائے انکار ہے، جب سے، تجھے رسم آیا ہے  
اک شر دل میں ہے، اُس سے کوئی کھرا ہے کا کیا؟  
دیکھو، لانی ہے اُس شوخ کی تخت کا رنگ  
وحشت و شیفہ اب سربہ کیوں شاید

۱۰۸

۱۔ م پر، جفا ہے، ترکِ وفا کا کدلی نہیں  
کس نے سے شکر کیجیے اس لطیفِ عام کا؟  
۲۔ م کو سہمِ عزیز، سنکر کو مسمِ عزیز  
یوسف نہیں، مذہبی، کُشتام ہی سہی  
۳۔ ہر چند جانگدازیِ قہر و عتاب ہے  
جان، مطربِ زانہ، قل میں تیریدہ ہے  
۴۔ خیر سے چہرِ سینہ، اگر دلِ نوِ دوم  
ہے ننگِ سینہ، دل اگر آنکھ نہ

۱۔ اللہ کی (سو کاتب)۔ بد گن، تیرم (سو کاتب)۔ ۲۔ اللہ، گل (لے) (نکر اللہ و تقدیرین)  
۳۔ اللہ، گل، اس (سو کاتب)۔ ۶۔ ما، ہائے طلب، موجودہ لفظ م ج میں۔ ۸۔ اللہ، مد، مذہبی (سو کاتب)  
۹۔ اللہ، ما، مہ، ج، اللہ، تارہ، مد، مضمہ۔ ۱۱۔ م، ج، حیر (سو کاتب)۔

- ۱۔ میر غلام علی خان ولد میر فرحت اللہ علی مراد آبادی، داماد مولوی رشید الدین خان دہلوی، و شاکرِ مومن خان، متوفی بعد ۱۸۵۷ع (سنہ شرا: ۱۲۶۱ و یادگارِ غالب طبع کراہی جلد اول: ۱۱۷)۔
- ۲۔ نواب محمد مصطفیٰ خان دہلوی والدِ جہانگیر آباد، شاعر مشہور، شاکرِ مومن و غالب صاحبِ دیوان و مولفِ گلشنِ بیخار، متوفی ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ع) (الامدۃ غالب: ۱۷۷)۔
- ۳۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اُس زمین کی ایک غزل دیوانِ شیفہ، نوشتہ ۱۲۱۷ھ (۱۸۳۱-۳۲ع) کے حاشیے پر درج ہے، اور خود یہ غزل دیوانِ غالب مطبوعہ اکتوبر ۱۸۴۱ع میں شامل نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سال کے بعد لکھی گئی تھی۔

قصاں نہیں جنوں میں بلا سے ہو کھر خراب  
سو گر زمین کے ہلے پیاباں گراں نہیں ۱  
کہتے ہو کیا لکھا ہے زری سرنوشت میری،  
گویا جہیں پہ جسدہ بُت کا نشان نہیں  
پانا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی  
روح القدس اگرچہ سرا مزیباں نہیں  
جاں ہے ہمارے توشہ والے کیوں کہے ابھی؟  
غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں  
۱۰۹

۱ ملتی ہے خورے یار سے۔ تار، اِلہاب میں  
کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ۲  
کب سے ہوں کیا پتاؤں۔ جہانِ خراب میں؟  
شہاے ہجر کو بھی دکھوں، گر حساب میں  
نا ہر وہ انتظار میں، بند آئے عسر پھر  
آنے کا عہد کر گئے، آنے جو خواب میں ۳  
فاصلہ کے آئے آتے خط لک اور لکھ رکھوں  
میں جاتا ہوں، جو وہ لکھیں گے جواب میں ۴  
بچہ نک کب اُن کی بزم میں آنا تھا دورِ جام؟  
ساقی نے کچھ ملا دیا ہو شراب میں ۵  
۱۰ جو سُکر وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے؟  
کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں؟  
۶۔ ماہِ کر (سوکاں)۔ ۷۔ نہ بد، کرگن (سوکاں)۔ ۸۔ ہمد، ماہِ کر۔ ۹۔

۱۔ اس مضمون کو فارسی میں یوں ادا کیا ہے (کلیات فارسی: ۷۳)

۲۔ مریاۃ خرد بخون دہ، کہ ابنِ کرم  
۳۔ اس زمین میں کرامت علی شیدی متوفی ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ ع) کی بھی غزل ہے۔  
ملاحظہ ہو دیوانِ شیدی: ۱۲۰۔

۴۔ میرزا صاحب نے جنوری ۱۸۵۴ ع میں قفقہ کو اس کی شرح کرنے ہوئے لکھا  
ہے: "ہنرِ باب جو دورِ بچہ نک آیا ہے، تو میں لڑتا ہوں۔ یہ جملہ سارا مقدر  
ہے۔ میرا فارسی کا دیوان جو دیکھے گا، وہ جانے گا کہ جملے کے جملے مقدر  
چھوڑ جاتا ہوں۔ مگر ہر حق وقتے و ہر نیکے مکانے دارد۔" یہ فرق الہ  
و جدلی ہے، یہی نہیں، (خطوط: ۲۸:۱)۔

۵۔ نیز ملاحظہ ہو: رشک کہا ہے کہ "اُس کا لہجہ سے اخلاص حیفہ،  
حق کہن ہے کہ وہ پیر کس کا آشنا،"



ٲالا ہے تم کو دم نے کس پیچ و تاب میں؟  
جان نذر دینی بھول گیا اضطراب میں  
ہے اک شکل پڑی ہوئی طرفِ غلاب میں  
لاکھوں لگائی، اک سُجھنا غلاب میں  
جس نالے سے شگاف پڑے آغلاب میں  
جس بحر سے سفیدہ رواں ہو آغلاب میں  
پیتا ہوں روزِ ابرو شہرِ ماہِ تاب میں

میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رعب سے  
نہیں اور خطِ وصلِ خدا ساز بات ہے  
ہے تیوری چسپڑی ہوئی اندرِ بقیاب کے  
لاکھوں لگائی، اک سُجھنا نگاہ کا  
وہ نالہ دل میں غصے کے برابر جگہ بنا ہے  
وہ بحر، مدعا طحلی میں نہ کام آئے  
غلاب چھٹی شراب، پر اب بھی کھیں کھیں



۱۱۰

۲

بہ، سُورِ ظن ہے، ساقی کوثر کے باب میں  
گستاخیِ فرشتہ، مہاری جناب میں  
گر وہ صدا سمجائی ہے جگ و رہاب میں  
نے عالمِ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں  
جنا کہ وعرِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں  
حیرا ہوں، پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں  
بان کیا دھرا ہے فطرہ و موج و حباب میں  
ہیں کتنے یہ حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں<sup>۱۰</sup>

کل کے لیے، کر آج نہ رختِ شراب میں  
ہیں آج کون ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی ہند  
جان کیوں نکلتے لگتی ہے تن سے دہرِ سماع؟  
زو میں ہے رخسارِ عمر، کہاں دیکھیے، تھپے  
نہ اتنا ہی بھر کو اپنی حقیقت سے اُبلد ہے  
اصلِ شہود و شامد و مشہود اک ہے  
ہے مشعلِ نمودِ نمود پر وجودِ بحر  
شرم اک ادا ہے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی

- ۱۔ قصہ ماہِ خطِ وصل (سورکاب)۔ ۲۔ قصہ ماہِ ہرانا (تلمیم رسم خط)۔ ۳۔ ماہِ ریا۔ ۴۔ سورکاب (سورکاب)۔  
۵۔ ماہِ مدعیِ طہارہ، ماہِ مدعی (سورکاب)۔ ۶۔ قصہ ماہِ میں کاتب نے ماہِ لکھا تھا۔ ماہِ نے ایسے ماہِ ہے عمر، اور  
لرس کا شوقِ عدولوں چھل دے ہیں۔ ۷۔ تمام لکھتے۔ ماہِ باب۔ مگر کہ میں غالب نے ایسے رقم ہے ماہِ باب، بابا  
ہے۔ ۱۰۔ قصہ ماہِ لکھتی (سورکاب)۔ ۱۱۔ قصہ ماہِ باب لکھتے۔ قلم، تھپے۔ قصہ لکھتے۔ حج، تھپے (آخری سورکاب)۔  
۱۲۔ قصہ ماہِ باب اک۔ ۱۳۔ ماہِ باب حج کہ میں یوں۔ ۱۴۔ قصہ کاتب نے مدعی لکھا تھا۔ ماہِ نے ایسے قلم ہے  
دہرہ بنا ہے۔

آرایشِ جمال سے فارغ نہیں مہر  
پیشِ نظر ہے آئینہ، دامنِ نقاب میں  
ہے غیبِ غیب جس کو سمجھے ہیں مگر  
ہیں خواب میں جنوں، جو جا کے ہیں خواب میں  
غالب، بدیمِ دوست سے آتی ہے برے دوست  
مشغولِ حق ہوں، بدگورِ نواب میں



آئینہ

حیران ہوں، دل کو روڑوں کے پتوں جگر کو میں  
مقدور ہوں، نوسائے رکھوں نوسہ گر کو میں  
چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں  
ہرک سے پوچھتا ہوں کہ جازنِ کدھر کو میں  
جانا پڑا رقبہ کے در پر مزارِ بار  
اسے کاشا جاتا نہ ترے دھگر کو میں  
ہے کیا جو گس کے بلند ہے؟ مہرِ بلا لہو سے  
کیا جاتا نہیں ہوں تمہاری گر کو میں  
لو، وہ بھی کہنے میں کہ، یہ بے تک و نام ہے،  
بہ جاتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو میں  
چٹا ہوں تھوڑی دورِ مراکِ تیز رو کے ساتھ  
پہچاتا نہیں ہوں ابھی راہِ گر کو میں  
خواہش کو احقر نے پرستش دیا قرار  
کہا پوجتا ہوں اُس بسترِ یداد گر کو میں  
پھر بخودی میں بھول گیا راوِ کرے بار  
جانا، وگرنہ، ایک دن اپنی خبر کو میں  
ابھیے یہ کر رہا ہوں قیاسِ اعلیٰ دھر کا  
سمجھا ہوں دلِ بزرِ شاعرِ مہر کو میں  
غالب، خدا کرے کہ سوارِ سنسرِ ناز  
دیکھوں علی ہمدردِ عالی گئیر کو میں

۱۔ بہ آئینہ، مج۔ مد۔ مرآت۔ ص ۱۱۱ میں ہے۔ لفظ ناسے میں غالب نے دیکھ دیا، مگر مج میں اس کی تصحیح  
ہوئی۔ ۲۔ بہ مد۔ تری۔ ۳۔ لفظ آئینہ میں ہے۔ (سورکاب)۔ ۴۔ لفظ مج۔ مرآت۔ ۵۔  
لیج۔ پوجا (سورکاب)۔ ۶۔ بہ آئینہ، مج۔ مد۔ مہار۔

۱۔ منقطع میں نواب علی ہمدرد، والیِ بلندہ کی طرف اشارہ ہے، جو نیمہ رمضان ۱۲۶۵ء  
(اگست ۱۸۴۹ء) میں نواب ذوالفقار الدولہ ہمدرد کے انتقال پر حاکمِ بلندہ ہوئے  
تھے اور بقولِ منیر (دیوان: ۵۳۵) ۱۲۹۰ء (۱۸۷۳ء) میں فوت ہوئے۔

۱۱۲ -  
آخر ما

حاکم ایسی زندگی پہ کہ پھر نہیں ہوں میں  
انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں  
لوحِ جہاں پہ حرفِ مُکسّر نہیں ہوں میں  
آخر گستاخکار ہوں، کافر نہیں ہوں میں  
لعل و زُمرّد و زر و گوہر نہیں ہوں میں  
رنبے میں سہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں  
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں  
وہ دن گئے جو کہنے سے نہیں: "نور نہیں ہوں میں"

ع دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں  
کیوں گردشِ مُدام سے گھبرا نہ جائے دل  
ع بارِبد، زمانہ مجھ کو طاقا ہے کس لیے  
ع حد چاہیے سزا میں مُصوبت کے واسطے  
کس واسطے عزت نہیں جانتے مجھے  
رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ  
کرنے ہو مجھ کو منحہ قدموں کس لیے  
غالب، وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا

۱۱۳ -  
ع

ع دونوں جہان دے کے وہ مجھے یہ خوش رہا  
یہاں آہی بہ شرم کا نکول کیا کریں

۱۔ حد۔ مد۔ گروں (سوکاب)۔ ۲۔ مد۔ مگر (سوکاب)۔ ۳۔ علامہ فتح علی دہلوی۔ ۴۔ مد۔ آخر ما۔  
۵۔ ع۔ کہنے۔ ۶۔ حد۔ مد۔ ع۔ دونو۔

۱۔ میرزا صاحب نے نواب کلید علی علی بہادر والو رامپور کو ۹ جون ۱۸۶۶ ع کو لکھا ہے کہ جب بادشاہِ دہلی نے مجھے نوکر رکھا اور خطاب دیا اور خدمتِ تاریخ نگاریِ سلاطینِ تیموریہ مجھ کو تفویض کی، تو میں نے ایک غزل طرزِ سلاوہ پر لکھی۔ میرزا صاحب کی نوکری اور خطاب کا واقعہ، جولائی ۱۸۵۰ ع کا ہے۔ لہذا اس غزل کو تاریخِ مذکور کے بعد کا ہونا چاہیے۔  
اس غزل کا بیاضہ یادگارِ نالہ میں ملاحظہ کیجیے۔

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے      تیرا پنا نہ پائی، تو سناچار کیا کریں ؟  
کیا شمع کے نہیں ہوا خواہ، اہل بزم ؟      ہو غم ہی جاں گداز، تو غمخوار کیا کریں

حصہ ۱۱۹

ج

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں      خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ نہاں ہو گئیں ؟  
یاد تھیں ہم کو ہیں، رنگارنگ بزم آرائیاں      لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں ؟  
تھیں باتِ العشرِ گردوں دن کو پردے میں نہاں      شب کو ان کے حق میں کیا آؤ کہ عُرباں ہو گئیں ؟  
قید میں یسّو بے لہ، گو، نہ یوسف کی خبر      لیکن آنکھوں و دوزخِ دیوارِ زنداں ہو گئیں ؟  
سب رفیقوں سے ہوں ناخوش، پر داناں مصر سے      ہے دلِ زخا خوش کہ عوِ ماہِ کنہاں ہو گئیں ؟  
جو سے خوب آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق      میں یہ سمجھوں گا کہ تمہیں دو فروزاں ہو گئیں ؟  
ان پر رازدوں سے ہیں کے غلہ میں ہم انتقام      قدرتِ حق سے، ہی، سو رہیں اگر واں ہو گئیں ؟  
نہند اُس کی ہے، دعاغ اُس کا ہے، رانی اُس کی ہیں      تیری ذقین جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں ؟

۱۔ اللہ، مدد رنگارنگ (سیر کاہ) - ۲۔ اللہ، فتح کے علاوہ، پرہ - ۳۔ فتح، کیا آؤ - ۴۔ اللہ، پانی گرم : ۲۲ - ہیں -  
۵۔ اللہ، بادشاہ غالب ۲۵ - حبیب اوس کے ہیں - ۶۔ پانی گرم، حبیب اوس کا ہے - ۷۔ اللہ، مدد جس کی (سیر کاہ) -

۱۔ یہ غزل دہلی اردو اخبار، جلد ۱۴ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۱ شوال ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۸۵۲ع، میں اس نمبر کے ساتھ شائع ہوئی تھی : اس صفحے میں جو شاعرہ جناب مرزا نور الدین بہادر دام اقبالہ المخلص بہ شاعرِ نیرۃ جناب مرزا سلیمان شکوہ بہادر مرحوم نے کیا جو کہ لکھنؤ سے تشریف لائے ہیں، غولہائے شاعرانہ کثیر پڑھی گئیں۔ اور شاعرانہ والا نیاں اکثر روضِ افروزِ محفلِ شاعرہ تھیں۔ ابک غول جناب مرزا سے مدوح، اپنی میرِ شاعرہ اور غول جناب نجم الدولہ محمد اسد اقداس بہادر المخلص ہنسالب کی، راقم اخبار کے پاس پہنچی۔ سو صرح اخبار ہوئی۔ (تقریر)

بلیں، سن کر مرے نالے، غولخوار ہو گئیں  
جو، مری کو نامہر قسمت ہے، مڑگاں ہو گئیں  
میری آہیں، بجۂ جہاں کریں ہو گئیں  
یاد نہیں جتنی دعاہیں، صرفِ دریاں ہو گئیں  
سب لکھنوی ہاتھ رک، گویا، رگڑ جان ہو گئیں  
میتیں جب مٹ گئیں، اجڑاے اہل ہو گئیں  
منکلیں مجھ پر پڑیں اسی کہ آساں ہو گئیں  
دیکھا ان بٹیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

میں جس میں کیا گیا، گویا دبستان کھل گیا  
وہ نگاہیں کیوں حریف جاتی ہیں، بارہ، دل کے پار؟  
تاکید رکھتا ہوں، اور سینے میں ابھرتے ہیں تپتے  
واں گیا بھی میں، تو اُن کی گالوں کا کیا جواب  
چاقوا ہے باد، جس کے ہاتھ میں جام آ گیا  
مُسرحد میں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم  
ریخ سے شوگر ہوا اناں، تو مٹ جانا ہر ریخ  
یوں ہی مگر روتا رہا غالب، تو آئے اہل جہاں

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے یہاں کریم بھیجے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ (سوالیہ) ۔

(۱۶) منشی نہیں بخش حقیق کو اس غزل کے بارے میں لکھتے ہیں: "ہاں، خدا کے واسطے غزل کی داد دینا اگر دیکھتے ہو، تو میر و سرمد کیا کہتے تھے؟ اگر وہ دیکھتے تھے، تو پھر یہ کیا تھے؟ صورت اس کی یہ ہے کہ ایک صاحب شاعرانہ گانوں پروردہ میں سے لکھنؤ سے یہ زمین لائے۔ حضور نے خود بھی غزل کہی اور مجھے بھی حکم دیا۔ سو میں حکم بجالایا اور غزل لکھی۔" (نادرانہ غالب: ۲۶)۔

مرتبہ نادرات نے اس خط کو اندازے سے منی یا جون ۱۸۵۲ء کا قرار دیا ہے۔ مگر اردو اخبار کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ غزل اور خط دونوں ۲۸ اگست ۱۸۵۲ء کے قریب کے ہیں۔

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: میں جو کہتا ہوں کہ ایم اے کے قیام میں نہیں۔

کس رُعونت سے وہ کہتے ہیں کہ افسوس نہیں،

۱۔ مجروح کے نام کے ایک خط میں مرزا صاحب نے اس مضمون کو نثر میں اس (باقی)

نہیں کہ عجم کو ریاست کا اعتقاد نہیں  
 کوئی کہے کہ شبِ نہ میں کیا برائی ہے  
 جو آؤں سامنے اُن کے، تو مرجبا، نکہی  
 کہیں جو یاد ہیں آنا ہوں میں، تو کہنے میں  
 علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب  
 جہاں میں عو غم و شادی ہم، میں کیا کام؟  
 تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو، غالب؟

دل میں تو ہے، نہ سنگ و خشت، درد سے پھر نہ آئے کیوں؟  
 دہلی کے م عوار بار، کوئی میں سنائے کیوں؟

و۔ ہ۔ ہ۔ گداہ (سیرکاب)۔  
 و۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔

(بقیہ) طرح لکھا ہے: "میر ہندی صبح کا وقت ہے جلا خوب پڑ رہا ہے۔ انگلیں  
 سامنے رکھی ہوئی ہے۔ دو حرف لکھتا ہوں، حاتم ناپا جانا ہوں۔ آگ میں گرمی  
 سہی، مگر وہ آتشِ مہال کہاں کہ جب دو جُڑے ہی لیے، فوراً رگ و پے میں دوڑ  
 گئی۔ دل توانا ہو گیا۔ قصیرِ حافظہ کو نواچد مہینچا۔ ساقی کوڑ کا بندہ اور آفتہ  
 لب، مائے غضب! مائے غضب! (اردو سے نقل: ۱۷۷ و خطوط: ۱: ۲۵۹)۔

۱۔ یہ غزل بھی دہلی اردو اخبار، جلد ۱۵ نمبر ۷ مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۵۳ء مطابق  
 ۱۶ جمادی الاول ۱۲۶۹ء میں اس تمید کے ساتھ شائع ہوئی تھی:

«الک غنص جناب صاحبِ عالم مرشدزادہ بہادر مرزا نور الدین المتخلص بہ شامی، جن کے (بقیہ)

ع کبر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستان نہیں

پیشے میں رہگزر پہ ہم، غیر میں اُٹھائے کیوں؟

جب وہ جمالیہ دلقروں، صورتِ مہرِ خسرو

آپ میں ہو نظارہ سوزِ پردے میں کُہ چھائے کیوں؟

ث کشفِ غمزہ جانتاں، نلوکِ ناز بے پناہ

نیرا میں عکسِ رخ سہی، ماننے نیرے آئے کیوں؟

”قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں

سوت سے پہلے، آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

”حسن اور اُس پہ ”حسنِ ظن، رہ گئی تُو الہوس کی شرم

اپنے پہ اعتماد ہے، اور کو آزمائے کیوں؟“

۱۔ ب۔ قد، مہ پرہ۔ ج۔ بھولے (سو کتاب)۔ د۔ ا۔ مہ، مہ، ج۔ دونو۔ ک۔ مہ کتاب نے بھی یوں لکھا تھا۔ مگر غالب نے ایسے قلم سے وہ دہرایا ہے۔ د۔ ا۔ مہ، مہ، ج۔ بلوس۔ ب۔ مہ، ج۔ غور۔

(نہ) حامد اوصاف اخباراتِ گذشتہ میں لکھے تھے، تحقیق سنا گیا کہ فرمودہ ہنگام

حضور والا، جناب نغم الدولہ اسد اللہ علی غالبِ حریان نے ایک غزل اس صفے میں لکھی

نہی، اور اس مقصود سے وہ غزل کھلوانی کئی تھی کہ مصرع لگانا جس میں دشوار

بلکہ ناممکن ہو۔ صاحبِ عالم ہادیہ مدوح نے ادق غور و تأمل میں کمالِ عجلت سے

عین طیار کر کے پڑھ دیا۔ حضور والا اور سب حضارِ دربار والا نے نہایت

پست کیا۔ حضور نے بائج دفعہ اس عین کو پڑھوایا اور جت خوش ہوئے۔

۱۔ ہدوا صاحب نے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے جنوں برلوی کو لکھا ہے (نہ)

وای وہ غرورِ عزّ و ناز، یساں پہ حجابِ پاسِ وضع  
 راہ میں مسمِ ملیں کہیں؟ یوم ہیں وہ بُلائے کیوں؟ ع  
 حال۔ وہ نہیں خدا پرست، جاؤ، وہ بیوقوفِ سی۔  
 جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جاے کیوں؟  
 غالبِ غتہ کے بغیر، کون سے کام بند ہیں؟  
 دہیے زار زار کیا، کبھیے ہاے ہاے کیوں؟ ع

و

﴿ ۱۱۷ ﴾

۱۱۷

حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تابشا ہو کہچشمِ تنگہ شاید کثرتِ نظائر سے وا ہو

۱۔ پی۔ حوالہ باب الزوا۔ ث۔ قد غار۔ حسد بھانپنے سے دل عام آپ ٹھاننا مر۔ ج۔ لطا ہیں۔ د۔ یہ کی جگہ سوا۔ ح۔ چہ  
 گیا ہے۔ ب۔ قد۔ شک ہے (سہرکاف)۔

(بذیہ) مولوی صاحب، کیا الطیف معنی ہوا داد دینا۔ حسنِ عارض اور حسنِ ظن دو صفیں  
 محبوب میں جمع ہیں۔ یعنی، صورت اچھی ہے اور گمان اُس کا صحیح ہے، کہیں  
 خطا نہیں کرند اور یہ گمان اُس کو بہ نسبت اپنے سے ہے کہ میرا مارا کہیں نہیں پتا،  
 اور میرا نیز غم نہ خطا نہیں کرند پس جب اُس کو اپنے اوپر ایسا بھروسا ہے، تو  
 رقیب کا امتحان کیوں کرے؟ اور حسنِ ظن نے رقیب کی شرم دکھ لی۔ ورنہ یہاں  
 معشوق نے مغالطہ کھایا تھا۔ رقیب، عائشہ صادق نہ تھا، ہوس ناک آدمی تھا۔ اگر  
 پہلے امتحان درمیان آتا، تو حقیقت کھل جاتی۔ (خطوط: ۱: ۱۲۶)۔



۱۔ بقدرِ حسرتِ دل چاہیے، فوقِ معاصی بھی  
ہر وہ یک گوشہٴ دامنِ گر آبِ حُفّتِ دریا ہو  
کفِ ہر جاگِ گشتن، شکلیِ فری، نالہ فرسا ہو

۱۱۸

حالیہ ق۔ ۱

۲۔ و آرتہ اس سے ہیں کہ نعتِ ہی کیوں نہ  
کچھ بھولا نہ مجھ میں صدف نے رنگِ اختلاط کا  
مے مجھ کو نغم سے تذکرۂ غیر کا گلہ  
۳۔ پیدا ہوئی ہے، کہنے ہیں مہر درد کی دوا  
ڈالا نہ یکسی نے کسی سے معاملہ  
۴۔ ہے آدمی، بھائے خود، اک عشرِ خیال  
کچھ ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو  
مے دل پہ بار، نقشِ نعتِ ہی کیوں نہ ہو  
مہر چند پر سیلِ شکایتِ ہی کیوں نہ ہو  
یوں ہو، تو چارۂ غمِ الفتِ ہی کیوں نہ ہو  
اپنے سے کھینچتا ہوں، کجالتِ ہی کیوں نہ ہو  
مہر اتھمن صحیفے سے، خلوتِ ہی کیوں نہ ہو

۱۔ اللہ ق۔ ۱۱۸، معاصی۔ لفظ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ یہ لفظ ایک گوشہٴ دامنِ اگر (سور کتاب)۔ لہذا، ہ۔ کہ آب  
(سور کتاب)۔ اللہ، غنہ گنور ہو (سور کتاب)۔ ۲۔ اللہ ق۔ اگر وہ سرد سال، یعنی حرام لغزلو آئے۔ اللہ اگر  
وہ سرد سال، یعنی حرام نواز آجائے۔ یہ قہہ، کف، ہر جاگ، م، گشتن (سور کتاب)۔ ۳۔ ح میں اس غزل کو  
اوس کلام سے دوسرے میں جرح کیا ہے۔ جس کا اصلاح کوئی شعر نہیں لکھتا ہے۔ اور حالہ یہ ہے کہ لفظ  
حاشیہ میں یہ موجود ہے، جس کا خود مراد نے بھی ایسے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔ اللہ قہہ ہوں کہ۔ ۴۔ اللہ  
ق۔ نہ ہم صلیب نے اختلاط (سور کتاب)۔ یہ م، گن، غنہ نعت (سور کتاب)۔ ۵۔ اللہ گنہ ۱۹۰ و اللہ  
غلز، گلا، اللہ گلا (سور کتاب)۔ ۶۔ اللہ قہہ، غنہ، غزلو (سور کتاب)۔ ۷۔ اللہ قہہ  
فلک، لعل، م، اللہ، مہر کمر۔ ۸۔ ق۔ ۱۱۸، غزلو۔ اللہ، ابی میں (غزلو سور کتاب)۔ ۹۔ اللہ، اللہ ایک (سور کتاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: دریاے معاصی، تُنُکِ آبی ہے، مواخشت

میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہوا تھا

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: قطع کیجیے نہ فلقِ م سے نہیں ہے، تو عداوت ہی سے

حکامۃ ذوقِ مدد ہے اقبال حاصل نکیچے دھرے، عبرت ہی کیوں نہ ہو  
 وازمنگی پہانے بیگانگی نہیں اپنے سے کرنا غیرے، وحشت ہی کیوں نہ ہو  
 شاہے فوتِ فرصتِ مٹی کا غم کوئی عمر عزیز، صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو  
 اُس فتنہ خو کے دو سے اب اُٹھنے ہیں اُس اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

۱۱۹

ماندہ

۱۔ واں پہچ کر جو غن آتا ہے م ہے م کو مد رہ آہنگِ زہی بوسِ قدم ہے م کو کھ  
 دل کو میں اور مجھے دل عورتِ وفا رکھتا ہے کس قدر ذوقِ گرفتاری م ہے م کو اگ

۱۔ غلامی میں یہ شعر قطع ہے۔ افسانہ ہے۔ قہ قہ سگی دل نہیں۔ بہ قہ ہے، غلامی، ما،  
 مگر (مرد سو کاتب)۔ افسانہ، خوب دھند (سو کاتب)۔ بہ قہ قہ، مگر چند عمر۔ مگر سربِ ج نے اس کا اظہار  
 نہیں کیا۔ موجودہ افسانہ گیل کے ہیں۔ قہ میں اس شعر کے مدد لڑوا سو دوسری زمین کے دو شعر لکھ دیے گئے ہیں۔  
 م افسانہ، ما قہ (سو کاتب)۔ م افسانہ، صاحبِ کاتب کے کاتب نے حسب دستور، وہاں، لکھا تھا۔ کاتب نے افسانہ  
 ایسے قہ ہے، وہاں، بنایا ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: موجِ خوب سر سے گرد ہی کیوں نہ جاے

آستانِ بار سے اُٹھ جائی کیا؟

۲۔ یہ غزل قیام لکھنؤ کے دوران میں لکھی گئی تھی۔ سید ذی صاحب ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ  
 کو لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے (ذکرِ غالب: ۴۲ حاشیہ)۔ اُن کے مکتوبِ بلامِ سید  
 ابن حسن خاں بہادر (لرود ادب، جولائی ۱۹۵۲ء: ۹۷) سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ گمایش ہ مونسے وہاں قیام رہا تھا، اس لیے رجب ۱۲۴۲ھ کے قریب ورودِ لکھنؤ  
 ہونا چاہیے۔ اس صورت میں اس غزل کی تاریخِ نظم رجب اور ذیقعدہ کے  
 درمیان واقع ہوگی۔

اس غزل کے ۲ مڑوک شعر یادگارِ نالہ میں آ رہے ہیں۔

کہ نصف ہے، قشر بے موز، ہے طوف گردن  
 کہ جانکر کیجئے تھاق، کہ کہہ ابد ہیں ہو  
 کہ رشکِ مطهری و دردِ اثرِ بانگِ حُزُن  
 • سرِ اُلف کے، جو، وعدے کو مکرر چاہا  
 • دل کے غور کرنے کی کبارجہ؛ لیکن ناچار  
 • گنجِ تم وہ باز کہ حوشی کو فدا کہنے ہو  
 کہ لکھن آئے کا باعثِ نبی کھٹا، یعنی  
 • قطعِ سلسلۂ شوقِ نبی ہے، بسہِ شوہر  
 • بسے جاتی ہے کہیں اہلِ توقیع، غالب

## 17

1

وایس کو کھول دے، تو ہاں میں ہوں شرمسار  
 یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے ہو<sup>۱۱</sup>  
 بے کو دیکھنا نیچ، نورِ سن تو دیکھ  
 آئندہ ناکہ دیدہ ظہیر سے ہو<sup>۱۲</sup>

[illegible]

۱۔ میرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں یوں لکھا ہے (کلیات فارسی : ۵۰۸) :

دانش در انتظار غیر، و ظلم زار زار وای! من گریه باشد خوارش از غم غمی من

۷۔ تاکہ جب تک حاشہ قائم



دھیمے اب ایسی جگہ چل کر۔ جہاں کوئی نہ ہو  
 ہے دو و دیوار سا اک گھر بنایا چاہئے  
 مہم سخن کوئی نہ ہو۔ اور مہرباں کوئی نہ ہو  
 کھوکھری عسایہ نہ ہو۔ اور باباں کوئی نہ ہو  
 اور اگر مر جائیے تو توجہ خوں کوئی نہ ہو  
 ہر بے گھر بہار، تو کوئی نہ ہو بہار دار



دھو تاہوں جب میں پڑے کو، اُس سبت کے بانو  
 دی سادگی سے جان، ہڈوں کو ممکن کے بانو  
 مجا کے تھے م چہ، سو اُس کی سزا ہے یہ  
 مرم کی جستجو میں پورا ہوں جو دور دور  
 لطف دے اذوقِ دشت نور دی کہ بھر مرگ  
 ہے جوش گل ہار میں بانک کہ ہر طرف

رکھتا ہے، خند سے کھینچ کے، باہر لگن کے بانو  
 مہابت کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرِ دن کے بانو  
 ہو کر اسیر، دانے ہیں راحوں کے بانو  
 تن سے سوا لگا کر ہیں، اس خستہ تن کے بانو  
 ہلے ہیں خود بخود مرے، اندر کفن کے بانو  
 لڑنے ہوئے، الجھنے ہیں مرغِ چمن کے بانو

[illegible]

۱۔ میرزا صاحب نے یہ شعر ۱۸۶۲ء کے ایک مکتوب بنام علانی میں نقل کیا ہے۔

زمانے ہیں: پھر کو شک ہے جزوہ نشیوں کے حال پر عموماً اور ایسی

فرخ آباد پر خصوصاً کہ جہاز سے اتر کر سر زمین عرب میں چھوڑ دیا۔ اٹاٹا ہوا !

یہ: دیئے گئے (اردو سے: علی: ۱۱۱، خطوط: ۲۱۰۸)۔

۲۔ اسی غزل کا ایک متروک شعر بدھگرمکھ میں آ رہا ہے۔

شب کو کسی کے خواب میں آیا ہو کہ:

دُکھتے ہیں۔ آج، اُس بیتِ نازکِ بدن کے بانو

غالب، مرے کلام میں کہوں کہ مرزا جو؟

پناہوں دھوکے خسرو شہرِ سخن کے بانو

177

تم جانو۔ تم کو فجر سے جو دم و راء ہو  
 چنے نہیں سواخذہ روزِ حشر سے  
 کیا وہ بھی یگنہ کش و حق ناشناس ہیں؟  
 اُٹھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے۔ اِلئے تار  
 جب بیکہ بُجھا۔ تو پھر اب کیا جگہ کی فید  
 سے ہیں جو پشت کی نعرہ سب دوست  
 غالب ہیں کر نحو، تو کچھ ایسا ضرور نہیں

۱۔ اللہ اکبر، ۱۵۱۶ء۔ قبلہ فیج، لاج، ۲۰ء۔ باد میں کھو گئے۔ باد میں غالب نے اپنے قلم سے کھو گئے کو کھو بنایا ہے۔ ۲۔ اللہ  
 دیوان سلطنت، ۱۵۶۳ء۔ رسم و رواج، ۱۰۔ اللہ بچ، شامیاس۔ ۳۔ اللہ، آسمان، غالب میں لڑن سے ہے۔ ۴۔ آسمان  
 باد، فیج، باد کھو۔ باد میں اللہ غالب نے اپنے قلم سے کھو بنایا ہے۔ ۵۔ اللہ، آسمان، نور دہی کہا۔ ۶۔ اللہ  
 خدا کر (سوکاتیب)۔ ۷۔ باد، بادشاہ۔

۱۔ نواب حلاق کو ایک خط میں لکھا ہے : ”تمہارے دیکھنے کو دل بہت چاہا ہے۔ اور دیکھا تمہارا موقوف اس پر ہے کہ تم یہاں آؤ۔ کائنات اپنے والد ماجد کے ساتھ جلسے آئے اور پھر کو دیکھ جائے۔۔۔۔۔ تم جاؤ۔ تم کو غیر سے جو رسم و رواج ہو، الخ (اردو سے نقل : ۳۶) و خطوط : ۱ : ۳۲۱)۔



کبھی میں چاروا، تو عدو طعنہ کیا کہیں  
طاقت میں تارھے نہ سے وانگیں کی لامیں  
میں منحرف نہ کیوں رہ و رہم ثواب سے؟  
غالب کچھ اپنی سی سے لہا نہیں بھیے

ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال  
ادب ہے اور میں کشمکش، تو کیا کیجے ؟  
تو نہیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا  
الٰہی ہے ہو تم، اگر دیکھتے ہو آئینہ  
جسے نصب ہو روزِ سیاہ میرا سا  
میں پھر اُن سے اُمید، اور انہیں ہماری قدر  
غلط نہ تھا، میں غلط پر گناہ نسلی کا  
پاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو فسرار  
مجھے جنوں نہیں، غالب، ولیے بقولِ حضور:

﴿ ۱۲۶ ﴾

۲۔ قص میں ہوں، گر اچھا نہیں نمانی میرے شیون کو

مرا ہونا بُرا کیا ہے، نواسخانِ گلشن کو ۱۰

۱۔ یہ دو کھان (سوکھان)۔ ۲۔ دھل اردو اخبار، کیسے کہا۔ ۳۔ یہ ۱۰ دھ میں ہی کر پکڑا جا لکھا ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: میں نامراد دل کی نسلی کو کیا کروں ؟

مانا کہ تجھے رخ سے نگہ کایاب ہے

۲۔ یہ مصرع بہادر شاہ ظفر کا ہے جو غالباً کسی شاعرے میں طرح ہوا تھا۔

غالب کے مصرع اول میں ۱۰ حضور سے شام ظفر میں مراد ہیں۔

۳۔ دھل اردو اخبار، جلد ۱۵، نمبر ۱۹، مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۶۹ء مطابق ۸ مئی ۱۸۵۳ء

میں یہ بقول شاعرے کی دوسری کئی غزلوں کے ساتھ درج ہے۔

نہیں گرمی آسان نہی، بہ رشک کیا کم ہے؟

نہ ہی حق، عذاباً، آرزوے دوست دشمن کو 'خ

نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جرات پر

کیا سینے میں جس نے خون چمکاں یزگانِ سوزن کو 'ا

خدا شرمائے ہاتھوں کو 'ا کہ رکھنے میں کشاکش میں

کہی میرے یگرید کو، کہی جاناب کے دامن کو 'خ

ابھی م فلک کا دیکھا آسان سمجھنے میں

نہی دیکھا یثاؤر، جوے خود میں، تیرے توسن کو 'ا

ہوا چرچا جو میرے بانو کی زنجیر بچے کا

کیا پشاپ کلب میں جنسِ جرم نے آمن کو 'ا

غوش کیا، کھٹ پر میرے اگر سو بار ابر آوے؟

سمجھناؤں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے بن نخرم کو 'ا

۱- بہ خا صہ - ۲- خا صہ خا صہ ہے (مختصہ لون)۔ ۳- بہ دعل لرد ایاز، کہ قاصد ہے - خا  
لغز ہے۔

۱- اسی مضمون کو فارسی میں یوں لکھا ہے (کلیاتِ فارسی: ۲۸۲):

یاد از حدو یارم، وین م ز دور جی است کاندر دلم گزشتن، با یار م نشی است

۲- نیز ملاحظہ ہو: غالب، کچھ اپنی سی سے لہتا نہیں مجھے

نخرم جلے، اگر نہ ملخ کھائے رکت کو

مثال بہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ امیر

کرتے قفس میں فراخ غصہ آشیاں کے لیے



وفاداری بشرطِ اُنٹواری اصلِ ایمان ہے

سُرمے بنگلانے میں، تو کبے میں گلاؤں یزمن کو  
شہادت نہیں مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو بھر کو

جہاں توارِ سکو دکھا، جہاں دینا نہا گردن کو  
نہ لٹا دن کو، تو کب رات کو یوں بخیہ سونا؟

رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دینا ہوں دھرن کو  
حن کیا کہ نہیں سکتے، کہ جو رہا ہوں جواہر کے؟

جگر کیا م نہیں رکھتے، کہ کھو دیں جا کے معدن کو؟  
سُرمے شامِ ملیحان جاہ سے نسبت نہیں غالب

فریدون و جم و کبشرو و دلواب و بہمن کو



۵ کسی سکو دیکھے دل، کوئی نواسپیر نساں کیوں ہو؟

نہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر مُتہ میں زیباں کیوں ہو؟

۱۔ سہ ماہ سے علاوہ پشاور، کابل، سبہ، مع، گلزار، م بہ، دہلی اردو اخبار، جا بے کوہیں۔ ۲۔ سہ ماہ، اردو سے  
میل ۱۹۶۸ عرد ۱۱۰ خطوط ۲۰۵۵۱ پلو میں۔ ۳۔ سہ ماہ، مع، سہ ماہ۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: موسمِ گل کا تصور میں یہی کھٹکا نہا

عجب آرام دیا ہے پروہالی نے مجھ سے

۲۔ میرزا صاحب نے مثنوی نہیں بخش حنفیہ کو ۲۲ رمضان ۱۲۷۰ء مطابق ۱۸ جون (۱۲۷۰ھ)

وہ اپنی غور نہ جھوڑیں گے، مگر اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟

سبک سربین کے کیا پرچہا کا، مگر سے سرگراں کیوں ہو؟  
کیا غمخوار نے رُسوا لگے آگن اس بخت کو؟

نہ لاف سے تلباب جو غم کی، وہ مسرا راز دہن کیوں ہو؟

(۱۰۶: ۱۸۵) کے بند لکھا ہے کہ: "میں نے ان دنوں میں دو غزلیں لکھی ہیں۔ ایک تو

"دریا نہرا، صحرا نہوا۔ سو وہ آپ کے پاس پہنچ چکا۔ دوسری غزل: "رواں

کیوں ہو، اور گماں کیوں ہو۔" وہ اب ہیچنا ہوں، (نادرشاہ غالب: ۵۶)۔ اس

سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس تاریخ سے کچھ قبل انہوں نے یہ غزل لکھی تھی۔

بڑ بھڑا صاحب نے میر کو ایک خط میں لکھا ہے: "پہلے تم سے یہ پرچہا جانا

ہے کہ برابر کتنی خطوں میں تم کو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے۔ پس اگر

کسی درد پر دل آیا ہے، تو شکایت کی کیا گنجائش ہے؟ بلکہ یہ غم تو نصیب

دوستوں، درخویر افزائش ہے۔ بقول: غالب، علیہ الرحمہ:

کسی کو دیکھے دل، کوئی نواسیح فضاں کیوں ہو؟

تو جب دل میں چلو میں، تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو؟

ہے عیا حسن مطلع:

یہ قصہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟

ہو۔ مگر تم دوست۔ جس کے، دشمن اُس کا آسمان کیوں ہو؟

افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار بڑا نہ آئے۔ اور اگر خداخواستہ باند، غم دنیا

ہے، تو بھائی، ہمارے مصدق ہو۔ ہم اس ہرجم کو مردانہ اُٹھا رہے ہیں، تم بھی اُٹھاؤ

اگر مرد ہو۔ بقول: غالب مرحوم:

دلا، یہ درد و الم بھی تو مستقیم ہے کہ آخر نہ کرنا سہی ہے، نہ آویم شبی ہے

(اردو سے نقل: ۱۹۶۸، عدد: ۱۱۰، خطوط: ۳۰۸:۱)

۱ وفا کیسے کہانے کا عشق؟ جب سر پہرانا پہرا  
 نو پہر، اے سنگھنہ نیرا میں لگی آتش کیوں ہو؟  
 ۲ نفس میں عمر سے روداد چمن کہنے نہ لڑا، صدم  
 گری ہے جس پہ کل بھل، وہ میرا آشیان کیوں ہو؟  
 ۳ یہ گنہ سکنے ہو، دم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بلاؤ  
 کہ جب دل میں نہیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو؟  
 ۴ غلط ہے تجھ پر دل کا شکوہ، دیکھو، جرم کس کا ہے،  
 نہ کھچو گر تم اپنے کو، کشاکش دریاں کیوں ہو؟  
 ۵ یہ فتنہ آدمی کی خانہ ورانی کھو گیا کم ہے؟  
 ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسمان کیوں ہو؟  
 ۶ تمہیں ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہنے ہیں؟  
 ۷ خدو کے ہوئے جب تم، تو میرا اسحال کیوں ہو؟  
 ۸ کہا تم نے کہ، کیوں ہو غیر کے طے میں رسول؟  
 ۹ بھا کہنے ہو، سچ کہنے ہو، پھر کیوں کہ، حال کیوں ہو؟  
 ۱۰ نکالا چھٹا ہے کام کیا طنز سے تو، غالب؟  
 ۱۱ زے سبھو کہنے سے، وہ نغمہ پر مہربان کیوں ہو؟

۱ "وفا" کیا ہوا۔ ۲ "نفس" میں دم ہو، لکھا گیا تھا، غالب نے اپنے نام سے "صدمہ" بنایا ہے۔ ۳ "یہ گنہ" اور "دل" کا دشمن۔ ۴ "غلط" ہوا تو دوست جس کا دشمن "نفس" کا۔



100

از میرنا ہے ذرہ دل و دل ہے آئی      طوطی کی، نش جہت ہے، مقابل ہے آئی



E. J. M.

مے سبز، زلر، مراد و دیوار غمکدہ • جس کی چار پہلو، پھر اُس کی کھڑاں نیچر  
نامچار یکس کی ہی حسرت اُٹھائیے دشواری رہ و ستم مریضی نیچر



| Age Group | Percentage |
|-----------|------------|
| 18-29     | ~65%       |
| 30-49     | ~55%       |
| 50-69     | ~45%       |
| 70+       | ~35%       |

حد جلوہ ویرو ہے، جو میزگان اُٹھائیے  
 ہے سگ پر، راتِ صافِ جنونِ عشق  
 دیوار، ہمارے پتھرِ مزدور سے ہے ختم  
 طافت کہاں کہ بد کا احساں اُٹھائیے؟  
 یعنی، هنوز پتھرِ طفلان اُٹھائیے  
 اے خائنِ خراب، نہ احساں اُٹھائیے اس

۱۔ پھر ان کے وہاں رہے۔ پھر ان کے وہاں رہے۔ پھر ان کے وہاں رہے۔

جہاں پر عنوانہ روایت آیا، جہاں باب آیا، اللہ علیہ رحمۃً کثیرہ (جو کتاب) = یہ اب زیست کا (جو کتاب)۔

۱- نیز ملاحظہ ہو: درد منہ کھن دوا خوا

من نه ایها قول برآ خوا

رونج نوبدی جاوید گوارا رهوا

خوش ہوں، مگر مالہ زہنی کشی تاہم نہیں

میں یا میرے زخمِ رشک کو دُسا نہ کیجیے      یا پردہِ نسیمِ بہار اٹھائیے؟



Figure 1 consists of two diagrams. The left diagram shows a single trial with a correct response (C) and an incorrect response (I). The right diagram shows multiple trials, with the number of correct responses increasing as the number of trials increases.

تک آئے ہیں م ابے خوشامد طلبوں سے  
یکبار لگانو مُخسّرے میرے لبوں سے  
دنہار، خونا طرف ان بے ادبوں سے  
ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے



The figure consists of two parts. The left part shows a 2x2 grid of trials. The top row is labeled 'Correct' and the bottom row is labeled 'Incorrect'. The left column is labeled 'Correct' and the right column is labeled 'Incorrect'. The probability of a correct response is 50%.

The right part shows a 4x4 grid of trials. The top row is labeled 'Correct' and the bottom row is labeled 'Incorrect'. The left column is labeled 'Correct' and the right column is labeled 'Incorrect'. The probability of a correct response is 75%.

غیر دنیا سے، گر باقی ہیں، فرصت سر اُٹھانے کی  
 ج کھلے گا کس طرح مضمون مرے مکتوب کا، بارب؟  
 اپنا پروناں میں شعلہ آتش کا آسان ہے  
 اُنہیں منظور اپنے زنجیروں کا دیکھ آتا تھا  
 ج ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا  
 لکھ کو بہ حوائث کا غمگین کر نہیں سکتی  
 ج کہوں کیا خوبی اوصافِ ابا سے زمان، غالب

ظلم کا دیکھا، قریب میرے باد آنے کی  
 قسم کھاتی ہے اُس کافر نے، کاغذ کے جلانے کی  
 دل سے مشکل ہے حکمتِ دل میں سوزِ غم چھپانے کی  
 اُٹھے تھے سیر گل کو، دیکھا شوخی ہانے کی  
 ۱۰ ترا آتا نہ تھا، ظالم، مگر تعید جانے کی  
 مری طاقت کہ خامن نہیں بُتوں کے ناز اُٹھانے کی  
 بدی کی اُس نے جس سے مرنے کی تھی بارعائیک

۳۔ یہ مذہب ایکسار ۔ ۴۔ یہ مذہب شیخ، ۵۔ ارن ۔ ۶۔ مذہب وہیکم ہے ۔ ۷۔ مذہب ۴، یہاں بھی ۔  
 ۸۔ مذہب ملک کر ۔ ۹۔ مذہب ج، یہاں ہے (سوکاب) ۔ ۱۰۔ مذہب وہ قاد ہے، ۱۱۔ سرور عروجی آثار ۔ یہ مذہب کا  
 دوسرا طاقتور کہ حاکم بھی یہاں ج میں اس اختلاف کا ذکر نہیں ۔ نیز یہ دینہ کی اور قیام بھی ۳ ر ہے ۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: ہمارے سیرگل، آئینہ یسری قافل

که انداز غروب غنیمت پسند آید



حاصل سے طائفہ دھو بیٹھ، اسے آرزو خراسی دل، جوشِ گرہ میں ہے فوہی ہوئی لاسی  
اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بُھادے • میں بھی، جلیے مروں میں، ہوں داغِ ناتمامی<sup>۱</sup>

لیج کیا تنگ م سبز دگل کا جہان ہے جس میں کہ اہک بیغہ مور، آسمان ہے  
خ ہے کائنات کو سحرِ کت، تیرے فوق سے پرتو سے آفتاب کے، ڈرتے ہیں چلن ہے<sup>۲</sup>  
حال آن کہ ہے یہ سلیخہ عارا سے لالہ رنگ • غافل کو میرے شیشے پہ ہے کا گمان ہے  
کی اُس نے گرم، سینہ اعلیٰ عروس میں، جا آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے،

۱۔ ہ۔ ق۔ قول (سورکاب)۔ ۲۔ قصہ قبہ ما، سبز دگل کا (سورکاب)۔ ۳۔ ہ۔ ق۔ داغ، ج۔ ی۔ ملاوٹ، مرد۔  
کاتبِ مصطب نے ہر مرد لکھا تھا۔ مگر غالب نے اپنے نام سے وہ کر دیا۔ بنایا ہے۔ ق۔ ب میں آفتاب۔ ی۔ مکر لکھا  
گیا ہے۔ ۴۔ ہ۔ ق۔ ملاوٹ، شیشہ۔ ۵۔ ہ۔ ق۔ ٹھنڈا، ج۔ ٹھنڈا (مرد سورکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: جلتا ہے دل کہ کیوں نہ م اک بار جل گئے

اسے نامی قصرِ شعلہ بار، جفا

جی جلیے فوقِ فضا کی ناتمامی پر نہ کیوں

م نیچے جلیے، نفسِ ہر چند آفتاب ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ہے، تھل زری، سامانِ وجود

ڈرتے، ہے پرتوِ شمسِ شید نہیں

ہے وہی بدستور ہر ڈرتے کا خود غرغروا

جس کے جلوے سے، زمین تا آسمان سرشار ہے

کیا خوب نام نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ بس چپ رہو، عمل سے بھی مُنہ میں زبان ہے گی  
 چھا ہے جو کہ سائبہ دیولر بار میں فرماں رواے حکمتورِ حدوتان ہے  
 ہستی کا اعتبار بھی جسم نے مٹا دیا۔ کس سے کیوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے؟  
 ہے۔ بارے اعتبار وفاداری اس قدر غالب۔ ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہ زبان ہے گی

۱۳۶

۱۳۶

دود سے جوتے، ہے نیمہ کو بیفروری، حبابے ا  
 تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ  
 کیوں مری غمخوارگی کا نیمہ کو آیا تھا خیال؟  
 عمر بھر کا تونے بیانِ وفا باندھا، تو کیا؟  
 زہر لگتی ہے مجھے آب و حوائے زندگی  
 ۱۰ گفتنیہا ہے نازِ جملوہ کو کیا ہو گیا؟  
 شرمِ رسولی سے جا بھونتا نقابِ خاک میں  
 خاک میں ناموسِ بیانِ محبتِ میل گئی  
 ہاتھ میں نیچ آدھا کا کام سے جانا رہا

۱۔ قصہ قار بوسا، نیز بہ شعر قہ ج، گو میں اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۲۔ قصہ قہ ۴، حو ۷ (سوکتاب)۔ نیز ۱۰ میں  
 ۵۔ بیت اگلے دو شعروں کے بعد ہے۔ ۶۔ قصہ بیج مکہ، نثار (سوکتاب)۔ ۷۔ بی ج، داغ جگر (اصاحہ، سوکتاب)۔  
 ۸۔ قصہ قہ ہزار اعتبار (سوکتاب)۔ ۹۔ قہ قہ، گئی۔ ہم میں اس میں غول میں کہ شہوان ہے۔ نیز ۱۰ میں ۱۰ غول کا  
 بیج شعر ہے، اور گل میں بیج سے بعد حو ۷ ہے۔ ۸۔ قصہ ۲، بیلا (سوکتاب)۔ ۹۔ بی ۲، ہوں (سوکتاب)۔  
 قہ ۴، اور ۱۰۔ ۱۱۔ قہ قہ، میں ۵۔ بیت اگلے دو شعروں کے بعد ہے۔ ۱۱۔ قصہ قہ مدحہ نثار۔ ۲۔ بیلا مدحہ بیلا  
 (ہر دو سوکتاب)۔ ۱۲۔ قہ قہ، میں ۵۔ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔ ۱۳۔ بی ج، مل گئے۔ ۱۴۔ قہ قہ، ۲، مدحہ بیلا۔

۱۔ میرزا صاحب نے میر کو اُن کی مجاہدہ کی موت پر ۱۸۶۰ء میں لکھا ہے: ”یہی، منظر ہے  
 غضب ہوئے ہیں۔ جس پر مرتے ہیں اُس کو مار دکھائیے ہیں۔ میں بھی منظر ہوں۔ عمر  
 بھر میں ایک بڑی ستم چٹھہ ڈھونی کو میں نے بھی مار دکھا ہے۔ خدا اُن دونوں کو  
 بخیرے، اور م تم کو بھی، کہ زخمِ مرگِ دوست کھانے ہوئے ہیں، مغفرت کرے۔ (۱۴)



۱۔ کسی طرح کاٹے کوڑے شہا ہے تار برشکل ؟  
 ۲۔ گوش مجبور پیام و چشم عسروں جمال  
 ۳۔ عشق نہ کوانہ تھا، غالب، ایس وحشت کا رنگ  
 ۴۔ ہے، نظر، خو کردہ اختراعی، حیا ہے،  
 ۵۔ ایک دل، یس پر یہ نا اُمیدواری، حیا ہے  
 ۶۔ رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ خوفِ خواری، حیا ہے



۱۔ سرگشتگی میں، عالمِ مٹی سے پیاس ہے  
 لپٹا نہیں مرے دلو آوارہ کی خبر  
 کیجے یاں سرورِ نیر غم کہاں ہلک؟  
 ہے وہ، غرورِ حُسن سے، یگانہ وفا  
 بی، جس قدر طے، شیوہِ مہتاب میں شراب  
 ہر یک مکان کو ہے مکئی سے شرفِ اند

نکلیں کھودے نوید کہ مرنے کی آس ہے  
 اب تک، وہ جانتا ہے کہ، میرے ہی پاس ہے  
 ہر مُو، مرے بدن پہ۔ زبانِ پیاس ہے  
 ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے  
 اس بھنسی مزاج کو گڑی ہی داس ہے  
 بچوں جو مر گیا ہے، تو جگمل اُداس ہے



۱۔ مگر خاموشی سے قائمہ اختتامیہ حال ہے خوش ہوں۔ کہ میری بات سمجھیں محال ہے ۱۰  
کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ دل، فردِ جمع و خمرِ چ زسنا ہے لال ہے

۱۔ افسہ قلبہ دار، اچ، پرنگال، ۲۔ پرنگال (مرد و سیر کتاب) - ۳۔ فتح، خان - قلبہ قلبہ ہی -  
۴۔ قلبہ دار، اگر صورت لیں، تو غریب میں اولیاء الیاء، اند، میری دل میں میری عزت تھی یہ حواری، چاہیے! - قلبہ،  
اولیاء الیاء - عقل، قلبہ عشق نے بکریا تھا، طالب وحدت کا رنگ (سیر کتاب) - ۵۔ افسہ دار، دیر، نادر،  
۶۔ افسہ قلبہ ۲، دار، مدح، لب - ۷۔ وہ پہ پہت، قلبہ، فاضلین آگے سے شرف سے بعد ہے - ۸۔ افسہ قلبہ، فاضلین میں قلبہ  
مہمان ہے - لیکن حالتیں ہر کسی نے تشبیہ لکھ دیا ہے - ۹۔ مد، اوس (سیر کتاب) - ۱۰۔ افسہ قلبہ دار، مر ابلیک، اچ، مد،  
۱۱۔ مر ابلیک، قلبہ قلبہ، دیر، نادر - ۱۲۔ افسہ قلبہ ۲، مد، حاضر ہی - ۱۳۔ افسہ قلبہ دار، اچ، فاضلین، گلا - ۱۴۔ افسہ قلبہ دار،  
مد، اچ، غریب (سیر کتاب) -

(ج) چالیس یا پندرہ برس کا یہ واقعہ ہے۔ با آنکہ یہ کوجہ ٹیپٹ گیا، اس فن میں یگانہ  
عص مر گیا۔ لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ لڑائی مار آتی ہیں۔ اس کا مرنا زندگی بھر

۱۱۹



۳۔ تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کہو، کہو کے بوجھ  
 سَخَرُو مَرے دل سے، کہ اس میں آگ دی ہے  
 دلا، یہ درد و الم بھی تو مُفَنَّم ہے، کہ آخر  
 نہ گریہ صبری ہے، نہ آونہم شی ہے

۴۔ دلتار عمر، طلع رہا اضطراب ہے اس سال کے حساب کو، برقِ آفتاب ہے  
 مگہ بنائے گئے ہے، سرو، فضا طر بہار ہے بالو نکرو، جلوة موجِ شراب ہے  
 گمراہی ہوا ہے، ہاشمہ ہائے نبات کا ۔ نے چاگئے کی گون، نہ اِقامت کی تاب ہے

۱۔ افسہ ح کے علاوہ شکوہ۔ فب یوم (سور کتاب)۔ ۲۔ افسہ ذ، افسہ بہ درد و الم۔ فب وک، دلتار (سور کتاب)۔  
 ۳۔ افسہ ب، بہار ہے (سور کتاب)۔ ۴۔ ب گلی، شراب ہے (سور کتاب)۔ ۵۔ افسہ ع، ہائی نبات (سور کتاب)۔ ۶۔ ب، ذ،  
 فب چاگئے گون (سور کتاب)۔ فب ۷، نہ (دونوں جگہ)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکابت، کبھی نہ بھروں  
 ہے ہی ہنر کے لوگوں میں نہ جھڑے تو مجھے

پُرموں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا  
 اٹک زرا جھڑب پھر دیکھو، کیا ہوتا ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: نقشہ عالمِ غم کو بھی، اے دل، غنیمت جانیے

بے صدا ہو جائے گا، یہ سازِ صنی اٹک دن

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: مریے میں بانو میں چلے نہرِ عشق میں زخمی

نہ چاگا جائے ہے بھرے، نہ پھرا جائے ہے بھرے

جادوِ بمانہ نوشہرِ رنڈاں ہے، شش جہت ۔ غافل گماں کرے ہے کہ گینے خراب ہے  
 نظارہ کیا حرف ہو اُس برقِ سن کا ؟ جوشِ بہار، جلوس کو جس کے نقاب ہے  
 میں نامراد دل کی نسل کو کیا کروں ؟ مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامباب ہے کیا  
 گزرا، آمد، تَسَرُّتِ یغماں بار سے قاعدہ بھر کو رشکِ سوال و جواب ہے ۔



قد حایان کا

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا بھیے صبحِ وطن ہے خندہ دندانِ نثار بھیے  
 ڈھونڈے ہے اُس مَنقَرِ آتشِ کُفس کو، جی ۔ جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ نثار بھیے  
 ستارہ بے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال ۔ نا بازگشت سے رہے مُتدا بھیے  
 کرنا ہے، بکے باغ میں تو، یحییایاں آنے لگی ہے نکبتِ گل سے جابا بھیے  
 کُٹھنا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ ؟ شعروں کے انتخاب نے رُسا کیا بھیے ۔

۱۔ ا۔ ق۔ جا مانہ (سوکاٹ)۔ ۲۔ ا۔ م۔ گ۔ ل۔ ۳۔ ج۔ ی۔ علاوہ تمام نسخے، طرہ۔ ۴۔ ا۔ ج۔ ہ۔ ر۔ ا۔  
 دل (باصلتہ سوکاٹ)۔ ۵۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۶۔ ا۔ م۔ ی۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۷۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔  
 بازگشت (سوکاٹ)۔ ۸۔ ا۔ م۔ ق۔ ی۔ ل۔ ح۔ ی۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۹۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔  
 ۱۰۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۱۱۔ م۔ گ۔ ر۔ ا۔ م۔ ج۔ ی۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۱۲۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔  
 ۱۳۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۱۴۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۱۵۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔ ۱۶۔ ا۔ م۔ د۔ ہ۔ ع۔ ی۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: ناکامی نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز

تو وہ نہیں کہ نیم کو ٹھاننا کرے کوئی

نظارے نے یہی کام کیا واپِ نقاب کا

سنی سے ہر نگہ تیرے رُخ پر بکھر گئی

۲۔ اس مضمون کو فارسی میں یوں ادا کیا ہے (کلیاتِ فارسی: ۲۰۸):

بازگشتے نبود۔ گر عہ ہوشم بخشد رانو ہراسے خیالِ تو چو ستان رفت

۷ جنوں، ٹہٹ کئی نہی، مگر شامانی کی  
کشا کشا ہے منی سے کرے کیا حق آزمائی  
نک باتر خراشِ دل ہے، لُفتِ زندگانی کی  
حوقِ زنجیر، سوچِ آبِ کو، فرصتِ روانی کی  
شرارِ سنگ نے تربت پہ پیری گلفانی کی  
پس از مردن بھی، دہوانہ، دہارنگاؤ طعنانِ ہے

نکوش، ہے سرا فریادی بیدارِ دلبر کی  
باداا غنمۃ دنداب نما ہو، صبحِ عسکر کی  
رنگِ لالی صکو، خاکِ دشوِ جنوں، رنگی بجھے  
اگر پردے بجائے دانہ، رمضان، نوکِ خنک کی  
بر پروانہ، شاید، بادبانِ کشتی کے تھا  
حوقِ مجلس کی گری سے، روانیِ دورِ سامع کی  
مک کروں بیدارِ ذوقِ پریشانیِ عرض، کیا قدرت! ہ  
کہ طائف، لڑکنی اڑنے سے پہلے، سورے شوہر کی  
مک کہاں نک روؤں اُس کے عیب کے پیچھے؟ زیامت ہے! ہ  
میری قسمت میں، بار بار، کیا نہ تھی دیوارِ پھر کی؟

۱۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔ مگر تو نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ۲۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔  
۳۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔ ۴۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔ ۵۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔  
۶۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔ ۷۔ افسانہ، قہ، قہ، قہ، ۴ کو۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: شوریدگی کے حاتم سے ہے سرِ وہالی دوش

صحرا میں، اے عدا، کوئی دیوار بھی نہیں

جو نہ فقیرِ داغِ دل کی کرے، شعلہ پاسبانی  
بھیجے اُس سے کہا توقعِ زمانہ جوالانی  
یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب صورتہ کہتا

تو فردگی نہاں ہے بکھینچ پڑیانی ۵  
کبھی کودگی میں جس نے نہ سنی مری کہانی  
کہ اُس سے جدو کو، بارِ بے، طے مری زندگانی، ۶

آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے  
 دینے میں جنت، حیاتِ دہر کے بدلے  
 گرہ نکالے ہے زہی بزم سے مجھ کو  
 م سے بٹ ہے، گمانِ رنجشِ خاطر  
 دل سے اٹھا لطفِ جلوہ عاے معانی  
 قل کا مج سے کیا ہے عہدِ نور، بارے  
 تو نے قسم یکس کی کہانی ہے، غالب

طاقتِ بیدارِ انتظار نہیں ہے کچھ  
 قہرِ بانڈازہٴ غبار نہیں ہے  
 صاف ہے کہ روئے یہ اختیار نہیں ہے  
 خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے کہ  
 غیرِ گل، آئینہٴ بہار، نہیں ہے  
 واہ! اگر عہدِ اُستوار نہیں ہے کچھ  
 تیری قسم کا کچھ اختیار نہیں ہے

[illegible]

۱۔ یہ قول اُس نصیبے سے نکال گئی ہے جو گنجینہ معنی: ۹ میں شامل ہے۔ چونکہ قاف آخر سے ناقص ہے، اس لیے اُس میں یہ اشعار موجود نہیں۔

۱۴۶

ذ. طابہ قد

۱۔ مجھ پر غم سے ہاں تک سرنگوں مجھ کو حاصل ہے

کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے

۲۔ دھوئے زخم سے مطلب ہے لذتِ زخمِ سوزن کی •

سمجھو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے

۳۔ وہ گل جن گناب میں جلوہ فرمائی کرے غالب

چلکا غنچہ گل کا۔ صدائے خندہ دل ہے

۱۴۷

ذ. کا

۱۔ تندرِ نازِ بُتِ طنازِ باغِ شہرِ رقیب

پاسے طاووس ہے خامۂ مانی مانیکے

۲۔ تو وہ بدخو کہ غنچہ کھپٹا جائے

غم وہ لہانہ کہ آئینہ سیانی مانیکے •

وہ شبِ عشق تنہا ہے کہ پھر صورتِ شمع

شبہ نا بھرِ جگر ریشہ دوانی مانیکے

۱۴۸

ذ. کا

۱۔ گہ پا بدامن عروحا ہوں، بسکہ میں صبرا نورد

خارِ باہرِ جہمِ آئینۂ زانو مجھے

۲۔ لہجہ لعلِ گل ہو • م. ذ. کا میں یہ دید اگلے شعر سے ملے ہے۔ احمد، ذ. نظر (سوکاتب) • قبہ عشقِ بلرب

۳۔ الغرض • قد صید بالفرو (فرہ سوکاتب) • احمد لب و لہجہ و نظروں • م. ذ. کا گل، قبہ م. دل و د • ۴۔ احمد، ذ. لہجہ •

۵۔ قبہ لہجہ صید لعل، مدح، لب • م. ذ. کا عشق (سوکاتب) • ذ. کا، قبہ م. جوں و شبہ شمع • قبہ لہجہ • م. جوں • یہ

قبہ لہجہ • م. نامہ جگر •

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: زخمِ سلاستے سے، مجھ پر چارہ جوتی کا ہے طعن

غیر سمجھا ہے کہ لذتِ زخمِ سوزن میں نہیں

دیکھنا حالت مرے دل کی، م آغوش کے وقت  
ہوں سراپا ساز آہنگ شکایت، کبھی نہ بچھ

مے نکلاؤ آشتا، نرا سر ہر مٹو، بھے  
نہے ہر ہیز کا لوگوں میں بھڑے نو بھے 'شتا



خونِ گر مرے مرنے سے نسل، نہ سے  
 خارِ خارِ الرجوتِ دیدار تو ہے  
 تے پرستان، کھرتے منہ سے لکائے میں سے  
 بفسرِ قس کہ ہے چشم و چراغِ صبرا  
 ابکِ شکایے پہ موقوف ہے گھر کی رونق  
 نہ ستائش کی نفا، نہ جلے کی پروا  
 عشرتِ صحبتِ خوبیاں میں غنیمت سمجھو

انتہاں اور بھی باقی ہو، تو یہ بھی نہ سے  
 شوق، گلچینِ گلستانِ نسل نہ سے  
 ایک دن گر ہوا بزم میں سا، نہ سے کیا  
 گر نہیں غمِ بہ خانہ کیلی نہ سے  
 نوحہ غم میں سے، نفا شادی نہ سے  
 گر نہیں میں مرے اشعار میں معنی، نہ سے  
 ہون، غالب، اگر عمر طیبی، نہ سے

[illegible]

۱۔ غیر ملاحظہ ہو: تم اپنے شکوے کی باہی نہ کہو نہ کہو دے ہو پھر

حذر کرو میرے دل سے۔ کہ اس میں آگ دن ہے

’برہوں میں شکوے سے یوں، راگن سے جیسے راجا

اک ذرا چھوڑے، پھر دیکھو، کیا ہوتا ہے

۲۔ اس خیال کو فارسی میں یوں تحریر کیا ہے (کتابت فارسی: ۳۵۷) :

در آشپزی، تفاوت، عنصر بزرگی توان دادن



۱۵۱  
نہ سانی نہ کا

میں رسم کر، ظالم کہ کیا بود چراغِ کشت ہے ۱  
بعض بہارِ وفا، سودِ چراغِ کشت ہے  
دل لگی کی آرزو ہے چین رکھتی ہے میں ۲  
ورنہ یل پروتی، سودِ چراغِ کشت ہے

۱۵۲  
نہ کا

گلشن کو تری صحبت، از بسک خوش آئی ہے  
مرغچے کا گل ہوتا، آغوشِ کشتائی ہے  
وان کُشکُر استغنا، مردم ہے بندی پر  
یانِ نالے کو نور اُٹا دعوایِ رسائی ہے  
از بسک کھانا ہے ہم ضبط کے لداڑے  
جو داغِ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ۳

۱۵۳  
نہ کا

سہاہ، پشت گرمی آیتہ دے ہے، ہم  
جواں کیسے ہوئے ہیں، دلِ بفرار کے  
آغوشِ گل، کُشودہ برائے وداع ہے  
اے عذلیب، جل کہ چلیے دن بہار کے ۴

۱ الف: قب وکہ غارو (سوکاب) - ۲ بہ: مد کے غارو: قید - ۳ بہ: مد کے غارو: قید - ۴ الف: قہ: م: مد:  
دعوی - ۵ الف: قہ: لیج: م: مد کے - ۶ بہ: قہ: دافوں کا نظر آتا خود - قید: ایک - ۷ بہ: قہ: مد:  
غارو (سوکاب) -

۱ - نیز ملاحظہ ہو:   
بہار کے ہے شبنم آئینہ برکِ گل بہ آب  
اے عذلیب، دفترِ وداع بہار ہے

مجموع نامہ حیرت عاجز عرضِ بک افغان ہے خوش، رشیدِ کشتاں سے، غصہ بدظالم ہے  
 تکلف برطرف، ہے جانتاں نہ لطیف بدخویاں نگاہِ یحییٰ ناز، نیزِ یزیدِ عریاں ہے  
 موت بہ کثرتِ غم سے نفی، کیفیتِ شادی کہ صبحِ عبدِ محمد کو بدرِ از چاکہ گریاں ہے  
 دل و دہنِ قذلا، ساقی سے کرسودا کیا چاہے کہ اس بازار میں ساغر، مانعِ دستگردی ہے نہ  
 غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، غلامِ مصرعہ کا مرجان ہے

ہے، وصل، ہمسرِ عالمِ تنگین و ضبط میں عشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے نہ  
 اُس لب سے مل میں جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں شوقِ فصول و جرأتِ زندانہ چاہیے نہ

چاکہ کی خواہش، اگر وحشت، ہیرانی کرے صبح کے مانند، زخمِ دل، گیرانی کرے نہ

- 
- ۱۔ یہ قول ایک موقوفہ ہے جس گنتی ہے۔ شعر کا دھرا اند تھرا شعر پہل قول کا خود سالی دھری کے ہیں۔  
 ۲۔ افسانہ مارے۔ ماہِ عربیہ۔ ساحلِ بلوچ۔ افسانہ "نہ جاننا نہ"۔ "نہ جاننا نہ"۔ "نہ جاننا نہ"۔  
 ۳۔ اگلیے شعر کے بعد ہے۔ ۴۔ گزشتہ شعر کی بند کے بعد ہے۔ ۵۔ افسانہ "نہ جاننا نہ"۔ (سورکاب)۔  
 ۶۔ یہاں بہ سیرت۔ ماہِ فصول (سورکاب)۔
- 

۱۔ یہ ملاحظہ ہو: نہ آئی سطوتِ قاتل میں مانع ہوئے لالوں کو

لبا دانتوں میں جو تنکا، ہوا رہنے کیپیشاں کا

جلوے کا نیسے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال  
ہے شکست سے بھی دل نوبہ، یارب، کب تک  
میکدہ، گر چشم مسدود ناز سے ہمارے شکست  
۲ غلطی عارض سے لکھا ہے ذرا کراقت نے بعد  
دبدۂ دل صکو زیارتگاہ حیرانی کرے  
آہنگ، کوہ پر عرضِ گراںمائی کرے؟  
موسے شیشہ، دبدۂ صانع کی میزگان کرے  
ہک ظم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے

NEW

چشمِ خواب، غامضی میں ہیں نوا پرداز ہے      سُرمہ، نو کویں کدور شعلہ آواز ہے  
بیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے      نالہ، گویا، گردشِ ستارہ کی آواز ہے  
دستکارِ دینہ خوابِ بھون دیکھا      اکِ سیلابِ جلوۂ گل، فرشِ بالائے آواز ہے

10A

1

ننگہ ہر قدم، دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے  
درسِ عنوانِ تماشا، بتفاضل خوشتر  
میری رفتار ہے، چاکے ہے پیاباں مجھ سے  
ننگہ، رفتہ شیرازۂ میزگان مجھ سے  
صورتِ دود، رہا سایہ گریزاں مجھ سے<sup>۱</sup>  
نغمہ وحشتِ آتشِ دل ہے، شبِ تہائی میں

[illegible]

۱۔ نو ملاحظہ ہو: بابہ میرا، بھیر ہے، مثل دود بھاگے ہے، آند

باس ہمہ آتش بھلا کے کس سے نہرا جائے ہے؟

غیر عقلی، جو سادگی آموزِ ناب  
افر آبلے ہے، جلد صحرای جنوں  
یہودی، بسترِ تہذیب فراغت ہو جو  
شوقِ دیدار میں، گر تو بھیے گردن مارے  
یکہاے شہرِ ہجر کی وحشت ہے ا  
گوشہ ساغرِ مدِ جلوۂ رنگیں، نغمے  
مکرم سے اک اک ہکنس ہے، آمد



ابک جا حرفِ وفا لکھتا تھا، سو بھی مٹ گیا ۔  
 جی جیسے ذوقِ فنا کی ناغاسی پر نہ کیوں ؟ •

۱۔ قصہ مہ پیا، (سورگاب)۔ ب۔ نہ تا، زور جفا آئے۔ ا۔ قصہ نہ تا، کجا، اثر آئے کرتے، یہ پیاں روشن  
بہ نہ تا گل، جادہ جون۔ لب میں یہ شعر اگل بیت کے بند ہے۔ ۲۔ لب نہ تا، جا، جاہ۔ ب۔ بہ نہ تا، جون  
گل طبع، عمر بخار، لب دگر، کلاہ (سورگاب)۔ ب۔ نہ میں یہ شعر ہار آئے کے بند ہے۔ ا۔ قصہ نہ تا، وحشت عت جو چہ  
د۔ ج میں لب غیر حضور حاضر کیا ہے۔ ا۔ قصہ نہ لب طبع، د۔ جا، صبا آئے نہ۔ ب۔ تا میں لب انتظار ہے، ۳۔ ج۔ د۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔  
اور کج میں، د۔ د۔ ا۔ ب۔ قصہ لبہ طبع۔

۱۔ ہر ملاحظہ ہو: جتنے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار چل گئے

اے نامیہ قسری شہ پار جہا

اُس شمع کی طرح ہے جس کو کوئی بھادے  
میں نہیں جلیے ہوں میں، ہوں داغ نامی

میں آگ سے پانی میں بھونے وقت اُنہیں ہے صدا ۔ ہر کوئی درمادگی میں نالے سے ناپار ہے  
 ہے رمی بدستہ ہر ذرہ کا خود خود خواہ ۔ جس کے جلوے سے زمین آسمان سرشار ہے  
 مجھ بھر سے مت گئے دلوں میں کہا تھا اپنی زندگی، ۔ زندگی سے بھی مرا جس ان دلوں بزار ہے  
 میں آنکھ کی تصویر سرنالے پہ کھینچی ہے، کہ نا ۔ نغمہ کھل جلوے کے اس کو حسرت بیدار ہے



ف حلیہ ۱۶۰

مجھ پیش سے میری وغیرہ کشمکش، ہر تار بسو ہے ۔  
 سرا سر رنج بالیہ ہے، سرا تن ہار بسو ہے ۔  
 تا سرنگش سر بصرا دادہ، نورالعین دامن ہے  
 دلہر بدست روبا اُفتادہ، رخسوردار بسو ہے  
 تا خوشا اقبالِ زنجیری عبادت حکوتم آنے مر  
 فرورخ شمع بالیہ، طالع بیدار بسو ہے

۱۔ قصہ م۔ لک۔ مد۔ می (سورکاب)۔ یہ قادیان سے ملتا ہے۔ قادیان، ہندوستان۔ (۲) ماحول اس غزل کا شعر  
 تھا جو گنجانے سے صحت ۱۰۰ پر صحت ہے۔ غالب نے غالب بدستہ ہاں داخل کر لیا ہے۔ ج۔ ح۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر  
 قادیان سے ملتا ہے۔ لیکن میری حالت میں یہ ترجمہ قادیان میں ہوئی ہے۔ ۲۔ قصہ م۔ مد۔ جلوہ۔ ۳۔ یہ قصہ  
 مد۔ می۔ ۴۔ قصہ مد۔ مد۔ ج۔ سورکاب۔ یہ قادیان، کہ ہاں لکھتے ہیں۔ ۵۔ یہ قصہ م۔ می۔ ۶۔ قادیان بسو  
 ہے۔ ۷۔ قصہ م۔ سورکاب (سورکاب)۔ قادیان، قادیان، ج۔ ح۔ طالع قادیان میں پہلے دور میں داخل تھا۔ اصلاح  
 صرف دلوں سے ہوئی۔ ۸۔ قصہ قادیان۔ اصلاح کے لیے قادیان بسو ہے۔ ج۔ م۔ آئے نو۔

۱۔ یہ ملاحظہ ہو: ہے نعلی تسری سامان وجود

ذوہ، ہے پرفور کُسر شد نہیں

ہے کائنات کو تحریک دینے والی

ہر کوئی سے آفتاب کے، ذوہ میں جلتے ہیں

۱۰ طوفان گاو جوش اضطراب شام تنهایی

شعاع آفتاب صبحِ عشر، نادرِ سحر ہے  
ابھی آتی ہے یو بالتر سے اُس کی زلفِ مشکین کی

میری دہک کو خوابِ زلیخا، غارِ بستر ہے ؟  
 کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہر سار میں غالب ؟

کہ جانی ہے، میری تاریخ، غار ہے۔



خطر ہے، رشتہ الفت، رگ گردن نہو جاوے  
 غرور، دوستی آفت ہے، تو دشمن نہو جاوے

سمجھ اس ضل میں کو نامہر نشوونما، جالب  
 اگر گل، سرو کے قامت پہ، پیراں نہو جاوے



کرے ہے، بادہ ترے لب سے، کسبِ رنگِ فروغ  
کبھی تو اس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے  
جہاں، گر نہ تھے غلہ مائے بلبلِ زار  
اسد سے نزع میں، چل، یوما، راہے خدا

خطرِ پیالہ، سراسر، ننگاؤں گلچیں سے  
کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالین سے  
کہ گوشِ رگل، خورشیم سے پیہ آگین سے  
مقامِ ترکِ حجاب و وداع نکھیں سے

١ الفاء في "يا صبيح" انعطاب وحده فيها . ج' انعطاب و ثام (سور كآب) . هـ كل انعطاب = ٢ الفاء في "هـ"

۱۔ عرض پہلو پہلو کے مقابلے۔ ۲۔ کھیر آن۔ ۳۔ آبِ حیات۔ ۴۔ غلے غلے۔ ۵۔ آبِ حیات (جو کتاب)۔

۱۔ بے مہر ایک - عداوت - عداوت - یہ شہر جل بار لب میں نظر آتا ہے - ایک لب سے لڑواہ سے دھار پڑوہ حلف ہو گیا ہے -

۱۔ وقت و بہار: نوجوانے (تہوں گے)۔ ۲۔ جہنم: اس شہر کو سواغیر طور پر ظاہر کیا ہے۔ ۳۔ جہنم: اس

ول کو لڑا وہ سب لوگوں کو لوٹ کر اپنے گھر گیا۔ یہاں کا مصلح کوئی شہر دوکان دھڑال میں موجود نہیں ہے۔

[illegible]

سایا یو - قزاق شير اور حليم نظام خانسار هم عين - تگر مدينه اور كابل قريبي مرقا - دله قزاقان دله سا

توضیحات: ۱- این سند به صورت کلی و کلیه موارد را شامل می شود. ۲- این سند به صورت کلی و کلیه موارد را شامل می شود.

قال في الخبر لم يرد له شيء من الدنيا الا ما كان له في الآخرة

مجھ کیوں نہو، چشمِ بادل، بحرِ تعلق، کیوں نہو ؟ • بنی اس پہار کو نظارے سے پردہز ہے  
مرنے مرنے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی • واسے انا کاہی کہ اُس کانر کا خنجر تیرے  
عارضہ گل دیکھ، روئے یار باد آیا، آمد جوشِ فصلِ بہاری، اشتیاق انگیز ہے

خ یاد ہے، شادی میں تھی، تنگنا، یارب، مجھے • سُبْحَہ زائد ہوا ہے، خندہ زیر لب، مجھے  
ہے گُناہِ خاطرِ وابستہ، درِ زہرِ سخن تھا طلیحِ کُھلِ ابد، خانہٴ مکتب مجھے  
یارب، اس آشفگی کی داد کس سے چاہیے؟ رشکِ آسائش بہ ہے زندانیوں کی اب مجھے  
طبع ہے مشتاقِ لہذا سے حسرت، کیا کروں؟ آرزو سے ہے، شکستہٴ آرزو، طالب مجھے  
دل لگا کر آپ بھی، غالب، مجھی سے ہو گئے عشق سے آنے نہیں مائع، میرزا صاحب مجھے

- ۱۔ اللہ، قہ، سب سے نکلے۔ ۲۔ ج۔ مد سے علاوہ، نظارہ۔ ۳۔ اللہ، گل، آرزو کی (سورکاب)۔ ۴۔ اللہ، گل، ۵۔ اللہ، قہ، مد میں خندہ سب سے  
(سورکاب)۔ ۶۔ ج، اس کانر (سورکاب)۔ ۷۔ اللہ، قہ، مد، طبع، مد، جلوتہ، گل۔ ۸۔ اللہ، قہ، مد، میں خندہ سب سے  
بلوب۔ ۹۔ اب بھی، علاوہ۔ ۱۰۔ اللہ، قہ، مد، گناہ (سورکاب)۔ ۱۱۔ ج، وابستہ، مر، رہی (سورکاب)۔ ۱۲۔ اللہ، قہ، مد،  
زندانیوں (سورکاب)۔ ۱۳۔ اللہ، قہ، مد، آپ بھی (سورکاب)۔

۱۔ مولانا غم الفنی خان نے بحر الفصاحت: ۲۵۵ میں لکھا ہے: "توجہ کے اختلاف کا ظم  
اُٹوا ہے، جسے گلِ بالضم کا قافیہ بدل بالفتح سے کرنا، اور یہ عیوب میں شمار کیا  
جاتا ہے۔ اس طرح کا قافیہ لانا ناروا ہے، جسے عذیبِ ضم مرزا غالب کے  
کلام میں ایک جگہ واقع ہوا ہے۔ لکھنے میں: عشق سے آنے نہیں مائع، میرزا  
صاحب مجھے۔ نظر، صاحب، کی جائے سُطی باعتبار قواعد صرف کے مکور ہے،  
اور طلبہ و یارب، میں لام اور و سے مفتوح۔ (ابھی)

زیرِ بگہ مشرقِ نانا، جنوں علامت ہے کشاد و بسترِ یزید، سحرِ خدات ہے  
نجانوں، کیونکہ نے داغِ طعنِ بدعہدی، تمہے کہ آتے ہیں درِ طے علامت ہے  
بہ بیچ و تکبرِ حوس، ملکِ ثابت من نور، نگاہِ نجس، سرِ دشمنِ سلامت ہے

۱۔ ز میں یہ شعر اگسے ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا تھا جس میں حرفِ اے کے بدلے ۱۔ اے، ۲۔ بھانوں، ۳۔ بہ، ۴۔ سلامت  
(مرید سوکاب)۔ ۲۔ صاحبِ پنجاب۔ ۳۔ قہ، ۴۔ نگہ، ۵۔ ہے۔

(ج) اگر کوئی کہے کہ عمارت میں 'صاحب' کی جگہ 'مُحلی' بھی خنوع ہے، تو م  
جواب دیں گے کہ آفا و قلی وغیرہ نے بکسرِ جگہ 'مُحلی' لکھا ہے۔ آفا:  
ہیں فارسی میں کلاک صاحب وہ خاص حضور کے صاحب  
قلی:

کہتے تو، آپ کون صاحب ہیں؟ کوئی نے کے بھر سے طالب ہیں؟  
اور راقم نے (۱۳۰۲ء میں) نواب مرزا خان صاحب 'داغ' سے اس باب میں استفسار کیا۔  
نواب جواب دیا کہ 'طالب' نے مغولہ غیر بیان کیا ہے، اور مثال میں یہ شعر ناظم کا پڑھا:  
غللِ غیر کی گفتار کی دیکھی ناظم؟ وہ میں جانا ہوں تو کہنا ہے، نواب آنے میں  
اور حق یہ ہے کہ اب روزمرہ اردو میں 'صاحب'، 'آعلام' کے ساتھ فتحرِ جگہ 'مُحلی'  
بیشتر مستعمل ہے۔ مگر اس سے کیا مطلب؟ کسی زبان میں کبھی ہو۔ جو الفاظ م لوگوں  
کی زبان پر جاری ہوں گے وہ ہی صحیح سمجھے جاویں گے۔ حال، جس وقت  
عرب عبارت میں لکھی، یا تلفظ کریں، اُس وقت اُن کی زبان کی پابندی لازم ہے۔  
ابنِ صحیح لعل ضرور ہے۔

بہ ملاحظہ ہو کتابِ مذکور، طبعِ قلم ۱۹۱۷ء صفحہ ۲۹۳۔





﴿ ۱۶۸ ﴾  
ق ۱۰

حسنِ بے پروا، خریدارِ متاعِ جلوہ ہے      آتش، زانوئے لکیرِ اختراعِ جلوہ ہے  
ناکھا، اے آگہی، رنگِ نقاشا باغِ جن      چشمِ وا گردیدہ، آغوشِ وداعِ جلوہ ہے

﴿ ۱۶۹ ﴾  
ق ۱۱

جب تک دعاؤں دُخم نہ پیدا کرے کوئی      کب تک خیالی طُمرۃِ لبلا کرے کوئی ؟  
عالمِ غبارِ وحشتِ محو ہے، سرسبز      حال، دردِ بن کے دل میں، مگر، جا کرے کوئی ؟  
افسردگی، نہیں طربِ انشائے الفات      آخر، کہیں تو عقدِ دل وا کرے کوئی ؟  
روئے ہے، اے نازم، ملامت نہ کر مجھے      کیا فائدہ کہ سب کو رسوا کرے کوئی ؟  
چائے جگر ہے، جب رو پرست نہ وا ہوئی      تاجدارِ باغِ باغی، صحرا کرے کوئی ؟  
لختِ شکر ہے، دگر مر علو، شاخِ گل      تو وہ نہیں کہ تمھ کو نقاشا کرے کوئی ؟  
ناکھیں لگاؤ، ہے برترِ نظارہ سوز      نقاشا نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی ؟  
" مر سنگ و خشت، ہے صدفِ گوہرِ شکست

۱۔ یہ سب داگردینہ آغوش و باغِ جلوہ (سورکاب)۔  
۲۔ یہ قول ایک دو غولیسے ہے چلی گئی ہے۔  
۳۔ اسد ۹، ۱۱، ۱۲ جلی کے قلمِ بھائی دوسری کے ہیں۔  
۴۔ یہ قول ق، د، ف، ج، ح، جوں جوں ہوئے دل۔ مگر مراتج نے اسے  
ظہر نہیں کیا۔  
۵۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔  
۶۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔  
۷۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔  
۸۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔  
۹۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔  
۱۰۔ ج میں یہ ظہر نہیں کیا کہ یہ حاشیہ ق کا شعر ہے۔ یہ قول ق، د، ف، ح، ج، ح، جوں جوں۔

۱۔ فارسی میں اس مضمون کو یوں کہا ہے: (کلیاتِ فارسی: ۱۹۳)

آغشتہ ایم مر سیرِ خارِ بے بخونِ دل      قانونِ باغی، صحرا نوشتہ ایم

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: اے دلِ نامائیتِ الحبش، صبطِ شوقِ کر

کون لا سکتا ہے تابِ طرۃِ دیدارِ دوستہ (ان)





غنجہ نا شکستا۔ برگِ عاقبت معلوم ا  
با وجودِ دلجمی، خوابِ گل پریشان ہے  
م سے رنجِ پٹان کس طرح اُٹھایا جائے  
داغ، پستہ دستِ عجزِ شطہ، جس بدنہاں ہے

﴿ ۱۷۴ ﴾

فہ تا

گم لبِ عیسیٰ کی جنبش کرنی ہے گوارہ جنبانی  
قباحت، کشتہ لعلِ بُل کا خوابِ سبکی ہے

﴿ ۱۷۵ ﴾

فہ تا

ع آمدِ سیلابِ طوفانِ خداے آب ہے  
نقشِ با، جو کان میں دکھتا ہے انگلی جادہ ہے

۱۔ اللہ، قہ نا شکستا۔ ماد شکستا (سوکتاب)۔ ۲۔ اللہ، فہ لعلِ قلم میں اس صرخ کی جگہ تھا: ایہ عربیہ جبارک  
موا، کارِ حقِ آماد ہے۔ مگر یہ دوسرا صرخ تھا۔ موصوفہ، من سب ہے ہائے قہ میں مٹا ہے۔ ۳۔ قہ، پستہ دست  
(سوکتاب)۔ ۴۔ اللہ، قہ جنبانی (سوکتاب)۔ ۵۔ قہ، با کی خواب۔ ۶۔ اللہ، فہ تا، با خوابِ سیلابِ طوفان۔  
۷۔ اللہ (سوکتاب)۔ ۸۔ قہ، سیلاب و طوفان۔ ۹۔ قہ، فہ تا، کھینچے ہے۔ مگر ج میں اس کا ذکر نہیں ہوا۔ ۱۰۔ اللہ،  
ج کے علاوہ غنجہ۔

۱۔ اس شعر کی حسبِ ذیل تشریح کی ہے: "کلی جب شی نکلی، بصورتِ قلبیہ صورتِ نظر

آئے۔ اور جب نک پھول بنے برگِ عاقبت معلوم۔ یہاں، معلوم، یعنی معلوم ہے۔

اور برگِ عاقبت یعنی ماہِ آرام۔ ع: برگِ عیسے بگورِ خویش فرست۔ برگ اور سرور

برگ یعنی ساز و سامان ہے۔ خوابِ گل، غضبِ گل، باغدارِ خوشی و رجا ماندگی۔

پریشانی ظاہر ہے، ہنسی شکستگی: وہی پھول کی پتکڑیوں کا بکھرا ہوا ہونا۔ غنجہ بصورتِ

دل جمع ہے۔ با وصفِ جمعیتِ دل گل کو خوابِ پریشان نصیب ہے۔" (عود: ۱۵۹)

۲۔ اسی خط میں تیسرے شعر کا یہ مطلب بتایا ہے: "پستہ دست صورتِ عجز۔ اور

دعس بدنہاں و کاہ بدنہاں گرفت، یہی اظہارِ عجز ہے۔ پس جس عالم میں کہ داغ سے

پستہ دست زمیں پر رکھ دی ہو، اور شعلے سے تکا دانتوں میں لبا ہو، م سے

رنجِ اضطراب کا تحمل کس طرح ہو؟" (عود: ۱۵۹)

برائے، وحشکدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟  
 شے میں، بغیرِ پری، پنہاں ہے دوجِ بادہ سے

﴿ ۱۷۶ ﴾

۱۷۶

جس جا، نیم خانہ کشر زلفِ بار ہے  
 کس کا سُراغِ جلوہ ہے، حیرت کو، اے خدا؟  
 ہے ذرہ ذرہ، تنگی جا ہے، غبارِ شوق  
 دلِ سُدی، و دیدہ بنا مُدعیِ غلبہ  
 جھڑکے ہے شبنم، آنہ برکے گل پہ، آب  
 پیج آہری ہے وعدہ دہار کی عہے  
 بے پردہ سوئے وانیِ جنوں گزر نکر  
 اے عدلیہ، یک کفرِ خس ہر آشیان  
 ۱۰ دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سہی ہی سہی

نافہ، دماغِ آہرے دشتِ تار، ہے  
 آئینہ، فرسِ شش جہرِ انتظار ہے  
 گر دلم بہ ہے، وسعتِ صرا شکار ہے  
 اُنظارے کا مُسْتَوِیہ پھر رو بکار ہے  
 اے عدلیہ، وقبِ وداعِ بہار ہے  
 وہ آئے یا نہ آئے، یہ یاں انتظار ہے  
 ہر ذرے کے یقاب میں، دل بفرار ہے  
 طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے  
 اے بیدماغ، اُٹھ بختال دار ہے

۱۰ یہ قول ایک مدخلیہ ہے۔ اس کے شعر ۱، ۲ اور ۳ کی پہلی غزل کے اور ہائی دوسری کے ہیں۔  
 ۱۱ یہ ملاحظہ ہو۔ ۱۲ یہ پہلی کے اور ہائی دوسری کے ہیں۔ ۱۳ یہ چوتھوں (سو کاہ)۔ ۱۴ یہ گول، دل  
 مدعی ہے۔ ۱۵ یہ مدعیِ غلوہ نظارہ۔ ۱۶ یہ، چ، گل پر۔ ۱۷ یہ، قار، گل، نہ، ۱۸ تو ہے یا نہ آئے۔  
 ۱۹ یہ مدعی چ، آنہ یا نہ آنہ۔ ۲۰ یہ میں ہی اس طرح تھا۔ لیکن غالب نے ایسے عالم سے مراد اور خوشہ دہوں پہل  
 دیے ہیں۔ ۲۱ یہ یاں انتظار۔ ۲۲ یہ مدعی جا کے غلوہ، نرہ۔ ۲۳ یہ، مدعی، ۲۴ قاسم یہ شعر دیویدہ  
 سے پہلے ہے۔

۱- نیز ملاحظہ ہو: دل و بیڑگاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اُس کی رو بکاری ہے

۲- نیز ملاحظہ ہو: آغوشِ گل، کُشودہ برائے وداع ہے

اے عدلیہ، چل کہ چلیے دلتِ بہار کے

ج غلت کفیلہ عمر، و آمد صامد نشاط اے مرگِ ناگیاں، تجھے کیا انتظار ہے؟

۱۔ محمد، لہ، قہ، حاسن، رہا۔

۱۔ اس مقطع کا دوسرا مصرع، میرزا صاحب نے میرزا قفہ کے خط میں یہ کہہ کر نقل کیا ہے کہ "میرا حال اس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کے ہوئے اشعار سب بھول گیا۔ مگر، ہاں اپنے ہندی کلام میں سے لڑھ شعر، یعنی ایک مقطع اور ایک مصرع یاد رہ گیا ہے۔ سو گاہ گاہ جب دل اُٹسے لگتا ہے، تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے: زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب الخ۔ پھر جب سحت کھراتا ہوں، اور تنگ آتا ہوں، تو یہ مصرع پڑھ کر چپ ہو جاتا ہوں: اے مرگِ ناگیاں الخ" (عرد: ۱۰۰، اردو سے نقل: ۱۲۴، خطوط: ۳۸:۱) نیز ۳ جولائی ۱۸۶۳ء کو علان کو لکھتے ہیں: "میری حقیقت سنو۔ مینا پھر سے زیادہ کا عرصہ ہوا، باہمی ہاتھ میں درم، کفیلہ یا سے پشتِ پا کو کھیرنا ہوا ہٹل نک آماں۔ کھڑا ہوتا ہوں، تو ہٹل کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں۔ خیر، نہ اُٹھا۔ روٹی کھانے جل سرائ نہ گیا۔ کھانا بھی نکالیا۔ پشاب کو کیونکر نہ اُٹھوں؟ حاجتی رکھ لی۔ بنیر اُکڑو پیٹھے بات نہیں بتی۔ باغیچے کو اگرچہ دوسرے دوسرے دن جاؤں، مگر جاؤں تو سہی۔ یہ سب موقعے خیال میں لا کر سوچ لو کہ کیا گردن ہوگی۔ آغازِ مکتی مزید علیہ با سزا۔ چری و صد عیب، چنین گفتہ اند۔ ایسا یہ مصرع بار بار چپکے چپکے پڑھتا ہوں: اے مرگِ ناگیاں، تجھے کیا انتظار ہے؟ مرگ اب ناگیاں کہاں رہی؟ اسباب و آثار سب فرام ہیں۔ عالمی الہی بخش عالم مغفور کا کیا مصرع ہے؟ آہا جی جاؤں، نکل جائے اگر جان کہیں" (اردو سے نقل: ۱۲۲، خطوط: ۳۸:۱)۔

خونبوں میں دھنسا اداہ نکلی ہے      نگاہ دل سے ترے سر پہ سا نکلی ہے  
خدا پر تگرِ خلوت ہے، بٹی ہے شہم      صبا جو غجے کے پردے میں جا نکلی ہے  
ہجومِ سینہ عاشق سے آبِ نیرنگا      کہ زخمِ روزِ بد سے ہوا نکلی ہے

آئینہ کیوں ندوں، کہ نمائنا کی جیسے؟      ایسا کہاں سے لاؤں کہ غم سا کی جیسے؟  
حسرت نے لا دکھا نری بزمِ خیال میں      گدگد نکلا، سُودا کی جیسے  
چونکا ہے کس نے گوشِ نعت میں، اے خدا؟      افسوں انتظار، نسا کی جیسے  
سر پر مجسومِ دودِ غریبی سے، ڈالیے      وہ ایک مُشرِ خاک کے صبرا کی جیسے  
ہے چمنِ نو میں حسرتِ دہلاہ سے نہاں      شوقِ عیاں گیند، دریا کی جیسے  
دردِ کار ہے شگفتنِ گہاے عشقِ صحر      صبح بہار، پنبہ بنا کی جیسے  
۱۰ غالب، برا نہ مان، جو واقعہ برا کہے      ایسا ہی کوئی ہے کہ سب اچھا کی جیسے

۱۔ قصہ ف ۵، صحت سے غلط ہے۔ ۲۔ ہاں (سوکاب)۔ ج آئی ہے (سوکاب)۔ ۳۔ ف ۵، ح ۵ سے علاوہ طبع۔ ف ۵،  
کی خلوت میں جا۔ ف ۵، غلط ہے۔ ۴۔ بہ ف ۵، افسوس (سوکاب)۔ ۵۔ ف ۵، میں یہ بیت اور ۵۰ سین شروع ہے پہلے  
ہے۔ قصہ ف ۵، یہ نثر و پردِ قلم ہم جزم ہیں۔ ح ۵، صورت پہلی بار اب میں نظر آئی ہے۔ ۱۰۔ قصہ  
۱۰، ص ۲۳، وہی برا کہی۔

۱۔ میرزا صاحب نے سُبَّاح کے خط میں یہ شعر قدرے تخریک کے ساتھ نقل کیا ہے۔  
فرماتے ہیں: ”تم برا نہ مانو۔ کس واسطے کہ اگر میں برا ہوں، تو اُس نے سچ کہا۔  
اور اگر میں اچھا ہوں اور اُس نے برا کہا، تو اُس کو خدا کے حوالے کرو۔“  
بیت: غالب، برا نہ مان جو دشمن برا کہی، الخ۔ (اردو سے نقل: ۲۳)



شہن، بکلی لالہ، نہ خال زِ لدا ہے  
دل، خون شدہ کشمکشِ حسرتِ دیدار  
کے شعلے سے خوف، ہوسِ شعلہ نے جو کی  
سوِ نِخال میں تیری ہے وہ شوخی کہ ہمدوق  
" فری کفِ خاکسوز و بلبلِ قصیرِ رنگ  
" خوں نے تری انفرادہ کیا وحشتِ دل کو  
مجھدی و دعوائے گرفتاریِ الفت  
معلوم ہوا حالِ شہدائِ گزشتہ  
ٹا اے پر نورِ شہیدِ جہانتاب، ادھر بھی  
کچھ ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی طے داد  
بہگانگرِ عشق سے تبدیل ہو، غالب

داغِ دلِ بے ہود، ظہرِ گاوِ جا ہے  
آئینہ، بسترِ بسترِ حسرتِ حنا ہے  
جی، کس قدر انفرادیِ دل پہ جلا ہے  
آئینہ، بالدارِ گل، آغوشِ کنا ہے  
اے نالہ، خزانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟  
مشتوق و بیجوعلگی، طرفِ بلا ہے  
دستِ تو سگِ آمد، پناہِ وفا ہے  
تیسرے سہ، آئینہ تصویرِ نا ہے  
سایے کی طرح، ہم پہ عجب وقت پڑا ہے  
بارہ، اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے؟  
کوئی نہیں تیرا، تو، مری جان، خدا ہے

- ۱۔ یہ قول فاجیہ بوجہ قصانِ لہواۃ غلوہ ہے۔ ۲۔ لہذا ج، کشمکشِ کثرتِ لطیف۔ ۳۔ لہذا م، ص، ع، شعلہ ہے۔
- ۴۔ لہذا ج، (سورکاتب)۔ نیز یہ اور دوسرے جوں لہذا خبر کل جی دہانے کہتے ہیں۔ ۵۔ لہذا لہذا قلع، ہمدوق۔
- ۶۔ لہذا ہذا قص (سورکاتب)۔ ۷۔ لہذا ک، جو لالہ۔ ۸۔ لہذا قص سوختہ۔ ۹۔ لہذا ہذا جوی (سورکاتب)۔ ۱۰۔ لہذا لہذا
- ج، دامن۔ اعوام وفا۔ ۱۱۔ لہذا جی یہ بیت اگلے شعر سے بند ہے۔ ۱۲۔ لہذا م، اندر (تہذیب رسم خط)۔ ۱۳۔ لہذا ہذا ج
- سے ملازمہ پایا۔ ۱۴۔ لہذا ہذا مل داد (سورکاتب)۔ ۱۵۔ لہذا جی ہذا کر احساسِ درد کرنے کے لیے 'بکسر اللہ لکھا ہے۔

- ۱۔ نیز ملاحظہ ہو: سُراغِ کفِ نالہ لے داغِ دل سے  
کہ کُشبو کا قصِ قدم دیکھنے ہیں
- ۲۔ نیز ملاحظہ ہو: آتا ہے، داغِ حسرتِ دل کا شمار، باد  
مجھ سے مرے گئے کا حباب، اے خدا، ناگ



میں نعرہ کیا؟ صلیب گول کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو  
 وہی م میں۔ قص ہے اور ماتم بال و پر کا ہے  
 'رفاعے دلبروں ہے افضال، ورنہ اے عدم  
 اثر فریادِ دلہائے عرب کا کس نے دیکھا ہے؟'  
 لائی، شوخیِ لہجہ، تلخِ رنجِ فوری  
 حکمِ افسوس ملا، عہدِ تجدید نسا ہے

۱۸۲

حالیہ

میں عشقِ بھر کو نہیں، رحمت میں سہی  
 'قطع کیجیے نہ تعلق م سے  
 میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی؟  
 م میں دشمن تو نہیں میں اپنے  
 اپنی منی میں سے ہو، جو کچھ ہو  
 ہوی رحمت، نری شہوت میں سہی  
 کچھ نہیں ہے، تو عدالت میں سہی'  
 اسے وہ جلتی نہیں، نکلتی میں سہی  
 غیر کو تجھ سے محبت میں سہی  
 آگہی کر نہیں، غلط میں سہی

۱۔ بالائی وہ م (سوکاکی)۔ ۲۔ اے مداح! نہ لائی۔ ۳۔ وہ فوری۔ ۴۔ اے افسوس سوفا۔ ۵۔ چاہ میں  
 یہ قول افسوس کلام کے دہرے میں جوں ہے جس کا صلح کوئی شرف نہیں ہے میں نہیں، حالانکہ یہ حالیہ فوری  
 موجود ہے۔ ۶۔ یہ 'م' فوج' ف اور م میں ملے، کہ بعداً بکھر آ لکھا ہے۔ ۷۔ ف و م میں یہ شعر جیسے  
 نہیں پڑے۔

- ۱۔ نیز ملاحظہ ہو: آء کا کس نے اثر دیکھا ہے) م میں ایک ایسی ہوا بلند ہے ہیں
- ۲۔ نیز ملاحظہ ہو: وارنہ اس سے ہیں کہ محبت میں کیوں نہ ہو  
 کیجیے ہمارے ماتم، عدالت میں کیوں نہ ہو

عمر، ہر چند کہ ہے برقِ خیرام  
 دل کے خونِ گریے کی فرصت ہی نہیں  
 مِ حَقِّ نَزْکِ وفا کرتے ہیں  
 نہ سہی عشقِ مصید ہی نہیں کچھ  
 کچھ تو دے، اے ظلمِ ناانصاف  
 آہ و فریاد کی رخصت ہی نہیں  
 مِ بھی تسلیم کی کُھو ڈالیں گے  
 بے نیازی، تری عادت ہی نہیں  
 بار سے پہلے چلی جائے، اند  
 گر نہیں وصل، تو حسرت ہی نہیں  
 دل کے خونِ گریے کی فرصت ہی نہیں

ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اور نازک بن گیا  
 رنگ کُھٹا جائے ہے، جفا کہ اُڑنا جائے ہے،  
 نقشِ سحر اُس کے، تصور پر بھی کیا کیا ناز ہے،  
 کوہِ چننا ہے جس قدر، اُتار بھی کھینچا جائے ہے،  
 سایہ سیرا، عجم ہے، مثلِ دود، بھاگے ہے، آد  
 باس عجم آتشِ بھاس کے کس سے ٹھہرا جائے ہے؟

﴿ ۱۸۵ ﴾

آخر قہ ۶

گرمِ فریاد رکھا شکرِ نہال نے مجھے      تب لہاں بھر میں دی پردِ کمال نے مجھے  
 نیبہ و غصہ دو عالم کی حقیقت معلوم      لے لیا مجھ سے مری صفتِ عالی نے مجھے  
 کثرتِ آرائی وحدت، ہے پرستاری و دم      کردیا کانسر ان انسانِ خیال نے مجھے  
 حوسِ گل کا تصور میں بھی کھینکا نہا      عجب آرام دیا ہے پروبال نے مجھے

﴿ ۱۸۶ ﴾

آخر قہ ۶

چاہیے اجتہادِ سحر، جفا چاہیے      ۶ اگر چاہیے، تو پھر کیا چاہیے؟  
 صحتِ رندان سے واجب ہے حذر      جائے تے اپنے سحر کوہِ چاہیے؟  
 چاہیے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل؟      بلوے، اب اس سے بھی سمجھا چاہیے؟

۱ قصہ قدِ ریش۔ حال نے بدلتے سے لڑتے ہیں، کس طرح لکھا ہے، مگر سرب ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔  
 ۲ قصہ قدِ کبر و جلال، قصہ قدِ کبر و جلال ہے۔ یہاں قصہ قدِ کبر و جلال ہے، قصہ قدِ کبر و جلال ہے، قصہ قدِ کبر و جلال ہے۔  
 (سو کاتب)۔ ۳ قصہ قدِ فتح، ۴ آتشِ دہلی۔ یہاں قصہ قدِ فتح ہے، قصہ قدِ فتح ہے، قصہ قدِ فتح ہے۔  
 کلام سے دوسرے میں بھی ہے، جس کا مطلع کوئی شعر علیٰ لہجے میں نہیں، حالانکہ یہ قہ سے آخر میں موجود ہے۔  
 ۶ یہ قصہ قدِ غلہ، فتح، اس (سو کاتب)۔ ۷ ج میں اس قول کی توجہ ہے، مثلِ لؤل ساکن ہے۔ قصہ قدِ قدِ حریف  
 کہ، مگر سرب ج نے اسے شاعر نہیں کیا۔ ۸ جسا چاہیے (سو کاتب)۔ ۹ قصہ قدِ فتح، ۱۰ چاہیے تیرے کو۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو:      نہ لُٹا دن کو، تو کب رات کو یوں بیٹھ سوتا؟  
 رہا کھینکا نہ چوری کا، دتا دینا ہوں دھون کو

خانہ نمودل سے ہی گری گری اندیشے میں ہے  
 آہیکہ، کُندو صبا سے بگھلا جائے ہے  
 غیر صکو، یارب، وہ کیونکر منع گناہی کرے؟  
 کر جا ہی اُس کو آتی ہے، تو فرما جائے ہے  
 " شوق صکر بہ کت کہ مر دم نالہ کھنچے جائے  
 دل کی وہ حالت، کہ دم اپنے سے گھبرا جائے ہے  
 " فور چشم بد تری بزمِ طرب سے اِ والا والا  
 نفسہ ہو جاتا ہے، واپ کر نالہ میرا جائے ہے  
 گرچہ ہے طرزیِ تعلق، پردہ دارِ رازِ عشق  
 برمِ اسے کھوے جانے ہیں کہ وہ ہا جائے ہے  
 اُس کی بزمِ آرائیں کُن کر، دلِ رنجور باب  
 شایرِ فخرِ مُستطاعے غیر، پھا جائے ہے

---

۱۔ افسانہ "خدا" مدحیہ علامہ "امجد"۔ ۲۔ افسانہ "مدحیہ علامہ" نالہ۔ ۳۔ افسانہ "م" "ج" ہے۔ ۴۔ افسانہ "مکمل" (سوکلاپ)۔

---

(نہ) ۳۔ نیز ملاحظہ ہو: تکلف بر طرف، نقارگی میں بھی سہی، لیکن  
 وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے؟

۱۔ اس خیال کو فارسی میں یوں کہا ہے (کلیاتِ فارسی: ۲۸۱):

مینایِ تَم، از تندیِ این تَم، بگدازد پیغامِ غمت، دو خودِ تحولِ صبا نیست

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ہم نہیں مت گنہ کہ ہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست،

واں تو، میرے نالے کو بھی اغیارِ نفسہ ہے

میں چاک مت کر تجب بے اہل گل  
میں دوستی کا پردہ ہے بگناہی  
دشمن نے میری کھوپا غیر کرو  
میں اپنی دشمنی میں کیا چلی ہے، سو؟  
میں منحصر مرنے پہ ہو جس کی آئند  
کچھ اندر کا بھی اشارا چاہیے  
مہ جہانا م سے چھوڑا چاہیے  
کس قدر دشمن ہے؟ دیکھا چاہیے  
یار میں شکاہ آرا چاہیے  
نا آئیدی اس کی دیکھا چاہیے

۱۔ ب۔ قہ، ج۔ ح۔ لہر (سوکاں)۔ ۲۔ ق۔ م۔ پ۔ پت اکبر شریعہ ہے۔ ۳۔ لہ۔ ک۔ کب جلی۔  
ک۔ سار۔ ج۔ پاد (مرد سوکاں)۔ ۴۔ لہ۔ ک۔ دیکھا (سوکاں)۔

- ۱۔ اس خیال کو فارسی میں یوں لکھا ہے (کلیات فارسی: ۱۲۰):  
میں از من و خلقی بگناہت زرتو بی کھانا شو و عشق کد گمان برخیزد
- ۲۔ نیز ملاحظہ ہو: ذکر میرا، بہ ہدی ہیں، اُسے منظور نہیں  
غیر کی بات بگو جائے، تو کچھ دور ہیں
- ۳۔ نیز ملاحظہ ہو: کہنے ہیں: جیسے میں آئند بہ لوگ،  
م کو جیسے کہ میں آئند نہیں
- میرزا صاحب نے منشی نیر بخش خیر کو ۱۰ جنوری ۱۸۵۰ ع کو لکھا ہے: کیا کروں؟  
سخت غمزدہ اور مڑول رہتا ہوں۔ مجھ کو اب اس شہر کی اقامت ناگوار ہے۔ اور  
موانع اور عوائق ایسے فراہم ہوئے ہیں کہ نکل نہیں سکتا۔ خلاصہ میرے رنج  
و الم کا یہ ہے کہ میں اب صرف مرنے کی توقع پر جیسا ہوں۔ یہاں، منحصر  
مرنے پہ ہوا الخ (نادران غالب: ۵):

ایک اور خط میں یوسف مرزا کو لکھا ہے کہ: یہاں، میں جیلے میں جانا تھا کہ  
املاک قتل ہوئی اور وہ سوا لاکھ روپیہ، جو غلاموں زر مقررہ ملا ہے، وہ دلتہ کی (اور)

چاہئے ہیں خوردیوں کو آمد نہ آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے  
غالب، ان مہم طلبوں کے واسطے چاہئے والا ہیں اپنا چاہیے

﴿ ۱۸۷ ﴾

آمر قد

وہ آکے خواب میں، فکیرِ اضطراب تو دے لیے بھی تپشِ دل، بجالو خواب تو دے

۱۔ ذکِ تربیہ میں ہے، مگر مراد جہانِ جہان کے اشباع میں افسوس پلٹ دیا۔ ۲۔ مہم جہان جہان، مہم جہان جہان۔ ۳۔ قہ صورت کی۔  
فہم صورت کو (مرد ہو گا)۔ ۴۔ جہان میں یہ قول ہی اسی کلام کے دوسرے میں بھی ہے۔ جس کا اصل کوئی شعر ظہر  
میں نہیں، حالانکہ یہ قول کے آخر میں موجود ہے۔ ۵۔ قہ قہ، مہم جہان جہان (سورکھ)۔

(بہ) اعلاک کا خون بہا ہے۔ پر سوں ناظرِ حق کے نام کے سر پہ میں فردِ غریب و محروم

اعلاک بوج چکا ہوں۔ خیر، یہ وار بھی خالی گیا۔ مولانا غالب، علیہ الرحمہ، غریب

فرماتے ہیں: منحصراً مرنے پہ ہو جس کی امید، الخ (اردو سے علی: ۳۷۷، خطوط:

(۱۶۶:۱)

چودھری عبدالغفور سرور کے خط میں صاحبِ عالم صاحبِ مازہری کو مخاطب

کر کے لکھا ہے: "حضرت، سچ تو یوں ہے کہ غلامِ روزگار نے مجھے گھر

بنا ہے۔ سانس نہیں لے سکا، اتنا تنگ کر دیا ہے۔ غربت سو طرح سے غالب میں

آئی۔ ہر دل نے کسی طرح تسلی پائی۔ اب دو باتیں سوچنا ہوں: ایک تو یہ ہے کہ

جب تک جینا ہوں، ہوں ہی رویا کرونگا۔ دوسری یہ، آخر ایک نہ ایک دن مرونگا۔

یہ صفی و کبریٰ دلتیں ہیں۔ نتیجہ اس کا فکیر ہے۔ مہلتا منحصراً مرنے پہ

ہو جس کی امید، الخ، (اردو سے علی: ۱۷۷)۔

۱۔ اس غزل کی شانِ نظم کے بارے میں میرزا صاحب نے ۲۷ جولائی ۱۸۹۲ ع کو غلام

کو لکھا ہے: "پچاس برس کی بات ہے کہ الہی بخش علی مرحوم نے ایک زمین تو

نکال۔ میں نے حسبِ الحکم غزل لکھی۔ بیت الفول یہ: پلاوے لوک سے ساقی الخ

مقطع یہ: آمد خوشی سے الخ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ مطلع اور چار شعر کسی نے

لکھ کر اس مقطع اور اس بیت الفول کو شامل اُن اشعار کے کر کے غزل بنال (بہ)



گم کرے ہے قل، لگاوت میں تیرا رو دینا      زری طرح کوئی تیرنگہ کو آبِ نو دے  
 "م میں یہ پتہ اگسے شروع نہ ہے۔"      احمد فب ۱۰۷۰ غزلہ (جواکب)۔

(ضد) ہے، اور اُس کو لوگ گانے پھرنے میں۔      قطع اور ایک شعر میرا، اور پانچ شعر  
 کسی اُتار کے۔ جب شاعر کی زندگی میں گانے والے شاعر کے کلام کو مسح کر دیں،  
 تو کیا بید ہے کہ دو شاعر مُشَوِّق کے کلام میں مطربوں نے خطا کر دیا ہو۔  
 (اردو سے نقل: ۴۲: ۴، خطوط: ۱: ۲۴۳)۔

میرزا صاحب نے اس خط میں غزلِ مذکور کے جن پانچ شعروں سے اپنی برائت ظاہر  
 کی ہے، وہ صاحبِ عالم صاحبِ مارہروی کے روزنامے میں (مع لن دو شعروں  
 کے: بلا دے اولک سے ساق، اور، اسد خوشی سے الخ) غالب کے نام سے درج ہیں۔  
 اس روزنامے میں، جو حبیب گنج کلکتہ (مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ) میں  
 نمبر ۳۲: ۷۸ پر رکھا ہوا ہے، ۲۳ جولائی ۱۸۵۳ء کے اندراجات کے تحت  
 حاشیہ پر یہ عنوان: "اسد اللہ خان غالب دہلوی، یہ سات شعر غمزدہ کہے گئے ہیں، جن میں  
 تیسرا ذوق کا اور پانچواں، چھٹا، ساتواں غالب کا ہے۔" پانچواں شعر صرف نسخہ قلم میں ہے:

|  |   |
|--|---|
| نہ بوسہ دے مجھے، میرا دلِ خراب تو دے   | دلِ خراب بھی دھنڈے دے، کچھ جواب تو دے       |
| غزلِ بوسے میں نغمہ پر مرے حساب کی رو   | پر ایک بوسہ مجھے تو علی الحساب تو دے        |
| زبانِ خنجر قائل نے کیا کہا نغمہ ہے؟  | دلِ شہد، پڑا چپ ہے، کچھ جواب تو دے          |
| لبدھر تو گور میں چپ ہوں غمِ جدائی سے   | اودھر کیسے ہے رشتہ: "مجھے حساب تو دے،       |
| یہ کون کیوں ہے: "آباد کر مین، لیکن   | کبھی زمانہ مرادِ دلِ غمِ حساب تو دے         |
| بلا دے اولک سے، ساق، جو ہم سے نفرت ہے  | یسالہ گر نہیں دینا، بدلتے، شراب تو دے       |
| اسد، خوشی سے مرے حاتمہ پانو بھول گئے   | وہ ہنسنے کے بولا: "خدا میرے پانو داب تو دے، |
| یہ غزلِ معراج دہلیوری مرحوم نے بھی "بانگر مرہ" نامی بیاض سے نقل کر کے "ہماری |   |

زبان، (۸ اگست ۱۹۶۱ء) میں اشعار کی کسی جلی کے ساتھ چھاپی ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو:      نہیں معلوم، کس کس کا لہر پانی مورا ہوگا

قیامت ہے، سرشک آلودہ ہونا تیری بڑگاں کا

دکھا کے جنبش لب می، تمام کرم کو  
 بلا دے لوگ سے، ساقی، جو م سے غرت ہے  
 بندے جو بوسہ، تو مٹے سے کہی جواب تو دے 'ج  
 پیالہ کر نہیں دینا، بندے، شراب تو دے گی  
 اسد، خوش سے مرے خانہ بانو پھول گئے  
 کہاجو اُس نے دروازہ میرے باتو داب تو دے، 'د

﴿ ۱۸۸ ﴾

آئینہ

پھر کچھ اک، دل کو، پیٹوری ہے  
 پھر جگر کھودنے لگا ناخن  
 جہ، جو امے زخم کاری ہے گیہ  
 آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے 'ج  
 فلتہ مقصدِ نگارِ ناز  
 چشم، دکلاں جنبشِ رسوائی  
 دل، خربلہ ذوقِ خواری ہے 'د  
 دلی، غمِ حدِ گونہ اشکاری ہے 'د  
 دلی، حواسِ خرامِ ناز سے پھر  
 دلی، حدِ گونہ اشکاری ہے 'د  
 دلی، حواسِ خرامِ ناز سے پھر

۱۔ افسہ ۲، دکھا (تھم دم خط)۔ ۲۔ انتخاب غالب جلد اول : ۱۵، گلاس۔ ۳۔ بہ فارغ، مادہ مدح، ج، خوا۔  
 ۴۔ میں ہی اس طرح لکھا گیا تھا۔ غالب نے اپنے خانہ سے مال کا سر پھول کر دے بٹایا ہے۔ ۵۔ ج میں یہ قول پھر  
 افسہ کلام کے دوسرے میں بھی ہے، جس کا صریح کوئی شعر ظنی نسخے میں نہیں، حالانکہ یہ ق کے آخر میں موجود  
 ہے۔ ۶۔ افسہ مادہ ایک۔ ۷۔ ق میں اسے قصہ قرار دیا گیا ہے۔ ۸۔ افسہ وہ کہی، فہ ۲، گج، دس۔  
 افسہ کہی، گج، لاکہ۔ ۹۔ حد، رسا ہے۔ ۱۰۔ مادہ دس۔ ۱۱۔ افسہ لب لڑے (سوکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: مرگیا صدمہ يك جنبش لب سے غالب

ناتوانی سے، حرفِ دہر عیسیٰ نہ ہوا

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: شہجہ پھر لگا کھلے، آج م نے اپنا دل

خوں کیا ہوا دکھا، گم کیا ہوا پایا

میں جلوہ، پھر عرضِ ناز کرتا ہے      روزِ بازارِ جاتیاری ہے  
 کچھ پھر اُس یوں ہا بہ مرنے میں      پھر وہی زندگی ہماری ہے  
 میں پھر کُٹھلا ہے دیرِ عدالتِ ناز      گرم، بازارِ فوجداری ہے  
 'ہو رہا ہے جہان میں اندھیر      ذلّت کی پھر سیرتِ داری ہے  
 'پھر دبا ہوا جگر نے سوال      ایک فریاد و آہ و زاری ہے  
 'پھر ہوئے ہیں گواہِ عشقِ طلب      انکساری کا 'حکم جاری ہے  
 دل و یزگان کا جو مُقَرَّمہ تھا      آج پھر اُس کی رویتکاری ہے  
 کچھ یخودی ہے سبب نہیں غالب      کچھ نور ہے جس کی پردہ داری ہے



۱۔ کبھی نیکی بھی، اُس کے جی میں، گر آجائے ہے مجھ سے

جسائی کر کے اپنی بادی شرما جائے ہے مجھ سے

- ۱۔ ب۔ ج۔ مہ۔ دوس (سورکاب)۔ ۲۔ نہ۔ م۔ م۔ بظنہ۔ خلود۔ ۳۔ ا۔ ب۔ صفتہ۔ صفتہ۔ پھر ہوا ہے۔ ۴۔ م۔ سرورک (سورکاب)۔ ۵۔ ب۔ قد۔ م۔ فریاد (سورکاب)۔ ۶۔ ب۔ قد۔ م۔ صفتہ۔ پزیری کا۔ ۷۔ مگر سراب ج۔ نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ۸۔ ج۔ میں یہ قول بھی اُسی کلام کے دوسرے میں بھی ہے، جس کا صطرح کرتی تیر۔ ۹۔ قسمی۔ میں نہیں ہے، حالانکہ یہ ل کے آخر میں موجود ہے۔ ۱۰۔ ا۔ م۔ اور۔ ہے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ

نظارے کا مقَرَّمہ پھر رویتکاری ہے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: کجور سے باز آئے، پر باز آئی کیا؟

کہتے ہیں: 'م تمہ کو منہ دکھلائی کیا؟'

اس مضمون کو فارسی میں بھی لکھا ہے۔ فرماتے ہیں (کیاتِ فارسی: ۵۵۱):

دستانان بجل اند، ارچہ وفاہیز کنند      از وفائی کہ نکردند، حیا نیز کنند

خدا، جذبہ دل کی مگر کاتیر اُٹی ہے؟

کہ جتنا کھینچتا ہوں، اور کھینچتا جاؤں مجھ سے

وہ بدخو، اور میری داستانِ شوق طرانی

عبارتِ محض، قاصد بھی گھبرا جائے مجھ سے

اُدمر وہ بدگمانی ہے، ادمر یہ ناتوانی ہے

نہ پرچھا جائے اُس سے، نہ بولا جائے مجھ سے

سنہلے دے مجھے، اے نا اُمیدی، کیا قیامت ہے؟

کہ داستانِ خیالِ بارِ جُھوٹا جائے مجھ سے

’ تکلف پر طرف، نظارگی میں بھی سہی، لیکن ‘

وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے مجھ سے؟

موتے میں بانو می ہلے، نبردِ عشق میں زخمی

نہ بھاگا جائے مجھ سے، نہ نہرا جائے مجھ سے

قیامت ہے کہ ہرے مدعی کا صفر، غالب

وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے مجھ سے

۱۔ م۔ م۔ مار کھینچا۔ کھینچا۔ ق۔ فح۔ ف۔ م۔ ج۔ کھینچا۔ ق۔ کھینچا (سوکاب)۔ ف۔ کھینچا (سوکاب)۔ ۲۔ ف۔

م۔ ج۔ ج۔ داستانِ عشق۔ ۳۔ ف۔ ف۔ ادمر (سوکاب)۔ ف۔ ادمر (قدیم رسم خط)۔ ف۔ ادمر (سوکاب)۔ ۴۔ ج۔

م۔ م۔ نہ بولا (سوکاب)۔ ۵۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ اے ساترانی۔ ۶۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔ ف۔

ف۔ ۷۔ ف۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے یہ رشک آجائے

میں اُسے دیکھوں، ہلا کب مجھ سے دیکھا جائے

" کچھ مدت ہوئی ہے۔ بار کو مہال کیسے ہوئے  
 " کرنا ہوں جمع، بہر، جگر لخت لخت کو  
 " من بہر، وضع احتیاط سے رکھنے لگا ہے دم  
 " بہر، گرم نالہ ہائے شرمسار ہے نفس  
 " بہر، پرستہ جواحتِ دل کو چلا ہے عشق  
 " بہر، بہر رہا ہوں خانہِ یزگان بخونِ دل  
 " باہد کر ہوئے ہیں دل و دبدہ بہر رقیب  
 " دل، بہر، طوافِ کوسے ملامت کو جاے ہے  
 " بہر، شوق کر رہا ہے خسرِ دار کی طالب  
 " دوزے ہے، بہر، مرا یک گل و لالہ پر خیال  
 " بہر چاہتا ہوں نامہِ دلدار کھولنا  
 " کچھ مانگے ہے، بہر، کسی کو لبِ بزم پر، ہوس  
 " چاہے ہے، بہر، کسی کو منال میں، آرزو

اے نو چار ساز کو سا کے ہے پھر نگاہ  
جہرہ فروغ آئے سے گستا کیے ہوئے کج  
پھر، جی میں ہے کہ درد پہ کسی کے بڑے رہیں  
مر زبیر ہلرے رستہ دریاں کیے ہوئے  
جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن  
بٹھے رہیں انصو ر جانان کیے ہوئے  
غالب، میں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اُنک سے  
بٹھے ہیں م تہبۂ طوفان کیے ہوئے



۵

بے اعتدالیوں سے، تَبُّکِ سب میں م ہوئے  
جسے زیادہ ہو گئے، اُسے ہی کم ہوئے  
پناہ نہا، دلم، صحتِ قریب آشیان کے  
اُڑنے نہ پائے تھے کہ یگرشار م ہوئے  
ہستیِ صحرای، اپنی قفا پر دلیل ہے  
یاں نیک نے کہ آپ م اپنی قسم ہوئے  
حتی کشتانِ عشق کی، پوچھے ہے کیا خبر؟  
وہ لوگ رخصہ رخصہ سراپا الم ہوئے

۱۔ اے ذہ قہ فار جاوے ہے پھر - جہرہ لفظ گڑبے میں - ۲۔ ذہ میں بہ بہت خلق ہے پہلے ہے - اے ذہ قہ فار گئی پھر  
دل - ذہ قہ فار گئی، قیج، قیج، قیج ۳۔ ما، مہ کسو - ذہ میں غالب نے اپنے تم سے انکسہ کو کہہ دیا ہے - ۴۔ اے ما،  
مہ ج، قیج، قیج - مہ ج، رہے (سوکا نپ) - ۵۔ مہ، مہ، غدارہ (سوکا نپ) - قہ میں اس شعر سے بند لکھا  
ہے: امام شمس دیوان - رخت و آواز شمس منتخب، مرثیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ - ۶۔ اے ما، دلم صحت  
(بکسرۃ اضافت) - ۷۔ مہ ج، آپ م اپنی -

۱۔ اس شعر کا مطلب بخروج کو بہ بابا ہے: پہلے یہ سمجھو کہ قسم کیا چیز ہے۔  
ذہ اُس کا کٹنا لبا ہے، عاتر بانو کیے ہیں، رنگ کیا ہے۔ جب بہ نہ با سکو کے،  
نو جانو کے کہ قسم، جسم و جسمانیات میں سے نہیں۔ ایک اعتبارِ محض ہے۔ وجود  
اُس کا صرف تغزل میں ہے۔ سیرخ کا سا اُس کا وجود ہے۔ ہنسی، کہنے کو ہے،  
دیکھنے کو نہیں۔ پس شاعر کیا ہے کہ جب م آپ اپنی قسم ہو گئے، نو گویا اُس  
صورت میں ہمارا ہوتا صحرای نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (خطوط: ۱: ۲۸۹)

خ تیری وفا سے کیا ہو تلافی؟ کہ دھڑ میں  
 گم لکھنے رہے جنوں کی حکایتِ خوں چمک  
 کہ اللہ رہا تیری تدبیرِ غم، جس کے ہم سے  
 اعلیٰ ہوس کی فتح ہے، تو کثرِ تَبَدُّلِ عشق  
 لمحِ نالہ، عدم میں، چند ہمارے سُہود ہے  
 چھوڑی، آندہ نہ م نے گدائی میں دل لگی  
 تیرے سوا ہیں، ہم بہت سے ستم ہوئے  
 ہر چند اس میں مائے ہمارے قلم ہوئے  
 اجڑے نالہ، دل میں مرے رزقِ غم ہوئے  
 جو باتو اُٹھ گئے، وہی اُن کے کُلم ہوئے  
 جو دان نہ کھنچ سکے، سو وہ بان آئے، ہم ہوئے  
 سائل ہوئے، تو عاشقِ اعلیٰ کرم ہوئے

۱۹۲

۱

خ عجب نشاط سے جلاؤں کے، چلے میں م، آ کے  
 کہ اپنے سامنے سے، سر، ہاتھ سے ہے دو قدم آ کے  
 خ فضا نے کہا مجھے چاہا خرابِ بادۃ الف  
 قسطِ خراب، لکھا، بس نہ چل سکا قلم آ کے

۱۔ اعلیٰ ہوس میں گم (سو کا ب)۔ بہ پہنچ عالم اس میں ہمارے۔ ۲۔ اعلیٰ ہوس، سو کا ب۔ چہ تیرے  
 (مرد سو کا ب)۔ گم، تیری سو کا ب، جس کی۔ قدوم سے۔ ۳۔ گم، میں بہ شہر و لکھنے رہے جنوں میں، نہ چلے  
 ہے۔ بہ پہنچ، تو، م، مائے، ع، م، کج۔ ۴۔ نہ نہ کے علاوہ مائے۔ نہ نہ کے علاوہ۔

۱۔ بہ ملاحظہ ہو: تم سے بیجا ہے مجھے اپنی نامی کا گلہ

اُس میں کچھ ثابتِ خوںِ تقدیر بھی تھا

خسکی کا تم سے کیا شکوہ؟ کہ بہ

ٹھکڑے ہیں جس طرحِ نیلِ ظلم کے

۲۔ بہ ملاحظہ ہو: قتل کو کس نشاط سے جانا ہوں میں، کہ ہے

بُد گل، تھیلہ زخم سے، دامنِ نگاہ کا

عمر زمانہ نے جھلائی فضا طرِ عشق کی مٹی  
 وگرنہ ہم بھی اُٹھانے سے لذتِ الم آگے  
 خدا کے واسطے ادا اس جنوںِ شوق کی دینا  
 کہ اُس کے دو پہ پہنچے ہیں نامہ بر سے، مگر آگے  
 یہ، عمر بھر، جو پریشانیاں اُٹھاتی ہیں ہم نے  
 تمہارے آئینہ اے طُسرِ عامِ غمِ غمِ آگے  
 دل و جگر میں ہر افسان جو ایک موجِ خوں ہے  
 مگر اپنے دَم میں سمجھے ہوئے ہے اس کو دم آگے  
 ہم جنازے پہ آنے کی میرے کھانے ہیں غالب  
 مہر کھانے سے جو میری جان کی قسم آگے



جس زخم کی ہو سکتی ہو تھیر دلو کی  
 اپنا ہے سرانگستہ خانی کا تصور  
 لکھ دیجو، یارب، اُسے قسمت میں عود کیا  
 دل میں نظر آتی تو ہے اک بوندِ لبو کی  
 کیوں ڈرنے ہو عشاق کی بیوصلگی سے؟  
 باب تو کوئی سنا نہیں فریادِ کسو کی

۱۔ افسانہ (سورکاب)۔ ۲۔ افسانہ 'فہ'، 'م'، 'اوس'۔ ۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۔ یہ شعر فارسی میں مضمون  
 ہے۔ ۵۔ افسانہ 'فہ'، 'اوس'۔ ۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۰۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۱۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۶۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۱۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۲۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۲۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۲۸۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۲۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۴۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۳۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۳۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۰۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۴۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۶۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۴۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۴۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۲۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۵۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۵۸۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۵۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۴۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۶۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۶۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۰۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۷۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۶۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۷۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۷۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۲۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۸۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۴۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۸۸۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۸۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۰۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۱۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۲۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۳۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۴۔ افسانہ 'عشق'۔  
 ۹۵۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۶۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۷۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۸۔ افسانہ 'عشق'۔ ۹۹۔ افسانہ 'عشق'۔ ۱۰۰۔ افسانہ 'عشق'۔

۱۔ اس بات کو فارسی میں یوں ادا کیا ہے (تکلیباتِ فارسی: ۲۸۱):

دیروزِ راحت تو ان حُکود زِ مرم غالبِ معنِ غنہ یار است، گدا نیست



مذہب! وہ ناکام کہ ایک عمر ہے، غالب حق۔ حسرت میں رہے، ایک بسترِ نوبتہ جو کی  
دشمن نے کہی، نہ لکھا ہو جگر کو۔ غبر نے کہی بات نوبتہی ہو گلو کی



۱۔ فریاد کی کوئی آواز نہیں ہے      نالہ، پایتو نے نہیں ہے  
کبوں بونے میں باغیان تو ہے؟      کر باغ گداے سے نہیں ہے  
۲۔ ہر چند ہر ایک سے میں تو ہے      پر تجھ سے کوئی سے نہیں ہے  
۳۔ حالہ کھائیو مذہبِ ہستی!      ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے  
شادی سے گزرو۔ کہ غم نہ دھوے      اُردی جو ہوا، تو دے نہیں ہے  
۴۔ کبوں رتو فدا کرے ہے، (اللہ؟)      ہے، یہ مگس کی تھے نہیں ہے

۱۔ مذہب! حجاجِ مظلوم، دارو۔ اس لیے م مذہب سے علاوہ اور مسلوں میں یہ چند اگلے شعر سے مدد ہے۔ مذہب! حجاجِ  
مظلوم، حجاجِ مظلوم، مذہب! حجاجِ مظلوم۔ مذہب! حجاجِ مظلوم۔ (مذہب! حجاجِ مظلوم)۔ مذہب! حجاجِ مظلوم  
سے تو۔ حجاجِ مظلوم۔ مذہب! حجاجِ مظلوم۔ (مذہب! حجاجِ مظلوم)۔ مذہب! حجاجِ مظلوم۔ (مذہب! حجاجِ مظلوم)  
کو اقباس اور کر دیا ہے۔ مذہب! حجاجِ مظلوم۔ مذہب! حجاجِ مظلوم۔ (مذہب! حجاجِ مظلوم)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو:      شاہدِ ہستی مطلق کی کسر ہے، عالم  
لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر میں منظور نہیں  
میں کے مذہب میں آجائیو، اند  
عالم تمام، حلقہ دامن کمال ہے  
مُجز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور  
مُجز دم نہیں، ہستی اشیاء، مرے آگے

ہستی ہے۔ نہ کچھ عدم ہے۔ غالب آخر تو کہا ہے۔ اُسے نہیں۔ ۱۹۵

۱۹۵

ب۔ ۵

نیوہم نختہ مرہم جراتِ دل کا کہ اُس میں درۂ آلاس جزوِ اعظم ہے لیج  
بہت دنوں میں تغافل نے تیرے یداک کی وہ اک نگہ کہ بظاہر نگاہ سے کم ہے ۱

۱۹۶

ب۔ ۵

روئے ہے، اور عشق میں بساک ہو گئے صرف بہائے سے ہوئے، آلاتِ بھکشی  
دعوتے گئے م ایسے کہ اس پاک ہو گئے تھے یہ ہی دو حساب۔ سو یوں پاک ہو گئے ۱  
بارے، طبعیوں کے تو چالاک ہو گئے یں بارے، طبعیوں کے تو چالاک ہو گئے ۱  
پرسے میں گل کے، لاکھ جگر چاک ہو گئے آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ۱  
کے ایک ہی نگاہ کا بس خاک ہو گئے لیج کی ایک ہی نگاہ کا بس خاک ہو گئے لیج  
دشمن ہیں جس کو دیکھ کے غماک ہو گئے یں دشمن ہیں جس کو دیکھ کے غماک ہو گئے یں ۱

۱۹۷

۵

ہوں میں بھی نمائندگیِ نیرنگِ نشا مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہو ر آوے لیج

- ۱۔ یہ ج۔ اس (بکرا لہ)۔ قصہ اسم اعظم (سورکاب)۔ ۲۔ ب۔ اب دیکھ، خارۂ (سورکاب)۔ ۳۔ ب۔ کیا ایسے۔
- ۴۔ یہ شعر گو میں قطع ہے چلے ہے۔ لہٰذا ۴ا ابوابِ بیکسی۔ ۵۔ ۴۔ فتح و حساب (سورکاب)۔ لہٰذا میں وہ وردہ کا۔ غالب
- ۶۔ یہ ایسے ظم سے وردہ کو رسوا بنایا ہے۔ ۷۔ یہ ماہ سے تو۔ مگر طبعیوں سے خارۂ (سورکاب)۔ ۸۔ یہ گرا پرہ۔
- ۹۔ یہ شعر علی باب میں نظر آتا ہے۔ اس کی جگہ پر شعر قائم ہے 'وہ پانچواں سالہ میں ملاحظہ کیجیے۔ لہٰذا ۴۔ وجود
- عدم (سورکاب)۔ ۱۰۔ یہ گرا آپ ایسے شیلے۔ ۱۱۔ لہٰذا یہ خارۂ نکلا۔ ۱۲۔ لہٰذا فتح ۴۔ ۱۳۔ لہٰذا لاف۔
- ۱۴۔ ب۔ اب یں اس کو۔ ۱۵۔ ج۔ خارۂ۔



ظلتکدے میں میرے، شبِ غم کا جوش ہے      اک شمع ہے دلیرِ عمر، سو خموش ہے

۱۔ علامہ، قاضی، مدظلہ، ظلتکدہ، دیوان سالک ۱۳۰۹ء میں ایسے، ہر اس قول کا ایک شعر بانٹ کر داد میں ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ عبدالرزاق شاکر کو اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: "اک شمع ہے دلیرِ عمر سو خموش ہے، یہ خبر ہے۔ پہلا مصرع: ظلتکدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے، پس اندھیرا میں اندھیرا۔ ظلمتِ ظلیط۔ عمر نایدا۔ گویا خلق میں نہیں ہوتی۔ حال، ایک دلیل صبح کے وجود پر ہے، ہنسی، بھی ہوتی شمع، اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بھڑکا کر دیتے ہیں۔ لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس نے کو دلیرِ صبح بھڑکایا ہے، وہ خود ایک صبح ہے منجملہ اسبابِ تاریکی کے۔ پس دیکھا چاہیے، جس گھر میں علامتِ صبح موثر ظلمت ہوگی، وہ گھر کتنا تاریک ہوگا، (عود: ۱۵۸)۔

اس مطلب پر شاکر کے کوئی دوست معترض ہوئے۔ انہوں نے میرزا صاحب کے پاس وہ اعتراض لکھ بھیجا۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں: "مولوی نظامی گنجوی علیہ الرحمہ کا ایک شعر طالب علموں کے ہاتھ پڑا۔ انہوں نے اذیتوں سے فرائضِ عمر اُس میں کلام کرنا شروع کیا۔ مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہنچے، تو فرمایا کہ: یاران، شعرِ سرا بحدیث کے بردہ، جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہیں ہو سکتا، اُن سے جو بھلا چاہیے کہ کیا آپ اُس پہلے مصرع میں سے ظلتکدے میں میرے، اس کو مبتدا اور شبِ غم کا جوش ہے، اس کو خبر بھڑکاتے ہیں؟ پس اگر یوں ہے، تو یہی مبتدا حاصل ہے۔ دوسرا مصرع، دوسری خبر سہی۔ آخر یہ بھی تو مسلماتِ فنیِ نحو میں سے ہے کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبریں ہو سکتی ہیں۔ (پس)

تے مژدہ رسالہ، نہ نظارۂ جمال  
تے نے کیا ہے حسنِ خود آرا کو یحباب  
گوہر کو خنجر گردنِ خوباں میں دیکھنا  
بیدار باد، حوصلہ ساق، نگاہ مست  
کچھ اے ناز و ارادتِ باطنِ ہوائے دل  
" دیکھو مجھے، جو دیدہ حیرت نگاہ ہو  
" ساقِ بھلہ، دشمنِ ایمان و آگہی  
" یا شب کو دیکھنے ہے کہ ہر گوشۂ باطن  
" لطفِ خرامِ ساق، و ذوقِ صدائے چنگ

[illegible]

(۲) حال ایک قاعدہ اور ہے۔ ہنسی، جملہ ضلیہ کے ماقبل جو عبارت مرفوع ہے، اُس کو بننا نہیں کہئے۔ اس مطلع کا مصرع ثانی جملہ اسمیہ ہے۔ ایسے ماقبل بننا کو فاعل کہتا ہے۔ اگر م نے نظر اس دستور پر مصرعِ اول کو بننا کا تو یہی قیاحت لازم نہیں آتی۔ ہر حال، جو وہ صاحب اس پہلے مصرع کو قرار دیں۔ وہ بھیے فاعل ہے۔

مگر شعر میرا مہل تو بہ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ (عود : ۱۶۲)

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: **ترے حواصیر طرفِ نکتہ کو کیا دیکھیں؟**

م لوجر طالب الل و گھر کو دیکھنے سے

یا صُبحدم جو دیکھوے آکر، تو رزم میں      نئے وہ سُرورد و سُور، نہ جوش و خروش ہے کیا  
داغِ فسرانِ صحبتِ شب کی جسلِ مرق      اک شمع رہ گئی ہے، سو وہ بھی خوش ہے  
آتے ہیں غیب سے، یہ مضامین، خیال میں      غالباً، صریرِ خامہ، نوائے سروس ہے



خانیہ کا

کب وہ سنا ہے کہانی میری ا      اور پھر وہ بھی زبانی میری  
ظنِ غصہ خور نہ ہوچھ      دیکھ خوناہِ فغانی میری  
کجایں کر کے مرا روئی کے بارے      مگر آشفہ یانی میری  
میں ز خود رفتہ بُدایے خیال      بھول جانا، ہے فغانِ میری  
مقابل ہے، مُقابلِ میرا      رُک گیا، دیکھ روانی میری  
قدرِ سنگِ سرِ وہ رکھنا میں      حلتِ لوزن ہے، یگرانی میری

- ۱۔ ا۔ لب آ کر سے رزم میں ۔ ۔ ۔ مکی، انتخاب ۲۔ وہ ۔ مکی، لب شور ۔ ۔ ۔ ج، انتخاب سوز ۔ ۔ ۔ ۲۔ بہ ج، ایک ۔
- ۲۔ بہ فہ، ضامین کے خیال ۔ ۔ ۔ م۔ فہ، فارضہ بود کی سننے سے وہ ۔ موجودہ مان گل کا ہے ۔ ۔ ۔ م۔ مکی، طبع ۔
- ۳۔ خوناہ (سوکاں) ۔ ۔ ۔ ۶۔ ا۔ عددہ روانی کے (رک) ۔ ۔ ۔ ۷۔ بہ ۴، بھول جانا (سوکاں) ۔ ۔ ۔ ۹۔ ا۔ فہ، لب ۔
- ۴۔ رکھنا میں (سوکاں) ۔ ۔ ۔ م۔ مکی ۔ ۵۔ نذرہ (سوکاں) ۔ ۔ ۔ یو گل میں یہ اگلے شعر کے عدد ۔ ۵ ۔

۱۔ شاکر کو ایک خط میں میرزا صاحب نے اس شعر کا مطلب اس طرح لکھا ہے:  
"مقابل و تضاد کو کون نہ جانے گا۔ نور و ظلمت، شادی و غم، راحت و رنج، وجود  
و عدم۔ لفظِ "مقابلہ" اس مصرع میں بخیر مرجع ہے، جیسے حریف کہ بعض دوست  
بھی مستعمل ہے۔ مہمور شعر یہ کہ ہم اور دوست، از روئے خوئے و عادت، یحضر  
مدگر ہیں۔ وہ میری طبع کی روانی دیکھ کر رُک گیا، (عود: ۱۵۸)۔

۲۔ فارسی میں بھی مضمون اس طرح نظم کیا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۹۸):  
نہا کی، زِ تو مندیِ ظاہر، شود کس      چون سنگِ سرِ وہ کہ یکرانت و کران نیست

میں گردید اور وہ یثرب میں سرسبز شوق ہے بانی میری  
 سمجھ تمہیں اُس کا جو نہ معلوم ہوا کھل گئی ہجرت میری  
 میں کر دیا صنف نے عاجز، غالب ننگِ پسری ہے، جوان میری



میں رہا اب

جہ مادگی پر اُس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے  
 بس نہیں چلا کہ پھر غصہِ حقیر قاتل ہیں ہے  
 نچ دیکھنا نسرور کی لذت کہ جو اُس نے کہا  
 میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہیں میرے دل میں ہے  
 کچھ ہے جس کے برائی ہے، ولے ہا اب میں  
 ذکرِ مہوا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محل میں ہے  
 میں ہوں مجھ پر ناامیدی خاک میں مل جائے گی  
 یہ جو اُن لذت ہماری سحرِ بحاصل میں ہے  
 وغیرہ کیوں کہتی ہے؟ واماندگی کو خلق ہے  
 اُم نہیں کشا، مہرا جو قدم منزل میں ہے

۱۔ الف، ہ، گردید اور (سوکاب)۔ ۲۔ یہ قول فاس میں، مگر اس کا مکی میں ہوا اس کی علامت ہے کہ یہ قاف  
 قوافل میں موجود تھی۔ ۳۔ یہ لفظ فاضل اوراق صاحب مرگزی ہے۔ ۴۔ یہ لفظ (سوکاب)۔  
 ۵۔ الف، ہ، کیا کہیے۔

۱۔ میرزا صاحب نے ۱۷ جنوری ۱۸۶۵ء کو خروج کو لکھا ہے: "کیا کہوں کہ کیا حال  
 ہے؟ پیش ازیں اپنا یہ شعر پڑھا کرنا تھا: میں مجھ پر ناامیدی الخ۔ اب اس دُور میں کا  
 بھی عمل نہ رہا۔ یہی، سحرِ بحاصل کی لذت خاک میں مل گئی۔ اتفاقاً والا ابہ راجیونہ۔  
 (اردو سے نقل: ۱۶۰، خطوط: ۱: ۲۸۹)۔

جلوہ زارِ آتشِ دوزخ، ہمارا دل ہے  
قہرِ شورِ قیامتِ جحش کی آب و گل میں ہے؛  
ہے دلِ شوریدہ غائبِ ظلمِ پیچ و تاب  
رسمِ صحرائے غما پر کہ جحشِ مشکل میں ہے

﴿ ۲۰۲ ﴾

ب

گھر میں نہا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا  
وہ جو رکھنے لگے ہم اک حسرتِ تعمیر سو ہے ع

﴿ ۲۰۳ ﴾

ب

پیش میں گرنے ہیں جو کچھ ہے، وہ، میرے  
گنہگاروں کو بدلے میں دینے

۱۔ ا۔، بدگیا تھا۔ لڑو، عود، خلوط جو ترا۔ ب۔، لیج، پ۔، تعمیر ہوئے (میر کا تب)۔ ۲۔ ا۔، لیج، ع۔، بد، کوجہ۔  
مکی ۲۱۹، جو وہ کچھ ہے۔

۱۔ میرزا صاحب نے ’سور‘ کو ایک خط میں، جو ۱۸۵۹ء کا ہے، لکھا ہے:  
’جناب مرزا صاحب۔ دلی کا حال تو یہ ہے: گھر میں نہا کیا، جو ترا غم اُسے  
غارت کرنا الخ۔ ہاں دھرا کیا ہے جو کوئی لوٹے گا۔ وہ خبر محض غلط ہے۔  
اگر کچھ ہے، تو بدیں نط ہے کہ چند روز گوروں نے اعلیٰ بازار کو ستایا تھا۔  
اعلیٰ غم اور اعلیٰ فوج نے ہاں اتفاقِ رائے ہو کر ایسا بدوبست کیا کہ وہ فساد مٹ  
گیا۔ (اردو سے نقل: ۲۷۰، عود: ۱۳۴، خلوط: ۳۱۴)۔‘

ب۔ ملاحظہ ہو: ’مُرا‘ ہوں، عشق کی غارتگری ہے، شرمندہ  
سوائے حسرتِ تعمیر، گھر میں خالک نہیں



ع اُمک رہا ہے در و دیوار سے سبز، غالب م ریابان میں ہیں، اور گھر میں ہمار آتی ہے

ع دل ہے، زری نگاہ، جگر نک اُتر گئی  
 ۱ شوق ہو گیا ہے سب، خوشا لذتِ فراغ  
 وہ بادۂ شام کی سرمئیال کہاں؟  
 ع اُڑتی پھرے ہے، خاکِ مری، کوئے بار میں  
 دیکھو تو، دلفریبِ لہازِ نقشِ پا  
 ہر یوالتھوس نے حُسنِ پرستی شعار کی  
 ع نظارے نے بھی کام کیا واں یقاب کا  
 ۱ فردا و دینی کا کسرفہ بیکار مٹ گیا  
 مارا زمانے نے، ابد افہ حال، نہیں  
 دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی  
 تکلیفِ پردہ داریِ دُخسہر جگر گئی  
 اُٹھیں بس اب، کہ لذتِ خوابِ سر گئی  
 بارے اب، اے ہوا، ہوسِ بال و پر گئی  
 موجِ عرامِ بارِ بھی کیا گل کُتر گئی  
 اب آروے شوقِ اعلیٰ نظر گئی  
 سنی سے ہر نگہ زے رخ پر بکھر گئی  
 کل تم گئے کہ م بہ یقاب گرد گئی  
 وہ ولولے کہاں؟ وہ جوتی کدھر گئی؟

۱ بہ قہ، عا، مکی، ۱۲۱، دو، لہجہ، اہلک، ۲ بہ قہ، کب (سورکاب)، ۳ اہلک، تمام اہلکے نظارہ  
 ۴ اہلک، اہلک، اہلک، ۱۰ اہلک، مدح، خلاصہ، زمانہ، ۱۱ اہلک، کرم (سورکاب)، ۱۲ اہلک، مدح، خلاصہ، زمانہ،

۱ - نیز ملاحظہ ہو: جب وہ جمالِ دلفروز، صورتِ مہرِ بزمِ روز

آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مٹے چہاے کیوں؟

ناکامی نگاہ، ہے برقی نظارہ، سوز

تو وہ بھی کہ نچر کو ٹاننا کرے کوئی

نظارہ کیا حریف ہو اُس برزِ حسن کا؟

جوشِ ہمار، جلوے کو جس کے یقاب ہے

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے  
سانے کی طرح ساتھ بہریں سرو و صنوبر  
تب نازِ یگانہاں کی لٹک بھاڑے  
دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ سنگر  
اُس چشمِ فسونگر کا، اگر پاس، اشارہ  
کافروں کی زبان سوکھ گئی پیاس سے، بار بار  
مرجاؤں نہ کیوں رشک سے؟ جب وہ نہ نازک  
غارت کر، ناسوس ہو، کر، عروسِ زر  
تب چاکِ گریساں کا مرا ہے، دلِ نالان  
آئینہ ہے سینہ مرا، رازِ نہاں سے  
گنجینہ نمین کا طلیسم اُس کو سمجھو

جان، کالبندِ صورتِ دیوار میں آوے  
تو اس قیدِ دلکش سے جو گزراؤں میں آوے  
جب لختِ جگر، دہلے خونبار میں آوے  
کچھ نغمہ کو مرا بھی مرے آزار میں آوے  
طلوٹی کی طرح آئینہ گفتار میں آوے  
اک آبلہ پا وادیِ بَرِ خمار میں آوے  
آغوشِ سخنِ حلقہٗ زُلفار میں آوے  
کیوں شاعرِ گلِ باغ سے بازار میں آوے؟  
جب اک نفس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے  
اے واہ! اگر معرِضِ افکار میں آوے  
جو لفظ کہ، غالب، مرے اشعار میں آوے

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب

م بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھنے ہے!

- ۱۔ اے، ما کے علاوہ، ماہ - ، اے، گداز (سوکات) - ، اے، تمامِ بحر، انداز - ، ۶۔ اے، فح، قد، اے،  
۲۔ اے، ابلہ - ، ۸۔ اے، فح، نوزک (سوکات) - ، ۹۔ اے، قد، دلِ لالہاں - ، ۱۰۔ اے، فح، بک - ، ۱۱۔ اے، م، سلو -  
۱۲۔ اے، کہ اس رنگ ہے - ، روزِ شہد صاحبِ نام مارہروی، ۲۳ جون و ۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء: اسی طرح سر - ، ۱۰۰۰  
اسی اے - ، اے، قد، بحرِ خدا -

۱۔ ۶ شعر قب میں نہیں، جو ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۸ھ (۱۶ اپریل ۱۸۳۲ء) کا مرتبہ

ہے، اور گلشنِ بیجار مولفہٗ آخر سہ ۱۲۵۰ھ (اپریل ۱۸۳۵ء) میں پایا جاتا ہے (۸)



حلیہ بنا

تا م کو شکایت کی، میں بتائی نہ رہی، جا  
غالب، ترا احوال سنا دیں کہ م اُن کو  
مُن لینے ہیں، گو ذکر مہارا نہیں کرتے  
وہ مُن کے بکلاں، یہ اجلا نہیں کرتے



حلیہ بنا

م، رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے  
در پردہ اُنہیں غیر سے ہے دھڑ نہاں  
مرنے ہیں، مگر اُن کی تمنا نہیں کرتے  
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے

۲۔ ب۔ م کے علاوہ ولیے۔ قباد لیج۔ م۔ لوس کی۔ م۔ لیج۔ م۔ م۔ م۔ م۔ م۔ پردا ہے۔ قباد پردہ نہیں کرتے۔

(نہ) لہذا اسے مذکورۃ بالا تاریخوں کے درمیان کا ہونا چاہیے۔

میرزا آقہ کے نام کے ایک خط مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۵۸ ع میں لکھا ہے: میرا حال  
اس فن میں یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول  
گیا۔ مگر ماں اپنے ہندی کلام میں سے ڈیڑھ شعر، اپنی ایک منقطع اور ایک مصرع  
باد رہ گیا ہے۔ سو گاہ گاہ جب دل اُٹھے لگتا ہے، تب دس پانچ بار یہ منقطع  
زبان پر آ جاتا ہے: زندگی اپنی جب اس الخ۔ پھر جب سخت گھبرانا ہوں اور تنگ آتا  
ہوں، تو یہ مصرع پڑھ کر چُپ ہو جاتا ہوں: اے مرگِ ناگوار، مجھے کیا انتظار  
ہے۔ (اردو سے نقل: ۱۲۳، حوزہ: ۹۹، خطوط: ۱: ۲۷)۔

اس منقطع کے ساتھ کے دو شعر جو صرف قبا کے متن میں مندرج ملے، یاد گارِ نالہ  
میں آ رہے ہیں۔

نیز اس بات کو میرزا صاحب نے فارسی میں یوں لکھا ہے:

گفتنی نیست کہ بر غالبِ ناکام چہ رفت  
مہربان گفت کہ ابنِ بندہ خداوند مذات

یہ باعثِ نوبہدی اربابِ عوس ہے غالب کو برا کہے ہو، اچھا نہیں کرتے



حالیہ

لاغر اتا ہو کہ گھر تو دم میں جا دے مجھے  
سیرا ذمہ، دیکھ کر کہ کون بتلا دے مجھے  
کیا تعجب ہے، جو اُس کو دیکھ کر آجائے دم؟  
وہ تھک کون کی جگہ سے پہنچا دے مجھے  
نہ نہ دکھلا دے، نہ دکھلا، پر نہ اندازِ عتاب  
کھول کر پردہ، ذرا آنکھوں میں دکھلا دے مجھے  
ہاں تھک سیری گشتاری سے وہ خوش ہے کہ میں  
دلف گریں جائز، تو شائے میں الجھا دے مجھے



۶

نوبہ امن ہے، یدادِ دوست، جاں کے لیے دھن نہ، طرزِ صنم کونی، آنکھ کے لیے

۱۔ احمد، ص ۱۱۱، ک ۱۱۱۔ ۲۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۳۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۴۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۵۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۶۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۷۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۸۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۹۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔ ۱۰۔ ص ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۱۱۔

۱۔ آزاد دہلوی نے دیوانِ فرق: ۲۲۵ میں لکھا ہے کہ یہ زمین نواب اصغر علی خان  
ہندو رامپوری، متبرِ دہلی، کے مشاعرے میں طرح ہوتی تھی۔ دیوانِ غالب کے نسخہ  
کراچی نوٹہ ۳۰ اگست ۱۸۸۵ء میں یہ غزل نہیں اور اس غزل میں نواب نعمت حسین خان  
فرخ آبادی متوفی ۹ نومبر ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے، لہذا اسے ان دو تاریخوں کے درمیان  
کا ہونا چاہیے۔ اکرام صاحب نے آکر غالبہ: ۸۱ میں اسے ۱۸۸۵ء کا بتایا ہے۔

- ۱۔ بلا ہے، گر بڑا ہنسنا خوب ہے  
وہ زندہ ہیں کہ میں روئشاس خلق، اسے خطر  
رہا بلا میں بھی، میں مبتلا ہے آفتِ رشک  
فلک، نہ دور رکھ اُس سے مجھے، نگاہیں ہی نہیں  
۲۔ مثال یہ مری کو شر کی ہے کہ مرغِ امیر  
گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جوشات آئے  
بغیر شوق نہیں، ظریفِ نگاہے غزل  
دیا ہے خلق کو بھی، نا اُسے نظر نہ لگے  
زبان پہ، ہمارے خدا، یہ کس کا نام آیا؟  
نصیرِ دولت و دیں، اور مُعینِ مِلّت و ملک  
زمانہ، عہد میں اُس کے، ہے بحرِ آرائش
- ۱۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۲۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۳۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۴۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۵۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۶۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۷۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۸۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۹۔ بلا ہے (سورکاب)۔ ۱۰۔ بلا ہے (سورکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: غیر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو

کاشکے! تم مرے لیے ہوئے

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: غالب، کچھ اپنی سی سے کہا نہیں مجھے

خرمِ جلیے، اگر نہ ملج کھائے کشت کو

خوش کیا، کہیت پر جیسے اگر سو بار ابر آوے؟

صحنہاؤں کے ڈھونڈے ہے ابھی سے برقِ خرم کو

۳۔ میرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں یوں لکھا ہے (کلیاتِ فارسی: ۱۸۳) :

کا نام نہی و ساقی کوثرِ زبان رفت صد رہ، لم، از مہرِ یوسیدِ زبان را

ورن تمام ہوا، اور مدح باقی ہے      سفینہ چامچے، اس بحرِ پیکر کے لیے  
لداے خاص ہے، غالب ہوا ہے نکتہ سرا      تھلاے علم ہے، بارانی نکتہ دان کے لیے

﴿ ۲۱۲ ﴾

آفر ما

• نسکین کو م نرویں، جو ذوقِ فطر ملے      سورانِ خلد میں نری صورت، مگر، ملے  
اپنی گلی میں، ہم کو نکر دق، بد قل      بدے ہنسے سے غلی کو کیوں پراگھ ملے؟  
سائیکری کی شرم کرو آج، رونہ م      مر شب پا ہی کرتے ہیں تے، جس قدر ملے  
نہج سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن، اے ندیم      میرا سلام کہو، اگر نامہ بر ملے

• اللہ نہ ہے کاتب نے درد، آج مہ لکھا تھا۔ غالب نے لفظ درد، کو جیل کر دیا، آج سے بد لکھا ہے۔

- ۱۔ ایران السعدین، جلد ۳، نمبر ۱۲، ص ۴۹، مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۴۸ء میں آرزوہ کا ایک دور غزل اس زمین کا شائع ہوا ہے۔ بعد میں کہ یہ غزل بھی اُس زمانے کی ہو۔
- ۲۔ اس شعر کا مطلب جنوں برلوی کو یہ لکھا ہے: "یہ مضمون کچھ آغاز چاہتا ہے۔ یعنی، شاعر کو ایک قاصد کی ضرورت تھی۔ مگر کھٹکا یہ کہ قاصد کوئی معشوق پر عاشق نہوجائے۔ ایک دوست اس عاشق کا ایک شخص کو لایا، اور اُس نے عاشق سے کہا کہ "یہ آدمی وضدار اور مضد علیہ ہے۔ میں ضامن ہوں کہ یہ ایسی حرکت نہکرے گا۔" غیر، اُس کے ہاتھ خط بھیجا گیا۔ ضدار، عاشق کا گمان سچ ہوا۔ قاصد مکتوب الہ کو دیکھ کر والہ و شیفہ ہوگیا۔ کیسا خط؟ کیسا جواب؟ دیوانہ بن، کیڑے پہاڑ، جنگل کو چل دیا۔ اب عاشق اس واقعے کے وقوع کے بعد ندیم سے کہتا ہے کہ "غیبِ دل تو خدا ہے۔ کسی کے سامن کی کسی کو کیا خبر۔ اے ندیم، نہج سے کچھ کلام نہیں۔ لیکن اگر نامہ بر کوئی مل جائے، تو اُس کو میرا سلام کہو کہ کیوں، صاحب تم کیا کیا دعوے عاشق ہونے کے کر گئے تھے، اور انجہلم کار کیا ہوا۔" (خطوط: ۱: ۱۲۶)۔

تم کو بھی م دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا  
ع لازم نہیں کہ خضر کی م چروی کرے  
اے ساکنانِ کوچہ دہان، دیکھنا  
فرست، کشا کشرِ غیرِ بہاں سے کر، ملے  
جانا کہ اک بزرگ میں سفر ملے  
تم کو کہیں جو غالبِ آشفہ سر ملے



آمر ما

ع کوفی دہ کر زنگانی اور ہے  
آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں؟  
بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں  
ع دیکھے خط، مٹہ دیکھتا ہے نامہ بر  
فاطحِ آعمار ہیں، اکثرِ نضوم  
مرچکیں، غالب، بلاہیں سب نعلام  
ابنے جی میں م نے نہاں اور ہے  
موزر غماے نہاں اور ہے  
پرکھو اب کے سرگیزاں اور ہے  
کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے  
وہ بلاے آسمانی اور ہے  
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

۱۔ ب۔ آمر ما، م نے ایسے جی ۔ ۲۔ ب۔ آمر ما، مٹہ دیکھی ہیں ۔ ۳۔ ب۔ ب۔ اب کی ۔

۱۔ جنوں بریلوی کو اس کا مطلب یہ لکھا ہے: "اس میں کوفی اشکال نہیں۔ جو لفظ ہیں، وہی معنی ہیں۔ شاعر اپنا قصہ کیوں بتائے کہ میں کیا کروں گا۔ مہتمم کہتا ہے کہ کچھ کروں گا۔ خدا جانے شہر میں یا نواحِ شہر میں تکیہ بنا کر، قبر ہو کر، بیٹھ رہے، یا دس چھوٹے پردیس چلا جائے۔" (خطوط: ۱: ۱۲۷)۔

۲۔ نواب انور الدولہ بہادر شفق کو لکھتے ہیں: "یہ دن مجھ پر بُرے گزرتے ہیں۔ گرمی میں میرا سال بیتہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے بقی پیسے والے جانوروں کا، خصوصاً اس نوز میں کہ غم و م کا ہجوم ہے۔ آتشِ دوزخ میں یہ گرمی الخ۔"

(اردو سے نقل: ۳۱۱، عود: ۵۶، خطوط: ۱: ۱۴۲)

۳۔ میر ہندی عروج کو ۲۶ جولائی ۱۸۶۱ع کے ایک خط میں تحریر کیا ہے: "وہا (پشاور)"

کون اُتسید پر نہیں آتی      کون صورت نظر نہیں آتی ع  
 موت کا ایک دن مُستقین ہے      نیند سکون رات بھر نہیں آتی ۔  
 آگے آتی تھی، حال دل پہ، منی      اب کسی بات پر نہیں آتی ۔  
 جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد      پر طبیعت اندر نہیں آتی ۔  
 ہے کچھ ایسی ہی بات، جو چُپ ہوں      ورنہ کیا بات کر نہیں آتی ؟  
 کیوں نہ چیخوں کہ بسا کرتے ہیں      مہری آواز، گر، نہیں آتی

۲۔ اب، آخر ما، خور ہے ۔      ۳۔ بیج، مہ، کسو، قد میں ہیں، کسو، میں تھا ۔ غالب نے ایسے قسم ہے فصیح کردی ہے ۔      ۴۔ بہ القرب الاخیار، مہ بہ (سور کاتب) ۔

(نہ) کو کہا پوچھئے ہو ؟ قدر المذاق فنا کے ترکش میں بھی ایک تیر باقی تھا ۔ قتل  
 ایسا عام لوٹ ایسی سخت اکال ایسا برا اوبسا کیوں ہو ؟ لسان القیب نے دس برس  
 پہلے فرمایا ہے : ہو چکیں، غالب، بلاتیں سب تمام الخ ۔ میں، سنہ ۱۲۷۷ھ کی بات  
 غلط نہ تھی ۔ مگر میں نے وہاں عام میں مرنا ایسے لائق نہ سمجھا ۔ واقعی، اس میں  
 میری کسر شان تھی ۔ بعد رفع فساد ہوا سمجھ لیا جائے گا ۔ (اردو سے نقل :  
 ۱۸۹۶ء، عدد : ۹۰، خطوط : ۱ : ۲۷۲) ۔

۱۔ بہ لغز الشرف الاخیار دہل، جلد ۱ نمبر ۷، مطبوعہ بمبئی دسمبر روزِ شنبہ سنہ ۱۸۹۶ء  
 مطابق ۲۳ رجب المرجب سنہ ۱۲۸۳ھ میں بھی شائع ہوئی تھی ۔

نیز ملاحظہ ہو :      ہوں مُستحرف نہ کیوں رہ و دسمہ ثواب سے ؟  
 یزما لگا ہے فقط، فلم سرنوشت کو

۲۔ یہ محاورہ میر محمد آثر دہلوی کے جہاں بھی موجود ہے ۔ فرماتے ہیں ۔ (دیوان : ۲۸) :  
 حال دل، شاعر ضعیف، روشن ہے      کو مجھے بات کر نہیں آتی



داغِ دل گر نظر نہیں آتا      تو بھی اسے چارہ گر، نہیں آتی؟  
 م و عاں میں، جہاں سے م کو بھی      کچھ ہماری خبر نہیں آتی  
 'مرنے' ہیں آرزو میں مرنے کی      موت آتی ہے، پر نہیں آتی  
 کہے کس 'مٹ' سے جاؤ گے، غالباً      شرم نہ کو مگر نہیں آتی

۲۱۵

آرما

ع دلِ نادان، تجھے ہوا کیا ہے؟      آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟  
 'م' میں مشتاق، اور وہ سبزار      یا الہی، بسہ ماجرا کیا ہے؟  
 'میں بھی 'مٹ' میں زبان دکھتا ہوں      کاش! پوچھو کہ 'مُتدما' کیا ہے؟

۱۔ اب تمام نسخے: کتبہ۔ ۲۔ (اردو سے مل، خطوط م میں)۔ دیکھتے ہیں۔ ۳۔ ایذا، ایذا، ماجرا کیا ہے۔

۱۔ میرزا صاحب نے لطیف احمد بلگرامی کو لکھا ہے: 'نظر ایجاد و تکون، مولانا افضل حق ایسا دوست مر جائے۔ غالباً نہ مردہ، نہ جان رہ جائے: مرنے میں آرزو الخ۔ آگے آتی نہیں حالِ دل بہ ہنس الخ۔ اگر جوان ہوتا اور بیمار، تو آپ سے دعا ہے غیبت چاہتا۔ اسی رس کا ٹکٹا ہوئے آیا ہوں۔ دعا ہے مغفرت کا ابد وار ہوں۔ شراب کبخت اب بھی چھوٹی ہیں۔ نیاز کا اب بھی عادی ہوتا نہیں۔ جانتا ہوں نواب طاعت الخ، کہے کس 'مٹ' سے جاؤ گے الخ'۔ (اردو سے مل: ۲۳، مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۷ء، و ۱۹۲۰ء لاہور ایڈیشن)۔

۲۔ میر مہدی جروح کو ایک خط میں لکھتے ہیں: 'لڑۃ البین، میر مہدی و میر سرفراز حسین مجھ سے ناخوش اور گھمٹا ہو گئے، اور کہتے ہو گئے کہ دیکھو میں خط نہیں لکھتا۔

م میں بھی 'مٹ' میں زبان دیکھتے ہیں      کاش! پوچھو کہ 'ماجرا کیا ہے؟'  
 ماجرا یہ ہے کہ تمہارا بھی تو کوئی خط نہیں آیا، میں جس کا جواب لکھتا ہوں۔ (اردو سے مل: ۱۶۳، خطوط ۱: ۲۸۹)۔

جب کہ نچھ پن نہیں کوئی موجود نہ  
 یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟  
 نگر زلفِ عسبریں کیوں ہے؟  
 سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟  
 م کو اُن سے وفا کی ہے اُتید  
 دھن، پھلا کر، ترا پھلا ہوگا؟  
 جانِ نم پر تار کرنا ہو  
 میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب  
 پھر یہ حکماء، اے خدایا کیا ہے؟  
 غمزدہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟  
 نگہ چشمِ سُرمد سا کیا ہے؟  
 ابر کیا چیز ہے؟ تو کیا ہے؟  
 جو نہیں جانتے، وفا کیا ہے؟  
 اور کدویش کی صدا کیا ہے؟  
 میں نہیں جانتا، دھا کیا ہے؟  
 مفت حاتم آئے، تو بُرا کیا ہے؟



اس کا

کہتے تو ہونم نسب کے بڑے غالب ہو آئے ایک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ دو آئے

۱۔ کسی شخصے میں اس کا قطع ہوا ظاہر نہیں کیا گیا۔  
 ۲۔ اتر ما، قد، نگہ (سورکاپ)۔  
 ۳۔ لکڑیہ (سورکاپ)۔ لہو، لک۔ اتر ما کہتے کوئی۔

۱۔ مرزا صاحب نے منشی نے بخش حقیر کو ایک خط میں لکھا ہے: ایک بات تم کو یہ معلوم رہے کہ جب حضور میں حاضر ہوتا ہوں تو اکثر بادشاہ مجھ سے رخصت طلب کرتے ہیں۔ سو وہ کہی فوق غزلیں تو کیا پڑھوں؟ تو غزل کہہ کر لے جاتا ہوں۔ آج میں نے دوپہر کو ایک غزل لکھی ہے۔ کل بسا پرسوں جا کر پڑھوں گا۔ تم کو بھی لکھتا ہوں۔ داد دینا کہ اگر رختہ پایہ سحر یا اعجاز کو پہنچے، تو اُس کی یہی صورت ہوگی، یا کچھ اور شکل؟ کہتے تو ہونم سب الخ، (اندلسیہ غالب ۱۲) (۱۱)

۱۔ ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت  
 ۲۔ ہے صاف و شعلہ و سیلاب کا عالم  
 ۳۔ ظاہر ہے کہ گہرا کہ نہ تھا کہیں کے تکیہ  
 ۴۔ جلا سے ڈرتے ہیں، نہ واعظ سے جھکوتے  
 ۵۔ ہاں، اعلیٰ طلب، کون کسے طعنے نہ دانت؟  
 ۶۔ اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں  
 ۷۔ کی مضمون سے اثر کرے میں، فقر  
 ۸۔ اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے، غالباً

کچھ کہ لکوں پر وہ مرے پوچھے کو آئے  
 آنا میں سمجھ میں مری آنا نہیں، گو آئے  
 ہاں، کُن سے مگر بادۂِ دوشنبہ کی ہو آئے  
 م صبحیے ہوئے ہیں آئے، جس پہن میں جو آئے  
 دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے میں کر کھڑ آئے  
 اُس در پہ نہیں ہاں، تو کبھی میں کو ہو آئے  
 اچھے رہے آپ اُس سے، مگر عمر کو ڈبو آئے  
 م میں گئے ہاں، اور زری تقدیر کو رو آئے



آمر ما

۱۔ حسرتِ مد، کرچہ جنگارِ کال، اجٹھا ہے  
 ۲۔ اُس سے میرا سو مُخربد جمال اجٹھا ہے

۱۔ الف، د، ہو کشمکش (سو کلاب)۔ ب، د، کو (سو کلاب)۔ آ، د، دیکھے کو۔ ۲۔ الف، د، ہے دلاؤ و  
 مرمر و سیلاب کا عالم۔ ب، د، آ، مرے (سو کلاب)۔ آ، د، نالوارۂ آگیا میں (سو کلاب)۔ ۳۔ ب، آ،  
 ما مجورۂ نکلود (سو کلاب)۔ ل، اوارۂ صبحیے ہوئے ہیں ام لود۔ ۴۔ ب، آ، د، دیا (سو کلاب)۔ ۵۔ الف، اکتاب سے  
 علاؤ نہیں وہ شیوہ۔ اکتاب میں خود غالب نے یہ نوع کی ہے۔ ب، د، سے علاؤ دیکھ۔ دلی اردو اخبار میں یہ  
 دیکھ میں ہے۔ ۶۔ الف، آ، د، گرہ کی۔ ب، آ، د، دلیے جو۔ ۷۔ ب، آ، د، نہ سو رہا۔

(نہ) مرتبہ نادرۃ کے خیال میں یہ خط اپریل تا جولائی ۱۸۵۱ء کی کسی تاریخ کو  
 لکھا گیا تھا۔ چونکہ یہ غزل، دلی اردو اخبار، جلد ۱۳ نمبر ۱۹، صفحہ ۶، مورخہ  
 ۸ رجب ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۸۵۱ء میں اس نمبر کے ساتھ چھپی ہے، اس  
 صفحے میں ایک غزل جناب نواب اسد اللہ خان صاحب بہادر المتخلص بن غالب کی ہمارے  
 ہاتھ آئی، سو درجہ اخبار ہوئی، اس لیے اس خط کو اپریل میں کا ہونا چاہیے۔

یوسف دینے نہیں، اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ  
اور بازار سے لے آئے، اگر لوٹ گیا  
بے طلب دیں، تو مرا اُس میں سوا ملا ہے  
اُن کے دیکھے سے جو آجانی ہے رونق منہ پر  
دیکھے، پانے میں عُشاقِ بنوں سے کبابِض ا  
صحن، تیسے نے فرعاد کو شیریں ہے، کیا  
ظہر دریا میں جومل جائے، تو دریا ہو جائے  
خضر سلطان کو دکھے، عاتقِ اکبر، سرسبز  
م کو معلوم ہے جنت کی حقیقت، لیکن  
جس میں کہنے ہیں کہ مفتاً سے تو مالِ اجتہا ہے،  
ساغرِ جم ہے، مرا جامِ سفالِ اجتہا ہے  
وہ گدا، جس کو جو خوشی سے سوال، اجتہا ہے  
وہ سمجھنے میں کہ پہلو کا حالِ اجتہا ہے  
اک برص نے کہا ہے کہ وہ سالِ اجتہا ہے،  
جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اجتہا ہے  
کامِ اجتہا ہے وہ، جس کا کہ مالِ اجتہا ہے  
شاہ کے باغ میں، یہ نذر نہالِ اجتہا ہے  
دل کے خوشد کہنے کو غالب، یہ خیالِ اجتہا ہے



آمر

۱۰ شکوے کے نام ہے، بیہوش، غلا ہونا ہے

یہ بھی مت گھ، کہ جو کیے، تو گلا ہونا ہے

- ۱۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۲۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۳۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۴۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۵۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۶۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۷۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۸۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۹۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۰۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۱۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۲۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۳۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۴۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۵۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۶۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۷۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۸۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۱۹۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔ ۲۰۔ امر ما، د، د، آئے (سوکاتب)۔

۱۔ خضر سلطان، ظہر کے چلے اور غالب کے شاگرد تھے۔ ۱۸۳۱ع میں ان کی  
ولادت ہوئی، اور ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ع کو مہجر غلّس کی گولی سے مارے گئے۔  
(تلاطفہ غالب: ۱۰۲)۔ چونکہ یہ غزل ۱۸۴۷ع کے بعد کی ہے، اس لیے اس شعر  
کو خضر سلطان کی پیدائش سے متعلق نہ سمجھا جائے۔

۷ پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باہا

اک ذرا جھڑپے، پھر دیکھوے کیا ہوتا ہے!

۱۔ افسانہ، مدحیہ، شکوہ، آفرین، جیسے حال (مہوکان)۔ ۲۔ تمام جیسے، ہوا۔

۱۔ میرزا صاحب نے شغز کو لکھا ہے دیپر و مرشد، بارہ عے ہے۔ میں لگا  
 اپنے ہلک پر ایسا مواضع ہی رہا تھا کہ آدمی نے آکر خط دیا۔ میں نے کھولا،  
 پڑھا۔ چلے کو انکوکھا یا کُرتا گئے میں نہ تھا۔ اگر ہوتا، تو میں گریبان بھڑا  
 ڈالتا۔ حضرت کا کیا جانا؟ میرا نقصان ہوتا۔ سرے سے سُنیے۔ آپ کا قصیدہ  
 بعد اصلاح بیجا۔ اُس کی رسد آئی۔ کئی کئی مہرے شعر اُٹھے آئے۔ اُن کی  
 قیامت پوچھی گئی۔ قیامت بتائی گئی۔ الفاظِ فیح کی جگہ بے عیب الفاظ لکھ دیے  
 گئے۔ لو، صاحب، یہ اشعار بھی قصیدے میں لکھ لو۔ اس نگارش کا جواب آج تک  
 نہیں آیا۔ شاہ اسرارالحق کے نام کا کاغذ اُن کو دیا۔ جواب میں جو کچھ انہوں  
 نے دہلی فرمایا، آپ کو لکھا گیا۔ حضرت کی طرف سے اس تحریر کا بھی جواب  
 نہ ملا۔ پُر ہوں میں شکوے الخ۔ سوچتا ہوں کہ دونوں خط یرنگ گئے تھے۔  
 تلف ہونا کسی طرح متصور نہیں۔ غیر، اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جائے۔  
 (اردو سے نقل: ۳۰۳، عود: ۶۰، خطوط: ۱۴۱:۱)۔

نیز اس سلسلے میں ملاحظہ ہو: تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو  
 حَکَم کرو مہرے دل سے، کہ اس میں آگ دن سے

ہوں سراپا سازِ آگِ شکایت، کچھ ہنوج  
 ہے جس ہنر کے لوگوں میں بھڑے تو مجھے

مگر سچہا نیوے پر حسنِ نلال دیکھو

شکوہ: سُرور ہے، سرگرم جانا ہونا ہے

عشق کی راہ میں، ہے جبرم مُکھوگب کی وہ چال

میں نے سوچا کہ میں نے کیا کرنا ہے

کیوں نہ تھیں عذریہ نالوں کے پیداوار کے

آپ! اُہا لانے میں، گر نہ خطا ہونا ہے۔

خوب تھا، چلے سے سونے جو ہم اپنے بدخواہ

کے پہلا جانے ہی اور برا ہونا ہے

• ناک جا رہا ہے عرش سے مبرا اور اب

لب تک آنا ہے، جو ایسا ہی رہنا ہے۔

خامہ منہا کہ وہ ہے بارہندہ زم زم

شاہ کی مدد میں یوں قبضہ کرا کرنا ہے



ان فنار کواکب یو ہر قلم

تو ہے اکبرلم کا حق کس سے لدا ہوتا ہے؟

سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیے

نور و لکھ کا زمے نل جا مرنے ہے

فسر ہنرمیں جو سے طر سے عرنا ہے غلال

آئیں رخصت ہو، نامہ لکھنا ہے

۱۔ اللہ آخر باد لورے (سیر کتاب) - اللہ باد، عیدہ لورے - ۲۔ اللہ مگن و لب - ۳۔ اللہ اللہ سید باج، عیدہ لورے

(نصر یا ، ہر طالب کا سر ہو) ۔ وہ اب اور آخر دینی اس کا لفظ عربی طالع نہیں گیا ۔ یہ خدا کرے ۔

۱. آیه آخر تا «یا» ندارد (محو کاتب) - ۲. به «یا» نیز (نقص نا) - ۳. به آخر «یا» تا «یا» (محو کاتب) -

میں جو گناخ ہوں، آنہیں غزلگوئی میں  
 بس یہی تیرا ہی حکم فوق فزا ہوتا ہے  
 رکھو، غالب، مجھے اس تلخ نوائی میں مُعاف  
 آج کچھ دردِ سرے دل میں یسوا ہوتا ہے



آئینہ

۱۔ ہر ایک بات پہ کہنے ہو تم کہ + تو کیا ہے ؟  
 ۲۔ تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے ؟  
 ۳۔ نہ شیلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا  
 ۴۔ کوئی باتو کہ وہ شوخ مُتدِخو کیا ہے ؟

۱۔ بہ آئینہ، قاصد یا ہوتا ہے۔ مد: یہ ترا ہی کرمِ فوق (عردو سوکاب)۔ ۲۔ آئینہ دیوانِ جبرائیل جہا، ہر ایک سانس  
 میں کہتے ہیں عمر ہے۔ ۳۔ آئینہ آئینہ، برق، مد: مد: مد: شیلے۔ آئینہ یا صبیحہ بخارود (سوکاب)۔ آئینہ وہ کرشمہ۔  
 وہ ادا۔ دیوانِ جبرائیل، نہ برق میں وہ کرشمہ نہ شیلے۔ ۴۔ آئینہ یا بنائے۔

۱۔ میرزا تقی کے نام کا ایک خط اس شعر سے شروع کیا گیا ہے۔ (اردو سے نقل: ۱۲۳، عود: ۹۹، خطوط: ۳۷۰)۔

۲۔ یہ غزل میر نے ۱۸۵۹ء میں میرزا صاحب سے مانگی تھی۔ انہوں نے غزل بھیج کر  
 میر کو لکھا: "اگر تم قہر سجتے ہیں، تو اس غزل کے طالب کا ذوق پکٹا ہے،  
 تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی" (اردو سے نقل: ۲۵۳، خطوط:  
 ۱: ۳۱۴)۔ بز منشی شیرواں آرام کو اس کے نو شعر (سوائے شعر نمبر ۲ کے)  
 لکھ کر فرمایا ہے: "یہ تمہارا اقبال ہے کہ نو شعر یاد آگئے۔ ایک غزل یہ نور  
 دو غزلیں وہ جو آیا چاہی ہیں، تین جتنے کا گودام تمہارے پاس فراہم ہو گیا،  
 (اردو سے نقل: ۳۷۰، خطوط: ۱: ۳۹۴) اس خط سے جو ۱۹ اپریل ۱۸۵۹ء کا  
 ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنا کلام شیرواں کے اخبار میں چھپوا  
 کرتے تھے۔

یہ رشک ہے کہ وہ مونا ہے مسختم سے      و گرنہ خوفِ بد آموزیِ تندو کیا ہے ؟  
چمک رہا ہے بدن پر لہو سے، چراغِ      ہمارے سبب کو اب حاجتِ رغو کیا ہے ؟  
جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا      کر دینے ہو جو اب راکھ، جسٹو کیا ہے ؟  
رگوں میں دوڑنے پھرنے کے م نہیں قائل      جب آنکھ سے ہی نہ پکا، نو پھر لہو کیا ہے ؟  
وہ چہ، جس کے لیے م کو ہو پشتِ عزیز      سوائے بادۂ گلفامِ مشکبو کیا ہے ؟  
پیوں شراب، اگر کُم بھی دیکھ لوں دوچار      یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سُبُو کیا ہے ؟  
رسم نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی      تو کس اُمید بہ کیسے کہ آرزو کیا ہے ؟  
ہوا ہے شہ کا مُصاحب، پھرے ہے اُردا      و گرنہ شو میں غالب کی آبرو کیا ہے ؟



آئینہ

ابنِ مہرِم ہوا کرے کوئی      میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی ؟  
شرع و آئین پر مدارِ سہی      ایسے قائل کا کیا کرے کوئی ؟  
چال جیسے کڑی کان کا تیر      دل میں ایسے کے، جا کرے کوئی ؟  
بات پر واں زبانِ کشتی ہے      وہ کہیں اور مُٹا کرے کوئی ؟  
ہلک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کہم      کبھی نہ سمجھے، خدا کرے، کوئی ؟  
نہ سنو، گر بُرا کہے کوئی      نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی

۱۔ لقب اردو سن ۱۲۷۰ م۔ ۲۔ مد، صلی جب۔ ۳۔ لقب دیوانِ ہندو، لکھنؤ (سوکاتب)۔ ۴۔ بہ دیوانِ ہندو، گرائیو۔ ۵۔ لقب اردو سن ۱۲۷۰ م۔ ۶۔ آئینہ، آئینہ کا توکر۔ ۷۔ لقب اردو سن ۱۲۷۰ م۔ ۸۔ لکھا گیا تھا۔ ۹۔ پوری تصحیح غالب نے داو جیل کر رہے تھے۔ ۱۰۔ بہ آئینہ، آئینہ کہے کوئی (سوکاتب)۔ ۱۱۔ میں بھی بڑی تھک کر غالب نے لفظ لکھنے میں تصحیح کر دی ہے۔

۱۔ مرزا صاحب نے اس مضمون کو فارسی میں یوں بانڈھا ہے (کلیاتِ فارسی: ۳۷۱):  
بہ تنِ چسیدِ بلّازم، لڑ آئینِ غوغایہ، چراغِ      خراشِ سبہ، سطرِ بقیہ شد چاکِ گریبانِ را



روک لو، مگر غلط چلے کوئی  
کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند؟  
ع کیا کیا خطر نے سکندر سے ا  
جب توقع میں اُمّ گئی، غالب

بہش دو، مگر خطا کرے کوئی  
کس کی حاجت روا کرے کوئی؟  
اب کیے رہنا کرے کوئی؟  
کیوں کسی کا گلا کرے کوئی؟



آرما

خ اُس رزم میں بھی نہیں جی جاکے  
دل میں تو ہے، سیاستِ دربار سے ڈر گیا  
رکھتا پھروں ہوں، رخِ فرخ و سجّانہ دھڑکے  
تذیصرِ حق میں گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ حَظَرِ  
مقدور ہو، تو خاک سے پوچھوں کہ، ہاں اے اہم  
کس روز تمہیں نہ زانا کیسے ٹھو؟  
صحت میں غم کی نہ پڑی ہو، کہیں، یہ غم  
خ ضد کی ہے اور بات، مگر غمِ پری نہیں  
غالب، تمہیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟

پٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیسے<sup>۱</sup>  
میں، اور جاؤں در سے تو سے بن صدا کیسے  
مذت ہوئی ہے، دعوتِ آب و ہوا کیسے  
حضرت بھی کل کہیں کے کہ، ہم کیا کیا کیسے،  
تو نے وہ گنجہاں گراما بہ کیا کیسے؟  
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرمے چلا کیسے؟<sup>۲</sup>  
دینے لگا ہے بوسہ، بنیرِ انجما کیسے  
بھولے سے اُس نے سیکڑوں وعدے وفا کیسے  
مانا کہ تم کہا کیسے اور وہ سُنا کیسے

۱۔ افسانہ نگار (سوکلاک)۔ ۲۔ بہ، آرمہ، فیض، کمر کا۔ قد میں بھی بوسہ تھا، مگر غالب نے اپنے قلم سے زعم کر دیا۔  
۳۔ ۱۲۔ بہ، قد، مد، سیکڑوں۔ آرمہ، مد، وعدہ (سوکلاک)۔

۱۔ میرزا صاحب نے حقیقہ کو اس غزل کے منظرِ تقریباً جولائی ۱۸۵۱ء میں لکھا  
ہے کہ: ”کہا کیسے، اور ہوا کیسے، یہ غزل پرائی ہے۔“ (ماداراتِ غالب: ۵۹)۔

میں اُنہی چھڑوں اور کچھ نہ کہیں ا  
چل نکلے جو سے پڑے ہوئے ع  
فہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو  
میری قسمت میں غم کر اتنا تھا  
آ می جانا وہ راہ پر غالب

چل نکلے جو سے پڑے ہوئے ع  
کاشکے ا تم مرے لیے ہوئے  
دل بھی بار بار کٹی دیے ہوئے ا  
کوئی دن اور بھی جیسے ہوئے ا

منظور تھی یہ شکل، نچلی کو، نور کی  
اک خوں چکان گفن میں کڑوڑوں بناو ہیں  
واضح نہ تم پیو، نہ کسی کو ہلا سکو  
لونا ہے مجھ سے حشر میں قائل کہ کیوں اُنھا؟  
آمد ہار کی ہے، جو ہل ہل ہے فتنہ سنج  
اگو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں

قسمت کھل، ترے قد و رخ سے، طُور کی  
پڑی ہے آنکھ، تیرے شہدوں پہ، حور کی ع  
کیا بات ہے تمہاری شراب طُور کی ا  
کریا، اہی سُن نہیں آواز صُور کی  
اُڑتی سی اک خبر ہے، زبانی طُور کی  
کب سے مان بنوں کو بھی، نسبت ہے دور کی ا

۱۔ ب۔ ع۔ روح کے (سورکاب)۔ ۶۔ ا۔ ح۔ کرموں۔ آمر ما لگو میں (سورکاب)۔ ۹۔ ب۔ آمر ما کچھ  
جر ہے۔ ۱۰۔ ا۔ ح۔ ص۔ کر۔ قد اور انتخاب میں یوں رہی تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے دونوں جگہ تصحیح کی ہے۔  
ب۔ آمر ما اور مد سے علاوہ کچھ۔

- ۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے دو اور شعروں کے ساتھ سَبَّاح کے خط میں نقل کیا  
ہے۔ وہ دو شعر یہ ہیں: "کیا فرض ہے کہ سب کو ملیے الخ اور دگر، واں نہیں،  
یہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں الخ" (لردو سے مل، لاہور ایڈیشن: ۱۳۸۶)۔
- ۲۔ سَبَّاح کے مذکورہ بالا خط میں لکھتے ہیں: "دیکھو، یہ میر کا عطف پہ ہے  
یعنی لیکن۔"

۲ کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ آؤ نہ، م یہی سیر کریں کوڑے طور کی  
 گری سہی کلام میں، لیکن نہ اس قدر کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی  
 غالب، مگر اس سفر میں مجھے ساتھ لیے چلیں حج کا نواب بخد کروں گا حضور کی



نہج

حضور شاہ میں، اعلیٰ حق کی آزمائش ہے  
 جن میں، خوشوایات جن کی آزمائش ہے  
 ۳ قد و گیسو میں، فیس و کومسکن کی آزمائش ہے  
 جہاں م میں، وعاب دار و رسن کی آزمائش ہے  
 کر کے کومسکن کے حوصلے کا امتحان، آخر  
 اہی اُس غے کے نیروے زن کی آزمائش ہے  
 نیر صر کو کہا پیر گنہگار کی ہوا خولو؟  
 اُسے یوسف کی بوے چمن کی آزمائش ہے

۱۔ بہ ترمذی اور ۲۔ دہلوی، مگر اور ب دہلوی نے یہی غالب کے نظم سے ہیں۔ ۶۔ نہج میں ہے، دہلی غالب ہے۔

۱۔ میرزا صاحب نے یہ شعر بھی گزشتہ خط میں نقل کیا ہے۔

۲۔ اکرام صاحب نے آثار غالب: ۹۸ میں لکھا ہے کہ دسمبر ۱۸۵۱ ع میں رپورٹنٹر  
 دہلی نے رپورٹ بوجھی تھی کہ بادشاہ بیمار اور زندگی سے ہزار ہے، اور حج کے  
 لیے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ غالب اس موقع پر غالب نے یہ غزل  
 لکھی تھی۔

وہ آیا دم میں، دیکھو، نہ کیوں پھر کہ غافل تھے  
 یحکیم و صبرِ اعلیٰ انہیں کی آزمائش ہے ۲  
 رہے دل میں ہیں، اچھا، جگر کے پار ہو، ہنر  
 غرض کس سے بُترِ نازکِ فتن کی آزمائش ہے  
 نہیں کچھ، سُبْح و زُہار کے پھندے میں، گیرانی  
 وفاداری میں، شیخ و برّہمن کی آزمائش ہے  
 پڑا رہا، اے دلِ وابہ، پناہ سے کیا حاصل؟  
 مگر پھر نابِ ذوقِ پُر شک کی آزمائش ہے  
 دُک و بے میں جب اترے زہرِ غم، تب دیکھو کیا ہو  
 ابھی تو نلخہ کام و دھن کی آزمائش ہے ۳  
 وہ آویں کے مرے گھر، وعدہ کیا، دیکھنا، غالب  
 تھے قلوب میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے



غم کھانے میں نودا، دلِ ناکام، بہت ہے  
 کہنے ہوئے ساقی سے جا آتی ہے، رونہ  
 نے تیر کان میں ہے، نہ صیاد کہیں میں  
 بہ رنج کہ کم ہے، نہ کھلم، بہت ہے ۴  
 ہے یوں کہ مجھے دُورِ نیرِ جام بہت ہے  
 گوشے میں قس کے، مجھے آرام بہت ہے ۵

۲۔ افسانہ، جگر - یہ افسانہ (میرزا صاحب) - ۳۔ افسانہ، میرزا آبی (میرزا صاحب) - ۴۔ افسانہ، کھلم (میرزا صاحب) - ۵۔ افسانہ، میرزا آبی (میرزا صاحب) -

۱۔ میرزا صاحب نے اس بات کو فارس میں یوں لکھا ہے (کلیاتِ فارسی: ۱۳۹)۔  
 رُو ن بہ بلا دہ، کہ دگر بہر بلا نیست      مرغِ قصے کشکشہ دامِ بخارود

کیا زہد کو مالوں؟ کہ نہو کرچہ ربانی  
ہیں اعلیٰ خرد کس روشرو عاص پہ نازاں؟  
ع زہم ہی پہ جھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم ہے؟  
ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات، کہ اُن کو  
خود ہو کے جگر آنکھ سے لپکانی، اے مرگ  
ع ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہانے؟  
بادشاہِ عمل کی طمعِ غلام بہت ہے  
ہا بستگرِ رسم و رو عمام بہت ہے  
آلودہ بہ نئے جامۂ احرام، بہت ہے  
انکار نہیں، اور مجھے احرام بہت ہے  
دھسے دسے مجھے یار، کہ ابھی کام بہت ہے  
شاعر تو وہ ایتھا ہے، پہ مدام بہت ہے



ع نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سُنانے نہ بیے

کجا بیے بات، جہاں بات بنائے نہ بیے؟

وہ۔۔۔ کہ ابھی (سوکاب)۔ وہ۔۔۔ چہ ابرک (سوکاب)۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: طاعت میں تا، دھسے نہ تے و انگلی کی لام

دوزخ میں ڈال دو کوئی، لے کر بہت کو

- ۲۔ یہ غزل مرتبہ ساداتِ غالب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر خط نمبر ۱۰ کے آخر میں درج کی ہے۔ اس خط میں میرزا صاحب نے صرف ایک غزل کے بوجھے کا ذکر کیا ہے، اور وہ ہے: ”کہتے تو ہوتا م سب کے بُترِ غالب ہو آئے۔۔“ مرتب کے نزدیک یہ خط اپریل۔ جولائی ۱۸۵۱ ع کی کسی تاریخ کو لکھا گیا تھا۔ زیر بحث غزل پہلی بار قد میں شامل کی گئی ہے، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اگست ۱۸۵۲ ع کے بعد کی گئی تھی۔ چونکہ ۸ جون سنہ ۱۸۵۳ ع کے خط میں میرزا صاحب نے انہیں اس شعر کا مطلب سمجھایا ہے، اور ظاہر ہے کہ حقیر نے (۸)

میں بُلاؤ تو ہوں اُس کو، مگر، اے جذبہ دل  
 اُس پہ یں جائے کچھ ایسی، کہ یں آنے نہ بیئے  
 کھول سمجھا ہے، کوئی جھول نڈے، ہول نچاے  
 کاترا یوں بھی ہو کہ یں میرے مٹانے نہ بیئے  
 غیر پھرنا ہے ایسے یوں ترے خط کو کہ اگر  
 کون پرچھے کہ، یہ کیا ہے، تو پُھانے نہ بیئے  
 اِس زحمت کا بُرا مزہ، وہ پہلے میں، تو کیا؟  
 مانم آؤں تو اُنہیں مانم لگائے نہ بیئے  
 'تک کے کون کے یہ جلوہ گری صحر کی ہے؟  
 پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھانے نہ بیئے  
 موت کی راہ، مذبحکوں؟ کہ یں آنے زمرے  
 تم کو جاموں؟ کہ نہ آؤ، تو بُلائے نہ بیئے'

---

۴۴۴۔ ۴۴۵۔ پہلے میں (سوکاب)۔ یہ ناولت، غزل، تھی۔

---

(نہ) اس غزل کو بنا کر مینوں بعد مطلب کہیں نہ پڑھا ہوگا، لہذا اسے ۸ جون ۱۸۵۲ء سے کچھ قبل کا ہونا چاہیے۔

۱۔ اس شعر کا مطلب میرزا صاحب نے حَیْر کو اس طرح سمجھا ہے: 'یہاں، میر کو  
 تم سے برا نسبت ہے کہ اس بیت کے معنی میں تم کو قاتل رہا۔ اس میں دو  
 استفہام آئے ہیں کہ وہ بطریقِ ظن و تخیل مشق سے کہے گئے ہیں۔  
 'موت کی راہ نہ دیکھوں، کیوں نہ دیکھوں؟ میں تو دیکھوں ہی گا' کہ یں آئے نہ  
 رہے، کیوں کہ موت کی شان میں ہے یہ بات ہے کہ ایک دن آئے ہی گی۔ (نہ)

یوسف وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھانے نہ اہلے  
کلام وہ آن ہوا ہے کہ بنانے نہ بیے  
عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتشِ غالب  
کہ لگانے نہ لگے اور بُجھانے نہ بیے



۲۲۷

ع دبا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کیے؟  
نوا رقیب، تو مر، نامہ بر ہے، کیا کیے؟

(نہ) انتظار ضائع نہ جائے گا۔ ”تم کو چاہوں؟“ کیا خوب! کیوں چاہوں؟  
”کہ نہ آؤ، تو بلانے، نہ بیے،“ ہنسی، اگر تم آپ سے آئے، تو آئے، اور اگر نہ  
آئے، تو پھر کیا مجال کہ کوئی تم کو بلا سکے۔ گویا، یہ عاجز مشوق سے کہتا ہے  
کہ اب میں تم کو چھوڑ کر اپنی موت کا عاشق ہوا ہوں۔ اس میں یہ خوبی ہے  
کہ یہ بلانے بغیر آئے نہیں رہتی۔ تم کو کیوں چاہوں؟ کہ اگر نہ آؤ، تو تم کو  
بلا نہ سکوں۔

بات یہ ہے کہ پڑھنے میں ”تم کو چاہوں کہ نہ آؤ، یہ جملہ ملا مرا سمجھ میں  
آتا ہے تو آدمی حیران ہوتا ہے۔ ”تم کو چاہوں، الگ ہے، کہ نہ آؤ، تو  
بلانے نہ بیے، یہ جملہ الگ ہے۔ تم نے غور نہ کی، ورنہ خود بخود کیفیت اس  
تقریب و استقام کی حاصل ہو جاتی۔“ (مادراتِ غالب: ۳۰)

۱۔ میرزا صاحب نے حنفیہ کو اپریل ۱۸۵۳ء میں لکھا ہے: ”ہاں بادشاہ نے ظلمے میں  
شاعرہ مقرر کیا ہے۔ ہر مونسے میں دوبار شاعرہ ہوتا ہے۔ پندرہویں کو نور اُنسویں  
کو۔ حضور فارسی کا ایک مصرع اور ریختے کا ایک مصرع طبع کرتے ہیں۔ اب کے (ہاں)

ۛ ضد کہ آج نہ آوے اور آے یں نہ  
 فنا سے شکوہ میں کس قدر ہے، کیا کہے؟  
 ہے یں یوں گہ و بیکہ، کہ کوئے دوست کو اب  
 اگر نہ کہنے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہے؟  
 زخمے کرشمہ، کہ یوں دے رکھا ہے م کو قرب  
 کہ یں کہے یں اُنہیں سب خبر ہے، کیا کہے؟  
 سمجھ کے کرنے میں بازار ہیں، وہ دُشمنِ حال  
 کہ بسہ کہے کہ سر دھگور ہے، کیا کہے؟  
 "نہیں نہیں ہے سر رشتہ وفا کا خیال  
 ہمارے ہاتھ میں کبھر ہے، مگر ہے کیا؟ کہے

ۛ۔ دہل اور اخبار، غزوات غالب، ۛ نہ آئے اور آئے۔ ۛ ب، ۛ ب، ۛ ج، کہے ۛ۔ ۛ۔ حاورات میں ۛ۔

(ۛ) مجاہدی اثنائی کی پیسوں کو جو شاعرہ ہوا، اُس میں مصرع فارسی بہ تھا: "زین نازشا گاہ  
 گریبان مہرود۔" ریمتے کا مصرع بہ تھا: "غبارِ عشق میں کس قدر ہے، کیا  
 کہے؟، نظر ہے، کیا کہے، خبر ہے، کیا کہے۔" میں نے ایک غزل فارسی اور  
 ایک ریمتہ موافق طرح کے اور دوسرا ریمتہ اسی طرح میں سے ایک اور صورت  
 نکال کر لکھا۔ وہ تینوں غزلیں تم کو لکھتا ہوں۔ یہ لینا اور بیانِ فقرہ کو بھی  
 دکھا دینا۔ (ۛاورات: ۛۛ)

غزلِ مذکور، سب سے پہلے دہل اور اخبار (شمارہ ۛۛ) جلد ۛۛ، نمبر ۛۛ، مورخہ  
 ۛۛ رجب ۛۛۛۛ مطابق ۛۛ اپریل ۛۛۛۛ ع میں شاعرے کی اور غزلوں کے  
 ساتھ چھپیں تھیں۔



۲ انہیں سوال ہے زخمِ جنوں ہے، کیوں لڑے؟  
 میں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کیے؟  
 حسدِ مزائے کمالِ حق ہے، کیا کیے؟  
 ستمِ ہائے شاعرِ مر ہے، کیا کیے؟  
 کہا ہے کس نے کہ غالب بُرا نہیں؟ لیکن  
 سوائے اس کے کہ آشفہ مر ہے، کیا کیے؟



۱

۲ کیوں جو حالہ نو کہتے ہو: 'مُتدا کیے'۔  
 'نہ کیوں وطن سے پھر تم کہ وہ منکر ہیں'۔  
 وہ بھڑک رہی، پر دل میں جب اُتر جاوے  
 نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کیے؟  
 ۳ نہیں ذریعہٴ راحت، جراحِ پیکل  
 وہ زخمِ تیغ ہے، جس کو کہ دلکشا کیے

- 
- ۱۔ قصہ مدِ لڑے (سہرکاب)۔ ناولاتِ گڑھے۔ ۲۔ قصہ مدِ مزائے (سہرکاب)۔ ۳۔ قصہ مدِ کیا ہے (سہرکاب)۔  
 ۴۔ قصہ مدِ دلِ لڑے افسانہ، کہا یہ کس نے۔ ۵۔ قصہ مدِ مجھے (سہرکاب)۔ ناولاتِ غالب ۲۸، اتر جائے۔  
 ۶۔ قصہ مدِ پیکل (سہرکاب)۔
- 

۱۔ اس غزل کے متعلق میرزا صاحب نے مہر کو لکھا ہے: 'کہ کیا کیے، چلا کیے'۔  
 یہ زمین ابلکہ بلز ہاں طرح موق نہیں۔ مگر بحرِ لود میں نہیں: کیوں۔ دو سال الخ  
 رہے نہ جان الخ سفینہ جب کہ الخ (لردو سے ملے ۲۶۸، عود ۱۱۱، خطوط ۱: ۳۰۹)۔  
 ناولاتِ غالب کے گوشۂ القباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ مئی ۱۲۶۹ء  
 (۹ اپریل ۱۸۵۳ء) کے شاہی مشاعرے میں میرزا صاحب نے جو طرحی غزل پڑھی  
 تھی، اُس زمین سے یہ دوسری زمین خود نکال تھی۔

جو مُتدی ہے، اُس کے نہ مُتدی بیسے      جو نلڑا کیے، اُس کو نہ نلڑا کیے ع  
 کوں حقیر جانکامی مرض لکھے      کوں مصیبتِ نساازی دوا کیے  
 کہیں شکایتِ رنجِ گراں نہیں کیجے      کہیں حکایتِ صبرِ گریزا کیے  
 رہے نہ جان، تو قاتل کو خون بہا دیجے      کئے زبان، تو خنجر کو مرجا کیے  
 نہیں نگار کو الفت، نہو، نگار تو ہے      دوائیِ روش و مسترِ ادا کیے  
 ہوں ہمار کو فرصت، نہو، ہمار تو ہے      طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کیے  
 سب جب کہ کنارے پہ آگیا، غالب      خدا سے کیا ستم و جورِ ناسخا کیے



بازجہ اطفال ہے، دنیا، مرے آگے      ہونا ہے شب و روز غاشا مرے آگے ع  
 اک کھل ہے، لورنگی سیال، مرے نزدیک      اک بات ہے، اعجازِ مہیا، مرے آگے

۱۔ ج. کوں (سوکاتب) لغاتِ شکایتِ صبر (سوکاتب) ۲۔ الف. اردو سے مل ۳۸۔ دھ بجان (سوکاتب)۔  
 ۳۔ الف. لغاتِ نو نگار میں الف۔ ۴۔ الف. لغاتِ نو ہمار۔

۱۔ اس غزل کے متعلق حقیر کو جولائی ۱۸۵۴ء کے قریب لکھا ہے کہ اس (غزل) پر یہیں ایک سال گزر چکا ہے۔ قلمِ مبارک کے شاعر نے کس غزل ہے، (مُدونات: ۵۹)۔ دہلی اردو اخبار (تمہ)، جلد ۱۵، نمبر ۲۱، تاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۶۹ء بطابق ۲۲ مئی ۱۸۵۳ء میں یہ غزل اس نمود کے ساتھ چھپی ہے: "مگل کے دن صبح کو شرا قلمِ مبارک اور شہر کے، دیوانِ خاص میں مجتمع ہوئے۔ حضورِ اقدس اعلیٰ برآمد اور جلوہ فرما سے نعت ہوئے۔ جناب حضرت ولید ہمار زبِ اقوامے کرسی اور مرزا مقل ہمار اور مرزا خضر سلطان جادر اور مرزا جوی بخت ہمار اور شاعر ادگان والا تار بند ہاربانِ ثبرا حسبِ الحکمِ قضا قولم شرفِ نشست سے حسبِ مراتبِ مقام سوز و مکرم ہوئے۔ بارہ پر ایک مجھے تک حضورِ اقدس جلوہ فرما رہے۔"

- ۱۰۔ جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور  
 ہوتا ہے نہاں گرد میں، صحرا مرے ہوتے  
 مت پرچم کہ کیا حال ہے میرا میرے پیچھے  
 سچ کہے ہو، خود دینو خود آراہوں، نہ کیوں مرو؟  
 پھر دیکھو اندازِ گل افشائی گفتار  
 فقرت کا کمال کر دے ہے، میں رشک ہے گزرا  
 ۱۱۔ ایمان مجھے روکے ہے، جو کوئی مجھے کفر  
 عاشق ہوں، پہ عشوق فریبی ہے مرا کام  
 خوش ہوتے ہیں، ہر وصل میں یوں مرنی جاتے  
 ۱۲۔ ہے موجزن اٹھ قلمِ خون، کاشرا بھی ہو  
 آتا ہے ابھی، دیکھو، کیا کہا مرے آگے ۱۰
- ۹۔ بہت آئے (سوال کا)۔ ۱۰۔ جے، ایک۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: شامدِ حسنی مطلق کی کسر ہے، عالم  
 لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر میں منظور نہیں  
 حسنی کے مت فریب میں آجائیو، اند  
 عالم تمام، حلقہ دامن خیال ہے  
 صلی، کھائیو مت فریبِ حسنی  
 مرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

۲۔ جروج کے نام کے خط مورخہ ۷ فروری ۱۸۵۸ء میں میرزا صاحب نے لکھا ہے:  
 میرا حقیقی بھائی، میرزا یوسف خاں دیوانہ، یہی مرگیا۔ کیا ہنس اور کہاں  
 اُس کا ملنا۔ جہاں جان کے لالچے پڑے ہیں۔ ہے موجزن اٹھ قلمِ خون الخ۔  
 (اردو سے نقل: ۱۵۶، خطوط: ۱: ۲۲۱)۔

گو جانہ کو جنبش نہی آنکھوں میں تو دم ہے      رہے دو اہیں ساغر و مینا مرے آکے  
م پیشہ و م شرب و مسرلا ہے میرا      غالب کو برا کیوں کیا، اجتہاد مرے آکے؟



ہزاروں خواہشیں ایسی کہ سر خواہش پہ دم نکلے  
بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے<sup>۱</sup>  
شرے کیوں بھرا نالہ؟ کیا دمے گا اُس کی گردن پر  
وہ خوب، جو چشمِ تر سے سر پھریوں ددم نکلے<sup>۲</sup>  
نکلا حلہ سے آدم کا حصے آئے ہیں، لیکن  
بہت بے آبرو ہو کر، ترے کوچے سے م نکلے<sup>۳</sup>  
ہرم کھل جائے، ظالم تیرے قامت کی دوازی کا  
اگر اس طرۃ بُر بیچ و غم کا بیچ و غم نکلے<sup>۴</sup>  
مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو م سے لکھواوے  
ہوئی صبح اور گھر سے کاف پر دکھ کر تم نکلے<sup>۵</sup>

۱۔ بہت، جسم تر (سو کاب)۔ ۲۔ بہت، کرہ۔ ۳۔ ددم، دم سے لکھوانے۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے غلامی کے خط میں بہ کھکر نقل کیا ہے کہ گو  
مندرجہ دیوان ہے، مگر حسبِ حال ہونے کے باعث لکھا گیا۔ (اردو سے نقل: ۳۹۳،  
خطوط: ۳۶۸:۱)۔ نیز یہ غزل بھی شامی شاعر سے کی ہے، اور تنقہ دہلی اردو  
انتہار، جلد ۱۵، نمبر ۲۵، مروجۃ ۱۱ رمضان ۱۳۶۹ء مطابق ۱۹ جون ۱۸۵۳ء میں  
دوسری غزلوں کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔



شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر دیکھیے، کب دن بہرں حمام کے  
عشق نے غالبؔ نکٹا کر دیا ورنہ مہی آدمی تھے کام کے 'ع

۲۔ اردو سے منسلک ۱۰۰ خطوط : ۱۸۵۱ء۔ رسالہ دہلی سوسائٹی نمبر ۱۱، ۱۸۶۶ء۔ سرمد ریاض ۳۳، ص ۱۷ (مگر یہ نمبر لمحاتِ حلم کا گیا ہے)۔

۱۔ اس شعر کا پہلا مصرع بدل کر، نواب یوسف علی خان بہادر، ناعظم، والٹر دلمپور کو آخر سنہ ۱۸۶۷ء میں لکھا ہے: "دیکھیے، کب غسل فرمائے ہیں آپ؟"۔ بادشاہ عبد شوال ۱۲۶۹ھ (جولائی ۱۸۵۳ء) سے تیار ہو کر ۲۳ ماہ مذکور (۲۱ جولائی ۱۸۵۳ء) تک علیل رہے۔ شفا ہوئی، تو غسلِ صحت کی ٹھہری۔ مگر غالباً صنف کے باعث یہ قریب ٹہنی رہی، تا آنکہ دہلی اردو اخبار، جلد ۱۱، نمبر ۱۱۹، مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۸۵۳ء کی حسبِ اطلاع ۲۱ صفر کو غسلِ صحت فرمایا۔

لور ۲۲ کو دیگر شعرا کے ساتھ میرزا صاحب نے بھی قصیدہٴ نہایت پیش کیا۔

۲۔ میرزا صاحب نے ۲۱ ستمبر ۱۸۶۰ء کو مولوی احمد حسن قزوینی کو لکھا ہے: "یہ درویشِ گوشہ نشین تمہارا دوست اور تمہارا دعا گو ہے۔ تمہاری نثر کی طرزِ پسند۔ تمہاری خواہش قبول۔ جناب حکیم سید احمد حسن صاحب کی خدمت گزری منظور۔ عشق نے، غالب الخ۔ ۶۵ برس کی عمر ہوئی۔ اضطلالِ قوا، ضعفِ دماغ، فکرِ مرگ، غمِ عینی۔ جو آپ مجھے دیکھ گئے ہیں، میں اب وہ نہیں ہوں۔" (اردو سے منسلک : ۲۳۹)۔ میرزا فتح کے خط مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۶۲ء میں بتغیرِ لفظ یہ شعر لکھا ہے۔ "فرمائے ہیں: "یہاں مجھ میں کچھ باقی نہیں ہے۔ برسات کی مصیبت گزر گئی۔ لیکن بڑھاپے کی شدت وہ گئی۔ تمام دن بڑا رہتا ہوں۔ پیٹھ نہیں سکتا۔ اکثر ایسے ایسے لکھتا ہوں۔۔۔ صنف نے، غالب نکٹا کر دیا الخ۔" (اردو سے منسلک : ۱۰۰، خطوط : ۱۸۵۱ء)۔ (تر)

۱۔ پھر اس انداز سے چار آئی  
 ۲۔ دیکھو، اے ساکنانِ غفۃ خاک  
 ۳۔ کہ زمیں ہو گئی ہے سرسار  
 ۴۔ سبزے کو جب کہیں جگہ نہ مل  
 ۵۔ سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے  
 ۶۔ ہے تھرا میں شراب کی ٹمپیر  
 ۷۔ کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی، غائب

و الله اعلم بالصواب

(ب) ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء کو دہلی سوسائٹی کے جلسے میں میرزا صاحب نے ایک مضمون پڑھا تھا۔ اُس میں یہی فرماتے ہیں: 'پورہ' ہوں، باتوں ہوں۔ سچ اگر ہو چھپے، تو انہم جان ہوں۔ بیت: صنف نے، غالب الخ۔ (رسالۃ دہلی سوسائٹی، نمبر ۱، سنہ ۱۸۶۶ء) (۲۳)۔ ریاض الدین احمد سندھوی منہج بہ ریاض نے اپنے سفرنامے موسومہ بہ سرورِ ریاض: ۲۳ (طبع حیدری آگرہ ۱۸۶۰ء) میں غالب سے ۶ عمر ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۸۶۰ء کی اپنی ملاقات کے عین لکھا ہے کہ میں نے یہ شعر اُن کے سامنے پڑھا، تو فرمایا: 'بھئی، آپ رہو۔ یوں کہو کہ صنف نے غالب نکسا کر دیا، ہا، دھر نے غالب نکسا کر دیا۔ عشق کیا، عاشق کا وہ زمانہ نہ رہا۔ صعب لکرا میں نے جلوۂ خضر ۲: ۶۰ میں لکھا ہے کہ رکات حسن مارہروی بھی غالب کی ملاقات کو دہلی گئے اور حضرت نے کچھ اپنا کلام سنایا۔ اس قطع کو میں پڑھا: صنف نے غالب نکسا کر دیا۔ حضرت رکات حسن نے کہا کہ دیوان میں تو عشق نے غالب الخ لکھا ہے۔ فرمایا: یہ عشق کا لفظ اُس زمانے کے واسطے تھا۔ اب اس لفظ سے شرم آتی ہے۔

رَوَدی ہوئی ہے کوکبہ شہربار کی      اترے کیوں نہ، خاک سر دھکار کی  
جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ      لوگوں میں کیوں نمود نہو لالہ زار کی؟  
ہو کے نہیں ہیں سیر گسلاں کے م، دلے      کیونکر نہ کھائیے؟ کہ ہوا ہے ہار کی

بہت سے غم گین، شراب کم کیا ہے؟      غلام ساقی کوڑھوں، بھگ کو غم کیا ہے؟  
تمہاری طرز و روش، جانتے ہیں م، کیا ہے      رقیب پر ہے اگر لطف، تو سہم کیا ہے؟  
حرف میں خاشاک غالب کی آتش افشانی      یقین ہے م کوہیں، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے؟

۱۔ افسانہ، نثر، یادداشت۔

۱۔ اس غزل کا مطلع آڑل اور منقطع میرزا صاحب نے میر کے خط میں نقل کیا ہے۔  
(اردو سے معنی: ۲۴۸، خطوط: ۱: ۲۹۵) نیز اس کے بارے میں غلامی کو ۲۲ ستمبر  
۱۸۶۵ء کے خط میں لکھا ہے کہ: ”تم نے اشعارِ جدید مانگے۔ خاطر تمہاری عزت۔  
ایک مطلع صرف دو مصرعے آگے کے کہے ہوئے، یاد آگئے کہ وہ داخلِ دیوان  
ہیں نہیں۔ اُن پر فکر کر کے ایک مطلع اور بائیں شعر لکھ کر، سات بیت کی ایک  
غزل تم کو بھیجتا ہوں۔“

یہاں کیا کہوں کہ کس مصیبت سے یہ چہہ بینی صاف آتی ہیں، اور وہ بھی بلند رتبہ  
نہیں..... لو صاحب، تمہارا فرمانِ نفا تو آمان بجا لایا۔ مگر اس غزل کا مسودہ  
میر سے پاس نہیں ہے۔ اگر بااحتیاط دکھو کے اور اردو کے دیوان کے حاشیے  
پر جڑھا دو گے، تو اچھا کر دے۔“ (اردو سے معنی: ۳۹۳، خطوط: ۱: ۳۶۸)۔  
عرشِ عرض کرتا ہے کہ اردو سے معنی میں اس مطلع کے مصرعوں میں تقدم و تاخر ہے۔  
نیز وہ چار شعر جو مطبوعہ دیوان سے زائد ہیں، یادگارِ سالہ میں آ رہے ہیں۔



## رباعیات



شکل ہے، زبں، کلام میرا، اے دل      سُن سُن کے اے حورِ نازِ کامل  
آسان کہے کی، کرتے ہیں فرماہن      نگہم شکل، و کر نگہم شکل،



بعد ازِ اقبالِ ہمِ غیرِ اطفال      اقبالِ جوانِ دے مانتے کثیرِ حال  
آہنجے ہیں ناسوارِ اقلیمِ عدم      اے عسرِ گزشتہ، یک قدم استقبال



تا شبِ زلف و رُخِ عرقِ یخاں کا غم تھا      کیا شرح کروں؟ کہ طرفِ ترِ عالم تھا  
'دوہا میں ہوا آنکھ سے صبحِ تلک      ہر قطرۂ اشکِ دہدہ پُرِ غم تھا



دل تھا کہ جو جائزِ دردِ نمودِ سہی      پتلیں رشک و حسرتِ دیدِ سہی  
م اور ضرور، اے نچلے، افسوس!      تکرارِ روا نہیں، تو نصیبِ سہی

۱۔ یہ شعر منقولہ: ہوا (لطیفاتِ غالب)۔ ۲۔ عرق سے ملول افسوس کر رہا ہوں۔ ۳۔ ب۔ ق۔ ہر قطرۂ اشک  
چشمِ چشم نہ تھا، لبہ لفظِ اشک      ۴۔ افسوس، ہوا (نمودِ انکسار)۔



۵

ۛ غلّٰی حدّ ۛفائش لڑنے کے لیے      وحشکدہ نلاش لڑنے کے لیے ۛ  
ہی، سرسار صورت کاغذِ بیا      ملے ہی بہ بدعاش لڑنے کے لیے ۛ



۶

آتیاڑی ۛ جیسے شغلِ اُضال      ۛ سوزِ جگر کا ہی اس طور کا حال  
نہا ۛموجِدِ عشق ہی زیامت کوں      لوگوں کے لیے گیا ۛ گیا کھیل نکال ۛ



۷

دلِ صحت تَنَزُّد ہو گیا ۛ، مگرا      اُس سے گگہ مند ہو گیا ۛ، مگرا  
پر بار کے آگے بول سکتے ہی نہیں      غالب، ۛمہ ۛ بد ہو گیا ۛ، مگرا



۸

دُکھ، جی کے پست ہو گیا ۛ، غاب      دلِ رُک رُک کر، پست ہو گیا ۛ، غاب  
والہ، کاشب سکو پند آنی ہی نہیں ۛ      سونا، سوگند ہو گیا ۛ، غاب

ۛ غاب، دل، سرور دیا ہو کہ جو کاغذ بیا۔ ۛ لہج، لہج، ۛ ما، فح، لہ، صہ، کاغذ بیا کی طرح ۔ ۛ بہ غاب  
لہج، ۛ کھم لہج ہی حال۔ ما، لہج، فح، اس طرح کا۔ لہج، ہر پستی تھا۔ غالب نے ایسے قلم سے طرح کر بطورِ تابا  
ۛ ۔ ۛ لہج، ۛ بیا کے (سوگند)۔

ۛ اس دہائی کے دوسرے مصرع میں جیڑا صاحب نے از داور سو اپک ۛر کی زما

دیا ۛ۔ ملاحظہ ہو شرح طاطائی: ۛۛۛ

### چند ۹

عائفہ صا

۱۔ بھوس ہے جو، مجھ کو شامِ جمہا نے دال ہے لطف و عیاضِ تہتہا ہے دال  
۲۔ یہ شاہِ پسند دال، بے بحث و جدال ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال

### چند ۱۰

عائفہ صا

۱۔ ہیں شب میں صفاتِ ذوالجلال بام؟ آناری جلال و جمال بام  
۲۔ مریں شاد نہ کیوں، ساقی و حال بام؟ ہے اب کے شبِ قدر و دیوال بام

### چند ۱۱

ع

۱۔ حق، ش کی بنا ہے، خلق کو شاد کرے ۱ نا شاہ، شمعِ دانش و داد کرے  
۲۔ یہ، دی جو گشتی ہے رشتہ عمر میں، گاتھ ہے سفر کے انفرانتِ اعداد کرے

### چند ۱۲

ع

۱۔ اس رشتے میں لاکھ غار مریں، بلکہ یسوا ۱ اتنے مریں برس بخار مریں، بلکہ یسوا ۱

۱۔ یہ، چ صلیب - وہ، ۴ بیج، لعل - یہ، ۵ اب کی - یہ، ۶ غارِ دل (جو کلاں) - وہ، ۷  
۲۔ یہ، ۸ رشتہ - یہ، ۹ مریں مریں (جو کلاں) - وہ، ۱۰

۱۔ بادشاہ کے حلقہ میں، رنگ کی دال پکا کرتی تھی، جو بادشاہِ پسندہ کزلاں تھی۔ یہ  
رباعی اُس کے شکرے میں لکھی گئی ہے۔ (بادشاہِ غالبہ ۱۷۲)۔

۲۔ یہ رباعی ۲۷ رمضان ۱۲۵۷ = (۱۲ نومبر ۱۸۴۱ ع، موافق ۱۴ کانکِ ہدی سنہ  
۱۸۹۸) سے دو چار دن پہلے لکھی گئی تھی، کیونکہ مذکورہ بالا تاریخوں کو  
شہرِ قدر اور دیوال ایک ساتھ واضح مرقع نہیں۔

مر سیکوے کو ایک کرہ فرض کریں ایسی کرہیں مزار ہوں، بلکہ سوا

﴿ ۱۳ ﴾

۴

سلمانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں؟ آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں؟  
روزہ مرا ایمان ہے، غالب لیکن غصہ خائب و برباب کہاں سے لاؤں؟

﴿ ۱۴ ﴾

۴

کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار ہیں 'عشاق کی پریش سے اُسے مار نہیں'  
'جو عالم کے ظلم سے اُٹھایا ہوگا کیونکر مایوں کے اُس میں تلوار نہیں

﴿ ۱۵ ﴾

۴

م کرچہ بنے سلام کرنے والے کرنے میں درنگہ کام کرنے والے

۱۔ قصہ: ص ۷۱، ج ۱۔ ۲۔ قصہ: ناولات غالب ۵۲ میں یہ دوسرا مصرع ہے۔ ۳۔ قصہ: ناولات غالب ۱۵۱، کرچہ  
مصرع۔

۱۔ میرزا صاحب نے خیر کے نام کے خط میں جو ۱ جون ۱۸۵۱ ع کا نوشتہ ہے،  
یہ رباعی اور ایک قطعہ لکھ کر کہا ہے کہ: 'یہ رباعی اور یہ قطعہ کل حضور میں  
پڑھا تھا۔ بہت خنے اور خوش ہوئے۔' (ناولات: ۵۳)

۲۔ میرزا صاحب نے ۸ مارچ ۱۸۵۵ ع کو خیر کے نام کے خط میں لکھا ہے: 'ان  
دنوں میں دو رباعیاں اردو میں لکھیں ہیں۔ اُن کو بغیر اصلاح دیکھو: کہنے  
ہیں کہ اب الخ۔' (ایضاً: ۷۱)

۳۔ محوۃ بالا خط میں یہ رباعی دوسرے نمبر پر درج ہے۔

۲ کیسے ہیں: کہیں خدا سے ۔۔۔ اللہ، اللہ! وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے

﴿۱۶﴾

ان سیم کے یحیوں کو کوئی کیا جانے؟ ہو جے ہیں جو ارمغان، شہر والا نے  
یگی کر دیوں کے م دعائیں سو بار فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ، دلنے

۳۔ خدا، خدا، صبح، فیروزہ۔

۱۔ بادشاہ نے سیم کے یحیوں کا سالن بھجوا ہے، اُس کے شکریے میں یہ رباعی لکھی  
ہے۔ برا فیروزہ جو بیضی شکل کا ٹھوسا ہے، وہ سیم کے بیج سے بہت مشابہ  
ہوتا ہے۔ (بادشاہ غالب: ۱۷۲)۔

خیر عرش کی راہے میں بادشاہ نے سیم کے بیج بوجھے ہوں گے، ورنہ غالب اس کا  
اظہار کرنے کہ شاہ کی طرف سے ارمغان میں سیم کے یحیوں کا سالن آبا تھا۔

## خاتمه

دیدند سیده محمدری از نسبه شیخ سوادق، بفرستد قسودغ گسوی  
جارت قریط که یدانی آن ازیست از آنار خیرام خاصه طلبا برادر.  
بدل تودیک بجات برابر، عالی دودمان والا کبر،  
فتواب منباء الدین احمد خان هادر، سلمه الله تعالی

بنامیزد سہی سالا ناظوره ایست، از قدسی خانوادہ فکر سریرزد، گرم جلوه گری -  
لا ابا لی خیرام محبوبه ایست، یقینہ از رخ برداشتہ و دامن بکمر زدہ، در لفظای پردہ دری -  
یوسفانی است سورا زادان، معانی هر وی دوش بر دوش - تھیزاویست جملوہ گاو  
حیرتبان باخته عرش - پناور پرندبست، ماترہ سپہر نوابت، کوہر آگین - خورق روی  
شارسایست، بلرنامہ شکن صد نگار خانہ چین - فروغانی چراغیست پری پروانہ -  
سمای تھیلکی ست حرر بلزوستہ فرزادہ - کوفی میکانیل نوال سولکی فیراخ سماعلی نہادہ  
است، و گمرگنہ چشمان سخن را خلای عام دردادہ - بیت الله قدس معبدیست کہ یکلیش  
بستہ قہر درست دادہ اند، و دوش بر احرام بندان مؤذلقہ دل کشادہ - سومانیت یک  
صنعتان دُزاربندان خیال در وی جبین سایی - آرتکیت بنایش نقشہای بدیع پشت دست  
"حالی و لوزنگ بر زمین سایی - هر صفحہ ازین اوراق، برعنیت بید خوان - هر ورق  
ازین کتاب موبدی است استادان - آنچه خانہ ایست گیتی نما - صفونکہ ایست مصفا -

- 
۱۱. م. حوائط قریط - م. نر - م. بفر فروغ (سوکاتب) - ۱۵. م. تواب محمد - ۱۶. م. بی چان - م. ۱۷. م. آئیز ناظوره (سوکاتب) - م. سیر کرک - ۱۸. م. ولا و طی - م. لیا - م. آئیز، بحیرہ - م. برگر - م. م. آئیز، پر زده - م. مستند پردہ روی - ۱۹. م. بدو یوسف کانی است - م. آئیز، لیا، بدوش - ۲۰. م. جویبان (سوکاتب) - م. چسا پرندبست - ۲۱. م. کلرنامہ شکن - ۲۲. م. موکل - ۲۳. م. لیا، برگر - م. لیا مراد خلارد - ۲۴. م. یک، خلارد - ۲۵. م. لیا، حالی وچراد - آئیز، دمرہ خلارد.

پرده گیتند سطحِ قبیهِ سُرادیِ مریم کرداری - شوخ چشماند پرده ددر از شامدانز بازاری -  
 تودمنانند توانگر دل - آرداگانند یادِ کِل - عُشاق طیفانند بخوشن مائل - سادہ پیکرانند  
 نگارن دل - هاروت پشکانند زهره فن - بَریخی گویرانند بایلی سکن - سمدانند کُلم گش -  
 نهکانند سینه پُر آتش - پَرشکانند پخته سز - م همز پخته و م پوست نوز - سادہ آلمانند  
 سبہ مست - از خود رنگانند با یکدگر مدست - هندی صمانند پارسا کرد - دهل  
 زادنند صفانِ پرورد -

هان و هان، رسم که آنچه سُرودم نُسخته باشی - هانا، منتخبِ دیوانِ اردو زبان  
 است ریخته کَلکِ مسیحی فرستادِ مُخَدَّمِ کُطاسِ دانشِ اُسُطُلابِ ینش، جوهر آئینه آفرینش،  
 معیارِ قدرِ کرامتِ بگی، سراجِ سُلر بُکدِ پابگی، فرمانِ قلمروِ معنی پروری، فرمانفرمایِ کیهانِ سخوری،  
 کیتی خایگانِ نوآیین نگاری، جهان سالارِ تازه گفتاری، زوانِ بخشِ کالبدِ سخن گسری،  
 یثانی ازلی چشمِ دیده روی، فروزنده یلوی شوکتِ عامه، فروزنده چرخِ دوده آمه، آیه  
 ناسخِ شورتِ ممدستان، سرخیلِ انجمنِ نکه دانن - مثنوی :

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| معانی را از خیالش آرجندی   | معانی را از فکرش سرپندی      |
| صبرِ خامه اش بس دلیز است   | بختی خدایان را صغیر است      |
| مینِ فروزنده که آبای مثنوی | پینِ شاگردِ خلدِ کُتِلِ عالی |
| جهان را یدونج آموزگار است  | گرنِ معنی شامرو روزگار است   |
| سر و سرفتر شیوه یثان       | دین فن، اختصارِ مهربان       |
| بحولانکاو معنی بَکته نازے  | قلاطونِ ظریف، حکمتِ رازے     |
| دککش روزش گنجِ معانی       | چو ابرِ آذی، دودِ دُشانی     |

۱۶ م. مدحِ حرمِ بجایِ مریم - ۱۷ م. مدحِ آملِ صنادیدِ قده مبه لونگر - ۱۸ م. بر جی (سجود کاتب) -  
 ۱۹ م. بر آتش - ۲۰ م. بختی خلد (مردود سجود کاتب) - ۲۱ م. قیاس به صفا - ۲۲ م. صفا ناصحت - ۲۳ م. صفا - ۲۴ م. صفا  
 وای - ۲۵ م. صفا یوان (سجود کاتب) - ۲۶ م. ممدستان - ۲۷ م. آمل، لفظِ مثنوی خلد - ۲۸ م. قیاس به صفا - ۲۹ م. قیاس به صفا  
 مثنوی - ۳۰ م. صفا، مدحِ مبه مدحِ دلیز - ۳۱ م. صفا (سجود کاتب) - ۳۲ م. مدحِ روح القدس در کشف  
 صی - ۳۳ م. پین شاگردِ روح القدس عالی - ۳۴ م. از مرزگار (سجود کاتب) - ۳۵ م. صفا طرات - ۳۶ م. آمل - ۳۷ م. طرات -





گرد آوری بطور فوق -

چون به احصای افراد ابن علویان صحیفه ششتم، مکی اشعار شمری اشعار غزل و قصیده و قطعه و مثنوی و رباعی بک هزار و هشتصد و نود و اند بانتم -

آلا، باتوانا موشان، هوشے او شُواکوشان کوشے ا بر شاعر او شاعرِ فرولانی  
 نیکو معاق بلید رفت، نه در یخوته پیکاره زنی مُخرده بر قَلَسِ ایسات یگرفت۔ چنانکه  
 آن والا آموزگار، در گزاشیر این منجار، یارسی نامة خویشتن در پرده ساز آن گفتار  
 خود می سراید۔ آری، راست میفرماید۔ بیت :

نکرم، نا باشد نفز، غالب چہ غم، کرست اشعار من لکد ؟  
از من یادگارے و برای دیگران تذکارے یاد !

۱۰. م. گزاردی (سوکاتب) - ۱۱. لیا جانم نخلد - لیا خری شلار بجایه دشری نخلد - ۱۲. لیا م. ما، گنور، خد، عب  
 دمنوی نخلد - لیا هزار دیت و خست - آخور، پک هزار و خست و اند - م. هزار و نود و خست اند - ما پک هزار دیت  
 و خست و اند - خد، م. و خست و نود و اند - م. ده الا (بکندید لام، سوکاتب) - م. کد پر - لیا از سطر ۲ تا  
 ۶ نخلد - م. پتیرا پتیاره (سوکاتب) - ۶. م. ما، عب، ده خرد گن - ده، ده، ده نخلد - م. دیت نخلد -  
 م. فرد - آخور، شعر - ۱۹. م. از ما - و - و - لیا، و - آخور، طرب الفالین -

# دیوانِ غالبؔ

حصہ سوم

یادگارِ نالہ

نالہ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل یاد  
یادگارِ نالہ، یک دیوانِ بے شہرازہ تھا

## قطعات



سکے قتالِ مایہ نرید ہے آج      ہر یلحشور انگلستان کا  
گھر سے بازار میں نکلے ہوئے      زمرہ، ہوتا ہے آبِ انسان کا  
چوک جس کو کہیں، وہ مقل ہے      گھر، بنا ہے نمونہ زندان کا  
شہرِ دہلی کا ذرہ ذرہ خاک      نقشہ خوب ہے، ہر مسلمان کا  
کوئی واں سے نہ آئیے یاں تک      آدمی، واس نہ جائے، پاں کا  
میں نے مانا کہ مل گئے، پھر کیا؟      وہی رونا: تن و دل و جاں کا  
گاہ، جل کر کیا کیسے شکوہ      سوزشِ داغہائے پنہاں کا  
گاہ، رو کر کیا کیسے بامسم      ماسرا دیدہ، ہائے گریاں کا  
اس طرح کے وصال ہے، یارب!      کیا بٹے دل سے داغ بھراں کا؟

۱۔ افسانہ، سر۔ جل کر (سیرکتاب)۔ ۲۔ افسانہ، سر، وصال ہے، غالب (سیرکتاب)۔

- ۱۔ یہ قطعہ اردو سے معنی: ۱۰، میں غلامی کے نام کے ایک خط کے ساتھ بنیر کسی حوالے کے چھپا ہے۔ مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ ع کے منگایے سے منسلک ہے۔ نیز ملاحظہ ہو مولانا مہر کی کتاب، غالب: ۳۳۰

اُنہا اَلکَ عَن مَّکُولَا سَا جَو کَہِہ، مَی، جَوسَی وَحَہ مَی  
پہرا آیبہ نَسر، گہرا گہا نہا جی بابل سے

۱۔ اَلکَ عَن مَّکُولَا سَا جَو کَہِہ، مَی، جَوسَی وَحَہ مَی۔

۱۔ یہ قطعہ رسالۂ عربن اپریل ۱۹۰۷ء میں اس نمود کے ساتھ شائع ہوا تھا  
”تھوڑے دن ہوئے میجر سید حسن صاحب بلکراسی سے تذکرۂ شرا ہو رہا تھا،  
حسن میں اُنہوں نے غَالِب کا اَلکَ قطعہ سنا۔ خطے کے عمدہ ہونے میں اَلکَ ہے۔  
مگر اِس کے ساتھ مَی اُن کے اس بیان نے کہ یہ قطعہ اُن کے والدِ مرحوم سے  
اُن کو پہنچا اور اب اَلکَ غَالِب کے کئی کلام میں شائع نہیں ہوا، اس کی خوبی  
زیادہ کردی۔ میں نے اُن سے لکھ لیا اور اُن کی اجازت سے عربن کو بھیجا  
ہوں۔ شیدا، از کیمبرج۔“

مولانا نظامی بدایونی مرحوم نے اِس شرح دیوانِ غالب: ۲۸۸ میں اس خطے اور قطعہ  
بر ۲ کے متعلق لکھا ہے کہ مسب سے پہلے ان قطعات کا اضافہ طبعِ سوم میں اس  
دیباچہ کے ساتھ ہوا تھا کہ بعض نقادانِ حسن ان قطعات کے طرزِ بیان کو حسرتِ غَالِب  
کے رنگ سے جدا گاہ سمجھتے ہیں۔ اس پر طبعِ سوم کے ناظرین میں سے  
بعض اہل الرائے حضرات نے شکایت کی کہ ان قطعات کو دیوانِ غالب میں سگہ دینا  
غالب کے کلام کی توہین کرنا ہے۔ م نے نواب عساکر الملک (میجر سید حسن  
بلکراسی کے ہائی) سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ وہ فرماتے گئے کہ وہ یقین  
کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ غَالِب کے مصنفہ ہیں۔ اُنہوں نے اپنے ایک بزرگ سے  
”میں نے ہم سے، جو ان کو غَالِب سے منسوب کرتے تھے۔ سنا ہے کہ یہ غَالِب کا  
ابتدائی کلام ہو۔“

نظر آیا مجھے اک طائر مجروح بے تاب

بھٹکتا تھا سر خوربدہ دیوار گنبد سے

کہا میں نے کہ وار گنبد، آخر ماجرا کیا ہے؟

پڑا ہے کلم نحمہ صکو صکو سنگر آفتِ جاں سے؟

عنا کچھ کھل کھلا کر پہلے، پھر مجھ کو جو پہچانا

تو یہ رونا کہ جوئے خون بےسِ بلکوں کے دلمان سے

کہا: "میں عبد ہوں اُس کا کہ جس کے دلم گیسو میں

پھنسا کرتے ہیں طائر روز آکر باغِ رحبان سے

اُس کے رُف و رُخ کا دعبان ہے شام و صبح مجھ کو

نہ مطلب کفر سے ہے، اور نہ ہے کچھ کلم ایمان سے

پچھسرِ غمور جو دبکھا، مراہی طائر دل تھا

کہ جل کر، ہوگا یوں خاک، میری آہِ سوزاں سے



ایک اعلیٰ درد نے سُنان جو دبکھا قفس یوں کہا: "آئی نہیں کیوں اب صدائے غنڈیہ؟"

بال و پر دو چار دکھلا کر، کہا صیاد نے: "یہ فانی رہ گئی ہے اب بچائے غنڈیہ"



مسلمانوں کے میلوں کا ہوا مُکمل مجھے ہے جوکِ عایا اور دیس'

۱۔ اہ۔ عرب، اور نامک۔ ۲۔ ب۔ عرب، اور یوں۔ لشکوں سے۔ ۳۔ ب۔ عرب، اپنی آہ۔ ۴۔ ب۔ اصل میں "عایہ" ہے۔

۱۔ یہ قطعہ فریادِ دہلی، ۸۰، فطاسی پریس، پٹنہ، ۱۹۳۱ء میں بھی شائع ہوا ہے۔

۲۔ یہ ایک مندر ہے قطب صاحب کی لائبریری کے پاس سرحدِ یوسفہ سرائے پاسے مینار

میں۔ اور یہ ایک دیس ہے جس کی مندر پوجا کرتے ہیں۔ اس مندر میں ایک بھر ہے۔ (محرر)

قصاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر، حال نام حکو اورنگ زیب



جب کہ سید غلام بابا نے مسر عیش پر جگہ پائی

(میں) اُس کے گرد سگرِ سرس کا تھوہ بنا رکھا ہے، اور اُس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور  
راجہ پنہورا کے وقت سے جس کو آٹھ سے سوا آٹھ سے برس کے قریب عرصہ  
گندوا، اس پتھر کی پرستش کرتی ہے۔

کوئی ہندو اس دیسی کا بخوبی حال نہیں بنا سکتا کہ یہ کون دیسی ہے۔ مگر ہندو لوگ  
ایسا کہتے ہیں کہ کرشن لوتار کی جوگ مابا ہیں نہیں۔ بسب آپس کی لڑائی کے کہ  
اُس کا قلعہ مشہور ہے، وہ بھلی بن کر الوپ ہوگئی اور یہاں آن پڑی۔ جب سے  
یہ مکان جوگ مابا بنی کا استھان ہو گیا۔۔۔

مکانات اس ہندو کے کچھ عہدہ نہیں ہیں، رسی مکان بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ہندووں  
کی بڑی پرستش گاہ ہے۔ اور ہر ہفتے میں ایک دن میلے کا مقرر ہے۔ یہاں کے  
ہوجاری اس دیسی کو کالکا دیسی سے ایسا جانتے ہیں کہ وہاں تو جبر چڑھا ہے  
اور یہاں پھول پٹکھڑی۔ آثارالصنادید ۲۰۰:۱

دیسی سے مراد کال دیسی میں جن کا استھان دل سے کوئی ۶ کوس کے فاصلے  
پر جنوب کی طرف موضع چاہور میں واقع ہے، اور ہندوؤں کی بڑی پرستگاہ  
ہے۔ تفصیل کے لیے آثارالصنادید ۱۷:۱ ملاحظہ ہو۔

آخر میں یہ عرض کردوں کہ نواب صاحب لوہارو کے کتابخانے میں دہستانِ مذاہب  
کا ایک مخطوطہ ہے۔ اُس کے آخری صفحے پر میرزا صاحب کے نام سے یہ  
نظم لکھا ہوا ملتا ہے۔ اور پہلی بار نسخہ عرش میں شائع ہو رہا ہے۔

۱۔ میرزا صاحب نے یہ شہ ۳۱ جولائی ۱۸۶۰ ع (۱۱ محرم ۱۲۷۶ھ) کو نواب (جی)

ابھی روٹی ہوئی برائے کی رات کہ ککڑا یک ہوئے تماشائی



ہزار شکر کہ سید غلام بابا نے فرازِ مسترِ عیش و طرب جگہ پائی  
زعمی پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات کہ آسمان پہ ککڑا یک ہے تماشائی



اس کتابِ طرب نصاب نے جب آب و تابِ انطباع کی پائی

(۱۰۰) سید غلام بابا خان رئیسِ سورت کا قلمیہ تاریخِ نکاح نہ لکھنے کا عذر کرتے ہوئے  
سبّاح کو لکھا ہے: ”بھائی، تمہاری جان کی اور اپنے ایمان کی قسم کہ میں قسّی تاریخِ گوئی و  
مُسمّی سے یگانہ محض ہوں۔ اردو زبان میں کوئی تاریخِ میری نہ سنی ہوگی۔ فارسی دیوان  
میں دوچار تاریخیں ہیں۔ اُن کا حال یہ ہے کہ مادہ لوروں کا ہے اور اشعار میرے  
ہیں۔ تم سمجھو کہ میں کیا کہتا ہوں؟ حساب سے میرا جی گھبرانا ہے، اور بحر  
کو جوڑ لگانا نہیں آتا ہے۔ جب کوئی مادہ بلاؤں گا، حساب درست نہ پڑوں گا۔۔۔۔  
یہ جو لکھنے ہو کہ سید غلام بابا کسی بحر میں نہیں آتا، کیوں نہیں آتا؟ بیت:  
جب کہ سید الخ دوسری بحر سنو۔ بیت: ہزار شکر الخ۔ اس بحر میں صافا ہوا کوئی  
مادہ ہم پہنچاؤ۔ تاریخ گتہ لو۔ وہ دوست جو مادہ ڈھونڈ دیتے تھے، وہ جنت  
کو سدھارے۔ میں جیسا کہ اوپر گتہ آیا ہوں، معذور اور مجبور ہوں، (اردو سے  
معلیٰ: ۲۸۶، لاہور ایڈیشن)

۱۔ یہ قلمیہ تاریخ، جس سے ۱۲۷۷ نکلتے ہیں، میر حسن علی حسن لکھنوی منوف  
قبل سنہ ۱۲۸۸ء (۱۸۷۱ع) کے تذکرہ سراپا حسن کے انطباع کا ہے۔ اور اس  
کتاب کے صفحہ ۲۹۳ پر اس عنوان کے ساتھ چھپا ہے: ”قلمیہ تاریخِ مرزا اسداللہ  
خان صاحب غالب دہلوی۔“

فکر تاریخ سال میں، مجھ کو  
 عدد سے پہلے سات سات کے دو  
 اور پھر عدد سے تھا بارہ کا  
 سال بھری تو ہو گیا معلوم  
 مگر اب ذوقِ بدلہ منجی کو  
 سات اور سات ہوتے ہیں جودہ  
 غرض اس سے ہیں چاروہ معصوم  
 اور بارہ امام ہیں بارہ  
 اُن کو، غالب، یہ سال اچھا ہے  
 ایک صورت تھی نظر آتی  
 دے ناگاہ مجھ کو دکھلائی  
 با مزاراں مزارِ زبانی  
 ہے مشغولِ عبارتِ آرائی  
 ہے جداگانہ کارفرمانی  
 بامیدِ سعادت انفرادی  
 جن سے ہے چہرِ جاں کو پٹائی  
 جن سے ایمان کو ہے توانائی  
 جو اتمہ کے ہیں توانائی



سایم خاں کہ وہ ہے نور چشمِ واصل خاں حکیم حاذق و دانا ہے، وہ لطیف کلام<sup>۱۰</sup>

۱۰ الف، سراپا جس اے (مکتوبہ بن، مخیم رسم خط) - ب، سراپا ہے جس سے - ج، سراپا ہے جس سے -

۱۔ یہ قطعہ حکیم محمد سلیم خاں بن حکیم محمد عظیم خاں بن حکیم عبداللطیف خاں دہلوی  
 کی کتاب موسوم بہ "تکشفِ حکمت" کے اختتام کی تاریخ کا ہے۔ اس کے مادۃ  
 تاریخ سے ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۲ع) نکلے ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۲۸۵ھ (مارچ ۱۸۶۹ع)  
 میں اور دوسری بار جولائی ۱۸۸۵ع میں مفتی فولکندور کے مطبع میں چھپ کر  
 شایع ہوئی تھی۔ یہاں یہ قطعہ پہلی طباعت کے صفحہ ۱۸۸ سے نقل کیا گیا ہے۔  
 اس میں قطعے کا عنوان ہے: قطعۃ تاریخ اختتام کتاب لڑ شایخ افکارِ سرآمد  
 فارسی دانانِ ایران، سلطان الشعراء هندوستان، امین نجم الدولہ دیرالملك ابدافہ خاں  
 بہادر نظام جنگ المشہور مرزا نوشہ دہلوی متخلص بساد و غالب۔



کسی کو یاد ہیں قہان کا نہیں ہے نام  
 ہونے ہے، مبدع عالم ہے، اس قدر اہتمام  
 ہزار بار فلاطون کو دے چکے إلزام  
 کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام  
 ہیں کتاب، ہے اِک معدنِ جواهرِ کام  
 کمالِ فکر میں دیکھا، یخرد نے، بے آرام  
 دیکھا ہے نسخہ نصفہ، جس ہے سالم علم،  
 (۱۱۷۶) • (۱۱۷۷)



تمام دہر میں اُس کے طب کا چرچا ہے  
 اُسے مضائق علم و ہنر کی انفراش  
 کہ بحث علم میں، اطفال آجندی اُس کے  
 عجیب نسخہ نادر، لکھا ہے، ایک، اُس نے  
 نہیں کتاب، ہے اِک منبع نکات بدیع  
 کل، اُس کتاب کے سالم تمام میں، جو بھی ہے  
 کہا یہ نقطہ، کہ ہو اس میں سوچنا کیا ہے؟

خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے  
 یہیں بادِ ناب اور آم دکھائیں

۱۔ الف، بحیف، طبع اول، مسئلہ نام۔ بحیف، طبع دوم، ک۔ ب، بحیف، طبع دوم، سہ میں (سوکاب)۔  
 ۲۔ الف، بحیف، طبع دوم، اذ نکات نکات۔

۱۔ یہ قطعہ نواب علاء الدین احمد خان بہادر علاق والی لوحارو کی یاض (ورق ۴۳  
 الف) سے نقل کیا گیا ہے۔ وہاں عنوان ہے: ہاز مولانا غالب بہ علاق بسوی  
لوحارو۔ اس کے بعد فارسی کا یہ قطعہ درج ہے:

خوان بسوی خوش و ندان کہ مردہ ام      دانی کہ مردہ وارہ و رسم غولم نست  
فی شیخ سَدو ام، نہ آلہ بخش مرگ من      از علم جنابت و مرگ حرام نست  
 اس کے بعد لکھا ہے: جواب از مولانا علاق بحضرت غالب:

خوشی ہے میں آنے کی آپ کے      کہ ہام یہیں بادہ لور آم گھائیں  
سر آغاز موسم میں کیا خوب ہے      کہ دلّی سے حضرت لوحارو کو آئیں  
عجب لطیف ہے ہاں کی برسات میں      کہ کیچڑ کہیں نلم کو ہیں نہ پانی  
سروں کے وہ ٹاک پر سبز آم      وہ دلّی کے انگور مر شام آئیں (۱۸)

سر آغاز موسم میں، اندھے ہیں ہم  
سوا ناس کے، جو ہے مقلوبہ جان  
مرا حکم باورچیوں کو کہ جان  
وہ گھنٹے، کہاں پائیں، امل کے پھول  
قط گوشت، سو بھڑکا رہے دار  
کہاں کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں  
نہ واپس آئیں، نہ انگور پائیں  
ابھی جا کے پرچھو کہ نکل کیا پکائیں،  
وہ کڑوے کرلیے کہاں سے مگائیں  
کہو، اُس کو، کیا، کھا کے م، حظ اُٹھائیں

۱۔ اے، سر، آدھی ہیں تم - ۲۔ اے، سر، ناس ہے سر کہ مطرب جان - ۳۔ اے، سر، رشتہ دار -

(نہ) کریں حکم باورچیوں کو کہ صاب  
وہ لیں باغ سے جا کے امل کے پھول  
وہ بے رشتہ بکری کا لحم طری  
گھنٹیں اُن کو بے مور و کامل، اگر  
ابھی جا کے مر چیز جلدی پکائیں  
وہ جنگل سے کڑوے کرلیے مگائیں  
کہ کیا کیا اُسے کھا کے م حظ اُٹھائیں  
لوہارو وہ اس بات پر بھی نہ آئیں

### ضلع

خوافت سوی خوش و گر چند مردہ  
بندارمن جو حسنِ غفلتِ لال بیگ  
اس یاس کی نقل میں جو ثواب صاحب لوہارو کے پاس محفوظ ہے، علاقے کے ضلع  
کے پہلے شعر پر کسی نے حاشیہ لکھا ہے: "وائفہ بافہ، برای تخریج خاطر مرزا  
غالب فرمودہ اند و خود ہی اند ازین"۔ یعنی علاقے شراب نہیں پینے تھے۔

ان قطعات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔ یاس کے اندراجات میں زبیر تاربعی کا  
محاط نہیں ہے، چنانچہ ان سے پہلے ۲۷ جنوری ۱۸۶۷ء کا نور ان کے بعد  
۵ اپریل ۱۸۶۵ء کا اندراج ملتا ہے۔ اس لیے انہیں تقریباً اسی زمانے کا مان لیا ہے۔  
مرزا غالب کا ضلع مولانا مہر کی کتاب، غالب: ۲۹۴ طبع سوم پر بھی درج ہے۔

رہا ہے زور ہے، ابر سارہ بار، برس  
 دسلرہ، لائے گنگارگوں، دسلرہ، برس  
 در حضور پر، اسے ابر، بار بار برس  
 "امیر کلبر علی علی جین" ہزار برس،  
 کئی ہزار برس، بلکہ پیشہ برس  
 بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس  
 خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس

مقام شکر ہے، اسے ساکنانِ عطا خاک  
 کہاں ہے ساقی سہوش؟ کہاں ہے ابرِ مطہر  
 خدا نے تم کو عطا کی ہے گو مر اثنائی  
 ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک و کہیں  
 "قط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں  
 جنبہ فلقہ حاجات، اس بلا کئی نے  
 شفا ہو آپ کو، غالب کو بدر غم سے نجات

عاشق ہے اپنے حاکم عادل کے نام کی  
 مگر کون صاحبِ عالی مقام کی

"گڑگائوں کی ہے جتنی رعیت، وہ ایک دم  
 سو بہ نظر فروز قلدان قدر ہے

م. ا. ب. ج. غلہ -

- ۱۔ یہ قطعہ میرزا صاحب نے ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء کے خط کے ساتھ نواب کلبر علی خان بہادر والی رامپور کی خدمت میں بھیجے ہوئے لکھا ہے: "اگرچہ ہاں میں اسی قدر برسا ہے کہ جس کے پانی سے زمیندار حاصلِ ضررِ ربیع سے ہاتھ دھو لیں، مگر چونکہ فرمانِ ازل میرے رزق کی برات آپ پر ہے، اور آپ کے ملک میں بارش خوب ہوئی ہے، ابرِ رحمت کے شرکے میں ایک قطعہ بطرف اس عرض کے بھیجتا ہوں۔  
 نظر اصلاحِ نظم و اصلاحِ حال ملاحظہ ہو۔ مکاتیبِ غالب ۴۰، طبع چہارم۔
- ۲۔ مولفِ مخداتہ جلید (۱: ۸۰ و ۸۱) نے لکھا ہے کہ "اسے ہاجر ماسٹر پلرے لال آشوب (جو مولف کے چچا تھے) غالب مرحوم کی پہلی ملاقات کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں کہ جب م گڑگائوں میں بیٹھامسٹر تھے، تو وہاں کے اسٹٹ (۸)

ہندوستان کی بھی عجب سر زمین ہے جس میں وفا و محبت کا ہے 'وُفُور'  
جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اِخلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے 'ظہور'  
ہے اصلِ غمِ ہند سے، اور اس زمین سے پھلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دُور دُور

(پہ) کشتِ کروان صاحب بہادر کی تبدیلی کا موقع پیش آیا۔ صاحبِ موصوف ہمارے حال پر خاص نظر عنایت رکھتے تھے۔ اُن کی مفارقت کے متعلق جو جملہ فرار پایا، اُس میں لوگوں کی رائے ہوق کے صاحبِ مدوح کو کوئی چیز بطورِ یادگار مند دینی چاہیے۔ چنانچہ کیش کی رائے سے چلسلی کا ایک قلدان تحریر ہوا۔ قلدان پر کوئی شعر بھی کندہ کرادینا فرار پایا۔

رائے صاحب فرماتے ہیں کہ 'اُس وقت تک مرزا صاحب سے میں خاص تعارف نہ تھا۔ م اس شعر کے واسطے اپنے ایک دوست کے ساتھ مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت سے روزانہ تعارف کی بنیاد پڑی۔ مرزا صاحب نے قلدان کے واسطے جو قطعہ موزوں فرمایا وہ یہ ہے۔'

ستر جیسے اہلِ کروان صاحب فروری ۱۸۶۶ء میں دہلی سوسائٹی کے رکن بنائے گئے، تو وہ اُس وقت تک گوڑا گلوے می میں اسٹنٹ کشتہ تھے۔ ملاحظہ ہو رسالہ دہلی سوسائٹی، نمبر ۲ ص ۹۔ لہذا اس قطعے کو تاریخِ مذکور کے بعد کا ہونا چاہیے۔

۱۔ یہ قطعہ رسالہ دہلی سوسائٹی کے پسرے شہارے میں سوسائٹی کے سرکاری پیارے لال کے 'مضمونِ دو بابہ' راہ و رسمِ صاحبانِ انگریز و ہندوستانی میں اس عبارت کے ذیل میں بطورِ استہادِ مدوح ہوا ہے: 'اس ملک کے آدمی اسان فراموش نہیں ہیں۔ جو شخص ان سے ذرہ سی محبت کرتا ہے، یہ اُس سے بہ چند محبت کرنے کو تیار ہیں، بقولِ جناب امد اللہ خان بہادر غالب: ہندوستان کی بھی الخ۔'

جناب ڈاکٹر عبدالنار مدینی صاحب نے اپنے مقالے - 'دہلی سوسائٹی اور مرزا غالب' - میں اسے نقل کیا ہے۔ مقالے کے لیے ملاحظہ ہو احوالِ غالب:

ہند میں اعلیٰ کسٹن کی ہیں دو سلطنتیں  
 رامپور، اعلیٰ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر  
 حیدرآباد بہت دور ہے: اس ملک کے لوگ  
 رامپور آج ہے وہ نفعہ معذور کہ ہے  
 رامپور ایک بڑا باغ ہے، از روئے مثال،  
 جس طرح باغ میں سائون کی گھٹائیں برسیں  
 ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مُدام  
 صبحِ باغ میں آجائے، جسے ہو نہ بقی  
 تحسنا! باغِ عالیوں نے تقدسِ آثار  
 ۱۰ ملکِ شرع کے، ہیں، رامپور و راء شناس  
 مدح کے حد دعا چاہیے، اور اعلیٰ عن  
 حق سے کیا مانگیے؟ ان کے لیے جب موجود  
 م نہ تبلیغ کے مسائل، نہ غلو کے قائل  
 باخدا، غالبِ عالمی کے خداوند کو دے  
 ۱۵ لولا، عسر طبعی بدولتِ اقبال

۶۔ خطِ عالم گھٹائیں (سیر گشت)۔

- ۱۔ یہ قطعہ میرزا صاحب نے نواب کلب علی خاں بہادر کی خدمت میں اپنے خطِ مودعہ  
 ۵ رجب سنہ ۱۲۸۸ھ (۳ نومبر ۱۸۶۷ ع) کے ساتھ بھیجا تھا۔ ملاحظہ ہو  
 مکاتیبِ غالب: ۷۵، (طبع چہارم)۔

## مثنویات



ابک دہن مثل بنگ کاغذی      لے کے دل سرشت آزادگی  
خود بخود کہہ م سے گنہانے لگا      اس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا

۱۔ اس مثنوی کے بارے میں مولانا حالی نے لکھا ہے: "مثنی چاری لال مشاق کا بیان ہے کہ لالہ کنہیا لال ابک صاحب آگرے کے دھبے والے، جو مرزا صاحب کے م عمر تھے، ابک بار دہلی میں آئے اور مرزا صاحب سے ملیے، تو اسیے کلام میں اُن کو یاد دلایا کہ جو مثنوی آپ نے بنگ بازی کے زمانے میں لکھی تھی، وہ بھی آپ کو یاد ہے؟ انہوں نے انکار کیا۔ لالہ صاحب نے کہا: "وہ اردو مثنوی میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہ مثنوی مرزا کو لا کر دی۔ اور وہ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اُس کے آخر میں یہ فارسی شعر کسی استاد کا بنگ کی زبان سے لاحق کر دیا تھا:

رشتہ دو گردنم افکند دوست      ہی کشد ہر جا کہ خاطر خواہ لوست  
لالہ صاحب کا بیان تھا کہ مرزا صاحب کی عمر جب کہ یہ مثنوی لکھی تھی، آٹھ نو برس کی تھی۔" (ہمدان: ۱۰۷ حاشیہ) (پیر)

میں کہا : اے دل، ہوائے دلیوں سے تیرے حق میں رکھتی ہے زبان

۱۔ حسن خیال : کہتی ہے زبان ۔

(غہ) رسالۃ اردو، جولائی ۱۹۳۱ء میں مرزا غالب کی ایک تفسیر کے عنوان سے یہ مثنوی شائع کی گئی، فوراً اس کے ساتھ ایڈیٹر نے یہ تمہید لکھی : "صنوبر مرزا پوری مرحوم نے مرزا غالب کے بچپن کی ایک تفسیر بھی بھیجی تھی، جو میرے کاغذوں میں پڑی وہ گئی اور اب شائع کی جاتی ہے ۔۔۔ ایڈیٹر ۔"

اس تمہید کے بعد صنوبر مرزا پوری کی حسیہ ذیل عبارت نقل کی ہے، جس سے اس مثنوی کی سنی حیثیت پر روشنی پڑتی ہے : "کسی تذکرے میں کسی نے مرزا غالب کے حالات میں لکھا ہے کہ اُن کو بچپن میں ہنگ اڑانے کا بہت شوق تھا۔ اکبر آباد میں اُن کی ہنگ بازی کا کھوہ تھا۔ اُس زمانے میں مرزا نے ہنگ کے تلازمے میں فوس کے اس مشہور شعر پر : رشتہ دو گردنم الخ بطور ترکیب بند چند شعر اردو میں لکھے تھے۔ لیکن وہ ترکیب بند کسی کے حاتم نہ لگا، نہ کسی نے نقل کیا۔ محض مولانا حضرت زائد سہارنپوری کے جتہ امجد مرحوم حاجی و زائر سید اکبر علی صاحب بلخ، ابو ظفر شاہ، آخری ناچدار دہلی کے مستند اور وکیل تھے، اور بادشاہ کی پٹن کا مقدمہ جو کہیں سے لا رہا تھا، اُس میں اول سے آخر تک وکیل شاہ کی حیثیت سے اُس زمانے میں برابر اکبر آباد میں عدالت اللہ علیہ ہونے کی وجہ سے آنے جانے رہتے تھے۔ خود بھی اچھے شاعر اور ذی علم تھے۔ اُن کی ریاض میں یہ ترکیب بند لکھا ہوا ملا، جو دہلادگانہ کلام غالب کے لیے نمونہ غیر مترقیہ ہے، جسے ہمارے محرم پردہگ حضرت زائد، مدظلہ، نے ہماری جدید تالیف حسن خیالہ کے لیے نقل فرما کر بھیج دیا ہے۔" مثنوی کے لیے حسن خیال از صنوبر مرزا پوری : ۱۰۶ کے علاوہ غالب از مولانا میر : ۵۰ حاشیہ (طبع سوم) بھی ملاحظہ ہو۔ (اے)

بیچ میں ان کے نہ آنا، رہنمائی  
گورے پٹے پر، نہ کر، ان کے، نظر  
اب تو مل جائے گی یہی ان سے مائے  
حت مشکل ہو گا اُلہانا نہیں  
یہ جو عقل میں دُعا ہے نہیں  
ایک دن تم کو لڑائی کے کہیں  
دل نے سُن کر، کاتب کر، کھا بیچ و ناب  
مورثہ در گردنم افگندہ دوست

یہ ہیں میں کے کسو کے بارِ غبار  
کہنچ لپے ہیں یہ نور سے ڈال کر  
لیکن آخر کو پڑے گی۔ ایسی گاتھ  
فر ہے، دل ان سے اُلہانا نہیں  
بھول مت اس پر، اُڑانے میں نہیں  
مفت میں تاسی کٹاؤں کے کہیں  
غوطے میں جا کر، دیا کٹ کر جواب  
یہ بود ہر جا کہ خاطر خواہ دوست،



مژدہ ۱ اے دعوالب۔ دامِ سخن۔ بابہ سنجاب۔ سنگا۔ سخن

۱۔ اے، سور، نہ ان سے کر نظر۔ ۲۔ افسدہ، سور، ان سے تیری۔ ۳۔ افسدہ، سور، تیرا (سور کاتب)۔ ۴۔ افسدہ، سور، دُعا ہے۔ ۵۔ افسدہ، سور، اُڑانے میں (سور کاتب)۔ ۶۔ افسدہ، سور، لڑائی کے۔ ۷۔ افسدہ، سور، غوطے۔

(۱) میرزا صاحب نے خود بھی مثنوی شہزادوں کے نام کے ایک خط مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۸ء میں اپنی پنگ بازی کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہماری بی حویلی وہ ہے کہ جو اب لکھی چند سہم نے سول لی ہے۔ اُس کے دروازے کی سنگین بارہ دری پر میری نشست تھی۔ اور پاس اُس کے ایک، کھٹیا وال حویلی، اور سلیم شاہ کے تکیے کے پاس دوسری حویلی، اور کالے محلے سے لگی حویلی ایک اور حویلی، اور اُس سے آگے دھکر ایک کٹرا کہ وہ گڈیوں والا، مشہور تھا، اور ایک کٹرا کہ وہ کشمیر والا، کھانا تھا۔ اُس کٹرے کے ایک کونے پر میں پنگ اُڑانا تھا، اور راجا بھوان سنگھ سے پنگ لڑا کرتے تھے۔ خطوط ۱: ۲۸۰۔

۱۔ یہ مثنوی قاضی عبدالودود صاحب نے مآثرِ غالب میں اس نمبر کے ساتھ شائع کرائی تھی: "پنج آنگ کی اشاعتِ اول کے نسخے نہایت (۸۸)۔"



طے کرو راو شوق زودا زود  
 پاس ہے، اب، سواہ اعظم شر  
 سب کو اُس کا سواہ اوزاقا  
 بد تو دیکھو کہ کیا نظر آیا  
 غالب ہی شامراو دعلیٰ ہے  
 مطمح ہو رہی ہے پنج آہنگ  
 ہے بد وہ گفتن۔ عیشہ ہمار  
 نہیں، اس کا جواب، عالم میں  
 اس سے انداز شوکتِ عمر  
 ۱۰ مرتباً طرزِ تضر گفتاری

آن پہنچی ہے منزلِ مقصود  
 دیکھو، جمل کے، نظرِ عالم شر  
 چشمِ پنش ہو جس سے نورانی  
 جلوۂ مُدعا نظر آیا  
 مطمح بادشاہِ دعلیٰ ہے  
 گل و رحمان و لالہ رنگا رنگ  
 بارود جس کا سرو، گل بے عار  
 نہیں ایسی کتاب، عالم میں  
 اخلا کرنا ہے آسمان کا دیر  
 حیدر۱۱ رسم و راو تزاری

(نہ) کباب ہیں۔ اس کا منظوم اشتہار اسدالآخبار آگرہ (۱۲ مارچ ۱۸۶۹ء) میں چھپا  
 تھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد علی الترتیب یہ عبارتیں تھیں (۱) نقلِ اشتہارِ  
 منظوم طبع پنج آہنگ مصنفہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب ہاندر غالب۔ جو  
 اپریل کے مہینے میں قیمت بیچ دے تین روپے اور جو بعد اس کے بیچے گا  
 چار روپے دینے پڑیں گے (۲) حتیٰ تر ہے کہ یہ اشتہار دعلیٰ سے بہ سبیلِ ذاک  
 میر سے ایک حضور والا شان نے واسطے روح کرنے اخبار کے میر سے پاس پہچا۔  
 غلام نجف خاں جن کے نام سے یہ اشتہار ہے، غالب کے شاگرد تھے (خطوط ۲۲۱:۱  
 و ۲۲۲)۔ لیکن یہ تلمذ ظاہراً فارسی پڑھنے تک محدود تھا۔ شاعر کی حیثیت سے  
 اُن کا ذکر کوئی نظر نہیں آیا۔ اشتہار غالب کی طرز میں ہے، اور قریب بہ یقین  
 ہے کہ انہیں کا لکھا ہوا ہے۔ غالب کے لیے خود سنائی کوئی تہی بات نہیں۔  
 اور اشتہار کی تو ذمہ داری بھی اُن کے سر نہیں۔ (مآثر غالب ۷ و ۸، و  
 رسالۂ جامعہ دعلیٰ، فروری ۱۹۶۱ء)۔

ہے مُعْتَرِفِ جِسْمِ اہل بیتِ تعلیم  
 کیا کریں کیا وہ راجا کا ہے  
 اُن کے پڑنے سے نام کیا نکلتے؟  
 داستانِ سیدِ دَعْوَتِ حَبیبِ نیک؟  
 نازہ کرنا ہے دل کو، نازہ حسن  
 ایسے ایسے زمانے میں غالب  
 اے اللہ غالبِ غالب ہے  
 ہر کرا پنج روزہ نوبتِ اوستہ  
 شمعِ بزمِ حسنِ سرائی ہے  
 بادشاہِ جہانِ معنی ہے  
 نظم اس کی، نگارِ نامۂ راز  
 سیکھو آئینِ نکتہ دانِ حکو  
 سینہ کعبۂ گہرِ ہرگا  
 کرے اس نئے کی سرشاری

شرِ ممدحتِ سراے ابراہیم  
 اُس کے قہروں میں کون آتا ہے؟  
 تین تہروں سے کام کیا نکلتے؟  
 وردِ شریفِ کتبِ حَبیبِ نیک؟  
 ناکھا درسِ شرمائے کتب؟  
 تھے مُطہوری و عسقر و طالب  
 نہ مُطہوری ہے اور نہ طالب ہے  
 قولِ حافظ کا ہے بجا، اے دوست:  
 کل وہ سرگرمِ غصہ و غماز ہے  
 آج یہ قدر دانِ معنی ہے  
 شر اس کی، ہے کارنامۂ راز  
 دیکھو اس دفترِ معانی کو  
 اس سے جو کوئی سرہ و ہرگا  
 ہو حسن کی سے ظہکاری

۱۔ دیوانِ حافظ، ہر کئی پنج روزہ۔

- ۱۔ دیوانِ حافظ (طبعِ بمبئی و نولکھور ۱۳۷۹ء و نئی لکھنؤ ۱۳۰۸ء و نئی کانپور ۱۳۲۰ء و چابخانۂ مجلسِ تہران، ۱۳۲۰ء ش، مگر اس آخری دیوان میں روزہ کی جگہ روز ہے) میں مصرع یوں ہے: ہر کئی پنج روزہ نوبتِ اوستہ۔ اور اس کا پہلا مصرع ہے: دورِ جنونِ گشت و نوبتِ ماست۔

آج جو بدوہر کرے درخواست  
نہیں بھیجے رہے، وہ بے کم و کاست  
منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب  
زرِ قیمت کا ہو گا اور حساب  
چار ہے، پھر ہوگی، کم قیمت  
اس سے لیوں گے کم، نہ ہم، قیمت  
حسن کو منظور ہو کہ زر بھیجے  
وہ ہمارے رہائش گاہ و وفا  
میں جو ہوں رہے، حوالہ شرف  
ہے یہ، القہ، حاصلِ تحریر  
چشمۃ الطباع جاری ہے  
نہیں بھیجے رہے، وہ بے کم و کاست  
زرِ قیمت کا ہو گا اور حساب  
اس سے لیوں گے کم، نہ ہم، قیمت  
حسن کو منظور ہو کہ زر بھیجے  
وہ ہمارے رہائش گاہ و وفا  
میں جو ہوں رہے، حوالہ شرف  
ہے یہ، القہ، حاصلِ تحریر  
چشمۃ الطباع جاری ہے



قادر

(قادر) اور (اللہ) اور (پرداں) خدا ہے (نبی، مُرسَل، پیغمبر) دہلی  
۱۰ پشاور میں سکھ رہے ہیں (ایمان) وہ رسول اللہ کا قائم مقام

۱۔ بہ مقبری جو عاتق باری کی طرز پر لکھی گئی ہے، قادر نامے کے نام سے  
ہمارے مطبع سلطان دہلی سے ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۶ء) میں، اور پھر مجس برس دہلی میں  
کنہا لال کے احکام سے ۲۲ محرم سے ۱۲۸۰ھ (جولائی ۱۸۶۲ء) کو چھپیں تھیں۔  
رضا لاہوری راجپور میں دوسرا ایڈیشن بالاصل اور پہلے ایڈیشن کی نقل، مطبوعہ کراچی  
محفوظ ہے۔ میرزا صاحب کے اپنے کلام میں قادر نامے کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن  
اس کے کلام غالب ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں، کیوں کہ یہ کتاب اُن کی  
زندگی میں اُن کے نام سے دوبار شائع ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں عاری زبان،  
۸ اگست ۱۹۶۱ء میں حسبِ ذیل اشعار شائع ہوئے ہیں: (نثر)

ہے (صحابی) دوست، خالص (ناب) ہے  
 بدگی کا، حان، (عبادت) نام ہے  
 کھولنا (افطار) ہے، اور روزہ (صوم)  
 ہے (صلوٰۃ)، اے میرا، اس نماز  
 جائز اور پھر (مُصَلّا) ہے وہی  
 (ایم) وہ ہے، جس کو تم کہتے ہو نام  
 جمع اُس کی یاد رکھ، (اصحاب) ہے  
 نیک بھی کا (سعادت) نام ہے  
 (کیل) یعنی رات، دن اور روز (یوم)  
 جس کے پڑھنے سے عوامی، بے نیاز  
 اور (تجارت) بھی گویا ہے وہی  
 (کعبہ مکہ) وہ، جو ہے (بیت الحرم)

(۴) از کرمائے آلہی رضا  
 از کلامِ حضرت استاد من  
 هست براین شیخ قادر نامہ ظم  
 آن کلام و این کلام یاد گیر  
 ختم شد تعباس نامہ، مرحبا  
 غالبِ بحرالبیان جادو سخن  
 من تبع کردہ ام، اے نور چشم  
 مر دورا انکار نگیر شد و شیر

یہ اشعار مولوی محمد عباس رفعت بھرپالی کے عباس نامے کے خاتمے کے ہیں، جو غالب  
 کے شاگرد تھے۔ اس لیے اُن کا قادر نامے کو غالب کی تالیف قرار دینا موافق بات  
 نہیں ہو سکتی۔

شوکت بھرپالی نے بھی اضافے نور چشم: ۴۶ میں اسے غالب کی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔  
 امیر مینائی مرحوم بڑے فہم راوی اور غالب کے معاصر ہیں۔ وہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ  
 "مرزا غالب مرحوم کا قادر نامہ میری نظر سے گزرا ہے" (خطوط امیر: ۲۸۶)  
 نیز انہوں نے اقتسابِ یادگار: ۲۴۱ میں بھی اسے بذیلِ تالیفاتِ غالب درج کیا ہے۔  
 مولوی عبدالحق مرحوم نے میرن صاحب پر ایک مقالہ رسالہ اردو (جولائی ۱۹۳۶ء)  
 میں لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے میرن صاحب کے حوالے سے لکھا ہے کہ میرزا  
 صاحب نے یہ کتاب بہادر علی خان اور حسین علی خان کے لیے لکھی تھی  
 (اذکر غالب: ۲۱۵ طبع چہارم)۔

یگرہ پورے کو کہیں کے م ( تلوار )  
 پور ( ہلک، جرح ) اور ( گردن ) اور ( سپر )  
 ( پور ) سورج، چاند کو کہتے ہیں ( ماہ )  
 ( غرب ) پچھم، اور ( شرق ) ہے  
 آگ کا ( آتش ) اور ( آذر ) نام ہے  
 ( نسیخ ) کی ہندی اگر تلوار ہے  
 نیولا ( راسو ) ہے اور ( طلائوس ) مور  
 ( مُحم ) ہے شکار، اور ٹھپا ہے ( سُبُو )  
 ( چاء ) کو کہتے ہیں ہندی میں کُنول  
 ۱۰ دودھ جو پیئے کا ہے وہ ( شیر ) ہے  
 ( سبہ ) جہان، ( دست ) ہاتھ، اور ( ہاسے ) پانو  
 ( ماہ ) چاند، ( اختر ) میں مارے، رات ( شب )  
 ( اُسٹخوان ) مرنی ہے، اور ہے ( پوست ) کھال  
 نل کو ( کُسیچ ) اور ( رُخ ) کو گال کہتے  
 ۱۱ کبکڑا ( سرخان ) ہے، کچھوا ( سگ ہشت )  
 ہے ( شکم ) پیٹ، اور نل ( آغوش ) ہے  
 ہندی میں ( خضر ) کا پچھو نام ہے  
 ہے ( کز دُم )، جسے ( خرب ) کہیں  
 ہے، لڑائی ( حرب ) اور ( جگ ) ایک چیز

یہ رہا گونے میں ہے ( اشکار )  
 اسباب کے نام ہیں اسے لُشک ( سپر )  
 ہے تحت ( سپر )، لازم ہے نہا  
 ( ابو ) بدل، اور بھل ( برقی ) ہے  
 اور انگارے کا ( آخگر ) نام ہے  
 فارسی بگڑی کی بھی ( دستار ) ہے  
 ( گٹک ) کو ہندی میں کہتے ہیں چکور  
 ( آب ) پانی، ( بحر ) دریا، نہر ( جُبو )  
 ( دُود ) کو ہندی میں کہتے ہیں دُھول  
 ( طفسل ) لڑکا، اور جڑاھا ( پیر ) ہے  
 ( شاخ ) ٹہنی، ( برگ ) پتہ، ( سابہ ) چھانو  
 دانت ( دندان )، ہوت کو کہتے ہیں ( لب )  
 ( سگ ) ہے کُٹا اور گبڑ ہے ( کُفال )  
 گال پر جو تل ہو، اُس کو ( خال ) کہتے  
 ( ساق ) پٹیل، فارسی مُتھی کی ( مُت )  
 کُٹھنی ( آرنج ) اور کندھا ( دوش ) ہے  
 فارسی میں تھوڑ کا ( آبرو ) نام ہے  
 ( پیش ) ہے وہ، ڈنک جس کو سب کہیں  
 ( گھب ) ٹٹھا اور ( شٹانگ ) ایک چیز

۱۰ آتش، سبھ دھلی و کھپور دونوں میں قال، مفرط ہے۔ ۱۱ مگر یہ طالب ہے ہندوہہ اسیسے کے۔ ۱۲ لاف ہے۔ ۱۳ ملاحہ، م  
 مایعہ رمان و دوش کاویانی۔ ۱۴ سبھ دھلی، دھواں۔ ۱۵ آتش، سبھ دھلی، مایات، ۱۶ آتش، سبھ  
 کھپور، کھوا۔ ۱۷ سبھ کھپور میں یہ پتہ، یہاں کے آگاہ اسی شعر کے یہ ہے: (تنگی، نہا) اور (ہل) یہ اسے مر۔

ناک (بینی)، (بَترہ) تنہا، (گوش) کان  
(جنم) ہے آنکھ، اور (مڑگان) ہے پلک  
سم بہ کر سُہتری پڑے، (آزنگ) جان  
سَا (آزغ) اور جھالا (آبلہ)  
اونٹ (أَشْتَرُ)، اور (أَشْغَرُ) سبہ ہے  
ہے (زَنج) ٹھوڑی، گلا ہے (سَحْرہ)  
ہے (زَنج) ٹھوڑی، (كَفَن) مٹی ہے وہی  
پھر (غلیولہ) اُس کو کوئے، جو ہے چیل  
لومڑی (روباہ)، اور (آہ) ہِزَن  
(السب) جب ہندی میں گھوڑا نام پائے  
(گرہ) بلی، (موش) چوہا، (دام) حال  
(نحر) گدھا، اور اُس کو کہتے ہیں (الآخ)  
ہندی چڑیا، فارسی (گَنجشك) ہے  
(تابہ) ہے، پٹائی، توڑے کی فارسی  
نام مکرزی کا (گِلَش) اور (عُکبوت)  
(بشہ) مچھر، اور مَنگھی ہے (مَنگس)  
پھیریا (گُرْمَن) اور بکری (گوسپند)  
نام (گل) کا پھول، (شبنم) اوس ہے  
(سَق) جھت ہے، (سنگ) پتھر، اینٹ، (خشت)  
(عار) کاٹنا، (دالغ) دھبنا، (نفسہ) راکٹ

کَن کی تو (زَمہ) ہے، اسے مہربان  
آنکھ کی ٹپکی صکو کہیے (مَرْدَمَك)  
فارسی جھونکے کی نو (آونگ) جان  
پور ہے دائی جٹائی (قاپلہ)  
گوشت ہے (کھم)، اور چربی (پہ) ہے  
ساپ ہے (مار)، اور جھونگر (زَحْمَرہ)  
(عاد) ہے چیل، اور (زَعْن) مٹی ہے وہی  
چبوتی ہے (مور) اور طاہی ہے (پیل)  
(خس) سورج، اور (شعاع) اُس کی رِکُون  
(نازیانہ) کیوں نہ گھوڑا نام پائے  
(رشتہ) ناگا، (جامہ) کپڑا، (اقط) کال  
(دبگل) چوہا، جسے کوئے (أَجَاغ)  
مبگنی جس صکو کہیں، وہ (پَنك) ہے  
اور (نیو) ہے کیڑے کی فارسی  
کہتے ہیں مچھل کو (مامی) اور (مُوت)  
(آشیانہ) گھونٹلا، پنجرہ (قَنَس)  
(میش) کا ہے نام پھڑ، اسے خود پسہ  
جس کو قنارہ کہیں، وہ (کُوس) ہے  
جو بُرا ہے، اُس کو م کہتے ہیں (زشت)  
(سیم) چاندی، (یس) ہے تابا، (تخت) بھاگ

(سوز) کبلا، اور ککڑی ہے (خیار)  
 (حق) اور (نادان) کو کہتے ہیں موت  
 (ٹوٹے) خاوند، اور ہے (آباغ) سوت  
 (ضرر) آندی، (سبیل) نالا، (باد) ہوا  
 ہیں کو کہتے ہیں، بھائی، (گاوینش)  
 (س) اگر کہتے تو ہندی اُس کی پس  
 (نامیدی) پس، اور (اُتبد) اس  
 (آرد) آنا اور (غلبہ) ہے آج  
 اور بھائی کر (برادر) جانا  
 فارسی (گاہ) اور ہندی گھاس ہے  
 خشک ہو جاتی ہے، تب کہتے ہیں (گاہ)  
 فارسی میں دھبے کا (سبیل) ہے نام  
 (بادقہر) پھر کہ ہے، اور ہے (مزد) چور  
 نام حکو ہیں تین، پر ہے ایک چیز  
 (نمے) شراب، اور پیسے والا (بگڑا)  
 آم کو کہتے ہیں (آب) سُن رکھو  
 نلہ (بز)، کھائی کا (خلف) نام ہے  
 اور تَرُبُز (مَدوانہ) لاکلام  
 (سردنیش) ہیں فارسی چھوڑک کی ہے

(زد) ہے سونا، اور (زرگر) ہے سُار  
 (دش) داڑھی، مروجہ (سبکت) اور (ہرروت)  
 زندگانی ہے (حیات)، اور (مرگ) موت  
 (جلہ) سپ، اور (نصف) آدھا، (ربیع) ہوا  
 ہے (جراحت) اور (زخم) اور گھاؤ (دش)  
 (عت) سات اور (عت) آٹھ اور (بت) پس  
 ہے (چیل) چالیس، اور (پنج) پچاس  
 (عوش) کل کی رات، اور (امروز) آج  
 چاہیے ہے ماں کو (مادر) جانا  
 ۱۰ پہلوڑا (پسل) اور دھاتی (داس) ہے  
 سبز ہو جب تک اُسے کہتے (گیام)  
 (تجک) پڑا، (یکے) کا نہیں ہے سام  
 (آخنگند) چھینٹنا (تہد) ہے زور  
 (انگیں، شد) اور (عل)، یہ، اے عزیز  
 ۱۱ (آجُل) اور (آروغ) کی ہندی ڈکار  
 روٹی کو کہتے ہیں (پنہ) سُن رکھو  
 (خانہ) گھر ہے، اور کونہا (پام) ہے  
 ہے پَسولا (پنہ دانہ) لاکلام  
 گر (درپسہ) فارسی کھڑک کی ہے

۱۰ الف، نسخہ دہلی، دیش دھاروی۔ ۹ الف، نسخہ دہلی، عدہ مانہ۔ ۸ الف، نسخہ دہلی، پچھا۔ ۷ الف، نسخہ  
 دہلی، ما کو۔ ۶ الف، نسخہ دہلی، پانی۔ ۵ الف، نسخہ دہلی، گجہ۔ ۴ الف، نسخہ دہلی، دہدہ۔ ۳ الف  
 نسخہ کپور، اسٹیکو۔

|  |  |
|--|--|
| ہے کھائی کی ( کسانہ ) فارسی            | ہے اور شعلے کی ( زبانہ ) فارسی               |
| ( نعل در آتھر ) اُس کا نام ہے          | جو کہ ہے چین اور ہے آرام ہے                  |
| ( رستہ ) اور سٹو کو کہتے ہیں ( سوتی )  | ( آذر ) اور گہرے کو کہتے ہیں ( تھین )        |
| ( تل ) نانا، ( بُرد ) بانا، یاد رکھ    | ( آرمون ) آزمانا یاد رکھ                     |
| ( یوسہ ) تَجھیں، جانتا ہے ( غولسن )    | کم ہے ( اندک )، اور گھٹانا ( کائن )          |
| خوش رہو، ہنسنے کو ( خندیدن ) کہو       | گر ڈرو، ڈرنے کو ( ترسیدن ) کہو               |
| ہے ( مراسیدن ) بھی ڈرو، کیوں ڈرو؟      | ہے ( جنگیدن ) ہے لوٹا، کیوں لوٹا؟            |
| ہے گردنے کی ( گزشتن ) فارسی            | ہے ( گشتن ) فارسی                            |
| وہ ( سُرودن ) ہے، جسے گانا کہیں        | ہے وہ ( آردن )، جسے لانا کہیں                |
| ( زیستن ) کرو، جان مں، جینا کہو        | اور ( نوشیدن ) کھو تم پینا کہو <sup>۱</sup>  |
| دولنے کی فارسی ہے ( تاختن )            | کہلے کی فارسی ہے ( باختن )                   |
| ( دوختن ) سینا، ( دریدن ) پھلانا       | ( کاشتن ) بونا ہے، ( رُفتن ) جھلانا          |
| ( کاشتن ) بونا ہے، اور ( کشتن ) بھی ہے | کاتے کی فارسی ( رشتن ) بھی ہے                |
| ہے پکنے کی ( چکیدن ) فارسی             | اور مُٹنے کی ( مُشبدن ) فارسی                |
| کودنا ( جستن )، ( بُردن ) کاٹنا        | اور ( لیسدن ) کی ہندی چاٹنا <sup>۲</sup>     |
| دیکھنا ( دیدن )، ( رمیدن ) بھاگنا      | جیان لو، ( بیدار بودن ) جاگنا                |
| ( آسندن ) آنا، بانا ( ساختن )          | ڈالنے کی فارسی ( انداختن )                   |
| ( سوختن ) جلا، چمکنا ( تلختن )         | ڈھونڈنا ( مُجسن ) ہے، بانا ( باختن )         |
| باندھنا ( بستن )، ( کشادن ) کھولنا     | ( داشتن ) رکھنا ہے، ( مُختن ) تولنا          |
| تولے کھو اور ( منجیدن ) کہو            | پھر خفا مرنے کو ( وَنجیدن ) کہو <sup>۳</sup> |

۱ ب: نسخہ دہلی، شعلے کی زبانہ - ۲ ب: نسخہ دہلی، ڈوب اور گہرے کو - ۳ ب: نسخہ کاپور، کم ہے توڑا اور گھٹا - ۴ ب: نسخہ دہلی، گہرے کی گشتن - ۵ ب: نسخہ دہلی، اور سے کی (تجدید بود) - ۶ ب: نسخہ کاپور، تولنا جان اور منجیدن کہو



فارسی سونے کی (خُشَن) حابیے  
 کھچے کی ہے (کَشیدن) فارسی  
 لونگہٹا پوچھو۔ (خُودَن) خان لو  
 ہے قلم کا فارسی میں (خامہ) نام  
 کس کو کہے ہیں غزل؟ ارشاد ہو  
 صبح سے دھبکوں کے رستا پیلر کا  
 وہ 'پُراوے' باغ میں میوہ جیسے  
 پُئی ہو بر سے پور لانے م کو لوگ  
 شہر میں پہنچوں کے مبلے کی ہے ہیڑ  
 لال ڈنگی پر کمرے گا حاکمے کا؟  
 مگر نہ تو جاز، تو دکھلاؤں نہیں  
 واہ بے لڑکے۔ یہی اچھی غزل  
 لو سنو کلی کا سنو آواز م  
 جہانی کو (غیرال، تہویرن) کہو  
 (یچہ) کے معنی کیا، (چگوم) کیا کہوں  
 (باز خواہم رفت) میں پھر جاؤں گا  
 فارسی کیوں کی (چرا) ہے باد رکھ  
 (دشت)، (صحرا) اور جنگل ایک ہے  
 جس کو (آذان) کہے وہ آنگن ہے

منہ سے کچھ کہے کو (گفتن) جاییے  
 اور اُگے کی (قصدین) فارسی  
 مانعاً چاہو۔ (زُودِن) جان لو  
 ہے غزل کا فارسی میں (چامہ) نام  
 خان۔ غزل پڑھیے۔ سبق گز باد ہو  
 صبح سے جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا  
 پھلتا جاتا۔ باد ہو۔ دیوار کا  
 درہ۔ نہا اپنا ارادہ پار کا  
 آج عالم اور ہے بازار کا  
 پُل پہ چل۔ ہے آج دن انوار کا  
 کات۔ ابی کاتھ کی انوار کا  
 شوق، ابھی سے ہے غمچے۔ اشعار کا  
 پوری (آشعار) اور زمیں (پارڈم)  
 چوہ کو تم (زُختہ) لود (زودن) کہو  
 (من شوم خاموش) میں چپ ہو رہوں  
 (بان خواہم حورہ) روٹی کھاؤں گا  
 اور گھٹلا (دوا) ہے۔ باد رکھ  
 پھر (یہ شنفہ) اور مگل ایک ہے  
 فارسی پنگس کی (بادِ بختان) ہے

۱۔ نسخہ دہلی: مریہ ہے۔ ۲۔ نسخہ کلپور میں اس کی جگہ یہ شعر ہے: لونگہٹے کی ہے غزلوں فارسی مامسے کی ہے

دہلی فارسی ۹۔ افس۔ نسخہ دہلی: رسد۔ ۱۰۔ نسخہ دہلی: جہ۔ ۱۱۔ افس۔ نسخہ کلپور: مبلے کی ہے دھوم۔

۱۲۔ نسخہ دہلی: کات کی انوار۔ ۱۳۔ نسخہ کلپور: پیلو دم۔ ۱۴۔ افس۔ نسخہ کلپور: دریا و پوچھوں۔

۱۵۔ نسخہ کلپور: چوہ کو رسد۔ یوں اور زودن کہو ۱۶۔ نسخہ کلپور: اور گھٹے کی خواہ ہے۔ باد رکھ

جس کو کہتے ہیں جلی، (مارہ) ہے  
(بارہ) کہتے ہیں گڑے کو م سے یوہم  
جس طرح کہتے ہیں (زبور) فارسی  
پوز کی، ہانی، فارسی (زبور) ہے  
فارسی (آتش)، ہندی آری  
ہینگ (آنگورہ) ہے، اور (آریز) دانگ  
(زوحہ) جوڑو، (یزہ) ہونی ککو جان  
لوہے کو کہتے ہیں (آہ) اور (تھیدہ)  
ہے (آوا) آواز، سامان اور اول  
(سیر) لہن، (نوب) مول، (نیر) سانگ  
روٹی کی پتی کا ہے (پائند) سام  
(گنی) اور (گنہا) ہے، دُنيا، پاد رکھ  
(کوہ) کو ہندی میں کہتے ہیں پہاڑ  
نکبہ (مالین)، اور بھوسا، بسزا  
بسزا بولیں سبھی اور صیر  
(یر) بولہ اور (برسا) ہے حواہ  
ابٹ کے گڑے کا نام (آزد) ہے  
(بد) کو (آندرد) بھی کہتے ہیں، مان  
کا ہے (آرض) اور (سرز)، (سمہ) (زمین)

جو ہے اگرائ، وہی (تھبارہ) ہے  
بارہ ہے (نار)، ابٹ عالم سے یوہم  
اُس طرح ہستی کی (پزگر) فارسی  
تسبنا (آئر) ہے اور (آئور) ہے  
اور ہے کنگے کی، (شاہ)، فارسی  
(سار) مانا، اور ہے آواز (بانگ)  
(ختم) ہے اور بدغوث ککو جان  
حوئی ہو چر، اُسے کہتے (حبہ)  
(رج)، (اعت) اور (جا) بہ سب ہیں مول  
کہا (عور)، (وجہ) آئر، (نکر) ہام  
(نوک) نکلے ککو کہیں کے لاکلام  
اور ہے (ساف) دُعبا، پاد رکھ  
فارسی (گنن) ہے، اور ہندی ہے ہال  
اصل (سز) ہے، صحیح لو نم زرا  
دوہ (یز) کہتے ہیں آریا و پیر  
جان کو اللہ کہتے ہیں (زول)  
ہے (صحت) بھی وہی، جو (بد) ہے  
(آرض) ہے، پر (سرز) بھی کہتے ہیں، مان  
(عنی) گردن، اور پٹائی (آجی)

\* سہ خط کا پور، ابٹ عالم - ۱۰ سہ خط کا پور، پوز کی، دیکو، فارسی زبور ہے - ۱۱ سہ خط کا پور، ہام کے ہے  
مگر وہ ہے آریز دانگ - ۱۲ سہ خط کا پور، حواہ ہے - ۱۳ سہ خط کا پور، ہام کے ہے - ۱۴ سہ خط کا پور، ہام کے ہے

(آس) چٹکی، (آسیا) مشہور ہے اور (آمنون) جہلیا مشہور ہے  
 بانسل (نئے) اور (جلال) جہانگیر ہے پھر (آمنون) اور (عقیقہ) بانجھ ہے  
 (کھل) سرمہ، اور ملائی (میل) ہے جس کو چھوٹی کہیے، وہ (زنبیل) ہے  
 بابا قادر نامے نے آج اختتام اک غزل تم اور پڑھ لو، والسلام  
 شر کے پڑھے میں کچھ حاصل نہیں ہوتا، لیکن ہمارا دل نہیں  
 علم سے ہی فسد ہے انسان کی ہے وہی انسان، جو حاصل نہیں  
 کیا کہیں کہانی ہے حافظ جی کی مار؟ آج ہنسے آپ جو رکھ رکھ نہیں  
 کس طرح پڑھے ہو، رُک رُک کر، سن؟ ایسے پڑھے کا تو میں قائل نہیں  
 جس نے قادر نامہ سارا پڑھ لیا اُس کو آمد نامہ کچھ مشکل نہیں



۱۰۔ اے جہاں آفریں، خدائے کرم صانعِ ہمت چرخ و ہمتِ اقلیم  
 نامِ مشکوٰۃ میں کا ہے مشہور یہ مہینہ صد نشاط و سرور

وعدہ بخدا، قادر مہربان

۱۔ یہ مثنوی میرزا غالب کے مرتبہ اُس بے نام اُردو کٹاپے کے دباچے کے آخر میں  
 ملی ہے، جو انہوں نے ہندوستان میں مہم انگریزوں کو اُردو سکھانے کے لیے  
 اپنے منتخب رقعات اور اشعار پر مشتمل ترتیب دیا تھا۔ میرزا صاحب نے یہ کٹاپہ  
 جس زمانے میں بیکلوڈ صاحب کی نذر کیا ہے، اُس زمانے میں وہ پنجاب کے فاضل  
 کٹر تھے۔ تاریخ پنجاب صنفِ دیس برشاد: ۱۹۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰  
 جنوری ۱۸۶۵ء کو منگھری نے پنجاب کی گورنری سے استعفا دیا، تو اُن کی جگہ  
 بیکلوڈ صاحب کا تقرر کیا گیا۔ لہذا اِس کٹاپے کو کم از کم ۱۸۶۴ء میں مرتب  
 ہونا چاہیے۔ (۱۸)

عمر و دولت سے شامعاب رہی اور غالب پہ مرسان رہی

یہ اس کی اصل ڈاکٹر عبدالنار صدیقی صاحب (الہ آباد) کے پاس محفوظ ہے وہ اپنے مکتوب بنام مالک رام صاحب مورخہ ۸ فروری سنہ ۱۹۵۴ء میں تحریر فرماتے ہیں: "رفعاتِ غالب (انتخاب) میرے پاس بہت مدت سے ہے۔ جب وہ نسخہ میری ملک میں آیا تھا، اُس دوران میں ایک صاحب نے اُسے مستعار لے کر قتل کر لیا (چھوٹا سا نو رسالہ ہے) اور چھپوا ڈالا۔ جو شخص میرے ہاتھ بیچ رہا تھا، اُس نے مجھے خبر کی۔ میں نے باوجود اس سانحے کے اُسے لے لیا۔ بعد کر چھپا ہوا نسخہ دیکھا۔ غارت کر کے چھپوایا تھا۔ پھر ایک شخص نے اُن حضرت کی اجازت سے لاہور میں چھپوایا۔ صورت بہتر، لیکن غلط جیسا وہ تھا ویسا یہ۔ اب میں خود چھپوانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔" نقوش، خطوط نمبر ۲: ۶۶، بابت اپریل مئی ۱۹۶۸ء۔

ڈاکٹر صاحب کا اشارہ محمد عبدالرزاق حیدرآبادی متوفی ۱۵ دسمبر ۱۹۶۷ء کی طرف ہے، جنہوں نے اس کتابچے کو انتخابِ غالب کے نام سے سنہ ۱۳۴۵ھ میں حیدرآباد سے شائع کیا تھا۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کتابچہ مرزا غالب کی حیات میں ہی چھپا تھا یا نہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے اسی قسم کا ایک کتابچہ فارسی سکھانے کے لیے بھی نکلتا و رفعات کے نام سے مرتب کیا تھا، اور وہ فروری سنہ ۱۸۶۷ء میں مطبع سراسی دہلی میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ اس کے پیش نظر بعد میں کہ یہ اردو کتابچہ بھی اُن کی زندگی میں چھپ چکا ہو۔ ہر حال چند دوسری کتابوں کی ترتیب پر انہیں دہلی گورنری میں موردِ تصحیح قرار دیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو تعارفِ نکات و رفعات از اکبر علی خان۔

## قصائد

جلد ۱

ملائی سکھور و لشکر، پناہ شر و پناہ، جناب عالی ایمن پرویز والا صاحب

۱۔ یہ قصہ میرزا صاحب نے مثنوی شیروانی کی طرف سے سٹر ایمن پرویز کے ہاں  
پیشا پیدا ہونے کی مبارکباد پر لکھا تھا۔ چنانچہ مثنوی جو کو غلط میں لکھنے  
ہیں: مکمل آپ کا خط آیا۔ رات بھر میں نے فکر شر میں خون جگر کھایا۔ ۲۱  
شر کا قصیدہ کہہ کر تمہارا حکم بجالایا۔ میرے دوست، خصوصاً میرا نفع جانے  
میر کہ میں قصہ دروغ کو نہیں جانتا۔ اس قصیدے میں ایک روئے خاص ہے۔  
۱۸۵۸ع کا اظہار کر دیا ہے۔ خدا کرے۔ تمہارے پسند آوے۔ تم خود فردا دیں  
ہو۔ اور نین اسناد اس دن کے تمہارے باز ہیں۔ میری محنت کی داد مل جائے گی۔  
(اردو سے نقل: ۳۵۰ و خطوط ۳۷۵۱)۔

مذبح کا نام اردو سے ملے اور خطوط دونوں میں ایمن پرویز ہے۔ اس نام کے کسی  
انگریز امیر کا مجھے پتا نہ چل سکا۔ ایک مشہور شخصیت ایمن پرویز گورنر  
جنرل کے ہے۔ مگر وہ اُس زمانے میں انگلستان میں بورڈ آف کنٹرول کے صدر  
تھے۔ صدر شیروانی کا اُن سے ایسا تعلق ہونا چاہیے کہ یہ اُنھیں انگلستان  
نک مارکیٹ کا قصیدہ لکھوا کر بھیجیں۔ ہاں، اگر یہ قصیدہ ملکہ وکٹوریا کے مدح  
میں ہوتا، تو اُن کے توسط سے ملکہ کی خدمت میں پیش ہونا تسلیم کر لیا جاتا،  
جس طرح میرزا صاحب نے ۱۸۵۵ع میں وکٹوریا کے مدح کا قصیدہ اُن کے  
پاس انگلستان صبح کر پیش کرایا تھا۔

بُلكِ رَبِّهِ وَهُ حَكَمٌ، وہ سرفراز اسیر  
وہ تھیں رحمت و رافت، کہ ہر اعلیٰ جہاں  
وہ عینِ عدل کے دھندے سے جس کی پُرسش کی  
زمین سے سُودۂ گومر اُٹھے، عمارے عمار  
وہ مہرباں ہو، تو انہم کہیں: "آہی، مُکرا،  
ہ، اُس کے عدل سے اُعداد کو ہے، آمیزش  
ہزبر، پنجے سے لبتا ہے کام شانے کا  
نہ آفتاب، ولیے آفتاب کا م چشم  
خدا نے اُس کو دیا ایک خوبرو فرزند  
یڑھے اسارۂ روشن، کہ جو اُسے دیکھے  
خدا سے ہے بہ تَوَفِیق کے عہدِ طفلی میں  
جوان ہو کے کرے گا، بس، وہ جہانیاں  
کہے گی خلقِ راسے: "داورِ مہرِ شکر وہ  
عطا کرے گا خداوندِ کارساز راسے  
یلے گی اِس کو وہ غلّہِ بَیْضۂ دَلّ کہ راسے  
ہ، مُرکاز ہے، برم کرے گا کیشورِ روس  
سینِ عیسوی آتھارہ سو اور آتھارون  
بہ جیسے دیکھڑے ہیں، سب ہزار ہواہوں  
اُبیداورِ غنایات، شیو سارابن

کہ، باجِ ناج سے لبتا ہے، جس کا طرفِ کلاہ  
نیابو دَمِ عَیْس کرے ہے، جس کی نگاہ  
ہے ہے، ضلعۂ آتش، انیس پَرۂ کاہ  
جہاں ہو، تو سِرِ حشمت کا اُس کے جولان گاہ  
وہ خشمگین ہو، نو گردوں کہے: "خدا کی پادشاہ  
کہ دشت و کوہ کے اطراف میں ہر سرِ راہ  
کہیں جو، حق ہے اُلجھی حق، دَمِ روباہ  
نہ بادشاہ، ولیے مرتبے میں تھمر شاہ  
ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلو سے ماہ  
نُشاعِ مہرِ درخشاں ہو، اُس کا تیارِ نگاہ  
ہے گا، شرق سے تا غرب، اِس کا بازی گاہ  
کہ تابع اِس کے ہوں روز و شبِ سید و سیاہ  
لکھیں گے لوگ راسے: "خسرو ستارہ سیاہ  
روانہ روشن و حوسے خوش و دلیر آگاہ  
ہے نہ، قطعِ مُصومت میں، احتیاجِ گواہ  
ہلے گا، بادشاہِ چین ہے، چین تخت و کلاہ  
بہ چلتے ہیں جہاں آفریں ہے، شام و پگاہ  
دراز اِس کی ہو عمر اس قدر، سن کو نام  
کہ آپ کا ہے نیک خوار اور دولت خوار

۱۶۔ لڑوے سلی، ۱۹۵۰ء، خطوط ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹۸۵، ۲۹۸۶، ۲۹۸۷، ۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۲۹۹۱، ۲۹۹۲، ۲۹۹۳، ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶

یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عزت و جاہ کے ساتھ تمہیں اور اس کو سلامت رکھیں سدا، اے ا



گن میں سال کے رشتے میں پانچ بار گیرہ  
ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گروہ

۲۔ قصہ طاهر، رشتہ ۔

۱۔ یہ قصیدہ راجہ شیودان سنگھ والی الود کی شان میں لکھا گیا ہے۔ مصرع اول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کی ۲۰ ویں سالگرہ کا جشن منایا جا رہا تھا۔ چونکہ وہ راجہ پتی سنگھ کے ۱۸۵۷ ع میں مرے پر ۱۲ برس کی عمر میں سندھ میں ہوئے، اور ستمبر ۱۸۶۳ ع میں بلوچ کو پہنچ کر بالخیار کیے گئے (رمانہ، الامراصفیہ مولوی رحمن علی خاں: ۹۴، طبع فولکنٹور ۱۸۷۳ ع)، اس حساب سے یہ قصیدہ اسی مہینے میں لکھ کر پیش کیا گیا ہو گا۔

دہی اس کی اشاعت، تو یہ سب سے پہلے رسالہ اردو، اکتوبر ۱۹۲۵ ع میں شائع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں یہ دیوان غالب کے طاهر ایڈیشن: ۱۴۰ (مطبوعہ ۱۹۳۶ ع) میں بھی شامل ہے۔ طاهر ایڈیشن کی بنیاد ایسا مخطوطہ ہے جو حسین میرزا ابن حسام الدین حیدر خاں نے غالب کی حیات میں پنجشنبہ ۶ جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۶۰ ع کو کتابت کر کے تمام کیا ہے اور غالب کی نظر سے گزر چکا ہے۔ لیکن اس میں کچھ ایسا کلام بھی ہے جو متداول دیوان سے زیادہ ہے۔ اس کے بارے میں آغا طاهر مرتب طاهر ایڈیشن نے یہ نہیں بتایا کہ یہ کلام انہیں مستعملہ مخطوطے میں ملا یا دوسرے ذرائع سے جمع کیا گیا۔ چونکہ یہ کلام اس ایڈیشن کی طباعت سے پہلے مختلف رسائل و اخبارات میں شائع ہو چکا تھا، اس لیے ہو سکتا ہے کہ یہ سب حسین میرزا کے مخطوطے میں نہ ہو۔ نام اس قصیدے کے شعر: شاعر پیش کا ہے الخ اور آئندہ قصیدے کے شعر: بزم گہ میں امیر شاہ نشان الخ سے پہلے لفظ دستہ لکھا ہوا ہے۔ یہ لفظ تازہ کلام کے حاشیے پر اضافے کی صورت میں جگہ غم ہو جانے کے بعد بقیہ حصہ کلام دوسرے صفحے کے حاشیے پر درج (بال)

گرہ کی ہے جس گنتی کہ نہ بروزِ خمد  
 بقیں جان، برس گانٹھ کا جو ناکا ہے  
 گرہ سے اور گرہ کی اُبد کیوں نہ دے؟  
 دکھا کے رشتہ، کسی جوتنی سے پرچھا تھا  
 کہا کہ ہرخ بہ م نے یکنی میں نو گرہیں  
 خود آسمان ہے مہارازِ راجہ پر صدے  
 وہ رازِ راجہ ہادر کہ حکم سے جن کے  
 انہیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بسال  
 انہیں کی سالگرہ کے لیے بنا ہے  
 انہیں کی سالگرہ کی بہ شادمانی ہے  
 انہیں کی سالگرہ کے لیے ہے بہ نوبہر  
 سن، اسندیم، برس گانٹھ کے، یہ، تاکے نے

نہا کرے گی ہر اک سال آشکار، گرہ  
 یہ کھکشاں ہے، کہ میں اس میں بے شمار گرہ  
 کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہیں، تین چار گرہ  
 کہ دیکھ گنتی، اُٹھالاسے گا یہ تلر، گرہ،  
 جو یاں یکنی کے، نو ہاروں کے نو ہزار گرہ،  
 کرے گا سینکڑوں، اس نر پر تار، گرہ  
 رول ہو نار بہ فی الفور، دانہ وار، گرہ  
 کہ لاسے غیب سے غنچوں کی، نوہار، گرہ  
 ہوا میں بوند کو، ابر نگر گل بار، گرہ  
 کہ ہو گئے ہیں، گہر ماسے شاہوار، گرہ  
 کہ بن گئے ہیں، نمر ماسے شاخوار، گرہ  
 تھے ہاروں کے کیوں کی ہے اختیار، گرہ؟

- ۱۔ ب۔ طائر، پیشکار ۔ ۲۔ ب۔ طائر، سر ہے ناکا ۔ ۳۔ ب۔ طائر، کیوں نہ دے ۔ ۴۔ ب۔ لرد، پانی کے ۔  
 ۵۔ ب۔ لرد، مہاراجہ وار ۔ ۶۔ ب۔ لرد، سینکڑوں ۔ ۷۔ ب۔ لرد، وہ راجہ وار ۔ ۸۔ ب۔ لرد، طائر، اچھی آئندہ  
 انتظار میں ہیں جس لولا ہے ۔

(۷۶) کرنے سے پہلے لکھ دیا جاتا ہے تاکہ تسلسل معلوم ہو جائے ۔ چنانچہ دیوانِ  
 غالب فارسی (رضالطہری، لوطارو کلکتہ) کے ورق ۱۰۴ الف کے حاشیے پر  
 میرزا غالب نے اپنا قصیدہ "تاجہ نیرنگ است ابن کاکدر جہان آوردہ اند" اضافہ  
 کرنے ہوئے اس صفحے پر جگہ غلام ہوجانے کی وجہ سے قصیدے کا بقیہ حصہ  
 ورق ۱۰۴ ب پر نقل کیا تو اس سے پہلے لفظ "تمہہ" لکھا ۔ اس سے یہ سمجھا  
 جاسکتا ہے کہ طائر ایڈیشن میں یہ قصیدے کسی رسالے سے نقل نہیں کیے  
 گئے ہیں، بلکہ خود حسین میرزا کے نسخے کے حاشیے میں موجود تھے ۔

۱۔ ماخلوں میں یونہی ہے مگر میری دانست میں صحیح لفظ "نوبہر" ہے ۔



لکے کی، اس میں، ثواب کی اُستوار گرہ  
 بلا مبالغہ، درکار ہے ہزار گرہ  
 کہ چھوڑنا ہی نہیں، رشتہ، زینہار گرہ  
 جیسی نہ، از اپنے بندِ نقابدار، گرہ  
 کہ جادہ رشتہ ہے، اور ہے شہرِ قطار گرہ  
 کز دلوں ڈھونڈ کے لانا یہ خدا کسار گرہ  
 پڑی ہے، غم کی، مرے دل میں، پیچھا گرہ  
 زہن ٹک آئے، ہونے اور اُستوار گرہ  
 بُری طرح سے ہونے کے لیے کا ہار گرہ  
 کہیں کسی سے کُھلے کی نہ، زینہار گرہ  
 پڑی ہے یہ جو بہت صحت نابکار گرہ  
 خدا کرے کہ کرے اس طرح اُپہار گرہ

بے دماغے بھامے جنابِ فیض مآب  
 ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بے  
 عطا کیا ہے خدائے وہ جاذبہ اُس حُکو  
 کشادہ رُخ نہ پھرے کیوں؟ کہ اس زمانے میں  
 "شاعرِ عینِ کا، ہے، قافلہ چلا آنا  
 خدائے دی ہے وہ، غالب کو، دستِگارِ سخن  
 کہاں بھالِ سخن؟ سانس لیے نہیں سکتا  
 گرہ کا نام لیا، پر نہ کر سکا کبھی بات  
 کُھلے یہ گائے، تو البہ دم نکل جاوے  
 ادھر نہو گی، فوجِ حضور کی جب ٹک  
 دتا ہے کہ مخالف کے دل میں، از رو بُنص  
 دل اُس کا پھول کے نکلے، جھل پھولے کے

﴿ ۳ ﴾

### مرحبا سالِ فسرخی آئی

عیدِ شتال و سارِ ضروری

- ۱۔ قصہ طغر، (سورکاب) - ۲۔ قصہ طغر، دانہ - طغر، چاندی ہے - ۳۔ قصہ طغر، یہ جاذبہ -  
 ۴۔ قصہ طغر، جب اس زمانہ - (سورکاب) - ۵۔ قصہ طغر، جیسے (سورکاب) - ۶۔ قصہ طغر، کز دلوں - ۷۔ قصہ  
 طغر، دل میں مرے غم کی - ۸۔ قصہ طغر، چاندی - ۹۔ قصہ طغر، دماغ ہے - ۱۰۔ قصہ طغر، شتال دانہ -

- ۱۔ یہ قصیدہ مرزا سید الدین احمد علی ہاندر طالبِ دہلوی جاگیردار رہاستر لوہارو  
 کے ذریعے سے رسالۃ کالِ دہلی کی اشاعتِ جنوری ۱۹۱۰ع میں شائع ہوا تھا۔ اس  
 کے بعد البلاغ کلکتہ، ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ع اور دیدہ سکندری رام پور، ۱۷ اپریل  
 ۱۹۱۶ع میں چھپا۔ مولانا نظامی بھائیوں نے بھی اپنے مرتبہ دیوانِ غالب کے آخر  
 میں اسے غیر مطبوعہ کلام کے تحت درج کیا، اور یہ بھی لکھا کہ "یہ قصیدہ نواب  
 کلب علی علی ہاندر والی رامپور کے غلبرِ صحت کی مبارکِ قریب میں لکھا گیا  
 تھا۔ اُن کی یہ اطلاع رسالۃ کالِ کے نمبرِ نوٹ پر مبنی تھی جس میں پیارے لال (اے)

شب و روز، افشارِ لیل و نهار  
گرچہ ہے بعدِ جد کے نوروز  
سو، اس انگلیں دن میں، ہولی کی  
شہر میں، گڑبگڑ، غیر و گُلال  
شہر، گویا، نمونہ گلزار  
نہن تیوہار اور ایسے خوب  
پھر ہوئے ہیں اسی مونسے میں  
غسلِ غسلِ محنتِ نواب  
ہرمگہ میں، امیرِ شاہِ نواب  
پشکارِ حضور، شوکت و جاہ  
جن کی مدد کا، آسمان، گوشت  
جن کی دیوارِ قصر کے نیچے

۱۰۔ قصہ کالِ بلاق، مولیٰ ہے۔ ۶۔ قصہ کال، طائر، نیلور۔ ۸۔ بہ طائر، مدد و نیکی۔ ۱۱۔ الف، طائر، پشکار۔ ۱۲۔ بہ طائر، جن کے (سوکا)۔

(۱۱) رونی ایڈیٹر کمال نے سہواً اس قصیدے کو خطِ آشیاں (نواب کلب علی خان بہادر) کی مدح میں قرار دیا تھا۔ دراصل یہ نواب یوسف علی خان بہادر ناظم کے جشنِ صحت کے موقع پر لکھا گیا تھا۔ اس لیے کہ اس میں عبد، نوروز اور ہولی کا جمع ہونا تحریر ہے۔ امیرِ مینائی کے قلمیہ تاریخ (انتخابِ یادگار: ۵۰ و مرآۃ التیّب: ۳۴۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ تیوہاروں کا یہ اجتماع نواب ناظم کے غسلِ صحت کے وقت ہوا تھا۔ امیرِ مینائی کے قلمیہ کا آخری مصرع یہ ہے: مہینا عید کا، نوروز کا دن، روزِ صحت ہے۔ پڑمشی سیل چند کے نام میرزا صاحب کے مکتوب مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۶۵ء سے پتا چلتا ہے کہ یہ قصیدہ ۲۵ دسمبر ۱۸۶۴ء اور ۸ جنوری ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھا گیا تھا۔ مرض اور افاقہ سے متعلق مکاتیبِ غالب، طبعِ چوارم، میں خطوط ۳۶-۴۴ و ۱۲۲-۱۲۴ اور اُن کے متعلقہ حواشی ملاحظہ ہوں۔

دھر میں اس طرح کی بزم سرور  
 انھیں چرخ، گوہر آگہی فرش  
 راجہ اُند کا جو اکھاڑا ہے  
 وہ نظر گاؤ اعلیٰ دم و کھیاں  
 وہاں کہاں یہ عطا و بدل و کرم  
 یاں زمیں پر نظر جہاں تک جاے  
 نفسہ مُطربانِ زُمرہ نوا  
 اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظلوم  
 سرورِ سہر کمر ہوا جو سوار  
 سب نے جانا کہ ہے پری کوئیں  
 نقشِ مُستہرِ سمد ہے، بکسر  
 فوج کی گردِ راہ مُشک فشان  
 بسکہ بخشی ہے فوج کو عزت  
 موکبِ خاص، یوں زمیں پر تھا  
 چھوڑ دینا تھا گود کو، ہیرام  
 اور داغِ آب کی غلامی کا  
 بندہ پروں، شاطر لڑی سے  
 آپ کی مدح اور میرا مُنہ  
 اور پھر اب، کہ ضعفِ پری سے

نہوئی ہو کبھی پروے زمیں  
 نور ہے، ماہِ سافسرِ سبیں  
 ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں  
 یہ، حیا بخشِ چشمِ اعلیٰ بقیں  
 کہ جہاں گدہ گر کا نام نہیں  
 ژالہ آسا، پیچھے ہیں، دُتر کبیں  
 جلوةِ مَولیانِ ساد جیں  
 یان، وہ دیکھا چشمِ صورت جی  
 بکمالِ نچسل و تزیں  
 اور بالِ بریں ہے، دامِ زبیں  
 بن گیا، دشت، دامنِ گلچیں  
 دھروں کے شام، عطر آگہی  
 فوج کا ہر پیادہ، ہے فزبیں  
 جس طرح ہے جہر پر، پروں  
 دان پر داغِ نازہ دے کے، وہیں  
 خاصِ ہیرام کا ہے زیمہ سُریں  
 مستعد، عرضِ متنِ شر نہیں  
 گر کہیں ہیں، تو کسی کو آئے بقیں  
 ہو گیا ہوں زار و زلر و حریں

۲۔ افسد، طائر، اکھاڑا۔ ۳۔ یہ طائر، داد گر کا نام (سیر کاہن)۔ ۴۔ یہ طائر، بولبان (سیر کاہن)۔

۵۔ کال، بدلوں، طائر، دتہ نادر۔ ۶۔ افسد، فراخ، سمد ہے (سیر کاہن)۔ ۷۔ کال، بدلوں، دتہ نادر۔

۸۔ یہ کال، آئے کس کر۔

پہی و نیستی، خدا کی پناہ ! دستِ حال و خاطرِ غمگین  
 صرف، اظہار ہے، ارادہ کا ہے ظم کی، جو عہدہ درجہ جبین  
 مدح گستر نہیں، دعا گو ہے غالبِ عاجز نیاز آگین  
 ہے دعا یہی جیسی کہ دنیا میں تم رہو زندہ جاویدان آہین



۱۰ "کرتا ہے، چرخ، روزِ بد گزرنہ احترام فرمانروائے کشورِ پنجاب کو، سلام" •

۲۔ کالہ بدلوں، لعلان غالب نے ظم کو (کالہ کی) جو عہدہ درجہ میں۔ طالع۔ ہے ظم کے جو عہدہ درجہ میں۔ ۲۔ کالہ طالع، بیدار کریں۔

۱۔ مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ کے عنوان سے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اخبار الہلال ۱۷ جون ۱۹۱۴ء میں ایک مضمون لکھا تھا، جسے رسالہ زمانہ کانپور، جولائی ۱۹۱۴ء، میں بھی نقل کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ لارڈ کیننگ کے دربارِ آگرہ متفقہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۶۰ء کے موقع پر مرزا صاحب نے لکھا تھا۔ لیکن میری دانست میں یہ تاریخ درست نہیں۔ اول اس بنا پر کہ اس میں میکلوڈ صاحب کو فرمانروائے پنجاب بتایا ہے، اور وہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۶۵ء کو منٹگری کے مسکن ہونے کے بعد، فنانشل کمشنری پنجاب کے عہدے سے رٹس پاس کر، فٹنٹ گورنر پنجاب ہوئے تھے۔ (تاریخ پنجاب از منشی دیس پرشاد: ۱۹۷، مطبع فولکنسور لکھنؤ ۱۸۷۲ء)۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اس کے ۱۹ ویں شعر میں ریل کے کھینچے کا ذکر ہے۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا ریلوے کلکٹنے سے رانی کینج ٹک، جو ۱۲۰ میل کا فاصلہ ہے، جاری تھی۔ تعمیر کا کام برابر دلتی ٹک جاری رہا۔ پہلے (۱۸۵۷ء)

حق گوئے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس  
تم رہے بیکوڑ ہمدرد کہ وقتِ و دم  
جس دم میں کہ ہو انہیں آہنگِ بیکسی  
چاہا تھا میں نے، تم کو میرے چارہ کہوں  
دو رات میں غام ہے، تنگام ماہ کا  
سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے نروغ سے  
میری سنو، کہ آج تم اس سرزمین پر  
اخلاصِ لودہ بانہ میں میری نظر پڑی  
فتوایدِ مُستطاب، اسیرِ شہِ احتشام  
تُرکِ فک کے حاتم ہے، وہ چھین لیں حُسام  
واں، آسمانِ شیشہ بنے، آفتابِ جام  
دل نے کہا کہ یہ ہیں میرے خیالِ حاتم  
حضرت کا عِز و جاہ رہے گا عَلِ القولم،  
دربارے نور ہے، فَلَکِ آبِگنہِ فام  
حق کے کائنات ہے، ہو مرجعِ آتام  
تغیرِ اہک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام

۱۔ اہل، لہلال، بیکوڑ، طغر، مگڑا۔ ۲۔ اہل، لہلال، لوجان غالب، امین دیکھی۔ ۳۔ طامر، دق، خار۔  
۴۔ اہل، طغر، لہلال (دور کاب)۔

(بذ) آگرے سے جہا کے غرق کنارے کے ساتھ ساتھ داغ بیل ڈال گئی۔ شورشِ ۱۸۵۷ع  
کے بعد اُس کی جگہ ٹوڈلا جنکشن سے علی گڑھ حرق حرق جہا کے مشرق کنارے  
جولانک کا حصہ ہے ۱۸۶۹ع میں کھولا گیا۔ اُس وقت جہا کا پل بن رہا تھا۔  
۱۸۶۶ع کے آخر میں یہ پل بن کر تیار ہوا اور یکم جنوری ۱۸۶۷ع کو پل ہار  
اس پر سے ریل گزری۔ (واقعاتِ دارالحکومتِ دہلی ۷۴۳:۱ و ۲۲۳:۲)۔  
پس سے اس وجہ سے کہ ۱۳ ویں شمار میں میرزا صاحب نے اپنی عمر ۷۰ برس  
کی بتائی ہے۔ چونکہ اُن کا سالِ پیدائش ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ع) ہے، اور ان میں ۷۰  
کا اضافہ کیا جائے، تو ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۷ع) ہونے میں۔ اس صورتِ حال کے  
پیش نظر یہ فیصلہ جنوری ۱۸۶۷ع کے پہلے کا نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ اس  
کے ۱۴ ویں شمار میں ۱۳ جنوری کا ذکر ہے، لہذا اس تاریخ کے بعد کا ہونا چاہیے۔

لکڑے مرا ہے، دیکھ کے غرور کو، جگر  
وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا  
سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ، یک فلم  
ستر برس کی عمر میں یہ داغ جاگنڈاز  
فہم، جنوری مہینے کی تاریخ، سیر ہوں  
اُس یزمی پُرسرور میں، اُس نیرِ بخت کو  
سمجھا اُسے گرانبہ، ہوا پاش پاش، دل  
عزت پہ، اعلیٰ نام کی ہستی کی، ہے، بنا  
نہا ایک گونہ ساز جو اپنے کال پر  
آیا تھا، وقت ریل کے گٹھالے کا بھی، قرب  
اس کشمکش میں آپ کا مدارجِ دردمند  
جو واں نہ آئے سکا، وہ لکھا ہے حضور کو  
ملک و سپہ نبو، تو نبو، کچھ ضرر نہیں  
وگھڑیا کا، دھر میں جو، مدح خوان ہو  
خود، ہے تدارک اس کا، گورنٹ کو ضرور  
امرِ جدید کا، تو نہیں ہے مجھے، سوال

کتاب کی آہیں ہے، مگر، بیج کا نیام  
جب باد آگئی ہے، کاجا لیا ہے نہام  
لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلت کا انتظام  
جس نے، جلا کے، راکھ مجھے کر دیا نام  
ایسا وہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام  
لمبر ملا شیب میں، از روئے اہنام  
دریا میں جو، مجھ پہ چلی، جھٹکے عوام  
عزت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی، نہ نام  
اُس ناز کا، فلک نے لیا مجھ سے، انتقام  
نہا بارگاہِ خداس میں خلت کا ازدحام  
آگاہے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام  
دیں آپ میری داد، کہ ہوں مہینِ المرام  
ساحلِ تیر و بحر کے درکا، ہوں میں، غلام  
شاعرِ عصر، چاہیے، لبِ عزت اُس سے ولم  
بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالب ہے جس کا نام \*  
بارے قدیم قاعدے کا، چاہیے، قیام

- ۱۔ یہ پہلا، ارمان غالب بیج ہے نیام (سور کتاب)۔ ۲۔ یہ طغر، ارمان غالب، کلیہ (سور کتاب)۔ ۳۔ یہ پہلا، طغر، ارمان غالب، پیر (سور کتاب)۔ ۴۔ یہ طغر، جو خیام۔ ۵۔ یہ طغر، جو خیام۔ ۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۲۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۳۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۴۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۵۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۶۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۷۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۸۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۱۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۲۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۳۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۴۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۵۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۶۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۷۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۸۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۹۹۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔ ۱۰۰۔ یہ طغر، جو خیام (سور کتاب)۔

ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو چاہیں اگر حضور، تو مشکل نہیں یہ کام  
 دستور فقیر شہر ہے، قدیم سے یعنی، دعا یہ مدح کا، کرے ہیں اختتام  
 ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے اِظہارِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام!

۱۔ اللہ طاهر، لڑکھا غالب بندہ - ۲۔ اللہ طاهر ہیں بے صغیر سے (سور کاتب) - ۳۔ اللہ طاهر، بندہ کا مدح پہ  
 (سور کاتب) - ۴۔ اللہ طاهر، بندہ کا مدح پہ (سور کاتب) - ۵۔ اللہ طاهر، بندہ کا مدح پہ

# ثیہ



ہاں، اے قسیر باد صحر، شعلہ خاں ہو      اے دجۂ خوں، چشم ملائک سے رواں ہو  
 اے زمزمۂ اُم، لہ عیسیٰ بہ فضل ہو      اے عاشقانِ شدِ مظلوم کہاں ہو؟  
 بگڑی ہے بہت بات، بنائے نہیں ہنسی  
 اب گھر کو پذیر آگ لگائے نہیں ہنسی

۱۔ قصہ، رسائلِ ملائکہ: 111، ص ۱۰۰۔ باد صبا - ۱۰۰۔ نیاض، ملائکہ میں - رد و نقیضات نہیں: ۲۸ میں یہ بند کا پہلا مصرع ہے -  
 ۲۔ یہ جولوہِ حشر، رد و نقیضات، شہ مصرع - لیکن سرورِ نبض میں مظلوم ہی ہے -

۱۔ خواجہ حالی نے بادگارِ غالب: ۹۱ میں لکھا ہے کہ: ایک بار غالباً بچہ العصر  
 سید محمد صاحب مرحوم و معمر نے مرزا سے اس بات کی خرافش کی  
 کہ اردو میں جنابِ سید الشہدا کا مرنیہ لکھیں - چونکہ مرزا اُن کی بہت نظم  
 کرتے تھے اور اُن کے سوال کو رد کرنا نہیں چاہتے تھے، اُن کے حکم کی تعمیل  
 کے لیے مرنیہ لکھنے بیٹھے۔ چونکہ اس کو جے میں کبھی قدم نہ رکھا تھا، اور  
 فرمائش ایسی چیز کی حوق تھی جس کو اور لوگ حیر کال تک پہنچا چکے تھے  
 اور قرا میں انحطاط شروع ہو گیا تھا، مشکل سے سندس کے تین بند لکھے، جن میں  
 سے پہلا بند م کو باد ہے اور ہاں نقل کیا جاتا ہے.... ایک یہ اور دو بند اور  
 لکم کر بچہ العصر کی خدمت میں بھیج دیے اور صاف لکم بھیجا کہ یہ تین بند  
 صرف امثالِ امر کے لیے لکھے ہیں، ورنہ میں اس میدان کا مرد نہیں ہوں۔ (ہاں)



ساب سخن و طائفہ غوغائیوں م کو حاتم میں نہ دیں گے ہیں۔ سودا نہیں م کو  
 گھر پہنکنے میں اپنے۔ ٹھکانا نہیں م کو کر چرخ ہیں جل جائے۔ تو پروا نہیں م کو  
 یہ سرگرم نہ پاہ جو مدت سے پسا ہے  
 کیا خیمہ شیر سے رہے میں رسوا ہے ؟

۲۔ سرور ریاض، طرہ حشر، رد وائے باطنہ ج ۱۔ ب۔ طرہ حشر، رد۔

(نہ) یہ اُن لوگوں کا حصہ ہے جنہوں نے اس وادی میں عمریں بسر کی ہیں۔ بھم کو  
 اُن کے درجے تک پہنچنے کے لیے ایک دوسری عمر درکار ہے۔ پس مجھے  
 اس خدمت سے معذور و معاف رکھا جائے۔

رہنما الدین امجد سندیلوی متخلص برہاض نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ :۔۔۔ پھر چاندنی چوک  
 میں ہوتا ہوا بیٹے ماروں میں ہو کر شیرافنگی خان کی بارہ دہری میں، جہاں اسدافہ خان غالب  
 عرف مرزا نوشاہ رہتے تھے، گیا۔ مرزا کی ملاقات سے شریبابِ سعادت ہوا۔۔۔  
 بعدہ مرزا نے نین بند مرنے کے اپنی تعریف کے سنائے۔ لوگ رونے پڑے جتلانے  
 وہ مد میں نے طالب کیے۔ مرزا نے اپنے دستِ خاص سے لکھ کر دیے۔۔۔  
 مرزا خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دیر کا ہے۔ وہ مرتبہ گوئی میں فوق لے گیا  
 ہے۔ م سے آگے نہ چلا۔ ناغلام رہ گیا۔ (سرور ریاض: ۲۳ تا ۲۷)

یہ واقعہ ۶ محرم ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۸۶۰ء کا ہے۔

صبر بلکراس ۱۲۸۲ھ میں میرزا صاحب سے ملے دلی گئے تھے۔ وہ طرہ حشر  
 (۱: ۲۲۱-۲۲۵) میں لکھتے ہیں کہ : ایک دن مرنے کا ذکر آگیا۔ فرمانے  
 لگے کہ: میں نے بھی ایک مرتبہ شروع کیا تھا۔ نین بند کھڑ دیکھا، تو واسوخت  
 ہوگیا، وہ بند بہ ہیں۔۔۔ پھر فرمایا موافق یہ حق مرزا دیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں  
 قدم نہیں اٹھا سکا۔۔۔

کچھ اور ہی عالم ہے، دل و چشم و زبان کا کچھ اور ہی نقشہ، نظر آتا ہے، جہاں کا  
 گہنا فلک؟ اور میر جہانگاہ کہاں کا؟ ہو گا دلِ یشاب کسی سوختہ جہاں کا

اب صافحہ و میر میں کچھ فرق نہیں ہے

گر نہ نہیں، اس رُو سے کیوں بوق نہیں ہے

۱۔ لقب و ب۔ ریاضِ علاؤ۔ اس اور ہی نقشہ ہے دل و چشم و زبان کا۔ اب اور ہی عالم نظر آتا ہے جہاں کا سرو ریاض  
 و جلوۂ بحر۔ کچھ اور ہی عالم نظر آتا ہے جہاں کا کچھ اور ہی نقشہ ہے دل و چشم و زبان کا۔ رد والہات میں بھی  
 اسی طرح ہے، لیکن وہاں مصرع کا پہلا مصرع قول پڑا گیا ہے۔ ۲۔ لقب، سرو ریاض، جلوۂ بحر، رد والہات۔  
 اب میر میر اور بوق۔ ب۔ رد والہات، اسی رد سے کہ وہ (سورکاب)۔

# سلام

﴿ ۱ ﴾

سلام اُسے کہ اگر بادشاہ کہیں اُس کو  
 نہ بادشاہ، نہ سلطان، نہ کیا رہائش ہے؟  
 کہو کہ خائسہ آلو کیا کہیں اُس کو  
 خدا کی راہ میں شامی و خسروی کہیں؟  
 کہو کہ رمبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو  
 خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا  
 اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو؟

۱۔ افسر، دستور العمل، بادشاہ اوسان غالب : ۱۸۵۵ء، بادشاہ (سہو کتاب) ۔ ۲۔ دستور العمل، افسر (مفتوحہ بین مردم رسم خط) ۔  
 ۳۔ افسر، دستور، بادشاہ ۔

۱۔ رامپور دھان لاہوری میں ایک غلطیہ "دستور العمل" کے نام سے محفوظ ہے۔ اُس میں مجتہد العصر مولانا سعد محمد لکھنوی کی شاہ اودہ کے سامنے پیش کی ہوئی تحریریں اور اُن پر شاہ کی توفیعیں منقول ہیں۔ امیر لکھنوی، جو شاہ کے میر منی تھے، اس کتاب کے مرتب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سلام اُس دستور العمل میں مجتہد العصر کے مکتوب مورخہ ۱ ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ (۳۰ جولائی ۱۸۵۴ء) کے متصل بعد (۱۸۵۴ء) نقل کیا گیا ہے۔ جس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان تاریخوں کے کچھ ہی بعد میرزا صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہوگا۔ سلام کا عنوان ہے "بالد اٹھ الغالب" اور خاتمے پر میرزا صاحب کی مُہر (امداد الغالب) بھی نقل کرتی گئی ہے۔

نُسرُوخ جو مر اہل، حین ابن علی  
 کفیل بخشش آتہ ہے، تین نہیں بڑی  
 مسیح جس سے کرے اخیر فیض جاں بخش  
 وہ، جس کے ماتھوں پر ہے، تسلیل، تسلیل  
 نعو کے صبرِ رضا میں جگہ پائے وہ بات  
 بہت ہے، پایہ گسرو رو حین، بشد  
 نظارہ سوز ہے ہاں تک، ہر ایک ذرۂ خاک  
 ہمارے درد کی، یارب، کوں دوائے ملیے ا  
 ہمارا ائمہ ہے کہ دہن اُس کے مُسیر صبر کی داد؟  
 زیامِ ناکہ، کف اُس کے میں ہے کہ اعلیٰ یقین  
 وہ ریگِ کفۂ وادی بہ گامِ فوسا ہے  
 امامِ وقت کی یہ نسر ہے کہ اعلیٰ عباد  
 یہ اجتہادِ عجب ہے کہ ایک دشمنِ دین  
 بڑید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ  
 علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین  
 نبی کا ہو نہ جیسے اعتقاد، کانسر ہے  
 پورا ہے، غالبِ دلالت کے کلام میں، درد

کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہی اُس کو  
 اگر نہ شائعِ روزِ جزا کہی اُس کو  
 ستم ہے، کشتِ نسیخِ جفا کہی اُس کو  
 شوبہِ نفسہ لبرِ کربلا کہی اُس کو  
 کہ چن و اِنس و ملک سب جا کہی اُس کو  
 بقدرِ فہم ہے، گر کیا کہی اُس کو  
 کہ لوگ جو مر نسیخِ جفا کہی اُس کو  
 اگر نہ درد کی اپنے دوا کہی اُس کو  
 مگر بستی و علی مرجا کہی اُس کو  
 پس از حسنِ علی، پشوا کہی اُس کو  
 کہ طالبِ خدا رہنا کہی اُس کو  
 یادہ لیے چلیں اور ناسزا کہی اُس کو  
 علی سے آکے لڑے اور خطا کہی اُس کو  
 بُرا غائبی، کر م بُرا کہی اُس کو  
 کرے جو اُن سے بُرائی، ہلا کہی اُس کو؟  
 رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہی اُس کو؟  
 غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہی اُس کو

- ۶۔ احمد، مرقعات طالب، ص ۱۴۱۔ کفیل بخشش آتہ کہی نبی مرید۔  
 ۷۔ احمد، دستور، جگہ ۔ ۸۔ احمد، مرقعات، کہ نزلِ حرم ۔  
 ۹۔ احمد، دستور، مولیہ ۔ ۱۰۔ احمد، دستور، پ  
 ۱۱۔ احمد، مرقعات طالب، ص ۱۴۱۔ احمد، دستور، پ  
 ۱۲۔ احمد، دستور، دیکھ عباد (سیرِ کاتب) ۔  
 ۱۳۔ احمد، مرقعات طالب، ص ۱۴۱۔ احمد، دستور، حوالہ فرا ۔

# سہرا

﴿ ۱ ﴾

خوش ہو، اے بخت، کہ ہے آج ترے سرسہرا  
کیا ہی اس چاند سے نکلا ہے یہ ہلا لگتا ہے  
سربہ چڑھتا تھمے بہتا ہے: پر اسے طرفِ کلاہ  
نساؤ بھر کر ہی، پروئے گئے ہوں کے موق  
سات دریا کے فراہم کیے ہوں کے موق  
رُخ بہ دولہا کے جو، گرمی ہے، بیٹا بیٹکا

باندہ، شیرازہ جواں بخت کے سر پر، سہرا  
ہے ترے حسنِ دل افروز کا زیور۔ سہرا  
جھم کو ڈر ہے کہ نہ چھینے زالمیر، سہرا  
ورنہ، کیوں لایے ہیں کشنی میں لگا کر سہرا  
تب بسا ہوگا اس انداز کا گر ہر سہرا  
ہے رگِ لبر گُھسور بسا سراسر، سہرا

۱۔ ج۔ ح۔ طبع، حیرت، بدایون، دیوان ذوق (آزاد) ۱۹۱، شہزادے۔ ۲۔ الف۔ چمن پتھر ۱۹۵، سربہ سورا تھمے یہاں پر اسے  
طرف کلاہ (سوکتاب)۔ ۳۔ نگارستان سن ۱۹۳، سمجھے دیا ہے۔ ۴۔ چمن، صمے لڑے۔ ۵۔ طبع، ارشدان غالب، ج۔ غیر  
(سوکتاب)۔ ۶۔ الف۔ دعل اردو اخبار، سات دریا کے کیے ہوئے فراہم گوہر نگارستان اور چمن میں ہی اس  
طرح ہے، مگر ان میں گوہر کی جگہ موق ہے۔ ۷۔ الف۔ نگارستان، رخ دولہ ہے جو گرمی میں بسا بیٹکا، بدایون، پسند  
دعل اردو اخبار، دیوان ذوق، دولہ۔ ۸۔ چمن، حیرت، دولہ۔ ۹۔ ج۔ گرمی میں۔

۱۔ سہرے کی شانِ نظم کے سلیے میں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۵ کا حاشیہ نمبر ۱۔ یہ سہرا سب  
سے پہلے دعل اردو اخبار اور قرآن السعدین میں، بعد ازاں چمن پتھر میں، پھر  
نگارستان سن میں اور اس کے بعد آبِ حیات اور دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد میں شائع  
ہوا تھا۔ جہاں تک میرا علم ہے سہرا ردیف کے ساتھ غالب سے پہلے کسی نے  
کوئی نظم نہیں لکھی۔ اگر بہ صرح ہے، تو مسیروا صاحب اس نوع کی نظم  
کے موجود قرار پاتے ہیں۔

جواں بخت اپنے والد کے ہمراہ برما بھیج دیے گئے تھے۔ وہاں مولین میں ۱۹ دسمبر  
۱۸۸۹ع کو گن کا انتقال ہو گیا۔ رسالۃ صبح، دعل: ۶۱، شمارہ ۱۰۳، بابت ۱۹۶۳ع۔

یہ بھی اٹکے ادب تھی کہ جا سے ڈر جائے  
جی میں اترائی نہ موتی کہ ہمیں ہیں اٹک چہر  
جب کہ اپنے میں سحر نہ خوشی کے مارے  
رخ روشن کی دمک، گوہر غفلت کی چمک  
تار دہم کا نہیں ہے یہ رنگِ ابر جہار  
م، سخن ظہم ہیں، غالب کے طرفدار نہیں

۲۰۰۰

رہ گیا، آن کے دامن کے برابر، سوا  
چاہیے، پھولوں کا بھی ایک، بگڑے، سوا  
گوڈھے پھولوں کا، ہلا پھر کوئی کونکر، سوا  
کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مد و آخر سوا  
لائے گا نایب گراں باری کوہر، سوا  
دیکھیں، اس سیرے سے کہنے کوئی ڈھک سوا

چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سوا  
جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلاتیں لیے کر  
رنگ سے لاتی ہیں، آپس میں الجھ کر لڑیاں  
صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں

۱۔ احمد نیکوستان اور جاوید، و فکر۔ (اردو سہولک)۔ ۲۔ جی۔ ر۔ جہانوی سے جو (سہولک)۔ ۳۔ دیوانِ نوری، رنگِ گہا۔ ۴۔ احمد نیکوستان، ازبک۔ ۵۔ ج۔ ج۔ حضرت طاہر، بدایوں، ارمغانِ مکرر (سہولک)۔ ۶۔ احمد دیوانِ نوری، سماجی۔ ۷۔ جہانوی، گوڈھے (سہولک)۔ ۸۔ ج۔ ج۔ حضرت، بدایوں، ارمغانِ جہانوی، دیوانِ نوری، گوڈھے (سہولک)۔ ۹۔ ج۔ ج۔ بدایوں، دیکھیں گوڈھے کوئی۔ ۱۰۔ نیکوستان، جی ج۔ حضرت، ارمغانِ پند سوا۔ ۱۱۔ ج۔ دھوم میں، کے دائرہ پر۔ ۱۲۔ لال قلمی کے ایک جھلک میں القسط ذکر جو نوید، جی جی۔

۱۔ سید ناصر مذہب فراق دھڑی مرحوم نے اپنی کتاب "لال قلمی کی ایک جھلک" میں قلمی معنی کی ایک ملازمہ نہیں خادم کے مملووظاتہ مرتب کیے ہیں۔ نہیں خانہ کی ساس زمانے محل کے باورچی خانے کی بکلوں تھیں۔ اور یہ اپنی ساس کے مائتہ قلمیے جاہا کرتی تھیں۔ نہیں خادم کا بیان ہے کہ: جب میان غلام نظام الدین (ابن میان غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب) کا یاد ہوئے لگا، تو مرزا نوشا نے اہا سوا لکھا جو ول عہد کے سیرے سے اچھا تھا۔ مگر میں بھول گئی۔ دو ایک شعر یاد رہ گئے ہیں وہ سناتے دینی ہوں، چرخ تک دھوم الخ۔ لال قلمی کی ایک جھلک: ۳۱۔ یہ سوا، رسومِ دہلی: ۱۱۷ (طبع کرانی) از سید احمد دھڑی میں ہیں دوسرے اور چوتھے شعر کے اضافے کے ساتھ سیرے کی مثال کے طور پر (۸)

م نہیں مارے ہیں، اور چاند شہاب الدین علی  
 ان کو لڑیاں نہ کھڑی، بحر کی موجیں سمجھو  
 ہر شادی ہے طلق، کاد کشاں ہے سرا  
 ہے تو گشت میں، ویسے بحر رواں ہے سرا

(غہ) درج ہوا ہے۔ مگر اس میں غالب کا نام نہیں۔

۱۔ یہ شعر مولانا سر نے اس قلمی نسخہ دیوان غالب سے نقل کیے ہیں، جو یکم  
 مرزا شجاع الدین احمد علی تباہی دہلوی کی ملکیت میں تھا۔ مالک رام صاحب نے  
 لکھا ہے کہ انہوں نے یاضی خلائی میں بھی انہیں دیکھا ہے۔ مگر یاضی خلائی  
 سے متعلق میری یادداشتوں میں ان کا حوالہ نہیں۔ بظاہر یہ پورے سہرے کے  
 دو شعر ہیں۔ ورنہ اتنا مختصر سہرا تو کسی معمولی دولہا کا بھی نہیں ہوتا۔

# مختصر

۱

کہنے کہنے، ہاتھ میں زنجیر آدھی رو گئی  
مر گئی پر، قبر کی تعمیر آدھی رو گئی  
سب ہی بڑھا، کاشرا کیوں نکیر آدھی رو گئی؟  
کھج کے، قاتل، جب تری تعمیر آدھی رو گئی

غم ہے، جانِ عاشقِ دلگیر، آدھی رو گئی

۱۔ دہلی اور اخبار، کھج۔

۱۔ یہ مختصر تسمۂ دہلی اردو اخبار جلد ۱۵ نمبر ۱۶ مورخہ ۷ وجہ ۱۳۶۹ھ مطابق  
۱۷ اپریل ۱۸۵۳ع میں شائع ہوا تھا، اور بظاہر اُس زمانے میں لکھا بھی گیا تھا۔  
مولوی احتشام الدین دہلوی (متوفی ۱۴ مئی ۱۹۴۵ع) کا ایک مضمون غالب کے غیر مطبوعہ  
اشعار اور لطیفے، ماہ نو، کراچی، فروری ۱۹۵۰ع میں چھپا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں:  
”بہادر شاہ کی مولوی ایک دن ملکہ باغ (کوئٹہ گارڈن) کے اندر سے ہو کر گزر گئی۔  
”اس وقت یکم کا باغ کھلاتا تھا۔ باغ کی حالت نہایت خراب تھی دیکھ کر حضور  
کو افسوس ہوا۔ پلے میں واپس جا کر ریڈیو کے ٹیم شفٹ جاری ہوا لگے مابدولت کو  
باغ کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ ایسا عمدہ باغ ایسی خراب حالت میں ہے۔  
آنندوی جلد تر اس کو درست کروا کر مطلع کریں۔ خرچ درستی کا خزانہ غمرہ  
سلطانی سے ادا کیا جائے گا۔“ (۱۹)



پتھر رشتا، لے کے چہرہ پرتم، اُس کے دوہرو  
کیوں کہا تو نے کہا، کہہ دل کا غم اُس کے دوہرو،  
بات کرے میں نکلتا ہے دم، اُس کے دوہرو  
کہ کے ماری حقیقت نہ م، اُس کے دوہرو

ہم نہیں، اتنی ہونے تقریر، آدھی رہ گئی

۴۔ دیوان طائر، دیوانہ، م۔ د۔ (نیکو میں) نے یہ تقریر اس لیے روا رکھا ہے کہ غالب نے پرتم، غم اور دم قافیے لکھے ہیں۔

(۴) صاحب ریڈیڈنٹ نے چند ماہ کے اندر انجیر کی معرفت باغ کے جھاڑ جھکاڑ کٹوا کر  
روشنی وغیرہ برآمد کر کے مرمت کروائی اور پھولوں کی تازہ کاریاں آراستہ  
کر کے حضور میں مروجہ کیا کہ حسب الحکم درستی ہو گئی ہے۔ حضور نصرت  
لا کر ملاحظہ فرمائیں۔ نصرت آوری کے لیے ایک دن سفر ہوا، اور باغ کے اُس  
وسیع میدان میں جو مارڈنگ لائبریری کی جانب جنوب واقع ہے بادشاہ اور بیگمات  
کے لیے خیمے نصب کیے گئے۔ ایک بڑا خیمہ دربار کے لیے لگا، جس میں دربار  
منعقد ہوا۔ شہزادوں اور اُمرا نے تھریں گزرائیں۔ شاعروں نے قصیدے سنائے،  
مٹافروں نے ناچ گانے سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ مرزا غالب نے بادشاہ کی اس غزل کو:  
دل نے کی ماری خربلے لیے کیا بھر کو، ظفر

واں کے جلنے میں مری توفیر آدھی رہ گئی

نصین کیا تھا، رو رو پیش ہو کر تخت کے آگے آکر سناں۔ مقطع کے بند کے مر مصرع  
میں بادشاہ کا تخلص جو اُن کا نام بھی تھا بار بار واقع ہوا تھا۔ اُس کو ادا کرنے  
وقت مرزا غالب ادباً جھک جاتے تھے۔ (ابا نہیں ہے مقطع کے بند میں صرف

ایک جگہ بادشاہ کا تخلص آیا ہے۔ عرش۔) (۴)

نوں دیکھا؟ ہم یہ کیس بن گئی، اے رازدار  
خواب و بیداری یہ، کب ہے، آدمی صکو اختیار  
مثر زخم، آنکھوں کو سی دہنا، جو ہوتا ہوشیار  
کھینچتا تھا، رات کو میں خواب میں، تصویر بار

جامگ آہا، جو کھینچی تصویر آدمی رہ گئی،  
غم نے جب گھرا، تو چاما م نے یوں، اے دلتواز  
مستور چشم یہ ہے، چل کے، عروسی چارہ ساز  
تو صدائے پا سے جاگا، تھا جو عور خوابِ ناز  
دیکھنے ہی، اے سنگر، نوری چشم نیم باز

کی تھی پوری مسم نے جو ندی، آدمی رہ گئی،  
اس بُتر مغرور صکو کیا ہو کسی پر انصاف؟  
جس کے حسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات  
ماوِ نو نیکلے یہ، گردی ہوں گی رانی پان سات  
اُس رُخِ روشن کے آگے ماوِ بک صفہ کی رات

نابشر مُخربید پُر تصویر آدمی رہ گئی،

۱۰۔ دیوان ظہیر جاگ آہا۔ ۱۱۔ دہلی اردو اخبار، ایشیا۔ ۱۲۔ دیوان ظہیر، بک صفہ کی طرح۔ (اردو میں عورت ہو رہے۔  
قالب نے صریح جس طرح لکھا ہے اس سے کلام بے معنی ہو جاتا ہے)۔ ۱۳۔ دہلی اردو اخبار، حور شبید۔

(نہ) اس دربار میں میرے والد بھی موجود تھے۔ حافظہ اُن کا قوی تھا، آخری بند پورا یاد  
تھا۔ یہ تضمین مرزا کے کلام میں کہیں نظر نہیں آتی۔ وہ آخری بند بھی جو والد  
صاحب کو یاد تھا، اُن کے ساتھ دہلی ہو گیا۔ میں نے مکرر سنا تھا، مگر یاد نہیں رہا۔  
شاید یہ تضمین ستانے کے بعد بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔ بادشاہ کے کاغذات  
غدر میں غارت ہوئے۔ وہ مثل ہوئی کہ آں دفتر را گاؤ خورد، و گاؤ را فضا ب بُرد،

نا بھی پہچانے کاغذ، بخیر بدھے گہات میں  
 ہاں، سراوان اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں  
 تجز غم و رنج و الم، کھانا ہے ہر یک بات میں  
 کم نصیب اس کو کہنے میں کہ مسجدے ہات میں

۵ آنے میں، خاصیتِ اِکسیر آدمی رہ گئی

سب سے، یہ کوئی، کھارے ہے، گلے لگ جا مرے  
 آدمی کھو کیوں بکارتے ہے؟ گلے لگ جا مرے  
 سر سے گر چادر اُتارتے ہے، گلے لگ جا مرے  
 مانگ کیا بیٹھا سوارے ہے؟ گلے لگ جا مرے

۱۰ وصل کی شب، اسے بُسرے سے، آدمی رہ گئی

میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے؟  
 پر نصب اپنا، ماہیں جانا سنا سمجھوں، پھر گئے  
 دیکھنا نصیب، وہ آنے اور پھر یوں پھر گئے  
 آگے آدمی دُور، میرے کمر سے وہ کیوں پھر گئے؟

۱۵ کیا کشش میں دل کی اب تاثیر آدمی رہ گئی؟

ناگہاں بناؤ آگئی ہے مجھ کو، یارب، کب کی بات؟  
 کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات  
 کس لیے تم سے چہواڑوں، ہاں، وہ برسوں شب کی بات؟  
 نامہ پر، جلدی میں تیری وہ جو تھی مطلب کی بات

۲۰ غلط میں آدمی ہوئی تھری، آدمی رہ گئی

۲۰۔ محل لودھ اجیار، ص ۲۰۔ دیوانِ حقیر، اوس کو کہتے ہیں۔ ۱۰۔ دیوانِ حقیر، ولایت باقی۔ اے۔ ۱۹۔ محل لودھ اجیار، ص ۲۰۔

ہر نعلی برق کی صورت میں، مے بسہ بھی غضب  
 ہاں، چہ گھڑے کی نو ہوق، فرستہ جیش و طرب  
 شام سے آئے، تو کیا اچھی کررق رات سب  
 پاس میرے وہ جو آئے ہیں، تو بعد از نصف شب

نکلی آدمی حسرتِ نسر، آدمی رہ گئی

تم جو فرمانے ہو: "دیکھ، اے غالب آفتہ سر  
 م نہ نغمہ کو مع کرتے تھے؟ کیا کیوں اُس کے گہر؟  
 جان کی پاؤں اداں! ہائیں بسہ سب سچ ہیں، مگر  
 دل نے کی ساری خسرو، لے گیا مجھ کو، ظفر

واں کے جانے میں، مری توقیر آدمی رہ گئی<sup>۱۰</sup>

۱۰۔ دوان ظفر، آئے تھے۔ ۱۱۔ دحل اردو اشعار، حسرتی تقریر۔ دوان ظفر، حسرت اے تقریر (اردو سیرکالہ)۔  
 ۱۲۔ دحل اردو اشعار، دوان۔

# غزلیات

## الف



جگر سے تولے ہوئے مڑکی ہے، سناں پیدا دھان زخم میں، آخر، ہونے دہلی پیدا



سات جلدوں کا پارل پنہا واہا کیا خوب پر محل پنہا

۱۔ یہ شعر اور دوسرے وہ سب جو عمدہ کے حوالے سے آئندہ درج کیے گئے ہیں، سرور کے تذکرہ شعرائے اردو موسوم بہ "عمدة منتخبہ" سے ماخوذ ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۲۱۶-۱۲۲۶ھ (۱۴ مئی ۱۸۰۱ تا ۱۵ جنوری ۱۸۱۲ع) میں مرتب ہوا تھا، مگر اس میں بعد کو بھی اضافے ہوئے رہے ہیں۔ آج کل اس کے تین خطی نسخے ملتے ہیں، ایک انڈیا آفس لائبریری میں، دوسرا پیرس کے قومی کتابخانے میں، اور تیسرا لندن ترقی اردو کراچی کی لائبریری میں۔ پہلے یادگار نالہ میں یہ اشعار رسالہ معیار پتہ جلد ۱ نمبر ۳ اور علی گڑھ میگزین کے غالب نمبر سے نقل ہوئے تھے۔ اب اُس نسخے سے نقل کیے جا رہے ہیں جو دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کی طرف سے چھپ گیا ہے۔

۲۔ میرزا صاحب نے ۲۰ نومبر ۱۸۵۸ع کے خط بنام میرزا حاتم علی سہر میں لکھا ہے: "پہلی جان، کل جو جمعہ روز مبارک و سعید تھا، گویا میرے حق میں روزِ عبد تھا۔ چار گھنٹہ دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھنٹہ کے بعد وقتِ شام، یہ: سات جلدوں الخ (خطوط ۳۰۷۱)۔"

عاطفِ غیب سن کے یہ پیسا اُن کی تاریخ سچا تاریخ

ان دائریوں سے نہ کہوں اُس پہ پیار آئے؟ روٹھا جو بے گنا، تو بے خُدر من گیا

۱۔ الف۔ ادبی خطوط غالب، مکاتیب الغالب، مر۔ شب کو یوں پیدا۔  
ب۔ انتخاب لاجواب، اوس کی۔

۱۔ نکاتِ غالب مرتبہ فظائی ہدایوں: ۷۱ میں بذیلِ عاطف لکھا ہے:

میرزا صاحب نے حضرت صاحبِ عالم مارہروی سے اُن کا سنہ ولادت دریافت کیا۔  
انہوں نے لکھا، میرا سال ولادت الفطر، تاریخ، سے نکلتا ہے جس کے عدد ۱۲۱۱  
ہوتے ہیں۔ میرزا کی ولادت ۱۲۱۲ء میں واقع ہوتی تھی، چنانچہ اُس کے جواب میں  
میرزا نے یہ شعر لکھ دیا: عاطفِ غیب الخ۔

نکاتِ غالب کے انساب پر ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۸ء (مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۲۰ء) تاریخ درج  
ہے، جس سے پتا چلتا ہے کہ کتابِ مذکور اس تاریخ تک مرتب ہو چکی تھی۔

بہ ملاحظہ ہو: مفتہ وار انتخابِ لاجواب لاہور، مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۹ء، ادبی خطوطِ غالب

مرتبہ مرزا محمد عسکری: ۲۹۸، مکاتیب الغالب مرتبہ احسن مارہروی: ۳۵، و غالب از سر: ۲

۲۔ میرزا صاحب نے ۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو پیغمبر کو تحریر کیا ہے: جنابِ عالی، ایک شعر  
استاد کا مدت سے تحویلِ حافظہ چلا آتا ہے، شعر:

ظالم، تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر روٹھا تھا تجھ سے آپ ہی اور آپ من گیا

میں نے از راہِ تصرف اس شعر کی صورت بدل ڈال۔ شعر: ان دل فریبوں الخ۔ تم

اخوان الصفا میں سے ہو۔ تمہاری آزدگی اوروں کی سہیلی سے خوشتر ہے۔ (عود: ۱۲)۔

یہ شعر، جس میں میرزا صاحب نے تصرف کیا ہے، قائم چاندپوری کا ہے، جو

راہپور کے استاذ الشعرا ہیں۔ دیوانِ قائم، جلد اول، مرتبہ پروفیسر اقتصاد حسن: ۳۲۔ (ن)



نہا تو خط، پر نہ نہا جواب طلب کوئی اُس کا جواب کیا لکھا



خوشی جسے کی کیا، مرنے کا غم کیا ہماری زندگی کیا، اور ہم کیا

(غہ) دوسرے مصرع کے اخلافات کے لیے ملاحظہ ہو، حواشی کتاب مذکور: ۲۸۹۔

۱۔ یہ شعر عودِ ہندی: ۳۸ میں سرور کے نام کے خط میں لکھا ہے۔ خط کا آغاز ہے: "چودھری صاحب، غایتِ نامۂ سابق یہ: نہا تو خط الخ۔"

۲۔ یہ شعر دیساجی خطوطِ منشی امیر احمد مرتبہ مولوی احسن اللہ علی نائب صفحہ ۱۷ کے حاشیے سے ماخوذ ہے۔ نائب نے نواب یوسف علی علی ہاشم ناظم کے بارے میں اپنے دیساجی میں لکھا ہے: "نواب ناظم کا پیلا دیوان، جو عرصہ ہوا چھپا نہا اور اب کیاب ہے۔ مرزا غالب کا دیکھا ہوا ہے۔ شادلوں خیال، نوی ترکیب، جدتِ مضمون، لطافتِ زبان اور متانتِ بیان اس دلفرب کا زیور ہے۔ دیوان نہیں، منی زار خوبی اور نگارستانِ محبوبی ہے۔ اس دیوان میں ایک یہ بات مرزا کے اردو کلام سے زیادہ ہے کہ اخلاق نہیں خیال اچھوتا، زبان پاکیزہ، طرزِ ادا دلنشین ہے، یہ سخن سرائی، منی آرائی سزاوارِ صد ہزار آفرین ہے۔"

اس عبارت کے خاتمے پر یہ حاشیہ لکھا ہے: دعا کسار کو جولائی ۱۹۰۸ ع میں خراپہ گانِ زمّت گاوِ تقدس کی توجہ اور، رباعی:

فرخندہ جہانِ بے مثال مدوحِ ادانی و اعمال

پرباہِ صدق و مایۂ نضل شمس المیا جنبِ حال

کا اشتیاقِ زیارت ہاں بت لیے گیا۔ میں ایک روز بہ مسودہ اُن کو سنا رہا تھا۔ جب اس مقام پر پہنچا، تو مولانا نے فرمایا کہ نواب مصطفیٰ علی شیخ فرماتے ہیں کہ:

ایک روز مرزا غالب نے مجھے یہ مطلع سنایا۔ میں نے بہت تعریف کی، تو فرمایا (اگر)



دورنگیاں بہ زمانے کی، جیسے جی میں سب کہ مُردوں کو نہ، بدلے ہوئے کفن، دیکھا



پہری میں بھی کی نہ عرقِ ناکِ جہانک کی روزِ کِ طرح، دید کا آزار رہ گیا  
وہ مرغِ مے خزاں کی صورت سے بے خبر آئندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا



ملوم ہوا خبر کہ ٹھیکہ باجا



وصل میں بھر کا لڑ یاد آیا تھیں جنت میں سفر یاد آیا

۲۔ آلف، مالک المہدی، ناکِ جہانک۔

(نوہ) کہ بھٹا، میں تو بہ شعرِ ناظم کو دے چکا۔ جوں کہ دیوانِ ناظم میں شعرِ مذکور نہیں پایا جاتا، اس لیے میں نے غالب کے نام پر لکھ دینا مناسب جانا اور یہاں اندراج کر لیا۔

۲۱۔ جنابِ مالکِ رام کے مرتبہ دیوانِ غالب میں یہ اشعارِ ریاضِ علاؤ کے حوالے سے نقل ہوئے ہیں۔ مگر اس ریاض سے شعلی میری یادداشتوں میں ان شعروں کا حوالہ نہیں۔

۲۔ بہ مصرع مرزا صاحب نے نوابِ علاؤ کے نام ایک خط میں لکھا ہے، جس کے آخر میں تاریخِ تحریر اس طرح درج ہے ”چہار شنبہ ۱۸ ش ۱۸۶۴ ع بقولِ غلامِ ہاسی عید کا دن، صبح کا وقت۔ اردو سے نقل: ۱۸۶۷ و خطوط: ۱: ۳۵۷۔“

۳۔ قاضی میراج دہلوی مرحوم کے پاس ”باغِ سرہ نام کی ایک کتاب محفوظ تھی، (اس)



۱۱

بیلے دو مرشدوں کو قدرت حق سے، ہیں دو طالب

نظام الدین صکو خسرو، سراج الدین صکو غالب

۱۲

کوفی اس کا جواب دو صاحب ساقیوں کا ثواب لو صاحب

۱۳

خوشنودی احباب کا طالب، غالب

(نہ) جسے میر جو علی اکبر آبادی نے ۷ صفر ۱۲۷۵ء مطابق ۱۵ اگست ۱۸۶۱ء روز پنجشنبہ کو تمام کیا تھا۔ اس میں اشعار متفرق کے تحت ۷ شعر، مرزا نوٹ، کے نام سے درج کیے تھے۔ یہ شعر انہیں میں کا ہے۔ قاضی صاحب نے تبرکاتِ غالب کے عنوان سے فقہ وار محامی زبان علی گڑھ کے شماره ۸ اگست ۱۹۶۱ء میں یہ ساتوں اشعار شائع بھی کرادیے تھے۔

۱۔ خواجہ حال نے لکھا ہے کہ مرزا اکثر مواقع پر بادشاہ کے خوش کرنے کو اس قسم کے اشعار دربار میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز سلطان نظام الدین قدس سرہ اور امیر خسرو کی خصوصیت کا ذکر دربار میں ہو رہا تھا۔ مرزا نے اسی وقت یہ شعر افشا کر کے پڑھا۔ (بیادگار: ۷۷)۔

۲۔ یہ شعر لطافتِ غیبی: ۲۳ میں درج ہوا ہے جو اعلیٰ تحقیق کے نزدیک خود میرزا صاحب نے لکھ کر مہیاں داد خان سیاح کے نام سے چھپوائی تھی۔

۳۔ یہ مصرع مرزا صاحب کے خط ہمایہ قدر بلگرامی کے آخر میں پایا جاتا ہے (خطوط: ۱: ۱۹۳) نیز مرزا حاتم علی مہر کی مشہور شاعری مہرہ کی تقریظ میں (ال)



خدا سے میں بھی چاہوں از روِ مہر فروغِ میرزا حاتم علی مہر<sup>۱</sup>



نیازِ عشق، نخرِ من سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو، ہر جاوے تارِ برق، مشتِ عار و غش، بہتر<sup>۲</sup>

(فہ) میرزا صاحب نے لکھا ہے، "لو صاحب، تقریب کو تمام کرنا ہوں اور اس مصرع پر ختم کلام کرنا ہوں: خوشنودی احباب الخ،

۱۔ مہر نے اپنی مثنوی "شاعر مہر" کا کچھ حصہ میرزا صاحب کو بھیجا تھا۔ اُسے پڑھ کر میرزا صاحب نے انہیں لکھا: "مثنوی کے اشعار جو میں نے دیکھے، کیا کہوں، کیا حل اُٹھایا۔ اگر اسی انداز پر انعام پانے کی، تو یہ مثنوی کارنامہ اردو کہلانے کی، (خطوط، ۱: ۲۱۴)۔ اس کے بعد پوری مثنوی مہر نے بھیجی، تو لکھا: "مثنوی پہنچی۔ جھوٹ بولنا میرا شعار نہیں۔ کیا خوب بول چال ہے! انداز اچھا۔ بیان اچھا۔ روز مرہ صاف۔ اس مثنوی نے اگلی مثنویوں کو تقویر پارینہ کر دیا۔ (ایضاً، ۱: ۲۹۷)۔ اس مثنوی کا آئہواں شعر تھا:

ہمیشہ خوش رہوں، چاہیں یہ مہ چہر فروغِ میرزا حاتم علی مہر  
میرزا صاحب نے پہلے مصرع کو بدل دیا۔ یہ مثنوی مطبعِ حیدری آکر ۵ میں ۵ دسمبر ۱۸۶۰ع (۲۱ جمادی الاول ۱۲۷۷ھ) کو چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اس ایڈیشن کا ایک نسخہ رلم پور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔



سینہ عمر کے ستر، عمرے شمار، برس بہت جیوں، تو جیوں اور تین چار برس<sup>۱</sup>

ط



باد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ غلط، کی تصور نے بصر اے ہوس واہ، غلط<sup>۱</sup>

۱۔ صغیر ہلکرائی کے پورے، سید وصی احمد ہلکرائی کا ایک مضمون بعنوان 'سش'، ماحنامہ قدیم گیا کے بہار نمبر ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مضمون نگار نے اس میں صغیر ہلکرائی کے نام میرزا صاحب کا ایک خط درج کیا ہے۔ میرزا صاحب لکھتے ہیں: 'آج میں نے لیے لیے حساب کیا کہ یہ سترواں برس ہے جاتا ہے۔' حاضری، سینہ عمر کے الخ، مضمون نگار کا بیان ہے کہ 'حضرت غالب کے شعر کا جواب صغیر ہلکرائی نے یہ دیا:'

سنا: صغیر؟ یہ کہتے ہیں حضرت غالب: بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس، مگر یہ پہلے سے اعدادِ غین کی ہے دعا: خدا کرے، مرا غالب جیسے ہزار برس، ۱۰۰۰

اس مضمون کی اشاعت ثانی کے لیے ملاحظہ ہو: ماحنامہ قومی زبان، کراچی، اکتوبر ۱۹۶۸ء۔

۲۔ ملاحظہ ہو: عمدہ، ۱۱۷۔

دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں بار ایک

وضع میں گو ہرنِ دوسرا، تسبیح ہے ذوالفقار ایک  
م حسن اور مرزا باب، حضرت قاسم و طہا

ایک طہا کا جانتین، درد کا یادگار ایک

نقدِ حسن کے واسطے، ایک عیارِ آگہی

شعر کے فن کے واسطے، مایہ اخبار ایک

ایک وفا و مہر میں، نازگرمِ بساطِ دہر

لطف و حکم کے باب میں، زینتِ روزگار ایک

گلکدہ تلاشِ صحر، ایک ہے رنگ، ایک بُو

رہنے کے مٹائی صحر، مہود ہے ایک، نثار ایک

۵ ب، مغزات: ۱۰۵ رجحہ

۱۔ یہ غزل میرزا صاحب کے قیامِ کلکتہ کے زمانے کی ہے اور مغزات غالب میں  
شائع ہو چکی ہے۔ طہا کا نام مرزا احمد یگ خاں دہلوی ہے اور انہوں نے  
مارچ ۱۸۳۲ء (شوال ۱۲۴۷ء) میں انتقال کیا ہے (علی گڑھ میگزین، غالب نمبر،  
مآثر غالب ۵۴-۵۶)۔

قاسم کا پورا نام، بہادر شاہ کے روزِ ناجیے (شائع کردہ خواجه حسن نظامی) کے  
اس اندراج سے معلوم ہوتا ہے: ۱۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۴۵ء کو مصلح  
الدولہ سید ابو القاسم خاں مرحوم وفاتِ شکارِ سلطانی نے برصغیرِ وبا (ہفت) ایک  
دن میں انتقال کیا۔

بلکے کمال میں، ایک امیر نامور

عرصہ قبل و قال میں، خسرو نامدار ایک

گلشنِ اتفاق میں، ایک چار بے خزان

مبکدہِ وفاق میں، بادے بے شمار ایک

ذخہٴ نسو، شمعِ کو، ایک چراغِ اجمن

کھنڈِ نوقہٴ شمعِ کو، شمعِ سرِ مزار ایک

دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر خدا

ایک محبوبِ چار بار، عاشقِ ہشت و چار ایک

جانِ وفا پرستِ کو، ایک خیمہٴ توجہار

فسقِ سیرہستِ کو، ابرِ تگرگِ بار ایک

لابا ہے، کہکے یہ غولِ شائبہٴ رہا سے دُور

کر کے دل و زبانِ کو، غالبِ خاکسار، ایک



دلِ عہدی میں شامی ہو مبارک! ضایاتِ الہی ہو مبارک!

- 
- ۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے علانیً کو ۲۰ مئی ۱۸۶۳ء سے پہلے ایک خط میں بطور سرنامہ لکھ کر بوجھا تھا، اور اس کے بعد لکھا تھا: اس اسرِ فرخ و ہمایوں کی شہرت میں کوشش ہے حوصلگی ہے۔ اور اس کے اخفا میں بالذہ خفقان۔ تم اپنی زبان پر نہ لاؤ۔ اگر اور کہے، مانع نہ آؤ۔ نہ اشتہار، نہ استعار۔ (خطوط - ۳۱۹۰۱)

ل

﴿ ۲۰ ﴾

پرو و مرشد، سناٹ کیجیے گا میں نے جتنا کا کچھ نہ لکھا حال

م

﴿ ۲۱ ﴾

خدا کے بد نبی، اور نبی کے بد امام ہیں مے مذہب حق، والسلام و الاکرام

۱- میرزا صاحب نے جماعت ۲۹ ذیحجہ ۱۲۷۶ھ (۱۹ جولائی ۱۸۶۰ع) کو جو خط فراب النور الدولہ بہادر شفق کو لکھا ہے، اس کے متن مطبوعہ عودِ ہندی: ۵۵ میں یہ شعر سر آغاز نامہ ہے۔ مگر اردو سے معنی: ۲۱۱ میں 'پرو مرشد، سناٹ کیجیے گا میں نے جتنا کا حال کچھ نہ لکھا' ہے۔ اس کے بد میرزا صاحب فرماتے ہیں: یہاں کہی کسی نے اس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہیں کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جائے۔ پرسش کے بد بھی کوئی نئی بات نہیں سنی۔ سنیے تو سہی، موسم کیا ہے۔ گرمی، جاڑا، برسات، تین فصلیں اکٹھی۔ نگرگن باری علاوہ۔ اگر ایک بحر رواں کی حقیقت متغیر ہو جائے، تو عسکر استعجاب کیوں ہو؟ اور یہ بات کہ دل میں تغیر نہ ہو، اور پرور میں ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ یاں جتنا باغداد ہر می ہے۔ اور وہاں کہیں، کہیں، اور کہیں کوئی اور ندی، کہیں گنگا بام مل گئی ہیں۔ جمع البحار ہے۔

۲- میرزا صاحب نے بحروح کو مئی ۱۸۶۱ع میں ایک خط لکھا تھا۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں: قہہ پڑ کر کیا کرے گا؟ طب و نجوم و عیشت و منق و فلسفہ پڑھ جو (۱۸)

ن

﴿ ۲۲ ﴾

بھری شعلہ عذراؤں میں جو آجانا ہوں      شمع سال میں تو داساں صبا جانا ہوں  
ہوے سے، جادہ رہ، رشتہ گوہر مر گام      جس گزرگاہ سے، میں آہ پا جانا ہوں  
سرگراں مجھ سے سبکدوش کے، نہ ہونے سے دھرم      کہ یہ یک جنبش لب، مثل صدا، جانا ہوں

﴿ ۲۳ ﴾

اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نکھوں؟      ہے جبا مانعِ اظہار، کہوں یا نکھوں؟  
نہیں کرنے کا، میں، فقرِ ادب سے باہر      میں نہیں ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نکھوں؟  
شکر سمجھو اسے، یا کون شکایت سمجھو      اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نکھوں؟  
اپنے دل میں ہے، میں، احوالِ گرفتاریِ دل      جب پاؤں کوئی غمخوار، کہوں یا نکھوں؟  
دل کے مائیکوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا      موں اک آفت میں گردار، کہوں یا نکھوں؟  
میں تو دیوانہ ہوں، اور ایک جہاں ہے غمناز      گوش میں در پیرِ دیوار، کہوں یا نکھوں؟  
آپ سے وہ مرا احوالِ پیر جھپٹے، تو، آمد      حسرتِ حال اپنے پھر اشعار، کہوں یا نکھوں؟

۱۔ افس۔ رسالہ صبا پتہ لاہور ۱۹۳۶ء: ۱۲۲ د علی گوہر بیگم۔ غالب شعر: ۱۰-۲۰۔ مثل شمع سال۔ ۲۔ افس۔ صبا د علی گوہر بیگم۔ مرثیہ۔ ۳۔ صبا د علی گوہر بیگم۔ میں میں ۶۔ افس۔ گفت: ۲۱۳۔ شکر نور سمجھو یا افس۔ کون روایت سمجھو (سیر کاتب)۔ جن پہلو: ۵۰۔ شکر سمجھو۔ ۷۔ افس۔ گفت۔ عزیزی دل۔ جن۔ ۸۔ صبا میں صبا پتہ لاہور د عزیزی دل۔ ۹۔ افس۔ جن۔ جاتی آہا۔ ۱۰۔ افس۔ جن۔ آپ سے وہ میرا ہوا ہوا احوال (سیر کاتب)۔

(بقیہ) آؤں بتا چاہے۔ خدا کے بند نہی آؤ۔ (خطوط ۲۷۱:۱)۔

۱۔ یہ اشعار محمد: ۱۱۷ سے ماخوذ ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب کی بہ نزل دیوانِ نواب اللہ بخش خان سرور دہلوی منوی (بقیہ)

اس قدر ضبط کہاں ہے کہیں آہیں نہ سکوں سن اتا تو نہ کیجے کہ اُنہا بھی نہ سکوں

۱۔ افسہ، راضی رہتی، میں نہ سکوں۔ تمام جگہ (سورج)۔

(۱۲۱۳) ۱۸۲۲ع کے ایک غزل (۱۶۱) میں مٹی ہے۔ نیز چمنِ بینظیر: ۲۰۰ مرتبہ  
۱۲۶۴ (۱۸۴۸ع) میں بھی شامل ہے۔ میں نے دیوانِ معروفِ خطوطِ رام پور  
رضا لاہوری سے نقل کر کے رسالۃ نیرنگِ دلی بابت جنوری ۱۹۳۴ع میں  
شایع کرائی تھی۔ چونکہ یہ معروف کے دیوان میں موجود ہے، اس لیے لازماً  
۱۸۲۶ع سے پہلے کی کہیں ہوئی ہے۔

۱۔ اس غزل کے سلسلے میں مولانا حامد حسن قادری مرحوم نے جت دلچسپ اطلاع ہم  
پہنچائی ہے۔ اپنے مکتوبِ بنامِ حیرت خلی مرحوم میں رقم طراز ہیں: میرے پاس  
بزرگوں کے وقت کا دیوانِ غالب ہے، مطبوعہ ۱۸۶۳ع جو مطبعِ مفیدِ خلائی آگرہ  
میں منشی شیونان کے اہتمام سے چھپا تھا۔ اس میں میرے والدِ مرحوم کے غزل  
سے (نیرنگ میں لکھا ہے کہ ان اشعار کے کاتب و ناقل دونوں صادق علی صاحب  
ہیں۔ عرش) دو شعر بہ لکھے ہوئے ہیں، جو کسی مطبوعہ دیوان میں نہیں ملے:  
لگ گئی آگ آگ، تم نہ آؤ گے، نوالخ۔ غزل کے تین مطبوعہ شعر مر دیوان میں  
موجود ہیں۔ میں نے غالباً ۱۹۳۰ع (صحیح خاص نمبر جنوری ۱۹۲۸ع ہے۔ عرش)  
میں عزت اللہ علی رام پوری مرحوم کے رسالۃ نیرنگ میں ان اشعار کے متعلق ایک  
مختصر مضمون چھپوایا تھا۔ اُس میں لکھا تھا:

ان اشعار کے ناقل مولوی صادق علی تاباں ساکی گڑھ، مکتبہ صلیع میرٹھ انسپکٹر  
محکمۂ نکل ہیں۔ مولوی صاحب غالب کے زمانے کے بزرگ تھے۔ غالب سے چند



لگ گئی آگ اگر گھر کر، تو اندیشہ کیا شعلہ دل تو نہیں ہے کہ بجھا بھی نہ سکوں

۱۔ افسہ سہ کہتاں، ۱۹۱۱ء لکے جانے اگر۔

بار ملے تھے۔ خود اچھے شاعر اور عمدہ سخن سنج تھے۔ گورنمنٹ سے سالانہ سال پنشن لیے کر ۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔ میری تحقیق کے مطابق اس بات کا قوی قریب ہے کہ مولوی صاحب نے خود غالب سے یا اُسی زمانے کے کسی شخص سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔ ممکن ہے کہ غالب نے دیوان کی طبعاً آخری کے بعد یہ شعر کہے ہوں۔ دونوں شعر بالکل اُسی رنگ کے ہیں جیسے پہلے تین شعر ہیں، اور ایسے نہیں ہیں کہ پانچویں شعر ایک ساتھ کہنے کے بعد غالب کاٹ دینے اور پہلے تین شعر باقی رکھنے۔ اب نقادان غالب فیصلہ کریں اور اس احوال سے لطف اندوز ہوں۔

اس کے ایک عرصے کے بعد میں نے بھی مضمون دوسری طرح لکھ کر رسالہ سب رس، حیدر آباد دکن، اپریل مارچ سنہ ۱۹۴۲ء میں چھپوایا تھا۔ سب رس والا مضمون مولوی عبد الماجد صاحب دربابادی کی نظر سے گذرا، تو انہوں نے مجھے لکھا: "ان میں سے ایک شعر کو تو تیس سال قبل سنا ہوا، میرے حافظے میں ان الفاظ میں ہے:

تم نہ آؤ گے، تو سر دھنے کی سو راہیں ہیں موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں  
ایک یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ اُس وقت یہ شعر میں نے غالب کی جانب منسوب سنا تھا۔ بد غالب دھڑی سے تو آپ واقف ہوں گے۔ مدم لکھنؤ کے ابراہیم، حال کے شاگرد اور اس طرح غالب کے شاگرد در شاگرد۔ آپ کی اطلاع اور تحقیق مزید کے لیے لکھ رہا ہوں۔

تم نہ آؤ گے تو مرنے کی ہیں سو تدبیریں موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں

الف۔ غزلیہ سر دھنے کی سو رائیں ہیں۔

اس کے بعد مجھے مزید تحقیق کا موقع نہیں ملا کہ سید غالب کے کلام میں تلاش کرتا، یا اُن کے دوستوں سے پوچھتا۔ اب یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرا شعر بھی غالب ہی کا ہو۔ عبد الماجد صاحب نے ایک سنا، ایک نہ سنا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شعر میں غالب و غالب کو توارف ہو گیا ہو، اس لیے کہ قافیہ سوچنے وقت جب بلا بھی نہ سکوں، ذہن میں آئے گا، تو ایسی دو ہی چیزیں ہیں موت اور دوست، اس لیے یہ مصرع تو بارگاہ ہے: ”موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں، اب پہلے مصرع میں وہی بات کہنے کی تھی جو دونوں نے کہی۔ لیکن اپنے اپنے الفاظ میں کہی۔ میرے خیال میں غالب کی یہ زبان نہیں ہے، مہر دھنے کی سو رائیں ہیں۔“

پھر حال اب آپ جائیں اور عرشِ صاحب جائیں۔ میرا سلام کیسے گا۔ مولانا حامد حسن قادری کے اس بیان کے علاوہ ایک اور شہادت بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس سے جہاں اس خیال کو تقویت پہنچی ہے کہ ذہن بحث اشعار غالب ہی کے ہیں وہاں مطلع اور شعر دھن کے بلوائے، الخ مزید دریافت ہو رہے ہیں۔

کلیاتِ اقبال کے مرتب عبدالرزاق راشد حیدر آبادی مرحوم نے رسالہ ”غنفہ“ حیدر آباد کی جلد ۶ شمارہ ۸، ۹ بابت شعبان، رمضان ۱۳۴۴ھ میں ایک نوٹ کے ساتھ یہ مکمل غزل شائع فرمائی تھی۔ انہوں نے اس کے متعلق جو معلومات، کلام غالب وغیرہ مطبوعہ کے ذہن عنوان درج کی تھیں، انہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”مہرزا غالب کا یہ کلام جسے ہم ذیل میں نمبر کا درج کرنے میں ہیں اُن کے ایک شاعر

ہنس کے ہوائیے مٹ جائے گا سب دل کا گلہ کیا تصور ہے نہارا کہ مٹا بھی نہ سکوں

قاضی عیادت حسین مرحوم کی ریاض سے دستیاب ہوا ہے۔ مولانا حسرت موہانی اپنے مرتبہ دیوان میں غالب کے شاکردوں کا ذکر کرتے ہیں، لیکن قاضی مرحوم کا نام نہیں لیتے۔ شعرا کے تذکروں میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں اُن کے حالات کا یہ نہیں چلتا۔ مگر اپنی معلومات کی بنیاد پر چند باتیں یہاں بیان کرتے ہیں۔

خلدیان بنی محمد کے ایک بزرگ علی قلی الدین کے بیٹے قاضی عیادت حسین مرحوم بدایوں کے رہنے والے تھے۔ رشتہ کی نظر سے تھے، اچھے خاصے شعر کہتے تھے۔ ملازمت کے تعلق سے ہندوستان کے مختلف شہروں میں قیام کیا۔ کچھ عرصے تک ریاست ٹونک میں ملازم رہے۔ اس مقام پر مرزا غالب سے تعلق اختیار کیا۔ (مرزا صاحب کا سفر ٹونک محلہ نظر ہے۔ عرش)۔ جبکہ والد ٹونک کی خواہش پر اُن سے ایک دو دفعہ ملے گئے تھے۔ ۱۸۸۳ء میں عبید آباد آئے اور ۱۹۰۸ء تک یہیں مقیم رہ کر رود موسیٰ کی مشہور طبیبی کے زمانے میں وطن مالوف چلے گئے، مگر وہاں اُن کا جی نہ لگا۔ ۱۹۱۲ء میں پھر عازم دکن ہوئے۔ دکن پہنچ کر جام باغ کے محلے میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۱۸ء میں فضا اُن کو ہندوستان کھینچ لے گئی۔ وہیں پیونہ خاک ہوئے اور ایک اچھے وقتوں کی صورت مٹ گئی۔

اس امر کی نسبت کہ ذیل کے شعر غالب کے ہیں، مگر نے علاوہ سید علی حیدر نظم طباطبائی نواب حیدر نواز جنگ سے (جن کی غالب شناسی جت مشہور ہے اور جن کے دیوان غالب کی شرح لکھنے کے بعد غالب پر سے مہمل گوئی کا الزام اُنہا) تحفین چلی، اور دیگر صاحبانِ ذوق سے بھی استفسار کیا۔ یہ سب اصحاب علامہ طباطبائی کے

اس جواب سے اتفاق کرتے ہیں کہ: "ریاض رشتہ کی میں سے بن شعر (صحیح چار۔ عرش) (اور)

جس دن سے کہ م غزوہ زنجیر پسا ہیں      گیزوں میں چور بجھے کے انکوں سے روا ہیں

۱۔ اللہ آب حیات: ۵۲۷، م غزوہ جس دن سے گرفتار بلا ہیں۔ ارشاد غالب، جس دن سے کہ م ست گرفتار بلا ہیں۔  
بد کلام، عاصی، جلد۔

(نہ) جو مرزا غالب کے نام سے لکھے ہوئے ہیں یہ بھٹے ہیں بلا شبہ غالب کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ خود ہماری نظر جہاں تک کام دیتی ہے، م اس کو غالب ہی کا کلام سمجھتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو اس میں شک و شبہ ہو، تو امید ہے کہ وہ معقول رجحان و دلائل کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔

رشی کی یاض میں یہ غیر مطبوعہ کلام جس طرح لکھا ہوا ہے م اس کو بھٹ جہاں نقل کرتے ہیں۔

اس نوٹ کے بعد یہ ایک سطر بھی رسالۂ تحفہ میں غزل سے پہلے درج ہے جو یاض مذکورہ ہی سے نقل ہوئی ہے کذا: یہ غزل مرزا صاحب پوری دیوان میں طبع نہیں ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یاض میں اندراج کرنے والے کو اس بات کا علم تھا کہ اس غزل کے بہن شعر پہلے سے دیوان غالب میں موجود ہیں اور یہ کہ ابھی تک یہ مکمل شکل میں کہیں شائع نہیں ہوئی ہے۔

ان سارے بات کے پیش نظر یہ بات قابلِ تہقّق ہو جاتی ہے کہ نو دریافت شعر بھی غالب ہی کے ہیں اور اُن کا اقتباس غالب یا کسی دوسرے شخص کی طرف صحیح ہے یا غلط۔ نیز دیکھیے سچی کہانیاں: ۲۰۹ حاشیہ و ضمیمہ نسخۂ عرشی مرتبہ اکبر علی خان، نقوش لاہور نومبر ۱۹۶۶ء، و سہ ماہی شیرازہ سری نگر جولائی ۱۹۶۵ء۔

۱۔ یہ شعر کلام گشتیام لال عاصی: ۲۶۴، مطبوعہ سنہ ۱۹۳۹ء اور آب حیات: ۵۲۷ میں ملتا ہے۔

عاصی اس کی شانِ نظم میں لکھتا ہے کہ مرزا نوشہ شاعر ہے بدلتہ دہلی، رد مشرب المختص (۸۱)

تم سلامت رہو قیامت نکلا دولت و عزّو جاہ، روز لغزوں

دوم و دام اپنے پاس کہاں جیل کے گھوٹیلے میں ماس کہاں

اب۔ خط نام صبر یلگامی: حوالہ شعر ۲۶:۱۰ صحت و لطف طبع۔

(غرض) بہ آئند و غالب سے فیض الحسن خاں کو نوالہ دھل کو باقی عداوت پیدا ہو گئی اور اُس نے بطور قسارتازی اُن کو قید کر دیا۔۔۔ جہت سے رہیں اور شرفاً اس حرکت سے ناراض ہوئے اور عدالت میں برامت کے سامنے ہوئے۔ مگر قید ہوئی گئی۔ ایک روز مسٹر واس صاحب۔ سول سرجن دھل، قیدیانِ جیل خانہ کو ملاحظہ کرنے گئے حضرت کے پاس تک پہنچ گئے اور حال دریافت کیا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ فرمایا۔

آزاد کہتے ہیں کہ میرزا صاحب کو ایک آفتِ ناگہانی کے سبب سے چند روز جیل خانے میں اس طرح رہنا پڑا کہ جیسے حضرت یوسف کو زندانِ مصر میں۔ کڑے لباس ہو گئے، جوتیں بڑ گئی تھیں۔ ایک دن بیٹھے اُن میں سے جو تیں بن رہے تھے۔ ایک رہبر۔ وہیں عبادت کو پہنچے۔ پوچھا: کیا حال ہے؟ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

۱۔ اس شعر کا پہلا مصرع میرزا صاحب نے نواب یوسف علی خاں جادر ناظم کے نام کے خط مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۵۷ع میں اور پورا شعر انہیں کے نام کے خط مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۶۳ع میں لکھا ہے۔ (مکتبہ غالب ۶ و ۲۶، طبع چہارم)۔

۲۔ اس شعر کی شانِ نظم آزاد نے یہ لکھی ہے کہ حسین علی خاں چھوٹا لڑکا ایک دن کھیلنا کھیلتا آیا کہ دادا جان مٹھائی، منگادو۔ آپ نے فرمایا کہ پیسے نہیں۔ وہ

﴿ ۲۸ ﴾

میں قاتلِ خدا و نبی و امام ہوں بندہ خدا کا، اور علی کا غلام ہوں<sup>۱</sup>

﴿ ۲۹ ﴾

درد پر امیرِ کلبِ علی خان کے ہوں مقیم نہ شایبہ گسٹائی ہر دو نہیں ہوں میں<sup>۲</sup>  
بولہا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں، اسد خیرات غولرِ عرض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں۔

﴿ ۳۰ ﴾

نہیں کہ بھول کے بھی آرمسبدہ ہوں میں، دشتِ غم میں، آہوے صبیادِ دیدہ ہوں<sup>۳</sup>

۱۔ احمد، لڑخان غالب ۲۰۶، ص ۲۰۰ (طبع اول)، سبکیاں ہیں۔

(بقہ) صندوقچہ کھول کر ادھر ادھر پیسے ٹھوٹے لگا۔ آپ نے فرمایا، (آپِ حیات: ۵۲۷)۔  
۱۔ صفیر بلکراں کے نام ایک خط میں جو چار شنبہ ۷ ذیحجہ ۱۲۸۱ھ (۳ مئی ۱۸۶۵ع) کو لکھا ہے، مرزا صاحب فرماتے ہیں: اس نسبتِ عام سے کہ م اور آپ موسیٰ ہیں سلام، اور اس نسبتِ خاص سے کہ آپ میرے دوستِ روحانی کے فرزند ہیں دعا، اور اس نسبتِ انحصار سے کہ آپ میرے خداداد کی اولاد میں سے ہیں ہندگی۔ میں قاتلِ الخ۔ - جلد۲۵۲۲ -

- ۲۔ میرزا صاحب نے اس زمین میں اپنی غزل، (نوائے سروش: ۱۲۳۷) کا مقطع حذف کر کے اور آخر میں یہ نو شعر پڑھا کر، نو ابکلبِ علی خان چادر والی راسپور کی خدمت میں ۹ جون ۱۸۶۶ع کو بھیجی تھی اور لکھا تھا: جب بادشاہِ دہلی نے مجھ کو نوکر رکھا اور خطاب دیا اور خدمتِ تاریخ نگاریِ سلاطینِ تیموریہ مجھ کو تفویض کی، تو میں نے ایک غزل طرزِ نازہ پر لکھی۔ مقطع اُس کا یہ غالب، وظیفہ غولر ہو الخ۔ اب فیض کی صورت بدل کر حضور کی نذر کرتا ہوں۔ خدا کرے کہ حضرت کے پسند آئے۔ مکاتیبِ غالب: ۵۲، ۵۳ (طبع چہارم)۔
- ۳۔ یہ غزل میرزا صاحب نے اپنے مکتوبِ ہائے علاقہ مورخہ ۲ مارچ ۱۸۶۷ع کے (۱۱)

ہوں درد مند، جب ہر ہوا یا اختیار ہو  
جاں لب پہ آئی، تو بھی نہ شیریں ہوا دہن  
نے سُبْح سے غلاخہ، نہ ساگر سے واسطہ  
ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے بھر کو لام  
جو چاہیے نہیں وہ، مری قدر و منزلت  
ہر گز کسی کے دل میں نہیں ہے، مری جگہ  
اعلیٰ و رُوح کے حلقے میں، ہر چند، ہوں ذلیل

کہ نالہ کشیدہ، گہ اشک چکیدہ ہوں  
از بسکہ تلخی غم ہجران چشیدہ ہوں  
میں مَعْرُضِ مثال میں، دستِ بُریدہ ہوں  
نے دانہ فائدہ ہوں، نے دامن چیدہ ہوں  
نہیں یوسفِ بقیعِ اول (۶) خربڑہ ہوں  
ہوں میں کلامِ نثر، ولیے ناشیدہ ہوں  
پر عاصیوں کے زمرے میں، میں برگڑہ ہوں

۱۔ الف، تفریق، مکتوب، لمر ۱۹۵۱ء۔ ساگر سے رابطہ۔ ۲۔ بہ، یاسن و غرض، ۳۔ ۴۔ (دونوں جگہ)۔ ۵۔ الف۔  
۶۔ ایشان غالب، صبر، جو چھاپے نہیں (سینو کاب)۔ ۷۔ الف، غرض، حلقہ۔ ۸۔ بہ، یاسن، خاطر، ورقہ میں۔ تفریق، نویسی۔  
صبر، زمرہ۔

(بہ) ساتھ چھی نہیں۔ خط میں فرمایا ہے "اسے میری جان، کس وقت میں مجھ سے غزل  
مانگی ہے کہ میرے واسطے نکیرین کے جواب دینے کا زمانہ قرب آگیا۔ میرا حال  
اب جس کو دریافت کرتا ہو وہ اعلیٰ علیہ سے دریافت کر لے۔ تمہاری خاطر عزیز  
ہے۔ فکر کر۔ بارے قصہ ناظر نے بُری لہل طرح مدد دی۔ تو شعر پہنچنے  
میں، لیکن نہ شاعرانہ، نہ عارفانہ۔"

جاں بہ غزل یاسنِ غلاخ، نسخہ جدید ورق ۳۸ الف سے لی گئی ہے۔ نسخہ قدیم میں  
ورق ۳۹ الف پر درج ہے۔ یہ سب سے پہلے الہلال کلکتہ ج ۵ شمارہ ۱ باب  
۱۹۱۱ع میں چھپی تھی۔ پھر ماہانہ ادیبِ اردو لکھنؤ جون ۱۹۲۱ع میں نواب اکھن  
صاحب نے اس نمبر کے ساتھ چھپوائی تھی: یہ غزل غالب نے اپنے قلم سے  
لکھ کر علی الدین علی صاحب مؤلفہ سروسن سن کو دی تھی۔ اصل۔ جناب نواب  
سید الدین علی طالب رئیس دہلی کے پاس موجود ہے۔ ادیبِ اردو میں غزل سے  
پہلے یہ شعر بھی ہے مسجد کے زیر سایہ الخ۔ مصراع دہلوی مرحوم نے  
نمودی عبادت، فرد اور غزل، یہاں سے نقل کر کے نوکاتِ غالب کے عنوان سے  
عماری زبان ۸ اگست ۱۹۹۱ع میں چھپوائی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: اردو جولائی ۱۹۲۹ع (باز)

ہاں سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح، آمد ڈرنا ہوں آتے سے کہ مردم گزیدہ ہوں<sup>۱</sup>



میں بھولا نہیں تمہ کو، اے میری جاں کروں کیا؟ کہ ہاں کر رہے ہیں مکاں<sup>۲</sup>



جو معشوق زلفِ دوتا باندھتے ہیں مرے مرے کال بلا باندھتے ہیں<sup>۳</sup>

۱۔ بہ ظفر، لڑکانہ، مر، آں ہے۔

(۱) غالب از مولانا مہر (طبع اول) ۳۰۵ و نقوش لاہور، مکاتیب نمبر، جلد ۱: ۱۰۶۔

۱۔ یہ مضمون صاحب کے اس شعر سے لیا گیا ہے: (دیوان ۱۹ الف)

چون سگ گزیدہ کہ نیارد در آبِ دبد آبِ بیکسود من آدم گزیدہ را

۲۔ میرزا صاحب نے اس شعر کو بھروج کے نام کے خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۸۶۲ء

میں لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے: دوست کا حال نہ پرچھو۔ خدا کا

فہر ہے۔ فاسم جان کی گلی، سعادت خان کی نہر ہے۔ میں جس مکان میں رہتا ہوں،

حالم یک خان کے کشرے کی طرف کا دروازہ گر گیا۔ مسجد کی طرف کے

دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا، وہ گر گیا۔ سیڑھیاں گرا چکی ہیں۔

صبح کے بیٹھنے کا حجرہ جھک رہا ہے۔ چھین چھیاں ہو گئی ہیں۔ مینہ گھڑی

پھر برسے، تو بہت گھنٹا ہر برسے۔ فرش پر کہیں لگن رکھا ہوا، کہیں چلمچس

دعری ہوئی۔ خط لکھوں کہاں پلٹ کر؟۔ اردو سے سبیل ۱۷۹ و خطوط ۲۷۹:۱

۳۔ یہ شعر بھی میراج دہلپوری مرحوم نے بالغ مہر سے نقل کر کے عاری زبان میں

شائع کرایا تھا۔



نسخہ سوزشِ دل، در خورِ عتابِ نہیں  
سرِ سودا زدہ، آتشکدہ تابِ نہیں  
مست و حوصہ شورشِ شبنم معلوم  
گلزمِ اشک، غمِ دیدہِ خوبِ نہیں  
( )  
پرستِ عشق سے ہے اُن کو فراغت، مقصود  
شبِ تاریک، خیالِ دلوِ مہتابِ نہیں  
مدبہٴ بارہٴ دل، سازشِ جلیبِ نہیں

۲۔ ماہِ نور، حروف (سہر کاتب)۔

۱۔ اس غزل کا پہلا اور چوتھا شعر سب سے پہلے رسالۃ الناظر لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۲۹ء میں اس تنہید کے ساتھ شائع ہوا تھا: مولوی عبد الرزاق صاحب ایڈیٹر رسالۃ نفع، حیدر آباد دکن، موافق کلیاتِ اقبال نے عرصہ ہوا از راو کرم الناظر میں شائع ہونے کے لیے اشعارِ بالا ارسال فرمائے تھے، اور اُن کے متعلق ایسے گرامر نامے میں تحریر فرمایا تھا کہ: یہ شعر بھربال کے مطبوعہ نسخے میں نہیں ہیں، اور نہ کہیں چھپے ہیں۔ میرے کتب خانے میں دیوانِ غالب کے مختلف نسخے ہیں۔ ایک نسخہ نولکشنور کا مطبوعہ ہے۔ اُس کے حاشیے پر اشعارِ بالا اس تقریب کے ساتھ کسی صاحب نے لکھے ہیں کہ مرزا غالب کے قلمی دیوان سے یہ غزل نقل کی گئی۔ دو شعروں کے علاوہ غزل کے اور شعروں بھی ہیں۔ لیکن پیدر جلد ساز نے حاشیہ کاٹ دیا ہے، جس کے سبب سے بعض مصرع بالکل کٹ گئے ہیں اور بعض پڑھے نہیں جاتے۔ کہیں اور پتا چلے، تو بقیہ اشعار بھی ارسال کروں گا۔

بعد ازاں یہ شعر ماہِ نور فروری ۱۹۵۳ء میں مع چند اضافوں کے اس تنہید کے ساتھ چھپے: پہلے صفحے پر غالب کی جو مینہ غزل درج ہے، میں جناب ناظرِ عالم نے حیدر آباد دکن سے ارسال کی ہے۔ موصوف نے اس سلسلے میں ایک خط بھی لکھا ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کسی حد تک مستند ہے۔ (بانی)

( ) شمع بہ، زب دو مجلسِ احباب نہیں  
 ہفت و شوقِ طلبِ کاری مقصود کہاں؟  
 ( ) نامر تمکین، حریفِ سرِ مضرب نہیں  
 نقشِ گل، رونقِ بے شکرِ طُلاب نہیں  
 ( ) لہم می اک چیز ہے دیا میں، جو کباب نہیں

(۱۶) خط میں ناظرِ عالم صاحب نے اس غزل کی دریافت اور ضائع شدہ حصوں کے بارے میں عبد الرزاق راشد صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ موصوف نے کہا کہ میں داد خان سیاح شاگرد میرزا غالب کے ایک رشتہ دار نظریاب خان نامی رہا۔ حیدر آباد کے سینہ تعمیرات میں ملازم تھے۔ آج سے ۴۰، ۴۰ سال پہلے رسالۂ ادب نکالتے تھے۔ خان موصوف کے کتب خانے میں ایک جگہ کتاب ملی، جس کے اندر دیوانِ غالب اور دیوانِ فوقی کے علاوہ ماسخ، آتش، آباد کا کلام تھا۔ دیوانِ غالب کے ایک حاشیے پر غزلِ غیر مطبوعہ غالبِ دہلوی، عنوان سے ۹ شعر لکھے تھے۔ مگر کسی بدرد جلد ساز نے جلد بنانے وقت حاشیے کا ایک حصہ اس بری طرح کتر دیا تھا کہ چار مصرع کٹ گئے۔ جو اشعار اور مصرع باقی تھے اُن کی نقل کر لی گئی۔ اس تحقیق کے لیے کہ یہ کلام میرزا غالب ہی کا ہے، نظریاب خان ایڈیٹر ادب سے رجوع کیا گیا۔ خان صاحب موصوف نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ غالب کے سوا ایسے شعر اور کون تصنیف کر سکتا ہے.....۔

تحقیق کا دوسرا ذریعہ یہ تھا کہ حضرت اسنادی علامہ نظم طباطبائی شارحِ غالب سے رجوع کیا جائے۔ موصوف نے غزل دیکھ کر فرمایا کہ یہ یقینی مرزا غالب کا کلام مطوم ہوتا ہے۔

﴿ ۲۱ ﴾

دیکھتا ہوں اُسے، نہر جس کی تنہا ہم کو . آج یدلری میں ہے خوابِ زلیخا ہم کو<sup>۱</sup>

﴿ ۲۵ ﴾

شعبہ صافیہ پار، جو زہراب دانہ ہو وہ خطرِ سبز ہے کہ بر خسارِ سادہ ہو<sup>۲</sup>

﴿ ۲۶ ﴾

بیچارہ گنتی دور سے آیا ہے، شیخ جی کہے ہیں: کیوں دبائیں نام پر ہم کے پانو؟<sup>۳</sup>

﴿ ۲۷ ﴾

آئی اگر بلا، تو جگہ سے غلے نہیں ایرامی دے کے مے پیا ہا ہے رکت کو<sup>۴</sup>

﴿ ۲۸ ﴾

۱۔ نتیجہ اپنی آہوں کا ہے شکلِ مسنوی پورا . ہولسی صورتِ کاہوس پھر خوابِ گراں کیوں ہو<sup>۵</sup>

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ دونوں شعر عمدۂ منتخبہ ۱۱۶ سے لیے گئے ہیں۔

۳۔ ۴۔ شعر قبلا درم دونوں میں تھا۔ بعد کو حذف کر دیا گیا۔ نیز تذکرۂ سراپا سخن: ۳۴۷ میں

میرزا صاحب کی پانو کی ردیف والی غزل میں بھی مندرج ہے۔ بقولِ مرتبہ مذکورہ ۴

غزل اُن کے پاس شیخ فدا حسین فدا سا کی قصیدۂ لبانی نے اپنے خط کے ساتھ بھیجی تھی۔

۵۔ ۶۔ شعر یادگار غالب ۱۵۳ سے لیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولانا حال کے پاس کوئی

نسخہ دیوان ایسا تھا جس میں یہ شعر شامل تھا۔ اس زمین کے متداول اشعار کے

لیجئے ملاحظہ ہو: نوائے سزوش: ۱۰۳۴۸

۵۔ ۶۔ شعر قاضی زیدی صاحب نے رسالۂ طوفان، نواب شاہ کے شہادۂ جولائی ۱۹۵۱ء (۱۴۱)

جوابے حالہ فعل و الور، سلام لہ

گانی تھیں بخیر کی بیگم، تنا ما یا مر دودہ میں پکے تھے شلم، تنا ما یا مر

میں اس قہر کے ساتھ شائع کیا تھا: سید احمد حسین بیکش شاگرد غالب جو بعد  
خود بے حرم و خطا اسکریز کے خطاب کا نشانہ بنے۔ خود سے قل کچھ دنوں  
پانودی میں مقیم رہے ہیں۔ میر امید علی رئیس شاہ پور (پانودی) اور ان کے درمیان  
رشتہ اخلاص و محبت تھا، اور انہیں کی کشش ان کو پانودی پہنچ لائی تھی۔  
بیکش نے اپنے استاد کی مشہور غزل: سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں غائب ہو گئے،  
اور، کسی کو دے کے دل کوئی نواسیح فغان کیوں ہو، میر صاحب کو بطور  
تحفہ قل کر کے دی تھی، جو ان کے صاحبزادے حکیم حبیب حسین کی ملکیت رہیں،  
اور اب حکیم مرحوم کے لواحقین کے پاس ہیں۔ آخر الذکر غزل میں مروجہ غزل  
سے الگ شعر زائد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالب نے یہ شعر بعد میں غزل سے  
خارج کر دیا۔ بیکش کو یہ اتفاقاً زبان یاد تھا، اس لیے انہوں نے لکھ دیا اور  
محفوظ رہ گیا۔

۱۔ یہ مصرع مرزا صاحب کے خط بنام میر مہدی بجروح کا سرنامہ ہے۔ خط کے آخر  
میں تاریخ یوں درج ہے: منگل کا دن ۲۳ جمادی الثانی (۱۲۸۹ء) ۱۶ دسمبر (۱۸۶۲ء)  
پھر دن چڑھے، ملاحظہ ہو، اردو سے ملتی: ۱۶۲ و خطوط ۲۸۲:۱۔

۲۔ مولوی احتشام الدین مرحوم نے اپنے مضمون "غالب کے بعض غیر مطبوعہ اشعار  
اور لطیفے" میں لکھا ہے: "یہ مطلع بھی مرزا کی الگ مہمل غزل کا ہے جو (پان)



شیر وصال میں، مونس گیا ہے بن، تکیہ  
خراج بادشاہ ہیں سے کیوں نہ مانگوں آج؟  
بنا ہے تختہ گہاے پاسیں، ہنر  
لُغِ حسن سے روشن ہے، خرابا، غم  
مرا طے، کہو، کیا خاک ساتھ سونے کا؟  
اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر  
ہوا ہے، کائنات کے چادر کو، ناگہاں غائب  
بضرِ تیشہ وہ اس واسطے حلاک ہوا

ہوا ہے موجدِ آرمِ جان و بن، تکیہ  
کہ بن گیا ہے، تھر تھر پر شکن تکیہ  
ہوا ہے دمنہ فرین و نسون، تکیہ  
جو رختِ خواب ہے پروں، تو ہے ہر بن تکیہ  
ن رکھے جو بیچ میں، وہ شوخ سپین، تکیہ  
اُٹھا سکا نہ تراکت سے، گلبدن، تکیہ  
اگرچہ زانو سے کل پر رکھے، دمن، تکیہ  
کہ ضربِ تیشہ پہ دکھنا تھا، کوھن، تکیہ

۱۔ ب۔ طائر، رفت غزل ہے، اور بن (سور کاب)۔

(۱۲) چھوٹے کے چھوٹے میں گانے کے ایسے موزوں فرمائی تھی۔ باقی اشعار مجھے یاد نہیں رہے۔ ماہِ نو فروری ۱۹۵۰ء۔

۱۔ یہ غزل سب سے پہلے میرزا صاحب کی زندگی میں گلشنِ انجمن (مخزنۃ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں شائع ہوئی تھی، جسے ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۷ء) میں عبد الکرم نے مرتب کر کے، طبعِ اکبری دہلی میں چھپوایا تھا۔ بارہواں شعر اُسی گلشن سے ماخوذ ہے۔ بطور تعارف غزل سے پہلے یہ عبارت بھی ہے: غزلِ جنابِ مستطاب نواب نجم الدولہ دیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ المخلص بہ غالب ملہ اللہ تعالیٰ تبرکاً و تیناً بغالبِ عمر در آمد۔ ملاحت ہو ڈا کشر و عبد قریشی کا مقالہ: پنجاب یونیورسٹی کے دو گلشنے، ماہِ نو، کراچی، مارچ ۱۹۶۵ء۔ (۱۳)

یہ رات بھر کا ہے منکامہ، صبح ہونے تک  
اگرچہ پہنک دیا تم نے دور ہے، لیکن  
غش آگیا ہو، پس از قتل، میرے قاتل کو  
جو بند قتل سرا دشت میں مزار بنا  
شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیت کا  
روا رکھو ترکھو، تھا جو نظر دیکھ کلام،

م اور تم، ظلم پر جس کو کہتے ہیں

قسیر غالبِ مسکین کا ہے کہن تکہ

۱۔ افسانہ، مسدود، رسالہ اردو، اکتوبر ۱۹۷۰ء، طائر، غزلے تک (سورکابل)۔  
مسدود، الہلال، اردو، طائر، لڑکان، غش ہے کفن۔ ۲۔ یہ طائر، اب اس کو۔

(۱۹۷۰ء) اس کے بعد روزنامہ مسدود دہلی جلد ۱ شماره ۳ بابت چہار شنبہ ۴ جون ۱۹۷۳ء کے  
سرورق پر مندرجہ ذیل تمجید کے ساتھ شائع کی گئی:

نواب سید احمد علی صاحب عرف نواب احمد سید علی صاحب کی بدولت آج  
م مرزا غالب کی ایک غزل "مسدود" کے پہلے صفحے پر شائع کر رہے ہیں جو  
اب تک کہیں شائع نہیں ہوئی تھی۔ غالبِ مسدود، نواب احمد سید علی صاحب کے پھوپھا  
تھے، اور اگر ان کی زندگی کے پچھلے کچھ سے موق کیوں مل سکتے ہیں، تو نواب  
صاحب موصوف ہی کے کتب خانے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ م سے نواب صاحب  
نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ غالب کی زندگی کے متعلق بہت سی معلومات وقتاً فوقتاً  
"مسدود" کے لیے عطا فرمایا کریں گے۔ اور میں امید ہے کہ ہمارے ناظرین کو  
کچھ زیادہ عرصے تک سہ کشر انتظار نہ رہنا پڑے گا۔

یہ غزل جو آج م شائع کر رہے ہیں ایک واقعے سے متعلق ہے جس کا درج کرنا ناظرین  
کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ (ای)



ہنسنے ہیں، دیکھ دیکھ کے، سب، ناتواں مجھے یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زخروں مجھے



دیکھ رہے ہرگز نہیں، بس کہ، دل بیتاب ہے بدلتے گریباں مرا، کسّواری سپاہ ہے  
کھول کر دروازہ بیخانہ، بولا میفروض اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتحِ الباب ہے



اے کرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے دکھنے میں عشق میں یہ اثر، مہ جگر جلیے  
پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے، آمد مر رات، شمع، شام سے لے تا صبح جلیے؟

(۱۲) نواب یوسف علی خان عزیز لکھنوی، دہلی، حکیم محمود علی صاحب سے علاج کرانے کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے اور مرزا صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔  
دورانِ گفتگو میں کئی دفعہ اُن کی زبان سے لفظِ سخن نکلا، ادا ہوا۔ غالبِ مفسور نے دریافت کیا کہ حضرت، یہ آپ نے کہا فرمایا؟ انہوں نے کہا: لکھنؤ میں دیکھ کلام، کے بجائے سخن نکلا، بولا جاتا ہے۔ شاعرِ سخن کے سخن آشنا کانوں کو یہ ترکیب کبھی ایسی بول معلوم حوق کہ اس ردیف اور قافیے میں ایک غزل لکھ ڈال۔ یہ وہی غزل ہے جو آج مسدود اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔

خود نیکہ کے متعلق میرزا صاحب نے عزیز کو لکھا ہے کہ: نیکہ لفظ عربی الاصل ہے، فارسی و اردو میں مُستعمل۔ دونوں زبانوں میں مہ بخیر بالمش اور مہ بخیر مکانِ ظہیر آتا ہے۔ ایران میں نیکہ صائب مشہور ہے۔ خطوط: ۱۷۲:۱

۱۔ یہ اور آئندہ پانچ شعر عمدۃ تنقید: ۱۱۶-۱۱۸ سے لیے گئے ہیں۔

﴿ ۱۵ ﴾

ماورنوں، کہ ملک عزیز سکھاتا ہے مجھے      عمر پھر ایک ہی پہلو پہ سلاتا ہے مجھے

﴿ ۱۶ ﴾

طرزِ یدل میں ریختہ کہتا      آمد افقِ خاں قیامت ہے

﴿ ۱۷ ﴾

زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے      ایسے طے کو رُلا یا ہے کہ جی جانے ہے

﴿ ۱۸ ﴾

صبا، لگا وہ طہانچے طرف سے بلبل کی      کہ روئے غنچہ گل سوئے آشیاں پھر جائے

﴿ ۱۹ ﴾

اور تو رکھنے کو م دہر میں کیا رکھنے ہے      قسطِ اک شعر میں اندازِ رسا رکھنے ہے  
اُس کا یہ حال کہ کوفی نہ ادا سنج ملا      آپ لکھنے ہے م اور آپ اُٹھا رکھنے ہے

۱۔ اس منقطع کو میرزا صاحب نے اپنے ایک مکتوب بنام مولوی عبدالرزاق شاکر

میں اس تمہید کے ساتھ نقل کیا ہے: قبلہ، ابتداءے فکر سخن میں یدل و اسیر و

شوکت کی طرز پر ریختہ لکھتا تھا، چنانچہ ایک غزل کا منقطع یہ تھا۔ (حود: ۱۵۹)

۲۔ بہاور اگلا شعر دونوں خوب چند ذکا کے تذکرۃ عیار العرا سے ماخوذ ہیں۔ یہ تذکرہ

۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ع) میں شروع ہوا، اور تقریباً ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ع) تک اس میں اضافے

ہوتے رہے۔ اس کے ایک نسخے (خسروئے انڈیا آفس لائبریری) کا عکس

جناب مالک رام کے پاس ہے۔ یہ اشعار اُس سے لیے گئے ہیں۔

۳۔ یہ دو شعر نسخۂ قبا کے متن میں اُس منقطع کے ساتھ مندرج ہیں جو نوامیہ سرودش: ۱۱۰۳۰۸ (۸)





یہ خط نہیں تو اور کیا ہے؟



روز اس شہر میں اک حکم بنا ہوتا ہے کہہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے؟



دیکھیے، کیا جو ب آتا ہے؟

(بہ) پر گزر چکا ہے۔

۱- برصغیر قاطع کا وہ نسخہ جس کے حاشیوں پر ابتداً مرزا صاحب نے اپنے اختلافی نوٹ لکھے اور جو بعد کو قاطع برمان کے نام سے مرتب ہو کر چھپے، لومارو کلکٹن، رضا لاہوری میں محفوظ ہے۔ لفظ 'نسخہ' پر حاشیہ لکھتے ہوئے یہ مصرع بھی مرزا صاحب کے قلم سے نکل گیا ہے۔

۲- میرزا صاحب نے یہ شعر اپنے خط بنام مہجوع مورخہ ۲ فروری ۱۸۵۹ء میں لکھا ہے۔ خط کے شروع میں اپنا پیرلہ جانا، اور شیخے سے جو حال میں قید فرنگ سے چھوٹے تھے، ملایان کر کے یہ شعر لکھا ہے اور پھر فرماتے ہیں: میرلہ سے آکر دیکھا کہ یہاں بڑی شدت ہے، اور یہ حالت ہے کہ گوروں کی پاسبانی پر قناعت نہیں ہے۔ لاہوری دروازے کا تھاندار موٹھا چپھا کر سڑک پر بیٹھا ہے الخ۔

۳- مرزا صاحب نے مہجوع کے نام ایک خط مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۵۹ء میں لکھا ہے: مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہیں، تم کو پنشن کی فکر ہے۔ یہاں کے حاکم نے میرا نام دربار کی فرد میں نہیں لکھا۔ میں نے اس کا اپیل فٹنٹ گورنر کے یہاں کیا ہے دیکھیے کیا الخ۔ ہر سال جو کچھ ہوگا تم کو لکھا جائے گا۔ خطوط ۲۵۹:۱

جو حسرتِ قوی ادا ہووے، تو اپنا مذہب ہی ہے، غالب  
موس ۴ وہ جانے کوئی باقی گناہ کیجیے، تو خوب کیجیے

بنو، توبہ کرو تم کیا ہو؟ جب اِدبار آنا ہے تو یوسف صاحب، بکنے سر بازار آنا ہے

- ۱۔ راجپور رضا لاہوری میں شعرا کا ایک تذکرہ، گلزارِ سخن مولفہ جیکن ناتھ فیض  
مضوط ہے، جو ۱۹۰۸ء میں نولکنشور پریس میں طبع ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۹۷  
پر غالب کا تذکرہ ہے اس صفحے کے زیر حاشیے میں جیٹی لال ماسی نے مطالعہ کرتے  
وات غالب کے تحت یہ شعر لکھا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: ضمیمہ نسخہ عربی مرتبہ  
اکبر علی خاں، مشمولہ نقوش لاہور نومبر ۱۹۶۸ء وہ ماسی شیرازہ مری نگر جولائی ۱۹۶۵ء۔
- ۲۔ یہ شعر مولوی احتشام الدین صاحب دہلوی کے محولہ قبل مضمون سے نقل کیا گیا ہے۔  
یہ مطلع انھیں ایک صاحب وجہ الدین خاں کی ملوکہ یاض میں ملا تھا۔ اس یاض میں  
مرزا صاحب کی غزل لکھا ہے تو سہی، رہا ہے تو سہی ہیں، درج نہیں۔ وہ لکھنے  
ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شعر نہیں ہے۔ وجہ الدین خاں نے غزل  
مذکور کے حاتم آنے کی حکایت یہ بیان کی ہے کہ اُن کے والد ماجد مرحوم نے  
مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کے کلام کی اپنی یاض میں لکھنے  
کے لیے استدعا کی۔ مرزا نے فرمایا کہ یہ غزل دیوان میں طبع ہونے سے وہ  
گئی ہے، تم لیے جائز۔ غالباً اُس کے ساتھ یہ مطلع بھی عنایت ہوا ہوگا، کیونکہ  
اس یاض میں غالب کے نام سے درج ہے، کسی مطبوعہ دیوان میں نہیں پایا جاتا۔



مرہ تو جب ہے کہ اسے آو نارسا، م سے وہ خود کہے کہ: بنا بیری آرزو کیا ہے ۱۹



حالت ترے عاشق کی یہ اب آن ہی ہے اعضا شکنی ہو چکی، اب جاں شکنی ہے



گھر سے نکلتا ہے اگر، ہاں نکالے ناسخ کی 'حجتیں نہ، مری جاں، نکالے  
لہن چوس، یا مصیبت ہر لہن یاں کریں اکٹھے ہے، کون کون سے ارمان نکالے



درا کر زور سب سے پر، کہ خیر پرستم نکلیں جو وہ نکلیں، تو حل نکلیں، جو دل نکلیں، تو دم نکلیں



اگر ہونا تو کیا ہونا، یہ کہے نہ ہونے پر ہیں یہ باہیں دہن کی ۱

۱۔ یہ اور اگلے تین شعر ہیں باغِ مہر میں مرزا نوشہ ظلم کے تحت مندرج ہیں۔

۲۔ یہ شعر جناب شیخ محمد اکرم نے ارمغانِ غالب: ۳۰۸ میں بے حوالہ نقل کیا ہے۔

مولانا مہر نے اپنی کتاب غالب: ۳۰۴ (طبع اول) میں دیوانِ غالب قلمی، مملوکہ

بیگم صاحبہ مرزا شجاع الدین احمد خاں تاباں (حاشیہ ص ۱۳۸) سے اسے نقل

کیا، تو اُس کے ساتھ یہ شعر بھی لکھا:

خدا کے واسطے پردہ نہ کہیے کا اُنہا، واعظ کہیں ایسا ہو، یاں بھی وہی کافر صنم نکلی

مگر طبع دوم سے اس شعر کو اس لیے حذف کر دیا کہ یہ شاوِ ظفر کا ہے، اور

نسخہ مذکورہ میں سہرآ درج ہو گیا تھا۔ ملاحظہ ہو، دیوانِ ظفر ۴: ۱۴۷۔

۳۔ یہ شعر ڈاکٹر نور الحسن حاشی صاحب نے رسالہ اردو سے نقل دہل کے غالبِ میر (۸)

آپ نے مَشْنَعِ العُتْرَةِ کہا ہے تو سہی  
 رنج، طاقت سے سوا ہو، تو نہ پتوں کیوں کر؟  
 ہے غلبت کہ بے تاب گرد جائے گی عمر  
 دوست کر کوئی نہیں ہے، جو کرے چارہ گری  
 غور، ہے، دیکھو، کیا خوب تباہی اُس نے  
 نقل کرنا ہوں اُسے نامہ اعمال میں، میں  
 کہی آجائے گی: کیوں کرتے ہو جلدی، غالب؟

۱۔ میر، اے حضرت ابوب۔  
 ۲۔ افسانہ لڑکانہ، کون سر۔  
 ۳۔ میر، اے حضرت ابوب۔  
 ۴۔ افسانہ لڑکانہ، میر، ایک قصیدہ۔  
 ۵۔ میر، اے حضرت ابوب۔  
 ۶۔ افسانہ لڑکانہ، میر، ایک قصیدہ۔

(بہ) حصہ دوم ۱۹۶۰ع میں چھاپا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میرے ایک بزرگ تھے  
 سید عاتق حسین صاحب، جو پھرال میں ملازم تھے۔ نواب صدیقی حسن خان سے اُن  
 کے خصوصی تعلقات تھے۔ نواب صاحب کے بھائی سید احمد حسن (متوفی ۱۳۷۷ھ  
 مطابق ۱۸۹۰ع) غالب کے شاگرد تھے اور عرشِ تخلیص کرتے تھے۔ سید  
 عاتق حسین صاحب نے اپنے منتخب اشعار کی ایک ریاض چھوڑی ہے۔ اُس میں  
 چلے عرش کا یہ شعر لکھا ہے:

کہیں کچھ ہے، دتا دو گالیوں کو بنال بیات باتوں میں دھن کی  
 اس کے بعد غالب کا یہ شعر درج کیا ہے۔ اگر ہوا الخ،

۱۔ یہ غزل مولانا میر نے غالب ۲۰۴ (طبع اول) میں دیوانہ غالب کے غلط طبع  
 یکم ثانی (حاشیہ ص ۱۰۷) سے نقل کی ہے۔ نیز یہ رسالہ آجکل دہلی بابت  
 ۱۵ جون ۱۹۴۳ع میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

تم ہو بداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی  
ہیں عوس پیشہ بہت، وہ نہوا اور سہی  
تم غمد لوہد ہی کہلاؤ، خدا اور سہی  
آپ کا شہوہ و لذاز و ادا اور سہی  
کعبہ اہک اور سہی، قبلہ نبا اور سہی  
خط ہی باغ ہے، خیر آب و حوا اور سہی  
مید کے واسطے تھوڑی سی رضا اور سہی  
ذہر کچھ اور سہی، آہر بقا اور سہی  
اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی

میں عوں مشتاق جفا، بھر پہ جفا اور سہی  
غیر کی مرگ کا غم کس لیے، اے غیرتِ مادہ  
تم ہو بہت، پھر نہیں بدادرِ خدائی کیوں ہے؟  
حسن میں حور سے ڈر کر نہیں مرنے کے کہی  
خیر سے کوچے کا ہے مائل، دلِ مضطر میرا  
کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے، واعظ  
کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملائی، یارب  
بھر کو وہ دو کہ جسے کہا کے نہ پانی مانگوں  
بھر سے، غالب، یہ علاقے نے غزل لکھوائی

۱۰ کئے خوش کہی، کالی، نوسانپ کہلاوے  
کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ غم بزم کیا ہے؟  
لکھا کرے کوئی احکامِ طالع مولود  
کے خیر ہے کہ ولی شہنشاہِ قلم کیا ہے؟

۱۱ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷  
۱۲ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷  
۱۳ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷ اہک یسداد گسر رنج فزا اور سہی ۷

- ۱ - میرزا صاحب نے یہ غزل نواب امین الدین احمد خاں جہاد والی لوہارو کے لیے لکھی تھی۔ چنانچہ ۲ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۸۶۵ء کو انہیں لکھنے میں ہوگیلر حاضر باشی دربار اسد اللہ، ہنس علاقے مولائی، نے اپنے موکل کی خوشنودی کے واسطے فقیر کی گردن پر سوار ہو کر اہک اردو کی غزل لکھوائی۔ اگر پسند آئے، مطرب کو سکھائی جائے، جھنجھوٹی کے اونچے سُر میں راہ رکھوائی جائے۔ اگر جیتا رہا، تو جازوں میں آکر میں بھی سن لوں گا۔ اردو سے مئی ۲۸۹
- ۲ - میرزا صاحب نے یہ غزل بھی علاقے کی فرمائش پر لکھ کر اس خط کے ساتھ

نہ حشر و فخر کا قائل، نہ کیش و ملت کا  
خدا کے واسطے ایسے کی بھر قسم کیا ہے ؟  
وہ داد و دیدِ گرانمایہ شرط ہے، مہم  
وگر نہ، سُہرِ سلیمان و جانِ جم کیا ہے ؟



لطفِ نظارۂ قاتل، دمِ بسل، آنے  
جان جائے، تو بلا ہے، یہ کہیں دل آئے

(ب) بھیجی تھی، جو نوائے سرودش : ۳۳۸ میں اس غزل کے متداول اشعار کے ساتھ  
حاشیے میں منقول ہے۔ جیسا کہ وہاں بتایا جا چکا ہے، یہ خط مع غزل اردو سے  
مسل : ۳۹۹ میں جمعہ ۲۲ دسمبر ۱۸۶۵ء تاریخ کے ساتھ چھپا ہے۔ مگر وہاں یہ  
درج ہونے سے رہ گیا کہ مرتبہ خطوط نے اسے ۲۲ دسمبر اور ۲۶ دسمبر کے  
درمیان جگہ دی ہے، اور ۲۶ کو اگلے خط کی تاریخ بتایا ہے جو بالکل درست ہے۔  
۱۔ یہ غزل میرزا صاحب نے اپنے دوسرے سفرِ رامپور میں ۲۸ دسمبر ۱۸۶۵ء کو  
جاں سے رخصت ہونے سے پہلے کہیں تھی۔ اُس زمانے میں کلبِ علی خان  
جادرِ رامپور کے نواب تھے۔ اس لیے مولانا قطابی کا دیوان غالب مع شرح :  
۲۵۹ میں نواب سے یوسف علی خان جادرِ ناظم مراد اپنا دوست نہیں۔ تفصیل کے لیے  
ملاحظہ ہو مکاتیبِ غالب، دیباچہ : ۱۲۳، طبعِ چہارم۔ جاں یہ غزل شرحِ حسرت :  
۱۵۷ سے ماخوذ ہے۔

حکیم سید حسن علی آبرِ مستنیر میں و غالب کی ادارت میں لکھنؤ سے ایک ادبی  
ماضیہ معارِ شائع ہوتا تھا۔ اُس کی جلد ۲، شمارہ ۱، ۱۹۰۸ء میں شرحِ غالب  
مرتبہ حسرت سے غالب کے وہ غیر معروف اشعار نقل کیے گئے تھے، جو  
مولانا حسرت رومانی نے اپنے ملوکہ مغلوطہ کُلِ رعنا نیز دوسرے ماخذوں سے انتخاب  
کر کے شرحِ مذکور کے آخر میں درج فرمائے تھے۔ ان غیر معروف اشعار پر  
بابِ تنقید کے تحت معار کی مذکورہ جلد کے شمارہ ۲ میں ابوالدلا ناطق نے ایک  
ریویو لکھا ہے۔ اس ریویو کو پڑھ کر سید حامد حسین اوج نے ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء کو (ا)

دوست جو ساتھ مرے غالبِ ساحل آئے  
ساتھ احتجاج کے اکثر کشتی نزل آئے  
لو، وہ برم زور شکامہ عفل آئے  
دل کے ٹکڑے بھی کشتی، خون کے شال آئے

ان کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گوری؟  
وہ نہیں م کہ چلے جائیں حرم کو، اے شیخ  
آہیں جس دم میں وہ لوگ پکار اُٹھتے ہیں  
دبدہ خوہار ہے مدت ہے؛ ولے آج، غم

۱۔ افسانہ شرح حسرت گوری۔ ۲۔ افسانہ مہار، حرم میں۔

۱۔ جب ایک خط البیڑ معیار کے نام بھیجا تھا، جو شمار ۳ بابت مارچ ۱۹۰۸ء میں شامل  
ہے۔ خط میں وہ لکھتے ہیں۔

غالب کا غیر مطبوع کلام نہایت شوق سے دیکھا، نقد کو پڑھا۔ رامپور کے مشاعرے  
کی غزل ہیں جس کا مطلع یہ ہے: لطفِ نظارۂ قائلِ الخ میں نے دیکھی۔ غالب ریاست  
رامپور سے وطنہ پاتے تھے اور یہاں آئے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کی موجودگی میں  
یہ مشاعرہ ہوا تھا۔ شاعرانہ موجودہ ریاست شریک تھے۔ صاحبزادہ معظم علی خاں  
صاحب ہادر ہیں جو والد ماجد مرحوم کے شاگرد ہیں، شریکِ مشاعرہ تھے۔  
آج بھی مجھ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ اس کے تذکرے پر مجھ سے فرمایا کہ  
میری موجودگی میں مرزا نوشہ نے یہ غزل پڑھی تھی۔ جناب والدِ مرحوم نے  
اپنے قلم سے یہ غزل آخر میں حاشیہ دیوانِ غالب پر لکھی تھی۔ افسوس کہ دیوان  
میر سے پاس سے جانا رہا۔ اگر ہوتا، تو ضرور ان اشعار کا مقابلہ کرتا۔ اس غزل  
کے پانچ شعر مجھے یاد رہ گئے ہیں۔ من جملہ اُن کے مطلع، منقطع آپ نے درج  
پرچہ فرما دیا ہے۔ ایک شعر میں آئیں، پرچے میں لکھا ہوا ہے، اور والد صاحب نے  
دائیں لکھا تھا۔ وہ شعر یہ ہے: آئے جس دم میں الخ۔ اب دیکھ دو شعر، وہ  
پرچے میں نہیں ہیں اور مجھے یاد رہ گئے ہیں، وہ یہ ہیں: موت پس الخ، بن گیا الخ۔  
عرض عرض کرتا ہے کہ محولہ اشعار منقطع سے پہلے دوچ کردے گئے ہیں۔ نیز یہ امر  
واضح کرنا ہے کہ مکتوب نگار کا صحیح نام سید غلام حسین لوج ہے۔ یہ سید احمد علی رہا  
رامپوری کے پیلے اور شاگرد تھے۔

۱۔ مرزا صاحب نے غالبِ ساحل کی ترکیب سے متعلق ایک خط میں اپنے شاگرد ہیر سنگھ کو (ای)

سامنا، حور و بری نے نہ کیا ہے، نہ کریں  
 موت پس اُن کی ہے جو سرکے وہیں دفن ہوئے  
 بن گیا سُبح وہ زُکّار، خدا خیر کرے ا  
 اب ہے دلی کی طرف کوچ ہمارا، غالب  
 عکس تیرا ہی، مگر، تیرے مقابل آئے  
 دست اُنکی ہے جو اُس کو جیسے سے گھائی آئے  
 وہ جو نازک ہے کر اُس پہ بہت دل آئے  
 آج م حضرت تَوْبَا سے بھی وصل آئے

(خدا کا لکھا ہے :

بھائی، لبِ ساحل کی سند پر یہ شعر ہے طالبِ آمل کا :

مٹنے کن گدائے خوین دل بود نبختہ لبِ ساحل

لبِ بام، لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چرا، لبِ دریا، لبِ ساحل یعنی کنارے کے ہے،  
 متصل اعلیٰ ایران۔ لبِ بام اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں (سے) ایک قدم آگے  
 بڑھاتے، تو دم سے انگٹائی میں آئے۔ پس لبِ دریا اُسے صحیح جہاں  
 سے قدم بڑھاتے، تو پانی میں جاتے۔ لبِ ساحل وہ ہوا جہاں سے آگے بڑھے، تو  
 دریا میں گرے۔ لبِ دریا سے پانی پر رکھا جانا ہے، جیسا نہانے کے واسطے۔  
 اور لبِ ساحل سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطانِ حق کی بولی میں  
 لبِ بام سے تیراں کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراں جہاں دریا کا پانی نسیب میں ہوتا  
 ہے وہاں کڑا لے کے کنارے پر سے کودتے ہیں۔ کڑا ساحل، اور کڑا لے  
 کا کنارہ لبِ ساحل۔ جو صاحب کے لبِ ساحل کو صحیح نہیں جانتے، کیا وہ  
 طالبِ آمل کو بھی نہیں مانتے؟ اور اس لفظ پر اعتراض کرنے کا سبب یہ ہے  
 کہ ان نے چاروں نے سوائے گلشن، بوستان کے کوئی فارسی کی کتاب نہیں دیکھی۔  
 اگر مدت تک قدامت کی تصنیفات نظر میں رکھیں گے، تو یقین ہے کہ دیکھ لیں گے۔  
 اردو سے نقل: ۳۹۷، لاہور ایڈیشن۔





مسجد کے زیر سایہ، اک کھڑا ہالیا ہے      یہ بندہ کب عسایہ خدا ہے



آج یک شنبہ کا دن ہے، آؤ کے؟      با قسط رشا میں بتاؤ کے؟

۱۔ افسانہ، مکتوبہ۔      ۲۔ غلط، دوسرے۔

۱۔ یہ شعر میرزا صاحب نے اپنے مکان واقع محلہ علی ماران کے متعلق کہا تھا۔ مولانا حالی کے بیان کے مطابق یہ حکیم محمود خاں مرحوم کے دیوان خانے کے متعلق مسجد کے عقب میں تھا، اور اسی میں اُن کا انتقال ہوا تھا۔ (بادگار: ۸)۔ مولانا سہرکی رائے ہے کہ اس میں میرزا صاحب جنوری ۱۸۶۶ء کے بعد منتقل ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو غالب: ۸۵ (طبع سوم)۔ مکان کی نشاندہی وہ یوں کرتے ہیں: ”کوچہ علی ماران میں سے گلی قاسم جان میں مڑیں، تو عین مول پر بائیں ہاتھ مسجد ہے۔ اس مسجد کے سامنے کا مکان، جو ہندوستان دواخانے کی موجودہ عمارت کا ایک حصہ ہے، غالب کا مکان تھا۔“

۲۔ مخدعہ جاوید ۸۱:۱ میں نقل کرتے ہوئے لالہ سری رام نے اس شعر کی شانہ نظم یہ لکھی ہے کہ ”راے صاحب ماسٹر پیارے لال آشوب دہلی میں ہوتے تھے، تو کوئی حقہ ملاقات سے حال نہ جانتا کہیں اتفاق سے دیر ہو جائے تو بارہا مرزا صاحب ایک نہ ایک شعر لکھ کر راے صاحب کے پاس بھیج دیتے، جس کا حضور حسن طلب ہوتا چنانچہ ایک شعر جناب کو اب تک یاد ہے۔“

نخبر ہے، بہ غالبِ برداب پرست کی تاریخ اس کی آج نوں ہے اگست کی

دمِ واپسی پر سرِ راہ ہے غرور، اب اٹھ ہی اٹھ ہے ا

۱۔ یہ شعر بھی ضخائے جاوید ۸۲:۱ میں اس شانِ نظم کے ساتھ درج ہوا ہے کہ "میر غلر صاحب عربی، فارسی، اردو کے خوب ماهر تھے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے جو سررشتہ تعلیم کے متعلق سالانہ سوالات آیا کرتے تھے، اُن کے جواب میر غلر صاحب خود لکھا کرتے اور اُن میں اکثر رائے ہادی صاحب سے مدد لیتے تھے ایک مرتبہ کلکتہ یونیورسٹی سے یہ سوال آیا کہ "سجع و مقن عبارت میں کیا فرق ہے؟ مع مثال بیان کرو۔" حسبِ معمول یہ سوال بھی رائے صاحب کے پاس بھیجا۔ رائے صاحب نے یہ سوال بھنہ مرزا غالب کے پاس بھیج دیا، اور انھوں نے اُس کا جواب مع امثال نظم میں لکھ کر دیا، جس کا آخری شعر یہ تھا۔

۲۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں فرزند علی اکبر کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے: "بقیۃ حاجات، میرا حال کیا پوچھتے ہیں۔ زندہ ہوں مگر مُردے سے بدتر۔ جو حالت میری آپ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما گئے تھے، اب تو اُس سے بھی بدتر ہے۔ مرزا پور کیا آؤں، اب سوائے سفرِ آخرت اور کسی سفر کی نہ مجھ میں طاقت ہے نہ جرات۔ جوان ہونا، تو احباب سے دماغِ صحت کا طلبگار ہونا۔ بڑھا ہونا تو دماغِ مغفرت کا خواہاں ہوں۔ دمِ واپسی الخ۔"

سچ تو یہ ہے کہ قوتِ ناطقہ پر وہ تصرف اور ظم میں وہ زور نہ رہا، طبیعت میں وہ مزاج سر میں وہ سودا کہاں۔ پچاس پچپن برس کی مشق کا کچھ ملکہ باقی رہ گیا ہے۔ اس سبب سے فنِ ظلم میں گفتگو کر لیتا ہوں۔ حواس کا بھی بقیہ میرے اس شعر کا مصداق ہے: (اللہ)

(ب) متصل ہو گئے توئی، غالب وہ عناصر میں اعتدال کہاں ؟  
حوادثِ زمانہ و عوارضِ جہی سے نیم جان ہوں۔ اس سراپے فانی میں اور کچھ  
دنوں کا سہان ہوں :

ہو چکیں، غالب، بلائیں سب تمام ایک مرگِ ناکہانی اور ہے  
جب تک جینا ہوں، نامہ و پیام سے شاد، بد میرے دھارے مغفرت سے یاد فرمانے  
وہیے گا، - مرفیع ادب، حقیقہ دوم : ۶۱ -

مرزا صاحب کے مرضِ موت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے مولانا حالی نے لکھا ہے :  
”مرنے سے چند روز پہلے بے ہوش طاری ہو گئی تھی۔ ہر پر دو دو پر کے بد  
چند منٹ کے لیے افاقہ ہو جاتا تھا۔ ہر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جس روز  
انتقال ہوگا، اُس سے شاید ایک دن پہلے میں اُن کی عبادت کو کیا تھا۔ اُس وقت  
کشی پر کے بد افاقہ ہوا تھا اور نواب علاؤ الدین احمد خاں مرحوم کے  
خط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ اُنہوں نے لوحارو سے حال پوچھا تھا۔ اُس  
کے جواب میں ایک قرہ اور ایک فارسی شعر جو غالباً شیخ سعدی کا تھا لکھوایا۔  
قرہ یہ تھا کہ ”میرا حال مجھ سے کیا پوچھتے ہو ؟ ایک آدھ روز میں مصایوں  
سے پوچھنا۔ اور شعر کا پہلا مصرع مجھے یاد نہیں رہا۔ دوسرا مصرع یہ تھا :  
”نکرد ہر مدارا بن، سر تو سلامت۔“ مرنے سے پہلے اکثر یہ شعر وردِ زبان  
رہتا تھا: دمِ واپسی احمد بادگار : ۹۹-۱۰۰۔

آبِ حیات : ۶۹ میں مولانا محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ ”مرنے سے چند روز  
پہلے یہ شعر کہا تھا اور اکثر یہی پڑھتے دھتے تھے۔“ مگر یہ قول درست  
نہیں، جیسا کہ اشکر کے نام کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔

## رباعیات

### ۱

جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری      کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دھری  
دھری کیونکر ہو۔ جو کہ عروے صوفی؟      شیخی کیونکر ہو۔ تاؤڑا ایشوری؟

### ۲

اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں      صحیحوں کو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں  
سجھا نہا نہیں نے اُن کو اپنا صدم      ہے، ہے اے کھوکھے بُرا کہتے ہیں ا

### ۳

پارائے رسول، یعنی اصحابِ کبار      ہیں گرچہ صحت، خلیفہ اُن میں چار  
ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار      غالب، وہ مسلمان نہیں ہے زہار

۱۔ ب۔ ہانگر کہتے ہیں مجھے وہ۔

۱۔ خواجه حالی نے یادگار: ۶۹ میں لکھا ہے کہ ایک بار بہادر شاہ نے دربار میں یہ کہا کہ  
”م نے سنا ہے کہ مرزا عبد اللہ خان غالب شیخی المذہب ہیں۔ مرزا کو بھی اطلاع  
ہو گئی۔ چند رہا ہاں لکھ کر حضور کو سنائیں، جن میں تشیع اور رافضی سے  
نخاش کی تھیں۔ ان میں سے ایک رہا ہی جو بہت لطیف ہے، مجھ کو یاد رہ گئی  
ہے، جو یہاں لکھی جاتی ہے..... دھرت اور قصوف میں جو یوں بید ہے وہ  
ظاہر ہے۔ دھری خدا کے وجود میں کا قائل نہیں۔ اور صوفی صرف خدا ہی (حق)



یارانِ نبی میں نہیں لڑائی کس میں ؟ الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں ؟  
وہ صلف وہ عدل وہ حیا (اور) وہ علم بتلاو کوئی کہ نہیں برائی کس میں ؟



یارانِ نبی سے رکھ تو لا، باغدا ہر یک ہے کمالِ دہی میں بکٹا باغدا  
وہ دوست نبی کے اور تم کُن کے دشمن لا حُصول ولا کُفُورَ اِلا باغدا

(بقا) کو وجود جاتا ہے اور ماسوا کو ہیچ سمجھا ہے۔ پس صوفی دہری کیوں کر ہو سکتا ہے ؟ چوتھے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ تَاوَرَاۃُ الشَّہر یعنی ترکستان کے لوگ منصبِ مُنشیٰ ہونے میں ضرب المثل ہیں۔ یہاں تک کہ شیبہ اُن کو نامی اور خارجی کہتے ہیں۔ چونکہ مرزا کی اصل تَاوَرَاۃُ الشَّہر ہے نہیں، اس لیے کہتے ہیں کہ ابک تَاوَرَاۃُ الشَّہر۔ راضی یا نہیں کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ رباعیاں تعداد میں پانچ نہیں، اور سراج الاخبار دہلی، جلد ۸، شمارہ ۲۸، مورخہ من ابتداء یوم شنبہ یازدہمِ عرم الحرام ۱۳۶۷ء مطابق ۱۶ نومبر ۱۸۵۰ء لغایت جمعہ ۱۷ ہلالی میں صفحہ ۴ کالم ۲ پر ”یوم شنبہ چہاردمِ عرم، عنوان کے تحت اس نمید کے ساتھ شائع ہوئی تھیں۔“ مچوں بہ نسبتِ نجم الدولہ اسد اللہ خان غالب مجلس ہیج کس خمار (...) سمت لا طبعی و مطعیش مطعہ امانی و انمودہ بود، لہذا جیسے چند بطورِ رباعی بکمالِ مبالغہ و خوش ادائی پیشِ بندگانِ قدسی ادا نمودند۔ از خیل پسند افتادگی ایما طبع فرمودند۔ بہ اخبار قاضی سراج دہولپوری مرحوم کے پاس تھا، اور انہوں نے کس کی ابک نقل بھیجے عطا کی تھی۔



رہے کا جواب کیوں نہ ہو جائے؟      قافِ حرکت پہ کی ہے بیجا تم نے  
حاجی گلتو کو دے کے ہے وجہ جواب      غالب کا بکادہا کیجا تم نے



اے روشنی دیدہ شہابِ الدینِ خان      کٹا ہے بناؤ، کس طرح سے رمضان؟  
ہوتی ہے زلوج سے فرصت کب تک؟      بے ہو زلوج میں کٹا فسران؟



اے مشعرِ خیرہ سر۔ سخن ساز نہو      'صغور' ہے تو، مقابلہ باز نہو  
آواز نری نکلی اور آواز کے ساتھ      لائے وہ لگی کہ جس میں آواز نہو



(.....)      (.....)  
(.....)      (.....)

الف۔ اردو سے نقل : ۱۹۵۰ء۔ راتہ۔ ۸ ب۔ جلدِ سحر۔ اے (سوکاب)۔

۱۹۲۰ء۔ یہ دونوں رباعیاں گویا دو منظوم خط ہیں جو مرزا صاحب نے  
نواب شہاب الدین احمد خان بہادر قاف کو لکھے تھے۔ مولوی موشیر شاہ  
مرتبہ خطوطِ غالب کی رائے میں یہ ۱۸۶۲ء کے بعد کی معلوم ہوتی ہیں۔

۲۔ یہ رباعی لطافتِ عجیب صفحہ ۱۵ میں مندرج ہے۔

۳۔ یہ مرزا صاحب کی رباعی کا چوتھا مصرع ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ صغور (نہو)

(۱۶) بلگرامی ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵) میں غالب سے ملنے دہلی گئے تھے۔ انہوں نے ان کی بڑی خاطر تواضع کی، اور نواب ضیاء الدین احمد خان جادر تیر کے جہاں ٹھہرایا۔ کھانے کے ساتھ آم آئے، تو وہ بقولِ صغیر صورتِ سرام نظر آئے۔ بالکل کہتے۔ میں پورب کے آم کھائے ہوئے تھا، بڑی خیرت ہوئی۔ اپنے ساتھ کے آم نکال کر کھائے، اُس سے کہیں جتر ہانے۔ پھر تو میں نے نصف ٹوکرا حضرت غالب کی خدمت میں پیش کیا۔ وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد ایک رباعی لکھ کر آئی، جس کا آخری مصرع مجھے یاد ہے، ..... اور سب آم تنگالیے۔ (جلوۂ خضر ۱: ۲۴۹)

# دُعا و غائب

حقہ جلد

باو آورد



# غزلیات

الف

❦ ۱ ❦

اسد، اسرہ کی توارق کفر و دیں ہے یادِ روزے کہ قصہ در گرو دیا ربہ تھا

❦ ۲ ❦

فرد پیچیدگی ہے طرش بزمِ عیش گزرا کا دریا اگر دیش آموز ملک ہے دورِ ساحر کا  
خطِ نوحہ کی آہیں میں دی کس نے آرائش کہ ہے نہ بندہ پر حالے طوطی رنگ جوہر کا  
کیا جو نامہ بر، ول سے برگز باخت آیا خطوطِ رو سے قالبِ نقش ہے پستہ کبوتر کا  
شکستہ گوشہ گیران، ہے ملک کو حاصل گردش صدف سے آبائے آب میں ہے دانہ کوہر کا  
فروں ہوتا ہے مردم جوہرِ خوباری، ناٹا ہے نفس کرتا ہے دگہائے یزہ پر کلامِ شاعر کا  
خیالِ شربتِ عیس گداز تر جینی ہے اسد، ہوں ست دریا بخشِ ساقی کوثر کا

۶۔ پالے ۶ صر یوں تھا: نفس کرتا ہے لادگاہ دریاں کامِ شاعر کا۔

۱۔ ایسی نسخہ عرش کی طباعت جاری تھی کہ ۵ اپریل سنہ ۱۹۶۹ع کو پھریال سے دیوانِ غالب کا قدیم ترین خطوط بطور گنجیہ یادآورد ملا، جس کا متن غلام و کمال، ہرزا صاحب کے قلم سے نقل ہوا ہے۔ اس خطوطے سے یہ اور اس سہ سے کے دیگر اشعار، غزلیات اور رباعیات نقل کی جارہی ہیں۔ چونکہ ذہر بحث خطوطے کے دو شرعہ متنبہ کے حوالے سے یادگار نالہ، غزلیات، نمبر ۱ و ۱۵ پر پالے میں جگہ باجگے ہیں، اس لیے انہیں ہاں ترک کیا جاتا ہے۔ خطوطے کے دیگر کوائف کے لیے مضمون مرتب کی جانب رجوع کیا جائے۔ اس کا عکس نسخہ عرشِ زادو، کے نام سے شائع بھی ہو گیا ہے۔



خاکِ عاشق، بسک، ہے فرسودہ پروازِ شوق جادہ مر دشت، تارِ دامنِ فانی مرا



تک ظفروں کا رُبہ جد سے برتر نہیں ہوتا  
عجب اے آبلہ پاپنِ حیرانے نظر بازی  
خوشا معجزے کے عاشقِ جل بھیے جو شمعِ خامش  
نقاشے گل و گلشن ہے منتِ سر بھیی ما  
زکھ چشمِ حصولِ نفع، صحنہ ہے مسک سے  
نہ دیکھا کوئی م نے آبیانِ بلبل کا گلشن میں  
صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از کوئی گیری ما  
حبابِ تے بعد بالینِ ساغر نہیں ہوتا  
کہ تارِ جادہ وہ رشتہ گوہر نہیں ہوتا  
کہ کم از سرہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا  
یہ از چاکِ گریباں، گلستاں کا در، نہیں ہوتا  
لبِ خشکِ صدفِ آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا  
کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قلندر نہیں ہوتا  
صدفِ بنِ طرۃِ نیساں، اُسد، گوہر نہیں ہوتا



وہ ظکِ ربہ کے برتوسِ چالاک چڑھا  
نشہ نے کے اُتر جانے کے غم سے انکور  
بوسہ لب سے مل طبع کو کیفیتِ حال  
میں جو کردوں کو بیزارِ طبعِ نولا  
اے اُسد، عاشقِ عقدِ غم گر چاہے  
حضرتِ زلف میں، جوں شانہ، دلِ چاک چڑھا  
وہ ظکِ ربہ کے برتوسِ چالاک چڑھا  
نشہ نے کے اُتر جانے کے غم سے انکور  
بوسہ لب سے مل طبع کو کیفیتِ حال  
میں جو کردوں کو بیزارِ طبعِ نولا  
اے اُسد، عاشقِ عقدِ غم گر چاہے  
حضرتِ زلف میں، جوں شانہ، دلِ چاک چڑھا



خط جو رخ پر جانتینِ عالمِ مرکبا  
حلقہ کیسے کھلا دورِ خطِ رُخسار پر  
عالمِ دودِ شعلہ جوالہ سے مرکبا  
عالمِ دیگر بہ کردِ عالم سے مرکبا

۱- اے پہلے، حیرانہ، تیرا اہ ظفر، کرتے اور اصلاح کرتے۔ ۲- اے اصل، حال (سیر کتبہ)

شب کہ مستر دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب بارہ چٹائی کتاب، ہر کالاف ہر کیا  
شب کہ وہ گُلِ بالغ میں تھا جلوہ فرما، اے آند  
داغِ مہ، جوشِ چمن سے، لالاف ہر کیا



دلِ بیتاب کہ ہے میں دمِ چند رہا دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا  
زندگی کے ہوئے ناگہ قصِ چند تمام کوچہ بار جو مجھ سے قدمِ چند رہا  
لکھ سکا میں، اے شکوہِ پیاسِ شکنی لا جرم، نول کے، عاجز، فطرِ چند رہا  
الفتِ زرِ مہ نقصان ہے، کہ آخر قاروں ذیرِ بارِ غمِ دلم و دمِ چند رہا  
عمرِ ہر حشر، ہیک جا ہوئے میرے کہ، آند میں پرستگہ روئے ضمِ چند رہا



ہاں، سبزہ رگِ خواب ہے زبانِ ایجاد کرے ہے خامشی احوالِ یخوداں پیدا  
صفا و شوخی و اندازِ حسن، با بہ رکاب خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا  
۱۰ نہیں ہے آہ کو اجماعِ ہر باریدن و گزرتے ہے غمِ تسلیم سے کہاں پیدا  
نصیبِ نیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے، آند زمیں سے ہوئے ہیں حدِ دامنِ آسماں پیدا

۱ الف، خیمہ، کی عربی ناگہ خیمہ - ۲ الف، خیمہ، کہ آپ تک لہاروں - ۳ الف، خیمہ، نہ ہر جا رہے -  
۱۰ الف، اصل، بالین (سہر کتابد)

- ۱- یہ غزل خیمۃ لصفحة عرشى مرتبة اکبر علی خاں میں ایک غصص کی شکل میں جانغِ سہر لودِ حمادی زبان کے حوالے سے شائع ہوئی تھی - لیکن یادگارِ تالہ میں اس لیے شامل نہ کی جا سکی کہ خونگی نے اپنے تذکرے، گلشنِ عیشہ ہار میں اسے میرامانی آند شاکرِ سودا کی طرف منسوب کیا تھا۔ اب نو دریافتِ محظوظے نے بالکل مطمئن کر دیا کہ یہ غزل میرزا صاحب ہی کی ہے -
- ۲- اس غزل کا مطلع یادگارِ تالہ میں مختصر غزلیات، نمبر ۱۱، نقل ہو چکا ہے۔



نہاں کیفیتِ تے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا  
اگر اُس شعلہ رُو کو دوں یامِ مجلسِ افروزی  
عبانِ کیفیتِ تیخانہ ہے جوئے گھٹاں میں  
اُٹھائے میں جو میں افتادگی میں متعل حدے  
بنا ہے بیٹہ مینا سے ساقی نے یقاب اُس کا  
زبانِ شمعِ خطرتخانہ دہنی ہے جواب اُس کا  
کہ تے عکسِ شفق ہے، اور ساغر ہے حجاب اُس کا  
کروں گا اشکِ عالمے واپس کیدہ سے حجاب اُس کا  
اند کے واسطے رنگے روئے کار ہو پیدا  
غبار، آوازِ سرگشتہ ہے، یا پر تراب، اُس کا



یہ بس ہے نازِ پردارِ غرورِ نقشہ صبا  
در آہِ آنہ لا جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں  
کہاں ہے دبدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ  
عجب سے پاسِ ضبطِ آرد، وقتِ شکن ہیں  
بنا ہے بالیدہ گردن ہے موجِ بادہ در مینا  
بچارِ منبستانِ جلوہ گر ہے آن سوئے دریا  
یقابِ بار ہے از پردہ عالمے چشمِ نابینا  
تختِ پشتِ نمکین وجہے آنہ آما  
اند، طبعِ مٹی سے گر نکالوں شعرِ برجستہ  
شرر، ہو نظریہ خونِ فسرہ در رگِ خارا

## ح



دنگرِ جسم و جان نے از مُستانِ عدمِ یخوتہ ہستی نکالا ہے رنگِ احتیاج

## د



ناتوانی نے ۴ چھوڑا بسکا پیش از عکسِ جسمِ منتِ وا گدزدن ہے، فرخِ خواب، آئینے پر

﴿ ۱۳ ﴾

دندان کا خیال، چشمِ نر، کر ہر دانہ اشک کو گھر کر  
 آتی نہیں نیند، اے شیرِ نازِ افسانہ زلفِ یار سر کر  
 اے دلِ بخیالِ غرضِ یار بہ شامِ غمِ آبِ پر سر کر  
 ہرچند اُبد دور تر ہو اے حوصلے، سی پیشہ کر  
 میں آپ سے جاچکا ہوں، اب ہی اے پھیری، اے خبر کر  
 افسانہ، اُبد، بایں درازی اے غزوہ، قصہِ عنصر کر

م

﴿ ۱۴ ﴾

ہاں اشکِ جدا گرم ہے، لور آہِ جدا گرم  
 اُس نیلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم  
 وا کر کے ہاں کون ہو گلشنِ شوخی جو برفِ بے پیچیدگی بندِ فدا گرم  
 اکر ہے سرِ دیوِ زگرِ جملوۂ دیدار جوں پنجہ نُرشید ہو، اے دستِ دعا، گرم  
 بہ آتشِ عذابِ کہی گھر نہ جلا دے کی ہے دلِ سوزاں نے مرے ہلو میں جا گرم  
 غیروں سے اُسے گرم سن دیکھ کے، غالب میں رشک ہے، جوں آتشِ خاموش، رہا گرم

ن

﴿ ۱۵ ﴾

سرابِ بقی ہیں پریشان نگاہاں اُبد کو گرا از چشمِ کم دیکھنے ہیں  
 کہ م یغۃ طوطیِ تند، غافل نہ بالِ ضمیرِ حرم دیکھنے ہیں

۱۔ افسانہ، ہمارے یہ مصرع یوں تھا: غیروں سے اُبد، گرم سن دیکھ کے اوس کو، ہوا اے غزوہ کرے سن کا صرح  
 صائبیہ پر لکھا دیا ہے۔

﴿ ۱۶ ﴾

رنگِ سب سے روکار انتظار ہے ہر جہ  
سراغِ خطراتِ شبِ مائے ناز رکھتے ہیں

﴿ ۱۷ ﴾

ادب نے سونپی میں سرمہ سائی حیرت  
زبانِ بست و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں

﴿ ۱۸ ﴾

خزانِ جادہ روپائین ہے خطِ جامِ نئے نوشاں  
نہیں ہے، ضبط، جو متحاط کیا ہے غمِ آراں  
ہنگامِ نصوّرِ ساحلِ زانو سے پٹا ہوں  
نشانِ روشنیِ دلِ نہاں ہے تیرے بختوں کا  
پریشانیِ آس، در پردہ ہے سامانِ حقیقت  
کہ ہے آبادیِ صحرا، حجومِ خانہ پر دوشاں  
وگرہِ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدحِ شاں  
کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے، آہِ خاموشاں  
نئے کیفیتِ خیالِ عالمے صبحِ آفتوشاں  
نہیں محسوس، دودِ مشعلِ بزمِ سیاہ پریشاں  
کہ ہے آبادیِ صحرا، حجومِ خانہ پر دوشاں

﴿ ۱۹ ﴾

نہیں ہے بے سبب خطرے کو، شکلِ گوہر، افسردن  
میرِ نو سے ہے، دھڑن وار، فلرِ واژگونِ باندا  
خمارِ ضبط سے بھی نشہِ اظہار پیدا ہے  
خرابِ آبادِ غربت میں جٹ، افسوسِ ویران  
نشان و آہ سے حاصلِ ہمزِ دودِ سرِ باران  
دیرِ تابانِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل  
آس، ہے طبعِ مجبورِ تمنا آفرینیِ ما  
گرہ ہے حسرتِ آہِ بروئے کار آوردن  
نہیں ممکن بھولا دے گردوںِ دخلِ بے بردن  
تاروشِ شہرۂ انکود کی ہے حقیرِ افسردن  
گلِ از شاخِ دورِ افتادہ ہے نزدیکِ بزمِ بردن  
خوشا اے غفلتِ آگاہان، نفسِ نوزدین و مردن  
رما ہمالیہ حسرتِ عالمے فرشتہ بزمِ گستردن  
نشانِ بے اختیارِ و فریبِ آرزو خوردن

۲۰

سازش صلحِ بناں میں ہے نہاں جگیدن  
فہ و چنگہ میں جوں تیر و کسان نہیدن  
ہسک شرمندہ بوسے خوش گسروباں ہے  
نکتِ گل کو ہے غنچے میں نس دُزدین  
ہے فروغِ رخِ افروختہ خواہاں ہے  
شعِ شمع، پراقتارِ بخسود لرزیدن  
گلشنِ زخم کھلانا ہے جگر میں، پیکان  
کرہِ شہد، ہے سامانِ چمن بالیدن  
چمنِ دہر میں ہوں سبزہ بیکار، آمد  
وایے ایے بخوری و تہمتِ لرزیدن

و

۲۱

بنجار سے دکھتا ہوں ہم چاکرِ نفس کو  
نا گل زر جگر زخم میں ہے راہِ نفس کو  
چاکِ ہوں از ہسک بازارِ محبت  
سمجھا ہوں ذرہ جوہرِ شمعِ محسوس کو  
دھسے دو گرفتارِ بختِ خوشی  
چھڑو نہ ہم افسردہ دُزدیدہ نفس کو  
پیدا ہوئے ہیں مِلمِلم آبادِ جہاں میں  
فوسدنِ ہاتے طلب و دسہرِ عوس کو  
۱۰ تالان ہوا، آمد، تو بھی سرِ راہ گزرد پر  
کہنے ہیں کہ ناخبر ہے فریادِ جرس کو

۵

۲۲

انکڑ چکبد، رنگِ پرستہ  
مرطح ہوں میں از خود دیدہ  
کو، یادِ ہم کو کرنے میں خواہاں  
لبنِ سلازِ دودِ کشیدہ  
ہے رشتہ جاں فسرطِ کشتی ہے  
عائقِ بغضِ دسہرِ پرستہ  
نوا ہے، افسوس! موی غمِ زلف  
ہے شاہِ پیکرِ دسہرِ گزیدہ  
خالِ سیاہِ رنگِ رُخاں سے  
ہے داغِ لالہ در خونِ تہیدہ

جوشِ جنوں سے جوں کھوٹ گئی      سر تا پیا ہوں جیبِ دریدہ  
بارو، آمد کا نام و نشان کیا؟      یس، فقیر آفت رسیدہ



خوشا طوطی و کُنجِ آشیانہ      نہاں دو زیرِ بال آئینہ خانہ  
سروشِ پرِ زمینِ افتادہ آسا      اُٹھا ہاں سے نہ میرا آب و دانہ  
حریفِ عرضِ سوزِ دلِ نہیں ہے      زباں ہر چند ہوجاوے زبانہ  
دلِ نالوں سے ہے بے پردہ پیدا      نوائے بربط و چنگ و چٹانہ  
کرے کیا دعویٰ آزادیِ عشق      گرفتارِ المامے زمانہ  
آمد، اندیشہ شدرِ کُند ہے      نہ پھرے سرہ ساں خانہ بجانہ



اے دریا کا کہ نہیں طبعِ نزاکتِ سامان      ورنہ کالے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ

ی



کرے ہے دھرواں سے خضرِ راوِ عشقِ جتلادی      ہوا ہے موجِ رنگِ رواںِ شمشیرِ فولادی  
نظرِ بدِ تصورِ ہے قس میں، لطفِ آزادی      شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں حبیبی  
کرے ہے حُسنِ دیوانِ کارِ روئے سادہ رُویاں پر      غبارِ خط سے نصیرِ بنائے خانہ بربادی  
چارِ آسِ عدم سے با دلِ پُرِ آتش آیا ہوں      نہیں آغوشِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی  
آمد، لڑ بسکے لوحِ درد و غم سرگرمِ جولان ہے      غبارِ راوِ ورواں ہے ملکِ دل کی آبادی



﴿ ۲۶ ﴾

برائے مدد و شان رہی ہے، شب، بیدار، ظاہر ہے زبانِ شاہ سے تعبیر صد خوابِ پریشان کی

﴿ ۲۷ ﴾

نہکا جب قطرہ بے دست و پا بالا دویدن سے زہر بادگاری کا گیرہ دینا ہے گھر کی

﴿ ۲۸ ﴾

آنکھوں میں انتظار سے جان پر شباب ہے آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے  
جوان ہوں دامنِ مزہ کیوں جھانکنا نہیں خطِ صفحہِ بخار پہ گردِ کتاب ہے  
جوں نخلِ مانم، ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ صاب ہے  
نکھن نہیں کہ ہو دلو خواب میں کارگر تاثیرِ حسنِ اشک سے نقیر بر آب ہے  
دیکھ، اے آند، بدیدہ باطن کے ظاہر  
مرا ایک ذرہ غیرِ صد آداب ہے

﴿ ۲۹ ﴾

ہمارے شوخ، وچمن تنگہ و رنگِ گل دلچسپ نسیم، باغ سے پا در سنا نکلی ہے

﴿ ۳۰ ﴾

نقیرِ سطرِ صد تبسم ہے بر آبِ زہر گاہ حسن کا خط پر نہاں خندیدن انداز ہے

﴿ ۳۱ ﴾

از دلو مر دود مندے جوشِ پیناں زدن اے مہ مہ مقدان، یک دعا ہو جائیے

۱۔ اس قول کا حوسا شعر گشتہ سنی صلفہ ۱۱، قول تیر ۱۱۰، سطر ۸ پر درج ہو چکا ہے، اس لیے یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

﴿ ۳۲ ﴾

نجم کو، اسے غفلت نسب، پروائے مشافان کہاں ا وں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادی نری

﴿ ۳۳ ﴾

نہیں ہے، حوصلہ، با مردِ کثرتِ تکلف جنوںِ ساختہ، حریرِ فسونِ دانائی

﴿ ۳۴ ﴾

جو درِ زلف کی تقریر پہنچا بہ خاموشی عند میں آمدِ نالان، نالہ درِ صفاخان ہے

﴿ ۳۵ ﴾

نقشِ رنگبیرِ سیرِ قر مائی ہے بکرِ دامنِ مد رنگ گستاں زدہ ہے

﴿ ۳۶ ﴾

کرنا ہے گلِ جونِ تانا کہیں جسے گلستانِ نگاہ سوجا کہیں جسے

﴿ ۳۷ ﴾

نگہ برِ داغِ مشکِ آلودہ وحشتِ تانا ہے سوارِ دجۃِ آمر شبِ مہتاب ہوجاؤے

﴿ ۳۸ ﴾

اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے نسیمِ فروزش، روشِ کبکِ دری ہے

شرمندۃِ اُلفتِ حوبِ مدانواِ طلبی ہے مرِ فطرۃِ شریعتِ بھیجے اشکِ شکری ہے

سرمایۃِ وحشت ہے، دلا، سایۃِ گلزار مرِ سبۃِ نو خاتِ بابِ بالہِ پری ہے

روشنِ موقِ یہ باتِ دی نوح کہ آخرِ قاتوس، کفنِ جرِ چراغِ سحری ہے

م آنے ہیں، غالب، رو اظہارِ عدم ہے  
 یہ تیرگر سال لباسِ سفری ہے

﴿ ۳۹ ﴾

وہ خاکِ آبرِ گل سے سایہ گل کے تلے : بال کس گری سے سُکھانا تھا سنبُل کے تلے ؟  
 کثرتِ جوشِ سودا سے نیں تل کی جگہ : حال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے  
 بسکہ خوں باغ کو دینے ہیں وقتِ نئے شکست : بال اُگ جانا ہے شبنم کا رنگِ گل کے تلے  
 " ہے پر افسانہ تپیدِ نا بتکلیفِ عوس : ورنہ حد گزار ہے بک بالِ پل کے تلے  
 بے مقصد بُردی ہے خطرِ نئے سے، اے اند  
 جادہ منزل ہے خطرِ ساغرِ گل کے تلے

﴿ ۴۰ ﴾

نوجوہ کچھ سرو سامان و کاروبارِ اند : جنوں معاملہ، بدل، قہرِ مکیں ہے

﴿ ۴۱ ﴾

روتا ہوں بسکہ در عوسِ آرمیدی : جوں کوہِ ایشک کو ہے فراشِ چمبیدی  
 بر خاکِ لوفادگرِ کشنگِ عشق ہے جھڑپِ سہاسِ بھولِ رسیدگی  
 " انسانِ نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کیں : مطلب ہے ربط سے رگِ وے کی خمبیدی  
 ہے بسملِ ادائے چمنِ عارضان، بہارِ گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوںِ تپیدی  
 دیکھا نیں ہے م نے بشورِ بان، اند  
 غیر از شکستِ حال و حسرتِ کشیدی

﴿ ۴۲ ﴾

بدستِ آوردنِ دل کوہِ دریاے شامی ہے : وگرہِ خانہِ دستِ سلیمانِ سلمی ہے

میں تاریک طبقوں کا، ہے اظہارِ کثافت کا کہ رنگِ خانہ فولاد مانا ہے سیاحی ہے  
 حیرت نکتہ تھے ہیں، ہے شرمِ زشت اعمال دعاغِ زہد میں آخرِ غرور بے گناہی ہے  
 نہیں ہے عالی آرایش سے بے سامانِ عاشق شکستِ حال، اندازِ آفرین کیج کلامی ہے  
 آسد، غویاں بھی دُورِ جرج سے ونبجہ خاطر ہیں  
 گریاں چاکی گلیا نشانی دادِ غسوامی ہے



پھوڑو محفلِ عشرت میں جا، اے تے کشاں، حال کبرِ گاہِ بلا ہے، ہو گیا شینہ سبھاں حال  
 نہ دوڑا ریشہ دیوانگی میں سیاحی میں کہ تارِ چادہ سے ہے لُجسہ رنگِ رولِ خال  
 دکانِ نازکِ تاثیر ہے، از خود نہیں ماندن سراسرِ صبر ہو، کر خانہ مانندِ کائناتِ حال  
 عبت ہے نواسازِ فتن درپردہ دلہا کرے ہے مغز سے مانند تے کے استخوانِ حال  
 عبت ہے، خطرِ ساغرِ جلوہ، طوقِ گردنِ قری تے الفت سے ہے میناے سرورِ بوستانِ حال  
 نہ پھولِ ریشہ اعداد کی قطرہ نشانی پر عزیزاں، ہے ہرنگِ صفرِ جامِ آسمانِ حال  
 آسد، ہنسنے ہیں میرے گرہِ مائے زار پر مرُوم پھرا ہے دھر بے دودی سے، دل کیجے کہاں حال



موسے بہ دھروں دلست شرمِ نارسائی سے کہ دستِ آرزو سے یکِ قلمِ پائے طلب کاٹے



تاشاے جہاں مفتِ نظر ہے کہ بہ گلزارِ باغِ دھکڑو ہے  
 سبھاں شمعِ خوشی جلوہ گر ہے پر پروانگاہِ بالِ شرد ہے  
 عجیبِ انکِ چشمِ سرمہ آلود می مالیدہ دندانِ گُھر ہے  
 شفقِ ماں موجِ غنوں ہے، رنگِ خواب کہ مزگانِ کشودہ ہنسر ہے  
 کرے ہے روئے روشن آفتابی غبارِ خطِ رُخ، گردِ صبر ہے  
 ہونِ یکِ عمر صرفِ شقیہ نالہ اثرِ موقوفِ برِ عمرِ دگر ہے

آند، ہوں میں پرافقانہ رہی گئی۔  
سواذ شمر در گرد سفر ہے

﴿ ۱۶ ﴾

اے آند، عافوس مت ہوا از در شاہ نجف  
صاحبِ دلہا وکیلِ حضرتِ اقدس ہے

﴿ ۱۷ ﴾

سمجھاؤ اُسے، یہ وضع چھوڑے  
تقریر کا اُس کی حالت پر جو  
خبر مژہ کر دل و جگر کو  
عاشق کو یہ چاہیے کہ سرگز  
آجا لبِ بام، کوئی کب نکلا؟  
جانے ہیں رقیب کو خط اُس کے  
ضم خسار کو ہے قسم کہ زہار  
حسرت زدہ طرب ہے یہ شخص  
پانی نہ چوائے اس کے منہ میں

جو چاہئے۔ کرے، یہ دل نہ تولے  
معنی میں ہے، تو لفظ نہولے  
چرے میں سے جائیں گے یہ نہولے  
اندوہ سے (اپنا) منہ نہ مولے  
دیوار سے اپنے سر کو پھولے  
کاغذ کے دولے میں گھولے

غالب کو نہ تائب کلام چھوڑے  
دم جب کہ بوقتِ نزع تولے  
گلے میں جھکو جھکو نہولے

۱۰ اصل، اصل، پونچھ (سورکاب)  
۱۱ بہ، اصل، جھکو جھکو (سورکاب)

۱۰ اصل، یہ قول خطوط کے حاشیے پر بخط غیر نقل ہوئی ہے۔  
۱۱ اصل، چاہیے ہو (سورکاب)۔ بہ، دہا، اصل میں نہیں ہے۔

## رباعیات



جے گرہ کالہ زنجیں ہے مجھے      در بزم وفا خجل فہیں ہے مجھے  
عروم صدا رہا بصر الزبک بار      ابرقم ساز، خوسے چیں ہے مجھے



گلشن، شرر اہام بستہ ہے آج      ہنر تیر عشق شعلہ پرور ہے آج  
ہوں دردِ حلالیہ نامہ بر سے بہار      قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج

# حُجُورُ غَالِبِ

استدراک

مرتبہ

عرشی زادہ

## گزارش

تقریباً پانچ سو برس کی بات ہے کہ غالب کے اردو دیوان کا قدیم ترین خطوطہ دریافت ہوا ہے۔ یہ تمام و کمال بخطِ غالب ہے، اور اس کی تکمیل، کثابت کے بعد خود غالب ہی نے اس میں جگہ جگہ اصلاحیں اور ترمیمیں بھی کی ہیں۔ غالب کے اس خطوطے کی اہمیت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اردو کے کسی استاد شاعر کے ایسے قلم کا نقل کیا ہوا کوئی مجموعہ تا حال دریافت نہیں ہوا۔ غالب اس معاملے میں بھی سب سے سبقت لے گیا ہے۔ اس خطوطے کی اہمیت ویسے بھی کچھ کم نہ تھی۔ غالب صد سالہ بادگار کے موقع پر اس کا ظہور اور بھی اہمیت اختیار کر گیا، اور ایسے وقت میں کہ غالب کا نام برصغیر ہی کے گوشے گوشے میں نہیں، ساری ادبی دنیا میں گونج رہا ہے، یہ روغائی کرامت سے کم نہیں۔ گویا خطوطے کو اسی دن کا انتظار تھا۔ وہ روپوش اسی لیے ہوا تھا کہ غالب صدی میں رونما ہو۔ میرے لیے تو یہ دریافت میری ادبی زندگی کا سب سے بڑا مژدہ اور انعام ہے۔ اس لیے کہ میں برسوں سے غالب کے قلم کی اصل تحریریں جمع کرنے کے دلچسپ کام میں لگا ہوا ہوں، اور ابھی چند ماہ قبل اسی تلاش و جستجو کے ایک سفر سے واپس ہوا ہوں۔ اس سفر سے واپس پر گھر میں قدم رکھتے ہی مجھے پہلی خبر یہ ملی کہ غالب نے مجھے نیا ارمغان بھیجا ہے۔

میں نے غالب کے اس خود نوشت دیوان کو حنی الاسکان بڑی محنت سے مرتب کیا، اور اس کی قدر و قیمت کے شاہانہ شان عکسی طباعت کا اہتمام کر کے چند روز قبل نسخۂ عرشی زادہ کے نام سے اعلیٰ ذوق کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

نسخۂ عرشی زادہ نے پہلی بار غالب کی پیچیدہ غیر معروف غزلوں اور دو رباعیوں کا تحفہ دیا ہے۔ ان میں سے ایک غزل کئی سال ہوئے خیمہ نسخۂ عرشی میں شامل کی جا چکی تھی۔ مگر بعد ازاں گلشنِ حبیبہ ہمارے میر لسانی آسد کے نام سے ملی، تو میں نے نسخۂ عرشی کے حصۂ سوم، بادگارِ نالہ، میں اسے شامل نہ ہونے دیا۔ لیکن اب یہ غزل متنِ نسخۂ عرشی زادہ میں بخطِ غالب لکھی ملی، تو اس کے کلامِ غالب ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ ان غزلوں اور رباعیوں کے علاوہ معروف غزلوں میں بھی بائیس شعر تھے نکلے۔ اور بہت سے اشعار کی وہ قراءت بھی علم میں آئی جو نسخۂ بیہوال سے قبل کی تھی۔ نیز متعدد ایسی اصلاحوں کا پتا چلا جنہیں آگے چل کر نسخۂ بیہوال کے متن میں جگہ ملی ہے۔ غرض کیف و کم دونوں حیثیتوں سے نسخۂ عرشی زادہ کی معلومات بے بدل ثابت ہوئیں۔



نسخہ عرش، غالب کی زندگی میں تیار ہونے والے دیوانِ اردو کے غلط اور مطبعہ نسخوں کے اختلافات کی مستند دستاویز ہے۔ نسخہ عرش زادہ کی دریافت کے بعد لازم تھا کہ اس غلطی کا نو دریافت کلام اور تمام اختلافات نسخہ عرش میں شامل کیے جائیں۔ لیکن نسخہ عرش کا سارا متن چھپ چکا تھا، صرف یادگار نالہ کا آخری جز چھپنا باقی تھا۔ اس لیے نو دریافت کلام کا متن میں داخل کرنا یا متن کے اشعار سے متعلق اختلافاتِ قرات کو حواشی میں درج کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ باہر ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ نو دریافت کلام کو نسخہ عرش کے حصہ چہارم کی شکل میں مرتب کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ حصہ دوبارہ آوردہ کے عنوان سے نسخہ ہذا میں شامل ہے۔ اب رہے اختلافات، نو انہی استدراك کے تحت نسخہ عرش کے صفحات و اشعار کے حوالوں کے ساتھ جمع اور مرتب کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے اصلاحوں اور اضافوں پر بار بار غور کیا ہے، اور استدراك کے لیے ضبطِ تحریر میں لانے والے موٹے پوری استنباط برقی ہے، اور ان اطلاعات کا حوالہ ”عرہ نشان سے دیا ہے۔

نسخہ عرش زادہ کی بعض اطلاق خصوصیات کا تذکرہ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ تکرار کے خیال سے انہی استدراك میں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ استدراك کا مطالعہ کرنے وقت یہ مثالیں سامنے رہیں اور تمام مقامات کو انہی پر قیاس کیا جائے۔ غالب کے عہد تک ٹ کے لیے کوئی ایک شکل متعین نہیں ہوئی تھی۔ کچھ لوگ صرف ت لکھتے تھے اور سیاق و سباق کی مدد سے ٹ تلفظ کر لیتے تھے۔ کچھ ت کے دو نقطوں پر ط بھی بنا دیتے تھے۔ کچھ چار نقطوں کا استعمال کرتے تھے۔ بالکل ہی صورت ڈ اور ژ کی بھی تھی۔ غالب نے ٹ اور ڈ پر چار نقطے کبھی نہ لگائے، عہد ط استعمال کی۔ غالب کی تحریر کی یہ نمایاں خصوصیت ہے، جس سے نسخہ عرش زادہ میں بھی انحراف نہیں ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بالکل ابتدا میں سے غالب نے ٹ اور ڈ کے درمیان یہ امتیاز رکھا ہے۔

مز کو غالب ڈ لکھا کرتے تھے، مثلاً ”مزہ اور مزگاں بھاسے مزہ اور مزگاں۔ اسی طرح گ کا دوسرا مرکب بالموم نہیں لکھتے تھے مثلاً ”کردش اور گفتار۔

اعراب کا کلم زیر زیر پیش کے علاوہ کبھی حرفوں سے بھی لیتے تھے۔ چنانچہ اعراب بالحروف کی اکثر مثالیں نسخہ عرش زادہ میں ہیں، مثلاً ”لوگا، اوڑا، اونہا، ہوسچے، ابدھر، اودھر۔ نسخہ عرش زادہ کے زمانہ کتابت تک اُن لفظوں میں ہی ی لکھتے تھے جن

میں ی بول نہیں جانی، مثلاً اللہ کی جگہ ایک، ترا کے بجائے تیرا اور اتم کے عوض آتمہ وغیرہ۔ مگر  
 بعد میں جدید طرز املا اختیار کر لی تھی۔ اس طرح سبب الف والے مقامات پر نسخۂ عرش زادہ  
 میں الف موجود ہے، مثلاً نگہ کے بجائے نگاہ۔ آئندہ اس کا بھی لحاظ رکھنے لگے تھے۔ واں  
 اور یاں کو بھی ہمارے محظوظ الفاظ وہاں اور یہاں لکھتے اور اس طرح بولے تھے۔ مگر  
 آخری زمانے کی ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جہاں انہوں نے کاتب کی اصلاح کرتے ہوئے ہ  
 کو اپنے آپ چھپل دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اُن کا تلفظ بدل گیا تھا۔ تمام  
 نسخۂ عرش زادہ میں پہلی صورت ہی ہے۔ جھ کو اور بھکو، تھ کو اور ٹھکو، جھ سے اور  
 جھ سے اور تھ سے، وغیرہ دونوں شکلیں آخر عمر تک غالب کے قلم سے نکلی ہیں۔  
 سینہ ما، سینا ما وغیرہ کو سینا اور میخانہ لکھا ہے۔ مگر بعد میں یہ روش ترک کر دی تھی۔  
 وہ بالمعوم تلفظ کے مطابق لکھا کرتے تھے، مثلاً جہاں دیوانہ کو دیوانے بولا جاتا ہے، وہاں  
 ی لکھتے تھے۔ لیکن ایسے منسلکات کی بھی کئی نہیں جہاں تلفظ کے خلاف لکھا گیا ہے۔  
 ان میں ایک مقام تو ایسا تھا جہاں بنیر ی کے مصرع غلط ہو گیا ہے۔ نسخۂ عرش زادہ میں  
 لکھا ہے:

گل کھلے غنچہ چککنے لگے اور صبح مونی

یہاں غنچہ کی جمع مراد ہے جوری کے بہرہ منصور نہیں ہو سکتی۔

غالب فارسی الفاظ میں ذال اور طوے کے قائل نہ تھے۔ لیکن اُن کا یہ نظریہ نسخۂ عرش زادہ  
 کی تاریخ کتابت کے بعد کا ہے۔ اس لیے نسخۂ عرش زادہ میں گذرا، گذرگا، گذشتن وغیرہ  
 الفاظ کو ذال سے لکھا ہے، زے سے نہیں لکھا۔ نیدن کے تمام مشتقات کو نسخۂ عرش زادہ  
 کی حد تک بالمعوم طوے سے لکھا ہے، مگر ایک دو مثالوں میں اس کے خلاف ت لکھی  
 گئی ہے، جیسے مندرجہ ذیل دو مصرعوں میں:

تیش ہے شرم بقدر چکیدن عرف

اور

کہ جو، اند، تیش بغیر آرزو جائے

گنجش، کجش، قائم، مایل، طائر وغیرہ الفاظ میں ی سے کلم لیا ہے، مزہ کوئی بھی میں  
 لگائی۔ بز غالب خورشید کو بھڑی واو لکھنے کے قائل تھے، مگر نسخۂ عرش زادہ کے بعد  
 یہ عقیدہ اختیار کیا تھا، اس لیے اس میں واو موجود ہے۔

نسخۂ عرش زادہ کے مقفے میں میں نے ان خصوصیات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ بہرہ  
 اگر وہ بحث میں سامنے رکھی جائے۔

ترتیب استءاك كے دوران احساس ہوا كہ نسخہ ہرہال سے متعلق مولانا عرش كی یادداشتیں  
 ہر سے طور پر استعمال نہیں ہوئیں۔ اس طرح میں نے لاہور جا كر نسخہ شیرانی كے خطوط  
 كو ڈاكٹر محمد باقر صاحب كی مہربانی سے دیکھا تھا اور ایسے مطالعے كے نتائج لکھتا گیا تھا۔  
 یہ سالہا ہی ہونسی رکھا رہ گیا تھا۔ استءاك مرتب كرنے وقت میں نے ان یادداشتوں كو  
 ہی نکالا اور حسبِ موقع ان كا اندراج كردیا ہے۔ چنانچہ فی سے نسخہ ہرہال كی اور قا سے  
 نسخہ شیرانی كی انہی یادداشتوں كا حوالہ نظر آئے گا۔ نسخہ عرش كے علاوہ نسخہ ہرہال كے  
 كلام كی تین اشاعتیں ہوئی ہیں: نسخہ حمیدہ مرتبہ مفتی انوار الحق مرحوم، دیوان غالب مرتبہ  
 ڈاكٹر سید عبد الطیف، نسخہ حمیدہ مرتبہ پروفیسر حمید احمد علی۔ میں نے ان تینوں كو از سر نو  
 دیکھا اور حسبِ ضرورت استءاك میں استعمال كیا ہے، اور ح سے مرتبہ مفتی انوار الحق، خط  
 سے مرتبہ ڈاكٹر عبد الطیف اور ح م سے مرتبہ پروفیسر حمید احمد علی كی درج كردہ معلومات  
 كا حوالہ دیا ہے۔

فی كے صفحے كا نامكمل عكس نسخہ حمیدہ میں مفتی انوار الحق مرحوم نے شائع كیا تھا،  
 نامكمل اس لیے كہ شاید نسخہ حمیدہ كے ساز كا لحاظ ركھتے ہوئے اور كا كچھ حصہ كاٹ  
 دیا گیا ہے۔ اس خیال كا ثبوت یہ ہے كہ نسخہ ہرہال ۱۱ سطری سطر پر لکھا گیا تھا،  
 اور دو غزلوں كے درمیان كی ايك سطر سادہ چھوڑ دی گئی تھی، اس لیے فی صفحہ ۱۱ شعر  
 یا جن پر دو غزلوں كے اشعار تھے اُن صفحات پر ۱۰ شعر درج ہوئے تھے۔ مشمولہ عكس  
 ایسے صفحے كا ہے جس پر دو غزلوں كے اشعار ہیں، اس لیے دس شعر ہونا چاہیے تھے۔  
 مگر اس میں صرف سات شعر ہیں۔ نیز اور كے حصے میں باریكا بھی نہیں ہے۔ اگر یہ مكمل  
 صفحے كا عكس ہوتا تو باریكا بھی لازماً ہوتا۔ یہ عكس اس بار نسخہ عرش میں بھی شامل كیا  
 جا رہا ہے۔ میں نے اس نامكمل عكس كے پیشِ نظر كاٹب خطوط كی چند خصوصیات متعین  
 كرنے كی كوشش كی ہے جو پیشِ خدمت ہیں۔

كاٹب بہت خوش خط اور جاذبِ نظر انداز كا مالك ہے۔ اُس نے خطاطی كے حسن و جمال  
 كا پورا پورا خیال ركھا ہے۔ ان میں سے ايك ام بات یہ ہے كہ دو حرفوں كے نقطوں كو  
 آپس میں ملا دیا ہے۔ یہ انداز قدیم خطاطوں كے یہاں عموماً پایا جاتا ہے اور خطاطی كے  
 نقطۂ نظر سے حسن شمار ہوتا ہے۔ جس شخص كی نظر میں خطاطوں كی یہ روش نہ ہو، وہ  
 صحیحے گا كہ دو حرفوں میں سے کسی ايك حرف كے نقطے سبواً ترك ہوگئے ہیں یا كوئی  
 غلط حرف لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً ب اور ی كے نقطے اس طرح ملا دیے گئے ہیں كہ اس

دوش سے بے خبر آدمی پڑے گا، ملاحظہ ہو: پسر و سامان، پریمل۔  
 پ اور ی کے نقطوں کا بھی یہی معاملہ ہے، جیسے: پیرھنساں، پوت، پراہن۔  
 اس طرح ج اور ی کے نقطے بھی غلط ہیں، جیسے: زنجیری۔  
 ش اور ق کے نقطوں میں بھی یہی کفایت شعاری دکھائی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:  
 عش۔

کاتب نے، کا زبریں شوشہ (۱) بہت کم استعمال کیا ہے۔ چنانچہ زبرِ نظر عکس کے تیر،  
 الفاظ میں، کا شوشہ ہونا چاہیے تھا، مگر یہ گیارہ میں نادر۔ اور دو میں موجود ہے۔ جن  
 میں موجود ہے وہ الفاظ یہ ہیں: اعل، تہی۔

جن میں زبریں شوشہ نہیں لگایا گیا، وہ یہ ہیں:  
 پرچہ، ہوں، جوس، پیرھنساں، پراہن، مذہکھا، فہم اور نظر، ہے، جو چار مضافات پر لکھا  
 گیا ہے، مگر ہر جگہ زبر شوشے سے محروم ہے۔

اس آخری لفظ میں مذکورہ شوشے کی غیر حاضری نے دلچسپ شوشے چھوڑے ہیں۔ یہی  
 نسخہ حیدرہ کے بہت سے الفاظ غلط پڑے اور چھاپے گئے ہیں۔ متوجہ ذیل مثالوں سے میرے  
 اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) ق میں ہے، تھا، مگر ہے، پڑھا گیا، ملاحظہ ہو:

ہراغ گل سے ڈھونڈے (ہے) چمن میں ضیع عار اپنا (صحیح: ہے)

(۲) اس کے برعکس ہیں ہوا، ہنی ق میں ہے، لکھا تھا، مگر ہے، پڑھا گیا، جیسے:

سبہ سنی ہے اعلیٰ خاک کو ابر جاری (ہے) (صحیح: ہے)

(۳) ہے، کو بائے اضافی صحیح کر صرف ہی لکھا گیا، مثلاً:

جوں جاہ سر بکوسے (نمائے) بیدل (صحیح: تھا ہے)

(۴) ہے، کو بائے اضافی جان کر محض ہی نقل کیا گیا، ہنی:

رج گیا جوش (مضاعے) زلف کا احسا میں عکس (صحیح: صفا ہے)

(۵) اس کے بر خلاف کہی صرف بائے اضافی نہیں، مگر نقل ہوتی تو ہے، بن گئی، مثلاً:

کداز سمر پیش شست و (شو ہے) قنڈر خود کاہی (صحیح: شوستے)

(۶) کچھ اور اغلاط کا باعث ہیں اس قسم کی غلط فہمی معلوم ہوتی ہے، مثلاً: م کو،

پڑھا گیا ہے، جیسے: پنے (میتاں میں) دکھ لو تم اپنے کان میں، دران حالے کہ یہ میناے ہے  
 تھا۔

(۷) کہیں اس کے برخلاف ، کو م سمجھ لیا گیا ہے، جیسے:  
 رنگِ روان و (مر)پیش دوسرے نسخہ شجاع جب کہ صحیح لفظ امر ہے۔  
 (۸) اسی طرح ، کو م بھی قرار دے دیا گیا ہے، جیسے:

(مر رشتہ) چمکِ جیب کا تارِ نظر ہے آج درست یہ ہے کہ مصرع کے ابتدائی الفاظ  
 امر رشتہ تھے۔

ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ کاتبِ مرکباتِ توصیفی و اضافی میں ی کے ساتھ کبھی مرہ  
 اور کبھی کسرہ لکھا ہے، مثلاً: زنجیری سے زنجیر دل، اور بوی: یوسف۔

نسخہ ہویال اور نسخہ شیران کے علاوہ تین چار اور ماخذوں میں غالب کے قدیم کلام  
 کے نمونے مل جاتے ہیں۔ ان میں تذکرۂ عمدہ منتخبہ، یادگارِ غالب اور خدا بخش علی کی مرتبہ  
 فہرستِ کتب، محبوب الالباب فی تعریف الکتاب والکتب، بھی ہیں۔ عمدہ منتخبہ کے اشعار اس  
 تذکرے کے عکس سے نقل کیے گئے تھے، مگر ایک شعر کی غلط قرائت عمدہ منتخبہ کے بجائے  
 دوسرے ماخذ کے مطابق چھپ گئی۔ میں نے استدراک میں عمدہ منتخبہ کی صحیح قرائت  
 درج کر دی ہے۔ یادگارِ غالب میں ردیفِ الف کے کئی منسوخ شعر مولانا حالی نے مثال میں  
 پیش کیے تھے۔ اُن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حالی کے پیشِ نظر جو روایت  
 تھی وہ نسخہ ہویال سے قدیم تر تھی۔ اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ یادگارِ غالب کے زمانے تک  
 منسوخ کلام روپوش نہیں ہوا تھا۔ محبوب الالباب میں بھی دو منسوخ شعروں کی موجودگی کے  
 پیشِ نظر کچھ اسی قسم کا گمان ہوتا ہے۔ میں نے استدراک میں ان قرائنوں کا بھی حوالہ دیدیا  
 ہے۔

غالب کے دیوانِ اردو کا ایک مخطوطہ نواب احمد سعید خان طالب کے پاس تھا۔ اس میں  
 غالب کا کچھ غیر معروف کلام بھی حاشیوں پر درج ہوا تھا۔ یہ کلام مولانا محمد علی جوہر رامپوری  
 اور مولانا ابو الکلام آزاد نے حدود اور الہلال کے ذریعے عام کر دیا ہے۔

دیوانِ غالب کا ایک مخطوطہ بیگم شجاع الدین احمد علی شاہ کی ملکیت تھا۔ اس سے مولانا سر  
 نے کچھ غیر معروف کلام اپنی تصنیف، غالب، میں نقل فرمایا ہے۔ کیونکہ اُس بت سے رکھوں  
 جان عزیز الخ یہ بن شعر بھی نسخہ شاہان کے حاشیے پر لکھے ہوئے تھے۔ بیگم شاہان کے نسخے  
 کی بھی وہی کیفیت ہے جو طالب کے نسخے کی، اس لیے ظنِ غالب یہ دونوں مخطوطے  
 ایک ہی تھے۔ اس مخطوطے کے حواشی پر مندرج کلام کی ایک فہرست میری نظر سے گزری  
 ہے، جس میں اس مخطوطے کے صفحات کا حوالہ بھی موجود تھا۔ میں نے یہ سوائے نقل کر لیے

نہیں۔ اُن میں سے کچھ متن کے ساتھ حواشی میں اور باقی استدراك میں درج کر دیے ہیں۔  
جناب خیر بوروی کی عنایت سے انجمن ترقی اردو کے لیے سید حاشی فرید آبادی مرحوم  
کے مرتب کردہ دیوان غالب کا مستودہ بھی دیکھنے کو ملا۔ اس کی تیسری میں مرتب نے  
نسخہ طالب سے کام لیا تھا۔ میں نے نسخہ حاشی سے بھی کار آمد مواد استدراك میں شامل  
کر لیا ہے۔

غرض استدراك کو زیادہ سے زیادہ کار آہنگ بنانے کے لیے متنح زہر گوشہ باقم پر  
پورا عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔

نسخوں کے اختلافی قراءت کے علاوہ مختلف اشعار سے متعلق بعض ضروری معلومات بھی میں  
نے اس حصے میں شامل کر دی ہیں۔ خیر مولانا عرش کے دو تین نوٹ بھی حسبِ موقع نقل کر  
دیے گئے ہیں۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ طابع دیوان کا بڑا حصہ مولانا عرش کی موجودہ  
خلالت کے دوران میں انجام پایا ہے، اور اس کے پروف میں نے پڑھے ہیں۔ اس زمانے میں  
ڈاکٹروں کے مشورے کی وجہ سے میں بعض درسیات طلب مقامات کے بارے میں مولانا عرش  
سے عداہات بھی نہ لے سکا تھا، اس لیے کچھ غلطیاں میری وجہ سے ہی رہ پا گئیں۔ مگر  
نسخہ عرش زادہ کی ترتیب کے کام نے بہت سے پردے اٹھا دیے اور وہ اغلاط بڑی حد تک  
سمجھ میں آ گئیں۔ میں ان کی بھی تصحیح کرنا گیا ہوں۔ اس لیے اگر حواشی اور استدراك  
میں کوئی فرق نظر آئے، تو استدراك کو درست سمجھا جائے۔

آخر میں یہ عرض کرنا بجا نہ ہوگا کہ استدراك کی ترتیب میں یہ غما شامل رہی ہے کہ  
اس ہائے نسخہ عرش میں میرے نام کی شمولیت ہو جانے کی، اور قافیہ گل مرنے کی سعادت  
کے ساتھ نسخہ عرش کی اس خدمت کے طویل اعلیٰ علم کی نظر میں کچھ اعتبار بھی حاصل  
کر لوں گا۔ اس سے کون انکار کر سکے گا کہ مولانا عرش کے اشعار کلام کا ملکا سا عکس بھی  
اعلیٰ علم و ادب پر نظر کو میرے کام میں نظر آجائے، تو یہ میری بہت بڑی کامیابی اور میرے  
لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

عزیز

# گنجینہ معنی

(آئندہ عبارت میں پہلا عددہ صغیر کا اور دوسرا شعر کا ہے۔ نیز الف سے مصرع اول اور ب سے مصرع ثانی مراد ہے۔)

۱ الف، قا، روانہاے (سہو کاتب)۔ مگر غالب نے وہ کے دونوں نقطوں کو ملا کر "ن" کا نقطہ بنا دیا ہے۔ کاتب سے یہی سہو قا کے گزشتہ صغیر پر بھی ہوا ہے جہاں یہ لفظ بطور رکاب موجود ہے۔

۵ ب، ج، لط، ہر (سہو کاتب)۔

۶ قا میں یہ شعر ہادی خور فریب الخ سے پہلے ہے، مگر ح میں نقل نہ ہوا۔

ص ۸:۱۲ الف، ج، لط، خیال اُس کا (سہو کاتب)۔

ص ۱۱:۱۴ الف، عز، سحہ واملنگی (سہو کاتب)۔

۱۲ الف، عز، آہلے ہائے نخل۔

ص ۱:۱۵ الف، عز، داغ اے حاجتِ بیدرد کہ در۔

۱ ب، عز، آئینہ ہر (سہو کاتب)

۲ الف، عز، آئینہ بردار نما معلوم۔

۶ الف، عز، پہلے وہ نفس ہوں کہ اسد زمزمہ فرستے۔ پھر اسے قلزد کر کے مصرع

ثانی کے بجائے یہ مصرع تحریر کیا: وہ نفس ہوں کہ اسد مطرب: دل نے مجھ سے۔

۶ ب، عز، پہلے درشتہ پر ساز ہے نقصہ

ص ۲:۱۱ الف، عز، پہلے سہو عرض، ترک ہو گیا تھا۔ اس لفظ کا اضافہ کرنے کے لیے ایک بار "افسون" کے "فسو" کو "عرہ" بنایا۔ لیکن پھر "ن" کو جس کا نقطہ اب بھی موجود ہے، "ض" بنا کر پہلے لکھے ہوئے "فسو" کو برقرار رکھا اور اُس کے قبل و بعد الف اور نون بنائے۔ پھر "ف" کے اوپر "عرہ" لکھا اور اس طرح "افسون" عرض، شکل دے دی۔

۲ ب، عز، نعل در آتش۔ تصویر۔

۳ الف، عز، "صخر و قلب" کے اوپر بین السطور میں "خستہ" لکھا اور پھر اسے قلزد کر دیا۔

۴ ب، عز، جز (اور یہی درست ہے)۔

۵ ب، قا، زنجیر می (سہو کاتب)۔

۶ الف، عز، یہ استقبالِ نثارِ زماہ آخرِ ضیاء شوخی۔

۷ الف، عز، "تفاؤل بدگمانی" ما نظر پر صحت جاتی ہے۔ ص ۲:۱۲ عز، میں یہ شعر مطلع کے بعد

۲ ب، عز، برق حاصلِ صبر۔ ج، لط، پسند

آیا (سہو کاتب)۔

بیدل بادشاہ۔ پھر ہر ساز، قلزد کر کے مصرع کے آغاز میں ساز پر، لکھ دیا ہے۔  
۶ ب، ق، رشتہ (سہو کاتب)۔

۱۱ الف، عز، تھر، بجائے نہیں، (سہو کاتب)۔  
۱۲ الف، عز، جوش، یادِ نشتہ دسازِ مطرب سے (اس کے بعد اسد کے لیے ریاض ہے)۔  
۱۲ ب، عز، ہر سر تار۔

۱۳ الف، عز، میں پہلے دیکھنے نہی م وہ سہو لکھ گیا تھا۔ پھر وہ کو چشم میں تبدیل کر دیا۔

ص ۲:۱۶ الف، عز، عشر آباد۔  
۷ ب، ق، پہلے، میں گردِ راہ، پھر وگرد کے اوپر دھارہ بنایا ہے۔  
۱۰ الف، عز، جہاں رہ جانے۔

۱۱ الف، ق کے کاتب سے ہے، نرک ہو گیا تھا، اسے بعد میں بڑھایا ہے۔  
۱۱ ب، عز، مفرور۔

۱۲ اس شعر کی اصلاحی شکل ص ۱۶۷ پر ملاحظہ ہو۔

ص ۱:۱۷ ب، عز، دعویٰ۔  
۸ ق، میں اس ردیف و قافیے کی کوئی غزل نہیں ہے۔

ص ۵:۱۸ الف، عز، ذوق سسل کا۔  
۶ الف، عز، پہلے، نگاہ از چشم حاسد وام کرے تھا۔ پھر ہاز، اور بعد ازاں وکر، کو قلزد کر کے اُس کے اوپر لے، بنا دیا ہے۔  
ق، لے، کو سہو ال، لکھا گیا ہے۔

۷ الف، عز، پہلے، شرار فریخت، سرماہ چندیں چراغاں تھا۔ پھر اس مصرع کو قلزد کر کے بن السطور میں شرار فرصت گگ سامان یک عالم چراغاں ہے، تھوپڑ ہوا۔

۹ الف، عز، اسد افسوس و درد نا شناسی عامے گمراہان (اسد کے لیے ریاض ہے)۔  
۱۰ الف، عز، کہیں دار۔

۱۱ الف، عز، بدرجہ، ق میں یہاں حاشیے پر مقابلہ کردہ شدہ لکھا ہے (حم)۔  
۱۲ ب، عز، ق، لڑانا۔

۱۳ الف، عز، چہ ظاہر چہ باطن تکلف تاسف ص ۱۹:۴ الف، ق، تراے (سہو کاتب)۔  
۷ ب، عز، پہلے، نگہ برق از شعلہ فشر ہے۔ پھر نگہ قلزد کر کے جنوں، لکھا اور ہاز شعلہ بنا دیا، یعنی جنوں برق فشر۔

۸ الف، ق، اس مصرع کے مقابل حاشیے پر لکھا ہے وحررة عبدالصمد مظہر (حم)۔  
ص ۲۰:۸ الف، ق، پہلے ہنازی تمکین دے۔ غالب نے تمکین پر ال، لکھ کر دائیں حاشیے میں دوپکا۔ بنایا ہے، یعنی مگر وہ سسر ناز دے دے گا۔

۸ ب، عز، حاضر گلین در دعان۔  
ص ۲:۲۱ الف، عز، فت ویز۔

۲ الف، عز، سیاحان۔ ق، سامان (بدون قاطریا)۔  
۴ الف، عز، ق میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۵ الف، عز، حالو نا افسردگان۔



- ۶ الف، عز، جس نے، کتابت سے رہ گیا تھا۔ بعد میں بین السطور میں اضافہ ہوا ہے۔
- ۶ ب، عز، تر زبانِ لطیفِ عالمِ ساقی۔
- ۸ الف، عز، شمعِ روہاں۔
- ۹ ب، عز، شعلہِ روہاں جب ہوئے۔ ح میں ہیں یہ شکل موجود ہے، مگر خط میں نہیں۔
- ۱۰ بد، عز، دل زائشِ خجری۔
- ص ۱۰۲۲: الف، عز، پہلے سو اوجاں دادگاہ لکھا تھا۔ بعد میں داد کے اوپر گاہ اضافہ کر کے دادگاہ بنا یا۔ عز، گداز تر۔
- ۲ الف، عز، ہوا ہی حسرتِ شبانہ روز۔
- ۴ الف، عز، ہوں میں۔
- ۵ الف، قا کے کاتب نے آئیہ لکھ دیا تھا۔ غالب نے اسے آئیہ بنا یا ہے۔
- ۵ ب، عز، کس لگی۔
- ۶ ب، شعر عز کے متن لورق کے حاشیے میں ہے۔ اگر یہ ترکِ سہواً نہیں تھا، تو اسے انتخاب میں رجوع کی مثال قرار دیا جا سکتا ہے۔
- ۷ عز میں یہ شعر عالمی بے سرو سامانہ الخ کے بعد ہے۔
- ۸ الف، عز، پہلے حسرت لکھا تھا۔ پھر اُس کو حسرت بنا دیا۔
- ۱۰ الف، عز، جلوہ بیاط۔
- ۱۰ ب، عز، پہلے سہواً مہربادہ لکھا تھا۔ پھر اُسے مہربادہ بنا دیا۔
- ۱۱ الف، عز، نقشِ بدقوچ جہاں۔
- ۱۱ ب، عز، پہلے، از سر برِ خامہ پیدا تھا۔ پھر اُسے قلزد کر کے لورقِ متن کے الفاظ لکھے ہیں۔
- ص ۱۰۲۳: الف، عز، غنچۂ خاطر نے رنگِ حد۔
- ۱ ب، عز، گردۂ تصویرِ گلشن۔
- ۲ الف، عز، پائرِ ابا سے کہ دورِ سینہِ ویش سے آمد۔
- ۲ ب، عز، دستِ بر دل۔
- ۵ الف، عز، سیلِ عا جزِ جانبِ دریا۔
- ۵ ب، عز، پہلے دو عالم دیدہ تھا۔ پھر دو عالم کو قلزد کر کے مہربادہ لکھ دیا۔
- ۶ الف، عز، بے نقابیا بخود۔
- ۶ ب، عز، پہلے مزِ مزگانو نم آگیا تھا۔ پھر اُسے قلزد کر کے سرشک آگیا مزہ سے بنا دیا۔
- ۷ الف، عز، لبلا۔
- ۷ ب، عز، سیاہ از حلقہِ ماسے۔
- ۸ ب، شعر بازگاہِ غالب میں ہی نقل ہوا ہے۔
- ۹ الف، عز، مہتاباں بر فرقِ پائین۔
- ۹ ب، عز، خوشا روز سے کہ آب از ساغر سے ناپراؤں تھا۔
- ۱۱ الف، عز، پہلے اُنکی چشمِ سفید از بختِ روزنِ نمانا ہے تھا۔ پھر اس پر خطِ کھوج کر گنجۂ معنی میں ممدوح مصرع لکھ دیا۔ اصلاحی مصرع کے الفاظ مسلکِ آخرہ کہیں جملہ بندی کے وقت کٹ گئے ہیں۔

ص ۱۰۲۴، یہ شعر باد گار غالب میں بھی نقل ہوا ہے۔

۲۔ یہ شعر باد گار غالب میں بھی نقل ہوا ہے۔

۳۔ عر، مگر دینے بدامان۔

۴۔ الف، عر، سکی ہے۔

۵۔ الف، عر، طائفہ شوخی۔ ح، نزاکت سے (سہو کاتب)۔

ب، عر، جنم جھٹھا (اور بھی صحیح ہے)۔

۶۔ ب، عر، یکسر نار جھٹھا (اور بھی صحیح ہے)۔

۸۔ الف، عر، اسد کے لیے ریاض ہے۔ یہ شعر باد گار غالب میں بھی نقل ہوا ہے۔

۱۲۔ الف، عر، فریب، (اور بھی صحیح ہے)۔ نیز عر میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد

۱۴۔ الف، عر، اسد کے لیے ریاض ہے۔

ص ۲۰۲۵، ب، عر، باد گار غالب، بیرون (د قلیا (اور بھی صحیح ہے)۔

۲۔ عر میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۳۔ ب، عر، کرتے ہیں (اور بھی صحیح ہے)۔

۴۔ الف، عر، نہیں در پردہ حسن از کوششِ طاعنکی غافل۔

۶۔ الف، عر، حسرت (اور بھی صحیح ہے)۔

۶۔ الف، عر، پہلے مطلب ازہ تھا۔ پھر اُسے قلزد کر کے بن السطور میں معلوم بابا ہے۔

ب، عر، ہے (اور بھی صحیح ہے)۔

۷۔ ب، عر، شرر در سگ۔

۸۔ ب، فاء، ریزی (سہو کاتب)۔

۹۔ الف، عر، پیدا ہے۔

۹۔ ب، عر، دو سے گاہ۔ مگر ق، ہیں، لایا ہے،

تھا۔ بعد کو رجوع کر کے حاشیہ فی پر دوبارہ عر کے مطابق قراءت بخیر ہوتی۔

۱۰۔ عر میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۲۔ الف، عر، میں ہے نسیم۔

ص ۱۰۲۶، الف، عر، در گرو۔

۲۔ عر، میں یہ بیت غزل کا پانچواں شعر اور پردہ در دل الخ کے بعد ہے۔

۲۔ ب، عر، فاء، نمائشا چمن مطلب۔

۶۔ عر، میں اس شعر کے بعد وہ نو دریافت مطلع ہے جو باد آورد میں نمبر ۱ پر درج

ہوا ہے۔ ۶۔ الف، فاء، چوں۔

۱۱۔ ب، عر، پہلے در نظر عاہ تھا۔ پھر مدر کر امر، بابا اور معاف قلزد کر کے اُس کے

اوپر میں، لکھا، یعنی امر نظر میں۔ ۱۲۔ الف، عر، شب کہ باندھا بار نے پہاڑ

در حراب آمدن۔ ۱۳۔ ب، عر، چمکو شوخی، افسانہ۔

۱۴۔ ب، عر، گویا۔ اسی قراءت کے ساتھ یہ شعر باد گار غالب میں نقل ہوا ہے۔

ص ۱۰۲۷، الف، عر، ساحل و دستِ حنا آلودہ کو۔

۲۔ الف، عر، میں اس مطلع کی جگہ یہ مطلع ہے:

۹ الف، عز، آئینہ کی دوسری مرہ اور خانہ میں ترک مرہ سو ہے۔

۱۰ ب، عز، در سر۔ در دل۔ قا کے کاتب نے ہوائے حراء لکھ دیا تھا، غالب نے اسے غبارہ نایا، مگر سووا ہوائے کا معنی لکھا رہ گیا۔

۱۱ ب، عز، پہلے دیکر صرف دام تھا۔ پھر دیکر، کو قلزد کر کے مصرف کے بعد نقاش، ڈھا دیا۔

۱۲ الف، ح، از بحر (سہو کاتب)۔

۱۳ الف، عز، ہوائے باد (سہو کاتب)۔

۱۴ الف، عز، واسدہ کے لیے یاض ہے۔

۱۵ ص ۱: ۲۹ ب، عز، پہلے الفاظہ تھا۔ پھر وہ قلزد کردی ہے۔

۱۶ قا میں یہ اور اس کے بعد کے شعر چوتھے، پانچویں اور چھٹے شعر پر ہیں۔

۱۷ ب، ح، خون (سہو کاتب)۔

۱۸ الف، عز، سینہا ہے۔

۱۹ قا میں یہ اور اس کے بعد کا شعر دوسرے اور تیسرے شعر پر ہیں۔

۲۰ الف، عز، میں یہ اور اس کے بعد کے دو شعر غزل نمبر ۳۷ کے ہیں اور ان کا متن یوں ہے:-

۱. ہوا نے۔ خور ہے نقاب رنگ ہنسنا۔

۲. تکلف عاقبت ہیں۔ نفسا بعد واصل دوست تلواریں گسٹنا۔

۳. اسد، ہر اشک ہے یک سلقہ بر زنجیر افزون

اسے اسد، روپا جو دشتِ غم میں میں حیرت زدہ آئینہ خانہ ز سیر اشک ہر ویرانہ تھا

۳ ب، عز، پہلے، دتر پیرامن، پھر دتہ قلزد کر کے دتہ لکھ دیا ہے۔

۶ الف، عز، پہلے، داز نفس کرے حیر شدہ آوازیں بارہ تھا۔ موجود، صورت ہیں السطور میں درج ہوئے ہیں۔

۷ عز، قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

نیز یہ یادگار غالب میں بھی نقل ہوا ہے۔

۸ الف و ب، عز، انتظار زلف میں شمشاد مدست چنار نقش بدر شکل مژگن از خود شاہ تھا

۹ عز میں یہ غزل کا تیسرا شعر ہے اور داغ ہر الخ کے بعد درج ہوا ہے۔

۹ الف، عز، پہلے صیرت از شور فغان ہے اثر غفلت ہوئی تھا۔ بد ازاں اسے قلزد کر کے بھیجے موجود مصرع درج کیا ہے۔

۱۰ ب، قا، زہر آب (سہو کاتب)۔

۱۱ الف، عز، نیز فی میں پہلے، اضطراب تدبیر۔

۱۱ ب، عز، بسل کا طہین۔ قا، کرچا۔

ص ۱: ۲۸ الف، عز، طلب جوش۔

۱ ب، عز، میں ہے (سہو کاتب)۔

۳ الف، عز، ندی خورشید نے فرصت بندوبست سنبھلنے۔

۴ الف، عز، واسدہ کے لیے یاض ہے۔

۷ ب، عز، نور چشم جنوں۔

بہ بند - امید رستہا -

۶ الف، عز، قا، عاقبت میں (اور ہیں درست ہے)۔

۷ ب، عز، قا، رستن (اور ہیں درست ہے)۔  
۱۰ ب، عز، نخبیر۔

۱۱ ب، عز، یال، طازوس۔

۱۴ الف، عز، شوق، سبک، ناز، شہادت۔

ص ۶۳۰ عز، غارود۔

۷ ب، قا، جسم (سہو کاتب)۔

۸ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۱۰ الف، قا کے کاتب نے صدای، لکھا تھا،  
غالب نے اپنے قلم سے ی کے سرے میں ہ  
کا اضافہ کر کے صدایا دیا۔

۱۰ ب، عز، قا، حوں (اور ہیں درست ہے)۔

۱۲ ب، عز، از، خرمن، ع، خرش۔

۱۴ ب، عز، پہلے سہا مرکبے لکھا گیا  
تھا۔ تصحیح کے وقت الف ہڑا کر مرکبا، بنا  
دیا، مگر ۱۵ سے قلرد ہونے سے رہ گئی۔ عز،  
قا، اسبند۔ قا، ے (بدون نقطہ، جو سہو کاتب  
ہے)۔

۱۵ الف، ق، جلی بد خط میں اصلاحی مصرع  
حاشیے پر لکھا ہے (حم)۔

ص ۱۳۱ عز، میں اس غزل کا جو دوسرا  
شعر ہے، وہ ق وغیرہ میں شامل نہیں کیا گیا  
ہے۔ اُسے بیاہ آورد میں نمبر ۳ پر ملاحظہ  
فرمائیے۔

۲ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۶ عز میں اس غزل سے پہلے الک لفظ  
لکھا گیا ہے جو ہڑا ہ جا سکا۔  
۷ ب، عز، ے سو۔

۹ الف، عز، نہ بیان طلبہ کلام (اور یہی  
درست ہے)۔

۱۰ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۱۰ ب، عز، قافہ پا (اور ہیں درست ہے)۔

ص ۱۰۳۲ ب، عز، برگ، گل صفت۔

۲ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۴ ب، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۸ الف، عز، نہیں کف بر لب نازک وغیرہ  
۷ سے۔

۹ الف، ح، دخم (سہو کاتب)۔

۱۰ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۱۱ ح میں لکھا ہے کہ ق میں اس غزل  
کے مطلع میں صرف مصرع ثانی کی ردیف  
دہرا ہے۔

۱۲ ب، عز، برگ، اشک۔

۱۳ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۶ الف، عز، اسد نہ بوجہ شب و روز ہجر  
کا احوال۔

ص ۱۰۳۳ الف، عز، حر کر باغ (اور  
ہیں درست ہے)۔

۲ ب، عز، بر پشت۔

۴ الف، عز، کوہ اپنی پیش رنگی۔

۶ الف، عز، چلیے، داندہ مابوس مت ہوا

تھا، اور داندہ کے لیے یاض چھوڑی تھی۔ پھر

بیاض ہے۔

۸ الف، عز، رنگِ گل از حیرتِ گلشن  
فروزی حائے دوست۔

۹ ب، عز، آفتابِ پردن۔

۱۰ ب، عز، گردشِ رنگِ چمن ہے حسبِ  
حالِ خندلیب۔ پھر حسبِ کو قلزد کیا اور  
حال، کو سال، سے بدل دیا اور "ہے" کے  
اوپر "ماہ" کے اضافہ کر کے موجودہ متن کی  
شکل دی۔ تبدیلی کی وجہ یہ "لوم" دونی ہے  
کہ حسبِ حال، غزل کے شعر نمبر ۲ کا بھی  
قافیہ تھا جس کی اصلاح کردی گئی۔

۱۱ عز، نثار، ق میں موجود ہے۔

۱۲ الف، عز، "اسد" کے لیے بیاض ہے۔  
ص ۱۳۵ الف، ق میں یہ غزل کا چوتھا  
شعر ہے اور "خسوں دل میں جو الخ" سے  
پہلے درج ہوا ہے۔

۲ ب، عز، خوبصورت کا جو دیکھا ہے  
حنا بست۔

۳ الف، عز، گرمیِ زبان ہے۔

۴ ب، عز، قہ ہے شمعِ شہادت کے لیے۔  
ق میں ترسم کی گئی ہے۔

۵ الف، ق کے کاتب نے پہلے "نہیں پائی"  
لکھا تھا۔ بعد میں "پائی" کو "پائی" بنایا۔ لیکن  
پ کے تینوں نقطے پونہی چھوڑ دیے۔

۷ الف، عز، چشمِ بنو پردہ جز نثار۔

۸ الف، عز، پہلے، خرمنِ حائے گوہر ہے

"ماہوس" سے پہلے "نہو" ڈھا کر "سہ" کو  
غالب بنایا۔ مگر غالب کے بعد "ہو" قلزد  
ہونے سے رہ گیا ہے۔

۶ ب، عز، توقع ہے کہ بعد۔ یہ شعر بھی  
ظاہر کرتا ہے کہ غالب اصلاح سے رجوع  
کر لیا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی کہا جا سکتا  
ہے کہ ق کا ماضی کوئی اور نسخہ تھا۔ ورنہ  
مصرع ثانی میں "توقع" ہے قلزد ہوتا۔

۷ ب، غزل ق کے متن اور حاشیے دونوں  
میں ہے۔ یہاں حاشیے کا اندراج سمجھنے  
کی وجہ سے ترتیب میں آگے بڑھ آئی ہے۔

۷ الف، اس غزل کا مقطع نواسے سروش  
ص ۴۶۹ پر ملاحظہ ہو۔

۹ الف، عز، پہلے "گرفتار از الفت" ہے  
زبان میں کاش صیادے تھا۔ پھر اسے قلزد  
کر کے حاشیے پر اصلاحِ مصرع:

"اسیرِ بے زبانی ہوں مگر صیادِ بے پروا،  
درج کیا۔ یہ مصرع بھی اس کا ثبوت ہے کہ  
ق کا ماضی کوئی اور نسخہ تھا۔

۹ ب، ح، ہو جانے (سہو کاتب)۔

۱۰ الف، عز، شوقِ غزلِ آرائی۔

۱۰ ب، عز، ق، آئینہ (سہو کاتب)۔

۱۲ الف، عز، ق، رنجِ کوششا۔

ص ۱۳۴ الف، عز، ق، ح، طبعِ موزوں۔

۳ ب، عز، آخرِ شعر۔

۵ الف، عز، از سوزِ دلِ آتشِ ازروخت۔

۶ الف، عز، "نظارہ" کو۔ نیز "اسد" کے لیے

نگار و نر و نس۔ پھر تو بس، چھیل کر مہابہ  
لکھ دیا ہے۔ نر سوا عز میں ان دونوں  
شعروں کے مصرعے بے ترتیب ہو گئے ہیں،  
بعد میں ہندسے ڈال کر ترتیب درست کر دی  
گئی ہے۔

١٤ الف، غر، طبر، تالي، حامل.

۱۸ پ۔ مر، اے عاشق گیار۔

ص ۱۳۷ بہ عز، جس خود آرائی۔

۲ الف، ق: سوئے فست (چمڑہ)

۳۔ ایک عزت مند کے لیے باض ہے۔

۳۔ یہ قرآن دعوائے مرزائی۔

۱۰. قادیان میں تریبہ اشعار یہ ہے: صورت فروش

معزول پیش: نا صبح: مرن داغ: کرتی ہے۔

ن ب، قز، گناه۔

v اللہ عز و جل نے کیا سفر۔ غز یہ معنی قی

کامیابی کے لیے

و الف، عر الداء، ك لیس باضر ہے۔ قا

الفصل (سیر کتاب)۔

۱۰۔ اللہ عز و جل کی کموز و اجنبد

۱۱ پ، ع، ق، ج، وحت مزاج۔

عمر ۱۶۳۸ الف، عز. بک جہاں ہے در

سرالد - نه - قاتق - قاتق -

۱۔ بقرہ، اہل بیت کے غنا کی۔ نور،

یہی اسی شعر کے بعد وہ نوریانی شعر ہے۔

جو ماہی خورد نمبر ۱۱ پر درج ہے۔

والدہ عز. اے (والدہ کے لیے ماضی)

مر مستعد شاه گیتی بر زلف -

بالتجربة والخطأ

وَقَالَ لَهُمْ خُذُوا هَذِهِ السَّيْفَ فَإِنَّ فِيهَا بَلَدًا

۹. الحمد عن: ۷۰ فقرہ، از: بالائے وا افراخہ۔

۱۹ کے بعد یہ شعر اخلاقی کیجے جو لانا ہی

نہیں مگر عرفی اور فی مابین موجود ہے اور سوا

گنجانے میں توجہ ہونے سے رہ گیا:

اے عزیزم! صلوات جلدی بنیاد افسردہ رہ

گرفتار ہے جسم تپاں شوخ، ہمارا دوست

۱۰ الف، غز، تھاشاں (اور جی، صحنہ)۔

غیر والدہ کے لئے

۱۱۔ یہ، قی، دل و دوست (سہ کاف)۔

۱۶ الباقی، کریمکام، ص. گریہ کلام (عہ در)

-12-

۱۲ پ. ج.، مخطوطات شماره ۱۵۰

156

[illegible]

| Age Group | Percentage of Respondents |
|-----------|---------------------------|
| 18-29     | 45                        |
| 30-39     | 55                        |
| 40-49     | 65                        |
| 50-59     | 75                        |
| 60-69     | 80                        |
| 70-79     | 85                        |
| 80+       | 85                        |

... ..

وہی ہے جو ان کے لیے ایک نیا عالم بنا دے گا۔

وہیں، فلورس کے نام سے جانے جاتا ہے۔

المجلس الأعلى للدراسات الإسلامية

15

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

[illegible]

ص ۷۳۹ الف، عز، واسدہ کے لیے  
بیاض ہے۔

۷ ب، عز، افسانہ ما باشد۔

۹ الف، عز، گرگ و خط آتہ۔

۹ ب، عز، جامہ زیاں۔

۱۱ الف، عز، پہلے دیک دستہ تھا۔ پھر  
اس کو دیکرہ بنا دیا، مگر دستہ کو کائنات  
بہول کہے۔ ق کے من میں پہلے ہتھ ہے، تھا  
جسے کاٹ کر دیکرہ لکھا ہے۔

۱۲ الف، عز، واسدہ کے لیے بیاض ہے۔

۱۳ الف، عز، میں اس غزل کے آغاز میں  
لفظ کی علامت بنا کر اسے نظری قرار دیا تھا،  
مگر پھر بھی یہ ق اور قا میں نقل کی گئی۔ یہ  
بھی سابق نظم سے رجوع کی مثال ہے۔ نیز  
یہاں اس کا اندراج غلط ہوا۔ یہ ردیف دال  
کی آخری غزل ہونا چاہیے۔

۱۳ الف، عز، کہیں رنگ گمراہ۔

ص ۷۴۰ الف، عز، خدائے پختی۔

۵ الف، عز، بازار سنگدلہاے۔

۶ ب، عز، ز دستہ شبنم طبع۔ پہلے، ق  
میں بھی جوتی تھا۔ پھر ز دستہ شبنم دلیا ہے وہ  
اصلاح ہونی چاہیے سو آج میں دلیا ہے جہاں  
گیا ہے۔

۶ الف، عز، مستند (واسدہ کے لیے بیاض  
ہے)۔

۷، قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۲ الف، عز، پہلے، جمع ہیں موزونیاں در۔

پھر اسے قلزد کر کے بین السطور میں موجودہ  
الفاظ لکھے ہیں۔

۱۱، عز، ندارد۔

۱۳ الف، عز، غنچہ کا دل خوں ہوا لیکن۔

۱۴ الف، عز، سب کاری اسد۔

۱۵، عز، ندارد۔

ص ۷۴۱ ب، عز، وا کشادہ۔

۷ الف، عز، بالبدن۔ نیز واسدہ کے لیے  
بیاض ہے۔

۱۵ الف، عز، قدرت و ایجاد۔

ص ۷۴۲ الف، عز، قا، آئینہ پر (ہرجگہ)۔

۳ الف، عز، معنی بھائے ہے (سہو  
کتابت)۔

۱۴، قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۶ الف، عز، ہو نگاہ گر غائب کو  
سیر اسکندر اسد۔ نیز اس شعر سے قبل ۳۰

شعر ہے وہ یاد آورد نمبر ۱۲ پر ملاحظہ ہو۔

۷ الف، عز، غافل کیا کیا۔ نیز یہ شعر  
ناز خود بینی الخ کے بعد ہے۔

۱۱ الف، عز، قا، تڑپ (قدیم املا)۔

ص ۷۴۳ الف، عز، پہلے، ز بد سنہ

سے نواں ہوا ویرانہ میخانہ۔ پھر اسے قلزد  
کر کے حاشیے پر جو اصلاحی مصرع لکھا

گیا وہ جلد ہندی کے وقت تراش میں آگیا۔  
لیکن باقیات بنائے ہیں کہ وہ وہی مصرع تھا

جو ق کے من میں ہے۔

۲ الف، عز، واسدہ کے لیے بیاض ہے۔

۳، قا اس غزل پر متن میں جلی غلط سے  
مغلطہ لکھا گیا ہے اور لکھنے کے بعد قلزد  
کر دیا ہے (حم)۔

۳ ب، عز، نگاہ۔

۴ الف، عز، قا، رحم (اور یہی درست ہے)۔

۴ ب، عز، قا، نگاہ۔

۱۰ الف، عز، پہلے، رنج حیرت، تھا۔ پھر  
مرنج، کو قلزد کر کے اوپر بین السطور میں  
داخل لکھ دیا ہے۔

۱۳ الف، عز، یقرارائے۔

۱۳ ب، عز، بال اثنائی ہوا۔

۱۴ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

ص ۱۴۴: ب، عز، پہلے، کہ رق از وجہ،  
تھا۔ پھر از وجہ قلزد ہوا، اور وہ برق  
کے اوپر بین السطور میں موجود ہذا کر متن  
کو موجودہ صورت دے دی۔

۳ الف، عز، اسے دیوانہ۔

۴، ق میں اس غزل پر جلی بد خط سے  
مغلطہ لکھا گیا ہے (حم)۔

۶ الف، عز، دانہ حاسے سر شک لاقی ہے۔

۱۰ ب، عز، دھل۔

ص ۱۴۵: الف، عز، تمنا ہے۔

۱ ب، قا، زنجیر پای (سور کتابت)

۳ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۴، ق میں اس غزل کے اوپر مغلطہ لکھا  
ہے (حم)۔ مگر اس کا ایک شعر: اے شعلہ  
فرصتے، قا میں شامل کر لیا گیا ہے۔

۶ الف، عز، خط مردگان۔ نیز یہ بیت الگ  
شعر کے بعد ہے۔

۷ ب، عز، بے جادہ شمع۔

۸ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔

۱۰ الف، قا کے کاتب سے وائرہ رپورٹ کیا  
تھا، غالب نے بین السطور میں اپنے قلم سے  
ہذا لیا ہے۔

۱۲ ب، ق، صبا سے (بہتر)۔

۱۳، قا میں یہ منقطع نہیں ہے۔

ص ۱۴۶: ب، عز، سنگ سے۔

۵ الف، عز، حیرت يك دید۔

۶ ب، عز، مُشاطہ (بضم میم، تظہر علوم)۔

۹ الف، عز، تعلیم درد۔

۱۱ الف، عز، پہلے سہواً صدائے طرب،

لکھ دیا تھا۔ پھر طرب کو شکستہ بنایا۔  
نیز داندہ کے لیے یاض ہے۔

ص ۱۴۷: الف، عز، ہو پذیرا سے تکلف۔

۷ ب، عز، پہلے سہواً مجموعہ مجملہ لکھ

دیا تھا۔ پھر مجملہ کو مصرعے بنایا۔

۸ ب، قا، ہر ایک۔

۹ الف، عز، موجہ شریستگی۔ ق میں بقول

حم موجود تھا جسے کات کر مایہ بنایا۔

نیز دونوں مصرعوں میں کچھ اور بھی اصلاح  
کرنی چاہی ہے۔ مگر پھر اُن الفاظ کو قلزد

کر دیا ہے۔ عرض زادہ عرض کرنا ہے کہ

میری دانے میں پہلے موجود تھا جو عز میں

بھی نظر آتا ہے۔ حم نے اسے غلطی سے موجود



بڑا ہوا ہے۔

۱۱ الف، عز، دسدہ کے لیے یاض ہے۔

۱۲ الف، عز، صد نخلی کدہ یک نامیہ  
غربت میں۔

ص ۲:۱۸ الف، عز، فتنہ (سب کثابت)۔

۳ الف، عز، دسدہ کے لیے یاض

۴ الف، عز، ہے کوئی عمر و

۵ ب، عز، پائیلر عقدہ ہاے۔

۵ ب، عز، ہر چاک۔

۸ ب، عز، جادہ حکم جوہر نیچر۔

۹ الف، عز، دسدہ کے لیے یاض ہے۔

۱۰ ب، عز، پہلے دجادہ ہے، تھا۔ پھر ی

کو چھیل کر الف بنا دیا، یعنی جادہ ہا۔

۱۱ الف، عز، پہلے، ہے ہزم گر خاں از

نیم رنگی ہے شمع، تھا۔ پھر اسے فلز کر کے

نیچے موجودہ مصرع لکھا گیا ہے۔

۱۲ الف، عز، پہلے، سرمایہ گزار ہا، تھا۔

پھر سرمایہ کے اوپر اور گئی ہے پہلے دسدہ

بڑایا اور دزار ہا، فلز کر کے بنی اسی لفظ

کے اوپر منساہ بنا دیا۔ یعنی سرمایہ صد

گنساہ۔

۱۳ الف، عز، فی گذار شوق رہبر خوانین۔

پھر فی میں گذار کو موفور بنایا ہے (ح،

حم)۔

۱۴ ب، عز، پہلے، ہے جس در راہ صراے

حرم نافوس و اس، تھا۔ پھر دے جس در راہ

کو فلز کر کے، نافوس و اس، کے نیچے

میں ہے جس، لکھ دیا ہے۔ یہ اصلاح

شیرازہ کتاب کے قریب واقع ہوئی ہے، جہاں

سے کتاب پورے طور پر کھل نہیں سکتی،

اور قلم روانی کے ساتھ نہیں چل سکتا، اس

لیے خط غالب ہونے کے باوجود قدرے

بد خط ہے۔

۱۵ الف، عز، پہلے، داسے اسد گل نختہ

شیر شگفتن ہا ہوئے، تھا۔ پھر شگفتن ہا ہوئے،

کی جگہ شگفتن ہو گئے، بنا دیا، اور یہی شکل

فی میں نقل کرائی۔ پھر فی میں مزید اصلاح

کر کے موجودہ الفاظ لکھے۔ عز میں

شگفتن ہا کا الف اب بھی موجود ہے۔ نیز

دسدہ کے لیے یاض ہے۔

ص ۲:۱۹ الف، عز، یہ بیت اگلے شعر کے

بد ہے۔

۲ الف، عز، جلوہ نظر جوش۔ فی میں بھی

پہلے نظر جوش، تھا۔ پھر اس کے نیچے

اصلاحی لفظ ہرشارہ لکھا ہے (حم)۔

۳ ب، عز، شہم سے ہے۔

۵ الف، عز، دسدہ کے لیے یاض ہے۔

۶ الف، عز، ز جوش اعتدال فصل و تنکین۔

۸ الف، عز، پہلے سوآ شرر ہے بد، قلم

سے نکل گیا تھا۔ پھر بد، کو در، کر دیا

ہے۔

۹ الف، عز، ناوے سے گذار موم۔

۹ ب، عز، نکالے ہے ناوے شمع از نغم۔

ص ۳۵۰ ب، عز، ز بالو۔

۱ الف، عز، اسد از دور آتش ابر۔ نیز  
ءاسد کے لیے یاض ہے۔

۲ ب، عز، اگر ناگاہ ہو حیدر پرستوں سے  
دو چار۔

۳ الف، عز، گرد افروز سواد۔

۴ الف، عز، خاکستر شدن دیاچہ آرا ہو۔

۵ پہلے، دیاچہ پیرا ہو (حم)۔ پھر موجودہ  
اصلاحی الفاظ لکھے گئے ہیں۔

۶ ب، عز، ز وا بالبدن مضمون۔ ق میں بھی  
پہلے ہی تھا۔ اصلاحی مصرع حاشیے پر

لکھا گیا ہے (حم)۔

۷ الف، عز، رنگہ شکفتن حا۔

۸ ب، عز، حرفی بالیدہ تر از۔

۹ الف، عز، پہلے، اسد از قدرت حیدر

بڑی ہر گہر و ترسا کے۔ نیز اسد کے لیے  
یاض ہے۔ پھر مصرع کے آغاز میں اسد اضافہ

کر کے "لڑا قلزد کیا اور قدرت کے اوپر  
ہے" اور حیدر کے بند کر کے "ترسا کر اسد

قدرت سے حیدر کی بنا دیا۔ "معرفی ہر گہر و ترسا  
کوہ فا کی ترمیم ہے۔ ق، ترسا کے (حم)۔

۱۰ ب، عز، بت سے در بنائے۔ ق میں بھی  
در بنائے (حم)۔ موجودہ الفاظ فا کے ہیں۔

۱۱ ب، عز، آواز دنگی۔

ص ۱۵۱ الف، عز، غفلت کا ہے بازار  
گرم۔

۱ ب، عز، وردہ قصائد تصور ہے۔ موجودہ

مصرع ق کے حاشیے کا ہے (حم)۔

۲ الف، عز، اے اسد، میں آشنا یگانہ سوز  
و گداز۔ نیز یہ شعر حاشیہ عز پر بخط غالب

اضافہ ہوا ہے۔

۳ الف، عز، جوں چشم وا کشادہ ہے مر  
ایک ظامرا۔

۴ ب، عز، دکھنا ہے اور داغ کا۔

۵ الف، عز، چمن و باغ میں مجھے۔ نیز  
عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۶ الف، عز، ہو مہر خط سے۔ یہاں غالب  
نے از راہ سہو و غلطہ زائد لکھ دیا ہے۔

۷ ب، فا میں سہواً "داغ" کی جگہ "باغ" لکھا  
گیا ہے۔

۸ عز، ندارد۔

۹ الف، عز، در حالت تصور دو سے نشان  
اسد۔ نیز "اسد" کے لیے یاض ہے۔ ق میں

اصلاحی مصرع حاشیے کا اندراج ہے (حم)۔  
۱۰ ب، عز، چمن لالہ زار۔

۱۱ ب، عز، نہ زبان - نہ زبان۔

۱۲ الف، عز، "اسد" کے لیے یاض ہے۔  
ص ۳۵۲ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے

بعد ہے۔

۱۳ الف، فا، "نہ" ندارد۔

۱۴ ب، عز، غیر کے نہ (سہو کتابت)۔

۱۵ ب، عز، باقی جگہ کے بھی (سہو کتابت)۔  
۱۶ الف، عز، دہشا اسد میں سرمہ بچشم۔

نیز "اسد" کے لیے یاض ہے۔

- ۶ ب، عز، پہلے آئے، لکھا تھا۔ پوری  
کر چھیل کر الف بنا دیا، ہنسی آیا۔
- ۹ الف، فا، ہر سو ہو (سہو کتابت)۔
- ۹ ب، عز، شرر پز (سہو کتابت)۔
- ۱۰، فامی بہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔
- ۱۲ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔
- ص ۱:۵۳ ب، ح، اشارا (سہو کتابت)۔
- ۱ ب، عز، فا، اشارا۔
- ۵ ب، عز، م چند عو۔
- ۷ الف، عز، داندہگان سے گل کرتے ہیں۔
- نیز پہلے سہو آکر، تم سے نکل گیا تھا جسے  
گل بنایا ہے۔
- ۷ ب، عز، ق، طیدن۔
- ۹ الف، عز، در حائر انتظار۔ نیز داندہ  
کے لیے یاض ہے۔
- ص ۱:۵۴ ح سے معلوم ہوتا ہے کہ ق  
میں اس شعر کے مقابل حاشیے پر وہ آفا علی،  
لکھا ہے۔ مگر عرش زادہ کے نزدیک یہ نام  
عبد اللہ ہوتا چاہیے جو ق میں متعدد جگہ  
لکھا ہوا ہے۔
- ۲ الف، عز، مشاطہ (بعض اول، تلفظ عوام)۔
- ۵ الف، عز، فریب نیاز۔
- ۵ ب، عز، پہلے شعر تھا۔ پھر اُسے چھیل  
کر صحیحہ بنایا ہے۔
- ۷ الف، عز، سبکداری (سہو کتابت)۔
- ۹ الف، عز، مشکین ہاں۔
- ۱۱ الف، عز، صاف رخسار سے۔

- ۱۲ الف، عز، نور خوباں سے پڑ بٹا ہے  
آج۔
- ص ۲:۵۵ الف، عز، داندہ کے لیے  
یاض ہے۔
- ۱ ب، عز، مہ جا۔
- ۷ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔
- ۹ الف، عز، نفس پروردہ۔
- ۱۱ الف، عز، نانوئی کجا علاج۔
- ۱۴ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔
- ۱۴ ب، عز، خون صوفی۔ مالِ سنہی۔
- ص ۲:۵۶ الف، عز، گر کرے پرمردہ  
انہما کی کو داغِ یاد گل۔
- ۲ الف، عز، کہنچا چاہے نقشِ روئے بار۔
- ۲ ب، عز، رنگِ خانہ۔
- ۵ ب، عز، یہاں شرارِ نبشہ ہے بر ترہو۔
- ۹ الف، عز، از جان و جسم۔
- ۹ ب، عز، لختِ دل ہے ہر سرِ ضمیر۔
- ۷ الف، عز، ہو گیا در گلشن آبادِ جواہر  
ہائے دل۔
- ۸ الف، عز، برق زار جلوہ ہے از خود  
رجونِ ہائے حسن۔
- ۸ ب، عز، کبھی ضمیرِ بزمِ خلوت۔
- ۹ الف، عز، داندہ کے لیے یاض ہے۔
- ۹ ب، عز، آرزوئیں کرتی ہے از خاطر۔ ق  
میں دہے کی جگہ دہیں تھا۔ بعد ازاں اُس  
میں وہ اصلاح ہوتی جو اب متنِ گنجینہ معنی  
میں ہے۔

دست۔

۱۱ الف، عز، نقدہ چاک ہے مسوج از فروغِ ماضیاب۔

۱۱ ب، عز، پہلے سہواً غم سے و فرس، نکل گیا تھا۔ اس کو میل، بابا، مگر ہرہ اور مش، کا دائرہ حک ہونے سے رہ گیا۔ نیز عز میں ہرہ وراثہ ہے۔

ص ۳۰۵۸ ب، عز، سبیل آشتہ۔

۱۱ ب، عز، پہلے ماتم خانہ تھا۔ پھر اُس کو خلوت خانہ بابا، مگر ق میں ایک بار پھر ماتم خانہ اور ق میں پھر عز کی اصلاح پر لوٹ آئے۔ یہ بھی اصلاح میں رجوع کی مثال ہے۔  
۱۱ الف، عز، پہلے، در شیر غم سوز عشق شمع روہاں سے اسد، تھا۔ پھر ہرہ کو قلزد کیا اور مشب کو مشام سے بدل دیا۔ مگر مشام کے بدل لفظ میں اضافہ ہونے سے سہواً رہ گیا اور اسد کی جگہ یاض رہی۔ ہر حال اس اصلاحی شکل نے ق میں جگہ پائی۔ بعد ازاں ق میں مزید اصلاح ہوئی جو دو غزلوں کے درمیان سادہ جگہ میں درج کی گئی ہے۔  
ح میں بحر اصلاح غلط بنا یا ہے۔  
۶ تا ۹، عز خارہ۔

ص ۱۰۵۹ ب، عز، نگاہ۔

۲ الف، عز، اسدہ کے لیے یاض ہے۔

۳ الف، عز، ترسب ہوں۔

۴ ب، عز، پہلے، ہر گرد، غم سے نکل گیا تھا۔ پھر ہرہ کو قلزد کر دیا۔

۱۰ ب، عز، معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بالین کی جگہ جنوین تھا، جس کے ابتدائی حرف چویل کر ب ا ل کا اضافہ کیا گیا ہے۔  
۱۱ الف، عز، یدلان۔

۱۱ ب، عز، تھے شرر طوفانِ باطل، گردہ رکھنا سنگ دل۔

۱۲ ب، عز، ہے گردہ ہر کینہ درم خیال۔

۱۳ ب، عز، ہے بخوابِ سبز از جوشِ خار۔

۱۴، عز ندارد۔

۱۴ ب، ق، خارِ آہنگ (سہو کاتب)۔

۱۵ الف، عز، اسدہ کے لیے یاض ہے۔  
ق کے کاتب نے مشاموش لکھا تھا۔ مگر غالب نے ہرہ چویل کر مش سے قبل میں بڑھائی اور اُس پر پیش بھی لکھا، بنی مشاموش۔  
۱۵ ب، عز، جہاں آہنہ زہر رنگ۔

ص ۱۰۵۶ ب، ق میں مر قافیے کی بارے اضافت پر مزمزہ ہے۔

۱۲ عز میں علامتِ فظ بنا کر اس غزل کو فظی قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ پھر بھی ق اور ق میں موجود ہے، اور اس طرح انتخاب میں رجوع کی ایک اور مثال ہے۔

۴ الف، عز، جلوہ سازی۔

۵ الف، عز، در گردہ۔

۸ الف، عز، اسدہ کے لیے یاض ہے۔

۹ ب، عز، شیشہ سے لوگاتے ہیں۔

۱۰ ب، عز، پلجہ خور دیکھنے میں زہر

۸ الف، عز، اسد، کے لیے بیاض ہے۔  
۹ بہ غول عز کے حاشیے (ص ۶۰) پر  
ہیں اصلاحی القاط کے ساتھ بخطِ غیر نقل  
موتی ہے۔

۱۰ الف، عز، عرضِ جنونِ ہوا۔ (لیکن حاشیہ  
ص ۶۰ میں اصلاحی صورت، یعنی موحشہ دل  
کا گلا، ہے۔

۱۱ الف، عز، جوشِ خرام۔ (لیکن حاشیہ  
ص ۶۰ میں مطبوعہ متن کی طرح ہے۔

۱۲ الف، عز، حاشیہ ص ۶۰، بصراۓ  
آشکار (سہو کاتب)۔

ص ۶۰: الف، عز، نہ آیا خیال کے۔  
۷ ب، عز، مرغِ فرا بردہ۔

۹ الف، عز، پہلے عامہ سرائی تھا۔ پھر  
عامہ ہی کو دیکھ، بنا دیا ہے۔

۱۰ الف، عز، پہلے برتر ہے رتبہ فہم تصور  
سے ہیں اسد تھا۔ پھر برتر کو قلزد کر کے  
غالب لکھا اور یہی کی جگہ دیکھ، بنایا  
اور اسد کے لیے جو بیاض تھی اُس کی  
جگہ برے لکھ دیا۔

۱۰ ب، عز، جو علی۔  
ص ۱۶۶: الف، ح، آہنہ۔

۱ ب، ق، ہریدانہ اور وفائیرِ فقرہ تھا۔  
پھر فقرہ کو کاک کر ذخیرہ بنا دیا۔

۳، اصلاً یہ قطع تھا جس کا دوسرا شعر  
نوائے سروض میں بہ تبدلِ مصرع اول انتخاب  
ہوا ہے۔

۲ الف، ق، کے، ندارد (سہو کاتب)۔  
محبوب الالباب، کیا حال کیوں میں، غالب۔  
۲ ب، ق، لوس کا۔ مگر سرسبز ج نے  
اسے ظاہر نہیں کیا۔ یہی محبوب الالباب میں  
ہیں ہے۔

۴ الف، عز، جانے کہ پاسے میل۔  
۴ ب، عز، دیوانگانِ لم کو سرِ حائل۔

۷ الف، عز، اے عجز۔ اسے کی جگہ عجز،  
کا استعمال غالب نے اور جگہ ہی کیا ہے۔  
ملاحظہ ہو نوائے سروض کی غول نمبر ۱۷۹ کا  
شعر نمبر ۵۔

۸ الف، ق، کے کاتب نے سوا عبرت پرچہ،  
لکھا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے عبرت کے  
اوپر سے، کا اضافہ کیا ہے۔

۹ الف، ق، کے کاتب سے عشقگی کے بعد  
لفظِ میں ترک ہو گیا تھا جو بخطِ غالب  
اضافہ ہوا ہے۔

۱۰ الف، عز، اسد کے لیے بیاض ہے۔  
۱۱ عز، ق، میں ردیف ہر جگہ یہاں،  
ہاے غلوط اللفظ ہے۔

۱۲ ب، عز، زر گل در نظر ما۔ ق، زر گل  
سے (م)۔

ص ۲۶۲: ب، عز، اسد کے لیے  
بیاض ہے۔

۵ الف، عز، پہلے، سخن حیران، نمبر پریشان،  
برواز یگانہ۔ پھر اسے قلزد کر کے اوپر  
موجود، مصرع لکھا ہے۔

۵ ب، عز، پہلے، ہر طوطی ہے قلندر زنگ  
ہست۔ ہر ان الفاظ کو قلندر کر کے جن السطور  
میں موجودہ الفاظ لکھے ہیں۔

۸ الف، عز، اسد، اسے عجز ابروے۔

۱۰ الف، عز، انتظارِ دل۔

۱۰ ب، حم، سوہدا (سہو طاعت)۔

ص ۶۹۳ الف، عز، بسکہ اس موسم میں۔

۱۰ ب، عز، دریا درج۔

۱۲ الف، عز، پڑی۔

۱۲ ب، عز، ہوئی (ہر در سہو کتابت)۔

۱۲ بد، عز، سے لبریز۔

ص ۳۶۵ الف، عز، اسد، کے لیے

بیاض ہے۔

۳، اس کی اصلاحی شکل نواسے سرورث نمبر

۹۷ پر دیکھیے۔

۳ الف، عز، جلوۂ بیدل۔

۵، عز میں اس کے بعد بیا آورد نمبر ۱۷

پر درج شدہ نو دریافت شعر ہے۔

۵، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۵ الف، عز، نیز بخشش زشن و بیکوئی پر

حرف۔

۵ ب، عز، لوحِ سادہ۔

۶ الف، عز، پہلے نکال بندگی آیا ہے شبوۂ

نصیہ تھا۔ ہر اُسی پر خط کوینج کر گنجینۂ

معنی کا موجودہ مصرع تجویز کیا ہے۔

۸ الف، عز، دماغ بیدہ کوئی ناخاں خاموش۔

۹ الف، عز، کج زباں بک دست۔

۱۱ الف، قا کے کاتب نے 'نیزی' دغاؤہ کی

جگہ سو ا کچھ اور الفاظ لکھے تھے۔ غالب

نے 'نیزی' کی سالم ہی اور دغاؤہ کی پہل

وہ اپنے قلم سے لکھی ہے۔

ص ۱۰۶۵ ب، قا میں، صرا کر، کا لفظ

دکوہ غالب کے خط میں ہے۔

۱۱ عز، قا، میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۱ الف، عز، دورانِ سفر سے (سہو کتابت)۔

۱۲ ب، عز، مانند شاہ دست بندان۔

ص ۱۰۶۶ عز، بخار۔ فی میں یہ شعر آئندہ

عزل کے حاشیے پر درج ہوا ہے، مگر مرتبہ

نے اسے ظاہر ہی کیا، نیز پہلے مصرع کے

لفظ 'میں' کا منہ سو ا فی گے ناقل سے بھٹ

گیا ہے۔ قا کے اندر یہ شعر عزل نمبر ۱۳۲

کے مقطع سے پہلے آیا ہے۔ موجودہ مقام

گنر رندا کے مطابق ہے۔

۳ الف، عز، ناگوار (بعض گاف)۔

۵ ب، عز، پہلے لیکن اسد تھا۔ قباس

ہے کہ غلط تبدیل کرنے کے لیے مثلاً غالب

مگر بوقتِ اخ اسے قلندر کیا۔ لیکن کسی وجہ

سے ہر وہی پہلے الفاظ دوبارہ نیچے لکھ

دے

۷ الف، قا، لفظ 'نظر' غالب نے اضافہ کیا

ہے۔

۸ الف، فسا کے کاتب سے لفظ 'یہ' ترک

ہو گیا تھا جو بعد میں غلطیاً غالب اضافہ ہوا۔

۸ ب، قا پہلے 'والہ' لکھا گیا تھا، جسے

ہند میں غالب نے اپنے قلم سے 'نفسہ' بنا دیا ہے۔

۱۰، عز خارد۔

ص ۶۷: الف، ق، مرتبہ سم نے بتایا ہے کہ یہاں ق میں 'نامیدہ' کی جگہ 'خورشیدہ' ہے۔

۱۱، سم میں اسے حاشیہ ق کا اندراج بتایا گیا ہے۔

۸ الف، عز، بک چشم حسرت۔

۱۲ الف، عز، تعمیر آگاہی۔

۱۳ الف، عز، قا، دعویٰ۔

۱۵ الف، قا کے کاتب نے موزنہ لکھ دیا تھا۔ غالب نے مزہ کے نقطے کو مرہ بنا کر 'موزنہ' کر دیا ہے۔

ص ۶۸: ب، قا، چلتا (سور کاتب)۔

۳ الف، عز، پہلے 'مسانترہ' لکھا۔ پھر اسے فلزہ کر کے اوپر مبالغہ کی طرح اصلاح دی ہے۔

۱۹، اس شعر کے ہند ایک نو دریافت شعر ہے، جو ہند آورد نمبر ۱۶ پر مندرج ہے۔

۹ الف، عز، گریہ سرشار۔

۱۱ الف، عز، پہلے 'مکہ' لکھا تھا۔ مگر اس کی جگہ خالی نہیں۔ پھر 'مکہ' ہی کو 'غالب' بنا دیا۔

۱۱ ب، عز، رنگ۔ قسا میں ہیں ہیں تھا، جیسے 'بھیل' کر غالب نے اپنے قلم سے 'ہسانہ' بنایا ہے، لیکن ق میں آغاز میں سے 'ہسانہ' ہے۔

ص ۶۹: الف، عز، ق، فاء، آئینہ پرداز نسکی ہے۔

۱ ب، عز، مجید گزل کفر ہائے دلورہ نمود۔

۳ الف، عز، مشک آلودہ۔

۵ ب، عز، قا، کھینچے ہے۔

۶ الف، عز، پہلے 'مز' میں یہ شعر ہے آئینہ حیرت طرازی ہوا تھا۔ پھر 'مہرہ' فلزہ کر کے اوپر 'مہاں' لکھا اور 'مہا' کو 'مہ' سے بدل دیا۔ 'طرازی' کی جگہ 'پرسنہ' ہند کی اصلاح ہے۔

۸ الف، عز، درشتی شامل ہے فسون پہ در گوشی۔

۱۹، عز میں یہ غزل کا پتہ شمر ہے۔

۱۰ الف، عز، اضطراب بسل آنگاہ۔

۱۰ ب، عز، سمجھتے ہیں۔

۱۱ الف، عز، نکل بونی ہے۔

ص ۷۰: ب، عز، سور کے پر ہیں۔ موجودہ الفاظ حاشیہ ق کی اصلاح ہیں۔

۴ ب، عز، دامن کی حسرت بہ نقش پا۔

۹ الف، عز، قطع و تا هنوز۔

۷ ب، عز، کم از پینہ۔

۹ الف، عز، اسے اسدھے دھرم کے مطابق ق میں 'عظم' کی جگہ کوئی اور لفظ ہے جسے اس بری طرح کٹ دیا گیا کہ پڑھا نہیں جا سکتا۔ عرض زادہ عرض کرنا ہے کہ ق میں پہلے یہ شعر عز کی طرح مقطع ہوگا، انہیں الفاظ کے ساتھ جو عز کے ہیں۔ پھر

اصلاح کی خاطر یہ الفاظ قلزد کیے گئے۔

۹ ب، عز، ق، يك امروز۔

۱۰ عز ندارد۔ ق میں یہ حاشیے کا اندراج ہے (ح)۔

۱۲ الف، عز، مرنے میں ہے قدر در کتب وطن صاحبان۔

۱۳ ب، عز، شیشہ و بڑھ غیر عرضہ شوخیر فقہ نہیں۔

ص ۱۰۷۱ الف، عز، وہاں سامی ہے سوانہ مردک چان داغ ہے۔

۲ الف، عز، پہلے سواً دلا، ترك ہو گیا تھا، جسے بعد میں دغك کے اوپر اضافہ کیا ہے۔ نیز پہلے دار قبض تھا۔ بعد میں دار کو قلزد کر دیا ہے۔

۴ ب، عز، جوش، فتنگی۔

۸ الف، عز، خانہ پر مرسانہ نام جنیش فرسودہ۔

۱۰ عز میں یہ غزل حاشیے پر بخط غیر اضافہ ہوئی ہے۔

۱۱ عز ندارد۔

ص ۱۰۷۲ عز ندارد۔

۲ الف، عز، صرا بہ کیفیت۔

۲ ب، جادہ جا۔

۳ ب، عز، صر يك۔

۴ ب، عز، مجھے حاصل وہ۔

۵ الف، عز، نانا رنج آگاہی۔

۶ الف، عز، پہلے دے دیے جوں شمع تھا۔

پھر مصرع کے آغاز میں وہ اضافہ کر کے دے دیے کی دے کو دل میں بدل دیا ہے۔ یعنی وہ دل جوں شمع پھر دعوتِ نظارہ لایا ہے۔ ۷ ب، عز، پہلے اس قدر بزم لہو تھا۔ پھر اسے قلزد کر کے نیچے بین السطور میں بزم غالب اس قدر بنا دیا۔ مگر یہ اصلاح ق میں منتقل نہ ہوئی۔

۸ ب، عز، پہلے داغہ تھا۔ پھر اسی لفظ کے آخری حرف دے کو کاف بنا کر داغکہ کیا۔ بعد ازاں اُسے قلزد کر کے نیچے ہی اصلاح صاف خط میں درج کی۔ ۱۰ عز ندارد۔

۱۱ الف، عز، لفظِ حال سواً ترك ہو گیا تھا، جسے اصلاح کے وقت لفظِ مغبرہ کے اوپر بڑھا دیا ہے۔

۱۱ ب، عز، کہ سطح آب ہے۔

۱۳ الف، عز، اسد بہ گوشہ چشمِ عنایت اسے آقا۔

۱۳ ب، عز، مکہ بہ سرنگ ز چشم لوفادہ گوھر مر۔ نیز سواً لوفادہ پہلے حرف ز ظم سے نکل گیا تھا جسے قلزد کر دیا گیا۔ ص ۱۰۷۳ ب، قا، داغیں (سہو کاتب)۔

۲ الف، عز، دل در کفِ ناقل ابرو سے بار سوئپ۔

۳ ب، عز، یارب کہ شوق شافہ کش۔

۴ الف، عز، جلوہ گر نقشِ اعتبار۔

۸ ب، عز، پہلے دغوشا عالم کہ در طوقان



ہے، تھا۔ ہر بہ انصاف غلڑ کر کے ان کے اوپر موجود لفظ لکھ دیے۔

۱۰ ب، عز، پہلے ”ہوج گریہ صد، تھا۔ ہر مصرع کے آغاز میں ”کہ“ اس طرح اضافہ کیا کہ ”ہوج، کی ب کا قسط ”کہ“ کی کش میں آگیا، اور ”گریہ“ کے بعد ”میں“ بڑھایا، مگر ”گریہ“ کا مزہ نہ چھوٹا جو اب بھی نظر آتا ہے۔

۱۱ الف، عز، میں بہ مصرع تھا، ”دماغ رگ بر سر کوفت کو عصنہ تلبیے۔“ اسے غلڑ کر کے موجود مصرع حاشیے میں لکھا ہے۔

۱۱ ب، عز، جہی میں در لباسِ سجد۔

۱۲ الف، عز، پہلے، صفائے موجہ کو مر بلا گردانہ نکپے، تھا۔ ہر ”موجہ“ کو ”موجہ“ بنایا۔

یہی بہ اصلاح مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اسے غلڑ کر کے نیچے موجود مصرع تجویز کر دیا، بنی، ”گردانہ نمکین بنال الخ۔“

۱۳ ب، ق، چکے (سو کاتب)۔

۱۵ الف، ق، کے کاتب سے ”اسد“ جھوٹ گیا تھا جیسے بعد میں بڑھایا گیا ہے۔

ص ۱۰۶۴ ب، عز، دیوڑگی ہے جام بر دستر سو۔

۲ الف، عز، مالہ چاک۔

۲ ب، عز، لینی ہے (اور جی دوست ہے)۔

ص ۸۶۵ ب، عز، در کسوت ہوا۔

ص ۱۰۶۶ عز میں بہ شعر مقطع سے پہلے ہے۔ نیز ق میں بہ غزل کا چوتھا شعر

ہے۔

۱ ب، عز، تاز ہزار رفتہ وصلہ بان۔

۲ ق، عز، میں بہ شعر مطلع کے بعد ہے (حم)۔

۲ الف، عز، نہ غم۔

۳ الف، عز، عرضِ باز۔

۴ الف، عز، عدل میں۔ ق میں بھی یہی تھا جسے کات کر ”مہوں“ بنایا ہے (حم)۔

۶ الف، عز، وہ نامہ رساں سے بسوز دل۔

۱۰ ب، عز، تا آئینہ۔

۱۴ الف، عز، بیکدے میں زرد افسردگی باد، کھسکے۔ پہلے جہی ق میں بھی تھا۔ بعد ازاں اصلاحی مصرع حاشیے پر اضافہ ہوا، مگر آخری لفظ سو افسردہ کہا، لکھا گیا ہے (حم)۔

ص ۱۰۶۷ ب، عز، ز دمانہ ہوس۔

۲ الف، عز، اے اسد، اے یہ بحاصل بر الوساں۔

۴ الف، عز، ہکا ہے پیسے لیکے باد کھسکے۔

۵ ب، عز، پہلے، در گردن لڑی ہے رگ، تھا۔ ہر ”درد کو“ ہے ”اور“ ہے ”کو“ میں، بنایا، مگر ”ہے“ کا بچلا شوت ہوز بان ہے۔

۶ عز میں اس کے بعد وہ نو دریافت شعر ہے جو باد آورد نمبر ۲۴ پر درج ہوا ہے۔

۷ عز نثار د۔

۸ الف، عز، اے اسد، ہر دم آموختی ہائے نش۔ ق کا مصرع کسی اور مخطوطے میں تجویز ہوا ہے۔

۹ الف، عز، ہے، فہ ہائے طرقت پیدل۔

۹ ب، عز، نظر۔

۱۲ الف، عز، نہ شلہ حرر غالب۔

۱۳ ب، قا کے کاتب نے سو آدھ کی جگہ نہیں لکھ دیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے اسے منہ پر بنا دیا ہے۔

ص ۱۲۷۸ ب، ق، قدیم الفاظ کے نیچے یہ اصلاحی الفاظ لکھے گئے ہیں: ۱۰ ہے یہ سابقہ (ح)۔

ص ۱۲۷۹ الف، ق، نصہ۔ موعودہ ح کا سو ہے (ح)۔

ص ۱۸۰ الف، عز، دعل۔ نیز یہ غزل حاشیہ عز پر بخط غیر نقل ہوئی ہے۔

۹ ب، عز، کا یہ مہیاں۔

۱۰ ب، عز، دعل۔

ص ۱۸۱ الف، عز، خوشا خیال کسانے کے بحر پیغمبری ہیں۔

۵ ب، عز، حصولِ پاس۔

۶ ب، عز، کہ برگِ لالہ و گل۔

۷ الف، عز، اسد کو کیوں نہ ہو امیدِ لطف بندہ نوازی۔

۸ ب، عز، سرشکِ کباب۔ نیز یہ شعر غالب نے اپنی مشہور غزلِ رفتارِ عمر قطعِ رو اضطراب ہے، میں شامل کر لیا تھا۔ بعد ازاں جب قا

میں ترمیم کی تو اسے خارج کر دیا۔ عز کے بقیہ شعر باد آورد نمبر ۲۸ پر ملاحظہ ہوں۔

ص ۲۸۲ الف، عز، نہفتہ نذر۔

۹ الف، عز، قا، گذشتگی۔ نیز اس شعر کے

دونوں مصرعوں کے درمیان کھٹکا گسو یہ کیوں الخ کا استفہادہ ہے، جو نواسے سروش میں شامل ہے۔

۵، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۵ الف، عز، بہت حوصلگی عامے طبع عام۔

۵ ب، عز، اسے آرزو ملدی۔

۷ الف، عز، ہے مسرہ استعازِ موس طبعی اسد۔

۸، عز، ندارد۔

۹ الف، عز، وقتِ بے آتش خاراں۔

۱۰ الف، عز، مہیہ ندارد (سو کتابت)۔

نیز قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۱، عز میں اس سے قبل جو نو دیوانت

شعر ہے وہ باد آورد نمبر ۲۶ پر ملاحظہ ہو۔

۱۲، عز، ندارد۔

۱۳ ب، قا کے کاتب نے آئینہ لکھا تھا۔

غالب نے اپنے قلم سے وہ کی جگہ سے لکھ کر آئینہ بنایا ہے۔

۱۴ و ۱۵، عز، ندارد۔

۱۵ ب، قا، آبِ دیکھ (سو کتابت)۔

۱۶ ب، عز، پہلے، سوزش اسے اسد تھا۔

پھر اسے قلند کر کے نیچے لکھ دیا غالب سوزشہ۔

ص ۱۸۳ الف، عز، نہ کھینچے سیر نقشِ نارسا۔

۲ الف، ق، کہاں م (سو کتابت)۔

۳ الف، عز، فرعاد و اظہارِ بیکسئی۔

۱۔ اللہ عز، پہلے مہنی میں، لکھ گیا تھا۔  
پھر میں، قلزہ کو کے اوپر نے، لکھ دیا ہے۔  
۲۔ عز خلد۔

۱۷. عز میں اس بیت کے پہلے جو شعر ہے وہ یاد آورد نمبر ۲۷ پر ملاحظہ ہو۔  
۹ بہ، عز، تخلص۔

۱۰ الف، عز، مزگاہا۔  
۱۱ ب، عز، ز بس دل میں خیال کر مئی انداز  
قاتل ہے۔

۱۹، عز میں اس غول کے کچھ شعر آئندہ غول میں اور آئندہ غول کے کچھ شعر اس غول میں ہیں۔ ق میں ان دونوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ ق میں اس کے بعد پانی مانگے، روانی مانگے ردیف و تروان کی غول ہے، اور ان دونوں غولوں کے حاشیے پر: باعثِ راحۃ کی ہے عمرِ فرصت جو مجھے، نقل کی گئی ہے (م)۔

۱۰۔ عربوں نے بیتِ ابدہ غزل کے مطلع کے  
بند تھے۔  
۱۱۔ الفہ عز، صحرا سے خیال۔

۱۲ ب۔ عز، غوریوں نے، اسد، آخر کیا بدخو مجھے۔ - فی میں چلے، غوریوں نے بنایا ہے اسد، تھا۔ پھر اے اسد، کاٹ کر، غالب، لکھ دیا ہے (ح)۔

۱۲۔ عز میں بہ بیت آبدہ قول کا تیسرا شعر ہے۔

۱۳ ب. ع، راجہ سرو رائے (لور ہی م  
(ہے)۔

۱۵۔ عرصہ میں یہ غزل کا ٹھہرا شعر ہے۔

۱۱۔ اقد، حر، ق، تغیر ہے۔

میں ۱۹۶۵ء کا میں یہ غزل کا مطلع، نالی  
 ہے۔ نیرنگی میں یہ غزل مَن کے اندر موجود  
 نہیں۔ پھر کسی غلط فہمی کی بنا پر حاشیے  
 میں جس غزل کی گئی، اور بعد ازاں مَن کے  
 اندراج پر غلط مکرر نوشتہ شدہ لکھ دیا گیا۔

۱. اب، عز، پہلے، پائے وحشت میں ہے  
 زنجیر، تھا۔ پھر اسے جھیل کر پانا، کر دیا ہے  
 پاؤں پھیر۔ لیکن دکر، کو ایسا لکھا ہے کہ سر  
 دغا جانا ہے۔ اسی لیے فدا کے کاتب نے  
 دسر دیا، نقل کیا ہے۔  
 ۲. قاتل ارد۔

۲ الف، عو، حو، ایماءے فنا ہے فرضیہ  
 فرضیہ، ابد۔  
 ۷ ص، عو، سوادِ خال۔

۳۸۶ الف، غز، داغ، مہنگہ ہے۔  
 ۳ ب، غز، چلے، سو، آہنم، آلودہ، قلم سے  
 نکل گیا تھا۔ پھر آلودہ ہی کو 'حسرت' بنا  
 دیا ہے۔

۵ الف، عر، نو هر رنگ حرت۔

۶ الف، عر، دماغ خودی نازک نیم است۔

۷ الف عرو، داغ آرزو سے شوخ۔

۸۔ اللہ عز و جل سے عہد چرائے کدورت کا۔

۸. پ. عز، یہاں جوش غبار دل سامان

صفائی ہے۔

۹ ب، عز، ہے یا جام۔

۱۰ الف، عز، پہلے، ہوتا ہے اسد مغرور۔  
پھر ہوتا ہے اسد کو قلزد کر کے مغرور  
کے بعد ہوا غالب اسانہ کر دیا ہے۔

۱۱ الف، عز، ہوا گرد۔

۱۱ ب، عز، جس طرح پانی پیوے کوئی  
تار وار کے۔

ص ۳۸۷، ق، میں اس زمین کی تین  
غزلوں کو ملا کر دو بنا دیا ہے۔ شعر ۳ تا  
۶ اور ۹، ۱۰، ۱۲ کے علاوہ آئندہ صفحے کا  
پہلا شعر ق، کی پہلی غزل کا اور بقیہ اشعار  
دوسری غزل کے ہیں۔

۲ ب، عز، قابل ہیں۔

۳، ق میں اس غزل کے حاشیے پر متن کی  
اس زمین کی تین مختلف غزلوں کے پانچ شعر  
بہ ترتیب ذیلی دوہرہ لکھے گئے ہیں:  
غبارِ دشت؛ ز پس دوش؛ مرے یہ سکنرت؛  
رہا بے قدر؛ اسد بندر ق، (م)۔ ان میں سے  
نمبر ۳ نواسے سروش ص ۲۶۹ کا تیسرا شعر ہے۔  
۵ الف، عز، آئینہ پر تو ہیں۔

۵ ب، عز، پر طاؤس، برقو ایر چشم اشک  
نادان ہے۔

۶ الف، عز، ہوئے زلفِ مشک افسان ہیں  
رم افزوں آفتن۔

۷ الف، عز، جہاں زندانِ موجستانِ دہاے  
پریشان ہے۔ ق میں اس غزل پر لکھا ہے:

مکرر نوشتہ شد۔ وجہ شاید یہ رہی ہو کہ  
شعر نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۲ ق میں اس غزل کے  
اندراج سے ایک صفحہ پہلے حاشیے پر اسانہ  
کیے گئے ہیں (م)۔  
۷ ب، عز، دو نقطہ۔

۱۰ الف، عز، طرازِ خانہ عمل ہے پردوس  
رم آفر۔

۱۰ ب، عز، ز وحشتاے بجنوں۔

۱۱ الف، عز، غفلت نگاہی ہائے بید۔  
۱۲ الف، عز، نیا ہے خنجرِ گزلبار سامانے۔  
۱۲ ب، عز، اگر مروے شکفتن جوش یک۔  
ص ۱۰۸۸، ق، میں یہ شعر اس زمین کی  
پہلی غزل کا ہے۔  
۱ ب، عز، آئینہ در۔

۲ الف، عز، پہلے رسولی، کی جگہ سہرا  
قم سے دہقان، نکل رہا تھا جو مصرع کا  
آخری لفظ ہے۔ مگر ابھی عین کا سر ہی بنایا  
تھا کہ غلطی کا احساس ہو گیا اور عین کو سین  
بنا کر صحیح لفظ لکھا گیا۔

۶ ب، عز، پہلے، شمع از۔ پھر ازہ کی جگہ  
دکوہ بنا دیا، پس شمع کوہ۔

۷، عز ندارد۔

۸، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے یہ ہے۔

۸ ب، عز، گنج بہ دیوانہ۔

۱۰ الف، عز، جادو ہے طرزِ گفتگو سے بار  
اسے اسد۔

۱۲ الف، ق، میں دوسرے پس ایک ہی حرف

۱۲ الف، عز، نہیں قدرت دریغ۔

۱۲ ب، عز، صافی رخسار۔

۱۳ ب، عز، جادۂ صحرائے فخر زار ہے۔

ص ۱۹۰ ب، عز، در کوچہ۔

۲ الف، عز، سامان عشق۔

۲ ب، عز، بک طرف سودا و بک سو منت۔

۳ ب، عز، بہر تاراجِ نفاقتِ درکار ہے۔

حاشیہ ق میں اس غزل کے م پہلو بہ سات

شعر اضافہ کیے گئے ہیں: اتر سوتر محبت

(منی کی م طرح آبدہ غزل میں پہلے ہی موجود

ہے)۔ ب سحر غیر، نصرف وحشیوں، (منی

ق کی م طرح آبدہ غزل میں پہلے ہی موجود

ہے اور حاشیے پر اتفاق سے منی میں درج

اسی شعر کے مقابل نقل ہوا ہے)۔ خزاں کیا،

(دیکھئے نوائے سروش ص ۲۸۵ کا پہلا شعر)

نصود بہر تسکین، عہے شب، رے نوکر اسد،

(بہ بینوں ہی منی ق کی دوسری غزل کے ہیں

اور مکرر نقل ہوئے ہیں)۔ م۔

۵، ق میں اس زمین کی بینوں غزلوں کو ملا

کر دو غزلہ بنا دیا ہے۔ وہاں پہلی غزل کا

مطلع ہیں ہے۔

۵ ب، عز، نگاہ مست در چشمِ بٹاں۔

۶، ق میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد چھلے

نمبر پر ہے۔ نیز اس کے بعد نوائے سروش

ص ۲۸۵ کا پہلا شعر: خزاں کیا الخ ہے۔

۷، ق میں یہ پہلی غزل کا پانچواں شعر ہے۔

۸، ق میں یہ شعر پہلی غزل کے حسن مطلع

پر خ اور ج دونوں کے قطف لگا دیے اور

لفظ دجور، سوا ترک ہو گیا۔ نیز اسد، بد

میں ڈھالا گیا ہے۔

۱۳، عز میں اس بیت سے پہلے وہ تودریافت

شعر ہے جو بباد آورد نمبر ۳۰ پر درج ہوا

ہے۔

ص ۱۸۹ ب، عز، نالیِ خسانہ خیار در

پراغز آغاز ہے۔

۲ الف، عز، نالہ دل نقشہِ ریزاں ہے بضرابِ

خیال۔

۲، ق میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۳ الف، عز، شرم ہے وضعِ نامل۔

۴ الف، عز، اظهار کو جز وحشِ بھوں اسد۔

۴ ب، عز، بسکہ بلالے سخن۔

۵، عز میں اس شعر سے قبل وہ مطلع تھا

جو نوائے سروش کی غزل نمبر ۱۵۸ کا ہے۔

اُسے یہاں نقل کر دیا مگر آبدہ ق میں ابک

بار پھر انتخاب کر لیا۔

۶ ب، عز، چشم ہوا، نیز اس شعر کے بعد

نوائے سروش ص ۲۷۹ کا پہلا شعر ہے۔

۷، عز میں یہ بیت منقطع سے پہلے ہے۔

نیز اس شعر پر بعد نشان بنا کر حاشیے پر

س نشان کے تحت اگلا شعر اضافہ کیا ہے،

منی: آتش افروزی الخ۔

۷ الف، عز، قریب افتاد۔

۸، عز میں یہ بیت گزشتہ شعر: اے نسل

مردعد الخ سے پہلے واقع ہوا ہے۔

کے بند ہے۔

۹ الف، عز، ہی ہوتا پر بدن جلوہ رنگ از  
فرطِ خونریزی۔

۹، قا میں یہ پیل غزل کا آٹھواں شعر ہے۔

۱۰، قا ندارد۔

۱۰ الف، عز، گردانہ دُگر نجف۔ قہ پہلے،  
ہلڑو ہے، پھر دھڑے کو بدل کر دھڑے بنا دیا  
گیا بند میں اس مقطع پر لا لا لا، لکھ کر  
اس کی جگہ دھڑے نوکر اسد الخ متقل کرنا  
چاہا ہے (حم)۔

۱۰ ب، عز، بحر جون، اور ہیں درست ہے۔

۱۱، ق میں اس غزل کے حاشیے پر آئندہ

غزل کے سات اشعار لکھے گئے ہیں۔ جن

میں سے پانچ ق کے متن میں موجود اور دو

تھے ہیں۔ نئے اشعار ترتیب میں ۲ و ۶ ہیں اور

نوائے سروش ۱: ۲۸۸ و ۲: ۲۸۵ پر درج ہیں

یعنی: مری صفتی الخ اور وفائے دلبران الخ۔

بقیہ پانچ شعر یہ ہیں: یہ بزم ہے، لا لائی شوخی؛

شاطر دیدا؛ نسوے آبلوں؛ اسد یاس بنا (حم)۔

۱۱، قا میں یہ اس زمین کی پیل غزل کا

حسن مطلع ہے۔

۱۲، قا میں یہ دوسری غزل کا چوتھا شعر

ہے۔

۱۳، قا میں یہ دوسری غزل کا دسواں شعر

ہے۔

۱۳ الف، عز، عربوں گرچہ بہلائے ہیں ذکر

وصل سے لیکن۔

۱۳ ب، عز، مجھے الفون خواب۔

ص ۱: ۹۱، قا میں یہ پیل غزل کا نواں  
شعر ہے۔

۲ الف، عز، خانہ بر باداں۔

۲، قا میں یہ پیل غزل کا چوتھا شعر ہے۔

۳ الف، عز، اسد شہاے۔

۳، قا میں یہ پیل غزل کے مطلع سے قبل

درج ہوا ہے۔

۴، عز، ندارد۔ نیز قا میں یہ پیل غزل کا

مقطع ہے۔

۵، قا میں یہ اس زمین کی دوسری غزل کا

مطلع ہے۔ نیز اس کے بند وہ مطلع ہے جو

نوائے سروش ص ۲۸۸ پر درج ہوا۔

۵ ب، عز، کہ یہاں کف بر لبِ پیاہ از

جوشِ نقاشا ہے۔

۶، عز میں اس شعر کے بند نوائے سروش

ص ۲۸۵ کا شعر نمبر ۳ ہے۔ نیز قا میں یہ

دوسری غزل کا پانچواں شعر ہے۔

۶ الف، حاشیہ ق، ہے، ندارد (حم)۔

۶ ب، عز، سوزِ جبّہ نقاشا۔ حاشیہ ق،

دوے پر دوے نقاشا (حم)۔

۷، قا میں یہ دوسری غزل کا آٹھواں شعر

ہے۔

۸، قا میں یہ دوسری غزل کا چھٹا شعر

ہے۔

۸ ب، حاشیہ ق، وا ہے (حم)۔

ب، عز، ہو گر جوشِ اشک آئینہ در آہ

خفتن۔

۸ بہ، عز، بھولان گاؤں مطلب۔

۹۔ فامیں یہ دوسری غزل کا نواں شعر ہے۔

۹ بہ، عز، شرور در بندہ دلم۔

۱۰۔ عز میں یہ شعر اولاً لکھنے سے

بھوت گیا تھا اور آئندہ غزل شروع کر دی گئی

تھی کہ غزل کا احساس ہوا اور اسے بڑھا دیا

گیا۔ نیز فامیں یہ دوسری غزل کا مقطع ہے۔

۱ الف، عز، عبت لبد۔

۱۰ بہ، عز، گداز آرزوہا آیار آرزوہا ہے۔

ق، گداز مر تمنا (حم)۔

۱۱ بہ، عز، یادِ رنگہاے۔

۱۲ الف، فام، سر بحر (سہو کاتب)۔ عز، چشم

بسن ہا۔

ص ۳۹۲ بہ، عز، سیدی۔

۱ الف، عز، وہ مژہ بر آہ رویا بین از دل

نہز ہے۔

۵ الف، عز، تپشہ فولاد و دست و بازوے

فرہاد کیا؟

۶ الف، عز، رنگیں چشماں کے۔

۶ بہ، عز، حسرتِ یز۔

۱۱ بہ، ح، جوشِ پریشانی (سہو کاتب)۔

ص ۱۰۹۳ الف، عز، حسرتے اے ضبطِ

موزن

۲ الف، عز، از پرست۔

۳ الف، عز، نہ ظلم۔

۱۲ بہ، عز، ریشہ دار۔

۱۳ الف، عز، ۱۰ ہے، کے بعد سبواً مکمل، رقم

سے نکل گیا تھا جیسے فلزد کر دیا ہے۔

۱۳ بہ، عز، بلبل حار نقضہ (سہو کاتب)۔

ص ۱۰۹۴ بہ، عز، ۷ شکستہ قیمتہ دلہا۔

ص ۳۰۹۵ عز میں اس غزل کا مطلع

ثانی وہ ہے جو عداۃ منجہ کے حوالے سے

بادگارِ فالہ ص ۱۲۷ نمبر ۱۵ پر درج ہوا۔

۱۰ عز میں یہ غزل کا چہٹا اور فامیں

پانچواں شعر ہے اس کے بعد اشعار کی ترتیب

یکساں ہے۔

۵ الف، عز، عبرت۔

۸ الف، عز، نازِ حاسے وقفۂ دل بردن۔

۹۔ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

نیز اس کے بعد وہ نوہدِ صاف شعر ہے جو

باد آورد نمبر ۳۱ پر گزر چکا ہے۔

۱۲ بہ، عز، پہلے، در نقابِ رنگِ گل، پھر

اسے فلزد کر کے موجودہ متن کے الفاظ لکھ

دیے ہیں۔

ص ۱۰۹۶ عز میں اس کے بعد نواسے سروش

ص ۳۷۹ کا یہ شعر ہے، غنچہ نا شکفتن ہا الخ۔

۲ الف، عز، گل بکھ از لالہ بزمِ سازِ بیتابی۔

۲ بہ، عز، بھرہا۔

۲ الف، عز، ورنہ عشق ہے یدل۔

۳ بہ، عز، از گھر صدفِ عالی۔ فام کے کاتب

نے ”گوہر“ لکھ دیا تھا جیسے جھیل کر غالب

نے ”گوہر“ بنایا ہے۔ عز میں اس کے بعد وہ

و دریافت مقطع ہے جو باد آورد نمبر ۳۱ پر

قتل ہوا۔

۴ ب، عز، گم کردگانِ عشق۔

۵، عز، فی، قاف میں وہ شعر ہے جو نواسے سرور  
نمبر ۱۷۴ کے تحت درج ہوا ہے۔

۵ ب، قاف، جون (سوکاتب)۔

۸ الف، عز، اسدِ جز۔ ناگورا (وار کے  
بعد ترکیب الف سوکاتب)۔

۹، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۱ الف، عز، طلبِ تازی۔

۱۱ ب، عز، قاف، پسینا۔ نیز عز میں یہ شعر،  
پیامِ نعت پیدا الخ کے بعد ہے۔

ص ۳۹۷ الف، عز، پہلے، بزمِ منی وہ  
غاشا گا، ہے جس کو اسد۔ پھر اسے قلرد  
کر کے حاشیے پر یہ جدید مصرع لکھ دیا ہے،  
بزمِ منی وہ غاشا ہے کہ غالب م جیسے۔ مگر  
مذکورہ اصلاح فی میں نظم نہیں آتی۔ یہ بھی  
اس بات کا ثبوت ہے کہ عز اور فی کے دو بیان  
ایک غلطی سے ہوئے۔

۳ الف، عز، پہلے دہانہ ازہ۔ پھر دہانہ  
کو دہانہ۔ اور ازہ کو صدہ بنا کر  
دہانہ صدہ کر دیا ہے۔

۵ الف، عز، وفا ہے۔

۵ ب، عز، اسے بے جا۔

۱۱ ب، عز، پہلے سیا دہانہ بارہ قلم سے  
نکل گیا تھا۔ بعد ازاں فی کے قتلے قلرد  
کر کے ہمہ کا سر بنایا ہے۔

۱۲، عز میں اس بیت کے بعد وہ نو دریافت

شعر ہے جو یاد آورد نمبر ۲۹ پر مندرج ہے۔

ص ۱۰۹۸، عز میں اس بیت سے پہلے

وہ نو دریافت شعر ہے جو یاد آورد نمبر ۳۹  
پر درج ہوا۔

۲، قاف میں یہ غزل کا چوتھا شعر ہے۔

۲ الف، عز، گل کو اسے خدا

۳، عز، تدارد۔ نیز قاف میں یہ غزل کا ساتواں  
شعر ہے۔

ص ۴۹۹ و ۵، عز میں یہ دونوں بیت  
اگلے شعر کے بعد ہیں۔

۴ الف، عز، نگاہ۔

۱۰ الف، عز، اسے جزو نکلیے۔

۱۲، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۳، عز میں یہ شعر، جنوں افسردہ اح کے  
بعد ہے۔

۱۵ ب، عز، رہنہ۔

ص ۱۱۰۰ الف، عز، چشمہ حائے باغ  
میں از عکسِ گل حائے پسں۔

۲، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۳ الف، عز، بامِ مد۔

۳ ب، عز، پہلے، بر غیر شہاد گلا۔ پھر اسے  
قلرد کر کے نیچے لکھا مسرود کے قافیہ میں۔

بعد ازاں منضم کے نو پر دست لکھ کر آگے  
بہ لکھا جس مقامت پہ۔

۴، عز میں اس کے بجائے وہ مقطع ہے جو  
یاد آورد نمبر ۴۶ پر درج ہوا۔

۵، فی میں اس مطلع کے دونوں مصرعوں پر



مگر پھر بھی فی میں موجود اور اس طرح  
انتخاب میں رجوع کی ایک مثال ہے۔

ص ۱۰۱:۱، میر ناصر علی نے غالب سے  
اپنی ملاقات کے ذیل میں لکھا ہے:

میر سے والد مجھے حضرت کی خدمت میں  
میں غرض سے لے گئے کہ اسے گلستاں پر  
دبا لگجیے۔ آپ نے فرمایا کہ: ”پرانا نو مشکل  
ہے۔ کچھ نو دوسری لکھ دی جائے۔“ حضرت  
کو اُن دونوں صعب بہت تھا۔ چار ہاتھ پر لپیے  
رہتے تھے، جت کم اُٹھ کر بیٹھے تھے۔  
والد نے کہا کہ: ”آپ کے دیوان میں جو  
چھپا ہے، آپ کے اکثر شعر چھپے ہیں وہ  
گئے۔“ چنانچہ ایک شعر والد نے سنا، وہ  
شعر تو مجھے یاد نہیں۔ مگر حضرت نے اُس  
کی شرح جو بیان کی وہ کچھ کچھ یاد ہے۔  
فرمایا کہ:

”میں یہ شعر ایک کال عورت کی تعریف  
میں ہے کہ سانول رنگت جو اُس کی ہے یہ  
سر کے بالوں کا عکس ہے کہ بدن کی صفائی  
آئینے کی طرح اس درجے کی ہے کہ سر کے  
بالوں کے عکس سے سیاہی دکھائی دیتی ہے۔“  
صلاحی عالم، دہلی، ص ۱۸، جون ۱۹۲۴ء۔

۱ الف، عر، چھپا گیا فرطِ صفا سے۔ نیز  
اس بیت کے بعد عر میں وہ نو دریافت شعر  
ہے جو باد آورد نمبر ۳۲ پر نقل ہوا ہے۔

۱۳ الف، قا، کھنچ (سہوکانب)۔

۱۴ الف، قا، بندا (سہوکانب)۔

ولا لا، لکھ دیا ہے (حم)۔ عرض زائد عرض  
کرنا ہے کہ اس لیے یہ قافیہ غیر حاضر ہے۔

۶ عر بخارود۔ فی میں یہ حاشیے کا اندراج  
ہے (حم)۔

۷ ہ، عر، آغوشِ صافی۔

۸ الف، عر، درد ہے غم آفریں در حسرت  
آباد جہاں۔

۹ ہ، عر، عامے حاتم، خانہ زانو ناکہ و بخور  
ہے۔

۱۰ قا میں اس کے بعد نو اسے سروش کی  
غزل ۱۵۹ کا تیسرا شعر ہے، جسے قافیہ بدل  
کر محولہ غزل میں داخل کر لیا گیا ہے۔

۱۱ یہ شعر متنِ عر میں ہونے والے فی  
کے حاشیے پر اضافہ ہوا ہے۔ اور اس طرح  
انتخاب میں رجوع کی ایک مثال ہے۔ نیز عر  
میں، ہوں تصور ہمارے ہمدوشی الخ کے بعد  
واقع ہوا ہے، جب کہ فی میں اس کے بعد  
نو اسے سروش ص ۲۷۱ کا پہلا شعر ہے۔

۱۱ ب، عر، در نظر نہالہ۔

۱۲ الف، عر، ق، ہو جہاں اورنگ ارا  
جانشینِ مصطفیٰ۔ پھر حاشیہ فی میں ”جس جگہ  
ہر مست آراء بنا دیا ہے۔“

۱۲ ہ، عر، ق، وہاں اسد تخت۔ پھر حاشیہ  
فی میں ”اُس جگہ تخت بنا دیا گیا ہے۔“

۱۳ عر بخارود۔ نیز فی میں یہ حاشیے پر  
اضافہ ہوا ہے۔

۱۴ عر میں یہ غزل قلزد کر دی گئی ہے۔

ص ۱۰۲: الف، عز، پسند جوہ  
مردم۔

۹ ب، عز، پہلے دھمر افسردہ بڑبان۔ پھر  
اسے قلزد کر کے حاشیے پر لکھ دیا ہے  
دھمر رم افسردہ۔ ق کے لفظ اس غزل کے  
آغاز میں حاشیے پر فوجدار محمد خان جہاد کی  
۱۲۶۸ء والی مرثیت ہے (حم)۔

۱۲ الف، عز، پہلے، جوئے گل۔ پھر جوئے  
کو قلزد کر کے اُس کے اوپر دھاریہ لکھ  
دیا ہے۔

۱۲ ب، عز، از ہالو ضعیف پیدا۔

۱۶ الف، عز، خون ہے سر اسر۔ ق میں بھی  
پہلے ہی تھا۔ بعد ازاں سر اسر، پر دلا، لکھ  
کر دھنوں کے بعد دوقاء اضافہ کیا ہے (حم)۔

ص ۱۰۳: ۱۰۲: بجز ملاحظہ ہو:

یارو، بھائیوں دلو خرم دہ

در دعویٰ جنت آنتی نام دہ

شداد پسر ندانت، ہاشم ازنت

آن مسکن آدم بد ہی آدم دہ

کلیات فارسی: ۵۱۳

۷ ب، عز، ہے ہر خطِ چینِ پشانی۔ ق میں  
اس غزل پر مغلطہ لکھا ہے (حم)۔

۸ ب، عز، پہلے، رکھے ہے۔ پھر ہو رکھے

کو قلزد کر کے اوپر دکر ہے لکھ دیا ہے۔

مگر ق میں پھر عز کی پہلی قراءت پر واپس  
آگئے ہیں۔ یہ بھی اصلاح سے رجوع کی ایک  
اور مثال ہے۔

۱۱ الف، عز، لکھوں۔

۱۱ ب، عز، جس کا۔

۱۲ الف، عز، اند میں۔

۱۳ ب، عز، مزگلز وا کشادہ۔

۱۴ الف، عز، تسم لزل ب۔

۱۴ ب، عز، آئینہ دلبر تیغ۔

ص ۱۰۴: الف، عز، رخسارِ صاف

نے جو دیے جلوہ ہائے نور۔

۱ ب، عز، زلفِ پری وصال۔

۲ الف، عز، بلک لمحہ انتظار کی۔

۳ الف، عز، پہلے، از بسکہ اشک سوکھ

گئے چشم میں اند۔ پھر اسے قلزد کر کے اوپر

گنجینہ معنی کی اصلاحی شکل درج ہوئی ہے۔

پس، غالب ز بسکہ سوکھ گئے اشک چشم میں۔

مگر اس کا آخری لفظ میں، کبھی جگہ بد

سے تراش میں ضائع ہو گیا۔

۱۱ الف، عز، بدلہ۔

۱۱ ب، عز، پہلے، بلک نیشاں۔ پھر دیکھ

کو دھر، بنا دیا، لیکن ق میں پھر پہلی قراءت

پر لوٹ آئے۔

۱۲ الف، عز، نکاو سُرہ سائے عرض۔

۱۲ ب، عز، یہ ابروئے خمر تیغِ صفا صافی

اشارت کی۔

۱۴ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۵ الف، عز، ہوئی ریزشِ عرق کی جوشنِ

اسہالِ ذربانی۔

۱۵ ب، عز، کی یہ نبض۔ ق میں کاتب نے

حکیم پر علی خاں درج ہے، جس کے مادۂ تاریخ سے ۱۲۹۵ء تکٹے ہیں۔ اس لیے یہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔

۱۲ ب، عز، پہلے مطبوعہ سیاہ تھا۔ پھر "مطبوعہ قلعہ کر کے اس لفظ کے بجائے بن السطور میں "کوتہ لکھا، یعنی، کوتہ سیاہ۔ ص ۱۰۷: ۱۔ عز ندارد۔

۵ الف، عز، م بک دگر۔  
۶ الف، عز، حسرت اسے آغاز و اتمام بہ نامر شباب۔

۶ ب، ماہ کے مانند۔  
۸ الف، عز، دلا، غلط ہے۔ فی میں غزل کے اوپر "غلطہ لکھ دیا گیا ہے (حم)۔

۸ ب، عز، لب بیگوں میں ہے۔  
۹ الف، عز، فکر خود بینی۔  
۹ ب، عز، جلوہ آروزی۔  
۱۲ الف، عز، مشق بک پر الشاقین۔  
۱۴ فی میں غزل کے اوپر "غلطہ لکھ دیا گیا ہے (حم)۔

ص ۱۰۸: ۳ ب، عز، ناخن مشکل کشا لائوں کے حضرات۔

۳، عز میں یہ منقطع ہے جس کا مدح اول ہے:

گر حمر وہ جلوہ دہرے نقاب ہو، اسد  
۱ الف، عز، کہنہ پر جا ماندہ خوں مردگی۔  
۱ ب، عز، نیلے بار۔  
۱۵، عز، ندارد۔

۱۰ کیا بھئی، لکھا تھا۔ پھر "کیا بدل کر "ہو بنا دیا گیا (حم)۔

۱۶ الف، عز، وقتہ اشک خاموشی۔

ص ۱۰۵: ۲۰، عز میں اس شعر کے بعد وہ نو دریافت شعر ہے جو بیاہ آورد نمبر ۱۴ پر درج ہوا ہے۔

۲ الف، عز، شباب بر حال و غمورے کے فرط ناتوانی سے۔

۱، عز ندارد۔ فی میں یہ حاشیے کا اندراج ہے (حم)۔

۱ ب، قا، سے اکو (سہو کاتب)۔  
۵ الف، عز، اسد کو جرأت پر بیدار ہائے چمن دیوان۔

۷ الف، عز، حاصل جز غف گذشتن۔ نیز عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۸ الف، عز، از خود واگذشتن۔ نیز قا کے کاتب سے "بالین کا من، سو آ ترک ہو گیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے اضافہ کیا ہے۔  
۱۳ الف، عز، مرس تاب پر ہنسا۔

ص ۱۰۶: ۵ الف، عز، بیش ہے شرم فدر چکینتر عرفے۔ فی میں بھی پہلے ہی مصرع تھا۔ مرتبہ حم نے اس کو "بیش سے" پڑھ لیا ہے۔ نیز یہ بتایا ہے کہ اصلاحی مصرع متن میں نشان بنا کر حاشیے پر درج کیا گیا ہے۔

۷، عز ندارد۔ فی میں یہ حاشیے کا اندراج ہے (حم)۔

۹ دیوان سالک ص ۲۹۹ پر ایک غلطہ تاریخ و قاتل

۹ ب، عز، فطرۃ اشک تراویدہ نگاہ۔

۱۰ الف، عز، در طلمہ عاجزی اسے اضطراب، آرام کر؟

۱۰ ب، عز، پرفشانی ما۔

۱۱ الف، عز، مشتاقی پیروچہ۔

۱۱ ب، عز، چندی داغ۔

۱۲ ب، عز، تیرگر داغ ہے۔

۱۴ الف، عز، پریشانی مقرر مائم زدہ۔

۰ ص ۱:۱۱۱، عز ندارد۔

۹ ب، عز، جوی سرود۔

۷، عز ندارد۔

۱۰ الف، عز، دامن گردوں میں رو جانا۔  
رداغ (سو کثابت)۔

۱۱ الف، عز، پہلے، شراباں ہے بس بلند۔ پھر  
وہ بس بلند کو فلزہ کر کے فردوس زیب  
بنا دیا۔

۱۲ الف، عز، ضمیر از سوز و ساز۔

۱۲ ب، عز، کہ شمعِ خلوتِ نغمہ۔

۱۳ ب، عز، علی پر علیہ السلام کی علامت  
۱۵، باقی ہے۔ یہ ہی غالب کے شعری مرنے  
کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

ص ۱:۱۱۲، ب، عز، وصل مر رنگِ پیش۔

۵، عز میں یہ شعر مطلع کے بعد ہے۔

۵ ب، عز، گلر مہتاب بکف۔

۹ الف، عز، دل ہے۔ قافیہ اس کی جگہ  
نوائے سروش نمبر ۲۰۴ پر درج مشہور مطلع؛  
اک رہا ہے در و دیوار آغ ہے۔

۷ الف، عز، بسک صباداب براو عشق میں  
صرف کیے۔

۱۴ الف، عز، رنگِ رتہ آہ۔

۱۵ الف، عز، دزدیدہ۔ (اور یہی صحیح ہے،  
لہذا حاشیہ حذف کیا جائے)۔

ص ۱:۱۰۹، الف، عز، مر تورستان طلسم  
حلقہ گرداب ما۔

۲ الف، عز، شفقت بستہ۔

۲ ب، عز، حسرتاں ہے خیال خانہ۔

۳، عز ندارد۔

۴ ب، عز، جملہ ن ہوں یک۔

۷ الف، عز، آفریں رنگِ نیاز۔ مگر پہلے  
مرنگِ نیازہ کی جگہ اور لفظ تھے جنہیں ایسا  
پھیل دیا گیا ہے کہ اب پڑھے نہ جاسکے۔

۱۱ الف، عز، زبانِ نکامِ خوشاں ز فرط  
تلخیِ حط۔

۱۱ ب، عز، برنگِ پستہ۔

۱۲ الف، عز، جلوہ نسب۔ لیکن پہلے جلوہ  
نواہ میں لکھا چھاپے تھے، لکھتے لکھتے  
اصلاح ہوئی ہے۔

۱۳ ب، عز، فلان جو مر خمیرِ زخمِ دلدلی ہے۔

۱۴ الف، عز، غیظہ دلہا۔

ص ۲:۱۱۰ تا ۴، عز ندارد۔

۴، عز میں یہ مطلع ہے:

اندہ جہاں کہ علی پر سر نوازش ہو  
کشاو غنڈہ دشوار کار آسب ہے  
۹ الف، عز، حاشاں ہے پرتو خورشید۔

۷. عز میں اس کے بعد وہ نو دریافت شعر  
 ہے جو باد آورد نمبر ۳۷ پر درج ہوا۔  
 ۹. الف، عز، طراوت جوئی طرفان آب گُل  
 سے ممکن ہے۔

۲. ب، عز، بعد چشم۔  
 ۶. ب، عز، ڈھونڈ خاکستر صد آہ۔  
 ۹. عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔  
 ۹. الف، عز، حیرت دو عالم۔  
 ۱۰. الف، عز، پہلے، دل ہر شدہ۔ پھر نولہ  
 کو 'جلم' بنا دیا ہے۔  
 ۱۴. عز ندارد۔

۱۲. الف، عز، مسجد و مینار۔  
 ۱۴. ب، عز، کھج (بدون لون)۔  
 ۱۲:۱۱۳. عز میں یہ بیت اگلے شعر کے  
 بعد ہے۔

ص ۳:۱۱۶. عز میں یہ غزل کا تیسرا  
 شعر ہے۔

۴. عز ندارد۔  
 ۷. الف، عز، گل چشمک اشارہ۔  
 ۸. الف، عز، وحشت غبار راہ۔  
 ۱۰. عز ندارد۔  
 ۱۱. عز میں یہ شعر، حیرت حجابہ جلو الخ  
 سے چلے ہے۔

۳. ب، عز، تعمیر۔  
 ۴. الف، عز، پہلے، جہد شکر ہے۔ پھر دے  
 کو دکا، بنا کر اور علامت تقدیم مہ لکھ دی  
 اور مجدد، پر علامت تاخیر مہ، تحریر کر کے  
 یہ صورت دے دی، شکر کا مجدد، مگر مزہ  
 حذف کیے جانے سے رہ گیا۔

۱۴. ب، عز، وار ندارد۔  
 ۱۵. الف، عز، م مشق وفا۔  
 ص ۲:۱۱۴. الف، عز، شوقِ طرب۔  
 ۶. الف، عز، ہے دو عالم نازِ بک صبر ش۔  
 ۱۰. الف، عز، گل آفتہ شراکی۔

۹. ب، عز، سیر پریشانی۔  
 ۱۲. الف، عز، تما کر - تماشا کو۔  
 ۱۳. الف، عز، نہو جرأت کثیر شوق۔ نیز  
 اس کے بعد عز میں وہ نو دریافت شعر ہے  
 جو باد آورد نمبر ۳۵ پر درج ہوا۔  
 ص ۱:۱۱۷. الف، عز، عرض نگہ۔

۱۵. الف، عز، در غزال پیچیدہ ہے لیکن۔  
 ۱۶. ب، عز، پہلے، آسہ، محل میں میری۔  
 پھر اسے قلزد کر کے تن میں گنجینہ معنی  
 کے الفاظ لہر لکھ دیے ہیں۔

۳. ب، عز، پہلے، شام در سایہ بہ تاراج  
 صحر، نہا۔ پھر دہڑ، قلزد کر کے سایہ کے  
 بعد میں، اضافہ کر دیا جس سے موجودہ  
 شکل پیدا ہوگئی۔

ص ۱:۱۱۵. الف، عز، پہلے، ہونیں وہ دلم۔  
 پھر ہنویہ کر قلزد کر کے اُس کے لہر ہن،  
 لکھا لہر دلم، کو مگدلم بنا دیا، یعنی ہوں  
 وہ گدلم۔

۴. الف، عز، اظہار نیاز۔  
 ۶. ب، عز، یعنی ز مڑگاں۔ نیز فا کے کاتب

سے مزہ ترک ہو گیا تھا، جسے غالب نے اپنے قلم سے اضافہ کیا ہے۔

۷ الف، عز، قا، مرس (اور یہی درست ہے)۔ عز، مرزہ سرا۔

۸ بہ، عز، پہلے، در دل مر سگ شر، تھا۔ پھر اسے قلزد کر کے اوپر اصلاح دی مرزہ مر سگ کے سبب سے۔

۹ الف، عز، دردِ وحشت، آمد، آہنہ اظہار مضام۔

۱۰ بہ، عز، زنگار بستہ۔

۱۲ بہ، عز، تمنا نیاک۔

ص ۱۱۱۸، عز میں اس کے بعد وہ نو دریافت شعر ہے جو باز آورد نمبر ۳۳ پر درج ہوا۔

۱ الف، عز، شوخیِ رگِ خواب۔

۲ الف، عز، آنسو سے دل افکندن۔

۵ بہ، عز، غرورِ مرزائی۔

۷، عز میں یہ بیت چوتھے نمبر پر ہے۔

۸ بہ، عز، تا آبلہ پرداز۔

۹، عز میں یہ بیت تیسرے نمبر پر ہے۔

۹ الف، عز، ذائقہ استبداد۔

۱۱، عز میں یہ بیت مطلع کے بعد ہے۔

۱۳ بہ، عز، چارہ گر ساختی۔

۱۴ الف، عز، حوصلہ انگار۔

ص ۲۱۱۹، بہ، عز، پہلے، ہر چند آمد تھا۔ پھر اس کو بدل کر جہانگیر آمد بنا دیا۔

۳ الف، عز، گلستانِ یک نمانا۔

۳ بہ، عز، اگر ناندھے۔

۵ الف، عز، رجوعِ گرہ۔

۶ الف، عز، آہیں بندِ دیوان۔

۸ الف، عز، گفتِ اظہارے۔

۱۰ الف، عز، پہلے، سو اوجھ سے، لکھا

گیا تھا۔ پھر ہم کو مت سے بدل دیا ہے،

یعنی: منجم سے۔

۱۰ بہ، عز، پہلے سو اوجھ سے نکلا

تھا۔ پھر مت کے نقطے قلزد کر کے ہی کے

نقطے لگائے ہیں۔ ردیف کی ساقیہ غلط اس

مصرع میں بھی ہوتی تھی جسے بعد میں درست

کیا گیا ہے۔

ص ۳۱۲۰، الف، عز، آمد، جوسر گل در

طہر کنجِ قفس۔

۵ الف، عز، طوطاں پا۔ مگر میری رائے میں

یہ طوطاں ماہ ہے جسے ملا کر لکھ دیا گیا

ہے۔

۶ بہ، عز، دزدیدن (سہر کتابت)۔

۱۰ الف، عز، نادان ہے لیکن، اے آمد۔

ص ۱۱۲۱، الف، عز، کہ جوں نوارہ۔

۴ بہ، قا، گدشت (سہر کتابت)۔

۷، عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۸، قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۱۰، عز میں یہ شعر چوتھے نمبر پر ہے۔

۱۲ الف، عز، درکائی۔

۱۴ الف، عز، تفراتیم (اور یہی درست ہے)۔

نیز یہ شعر قاف میں نہیں ہے۔

ۛ

۸ ب، عر، عذر کا یہ۔ نیز اس شعر کے بعد لکھا ہے، تمام شد غزلیات ہونہ تعالاً قطعاً۔ ۱۰ یہ اور اس کے بعد کے دو شعر ح میں درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ نیز اس غزل کو مرتب ح نے اُن غزلوں کے زمرے میں رکھا ہے جن کا کوئی شعر قی میں نہیں، حالانکہ یہ غزل قی کے آخر میں بطریق موصولہ ہے۔

۱۱ ب، ق، ندبا نا دیا (سہو کاتب)۔

۱۲ ب، ق، آسمائے (سہو کاتب)۔

ص ۱:۱۲۴ الف، ق، دل کو (سہو کاتب)۔

۴ الف، عر، حاشیہ بطریق غیر، زندہ گی۔ یہ قدیم املا ہے اور دوسرے شعرا کے خطوط میں بھی نظر آتا ہے۔

۴ ب، عر، اتنا تو ہے (سہو کاتب)۔

۸ الف، عر، حاشیہ بطریق غیر، چربی ہے۔

فتکاکِ خاک (مر دو سہو کاتب)۔

ص ۱:۱۲۵ ب، عر، پہلے سہو رباعی

کا چوتھا مصرع لکھتے ہوئے ۰ ہے مفت نکا، تک پہنچے تھے کہ غلطی کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ چوتھے بندر پہلے دونوں لفظوں پر ممکن اور تیسرے نامکمل لفظ پر نہیں، لکھ دیا ہے۔

ص ۱:۱۲۶ الف، عر، نقش و نگین۔

۱۵ الف، عر، پہلے، درون پر، لکھا جائے ہے۔ مگر اہل 'درون' کی سمجھ میں نہیں ہی تھی کہ اصلاح ہو گئی اور 'درون' کو 'دہانہ' سے بدل کر 'درون' جانہ، صورت دے دی۔

ص ۱:۱۲۲ عر، بخارو۔

۵ الف، عر، پہلے سہو اُکلفت کثر، لکھا تھا۔ پھر ہی، کا اضافہ کر کے 'اکثی' بنا دیا۔ ۵ ب، عر، ہجر کی اہام۔

۷ الف، عر، دھر تیش۔

۱۰ الف، عر، خوب و فیر سخن کوئی مر صورت، آمد، منظور۔

۱۳ الف، عر، پیدمانی ہا۔

۱۴ ب، عر، مژہ در پیکر۔

۱۵ الف، عر، خوشا شوئے۔

ص ۱:۱۲۳ ۴ ب، عر، آئینہ ہماطِ ناز۔

۶ الف، عر، شوخی عرض سوختن۔ قاف کے کاتب نے مطلع کی جگہ سہو شعر ما قبل کے الفاظ دے کر یہاں بھی لکھ دیے تھے۔ غالب نے انہیں چھوڑ کر 'مطلع' بنا دیا۔ مگر ہم کا سر اور کاف کا مرکز اب بھی نظر آتے ہیں اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دو لفظوں کو ملا کر 'ب' کا ایک نقطہ پایا گیا ہے۔

۷ ب، عر، گردِ کبودتِ بان ملکہ غبارِ باغ

# نوائے سروش

ذیل دو قسطے ہیں قابل ملاحظہ ہیں:

صفر کا آخری ہے چار شبہ، مگر سے شاعروں کے  
بنا کرنے ہیں چھلے، یہ ہیں اک رسم شہانہ ہے  
شو خرواں ہو تم ہیں، ایک چھلا خانہ کا اپنے  
نسانی گر میں بیجو، تو یہ اچھا بہانہ ہے

آخری چار شبہ کو سب لوگ

روتہ کر سبزہ عید کرتے ہیں

م جو عاشق مزاج ہیں، تو آج

سبزہ رنگوں کی دبدب کرتے ہیں

ریاض صابر، ص ۲۶۹ -

دام پوری دعا لائبریری میں، مولوی سلامت اللہ

دام پوری کا ایک مطبوعہ رسالہ بعنوان

«القول الفصل» محفوظ ہے۔ جس میں انھوں نے

جمع البحار اور مدارج النبوة کے حوالے سے

چند روایات نقل کر کے لکھا ہے کہ:

«ان روایات سے اواخر سال صفر میں

آن حضرتؐ کا مامور ہونا دعا و استغفار

کے ساتھ واسطے اعلیٰ بقیع اور اعلیٰ احد

کے اور حضور اکرمؐ کا حسب الامر

حضرت حق سبحانہ اُن مقابر و مشاہد میں تشریف

لے جانا اور دعا و طلبِ مغفرت کرنا اور اُن

کو اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اُن کو

رخصت کرنا ثابت اور متحقق ہے۔ پس آخری

ص ۲۰۱۲۲ الف، مہر نماز، جسے مجدد گاہ

ہیں کہا جاتا ہے شیعہ حضرات استعمال کرتے

ہیں۔ غالب نے اس شعر کے علاوہ گنجینہ معنی

ص ۲۴ کے شعر، دلِ از اضطرابِ الخ میں ہیں

اسے نظم کیا ہے۔ یہ اصطلاح ہیں غالب کے

سبک کی غماز ہے۔

ص ۱۰۱۲۷: لالہ سری رام نے عبدالرحمن

غیاث احسان کے بارے میں لکھا ہے کہ:

«ایک مرتبہ ننوارہ رک جاتے کی شکایت

میر ایک طویل قسطہ موزوں فرما کر حضور

شاهی میں گزارا تھا، جس کی زمین وہی ہے

جو مرزا غالب کے ایک مشہور قسطے کی ہے:

رسم ہے مردے کی چھماہی ایک

خلق کا ہے اس چلن پہ مدار

اس قسطے میں حضرت احسان نے کہا،

بے اور بیٹی کی گفتگو بڑی لطیف معنی خیز

بیانات کی ہے۔ عجب نہیں جو مرزا غالب

کو اس زمین کا خیال احسان ہی کے قسطے سے

پیدا ہوا ہو۔ خزانة جاوید ۱۵۰:۱ -

میں نے یہ قسطہ، رسالۃ اردو کراچی،

غالب نمبر، حصہ دوم ۱۹۶۹ء میں شائع کرا دیا ہے۔

ص ۲۰۱۴۲ الف، اس رسم کے بارے

میں مرزا محمد فادر بخش صابر، کے مثنوی



چار شہ کو مار صفر میں فاتحہ و استغفار کے لیے منابر میں جانے کی سدا اور اصل کے واسطے اسی قدر کاف ہے۔ پھر وہ منابر و زیاراتِ صالحہ و علما و مشائخ اگر شہ سے باہر واقع ہیں مثلاً، تو یہ نیت دعا و فاتحہ اُس جگہ میں جانے کا جواز بھی اس سے مبراہن اور واضح ہے، ص ۵۔

آگے چل کر نافع المسلمین رجمۃ انیس الواقظین کی بندھوں مجلس سے مدرجۃ ذیل عبارت نقل کی ہے:

سوال: کیا حکمت ہے کہ آخری چار شہ کو ہر شخص خوش کرنا ہے اور کھانے میں فراخی کرنا ہے؟

جواب: پیغمبر خداؐ بہت چار ہو گئے تھے۔ غلی و غلظت طاری ہو گئی تھی۔۔۔ جب چار شہ کا دن آیا، اُس روز صفر کی ستائیس با اٹھائیس تاریخ تھی جو صبح کو حضور نے آنکھ کھولی اور فرمایا: میرے پاس کون پنہا ہے؟ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ عنہا نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! میں عاتقہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے حیرا، تجھ کو خوشخبری ہو کہ بدن ہلکا ہو گیا اور درد سر بھی جانا رہا۔ اب میں اچھا ہوں۔ حضرت عائشہ بہت خوش ہوئیں۔ پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور سر دھو لیا اور سارے جسم پر پانی ڈالا، یعنی غسل کیا اور کھانا طلب کیا۔۔۔ پھر صبح کو آپ مسجد میں تشریف لائے اور امامت کی۔ صحابہ سب

خوش ہوئے اور ہر کون صدقہ لایا۔۔۔ غرض کہ ہر شخص نے اپنی مقدرت کے بموجب صدقہ دیا اور دعوت کی اور بہت خوشی کی۔ آپ اُس روز گورستان کی زیارت کو بھی گئے اور اپنے قرائیوں سے ملے گئے اور یہودیوں سے جو میلے۔ چار شہ کی شادی کا سبب یہ ہے جو بیان کیا گیا۔

اس کے بعد صاحب رسالہ نے لکھا ہے کہ: یہ روایت اور وجہ آخری چار شہ اور اُس کی خوشی سنانے کی جو صاحب انیس نے بیان کی۔ میری نظر سے کسی اور معتبر کتاب میں نہیں گزری اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ اُس نے تصریح کی، تو اس سے بھی حکمل کو قفر عاً جانا اور کھانا کھلانے اور زیارتوں پر فاتحہ کے لیے جانا اور صدقہ و خیرات کرنا اور خوشی مانا بالقدائے صحابہ کرام اس دن بحوں ثابت ہے، ص ۹ و ۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو دیباچۃ اندر انتہی شامی، ص ۶۱ و اشاریہ، ص ۳۲۳۔

ص ۱۷: ۱۶۷ و ۱۸، ان اشعار سے متعلق درج ذیل نوٹ سولانا عرش نے تحریر فرمایا ہے: دعویٰ سوسائٹی کے جلسہ عام منعقدہ ۵ جون ۱۸۶۹ع میں مسٹر کولٹ اشرم سکرٹری سوسائٹی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا تھا۔ اس سپاسنامے پر میرزا صاحب کے بھی دستخط تھے۔ سپاسنامے کا اقدار میرزا صاحب کا سا منظوم ہوتا ہے۔ اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس مثنوی کے این دو

شعروں میں معمولی نظم کر کے سپاہی کے  
آخر میں یوں لکھا گیا ہے:

پیلوب، اس سرور دلاور کو

اس خدو کو بندہ پرور کو

شاہ و آباء و شادمان رکھو

اور ہم سب یہ موریاں رکھو

ملاحظہ ہو رسالہ دہلی سوسائٹی، بابت

۱۸۶۶ء، ص ۳۲ و ۳۳۔

ص ۱۲:۱۸۹ ب. ج. دیگر۔

ص ۱۰:۱۵۰، یہ قصیدہ قلم میں موجود ہے۔

۶ الف، قلم کے کاتب سے لفظ موقعاں ترک

ہو گیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے بڑھایا ہے۔

۸ ب. قلم، چیتوں۔

۱۰ الف، قلم، زمزمہ (سہ کاتب)۔

۱۱ ب. قلم، آداب جنوں۔

۱۲ قلم میں ترتیب اشعار یہ ہے: کس سے

ہو سکتی، ہر وہ سرمایۂ ایجاد، نظریہ فیض،

جلوہ تحریر، نسبت نام۔

ص ۱۰:۱۵۱، قلم قلم میں یہ شعر اس صفحے

کے شعر ۹ کے بعد ہے۔

۶ الف، قلم، یہ جلوہ۔

۷ ب. قلم، قلم میں یہ مصرع خفیف سے

اختلاف کے ساتھ گنجینہ معنی ص ۹ شعر ۱۰

کا مصرعہ تالی ہے۔

۹ قلم، قلم میں یہ بیت گنجینہ معنی ص ۹

کے دوسرے شعر کے بعد ہے۔ نیز قلم، قلم

میں ترتیب اشعار یہ ہے: تیری مدحت، آسمان پر،  
نیر سے دو۔

ص ۱۰:۱۵۹، قلم میں عنوان ہے:

۱۰ الف، علی المرتضیٰ علیہ وعلیٰ اولادہ الصلوٰۃ والسلام،

یا حسن، بسم اللہ الرحمن الرحیم یا حسین،

ابوالفضل، ہجرت عبدالقادر بدلیہ رضی اللہ عنہ۔

ص ۳:۱۶۰ ب. قلم، ہر حلقہ یہاں ذخیرہ کا۔

۱ الف، قلم، قادیانی دعوت۔

ص ۱۰:۱۶۱ الف، قلم، آسمان تر۔

۲ الف، قلم، حجاب سیر۔

۲ ب. قلم، غلطیوں۔

۸ الف، غیب (دیوان غالب اردو کا قدیم ترین

انتخاب، عذروتہ رام پور) ندیں کے دل۔

ص ۲:۱۶۲ قلم، میں یہ شعر مقطع سے

پہلے ہے۔

۱ الف، قلم، قلم میں یہ شعر، عشق سے طبیعت نے

الح کے بعد ہے۔

۶ الف، قلم، قلم میں یہ شعر، کہنے سے ندیں کے م

الح کے بعد ہے۔ شود بند نامح، بغیر اضافت

بہر قراءت معلوم مرق ہے۔

۱۲ اس زمین میں حسرت ذلی شعر:

چند تصویر ہنساں چند حیثیوں کے خطوط

بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ سامان نکلا

شاید سب سے پہلے شوکت بلگرامی نے

اردو سے نقل، علی گڑھ، ستمبر ۱۹۱۰ء میں غالب

کا زائیدہ فکر پایا ہے۔ اور اب بہت سے

حضرات اسے غالب مں کا سمجھتے ہیں۔  
معنی کی غزل ۱۶ کے مقطع سے قبل ہے۔

۱ ب، عز، ق، لخوا ہے۔

۲ الف، عز میں اس مقطع کی شکل گنجینہ

معنی کی غزل نمبر ۱۶ کے مقطع کے مطابق ہے۔

۲ مقطع کی اصلاحی شکل ق کے حاشیہ پر

ہے (سم)۔

ص ۳:۱۶۸ ق و ف ا میں یہ شعر مقطع

سے پہلے ہے۔

ص ۶:۱۶۹ الف، فا، ترا (سہو کاتب)۔

۶ و ۸ و ۱۰ ق کے حاشیہ پر ان کی ترتیب

یہ ہے: ایک ایک، کم حاشیے، گلیوں میں (سم)۔

ص ۳:۱۷۰ الف، عز، تفتہ کامی جا۔

۳ ب، عز، پہلے سوا اے ہوں، لکھ گیا

تھا پھر ہوں، کو دے بنا دیا۔ عز، تو میں

ہوں خیالہ۔

۷ عز میں یہ شعر پانچویں نمبر پر ہے۔

۸ عز میں یہ شعر تیسرے نمبر پر ہے۔

۸ ب، ج، ا ہے تو (سہو کاتب)۔

ص ۵:۱۷۱ الف، عز، قا، لکھ گرم۔ عز

میں دلد کے لیے یاض ہے۔

ص ۴:۱۷۲ ب، عز، بریا کئے (سہو)۔

۶ الف، عز، چشم جنوں میں نگہ غبار۔

۷ الف، عز، ہوائے دل۔

ص ۴:۱۷۳ قا میں اس غزل کا وجود اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پہلے الفاظ

دکر، بطور رکاب موجود ہیں۔

۶ الف، عز، احوال شب۔

مگر رسالہ معیار، لکھنؤ، مئی ۱۹۰۸ ع

ص ۱۲ میں ایک طرحی شاعرے کی روداد شائع

ہوئی ہے جس میں اسے کسی نا معلوم شاعر

کا قرار دیا گیا ہے۔ بگدان غالب، شوکت بلگرامی

نے وہیں سے دیکھ کر اسے غالب سے منسوب

کر ڈالا۔ فی الحقیقت اسے غالب سے علائہ ہیں۔

ص ۳:۱۶۴ الف، ق، گذرگاہ۔

۴ الف، ق، کرنے میں راضی۔ میں، ترک

ہو گیا ہے (سہو کاتب)۔

۱۱ الف، عز، گرمی برق پیش سے ذمہ ایر

کب تھا۔

ص ۲:۱۶۵ ب، ج، نار نظر (سہو مرتب)۔

۷ قا، خاردار۔

۹ قا، میں یہ بیت غزل کا چوتھا شعر ہے۔

۱۰ قا، میں یہ بیت غزل کا دوسرا شعر ہے۔

ص ۳:۱۶۶ ب، عز، غلطیہ۔ پہلے، م

رنگہ تھا۔ پھر دم، ہی کو دم، بنا دیا ہے۔

۴ الف، عز میں یہ شعر گنجینہ میں کی غزل

نمبر ۱۷ کا مطلع ہے۔

۵ الف، عز، زکوات (سہو کاتب)۔

۷ الف، عز، پہلے، چڑائی جا۔ پھر دھاء کو

دے بنا دیا ہے۔

۷ ب، عز، گیا جس سے۔ نیز عز میں یہ

بیت گنجینہ معنی کی غزل کے مقطع سے پہلے

ہے۔

ص ۱:۱۶۷ الف، عز میں یہ شعر گنجینہ

ص ۱۰۱۷۴: عن، ندارد۔

۲ و ۵ و ۶ ق کے حاشیے میں اسی ترتیب سے اضافہ ہوئے ہیں۔ نیز کاتب نے سہولت کی وجہ سے شعر ۵ و ۶ کے مصرعہ طائے ثانی حاشیے تک لکھ کر جھوٹ دیے ہیں۔ ردیف نہیں لکھی (حم)۔

۴ ب، عن، مثلر خون ڈر دگ۔

۷ الف، عن، دانا ہے، لور میں ق میں ہے۔

۸ ب، عن، جامر بادہ بکسر۔

ص ۱۰۱۷۵: الف، عن، قا، أف نہ کی گو

سوز لم سے۔ ظاہر ایسی ق میں ہونا چاہیے۔

۶ الف، عن، ہے اسد یگانہ کُز اسرد کی کُز یکس۔ ج، لط، حم، یگانہ اسرد کی اے یکس (سہوکت)۔

۶ ب، عن، دل ز گوی تیاک۔

ص ۱۰۱۷۶: الف، حاشیہ ق، وترے ندارد

(سہوکت) حم۔

ص ۱۰۱۷۷: ق میں اس مقطع کے ساتھ

حاشیے پر لوجودار محمد خاں کی ۱۲۴۸ھ والی مر لگی ہے (حم)۔

۴ الف، عمدہ، خواب کے چاہنے کے ہیں۔

۶ ب، نسخہ حاشی میں یہ نوٹ ہے: داور

نسخوں میں ہبازوہ کا لفظ ہے دختر، نواب احمد سعید خاں کے قلمی نسخے سے نقل کیا گیا۔

ص ۱۰۱۷۸: ب، قا، آب (سہوکت)۔

۵ الف، عن، چلے، انداز ربط یاد میں سب بھگو اے اسد۔ پھر ربط کاٹ کر دہالہ

اور دالے، غزلد کر کے بہرہ بنایا ہے۔ قا کے کاتب نے مڑنا ہو پر، لکھ دیا تھا غالب نے اپنے قلم سے مون کا اضافہ کیا اور مڑنا مون پر بنا دیا ہے۔

۵ ب، عن، دردا کہ اختلاط کے قابل نہیں رہا۔

۶، عن میں یہ شعر بخطِ غالب بعد کا اضافہ ہے۔

۸ ب، عن، شمع سے یک غار در پیرامن۔

ص ۱۰۱۷۹: عن، ندارد۔

۸ الف، ق، دل تھا (سہوکت)۔

ص ۱۰۱۸۰: الف، غب، نگہ ہائے نیز۔

ص ۱۰۱۸۱: ب، ق کے کاتب سے سوا لکے، رُک ہو گیا ہے۔

۵ الف، ق، چاکے لکے (سہوکت) بنی ہاگین کے۔

۶ ب، ج، دہلی۔

۷، یہ غزل حاشیہ ق پر نقل ہوئی ہے مگر بخطِ غالب نہیں۔

۷ الف و ب، حاشیہ ق، دونوں مصرعوں میں ردیف و ہرجاء (سہوکت)۔

۷ ب، قا، گذرنا۔

۸ الف، غبہ، اُس سے۔

۹ الف، حاشیہ ق، کشمش (سہوکت)۔

حاشیہ ق، قا، رحمت (سہوکت)۔

ص ۱۰۱۸۲: ب، قا، ہوا جانا (سہوکت)۔

۶ ب، قا، آئینہ۔

۷، حاشیہ قا، غزل کے آغاز میں لکھا ہے

دار باندہ فرستادہ۔

ص ۱۸۳ الف، ق، فایدا۔

ص ۲۰۱۸۸ ب، بخط غالب، پہلے، دگرا،

لکھا تھا۔ پھر اسی کو دیکھنے کا بنا دیا۔

۳ ب، بخط غالب، مات۔

۵ ب، بخط غالب، المک (بدون قاطر یا)۔

۱۲، اسی مضمون کو غالب نے فارسی میں

یوں کہا ہے:

نت آسمان بگردش و ما دربانہ ام

غالب، دگر میرس کہ ہر ما چہ می رود؟

کلیات فارسی: ۴۶۰

ص ۱۹۱: حاشیہ نمبر ۱۔ اولاً شوکت بائگراں

کی تحریر اردو سے معل میں شائع ہوئی تھی۔

مگر یہاں ہرم خیال مولفہ صدر مرزا پوری

سے منقول ہے۔

ص ۱۱: ۱۹۳ ب، نسخہ صاشی میں یہ

نوٹ ہے: 'نواب احمد سعید خاں کے نسخے میں

اردو بروہ کے بجائے 'سانے' کا لفظ لکھا ہے۔

ص ۱۹۵: ۶، انتخاب غالب (رام پور)

کے کاتب نے جی میدان، نقل کیا تھا، مگر

غالب نے اسے سو قرار دے کر اپنے قلم

سے 'مندان' بنا دیا ہے۔

۶ ب، ق، گوہر (سہو کاتب)۔

۸ الف، عز، 'اسد' کے لیے 'یاض' ہے۔

۹ الف، عز، نیم رنگی جلوہ ہے ہرم نعل

زائر دوست۔

ص ۱۹۶: ۵ الف، خوب، پرسش میری۔

۱۰ الف، خوب، پسند آتی۔

ص ۲۰۱۹۷ الف، ق، خوبانہ (سہو کاتب)۔

۴ الف، ق، سودائے منی (ہمزہ)۔

۵ ب، ق، 'مناشائے نیرنگہ' (ہمزہ)۔

ص ۱۰: ۱۹۸ الف، ح، تیار دار (سہو

کاتب)۔

ص ۱۹۹: ۵ ب، ق، میں لفظ 'میں' بخط

غالب اضافہ ہوا ہے۔

ص ۲۰۱: ۴، ق و ق، میں یہ بیت اگلے شعر

کے بعد ہے۔

۵، ق و ق، میں یہ شعر مطلع اول تھا۔

ص ۲۰۲: ۲ الف، عز، مایل ہیں۔

۶ الف، ق، قطعاً (سہو کاتب)۔

۶ ب، ح، فرض رهن (سہو کاتب)۔

۷ الف، عز، میں اور وہ۔ باندھے ہے۔

۷ ب، عز، پہلے، 'جرم' غلط ہے تھا جیسے

فلزد کر کے نیچے بن السطور میں 'نہت' لکھا

گیا، لکھ دیا ہے۔

۹ ب، عز، خوش نما۔ ق میں جی جی تھا۔

پھر ان الفاظ کے نیچے 'دو عالم' اصلاح

درج کی ہے۔

ص ۱۰: ۲۰۶، اس شعر میں جس دغش

کی طرف اشارہ ہے اس سے متعلق درج ذیل

متن قلمہ کلیات عارف میں موجود ہے۔

اس کے شعر ۹ سے غالب اور عارف دونوں

ثبیت کا ایک اور مناصر حوالہ ملتا ہے۔

قلۃ جانب و دل ترا خدوی  
نغمہ کو کہوے برا، یہ طاقت ہے؟  
اسد اللہ نام ہے نیرا  
اس بزرگی کی کچھ نہایت تھا  
ورد، نام۔ بزرگ کا نیرے  
اس میں کچھ شک ہیں عبادت ہے  
حق نے سب پر کیا نغمے غالب  
نغمہ سے روکش ہو، کس کی طاقت ہے؟  
بھم کو دیا ہے جتنا ناز کروں  
بھم پہ جب یہ نری نہایت ہے  
ظہر مشرق ملک کی عجمے  
کچھ نہ پروا ہے کچھ نہ حاجت ہے  
عرض کرتا ہوں شکوۂ حسد  
گرچہ میرے خلاف عبادت ہے  
وہ سب میں بیان کرتا ہوں  
اُن کی جس وجہ یہ شرارت ہے:  
فیضِ محبت سے تیرے، نیرا غلام  
جو یہ دل قابلِ اساست ہے  
سُنی اس ذمۃ خوارچ میں  
عدوِ ناولکِ ملامت ہے  
نیر و عمو میں مرے دشمن  
آسمان کی اُنہیں نہایت ہے  
بات ان کی لیکے ہے پھر سی  
دل میں ان کے زہں قساوت ہے  
اُن کی کہا کیا صفت کروں غمرا:  
ایک آفت ہے، اک قیامت ہے

ایک جتنا ہے رشک سے دایم  
بیک عزت اُسے نہایت ہے  
دوسرا عمو کہنہ حق ہے  
یہ ہمیشہ سے اُس کی عادت ہے  
دور کرنے میں ناولوں پر  
دور ہے، گر ہیں نصاحت ہے  
ہیں وہ سارے جہان کے جھوٹے  
قول میں اُن کے کتب صداقت ہے؟

مقولہ قطعے کے شعر نمبر ۱۱ میں جن عمو کا  
ذکر ہے وہ نواب غلام حسن خاں ہیں۔ یہ  
نواب غلام حسن خاں کے بیٹے اور ظال  
کے شاکر نہ تھے۔ ان کی ایک فارسی تصنیف  
نصرت نامۃ گورمت، مکتبۃ ۱۸۵۷ء سے متعلق  
موجود ہے۔ اس کا اردو ترجمہ دفتر کا نسخہ،  
کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی نے شائع  
کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: گلستانِ سخن: ۱۲۴  
و تلامذۃ غالب: ۲۵۸۔

ص ۶:۲۰۷ الف، ح: لط، حم، ہے پھر  
(سید مرتب)۔

ص ۱:۲۰۸ ق، غم گیسو (حم)۔

۱۰ الف، عز میں سبواً آہلۃ پاہ لکم دیا تھا۔  
پھر حمزہ قلزد کر دی ہے۔

۱۱ بیہ، عز، وحشتِ رفتار۔

۱۲، یہ اور اُس کے بعد کے دو شعر نسخہ  
تباہ حاشیہ ص ۶۷ پر درج تھے۔

ص ۲:۲۱۰ الف، ق، ترے (سہوکانب)۔

۷ الف، عز، فروغِ عشق۔

۷ ب، عز، نکالے ہے زبانی شمع بر جا  
ماندہ غبار۔

ص ۵۲۱۱ ب، عز، پہلے، ہنگ سمجھے  
ہے طرز فسانہ خوافی شمع۔ پھر اسے فلزد  
کر کے حاشیے پر لکھا: ملا نہ م کو شعور  
فسانہ خوافی شمع۔ بعد ازاں اس اصلاح مصرع  
کا پہلا لفظ ملا، میں فلزد کر دیا ہے۔ شاید  
مزید اصلاح چاہئے تھے جو صورت پر  
نہ ہو سکی۔

۶ و ۷، عز ندارد۔

۸ ب، عز، اسد ہے دل بہ مرے۔ نیز اسد  
کے لیے یاض ہے۔

ص ۵۲۱۲ ب، قا، اس شعر کے دوسرے  
مصرع میں کاتب نے غلطی سے ۱۰۰۰۰ دیکھے  
ہے وہ جس جہاں لکھ دیا تھا غالب نے  
۱۰۰۰۰ دیکھے، کات کر اس کے اوپر ۱۰۰۰  
دخیر موجد لکھا ہے اور وہ جس جہاں کو  
چھوڑ کر مدرباں بنا دیا ہے۔

۹، قا میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔  
نیز اولاً یہ شعر کتابت ہونے سے وہ گیا تھا  
غالب نے اضافے کی خاطر صفحے کا سطر بڑھا  
کر اپنے قلم سے مکمل شعر لکھا ہے۔

ص ۱۰۲۱۳، قا میں یہ بیت چوتھے شعر  
پر ہے۔

۳، مولانا حالی نے محمد حسین آزاد کے نام  
ایک خط میں لکھا ہے:

دسر ہونے کے منی جہاں تک میں نے

سمجھے ہیں، کھیلنے کے ہیں۔ والہم عند اللہ۔  
شاید شاعر کی مراد یہ ہے کہ وصل کی تباری  
کے وقت جو مشورہ کی زلفیں سر گونڈھنے  
کے لیے کھلتی ہیں، دیکھو وہ وقت کب آتا  
ہے۔ ۵، ظاہر اس وقت تک عمر ختم ہو جانے  
کی مراد۔

۶ ب، عجب، ہو جاویں گے۔

ص ۲۱۲۱۴ ب، عز، حساب بے گئی۔  
نیز عز میں یہ شعر قریب بہ یقین کتابت نسخہ  
کے بعد اضافہ ہوا ہے۔ اور اسی لیے اس  
نے مقطع کے بعد جگہ پائی ہے۔ مزید برآں  
اس کا قلم بھی قدرے خفی ہے۔

۲ الف، قی اور ح دونوں میں ہر جگہ  
قافیے کی باتے اضافت پر حمزہ ہے۔

ص ۱۱۱۲۱۵، عز ندارد۔

ص ۱۱۲۱۶ و ۲ و ۳، عز ندارد۔

۶ الف، عز، خوش اسد۔

۶ ب، عز، لیکن یہ ہم ہے۔ ج، غالب یہ  
ہم ہے (سہو مرتب)۔ نیز وہ غزل جس کا یہ  
مقطع ہے، حاشیہ عز پر بخاطر غیر مکرر نقل  
ہوئی ہے۔

ص ۱۰۲۱۷، عز میں اس غزل سے پہلے  
مولہ لکھا ہے۔ اور یہ حاشیے پر بخاطر غیر  
اضافہ ہوئی ہے۔ نیز قی میں حاشیے کے  
شعروں کی ترتیب یہ ہے: گر ترے دل، بھر  
سے رات، بھر سے کہا، کب مجھے، (حم)۔  
۱ ب، عز، بوچھڑا۔ پہلے ۱۰ کے پرہ۔ پھر

دکے، کو قلزد کر کے دکا، لکھ دیا ہے۔

۴، یہاں لط بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔

چونکہ شعر نمبر ۳ عز میں موجود ہے اس لیے

جیسا کہ ح کی اصلاح ہے اسے ق میں بھی

رہنا چاہیے۔

۳ الف، حب، لیے رقیب کر۔

۱۱ عز ندارد۔

۱ الف، ق میں مرات سے غیر، سیوا لکھا

گیا ہے (حم)۔

۱۵ عز، پہلے، ہزم کے، - پھر دکے، قلزد

کر کے نیچے میں، اضافہ کیا ہے۔

۷ و ۸ ر ۹، عز ندارد۔

ص ۱۲۱۸ ب، عز، - حاشیہ بظہر غیر،

شعر اسد کے ایک دو پڑکے (سوکاتب)۔

۲ و ۱ ر ۵، ق کے حاشیے میں ان اشعار

کی ترتیب یوں ہے: عہدے سے، ظالم مرے،

میں اور صد (حم)۔

۵، ق میں یہ شعر چھٹے نمبر پر اور اچلتے

ہیں چشم حاتم الخ کے بعد ہے۔

ص ۲۱۹ الف، عز، سرور دھا۔

۶ الف، ح، حم، لط، نامشا کر (سومرتب)۔

البہ حاشیہ لط میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ق

میں نامشا دکا ہے۔ عز، آئینہ بازی۔

۱۸ عز میں اس کی جگہ وہ دو شری لفظ

ہے جو باد آورد نمبر ۱۵ پر گزر چکا۔

ص ۲۲۰ و ۹، عز ندارد۔

ص ۱۲۲۱ عز ندارد۔

۲ الف، عز، حوق تقریباً منع ذوق دہن

خانہ ویران۔ عز ق میں یہ بیت شعر نمبر ۵

کے بعد ہے۔

۳، عز ندارد۔

۱۱، عز ندارد۔

۵ الف، عز، نکو من مائع دیوانگی مائے

جنوں آتی۔

۵ ب، عز، لگایا خندہ ناصح نے بچہ۔

۱۶، عز ندارد۔

ص ۱۲۲۲ و ۳، عز ندارد۔

ص ۱۲۲۲، عز ندارد۔

۱ الف، ح، لط، بدتہ عاشق (سومرتب)۔

۱ ب، ق میں تمام جگہ ردیف پہلا، پہاے

علاط الثقط ہے۔

۵ الف، ق، عدوئے (ہمزہ)۔

۵ ب، ق، رھگذار۔

۱۶، عز میں یہ غزل حاشیے پر بخطہ غیر

قتل فوق ہے۔

۶ ب، عز، روز اور وہ سال (سوکاتب)۔

ص ۱۲۲۴ الف، عز، خوبان ہی کے

نصود سے۔

۳، عز ندارد۔

۵ الف، عز، قرا۔

ص ۲۲۵ الف، فا، کہتے ہے (سوکاتب)۔

ص ۲۲۵ الف، فا، کہتے ہے (سوکاتب)۔

۵ الف، ح، شیریں زبانی (سومرتب)۔

۶ الف، حب، دیوانگی میں (سوکاتب)۔



۶ ب، ق، الف، خطِ غالب اضافہ ہوا ہے۔  
 ص ۱:۲۲۶ الف، ح، ملّا اگر ترا (سور مرتب)۔

۳ الف، خب، سر ہے (سوکاتب)۔  
 ۵ الف، ق، خدا، خطِ غالب اضافہ ہوا ہے۔  
 ص ۷:۲۲۷ الف، حاشیہ ق، اس غزل کے آغاز میں لکھا ہے "از ہند رسید۔"  
 ۸ ب، ق، جوں خوں (سوکاتب)۔

ص ۲:۲۲۸ الف، ق، ہزار، خطِ غالب اضافہ ہوا ہے۔  
 ص ۳:۲۳۱ ب، ق، گل، نم کو دلگور زندان۔

ص ۲:۲۳۲ الف، ح، وہ آئی (سور مرتب)۔  
 ص ۳:۲۳۳ الف، ح، اپنے سن کی میں (سور مرتب)۔

ص ۱:۲۱۱ ب، ح، غمیر کوئی (سور مرتب)۔  
 ص ۲:۲۴۲ ب، ح، جان و دل (سور مرتب)۔

۱ الف، عز، حسد پچانہ ہے دل عالمِ آبِ نانا ہو۔

ص ۱:۲۴۳ الف، عز، جنوں عیش ہے، یارب، سر و سامانِ آزادی۔ قد پہلے، "عیش" تھا جیسے کاک کر موقوف، لکھا گیا (ح)۔

۱ ب، عز، کروں یک گوشہ دامن تر کر آبِ حیات دریا ہو۔

۲ الف، عز، اگر وہ سرور جاں بخشِ خرام

اعتزاز آئے۔

۳ ب، غزل حاشیہ عز میں خطِ غیر نقل موقوف ہے۔

۵ الف، عز، گلا۔  
 ۶ ب، ق، جبارہ (سوکاتب)۔  
 ۷ الف، عز، کسو ہے۔  
 ۷ ب، ق، "ہے، ندارد۔" حیات (مر دو سو کاتب)۔

۸ الف، ق، بھائی (سوکاتب)۔  
 ۸ ب، ق، "یہ انجمن (سوکاتب)۔  
 ص ۲:۲۴۴ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۳ الف، ق، یہاں (سوکاتب)۔ عز، سگیں دل نہیں۔ ق، سگی دل نہیں۔ مگر مرتبہ ج نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ "نہیں ہی" ہے۔  
 ۵ اس غزل کے دو موقوف شعر گجٹہ معنی ص ۷۵ پر گور چکے۔

ص ۳:۲۴۶ الف، ح، تیسار دار (سور مرتب)۔

ص ۲:۲۴۷ ب، سراپا سن، شیریں دامن کے پانو۔

۸ ب، ح، نری جلوہ گاہ (سور مرتب)۔  
 ص ۸:۲۴۹ الف، ح، ہو مجھ (سور مرتب)۔  
 ص ۳:۲۵۴ ب، ح، ہرماں (سور مرتب)۔  
 ص ۸:۲۵۵ الف، ح، ہم، پہنایا ہے (سور مرتب)۔

۱۱، ق و "میں یہ غزل کا تیسرا شعر ہے۔

ص ۲۵۶ ہ، ق، بک موج (ح)۔

ص ۲۵۷ الف، قا، بچھارے۔

۵۔ عز ندارد۔

ص ۱۲۵۸، عز میں یہ بیت اگے شعر کے

بعد ہے۔

۳۔ عز ندارد۔

۴۔ ہ، عز، م بھی اسی میں خوش ہیں۔

قا میں یہ شعر، کیا خوب تم نے الح کے بعد

ہے۔

۵۔ حاشیہ عز میں یہ غزل بخط غیر اضافہ

ہوئی ہے۔ نیز یہ مغزق میں موجود ہے اس

لیے بتوانے غزل میں اسے حاشیہ ق کا

اندراج قرار دینا سہو ہے۔

۱۰۔ عز و قامیں یہ بیت اگے شعر کے بعد ہے۔

۱۲۔ عز، میں یہ بیت اگے شعر کے بعد ہے۔

۱۲۔ ہ عز میں اس مصرع کا کچھ حصہ

کبھی جلد بندی میں کٹ گیا ہے۔ لیکن یہ طے

ہے کہ الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔

۱۳۔ عز، اس شعر کے دونوں مصرعوں کے

آخری الفاظ م سے جانا رہا، اور دی حاسے

حاسے، جلد بندی کی تراش میں ضایع ہو گئے

ہیں۔

ص ۳۲۵۹ الف، عز، گر مصیبت نہیں نو

غربت میں اٹھا لیتا، آمد۔

۳۔ ہ، عز، میری دھلی م میں ہوئی تھی۔

۵۔ ہ، خوب یہ جانتا۔

۱۰۔ ہ، ج، حم، سمجھنا (سومرتب)۔

ص ۲۴۶۰ ہ، ج، حم، ثوقی (سہو مرتب)۔

۱۴۔ ق میں یہ شعر، کس پردے الح کے بعد

ہے۔

ص ۱۲۶۱ و ۲، عز ندارد۔

۳۔ ملاحظہ ہو ص ۸۱ شعر ۸ سے متعلق

استدراک کا اندراج۔

۵۔ الف، قا، ہوائی (سہو کاتب)۔

ص ۱۲۶۲ الف، ق، جلداد۔ زنداں

(ہر دو سہو کاتب) حم۔

۶ و ۷، عز ندارد۔

۹۔ عز میں یہ شعر بعد کا اضافہ ہے۔

۹۔ الف، عز، کسو یہ۔

ص ۱۲۶۳ الف، عز، گو۔

۳۔ عز و قا میں یہ شعر مقطع سے پہلے ہے۔

۵۔ الف، عز، بلا۔

۵۔ ہ، عز، پورے۔

۶۔ ہ، عز، گرمی مجلس سے۔

۷ و ۸، عز ندارد۔

ص ۱۲۶۴ ہ، ق کے کاتب سے لفظ

”ہاں، ترک ہو گیا تھا، جسے غالب نے اپنے

قلم سے اضافہ کیا ہے۔ غالب کا یہ خط اُن کے

بعد کے خط سے مکمل مشابہت رکھتا ہے۔

۱۰۔ الف، قا کے کاتب نے سوا ”غالب“ کی

جگہ ”اسد“ لکھ دیا تھا جسے غالب نے اپنے

قلم سے درست کیا ہے۔

ص ۲۴۶۵ عز ندارد۔

۳ الف، عز، پہلے، آمد وہ گل کرے جس  
گلستان میں جلوہ فرمائی۔ پھر اسے قلزد کر کے  
حاشیے پر مختصر نوائے سروش کے مطابق  
اندراج کیا۔

۳ ب، ح، غنچہ دل (سیوکاتب)۔

۴ عز و ق و ق میں یہ بیت گنجہ معنی ص ۸۱۔  
کے شعر وحشیہ موزن نمائش الخ کے بعد ہے۔

۵ الف، عز، تو وہ افسوں۔

۵ ب، عز، دل وہ افسانہ۔ نیز عز، ق و ق  
میں یہ شعر گنجہ معنی ص ۸۱ کے شعر چشم  
پرواز و نفس الخ کے بعد ہے۔

۶ الف، عز، کہ حوں رشتہ شمع۔

ص ۱:۲۶۶ و ۲، عز بخارود۔

ص ۱:۲۶۷ الف، عز، پہلے بدگیاں ر ہے۔

پھر اسے قلزد کر کے بن السطور میں درج کر  
ظاہر اصلاح موقوف ہے۔

۱۲ عز بخارود۔

۳ ب، عز، غیجوں کے شکفتن میں۔

۴ عز بخارود۔

۵ عز میں یہ بیت مطلع کے بعد ہے۔

۵ ب، عز، دالوں کا نظر آنا خود۔

۶ الف، عز، طرز گلر شکفتہ کنار وداع

ہے۔

۷ ب، عز، اسے بلبل، جلو۔

ص ۱:۳۶۸ عز، ق و ق میں یہ گنجہ معنی

کی غزل ۱۸۲ کا مطلع ہے۔ ق میں اس غزل  
کے اوپر لکھا ہے: مکرر نوشتہ شدہ۔ نیز اس

غزل کا ایک شعر درجاً بغیرہ الخ (دیکھیے  
گنجہ معنی ص ۸۸ کا پہلا شعر) ق میں اس  
زمین کی ایک اور غزل (دیکھیے گنجہ معنی  
غزل نمبر ۱۸۱) کے حاشیہ پر نقل ہوا ہے (سم)۔

۳ عز، ق و ق میں یہ پہلی غزل کا مقطع ہے  
جو گنجہ معنی ص ۱۸۱ پر درج موقوف ہے۔

۲ الف، عز، آمد، یہ فرطیہ جم نے کی تلف۔  
۴ و ۵، عز بخارود۔

۷ عز بخارود۔

۷ ب، ق کے کاتب سے لفظ مضمولہ سیوا  
رک ہو گیا تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے اضافہ  
کیا ہے۔

ص ۱:۲۶۶ و ۲، عز بخارود۔

۴ عز میں یہ بیت مطلع کے بعد ہے۔

۲ الف، عز، بار۔

۵ الف، عز، چشم خویاں سے فروش نہ زار  
ناز ہے۔ ق میں یہی پہلے ہی مصرع تھا۔

پھر اُس کے اوپر اصلاحی مصرع تحریر ہوا۔  
بعد لڑائی آپسے ہی قلزد کر دیا گیا (سم)۔

۵ ب، عز، پہلے، سرمہ دود نیم جوشن،  
نہا۔ پھر اسے قلزد کر کے بن السطور میں

سرمہ گریا دود موج، اصلاح موقوف۔

۶ و ۷، عز بخارود۔

۶ الف، ح، سارا طالع (سیوکاتب)۔

۸ عز میں اس مطلع کو قلزد کر دیا گیا تھا۔  
مگر آئندہ ق میں ایک جدید غزل کا مطلع قرار  
دیدیا۔ نیز عز میں مطلع اور دیگر حقائق نحو الخ

کے علاوہ کوئی شعر موجود نہیں۔ بقیہ سب  
اشعار عربی و فارسی کے ہند کہے گئے ہیں۔  
۱۰ ب، ج، د، ہ (سورمب)۔

ص ۱۲۷۰: ب، عز، آرزو خانہ آہن۔

۱۱ ب اور اس کے ہند اس غزل کا کوئی  
شعر عربی نہیں ہے۔

ص ۱۲۷۱: عز، بخار۔

۱۲ الف، عز، دامان ما۔

۱۳ الف، عز، عیانت بسکے نیم سے گرم بازو  
بسن ہے۔ نیز عربی بے مطلع ہے۔

۱۴ ب، ج، آہن و (سورمب)۔

ص ۱۲۷۲: الف، عز، اضطراب و حسرت نہا۔

۱۵ الف، عز، آمد جوثر ہار دبدبہ بیدار کے  
صدف۔

۱۶ عز، بخار۔

۱۷ الف، عز، پہلے، آمد اس فصل۔ پھر آمد،

کر مسجور بنا دیا ہے۔ پہلے دفتر و نما مسجور۔  
پھر مسجور قلزد کر کے غالب لکھ دیا ہے۔

۱۸ ب، عز، پہلے، ہرغیر خندانہا۔ پھر اسے

قلزد کر کے نیچے سرود کے قاتل لکھ دیا  
ہے۔ مگر اس کے ہند لفظ وہ پہنچوٹ گیا

جو مہر کا ترجمہ تھا۔

۱۹ عز، بخار۔

۲۰ عز، بخار۔ عز میں اس کی جگہ وہ نو دریافت

مقطع ہے جو باد آورد نمبر ۴۰ پر درج ہوا۔

ص ۱۲۷۳: ۱، ۲، عز، بخار۔

۲۱ الف، عز، خضر ۲۱ بارب۔

۲۲ عز، بخار۔

۲۳ الف، عز، حسرت، اسے آمد۔

۲۴ عز، بخار۔

ص ۱۲۷۴: عز میں بے مطلع ہے

پہلے اور قاف میں اگلے شعر کے ہند ہے۔

۲۵ عز میں بے مطلع کے ہند ہے۔

۲۶ الف، عز، پیچان۔

۲۷ ب، عز، نگار خندہ۔

ص ۱۲۷۵: عز، بخار۔

۲۸ الف، عز، شوخی اظہار دندان ما۔

۲۹ الف، عز، میں عدم میں غنچہ ما عورت  
کثیر انجام گل۔

۳۰ الف، عز، عیش و نشاط حرام کفایت افسردگی۔

۳۱ ب، عز، عیش و نشاط۔

۳۲ عز، بخار۔

ص ۱۲۷۶: الف، عز، پہلے، عربی، پھر

اسے قلزد کر کے اوپر ہاشم لکھ دیا ہے۔  
نیز وہاں بے غزل کا چوتھا شعر اور گنجینہ منی

کے مقطع سے پہلے ہے۔

۳۳ ب، قاف، قضایا (سوکاب)۔

ص ۱۲۷۷: عز، بخار۔

۳۴ عز میں بے غزل کا چوتھا اور قاف میں

تیسرا شعر ہے۔

۳۵ عز میں بے غزل کا پانچواں اور قاف میں

چوتھا شعر ہے۔

۳۶ عز میں بے غزل کا تیسرا شعر ہے۔

۳۷ عز و قاف، بخار۔

ص ۱:۲۷۸ الف، عز، وہ ندارد۔

۳. عز ندارد۔

ص ۲:۲۷۹ عز، میں یہ غزل کے مطلع کا مصرع اول ہے جس کا مصرع ثانی یہ ہے:   
 "اے موس دعوتِ ما کارِ عشق آسان ہے۔"   
 موجودہ مطلع "کارِ گاہِ عشق ہی الخ، عز میں موجود اور مطلع ثانی ہے۔

۳ ب، عز، کی خواب۔

۴ الف، عز، یا ترابِ سبیلِ طواف۔

۴ ب، عز، کہیں ہے انگلی۔

ص ۳:۲۸۰ عز ندارد۔ نیز ق کے لحاظ سے یہ مطلع دوسری غزل کا ہے۔

۳ عز میں یہ غزل کا پانچواں شعر ہے۔

۴ الف، فا، کاتب نے سیوا "اے اے اے" لکھ دیا تھا۔ پھر "اے" کو "خدا" بنا دیا گیا، مگر "اے" کا "الف" غلط ہونے سے رہ گیا ہے۔

۴ عز میں یہ غزل کا تیسرا شعر ہے۔

۵ عز ندارد۔

۵ الف، فا، یا مدعا علیہ۔

۶ عز میں یہ غزل کا بیٹا شعر ہے۔

۷ تا ۱۰ عز ندارد۔

۹ فا میں یہ شعر مطلع سے قبل ہے۔

۱۰ فا میں یہ شعر مطلع کے بعد ہے۔

ص ۱:۲۸۱ عز ندارد۔

ص ۲:۲۸۲ عز میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۲ الف، عز بخارِ شکرِ صحبت سے آتی ہے۔

۲ ب، عز، کی خلوت میں۔

۵ الف، عز، کرنا ہے گلِ جنوں نمانا کہی جیسے۔ اور وہاں یہ مطلع ہے۔ ملاحظہ ہو یاد آورد نمبر ۳۶۔

۶ الف، عز، ہے ناز و بودِ فرشتہ ہم ہم عشق۔ نیز وہاں یہ غزل کا چوتھا شعر ہے۔

۸ الف، عز، بیدار سے اسد۔

۱۰ عز ندارد۔

ص ۳:۲۸۳ الف، عز، کثرتِ اظہار۔

۳ عز ندارد۔

۵ اس شعر کے بارے میں مولانا حالی نے لکھا ہے:

"بعض اسلوبِ بیان خاص مرزا کے غزعات میں سے تھے جو کہ ان سے پہلے اردو میں دیکھے گئے نہ فارسی میں۔ مثلاً ان کے موجودہ اردو دیوان میں ایک شعر ہے:   
 قری کتبِ خاکستر الخ میں نے خود اس کے معنی مرزا سے پوچھے تھے۔ فرمایا کہ "اے کی جگہ 'جز' پڑھو، معنی خود سمجھ میں آجائیں گے۔" شعر کا مطلب یہ ہے کہ قری جو ایک کتبِ خاکستر سے زیادہ لورِ بلبل جو ایک قصہِ خمصری سے زیادہ نہیں ان کے چکر سوختہ یعنی عاشق ہونے کا ثبوت صرف اُن کے چہکنے اور بولنے سے ہوتا ہے۔"

یہاں جس معنی میں مرزا نے "اے" کا لفظ استعمال کیا ہے ظاہراً یہ انہیں کا اختراع ہے۔ ایک شخص نے یہ معنی سن کر کہا کہ

اگر وہ اسے کی جگہ سر کا لٹ رکھ دیتے  
یا دوسرا مصرع اس طرح کہتے "اے سالہ  
فناں ہرے سوا عشق کا کیا ہے، تو مطلب  
صاف ہو جاتا۔ اُس شخص کا یہ کہنا بالکل  
صحیح ہے۔ مگر مرزا چونکہ معمولی املویوں  
سے تا بتقدور پہنچے تھے اور شاعر عام پر  
چلتا نہیں چاہتے تھے، اس لیے وہ یہ نسبت  
اس کے کہ شعر عام فہم ہو جائے اس بات  
کو زیادہ ہست کرتے تھے کہ طرز خیال اور  
طرز بیان میں جِدّت اور نزائین پایا جائے۔  
باد گار، طبع اول ص ۱۱۳ تا ۱۱۴۔ نیز ملاحظہ  
ہو گنجینہ معنی صفحہ ۶۲ کا شعر نمبر ۷۔

۶. عز خارد۔

۷ الف، ح، حم، مجروری دعوایے (سومرتب)۔

۷ ب، عز، دامن تو رنگ۔

۸ الف، عز، ظاہر ہے اسد حال۔

۸ ب، عز، تیغ صم۔

۹. عز میں یہ شعر حاشیے پر غالب نے اضافہ  
کیا ہے۔ مگر اس کا مصرع لائی کہیں جلد بندی  
میں کٹ گیا۔ مصرع لائی کا جتنا حصہ کٹ  
جائے سے سچ گیا ہے وہ یقین دلانا ہے کہ  
ضایع شدہ الفاظ یہی تھے۔

ص ۱۰۳۸۴، عز خارد۔ ق میں یہ  
حاشیے کا اندراج ہے (حم) یہی مولانا عرش  
نے بتایا ہے۔

ص ۱۰۳۸۵ و ۲، عز خارد۔

۱۱ ح اور مولانا عرش کی یادداشتوں سے

مصرعاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ حاشیہ ق کا اضافہ  
ہے۔ مولانا عرش نے یہ بھی بتایا ہے کہ ق  
میں مصرع لائی سیوا ہو، م میں، سے شروع  
کیا گیا ہے۔ مگر ہم میں اس شعر سے متعلق  
کوئی تفصیل نہیں جو بظاہر ہم کا سو ہے۔

۱۲ ق میں یہ متن کا شعر ہے مگر مصرع لائی  
کی اصلاحی شکل حاشیے پر درج ہوئی ہے۔  
یعنی متن میں "کعبہ افسوس سودن" تھا جسے  
حاشیے میں "کعبہ افسوس ملنا" بتایا گیا ہے  
(حم)۔ نیز ق میں یہ اس زمین کی دوسری غزل  
کا ساتواں شعر ہے۔

۳ الف، عز، نابہ درد۔

۳ ب، عز، کعبہ افسوس سودن۔ نیز ق میں

یہ اس زمین کی دوسری غزل کا تیسرا شعر ہے۔

۴، عز میں یہ غزل بظہر غیر حاشیے پر

اضافہ ہوئی ہے۔ نیز عز، ق اور ق میں ترتیب

اشعار یکساں ہے۔

۷، اس شعر کے بعد عز و ق میں یہ بیت

ہے: م میں قسیم کی خواج۔

۸ الف، عز، پہلے کاتب نے سیوا یوں لکھا

تھا، اپنی ہستی میں ہے کیا رسوائی۔ پھر غلط

الفاظ قلزد کر کے ان کے اوپر م میں سے ہو

جو کچھ ہو، لکھ دیا ہے۔

۸ ب، ق، غفلت (سیوکاتب)۔

ص ۱۰۳۸۶، ق میں یہ شعر اپنی ہستی الخ

کے بعد اور ساتویں نمبر پر ہے۔

۲، عز، ق میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد اور



ہے کہ آخر ق کے اندراج میں بھی یہ شعر موجود نہیں ہے اور پہل بار ق میں نظر آتا ہے۔  
۷ ب، عز، غفارة وصال (سہو کاتب)۔

۹ عز میں اس شعر کے بعد ترتیب اشعار مختلف ہے، اس طرح: ۱۳، ۱۰، ۱۴، ۱۲، ۱۶، ۱۱۔

۱۰ الف، ق، دہر مر، ندارد (سہو کاتب)۔

۱۱ الف، ق، دہر، ندارد (سہو کاتب) سم۔  
نیز پہلے، فائزہ اعمال، تھا۔ پھر اعمال، فلزاد کر دیا ہے (سم)۔

۱۲ الف، عز، ڈھوٹے۔ کو کو۔ نیز ق کے کاتب نے دل پر دونوں جگہ طے نہیں پائی۔

۱۳ الف، عز، مانگے ہے۔ کو کو۔ ق، دہر، ندارد (سہو کاتب) سم۔

ص ۱:۲۹۹ الف، عز، چاہے ہے۔

۲ الف، عز، خب، پھر دل میں۔ عز، کو۔

۳ الف، خب، دل ڈھوٹنا۔

۴ ق میں اس شعر کے بعد کاتب نے لکھا ہے:

دیکھ تو حکمر غر بار لہر نجوم سے

تمام شد، کافر من نظام شد

دہر پسر و تم با الحیر (کذا)۔

یہاں یہ امر لائق توجہ ہے کہ عربی عبارت کے آخری لفظ کی املائی غلطی غالب کی مر تحریر میں ملتی ہے۔ مثلاً: بالکل، بالفضل

وغیرہ۔ اس غلطی کی وجہ سے میرا خیال ہے کہ عجب نہیں جو آخر ق کی غزلوں اور متفولہ عبارتِ خانہ کا کاتب، غالب کے بھائی مرزا یوسف، اُن کے راضی فسخی علی بخش خانہ یا پھر بیگم غالب میں سے کوئی ہو۔ اس خیال کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا عمرنی کی یادداشت کے مطابق کاتبِ متن کے علاوہ ق کے اصنافوں اور اصلاحوں میں تین خط پائے جاتے ہیں۔ جن میں بالیقین ایک خط غالب کا بھی ہے۔ ق میں جس لہذا کا اصلاح و اضافہ ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ کلم غالب نے خود کیا ہو یا ایسے اشخاص سے لیا ہو جو اُن کے بہت قریب تھے۔

تمام شد سے قبل اردو مصرع بھی میری رائے میں غالب ہی کا ہونا چاہیے جو بطور یادداشت لکھ لیا گیا ہے۔

۴ ب، عز، تحبہ (سہو کاتب)۔

۵ یہ غزل حاشیہ عز میں بخطِ غیر اضافہ مرقی ہے۔

۶ الف، عز، آبیانہ (سہو کاتب)۔

۷ الف، عز، فنا کی (سہو کاتب)۔

۸ ب، ح، آپ ہی (سہو کاتب)۔

ص ۳:۲۹۷ الف، عز، دم سے (سہو کاتب)۔

۳ ب، عز، تیرے (سہو کاتب)۔

۴ ب، عز، پاؤں (سہو کاتب)۔

۵ عز ندارد۔



ص ۶۲۹۸، حاشیہ عز پر یہ غزل بخطر  
غیر نقل ہوئی ہے۔

۶ ب، عز، کاتب نے پہلے از راو سو لکھا  
تھا، باب اُسے لکھ دیجو، پھر علامات ۴۰،  
اور مخ، بنا کر صحیح ترتیب الفاظ باقی ہے۔  
۸ ب، عز، صاحب کوئی متا۔

ص ۱۰۲۹۹ الف، عز، کہ تا کام وہ ایک  
عمر (سو کاتب)۔

ص ۱۰۳۰۰، حاشیہ عز میں اس غزل کا  
مطلع ایک خط میں اور بقیہ اشعار اُس دوسرے  
خط میں ہیں جس میں نو دریافت غزل سمجھاؤ  
اُسے یہ وضع چھوڑے، نقل ہوئی ہے۔ عز  
میں ترتیب اشعار مختلف ہے۔

۴ ب، غیب، م ایسے۔

۵ الف، عز، ایسا ہی بکثر۔

۵ ب، عز، میں (سو کاتب)۔

۷ عز میں یہ شعر مقطع سے قبل ہے۔

۷ ب، غیب، لاکھ گل کے (سو کاتب)۔

۸، عز ندارد، اس کی جگہ گنجینہ معنی کا  
وہ شعر ہے جو نمبر ۲۷۷ پر درج ہوا۔

۹، عز میں یہ غزل کا چوتھا شعر اور  
دوسرا دھراج، کے بعد ہے۔

۹ الف، غیب، پس گہ (سو کاتب)۔

۱۰ الف، عز، لاش۔

۱۰ ب، عز، پہلے، وفاق، تھا۔ پھر وفاق،  
بنا دیا ہے۔

۱۱، عز ندارد۔

ص ۲۳۰۱ و ۴، حاشیہ ق میں یہ شعر  
گنجینہ معنی غزل نمبر ۲۹۸ کے م پہلو اضافہ  
ہوئے ہیں (م)۔

ص ۱۰۳۰۲، اس غزل کا ایک منسوخ شعر  
گنجینہ معنی نمبر ۲۷۸ پر درج ہوا ہے، یادگار  
قالہ میں نہیں۔

ص ۲۳۰۳ ب، قال، تسلیم و خوش (سو  
کاتب)۔

ص ۵۳۰۵ غیب، تقریر کی خوبی۔

ص ۱۰۳۰۷ الف، ح، دیوار بسہ (سو  
مرتب)۔

۳ الف، ح، لذتِ فراق (سو مرتب)۔

ص ۱۰۳۱۲ ب، ح، یہ (سو مرتب)۔

ص ۲۳۲۲ الف، ح، ابو سے بدلت یہ  
(سو مرتب)۔

۱ ب، ح، آنکھ میں سے (سو مرتب)۔

ص ۹۳۲۳ الف، ح، اور تیر (سو مرتب)۔

۱۱ ب، ح، جو سے (سو مرتب)۔

ص ۱۰۳۲۴ الف، ح، اور وہ کچھ (سو  
مرتب)۔

ص ۶۳۲۵ ب، بخطر غالب، پہلے، اہں۔  
پھر اسے کات کر، مفرد اس، بنا دیا ہے۔

ص ۲۳۲۶ ب، بخطر غالب، میں شست۔

ص ۱۰۳۲۵، مولانا عرش نے صاحبزادہ

سید نجابت علی خاں مرحوم کی زبانی روایت کیا  
ہے کہ جب مرزا غالب، نواب کلب علی خاں سے

روخصت ہو کر فیام گا، بر قشرف لائے تو یہاں

ہلے سے رام پور کے بعض احباب الوداع کہے  
 کے لیے موجود تھے۔ اُن میں صاحبزادے  
 صاحب ہیں اپنے والد سید عداوت علی خاں  
 کے ہمراہ تھے۔ غالب نے حاضرین سے  
 مخاطب ہو کر فرمایا: میں نے اہل یہ شعر  
 کہا ہے داب ہے دل الخ، دبا جہ نکایب غالب،  
 ص ۱۲۲، طبع بہارم۔

ص ۶۳۵ ب، ج، شکستہ۔  
 ص ۶۳۷ ج، بادہ پائی (سورنہ)۔  
 ص ۶۳۹ الف، عز، پہنچے۔  
 ۶ الف، عز، سے تا بسر۔  
 ۶ ب، عز، اشک چشم، چشم نم۔  
 ص ۶۳۵ الف، عز، جوں کا ظہر باد کو  
 ہوا و چہ غوس۔

# یادگارِ نالہ

۱۰۔ سے منسوب کیا گیا ہے۔

نیز غزوت میں اس قلمیے کو شایع کرانے والے صاحب کا نام شیدا لکھا گیا ہے۔ یہ عبد المجید خواجہ ہیں۔ جو ان دنوں کبیرج میں مقیم تھے۔

ص ۷۳۵۲ ب، نسخہ تاباں، اب کیوں (سہوکانب)۔

ص ۸۳۵۶ ب، قلمی نسخہ تاباں ص ۱۵۰ کے حاشیے پر ہے۔

ص ۱۰۳۷۸ ب، قصیدہ نسخہ تاباں ص ۱۵۷ کے حاشیے پر ہے۔ نیز نسخہ حاشی میں اس قصیدے سے متعلق نوٹ ہے کہ: "قصیدہ کسی راجہ کی تہنیت سالگرہ میں، از دیوانِ قلمی نواب احمد سعید خاں صاحب۔"

۲ ب، نسخہ حاشی، باقی ہے۔  
ص ۲۳۷۹ الف، نسخہ حاشی، ہے ناگا۔

۳ الف، نسخہ حاشی، پڑے۔  
۳ ب، نسخہ حاشی، ہے تین۔

۵ ب، نسخہ حاشی، پائیں کے۔  
۷ الف، نسخہ حاشی، ہماراجہ راؤ۔

۹ ب، نسخہ حاشی، بوندہ۔  
ص ۲۳۸۰ الف، نسخہ حاشی، دانہ۔

۳ الف، نسخہ حاشی، یہ چلڑہ۔  
۴ الف، نسخہ حاشی، جب اس زمانے۔

ص ۱۰۳۵۰ ب، نسخہ حاشی، اینگلستان۔

۲ الف، نسخہ حاشی، بازار کو۔

۷ الف، نسخہ حاشی، کہیں کیا شکوہ (سہوکانب)۔

۸ الف، نسخہ حاشی، کہیں کیا نام۔

۱۰، نسخہ حاشی میں اس قلمیے سے متعلق لکھا ہے: "از دیوانِ قلمی نواب احمد سعید خاں صاحب۔"

ص ۱۰۳۵۱، اس قلمیے کے بارے میں جناب قاضی عبد الرود نے ایسے مضمون: "کتب خانہ خدا بخش اور غالب، مشمولۂ اردو سے معل دہل، غالب نمبر، حصہ دوم، ص ۷۸ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"دیوانِ غالب اردو کے ان نسخوں میں سے جو غالب کے دورانِ حیات میں طبع ہو چکے تھے یہاں موجود ہیں: نسخہ مطبع احمدی، مطبع نظامی۔ مقدمہ المذکر کے یہاں دو نسخے تھے، جن میں سے ایک کا باوجود تلاش اس وقت پتا نہ ملا۔ اس کے آخر میں جناب قاسم حسن خاں و برادر زادہ خدا بخش خاں منظر کتب خانہ کے قول کے مطابق غالب کا ایک قلمی ہے جو عبد بخش خان پسر خدا بخش خاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ قلمی وہی ہے جو عباد الملک بلگرامی کی روایت پر غالب

۶ بہ، نسخۂ حاشی، کرور۔

۱۲، نسخۂ تاہاں میں یہ حاشیہ صفحات ۶،

۷ و ۸ پر ہے۔ نیز نسخۂ حاشی میں عنوان یہ

ہے "قصیدہ در تہنیت غلر صحت نواب یوسف

علی خاں والو رام پور۔"

ص ۳۳۸۱ الف، نسخۂ حاشی، مول کے۔

۶ الف، نسخۂ حاشی، تہلور۔

ص ۱۴۳۸۲ الف، نسخۂ حاشی، مرکب

(سورمرب)۔

ص ۳۳۸۳ نسخۂ حاشی، نیاز گریں (اردو

میں صحیح ہے)۔

۱ نسخۂ حاشی، میں اس قصیدے کے آخر

میں لکھا ہے "صلیٰ مہون صاحب مرحوم۔"

۵ یہ قصیدہ نسخۂ تاہاں کے حاشیہ ص ۱۰ و ۹

پر درج تھا۔ نیز نسخۂ حاشی میں اس کے عنوان

میں لکھا ہے، "قصیدۂ لفظ گورز پنجاب، کہ

بطور ایک خط منظوم کے لکھا ہے۔"

یہ قصیدہ نسخۂ حسین میرزا میں موجود تھا۔

جس کے عینی شاعر نادم سینا پوری صاحب ہیں۔

ملاحظہ ہو: غالب کے کلام میں الحاق عناصر

ص ۲۶۵۔ عرشی زادہ عرض کرتا ہے کہ

عہدہ خطوط میں یہ حاشیے کا اندراج ہوگا۔

اس لیے کہ تاریخی اعتبار سے یہ اس نسخے کی

کتابت کے بعد تصنیف ہوا ہے۔

ص ۲۳۸۱ الف، نسخۂ تاہاں، منگوڑ۔

نسخۂ حاشی، منگوڑ۔

ص ۱۳۸۵ بہ، نسخۂ حاشی، میں خالی

نے "نہیج کا نام، لکھا تھا جسے حاشی صاحب

نے "نہیج بے نام، کر دیا۔ مگر ہے یہ حاشی

صاحب کا سو۔

۲ بہ، نسخۂ حاشی، کلیجہ (سوکاتب)۔

۳ بہ نسخۂ حاشی، نمبر (سوکاتب)۔

۵ بہ نسخۂ حاشی، جو غلام (سوکاتب)۔

۶ بہ نسخۂ حاشی، نمبر (سوکاتب)۔

۱۰ بہ، نسخۂ حاشی، لڑدھام (سوکاتب)۔

۱۱ الف، نسخۂ حاشی، مداح نامور (سو

کاتب)۔

۱۲ الف، نسخۂ حاشی، کر سکا (سوکاتب)۔

۱۳ الف، نسخۂ حاشی، دکنور۔

ص ۳۳۸۶ بہ نسخۂ حاشی: احتسام

(سوکاتب)۔

ص ۳۸۸۔ یہ مرتبہ طاہر ایڈیشن کی اصل

خطوط حسین میرزا میں بھی موجود تھا۔ مولوی

مہیش پرشاد نے اپنے مضمون: دیوان غالب کے

قلمی نسخہ (زمانہ، کاتپور۔ فروری ۱۹۸۰ع) میں

عہدہ خطوط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔

یہ نسخہ اب جناب سید احمد میرزا

صاحب کے پاس ہے جو کاتب موصوف

(حسین میرزا) کے پوتے ہیں، جن کا اصل

مکان، چبہ چرمہا، محلہ فراش خانہ، دہلی میں ہے۔

لیکن میں نے جناب سید صاحب نور اُن کے

اعرا کی مہربانی سے اس نسخے کو مارچ ۱۹۳۴ع

میں ٹیلی گراف اسکوائر ٹی دہلی میں دیکھا تھا۔

جہاں کہ سید صاحب اس وقت مقیم تھے...

لام۔ بز اس بیت کے بعد گنجینہ منی غزل  
نمبر ۱۳۱ کے دو شعر: ظاہر ہیں میری الخ،  
اور ثبوت گری نشاط الخ نقل ہوئے ہیں۔

۵۔ روح میں یہ بیت اگلے شعر کے بعد ہے۔

۵ ب۔ سوالہ نشان حذف کر دیئے۔

ص ۱:۴۱۹ الفہ روح، آتہ۔

۷ الفہ روح، ذمرے۔

۷ ب۔ روح، فرغے۔

ص ۱:۴۲۰، تنکین کاظمی مرحوم نے  
بھی لکھا تھا کہ ظاہر عالم نام کی کسی مثنوی  
کا خارج میں وجود نہیں۔ اور اس پردے میں  
خود عبد الرزاق حیدر آبادی جلوہ فرما ہیں۔  
اس اطلاع نے غزل اور اس سے متعلق روایت  
کو نا قابل اعتبار بنا دیا۔

ص ۱:۴۲۴، اس غزل کے بارے میں

نسخہ حاشی کا اندراج یہ ہے: وہ پروری غزل  
جو دواوین متداولہ میں موجود نہیں، نواب احمد  
سید خاں صاحب کے نقلی نسخے سے حاصل  
ہوئی۔ اور نواب صاحب موصوف یہ بھی  
فرماتے تھے کہ غالباً یہ مرزا صاحب کا آخری  
کلام ہے جس کے بعد انہیں موت نے کچھ  
فرمانے کی ہمت نہ دی۔ اذہر۔

۳ الفہ، محدود، الہلال، یاسین۔

۴ ب۔ محدود، ہے پروں ہے پرں۔

ص ۳:۴۲۵ ب۔ نسخہ حاشی، نش۔

۴، نسخہ حاشی، ندارد۔

ص ۱:۴۳۱، یہ غزل نسخہ حاشی میں

اس نسخے کے دائرہ اوردان میں مرزا کے کہے  
ہوئے مرتبے کے وہ تمام بند درج ہیں جس  
کا محض پہلا بند مولانا حالی نے یادگار غالب  
میں درج کیا ہے۔

ص ۱:۳۹۲، مولانا جرحی نے اپنے الہک  
مضمون میں دہلی اردو اخبار جلد ۱۴ شمارہ ۱۵  
مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۵۲ء کے حوالے سے  
مرزا جواں بخت کی شادی کی تاریخیں یکم و دوم  
ماہ اپریل ۱۸۵۲ء بتائی ہیں۔

ص ۱:۳۹۴، یہ نسخہ ناباں کے حاشیہ  
ص ۱۵۷ پر نقل ہوا ہے۔

ص ۱:۴۰۰ الفہ، عز، عمدہ، ثوئی ہوق  
ہوگئی (اور ہیں درست ہے)۔

ص ۴۰۴ لطایف غیبی کا سہ نصف و  
طباعت ۱۸۶۴ء ہے۔

ص ۱:۴۰۵، تاریخی ترتیب میں یہ بیت  
اگلے شعر کے بعد ہے۔

ص ۱:۴۱۶ الفہ، مکاتیب غالب کے خط  
نمبر ۱۳۶، ۴۱ و ۶۱ میں دیانت ننگ کی جگہ  
محرارہ میں لکھا ہے۔

ص ۴:۴۱۷، روح کلام غالب از مرزا  
عزیز بیگ الفضل ب۔ مرزا سہارنپوری میں لکھا  
ہے کہ: یہ غزل مروجہ دیوان میں نہیں ہے۔  
مصنف کو غالب کے ظہر خاص کی لکھی ہوئی  
اپنے اسناد سوزاں سے مل نہیں۔

ص ۳:۴۱۸ الفہ، روح، لب بر آتی تب ہیں۔

۴ الفہ، روح، پر نہیں مجھ کو کسی سے

میں ہیں ملے ہیں۔ مگر پوری غزل کہی نہیں  
 ملتی۔ اب نواب احمد سعید خاں کے نسخہ  
 دیوان سے نقل کی جاتی ہے ۱۱۲۔

۱ بہ نسخہ حاشی، شیوۃ انداز (سہو کاتب)۔  
 ۲ الف، نسخہ حاشی، کیوں نہ فردوس کو  
 دوزخ میں ملا لیں پارہ۔

۳ الف، شرح حسرتہ م سے۔

۱۰، ان شعروں پر نسخہ حاشی میں یہ نوٹ  
 ہے: یہ اور اگلے تینوں شعر نواب احمد سعید  
 خاں صاحب کے قلمی نسخے سے منقول ہیں ۱۱۲۔

نیز یہ چاروں شعر بھی حاشی صاحب نے  
 اپنے قلم سے نقل کیے ہیں۔ روح کلام غالب  
 کے لیے بھی یہ اشعار نواب احمد سعید خاں  
 صاحب ہی سے حاتم آئے تھے۔

۱۰ الف، خطوط، کھلائے۔ روح، کھٹے تو  
 رات جو کاٹے تو۔ نیز روح میں یہ بیت ہو،  
 داد و دید الخ، کے بعد ہے۔

۱۰ ب، روح، کوئی بتائے۔

۱۱ الف، نسخہ حاشی، مسود (سہو کاتب)۔

۱۱۲ نسخہ نواب احمد سعید خاں صاحب، نقل  
 ہوئی ہے۔ روح کلام غالب (ص ۲۵۲) کے  
 لیے بھی یہ غزل نواب احمد سعید خاں صاحب  
 طالب رئیس دہلی ہی کا عطیہ ہے جو فرماتے  
 تھے کہ میں ہر وقت پھرہا جان (غالب) کی  
 خدمت میں حاضر ہاں تھا۔ نیا کلام اپنی یاد  
 داشت میں لکھتا تھا اور پھر یہ غزل ہے۔

۱۱۳ سب سے پوری صاحب نے اسے نسخہ حسین  
 مرزا میں بھی دیکھا ہے جہاں میری رائے میں  
 یہ حاشیے کا اضافہ ہونا چاہیے۔ ملاحظہ  
 ہو: غالب کے کلام میں الخاق عاصر۔ ص ۲۷۵۔

۲ الف، نسخہ حاشی، جنوں کیوں کر (سہو  
 مراد)۔

۱ الف، روح، دوست ہی کوئی۔

۱ ب، روح، ابک نا (سہو کاتب)۔

۵ الف، روح، سے ہیں۔

۷ الف، روح، کہیں چل جائے گی۔

ص ۱۱۴۳، نسخہ حاشی میں لکھا ہے:

۱۱۴۳ اس غزل کے چار شعر اردو سے نقل (غالب)

## باد آورد

گئی ہے۔

ص ۴:۴۵۲ الف، عز، جھلانا۔ قدیم انداز  
کتابت کے مطابق کہیں کہیں حائے غلط کے  
ساتھ آنے کی صورت میں ج کی جگہ چ لکھ  
دیتے ہیں۔ یہ لیس کا اثر ہے اور قدیم  
دواوین میں یہ انداز پایا جاتا ہے۔

ص ۱:۴۵۳ ب، ہاں، پڑھیے۔

۵ یہ شعر کو دریافت نہیں ہے۔ اسے خارج  
کر دیا جائے۔

ص ۳:۴۵۴ عز میں یہ غزل قلزد کردی  
گئی ہے۔

۸ عز میں یہ غزل قلزد کردی گئی ہے۔

۱۳ عز میں یہ غزل قلزد کردی گئی ہے۔

ص ۱:۴۵۵ ب، عز، رنگ (اور یہی دوست  
ہے)۔

۱۵ عز میں یہ غزل قلزد کردی گئی ہے۔

۶ ب، سبچہ پڑھیے۔

۱۳ عز میں یہ غزل قلزد کردی گئی ہے۔

ص ۴:۴۵۷ عز میں اس کے بعد لکھا  
ہے:

نہت تمام شدہ۔

ص ۶:۴۴۴ ب، عز، پہلے، بر دکھا ہے۔  
پھر دہرہ قلزد کر دیا۔ پہلے، رنگاں۔ پھر  
اسے قلزد کر کے مڑا دیا۔

ص ۲:۴۴۵ عز میں یہ غزل قلزد کردی  
گئی ہے۔

۱۳ الف، عز، اسدہ کے لیے سیاح  
ہے۔

ص ۲:۴۴۷ الف، عز، پہلے، آرائی۔ پھر  
اسے جھیل کر (فروزی) بنا دیا ہے۔ مگر  
حرف می، پر مرزا اب بھی باقی ہے۔

۵ ب، عز، آوارہ و سرگشت (اور یہی درست  
ہے)۔

۶ الف، عز، بردار (اور یہی درست ہے)۔

ص ۲:۴۴۸ الف، عز، بندہ بجائے بندہ  
(سہ کتابت)۔

ص ۳:۴۴۹ عز میں یہ غزل قلزد کردی  
گئی ہے۔

۸ عز میں یہ غزل قلزد کردی گئی ہے۔

ص ۱:۴۵۰ عز میں یہ غزل قلزد کردی  
گئی ہے۔

ص ۱۰:۴۵۱ عز میں یہ غزل قلزد کردی

## فہرست اشعار

|                      |              |               |                 |
|----------------------|--------------|---------------|-----------------|
| ۷:۱۶۸ - ۸:۱۷         | جا، کا       | ۶:۱۴۷         | سوا             |
| ۲:۴۴۴                | گستاخ، کا    | ۶:۳۱          | حور، کا         |
| ۱:۱۵۹ - ۱:۱۶۱        | نحر، کا      | ۱۰:۱۸۷        | خدا، عورت       |
| ۳:۱۸۰                | راز، کا      | ۱۱:۱۸۹        | بار، عورت       |
| ۱:۱۷۲ - ۷:۲۰         | باغ، کا      | ۱۲:۱۸۴        | ویران، عورت     |
| ۱:۱۷۰ - ۵:۱۸         | حاصل، کا     | ۲:۴۴۵         | پرتر، عورت      |
| ۱:۳۵۰                | انگلستان، کا | ۱۵:۰۲         | کیا لکھا        |
| ۳:۱۷۰ - ۱۰:۱۸        | مردگان، کا   | ۴:۴۰۳         | باجا            |
| ۷:۱۸۲                | رضوان، کا    | ۲:۴۰۰         | پارسل، پہنچا    |
| ۱:۲۹                 | نیشن، کا     | ۱:۴۰۱         | چیشا            |
| ۱:۳۰                 | طلبکاروں، کا | ۹:۳۶۶         | خدا             |
| ۹:۳۰                 | عکس، کا      | ۸:۴۴۶ - ۱:۴۰۰ | سنا، پیدا       |
| ۱:۱۷۱ - ۱:۱۶۹        | گاہ، کا      | ۱:۳۳          | گلزار، مریدا    |
| ۷:۱۷۰ - ۷:۱۹         | جہاں، کا     | ۵:۳۲          | نقدیر، سے پیدا  |
| ۳:۱۶۶ - ۱:۱۷ - ۱۰:۱۶ | مارسان، کا   | ۵:۲۸          | بہار، صرا       |
| ۱۲:۲۷                | کوفہ، کا     | ۷:۲۹۳         | آبا، سرا        |
| ۱:۴۴۲                | حجاب، اُسکا  | ۱:۳۹۲         | سرا، سرا        |
| ۷:۲۵                 | افہام، اُسکا | ۱:۳۹۴         | کاشکشان، سے سرا |
| ۶:۱۷۳ - ۸:۲۰         | بیان، مروجہ  | ۶:۱۷۸ - ۵:۲۲  | احسان، میرا     |
| ۷:۱۶۲ - ۵:۱۶ - ۱:۳۱۲ | سامان، نکلا  | ۱:۱۶۶ - ۵:۱۶  | کم، میرا        |



|                   |                |                   |                   |
|-------------------|----------------|-------------------|-------------------|
| ۵:۱۷۰ ۱:۱۱۹       | غرور، تھا      | ۱:۱۸۸             | دشمن، کھلا        |
| A:۱۷۸ ۱:۱۲۲       | ناموس، تھا     | ۱-۱:۱۵۵           | خاور، کھلا        |
| ۵:۲۲۹             | غم، تھا        | ۷:۱۸۱             | فنا، ہو جاتا      |
| ۳:۲۳              | بدخود، تھا     | ۱:۱۷۹ ۷:۲۳۳       | پشتخار، اپنا      |
| ۳:۱۶۷ ۵:۱۷        | اندازہ، تھا    | ۳:۱۸۶             | پیان، اپنا        |
| ۳:۲۷ ۱-۱:۲۱       | حانہ، تھا      | ۶:۱۷۱ ۳:۲۰        | کسی کا، آشنا      |
| ۹:۱۷۶             | سنسکر، ہوا تھا | ۱:۱۲۵             | کامل، ہونا        |
| ۳:۱۸۵             | تاخیر، میں تھا | ۸:۱۷۲             | آسان، ہونا        |
| A:۱۶۷ ۷:۱۷        | پنہاں، سمجھا   | ۷:۳۴۱             | نار، ہوں بلکہ سوا |
| ۷:۱۶۴ ۷:۱۵ ۱-۱:۱۴ | عمل، بالذما    | A:۱۷۴ ۱:۲۲۱       | پرورد، ہوا        |
| ۳:۴۴۶             | دیر، پھر رہا   | ۱:۴۴۵ ۱:۳۱        | حاصل، ہوا         |
| ۱:۱۳۲             | پیام، رہا      | ۹:۱۹۳             | م سا، ہوا         |
| ۵:۱۷۷ ۱:۲۲۲       | قابل، نہیں رہا | ۱:۱۹۲             | دوا، ہوا          |
| ۱:۴۰۳             | کفن، دیکھا     | ۶:۱۶۳ ۸:۱۶۴       | تسل، ہوا          |
| ۵:۴۰۳ ۷:۱۷۵       | باد، آیا       | ۱:۲۵              | شبہ، ہا           |
| ۹:۲۹              | نیر، آیا       | ۹:۲۴              | دلہ، ہا           |
| ۱-۱:۶۰ ۵:۱۱       | درد مند، آیا   | ۵:۲۴              | شکستن، ہا         |
| ۵:۱۶۰ ۳:۱۱۲       | مشکل، پسند آیا | ۹:۱۸۴             | ہوا، تھا          |
| ۹:۱۶۱ ۷:۳۱۳       | پڑا، پایا      | ۱:۱۶۶ ۱:۳ و ۱:۱۶۵ | آپ، تھا           |
| ۱-۱:۲۳            | زمین، پایا     | ۱:۴۴۴ ۱:۲۶        | بارب، تھا         |
| ۷:۱۸۳             | کیا، کیا       | ۵:۱۷۹             | نبرد، تھا         |
| ۱:۲۸              | رام، کیا       | ۳:۱۶۱ ۱۰ و ۷:۱۲   | مسود، تھا         |
| ۳:۴۰۲             | لحم، کیا       | ۶:۱۶۹ ۱-۱:۱۷      | بار، تھا          |

|              |                     |              |
|--------------|---------------------|--------------|
| ث            | آئینہ کا            | ۱۱:۱۸۸       |
| ۴۳۶          | فرما، ورے کے کیا    | ۱۰:۱۸۰       |
| ۱۱۳۶         | من، کیا             | ۳:۴۰۱        |
|              | رو، کیا             | ۳:۴۰۳        |
| ج            | بے عیاب، جل گیا     | ۱:۱۷۵، ۷:۲۱  |
| ۶:۱۹۷، ۴:۳۷  | کھنڑ، ہو گیا        | ۱۱:۳۱        |
| ۳:۴۵۷، ۱:۱۲۶ | حالت، نہ ہو گیا     | ۱۴:۴۴۵       |
| ۱۰:۳۷        | تڑپ، ہو گیا ہے گریا | ۵:۳۴۰        |
| ۱:۱۹۸        | ب                   |              |
| ۱۱:۴۴۷       | خراب                | ۱۳:۳۳        |
| ح            | کشا، سوچ شراب       | ۷:۱۹۴        |
| ۱:۳۹         | دو، صاحب            | ۳:۴۰۴        |
| ۳:۱۹۸، ۳:۳۸  | طالب                | ۱:۴۰۴        |
| ۶:۳۸         | طالب، غالب          | ۳:۴۰۴        |
| ح            | پست، ہو گیا ہے غالب | ۷:۳۴۰        |
| ۸:۳۹         | خیالی، عذیب         | ۷:۳۴۱        |
| د            | صدائے، عذیب         | ۷:۳۵۲        |
| ۹:۴۰         | ت                   |              |
| ۱۳:۳۹        | بشارت               | ۳:۱۴۰        |
| ۱:۱۹۹، ۷:۴۰  | بازار، دوست         | ۴:۳۵، ۹:۱۹۵  |
| ۳:۱۴۲        | کھو، انگشت          | ۶:۱۹۵، ۱۳:۳۴ |
| ۹:۴۱         | کس وقت              | ۵:۱۹۷        |
| ۱:۴۱         | سلامت               | ۱:۱۹۷، ۱:۱۲۵ |
| ۳:۱۴۵        |                     |              |

|                |                 |                   |              |
|----------------|-----------------|-------------------|--------------|
| نیاز           | ۹۴۵-۴۰۷         | ر                 |              |
| جولانی، صبر    | ۵۴۷             | کبار              | ۵:۴۳۹        |
| گھر بار، غموز  | ۱۰:۴۰۸-۱:۴۶     | آثار              | ۱:۱۳۷        |
| مور، غموز      | ۱۲:۴۷           | بے کار            | ۱:۱۴۸-۱:۱۲   |
| تضائق، غموز    | ۱۲ ر ۶:۴۶       | نظر، درد دیوار    | ۱:۲۰۰        |
| کفن، غموز      | ۱:۴۵-۱:۴۵-۱:۴۰۷ | دوخانی، پر        | ۴:۴۰۱-۸:۴۲   |
| جان، عزیز      | ۱۲۲۰۸           | کردن، پر          | ۴:۴۰۲-۱:۴۴   |
| س              |                 | ماضیات، آئینے پر  | ۱۲:۴۴۷-۱:۴۲  |
| پاس            | ۶:۴۹-۳:۴۰۹      | لوہار، تر         | ۳:۴۲         |
| بس             | ۴:۴۸            | ہوس، چتر          | ۲:۴۰۵        |
| عبوس، وبس      | ۱:۴۸            | رقیب، آخر         | ۳:۴۰۲-۱:۱:۴۳ |
| ستارہ بار، برس | ۱:۴۰۶-۱:۳۵۸     | رنگہ، آخر         | ۱:۴۰۲-۹:۴۲   |
| مایوس          | ۱:۴۹            | چشمہ تر، کر       | ۱:۴۴۸        |
| ش              |                 | بار، دیکھ کر      | ۱:۴۰۳        |
| سواد، آتش      | ۵:۵۰            | نشان، اور         | ۱۲:۴۰۴       |
| نکار، آتش      | ۶:۴۱۰-۷:۴۹      | رستا، کوئی دن اور | ۳:۴۰۶        |
| ط              |                 | دور               | ۱:۴۵۹        |
| راہ، غلط       | ۲:۴۰۶           | نور               | ۴:۴۴         |
| ظ              |                 | سہ                | ۱:۴۰۵        |
| جی، محظوظ      | ۱:۱۴۵           | پر، کہے بغیر      | ۳:۴۰۴        |
| ع              |                 | ز                 |              |
| شعاع           | ۱:۴۱۱-۱:۵۰      | ساز               | ۹:۴۰۷        |
| جار دان، شمع   | ۲:۴۱۱           | زمرہ ساز          | ۱:۱۴۶        |

|                    |                |              |              |
|--------------------|----------------|--------------|--------------|
| ۳۰۵۵               | آہا، شکستہ دل  | غ            |              |
| ۳۰۱۲۵              | جستجو، پس دل   | ۹:۵۹         | بار، باغ     |
| ۱۰۵۶               | ایجاد، گل      | ۳۰۵۹         | حوار، داغ    |
| ۳۰۲۱۴، ۱۰۰۵۷       | وفا، گل        | ف            |              |
| ۳۰۱۲۴              | عدیل           | ۵:۱۲۵        | شکاف         |
| ۴                  |                | ۷:۵۲         | شغابہ، یکطرف |
| ۸:۴۴۶              | آہ             | ۹:۲۱۱، ۱۰:۵۲ | اختیار، حیف  |
| ۵:۲۸۲              | احترام         | ک            |              |
| ۱۰:۳۵۵             | کلام           | ۳:۳۱۳، ۲:۵۳  | قار، ہونے تک |
| ۲:۴۰۹              | امام           | ۷:۴۰۸        | جسارک        |
| ۳۰۵۹               | نقص، قلم       | ۳:۵۳         | درمیان، اشک  |
| ۴:۱۵۲              | نام            | ۳:۲۱۲، ۱۰:۵۳ | بے پروا، شک  |
| ۱:۳۶۰              | ارح            | ۱:۴۰۷        | بار، ایک     |
| ۱۰:۳۱۵، ۶:۵۸، ۹:۵۷ | ماتم خانہ، م   | ک            |              |
| ۱۰:۵۵۸             | بار، میں م     | ۱:۲۱۴، ۱۰:۵۴ | دعا، مانگ    |
| ۳:۳۴۱              | ذوالجلال، نام  | ل            |              |
| ۴:۲۱۶              | بے کسی، کی شرم | ۱:۴۰۹        | حال          |
| ۷:۴۴۸              | جدا، کرم       | ۱:۳۴۱        | دال          |
| ۹:۲۱۵، ۳:۵۷        | جدا، معلوم     | ۳:۳۲۰، ۳:۳۲۹ | احفال        |
| ۱۰:۳۷۴             | کرم            | ۸:۵۴         | لال          |
| ن                  |                | ۸:۵۵         | خیال         |
| ۲:۴۱۹              | میری جان       | ۱:۳۳۹        | دل           |
| ۳:۴۴۱              | شہاب الدین خان | ۱۰:۵۶        | تک، دل       |

|                     |                       |                   |                    |
|---------------------|-----------------------|-------------------|--------------------|
| ۴:۶۹                | تدیریں                | ۳:۴۴۹             | میں نوشتاں         |
| ۱:۶۵۰ ۱:۸۷          | زمیں                  | ۵:۷۱              | افسردگیاں          |
| ۸:۲۳۵ ۵:۲۳۴         | الٹاپا، میں           | ۲:۴۱۶             | پاس، کہاں          |
| ۱:۴۴۰               | لڑائی، کس میں         | ۶:۲۲۳ ۱:۰:۷۱      | وصالہ، کہاں        |
| ۳:۱۲۶               | م، میں                | ۴:۲۲۳ ۱:۱:۶۱      | داد، ہاں           |
| ۱:۲۲۱ ۹:۶۲          | تہ، میں               | ۹:۳۶۳             | راہ، صحن           |
| ۸:۲۲۰ ۳:۶۲          | ڑھانے، میں            | ۸:۴۴۹             | افسردہ             |
|                     | کو ممکن، کی فکر میں   | ۶:۲۱۸             | پرستی، ایک دن      |
|                     | سر بکھٹ، جلتا ہوں میں | ۱:۴۵۰             | جنگیدیں            |
| ۲:۴۱۷ ۱:۲۲۷         | پر، نہیں ہوں میں      | ۱:۲۲۳ ۵:۶۳        | دیوار، چمن         |
| ۴:۲۳۶               | جگر، کو میں           | ۶:۲۱۶ ۹:۵۹        | اداء، کروں         |
| ۶:۲۲۴ ۱:۱:۶۳        | نگاہیں                | ۱:۴۱۶             | افقوں              |
| ۱:۴۱۵               | یا، میں               | ۱:۴۱۱ ۴:۲۳۱       | آ، ہیں نہ سکوں     |
| ۱۳:۶۶               | کریاں، میں            | ۳:۶۵ ۱:۰:۶۴       | رنگہ، نکالوں       |
| ۱۲:۶۸               | غور، ملتے ہیں         | ۱:۴۱۷             | امام، ہوں          |
| ۴:۲۲۲ ۱:۲:۶۲        | صبا، باندھنے میں      | ۴:۴۱۷ ۵:۶۶ ۱:۰:۶۵ | کتبہ، ہوں          |
| ۳:۴۱۹               | دوتا، باندھنے میں     | ۱:۴۱۰             | آ، جاتا ہوں        |
| ۱:۴۴۸ ۴:۶۸          | استوار، رکھتے ہیں     | ۲:۲۱۸ ۵:۶۰        | فضا، کہوں          |
| ۲:۴۴۸ ۳:۲۲۳ ۴:۶۴    | زیادہ، رکھتے ہیں      | ۴:۴۱۰             | زار، کہوں یا نکھوں |
| ۱۳:۴۴۸ ۳:۲۱۹ ۱:۱:۶۰ | قدم، دیکھتے ہیں       | ۲:۳۴۱ ۲:۲۱۷       | خراب، کہاں سے لڑوں |
| ۱:۲۲۲               | دور، کو دیکھتے ہیں    | ۸:۲۴۰             | آئے، کیوں          |
| ۳:۴۳۹               | ناسرا، کہتے ہیں       | ۱:۲۱۷             | دکھا، کہ ہوں       |
| ۳:۱۸۷               | جنا، کہتے ہیں         | ۹:۲۳۷             | تکرا، کیا کریں     |

|             |                      |             |                   |
|-------------|----------------------|-------------|-------------------|
| ۶:۴۵۰       | قص، کو               | ۱:۷۰        | گرا، نہیں         |
| ۱۰:۲۴۹      | شیون، کو             | ۱:۴۳۰       | عقاب، نہیں        |
| ۱:۳۹۰       | بادشا، کیوں اُس کو   | ۳:۲۳۰       | ایجاد، نہیں       |
| ۵:۲۴۴ ۳:۷۵  | م، مے م کو           | ۱:۲۴۰       | اعتقاد، نہیں      |
| ۱:۴۲۲       | نما، بھیج کر         | ۷:۲۲۴ ۱:۲۷۱ | نومید، نہیں       |
| ۱:۴۲۳       | سلام، لو             | ۴:۳۴۲       | آزاد، نہیں        |
| ۳:۴۲۲ ۵:۲۴۶ | سیم ن، کے پانو       | ۵:۲۲۵ ۱:۱۷۰ | پر، نہیں          |
| ۴:۲۴۲ ۲:۷۲  | نماشا، ہو            | ۷:۲۲۸ ۱:۷۲  | منظور، نہیں       |
| ۸:۷۲        | گستر، ہو             | ۱:۲۲۰ ۱:۶۱  | تکیر، نہیں        |
| ۳:۲۴۷       | راہ، ہو              | ۱:۱۵۰ ۱:۷۲  | مشتوق، نہیں       |
| ۳:۴۲۲       | دادہ، ہو             | ۵:۲۲۳ ۱:۶۱  | کلاں، نہیں        |
| ۸:۷۲        | نوا، کم ہو           | ۱:۶۹        | تہائی، نہیں       |
| ۱:۳۸۷       | شطہ، قتال، ہو        | ۵:۶۴۵       | یم، آشنا نہیں     |
| ۲:۴۲۳       | یکم، نقاحا یا ہو     | ۹:۲۲۶       | نظر، میں خاک نہیں |
| ۵:۴۲۲ ۶:۲۵۱ | ضاد، کیوں ہو         | ۷:۲۲۷       | گلشن، میں نہیں    |
| ۵:۲۴۸       | گفتگو، تو کیوں کر ہو | ۶:۲۲۵       | زنگار، میں نہیں   |
| ۵:۴۴۱       | ساز، نہو             | ۱۳:۳۸۰      | نثرخی آئی         |
| ۱:۷۲        | فرو، ہو              | ۸:۳۵۶       | کھائی             |
| ۳:۲۴۳       | عبت، ہی کیوں ہو      | ۳:۲۲۸       | نمایاں، ہو گئی    |
| ۱:۲۴۶       | جہاں، کوئی نہو       | و           |                   |
| ۱۰:۲۴۵      | ناہی، مے نہو         | ۱:۷۴        | آبرو              |
| •           |                      | ۸:۷۴        | وفا، کرو          |
| ۱:۳۷۶       | شہر و سیاہ           | ۴:۴۲۲ ۱:۲۴۸ | گشت، کو           |

|                       |               |                |                 |
|-----------------------|---------------|----------------|-----------------|
| ۱۲:۱۰۴                | ضرارت، کی     | ۳:۴۱۰          | فرولا، باغ      |
| ۱:۴۲۷                 | پرست، کی      | ۱:۶۸ ۹         | کا، سمیر        |
| ۱:۳۳۸                 | شہر باز، کی   | ۹:۶۷           | یدلہ، نیوجہ     |
| ۲:۴۵۲ - ۴:۲۶۲ - ۵:۵۸۳ | دلبر، کی      | ۲:۲۵۴ - ۱۲:۷۵  | خٹنگان، نیوجہ   |
| ۵:۳۲۴                 | نور، کی       | ۷:۷۶           | ہاندہ           |
| ۵:۹۸                  | اسرافیل، کی   | ۱۳:۷۶          | ناخراہ          |
| ۸:۲۵۸                 | نام، کی       | ۱۱:۴۵۰         | پریدہ           |
| ۱:۴۵۲ - ۶:۲۸۶ - ۹:۵۸۲ | مجران، کی     | ۹:۴۵۱ - ۴:۶۷   | پوشیدہ          |
| ۶:۴۳۰                 | دھن، کی       | ۲:۳۷۸          | بار، کرہ        |
| ۶:۲۹۸ - ۳:۱۲۴         | رفو، کی       | ۷:۱۲۵          | بے شمار، اندیشہ |
| ۱:۲۶۳ - ۱:۵۸۳         | شامانی، کی    | ۳:۴۵۱          | آشیانہ          |
| ۲:۶۵۵                 | اُٹھانے، کی   | ۱:۲۵۴ - ۶:۶۵   | دل، مے آتہ      |
| ۸:۴۵۴                 | آرمیدگی       | ۱:۴۲۴          | بن، نکبہ        |
| ۵:۴۵۵                 | مے کشانہ خالی | ی              |                 |
| ۱:۲۵۷ - ۳:۸۰          | خرابی         | ۹:۳۵۲          | دبی             |
| ۱:۲۶۴                 | پاسبانی       | ۱:۳۱۴          | بر، نہیں آتی    |
| ۷:۱۰۳                 | اشک، انسانی   | ۱:۱۲۴          | روغنی، روٹی     |
| ۵:۱۱۶                 | سامان         | ۱۰:۴۵۱         | جتلادی          |
| ۱۲:۹                  | اصغالی        | ۱:۳۶۱          | کاغذی           |
| ۱:۲۵۶ - ۱:۸۰          | خون، وہ بھی   | ۱:۴۵۳ - ۱۴:۱۰۰ | آشام، تری       |
| ۷:۳۳۹                 | نمود، سی      | ۱:۴۳۹          | گہری            |
| ۱:۴۳۲                 | جفا، اور سی   | ۴:۳۰۴          | کٹانی، میری     |
| ۱:۴۳۱                 | کہا، مے تو سی | ۸:۱۰۷          | خاطر افروزی     |

|                |                         |                   |                    |
|----------------|-------------------------|-------------------|--------------------|
| ۱:۴۳۹          | گناہ کیجئے تو خوب کیجئے | ۴:۲۸۵             | وحشت، مری سہی      |
| ۳:۲۹۰ - ۲:۱۲۴  | اصطراب، تو دے           | ۳:۲۶۶             | نسل، نہ سہی        |
| ۱۲:۱۰۸         | وا، کرے                 | ۱:۳۳۷             | آتی                |
| ۱:۱۴۴          | رکھا، کرے               | ۲:۳۵۳ - ۲:۳۵۴ و ۴ | پانی               |
| ۵:۳۴۱          | شاہ، کرے                | ۲:۱۱۷ - ۲:۴۵۳     | نعرہ رانی          |
| ۱۲:۱۰۷         | یشاقی، کرے              | ۴:۹۹              | ناقوانتی           |
| ۸:۳۶۸ - ۱۱:۵۸  | عریانی، کرے             | ۲:۳۰۷             | اُتر، گئی          |
| ۳:۴۵۶          | بھولے                   | ۱۳:۱۰۳            | یشاب، ہو گئی       |
| ۱:۳۵۱          | یاباں، سے               | ۱:۳۹۵             | زنجیر، آدمی رہ گئی |
| ۲:۳۵۵ - ۱۰:۵۷۹ | لیوں، سے                | ۳:۳۷۶ - ۷:۹۴      | پیدا، کرے کوئی     |
| ۴:۳۷۹ - ۱۲:۹۶  | جامہ، سے                | ۹:۲۲۲             | ہوا، کرے کوئی      |
| ۱۱:۹۸          | کاملی، سے               | ۷                 | کے                 |
| ۱۰:۱۱۹         | زبان، نجم سے            | ۹:۳۱۶             | مو، آئے            |
| ۸:۳۶۹ - ۵:۸۹   | غائبان، عجم سے          | ۴:۴۳۷             | آشیاں، پھر جائے    |
| ۹:۲۹۳          | آ، جائے سے عجم سے       | ۵:۲۵۸             | یفراری، مانپاے     |
| ۴:۳۸۲ - ۱۱:۹۸  | تاشا، کہیں سے           | ۱:۱۳۳             | مارا، کہ مانپاے    |
| ۶:۳۶۷ - ۱۱:۵۸۶ | بقرار، کے               | ۱:۳۲۴             | یسے، ہوئے          |
| ۵:۳۳۵          | جام، کے                 | ۱:۳۰۹             | صلوا، نہیں کرتے    |
| ۷:۲۹۷          | م، آ کے                 | ۳:۳۰۹             | گورہ نہیں کرتے     |
| ۸:۳۳۴          | دنیا، مرے آ کے          | ۴:۳۰۶             | بدلے، نہیں دیتے    |
| ۴:۳۶۵ - ۱۰:۸۴  | حلق، مان کے             | ۵:۱۳۳             | دھنے، تھے          |
| ۲:۴۳۶          | آر کے                   | ۵:۴۳۷ - ۱۲:۳۰۸    | خدا، رکھنے تھے     |
| ۶:۳۴۲          | سلام، کرنے والے         | ۱۳:۴۵۵ - ۱۰:۱۰۵   | نقب، کاٹے          |



|                        |            |                        |                |
|------------------------|------------|------------------------|----------------|
| ۳:۴۳۶                  | ہے، یناب   | ۴:۴۳۶                  | گہر، جلے       |
| ۳:۴۳۱ - ۸:۸۸۱          | ہے، اضطراب | ۴:۴۵۴                  | گل، کے تلے     |
| ۳:۴۴۱                  | ہے، طالب   | ۵:۴۳۰ - ۳:۴۳۴          | دم، نکلے       |
| ۱:۴۷۴ - ۸:۸۹۳          | ہے، علامت  | ۳:۴۱۲                  | نظر، ملے       |
| ۲:۴۲۷                  | ہے، قیامت  | ۲:۴۴۳                  | کبا جا، نے     |
| ۹:۴۱۱                  | ہے، دید    | ۳:۴۰۶                  | عدو، جانے      |
| ۸:۴۷۰ - ۱:۴۸۹          | ہے، بردار  | ۱۱:۴۲۲                 | جوشید، جانے    |
| ۲:۴۸۰ - ۳:۴۹۷          | ہے، یار    | ۷:۴۲۷                  | ساتے، نہ بنے   |
| ۱۳:۴۵۵                 | ہے، نظر    | ۱:۴۴۰                  | بیجا، تم نے    |
| ۵:۴۰۰                  | ہے، نور    | ۱۱:۴۰۰ - ۳:۴۲۱         | بر، آوے        |
| ۹:۴۰۲                  | ہے، گہر    | ۱۱:۴۲۰                 | ندید، آوے      |
| ۹:۴۵۲ - ۵:۴۶۹ - ۱۳:۴۸۸ | ہے، پرداز  | ۱۳:۴۰۸                 | گفتار، میں آوے |
| ۱۰:۴۷۳ - ۵:۴۹۲         | ہے، پرہیز  | ۶:۴۵۳ - ۷:۴۱۲          | یتاب، ہو جاوے  |
| ۴:۴۵۹ - ۱:۴۸۱          | ہے، باس    | ۴:۴۷۲ - ۱:۴۹۲          | گردن، ہو جاوے  |
| ۱:۴۰۲ - ۷:۴۱۲          | ہے، جوش    | ۵:۴۹۶                  | م، ہوے         |
| ۴:۴۲۳                  | ہے، داغ    | ۱:۴۴۳                  | بن، ہوے        |
| ۲:۴۷۸ - ۱:۴۱۱۷         | ہے، حلاک   | ۱:۴۹۵                  | مہیا، کیے ہوے  |
| ۴:۴۱۴                  | ہے، وحشتاک | ۱:۴۸۳ - ۴:۴۹۸          | لدا، ہے        |
| ۱۰:۴۵۹ - ۲:۴۸۱         | ہے، حال    | ۶:۴۰۱                  | صداء، ہے       |
| ۱:۴۶۵ - ۱:۴۸۳          | ہے، حاصل   | ۱۰:۴۸۴ - ۵:۴۹۱ - ۵:۴۹۰ | نمنا، ہے       |
| ۱۰:۴۰۶                 | ہے، رلام   | ۱:۴۲۸                  | کبا، ہے        |
| ۶:۴۰۸                  | ہے، شام    | ۱:۴۳۶                  | لیا، ہے        |
| ۲:۴۰۰ - ۵:۴۰۹          | ہے، اعظم   | ۳:۴۵۲                  | پر شباب، ہے    |

|              |                   |                   |              |
|--------------|-------------------|-------------------|--------------|
| ۱۴:۱۱۱       | خود آواز، ہے      | ۱:۲۶۸-۳:۵۸۷       | افغان، ہے    |
| ۲:۴۲۸        | آتا ہے            | ۲:۴۵۳-۵:۳۷۸-۱۲:۹۵ | سامان، ہے    |
| ۲:۴۲۹        | ادبار، آتا ہے     | ۳:۲۵۷-۹:۱۸۰       | جہان، ہے     |
| ۶:۱۰۵        | سادہ، آتا ہے      | ۱۰:۱۰۹            | گربان، ہے    |
| ۱۰:۳۱۸       | خفا، ہوتا ہے      | ۳:۱۱۹             | مضمون، ہے    |
| ۲:۴۲۸        | نیا، ہوتا ہے      | ۷:۴۵۴-۶:۳۷۲-۵:۱۱۰ | گل چیر، ہے   |
| ۹:۳۱۷        | کالا، ابھا ہے     | ۳:۳۷۹-۴:۹۶        | سنگین، ہے    |
| ۵:۳۱۵        | ہوا، کیا ہے       | ۱۱:۱۰۵            | زانو، ہے     |
| ۱۰:۴۲۲-۴:۳۲۸ | کم، کیا ہے        | ۲:۴۵۶-۱۵:۹۹       | راہ، ہے      |
| ۱۴:۳۰-۴:۳۲۱  | تو، کیا ہے        | ۲:۴۳۷             | راہ، ہے      |
| ۱۲:۱۲۱       | دکان، سخت ہے      | ۹:۱۱۰             | آسودہ، ہے    |
| ۷:۳۲۶        | کام، بہت ہے       | ۴:۱۱۱             | ساجہ، ہے     |
| ۵:۲۷۱-۱۱:۹۱  | تار، بستہ ہے      | ۱:۲۶۱-۳:۵۸۱       | دب، ہے       |
| ۱۲:۱۱۵       | زنجیر، بہتر ہے    | ۴:۲۹۲             | بفراری، ہے   |
| ۴:۳۱۳        | زندگانی، اور ہے   | ۷:۴۵۳             | جلوہ کری، ہے |
| ۴:۳۲۵        | سحر، کی آزمائش ہے | ۱۰:۳۶۶-۴:۱۸۵      | عالی، ہے     |
| ۴:۱۲۰        | آرمیدن، منع ہے    | ۴:۱۲۲             | نسل، ہے      |
| ۳:۱۱۷        | نظر، پنہاں ہے     | ۱۴:۱۱۳            | بدفعلی، ہے   |
| ۴:۳۰۵        | دل، میں ہے        | ۲:۴۳۰             | بیر، ہے      |
| ۳:۳۰۶        | تصویر، سو ہے      | ۱۳:۱۱۸            | لداغشی، ہے   |
| ۱:۲۶۷-۲:۵۸۶  | بود، چراغ کنت ہے  | ۶:۱۱۸             | شکنی، ہے     |
| ۴:۴۵۳-۱۲:۱۱۶ | یابان، زدہ ہے     | ۱۳:۴۵۴            | نامی، ہے     |
| ۴:۳۷۵-۱۵:۹۴  | برائے، خندہ ہے    | ۳:۲۶۷-۱۵:۸۶       | آقہ، ہے      |

|                       |                   |                       |                          |
|-----------------------|-------------------|-----------------------|--------------------------|
| ۱۰۰۰                  | ساز، ہے مجھے      | ۲۰۲۷۵ - ۹۰۹۳          | جوتیار، نصہ ہے           |
| ۲۰۱۰۷                 | افسوس ہے مجھے     | ۱۰۲۷۶ - ۱۰۹۴          | مناع، جلوہ ہے            |
| ۱۰۱۵۷                 | ترجینی، ہے مجھے   | ۱۰۳۰۷                 | بہار، آتی ہے             |
| ۱۳۰۱۳۵                | طبع، نہیں مجھے    | ۱۰۱۳۸۲ - ۱۰۱۳۵۲       | داد، نکلی ہے             |
| ۳۰۱۳۳                 | بہل، آئے          | ۱۱۰۱۱۴                | ادراک، باقی ہے           |
| ۱۰۳۰۰                 | یاد، ہو گئے       | ۱۰۳۰۵                 | طلبکار، ہونے آتی ہے      |
| ۶۰۱۱۳ - ۱۳۰۱۱۲        | بہنام، کہیں مجھے  | ۷۰۲۸۶                 | آج، ہے                   |
| ۵۰۳۳۳                 | حیا، کیے          | ۱۱۰۱۱۴                | کس بات، ہے               |
| ۳۰۱۳۰                 | جان، نکالے        | ۳۰۱۳۷                 | دکھایا، ہے کہ جس جانے ہے |
| ۷۰۳۱۰                 | جان، کے لیے       | ۱۰۲۶۴                 | قرار، نہیں ہے            |
| ۱۰۳۴۰                 | فائن، لڑنے کے لیے | ۳۰۲۹۹ - ۵۰۱۲۴         | لے، نہیں ہے              |
| ۸۰۲۸۸ - ۱۰۱۲۴         | جنت، چاہے         | ۵۰۲۶۲ - ۱۰۱۸۲         | بھا، مجھے                |
| ۱۰۲۸۴ - ۹۰۱۲۳         | خوابات، چاہے      | ۱۰۲۷۳ - ۵۰۹۳          | رب، مجھے                 |
| ۶۰۲۶۸ - ۶۰۲۸۸         | دیوانہ، چاہے      | ۱۰۱۲۶                 | قانون، مجھے              |
| ۱۰۱۳۱                 | اچھا، کو          | ۷۰۲۶۵ - ۱۰۱۸۵ - ۹۰۱۸۱ | زائق، مجھے               |
| ۱۰۲۳۱                 | مدعا، کہے         | ۱۰۳۰۱ - ۹۰۹۳          | اقتان، مجھے              |
| ۳۰۲۲۹                 | بہر، ہے کیا کہے   | ۳۰۳۱۰                 | جا، دے مجھے              |
| ۱۰۱۵۲ - ۱۰۰۲۷۷ - ۸۰۹۵ | مدعا، ہو جائے     | ۱۰۲۸۸ - ۱۰۰۱۲۳        | نہال، نے مجھے            |
| ۱۰۲۵۱ - ۱۰۲۷۹         | مژگان، اُٹھائے    | ۱۰۱۲۷ - ۵۰۲۷۷ - ۳۰۹۵  | ڈرانا، ہے مجھے           |
|                       |                   | ۱۰۱۱۵                 | بایا، ہے مجھے            |

# شایہ

توسیع کے درمیان مندرج اعداد مقدمے کے صفحات کو ظاہر کرتے ہیں۔  
الف: انخاص و البتہ وغیرہ۔

## آ

آباد (مہدی حسین خاں) ۲۱

آتش حیدر علی، خواجہ (۳۵، ۴۶) ۲۱

آتش پرست ۱۲۹، ۲۰۳

آدم ۱۰۳، ۱۳۴، ۳۳۴، ۳۶۰، ۴۹۵

آرام، شیر نراین، منشی (۱۴، ۳۱، ۳۲، ۴۰)

۴۲، ۵۴، ۶۹، ۷۸، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۳۶ - ۱۳۶

۱۴۳، ۱۴۴ - ۱۴۴، ۳۲۱، ۳۶۳، ۳۷۶، ۳۷۷، ۴۱۱

آرزو، خان (۹، ۱۰)

آزاد، ابوالکلام ۳۸۳، ۴۶۶

آزاد دہلوی (محمد حسین) (۲۲) ۱۳۶

۱۷۳، ۲۱۸، ۳۱۰، ۳۹۲، ۴۱۶، ۴۳۸، ۵۰۸

آذر ۱۵۶

آزرد، صدر الدین خاں، منشی (۴۹، ۵۱)

۵۸، ۱۵۹، ۷۱، ۲۱۸، ۳۱۲

آسی (عبد الباقی) (۶۶) ۲۳۱

آشوبہ پیلارے لال، ماسٹر، رائے جادر

(۱۶۰) ۳۵۸، ۳۵۹، ۴۳۶، ۴۳۷

آصف (وزیر سلیمان) ۱۴۱

آصف الدولہ ۲

آصف فیضی (۹۲)

آغا طاہر ۳۷۸، ۴۳۱

آغا علی (۸۹) ۴۸۰

آفاق دہلوی - مرتبہ نادراتِ غالب

آقا - علی

آلہ نبی ۱۴۹، ۱۵۰

آن حضرت - محمد صلعم

## ا

ابر، عمن علی، سید، حکیم ۴۳۳

ابراہیم (عادل شاہ) ۳۹۵

ابراہیم علی خاں، سید ۵۴

ابن حسن خاں، سید ۲۴۴

ابن مریم - عیسیٰ

ابو ظفر، شاہ - ظفر

اتر دہلوی، میر محمد ۳۱۴

استقام الدین دہلوی ۳۹۵، ۴۲۳، ۴۲۹

۹۳-۱۲۳-۱۳۰-۱۳۶-۱۴۹-۱۵۱-۱۶۰  
 ۱۶۱-۱۶۷-۱۶۹-۱۷۱-۱۷۴-۱۸۱  
 ۱۹۰-۱۹۵-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۸-۲۱۱-۲۱۳  
 ۲۱۶-۲۱۸-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۹  
 ۲۳۸-۲۴۱-۲۴۴-۲۵۶-۲۵۹-۲۶۰  
 ۲۶۲-۲۶۸-۲۷۰-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۷  
 ۲۷۸-۲۸۱-۲۸۶-۲۸۸-۲۹۰-۲۹۲  
 ۲۹۷-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۷-۳۱۷-۳۲۳-۳۴۶  
 ۳۵۴-۳۵۵-۳۵۹-۳۶۴-۳۶۵-۳۸۸-۳۹۰  
 ۴۱۰-۴۱۵-۴۱۷-۴۱۹-۴۲۴-۴۲۶  
 ۴۲۷-۴۲۹-۴۴۰-۴۴۴-۴۵۶-۴۶۸  
 ۴۸۶-۴۸۸-۴۹۱-۴۹۳-۴۹۹  
 ۵۰۵-۵۰۹-۵۱۱-۵۱۶-۵۲۴  
 اسد، میراثی ۴۴۶-۴۶۱  
 اسد اللہ غالب - علی  
 اسدی (طوسی) (۴۵)  
 اسرار الحق، شام ۳۱۹  
 اسرافیل ۹۸  
 اسفندی، سبب الدین ۱۶۰  
 اسکندر - سکندر  
 اسلام ۸-۱۵۴  
 اسیر (میرزا جلال) (۹، ۱۷، ۲۴) ۴۲۷  
 اسیر لکھنوی ۳۹۰

احسان، عبد الرحمن خاں ۵۰۱  
 احسن اللہ خاں، عمدۃ المحکمات (۲۵، ۶۱)  
 (۱۴۳) ۱۴۳-۲۶۶  
 احمد جام زندہ پیل، شیخ الاسلام ۱۵۴  
 احمد حسن، سید، حکیم ۳۳۹  
 احمد حسن خاں، سید (۵۵)  
 احمد حسن قزوینی (۷۰) ۲۳۶  
 احمد سعید خاں، نواب - طالب  
 احمد مرزا، سید ۵۲۱  
 آخر، محمد صادق خاں، قاضی (۲، ۱۰، ۴۴)  
 (۴۵)  
 اشکر، فرزند علی ۴۳۷-۴۳۸  
 اردو (۸، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۹-۲۸، ۲۱)  
 - ۳۰، ۳۵، ۳۶، ۴۱، ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۶۰  
 ۶۷، ۷۱-۷۴، ۸۰، ۹۶، ۹۹، ۱۰۴، ۱۳۲  
 (۱۵۶) ۳، ۱۳۱، ۱۴۵، ۱۶۴، ۲۷۴، ۲۸۶  
 ۳۲۲، ۳۴۵، ۳۵۴، ۳۷۴، ۳۷۵، ۴۰۵، ۴۲۶  
 (۴۶۱)  
 ارزنگ ۳۴۴  
 اسد، اسد اللہ خاں چاند عرف میرزا نوحہ  
 (۱۴، ۲۴، ۳۳، ۸۵، ۸۷، ۸۸، ۱۰۲، ۱۴۵)  
 ۱۱-۱۶، ۲۰، ۲۲، ۲۵-۲۷  
 ۲۵، ۲۷-۴۳، ۵۹، ۶۱-۶۷، ۶۹-۹۱

لقوری (۱۴۱، ۶۵)

لوح، عابد حسین، سید ۱۳۳، ۱۳۴

اعلیٰ احد ۵۰۱

اعلیٰ بیضی ۵۰۱

اعلیٰ تین - سنی

اعلیٰ رنگ (۳)

اعلیٰ خند (۱۵)

آٹھ ۳۵۵

ایرج ۱۵۱

ایٹ انڈیا ریلوے ۲۸۳

ایٹ انڈیا کینی ۳۶۲

ایوب (بیضی) ۱۳۱

ب

بابر ۱۳۷

بابر ۵۲

بادشاہ یکم (۶۱)

بادشاہ دہلی - ظفر

بارہ ۳۲۰

بارہ امام - آٹھ

بازر علی خان (کامل) ۳۶۷

بیر علی خان، حکیم ۱۰۶، ۱۹۶

بدر الدین، سید (۱۶، ۵۲، ۱۱۲، ۱۴۳)

برکات حسن مارہروی ۳۳۷

اصحاب - باران رسول

اصغر علی خان، نواب ۳۱۰

افراسیاب (۲)

الصح، حیدر علی (۳۵)

القداس حسن ۱۰۱

اکبر شاہ بادشاہ، محمد (۱۰۶)

اکبر علی خان - عرش زادہ

اکھن، نواب ۱۱۸

الہ بخش ۳۵۹

الہی بخش خان، نواب - معروف

الہ علی شاہ (۱۲)

امیر جان، مرزا (۱۳۷ - ۱۴۰)

امید علی، میر ۱۲۳

امیر بیضا، امیر احمد، مفتی (۱۰۴ - ۵۵)

۳۶۷، ۳۸۱، ۱۰۲

امین الدین احمد خان، نواب ۲۴۷، ۲۴۲

القدر، راجہ ۳۸۲

انصاف، انصاف اللہ خان (۳۴) ۳۷۴

انگرن، انگریزی (۳۹، ۵۶، ۶۱، ۸۷، ۱۳۳)

۳۵۹، ۳۷۶، ۱۲۳

انکلیہ (۳)

انوار الحق، مفتی (۷۳، ۹۰، ۹۱، ۱۴۵ -

۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۵۳) ۱۲۳

بیڑاں ۱۵۱

یکم غالب ۵۱۷

یکم مرزا شجاع الدین احمد خان نابھ دہلوی

۳۹۴ ۱۲۳۰ ۱۶۶

پنیں سنگھ، راجہ ۳۳۸

پ

پارسی ۳۴۵

پنهورا، راجہ ۳۵۳

پیر کھان - پتھر

پیغمبر - محمد صلم

پیغمبر خدا - محمد صلم

پیغمبر - محمد صلم

ت

نابھہ شجاع الدین احمد خان، مرزا ۳۹۴

نابھہ، صادق علی ۱۱۱

نجم الدین حسین خاں والہ فرخ آباد، نواب

سین الملک، نصیر الدولہ (۱۲۴ ۱۲۳) ۳۱۰

۳۱۱

نجم الدین محمد حسین خاں (۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۹)

(۱۴۰)

نرسا ۲۹ ۱۶۰ ۱۷۹

نرک (۲)

نرکی (۶۹)

بیڑاں ۳۷۶

بیڑاں، ابلی ۳۷۶

برمن ۱۲۵۱ ۱۲۲۶ ۱۲۲

بروجہ (۶)

بشیر الدین میسوری، شاعرانہ (۱۶)

بھیس (۶۴)

بلوان سنگھ، راجہ ۳۶۳

بلوچ، اکبر علی، سید ۳۶۲

بنی عبد ۱۱۴

بوتراب - علی

بورڈ آف کنٹرول ۳۷۶

بو علی سبّا (۶۹)

چادر شاہ - ظفر

چار، ٹیک چند (۱۰)

چولام ۱۵۴ ۳۸۲

چراغ ۱۵۶ ۱۱۱۲ ۳۴۴

چمن ۲۵۱

چیمبر، غلام حوث، خواجه (۲۴ ۹)

۱۷۷ ۱۰۱

یدل، عبدالقادر، مرزا، ابوالفضل (۱۰ ۱۷)

۱۸ ۱۲۴ ۳۷ ۱۴۴ ۶۸ ۷۰ ۷۹ ۸۲ ۸۵

۸۶ (۱۰۰) ۱۲ ۱۵ ۱۸ ۳۹ ۷۵ ۷۷

۸۴ ۱۰۴ ۱۱۵ ۱۲۱ ۱۲۷ ۱۶۵ ۲۰۳

نسن ۳۶۰

نلسن ۱۴۰، ۱۵۶، ۴۳۹

نصرت ۴۳۹

نقش، میرزا (۵۰-۷۰-۹۰-۳۵-۳۸-۳۹-۴۲)

۱۲، ۵۶-۶۵-۶۹-۷۲ (۱۳۸-۲۰۹)

۲۲۴، ۲۸۱، ۳۰۹، ۳۲۱، ۳۳۰، ۳۳۶، ۳۷۶

نرخانیہ (۵۱)

نکین کاظمی، سید (۷۳) ۵۲۲

نور ۱۵۴

نیموری، سلاطین ۲۳۷، ۴۱۷

نیموری، شاہزادگان (۵۳) ۲۳۹، ۳۳۲، ۳۹۶

ث

ثامن، جیمس (۶۷)

ث

ثاقب، احسن اللہ خان ۴۰۲

ثاقب، شہاب الدین احمد خان ۳۹۴، ۴۴۱

ج

جاکوب، جان (۴۱-۵۶-۱۲۷)

جالب دہلوی، سید ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۵

جاماسپ (۶)

جامی (۱۵)

جانشین مصطفیٰ — علی

جانشین نبی — علی

جبریل (۱۲) ۹۸، ۱۰۵، ۱۳۴، ۱۵۱، ۲۳۴

۳۱۵

جری، ایس۔ اے۔ ایچ (۱۴۶)

جعفر، میرزا ۱۱۵

جم، جمشید (۱۴) ۲، ۱۴۵، ۱۵۴، ۲۳۴

۲۳۰، ۲۵۱، ۳۱۸، ۳۳۵، ۳۸۴، ۴۳۳

جون بریلوی، عبدالجلیل، قاضی (۳۱، ۳۶)

۳۷، ۳۹، ۴۰، ۵۳، ۶۹، ۷۱ (۱۷۱-۲۰۵)

۲۲۶، ۲۴۱، ۳۱۳، ۳۱۳

جوان بخش، پھانور، میرزا، مرشد زادہ آفاق

۱۲۶، ۳۳۲، ۳۹۲، ۵۲۲

جواہر ۲۰۹

جوگ، مایا ۳۵۲، ۳۵۳

جوہر، جواہر سکھ (۴۹)

جوہر، محمد علی ۴۶۶

جیسے نراین، لالہ (۱۳۹)

ج

چار یار ۴۰۸

ح

حافظ شیرازی (۳۷-۶۹) ۳۶۵

حالی، خواجہ (۱۳-۱۶-۲۵-۷۳) ۱۴۴

۱۸۷، ۱۹۹، ۳۶۱، ۳۸۷، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۱۲

۴۲۲، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۶۶، ۵۰۸، ۵۱۴



۵۲۲

حامد علی خان والی رام پور، نواب (۱۱۸)  
حبیب حسین، حکیم ۱۲۳

حزین، علی، شیخ (۸، ۹، ۱۱، ۱۲)

حسین الدین حیدر خان، نواب ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰

۱۰۰

حضرت سرفاز (۲۱) ۱۱۵، ۱۱۶

حسرتی - شیفہ

حسن (ابن علی) (۷۹) ۳۹۱، ۵۰۳

حسین (۸۶)

حسین (ابن علی) ۱۵۱، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۹۱

۵۰۳

حسین علی خان (شادان) ۳۶۷، ۴۱۶

حسین مرزا (۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۱۳۳) ۱۹۲

۳۷۸، ۳۷۹، ۵۲۱

حضرت عظیم النبی - ظفر

حضور، حضور اقدس، حضور والا - ظفر

حقیر، نبی بخش، منشی (۴۲، ۴۷، ۵۱، ۵۲)

۵۸، ۶۸، ۱۱۹ (۱۲۷، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۷۷)

۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۳، ۲۳۹، ۲۵۱، ۲۸۹، ۳۱۶

۳۲۳، ۳۲۷ - ۳۲۹، ۳۳۳، ۳۴۲

حمزہ ۱۹۴

حیدر احمد خان (۷۷، ۸۹، ۹۰، ۱۵۱، ۱۵۴)

۱۶۴

حیدر اللہ خان، محمد (والی ہریانہ) (۹۲)

(۱۴۶)

حیا دہلوی، رحیم الدین یادو، میرزا، شاعرانہ

(۵۶) ۱۸۶، ۱۹۲

حیدر - علی

حیدر پرست ۵۰

حیدر شکوہ، میرزا (۵۲)

حیدر نواز جنگ - نظم طباطبائی

حیرت خٹوی (عبدالحمید) ۴۱۱

خ

خارجی ۴۴۰

خاقانی (۱۱، ۱۴، ۴۵، ۵۹) ۱۵۹

خاسی آلر عباس - حسین

خاتون رمل - محمد مسلم

خدا بخش خان ۴۶۶

خسرو دہلوی (۹، ۱۰) ۴۰۴

خسرو، خسرو پرویز ۱۵۲، ۱۸۳، ۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۸

۱۵۰، ۱۵۴، ۲۳۰

خسرو شیریں سخن - ظفر

خضر ۱۵، ۱۸، ۲۴، ۳۰، ۳۲، ۴۰، ۷۸، ۱۸۳

۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۷، ۲۰۷، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۲۳

۳۶۰، ۴۵۱، ۴۵۴

ذوالفقار الدولہ، نواب ۲۳۶

ذوالفقار الدین محمد — حسین مرزا

ذوق، محمد ابراہیم، شیخ، خاقداد، سلطان

التعری (۵۳، ۵۸، ۶۳، ۶۴، ۷۱، ۱۳۹، ۱۳۶)

۱۳۷، ۲۹۱

ر

راشد حیدر آبادی، عبد الرزاق ۱۷۱، ۲۹۲

۳۷۵، ۴۱۳، ۴۲۰، ۴۲۱، ۵۲۲

راس (سول سرجن) ۴۱۶

راضی، راضی ۴۳۹، ۴۴۰

راؤ راجہ — شیودان سنگھ

راے ہاندر، راے صاحب — آشوب

رحمن علی خان ۳۷۸

رحیم بیگہ مرزا ۱۸۹

رخشان — نیر

رسا، احمد علی، سید ۴۳۴

رستم ۱۵۴

رسول اللہ — محمد صلح

رسول پاک — محمد صلح

رشی، عاتق حسین، قاضی ۴۱۴

رشید الدین خان دھوری ۲۳۳

رشید و طوطا (۱۱، ۴۶)

رضوان ۱۷۶، ۱۸۲، ۱۸۵، ۲۳۱، ۲۵۲

خضر سلطان ہاندر، مرزا (۵۲) ۳۱۸، ۳۳۲

خلیل (ابراہیم) ۱۳۴

خوارج ۵۰۷

خوشگی (عبد الیم نصر اللہ خان) ۴۴۶

خیر بیروی ۴۶۷

د

دارا ۱۵۶

داراب ۲۵۱

داغ، نواب مرزا خان ۳۷۴

دپر، مرزا ۳۸۸

درد، خواجہ عبد ۴۰۷

درویش حسن (۳۱)

دری (۶)

دلیل ۱۵۲، ۱۱۴، ۹، ۵

دم ۱۲۴

دوالی ۶۸، ۳۴۱

دمری، دھریٹ ۴۲۹، ۴۴۰

دبی (کال) ۳۵۲، ۳۵۳

دبی پرشاد ۳۷۴، ۳۸۳

ڈ

ڈکا (حبیب اللہ) (۱۳۹)

ڈکا، خوب چند ۴۲۷

ذوالفقار ۵، ۴۰۷

رفتہ ہیرال، محمد عباس (۷۰) ۳۶۷

۱۹۴ دوسری طرفی

رواج القلم - جبریل

روز (۱۱ - ۱۲ - ۱۳)

روٹی پارے لال TAI

1000

رياض الدين أحمد سنديوري ۳۸۸، ۳۳۷

[illegible]

0171 (79 -06 -07 -0- -1V -17 -17

4-4 TT-RTA T11 TT- T1A-1A7



ریڈیوٹ ڈیوٹی



والله اعلم

زادہ سہارنپوریؒ ۴۶۲

TA 50

زینہ، ریلوے ۱۹، ۶۳، ۷۲، ۹۰، ۹۰، ۹۰

177 178 179 180



ایضاً علی بن یحییٰ ۱۸۳



سازمان پیمان (۶)

(c)                     

كـ ز ط

(a) 44)  $\frac{1}{2}$

(M)  $\frac{1}{2} \leq \frac{1}{2}$

تاریخ: ۱۳۹۸/۰۵/۰۵

سراج الدین محمد چادر شاہ - ظفر

سراج الدین احمد (۲، ۱۴، ۳۱، ۴۸، ۶۶،

سریب - یے - اعر - علی

سرگودھا میں

سرور، امیر افغ (۲۵)

سرور، رجب علی یگد میرزا (۱۳۹۰)

سرور، عبد القادر چودھری (۹، ۱۱، ۱۵، ۱۶)

$$z = T + TQ + \dots + T^k Q, \quad y = z + T(y - z) = T(y - z) + z$$

سرور! میر محمد خاں، اعظم الدولہ ۱۰۰

سری دلم، لاله (۱۶۰) ۱۳۶۶: ۵۰۱

سكن، فخر الدين 118

سلطنت علی، صفی ۱۱۱

معدنی (۹-۱۰ : ۱۵-۱۶ : ۲۴-۲۷)

عیدِ اعراسِ عالی - عالی

سعيد الدين احمد خال - طالب

حکومت ۱۳۴۴، ۱۳۴۳، ۱۳۴۲، ۱۳۴۱، ۱۳۴۰، ۱۳۳۹، ۱۳۳۸، ۱۳۳۷، ۱۳۳۶، ۱۳۳۵، ۱۳۳۴، ۱۳۳۳، ۱۳۳۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۰، ۱۳۲۹، ۱۳۲۸، ۱۳۲۷، ۱۳۲۶، ۱۳۲۵، ۱۳۲۴، ۱۳۲۳، ۱۳۲۲، ۱۳۲۱، ۱۳۲۰، ۱۳۱۹، ۱۳۱۸، ۱۳۱۷، ۱۳۱۶، ۱۳۱۵، ۱۳۱۴، ۱۳۱۳، ۱۳۱۲، ۱۳۱۱، ۱۳۱۰، ۱۳۰۹، ۱۳۰۸، ۱۳۰۷، ۱۳۰۶، ۱۳۰۵، ۱۳۰۴، ۱۳۰۳، ۱۳۰۲، ۱۳۰۱، ۱۳۰۰، ۱۲۹۹، ۱۲۹۸، ۱۲۹۷، ۱۲۹۶، ۱۲۹۵، ۱۲۹۴، ۱۲۹۳، ۱۲۹۲، ۱۲۹۱، ۱۲۹۰، ۱۲۸۹، ۱۲۸۸، ۱۲۸۷، ۱۲۸۶، ۱۲۸۵، ۱۲۸۴، ۱۲۸۳، ۱۲۸۲، ۱۲۸۱، ۱۲۸۰، ۱۲۷۹، ۱۲۷۸، ۱۲۷۷، ۱۲۷۶، ۱۲۷۵، ۱۲۷۴، ۱۲۷۳، ۱۲۷۲، ۱۲۷۱، ۱۲۷۰، ۱۲۶۹، ۱۲۶۸، ۱۲۶۷، ۱۲۶۶، ۱۲۶۵، ۱۲۶۴، ۱۲۶۳، ۱۲۶۲، ۱۲۶۱، ۱۲۶۰، ۱۲۵۹، ۱۲۵۸، ۱۲۵۷، ۱۲۵۶، ۱۲۵۵، ۱۲۵۴، ۱۲۵۳، ۱۲۵۲، ۱۲۵۱، ۱۲۵۰، ۱۲۴۹، ۱۲۴۸، ۱۲۴۷، ۱۲۴۶، ۱۲۴۵، ۱۲۴۴، ۱۲۴۳، ۱۲۴۲، ۱۲۴۱، ۱۲۴۰، ۱۲۳۹، ۱۲۳۸، ۱۲۳۷، ۱۲۳۶، ۱۲۳۵، ۱۲۳۴، ۱۲۳۳، ۱۲۳۲، ۱۲۳۱، ۱۲۳۰، ۱۲۲۹، ۱۲۲۸، ۱۲۲۷، ۱۲۲۶، ۱۲۲۵، ۱۲۲۴، ۱۲۲۳، ۱۲۲۲، ۱۲۲۱، ۱۲۲۰، ۱۲۱۹، ۱۲۱۸، ۱۲۱۷، ۱۲۱۶، ۱۲۱۵، ۱۲۱۴، ۱۲۱۳، ۱۲۱۲، ۱۲۱۱، ۱۲۱۰، ۱۲۰۹، ۱۲۰۸، ۱۲۰۷، ۱۲۰۶، ۱۲۰۵، ۱۲۰۴، ۱۲۰۳، ۱۲۰۲، ۱۲۰۱، ۱۲۰۰، ۱۱۹۹، ۱۱۹۸، ۱۱۹۷، ۱۱۹۶، ۱۱۹۵، ۱۱۹۴، ۱۱۹۳، ۱۱۹۲، ۱۱۹۱، ۱۱۹۰، ۱۱۸۹، ۱۱۸۸، ۱۱۸۷، ۱۱۸۶، ۱۱۸۵، ۱۱۸۴، ۱۱۸۳، ۱۱۸۲، ۱۱۸۱، ۱۱۸۰، ۱۱۷۹، ۱۱۷۸، ۱۱۷۷، ۱۱۷۶، ۱۱۷۵، ۱۱۷۴، ۱۱۷۳، ۱۱۷۲، ۱۱۷۱، ۱۱۷۰، ۱۱۶۹، ۱۱۶۸، ۱۱۶۷، ۱۱۶۶، ۱۱۶۵، ۱۱۶۴، ۱۱۶۳، ۱۱۶۲، ۱۱۶۱، ۱۱۶۰، ۱۱۵۹، ۱۱۵۸، ۱۱۵۷، ۱۱۵۶، ۱۱۵۵، ۱۱۵۴، ۱۱۵۳، ۱۱۵۲، ۱۱۵۱، ۱۱۵۰، ۱۱۴۹، ۱۱۴۸، ۱۱۴۷، ۱۱۴۶، ۱۱۴۵، ۱۱۴۴، ۱۱۴۳، ۱۱۴۲، ۱۱۴۱، ۱۱۴۰، ۱۱۳۹، ۱۱۳۸، ۱۱۳۷، ۱۱۳۶، ۱۱۳۵، ۱۱۳۴، ۱۱۳۳، ۱۱۳۲، ۱۱۳۱، ۱۱۳۰، ۱۱۲۹، ۱۱۲۸، ۱۱۲۷، ۱۱۲۶، ۱۱۲۵، ۱۱۲۴، ۱۱۲۳، ۱۱۲۲، ۱۱۲۱، ۱۱۲۰، ۱۱۱۹، ۱۱۱۸، ۱۱۱۷، ۱۱۱۶، ۱۱۱۵، ۱۱۱۴، ۱۱۱۳، ۱۱۱۲، ۱۱۱۱، ۱۱۱۰، ۱۱۰۹، ۱۱۰۸، ۱۱۰۷، ۱۱۰۶، ۱۱۰۵، ۱۱۰۴، ۱۱۰۳، ۱۱۰۲، ۱۱۰۱، ۱۱۰۰، ۱۰۹۹، ۱۰۹۸، ۱۰۹۷، ۱۰۹۶، ۱۰۹۵، ۱۰۹۴، ۱۰۹۳، ۱۰۹۲، ۱۰۹۱، ۱۰۹۰، ۱۰۸۹، ۱۰۸۸، ۱۰۸۷، ۱۰۸۶، ۱۰۸۵، ۱۰۸۴، ۱۰۸۳، ۱۰۸۲، ۱۰۸۱، ۱۰۸۰، ۱۰۷۹، ۱۰۷۸، ۱۰۷۷، ۱۰۷۶، ۱۰۷۵، ۱۰۷۴، ۱۰۷۳، ۱۰۷۲، ۱۰۷۱، ۱۰۷۰، ۱۰۶۹، ۱۰۶۸، ۱۰۶۷، ۱۰۶۶، ۱۰۶۵، ۱۰۶۴، ۱۰۶۳، ۱۰۶۲، ۱۰۶۱، ۱۰۶۰، ۱۰۵۹، ۱۰۵۸، ۱۰۵۷، ۱۰۵۶، ۱۰۵۵، ۱۰۵۴، ۱۰۵۳، ۱۰۵۲، ۱۰۵۱، ۱۰۵۰، ۱۰۴۹، ۱۰۴۸، ۱۰۴۷، ۱۰۴۶، ۱۰۴۵، ۱۰۴۴، ۱۰۴۳، ۱۰۴۲، ۱۰۴۱، ۱۰۴۰، ۱۰۳۹، ۱۰۳۸، ۱۰۳۷، ۱۰۳۶، ۱۰۳۵، ۱۰۳۴، ۱۰۳۳، ۱۰۳۲، ۱۰۳۱، ۱۰۳۰، ۱۰۲۹، ۱۰۲۸، ۱۰۲۷، ۱۰۲۶، ۱۰۲۵، ۱۰۲۴، ۱۰۲۳، ۱۰۲۲، ۱۰۲۱، ۱۰۲۰، ۱۰۱۹، ۱۰۱۸، ۱۰۱۷، ۱۰۱۶، ۱۰۱۵، ۱۰۱۴، ۱۰۱۳، ۱۰۱۲، ۱۰۱۱، ۱۰۱۰، ۱۰۰۹، ۱۰۰۸، ۱۰۰۷، ۱۰۰۶، ۱۰۰۵، ۱۰۰۴، ۱۰۰۳، ۱۰۰۲، ۱۰۰۱، ۱۰۰۰، ۹۹۹، ۹۹۸، ۹۹۷، ۹۹۶، ۹۹۵، ۹۹۴، ۹۹۳، ۹۹۲، ۹۹۱، ۹۹۰، ۹۸۹، ۹۸۸، ۹۸۷، ۹۸۶، ۹۸۵، ۹۸۴، ۹۸۳، ۹۸۲، ۹۸۱، ۹۸۰، ۹۷۹، ۹۷۸، ۹۷۷، ۹۷۶، ۹۷۵، ۹۷۴، ۹۷۳، ۹۷۲، ۹۷۱، ۹۷۰، ۹۶۹، ۹۶۸، ۹۶۷، ۹۶۶، ۹۶۵، ۹۶۴، ۹۶۳، ۹۶۲، ۹۶۱، ۹۶۰، ۹۵۹، ۹۵۸، ۹۵۷، ۹۵۶، ۹۵۵، ۹۵۴، ۹۵۳، ۹۵۲، ۹۵۱، ۹۵۰، ۹۴۹، ۹۴۸، ۹۴۷، ۹۴۶، ۹۴۵، ۹۴۴، ۹۴۳، ۹۴۲، ۹۴۱، ۹۴۰، ۹۳۹، ۹۳۸، ۹۳۷، ۹۳۶، ۹۳۵، ۹۳۴، ۹۳۳، ۹۳۲، ۹۳۱، ۹۳۰، ۹۲۹، ۹۲۸، ۹۲۷، ۹۲۶، ۹۲۵، ۹۲۴، ۹۲۳، ۹۲۲، ۹۲۱، ۹۲۰،

سکندر شاه (۱۳۵)

سلامت الله رام پوری ۵۰۱

سلیم قیام (۲)

سلطان - غلام غفر الدین

سلطان محمد چادر (۱۳)

سلطی ۱۳۲

سلیمان، سلیمانی ۷-۸۸، ۹۲-۹۹، ۱۰۰-۱۳۱،

۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۳-۱۵۴

سلیمان جاہ - ظفر

سلیمان شکوہ، چادر، میرزا ۱۴۰-۲۳۸

سلیمان ندوی، سید (۸۶)

سلیم (۳۷، ۴۵)

سلیم خان ۳۵۵

سنائی (۴۴)

سلیمر ۱۵۷

سنی ۵۵-۳۶۰، ۴۴۰-۴۸۰، ۵۰۷

سوزان (مثنیٰ حبیب الدین) ۵۲۲

سیاح، میان داد خان (۴۱۱-۱۶۳۵، ۱۳۶)

۲۸۲-۳۲۲، ۳۲۴، ۳۵۴، ۴۰۴-۴۲۱

سید احمد خان (۱۳۷، ۱۳۰)

سید احمد دہلوی ۳۹۳

سید حسن بلکراس ۳۵۱

سید الشہدا - حسین

سید محمد خاں (۱۲۷-۱۲۸)

سید محمد لکھنوی، مجتہد العصر ۳۸۷، ۳۹۰

سیل چند، مثنیٰ ۲۸۱

ش

شاکر، عبدالرزاق (۱۴، ۱۵، ۲۲، ۲۴، ۷۲)

۱۶۲، ۱۶۳، ۲۲۴، ۲۷۸، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۲۷

شاه - ظفر

شاه اوردہ ۳۹۰

شاه یکساں - علی

شاه عالم مارہروی ۲۲۹

شاه محمد، خلیفہ (۱۰)

شاور نجف - علی

شامی، نور الدین (۵۱، ۵۲) ۱۴۰-۲۳۸

۲۴۰-۲۴۱

شعبہ قدر ۳۴۱

شعبہ - حسین

شہداد ۴۹۵

شرر بدایونی، علی بخش ۱۳۲

شغائی، حکیم (۴۵)

شفیق، انور الدولہ، نواب (۱۰، ۳۴، ۶۴)

۶۸ (۲۱۲، ۳۱۹، ۴۰۹)

شہرود کی یکم ۴۲۳

شمس الامراء، نواب (۱۵، ۱۸، ۲۲ - ۲۴)

۶۳، ۶۷، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۳۵ (۲۳۳، ۲۰۲، ۲۰۲)

۲۲۸

شیراز، سکر، راجه ۳۷۹، ۳۷۸

ص

صابر، محمد قادر بخش، مرزا ۵۰۱

صاحب عالم مارهروی (۱۴۱، ۷۰) ۲۲۹

۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۸، ۳۰۱

صائب (۹، ۱۱، ۳۷، ۴۵، ۶۰، ۱۴۱، ۱۴۶)

صحابه کرام - باران رسول

صدیق حسن خان، قزاق ۲۳۱

صدیق، عبدالستار ۳۷۵، ۳۵۹

صفاحی ۱۹۵

صفدر میرزا پوری ۳۶۲، ۵۰۶

صغیر بلگرامی ۳۳۷، ۳۸۸، ۴۰۶، ۴۱۶، ۴۱۷

۴۴۱-۴۴۲

صنعت (۱۰۴)

صوفی ۱۵۵، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۸۰

صوفی، قادر علی خان، محمد (۱۴۵)

صوفی میری ۱۹۰

صوفی، امام بخش (۱۴۹، ۵۰، ۵۲، ۶۰)

ط

طالب آملی (۸، ۵۰) ۳۶۵، ۴۳۵

طالب، احمد محمد خان، محمد احمد خان

شمس الدین خان (۱۹)

شوق، احمد علی خان، حافظ ۱۵۶

شوق قناتی، احمد علی (۲۶، ۷۳) ۱۳۰

شوکت بخاری، محمد اصغر (۱۷، ۲۳، ۲۸)

۲۲۷

شوکت بلگرامی ۱۹۱، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۶

شوکت پوری ۳۶۷

شهاب الدین خان - ثاقب

ش - محمد مسلم

شیر دکن - عادل شاه

شیر دکن - سوار - علی

شیر دین، شیر مظفوم، شیر معصوم - حسین

شیرت، حاجی میرزا (۵۲)

شیراز - ظفر

شیرشاه - ظفر

شیرشاه ام - محمد مسلم

شیدی، کرامت علی ۲۳۱

شیدا (۱۰)

شیدا (عبدالحید خواجه) ۳۵۱، ۵۲۰

شیراز ۱۲، ۶۷، ۹۹، ۱۵۰، ۱۶۰، ۱۷۱

۳۱۸

شیراز، شیری ۴، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۹۷، ۵۰۱

شیرت (۲۳، ۲۴، ۲۹) ۵۱، ۵۶، ۵۹ -

خاصی، چنی لال ۴۲۹

خاصی، گهتشیام لال ۴۱۵

عالی، عالی مختار، میرزا (۵۲)

عبد الله خان، یادر رام پوری، ثواب (۶۷)

عبد الحق، (بابا سے اردو) ۳۶۷

عبد الرحمن مجوری (۸۶، ۱۴۶، ۱۴۷)

عبد الرحمن خان بن حاجی محمد روشن خان،

(۱۴۰، ۱۴۲)

عبدالسلام مدوی (۸۶)

عبد الصمد (۵-۷)

عبد اللہ (۸۹، ۱۵۴) ۴۸۰

عبد الغفور، سید (۱۲۸)

عبد القادر بدایونی (۱۰)

عبد القادر، شیع (۱۵۹)

عبد الکرم، محمد ۴۲۴

عبد الطاف، سید (۷۳، ۸۹، ۹۰، ۱۵۰)

۴۶۴، ۱۳۰

عبد الطیف خان دملوی، حکیم ۴۵۵

عبد الماجد دریابادی ۴۱۳، ۴۱۴

عبد الوہود، قاضی ۳۶۳، ۵۲۰

عربی (زبان) (۵-۷، ۳۶، ۸۱، ۱۳۱، ۳)

۱۳۳، ۱۶۱، ۲۰۵، ۴۲۶

عرشی، احمد حسن، سید ۴۳۱

سعد الدین احمد خاں ۳۸۰، ۴۱۸، ۴۲۵

۴۶۶، ۵۰۶، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۳

طالب، طالب حسین (۱۴۲)

طہار، احمد بیگ خان، میرزا ۴۰۷

طیش (مرزا جان) ۴۰۷

طہرل ۱۵۷

ظ

ظفر (۲۶، ۶۴، ۶۷، ۱۵۷، ۱۵۸) ۱۳۴

۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۵۲

۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۸۷، ۲۰۴، ۲۳۷، ۲۳۹

۲۴۱، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۱، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۰

۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۹، ۳۲۲، ۳۲۶، ۳۳۸، ۳۴۱

— ۳۴۲، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۷

۳۹۹، ۴۰۴، ۴۰۷، ۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۹، ۴۴۰

۵۰۱

ظفر باب خان ۴۲۱

ظہوری، نور الدین (۸، ۱۷، ۲۴، ۳۴، ۴۵)

(۶۱) ۲۲۰، ۲۳۰، ۳۶۵

ع

عائشہ (ام المؤمنین) ۵۰۲

عادل شاہ (ابراہیم) (۶۱) ۳۶۵

عارف، زین العابدین خان، میرزا (۴۹) ۲۰۶

۵۰۶

عرش (انتیاز علی خان) (۹۰، ۱۵۳) ۱۸،

۳۵ ۵۰، ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۹۶، ۴۱۱، ۴۱۳،

۴۱۴، ۴۳۴، ۴۶۳، ۴۶۷، ۵۰۲، ۵۱۵، ۵۱۷،

۵۱۸ ۵۲۲

عرش زادہ، اکبر علی خان (۷۷، ۹۰، ۹۳،

۱۰۶، ۱۵۴) ۳۷۵، ۴۱۵، ۴۲۹، ۴۴۶، ۴۷۷،

۴۸۰، ۴۸۴، ۴۹۴

عرف شیرازی (۸، ۱۱، ۱۷، ۲۳، ۲۴، ۴۵،

۵۰، ۵۱، ۵۹، ۷۰) ۳۶۵

عزیز اللہ خان رام پوری ۴۱۱

عزیز بیگ سہارنپوری، مرزا ۵۲۳

عزیز لکھنوی، یوسف علی خان، مرزا، نواب

(۱۳۷، ۱۳۹) ۴۲۶

عسکری، مرزا محمد ۴۰۱

عظیم الدین احمد (۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۳)

علاقہ علاؤ الدین خان پانڈر، نواب (۳، ۴،

— ۴۱، ۵۷، ۷۱، ۷۲، ۱۳۶) ۲۰۵، ۲۰۹،

۲۴۶، ۲۴۷، ۲۸۱، ۲۹۰، ۳۳۴، ۳۳۸، ۳۵۰،

۳۵۶، ۳۵۷، ۴۰۳، ۴۰۸، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۳۲،

۴۳۸

علوی (۶۰)

علی مرصی (۷۹، ۸۶، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۲۹،

۱۳۰، ۱۳۲) ۴، ۷، ۹، ۲۱، ۲۲، ۵۰، ۵۴،

۶۰، ۶۸، ۷۱، ۷۹، ۸۱، ۹۰، ۹۹، ۱۰۰،

۱۱۰، ۱۱۱، ۱۲۰، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۹،

۲۰۸، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۶۰، ۲۹۶، ۳۳۷،

۳۹۱، ۴۰۹، ۴۱۷، ۴۴۷، ۴۵۶، ۴۷۹، ۴۸۲،

۴۸۵، ۴۹۴، ۴۹۷، ۵۰۳

علی اکبر خان، نواب (۱۰۶)

علی بخش خان (۱۹) ۵۱۷

علی پانڈر والی پانڈر، نواب (۸، ۱۱، ۱۶،

(۳۶) ۲۳۶

علی نقی الدین ۴۱۴

حماد الملک، نواب (سید علی بلگرامی) ۳۵۱

۵۲۰

عمر ۱۳۵

عایت حسین (۱۳۲)

عایت حسین، سید ۴۳۱

عنصری (۱۱)

عید ۳۸۰، ۳۸۱

عینی (۱۲۳) ۲، ۶—۸، ۵۴، ۱۰۶، ۱۲۲،

۱۲۲، ۱۶۱، ۱۹۸، ۲۷۹، ۲۹۲، ۲۹۴، ۳۲۲،

۳۳۲، ۳۸۷، ۳۷۷، ۳۹۱، ۴۴۴

غ

غالب (۱۴، ۸۸، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۲۸، ۱۳۱،

۱۵۴، ۱۵۶—۱۶۰) ۲، ۴، ۷، ۱۰، ۱۱،

— ۱۹۱ ۱۹۷ ۱۹۹ — ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۸ —

۵۱۰ — ۵۱۳ ۵۱۵ ۵۱۷ — ۵۱۹ ۵۲۲ —

۵۲۳

غزال ۸۵

غلام بابا خان. سید. نواب ۳۵۳ ۳۵۱

غلام حسن خان ۵۰۷

غلام عباس. سید (۱۱۴)

غلام علی خان. میر — وحشت

غلام نظیر الدین عرف میرزا ظرو. شاعرانه

(۱۲۴) ۱۴۳ ۱۴۷ ۳۳۲

غلام نجف خان ۳۶۱ ۳۶۶

غلام نصیر الدین میان ۲۹۳

غلام نظام الدین میان ۲۹۳

عنایت (۱۰)

ف

فارس (۵ — ۸ ۱۰ ۱۱ ۱۶ — ۲۲ ۲۹

۳۰ ۳۶ ۴۱ ۴۴ ۴۵ ۴۸ ۵۳ ۵۴ ۵۶

— ۵۸ ۶۰ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۷۱ — ۷۲ ۸۰

۸۱ ۹۶ ۹۹ ۱۰۲ ۱۰۴ ۱۰۶ ۱۰۷ —

۱۰۹ ۱۱۵ ۱۳۷ ۱۴۴ ۱۵۶ (۱۶۱ ۱۶۴

۲۰۵ ۲۰۷ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۲۴

۲۳۰ ۲۳۱ ۲۴۵ ۲۵۰ ۲۶۰ ۲۶۲ ۲۶۶

۲۷۱ ۲۷۶ ۲۸۱ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۹ ۲۹۳

۱۲ ۱۵ ۱۶ ۱۸ ۲۰ ۲۵ — ۲۷ ۲۹ ۳۲

۳۶ ۴۰ ۴۲ ۵۱ ۵۳ ۵۸ — ۶۱ ۶۸ ۷۱

۷۷ ۷۹ ۸۲ ۸۴ ۸۶ ۹۶ ۱۰۰ ۱۰۳

۱۰۴ ۱۰۶ ۱۰۸ ۱۱۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۷

۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۲ ۱۳۴ ۱۳۶ — ۱۳۸ ۱۴۱

— ۱۴۵ ۱۴۷ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۷ ۱۶۰

۱۶۱ ۱۶۳ — ۱۶۵ ۱۶۷ ۱۷۰ ۱۷۲ —

۱۷۵ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۲ — ۱۸۹ ۱۹۱ ۱۹۳

۱۹۴ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۹ ۲۰۱ ۲۰۴ — ۲۱۰

۲۱۲ — ۲۱۸ ۲۱۶ — ۲۲۰ ۲۲۲ ۲۲۴

۲۲۷ — ۲۳۲ ۲۳۱ — ۲۵۳ ۲۵۵ — ۲۶۰

۲۶۲ ۲۶۴ — ۲۶۶ ۲۶۹ ۲۷۱ — ۲۷۵

۲۷۸ — ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۶ ۲۸۸ — ۲۹۰

۲۹۵ ۲۹۷ — ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۲۳ — ۳۲۵

۳۲۷ ۳۲۹ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۴ — ۳۳۸ ۳۴۰

۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۶ ۳۴۷ — ۳۵۱ ۳۵۴

۳۶۰ ۳۶۷ ۳۶۸ — ۳۷۱ ۳۷۵ ۳۷۸

— ۳۸۳ ۳۸۵ ۳۸۷ ۳۸۸ — ۳۹۰ ۳۹۴

۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۹ — ۴۰۴ ۴۰۶ ۴۰۸ ۴۱۱

— ۴۱۸ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۳ — ۴۲۶ ۴۲۹

— ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۸ ۴۵۹ — ۴۵۴ ۴۵۶

۴۶۱ — ۴۶۳ ۴۶۶ ۴۶۸ — ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۷

— ۴۷۹ ۴۸۱ — ۴۸۵ ۴۸۷ — ۴۸۹ ۴۹۳





ک

کالکا دیو ۳۵۳

کالے صاحب - غلام نصیر الدین

کرشن اوتار ۳۵۳

کرم حسین ۱۳۱

کرم الدین (۱۱۳، ۱۱۴)

کلاک صاحب ۳۷۴

کلبہ علی خاں والی رام پور، نواب (۶)

۲۹، ۳۰، ۱۵۵، ۱۰۱، ۱۳۸، ۱۴۰، ۲۳۷،

۳۵۸، ۳۶۰، ۳۸۰، ۳۸۱، ۴۱۷، ۴۳۳، ۴۳۵،

۵۱۸

کلو، حاجی ۴۴۱

کلیم (۹، ۲۷، ۴۵)

کلیم - موسیٰ

کالد اسمیلہ اصفہانی ۱۵۹

کینی ۳۶۲

کنہیا لال ۳۶۶

کنہیا لال، لالہ ۳۶۱

کون (جیسے ابلی) ۳۵۸، ۳۵۹

کولا اسٹرم ۵۰۲

کومکن - فرعاد

کے ۱۲۴

کیخسرو ۳۵۱

کیک لارڈ ۳۸۳

کی

کیر (۲) ۱۷۹، ۵۰

کل کون ۹۹

گودرز ۱۵۴

کورے ۴۲۸

کیو ۱۵۴

ل

لال بیگ ۳۵۷

لطیف احمد بلگرامی ۳۱۵

لل خاں (۸۵)

لقبا ۱۳۵

لقمان ۳۵۶

لکھی چند سیلہ ۳۶۳

لوراسپ ۱۲۹

لیک، لارڈ، جرنیل، صحابہ الدولہ (۳)

لیلی ۲۳، ۲۷، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۷، ۱۲۲،

۱۳۱، ۱۳۲، ۱۶۷، ۱۷۱، ۲۲۰، ۲۶۳، ۳۶۶،

۳۷۶، ۴۳۳، ۵۱۱

م

مادھو رام (۱۰)

مالک رام (۲۱، ۹۹) ۱۱۵، ۳۷۶، ۳۹۴

۴۰۳، ۴۲۷

عبد حسین (۸۹)  
 عبد حنیف، پیرزادہ (۷۴)  
 عبد سعید خان والی رام پور، تواب (۶۶)  
 عبد سلیم خان، حکیم ۳۵۵  
 عبد شفیق دہلوی، خواجه (۱۲۰-۱۲۱)  
 عبد عباس لکھنوی، مفتی (۶)  
 عبد عظیم - عظیم الدین احمد  
 عبد عظیم خان، حکیم ۳۵۵  
 عبد معظم، شیخ، خلیفہ (۱۵-۱۷-۱۸)  
 عبد مقصود (۱۳۷)  
 محمود خان، حکیم ۴۳۶-۴۳۷  
 محمود خان شیرانی (۲۱-۹۲-۱۵۳)  
 محو، غلام حسن خان (۱۹-۵۱-۵۰۷)  
 محوی (۵۲)  
 مرتبہ نادرانہ غالب ۳۱۷-۳۲۷  
 مرزا، میرزا (رفیع السودا) (۸-۱۱-۴۵)  
 - (۱۷-۲۳۹-۴۴۱)  
 مرزا غلام غفر - غلام غلام الدین، شاعرانہ  
 مرزا مغل ۳۳۲  
 مرشد زائدہ آفاق - جوان بخت، بہادر، میرزا  
 مرشد زائدہ ۱۱۲-۱۱۳  
 مریم ۳۴۵  
 سلطان ۱۱۱۲-۳۵۰-۳۵۲

مانی ۶-۸۳-۸۴-۱۱۴۸-۲۶۵-۳۴۱  
 مشکاف، طاس ۱۱۲  
 مجروح، میر مہدی (۳۶-۱۵۲-۱۷۱-۱۳۸)  
 ۲۳۹-۲۴۰-۲۹۶-۳۰۵-۳۱۲-۳۱۵-۳۳۳  
 ۳۴۱-۳۴۹-۴۱۹-۴۱۹-۴۲۳-۴۲۸  
 مجلس آرا سے نجف - علی  
 مجنون (۲۷) ۲-۱۴-۲۲-۲۳-۲۷-۳۱  
 ۳۷-۴۳-۴۵-۶۷-۸۷-۸۹-۹۰-۹۳-۹۷  
 ۱۰۳-۱۱۵-۱۱۹-۱۲۲-۱۲۱-۱۶۲-۱۶۷  
 ۱۷۱-۱۷۶-۲۰۱-۲۲۰-۲۲۶-۲۵۹-۲۶۳  
 ۲۶۹-۲۷۶-۲۸۰-۳۱۲-۳۳۳-۳۴۵-۳۶۵  
 ۱۹۰  
 حسن لکھنوی، حسن علی، میر ۳۵۴  
 محمد (صلم) ۴-۸۱-۱۱۲-۱۴۹-۱۵۰  
 ۱۵۱-۱۸۸-۳۴۶-۳۶۰-۳۶۶-۳۹۱-۴۰۹  
 ۴۱۰-۴۱۷-۴۳۹-۵۰۲  
 محمد ابراہیم، شیخ - فوق  
 محمد اکرم، شیخ (۷۳) ۱۲۰-۳۱۰-۳۲۵  
 ۴۳۰  
 محمد باقر ۴۶۳  
 محمد باقر دہلوی ۱۳۵  
 محمد بخش خان ۵۲۰  
 محمد حسن، خواجه (۲۲)

سید - یحیٰ - علی

متن: چای نان

### مشکل آسان کنی - علی

مجلس

مطهر، عبد الصمد محمد (١٩٩٩)

مستند الثورة (أغلا سر) ٢١٥.٧٥

معراج دعوت پوری، قاضی ۲۹۱، ۴۰۳.

**Abstract**

معروف دہلوی، انس فکشر خان، نواب

• 11 • "TQ" • TAI "TIT" • T-Q "IAT" (TI)

144

مستطرم علی خانی صاحبزادہ ۱۲۹۱

سنة الدين: ٢٠٠٨ (٨٨ - ٢٠)

(۴) **کتابخانه**

(۱۷) **خط**

1E-1E

(10)  $\frac{1}{2} \log 2$

تعارف، علی، شیخ (۱۳۴۱)

خان، احسان اللہ (۱۰، ۱۱، ۱۵)

قانون نظام الدين، ص ٥٠-٧١)

(iv)  $\frac{d}{dt} \left( \frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

نظر السروي (140)

عمر و تات

ملفوظات - جلد اول

T74 1-10-1984

۱۷۹۱-۱۸۰۰

سومن، سومن خانی (۱۶، ۴۸، ۶۰، ۷۱، ۱-۹)

TTT (179.4-180.4)

سہارن پور راجہ - شیو دیان سنگھ

میر: حاتم علی، میرزا (۲۵:۲۴) (۱۳۱-۱۳۹)

REF ID: A67890

100-111-100-FFA

پیر، غلام رسول (۱۵۶) : ۳۵۰، ۳۵۷

177 177 171 17 1 1 171

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

پیش برهان سروری (۱۵۶) ۴۴۱، ۵۲۱

$$(a) \quad 1Y - 10 \cdot 7Y = 11 \cdot A \quad (2)$$

1977 1979 1987 1991

1100 1100 1100

(۲۲) *میرا غلام*

— — — — —

برای آشنایی بیشتر با این مجله، به آدرس [www.ijerph.com](http://www.ijerph.com) مراجعه کنید.

PLF-54 b

מדינת ישראל

میکٹر، احمد حسین، سید ۱۲۲  
میکلوڈ ۳۷۱، ۳۸۲، ۳۸۴، ۵۲۱  
میکائیل ۳۴۱

## ن

نادر سیدپوری ۵۲۱، ۵۲۳  
ناصر لکھوی، اعلم بخش، شیخ (۳۵، ۳۶، ۴۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳)  
ناصر ۴۱۰  
ناصر علی سرحدی (۱۰، ۱۱)  
ناصر علی، حیدر ۱۹۴  
ناصر، ابو اللہ ۱۳۳  
ناصر حسین ۲۹۰  
ناصر عالم - راشد حیدر آبادی  
ناصر، یوسف علی خان والی رام پور، نواب  
(۱۰۴، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۳۴، ۱۴۰، ۲۷۴، ۳۳۶، ۳۸۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۱۶، ۴۲۳، ۵۲۱)  
نہ - محمد صلح  
نجات علی خان، سید، صاحبزادہ ۵۱۸  
نصف خان، میرزا، ذوالفقار الدولہ (۲)  
نعم الدولہ بہادر - غدالہ  
نعم اللہ خان ۲۷۳  
نشاخ (۱۴، ۱۶، ۳۶، ۳۷)  
نسیس - علاق

## نصارا ۵۳

نصارفہ بیگ خان (۳)  
نصرۃ الملک بہادر ۱۴۱  
نصیر، شاہ ۲۱۷  
نصیر الدین (۱۴۷)  
نصیر الدین حیدر (۱۳)  
نظام الدین، سلطان ۴۰۴

نظامی بدایونی (۲۶، ۷۳، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۳، ۳۸۰، ۴۰۱)

نظامی، خواجہ حسن ۱۴۳، ۴۰۷، ۴۰۷، ۴۰۷  
نظامی گنجوی (۱۰، ۱۹) ۳۰۲

نظم طاطائی، علی حیدر، سید (نواب حیدر  
نولا جگ) ۴۱۴، ۴۲۱

نظیری (۸، ۱۱، ۱۷، ۴۳، ۴۴، ۶۹، ۱۶۰)  
نقی بلگرامی، سید (۲۱، ۹۹)  
نکیرین ۳۱۷، ۴۱۸

نق ۴۲۱

نورود ۱۹۳

نہی خانم ۳۹۳

نواب - کلید علی خان والی رام پور  
نواب - ناظم، یوسف علی خان والی رام پور  
نواب ہاندہ - علی بہادر  
نواب لودھارو ۳۵۷

نواب مرزا خان - داغ

نور الحسن خان (۸)

نور الدین احمد لکهنوی (۱۳۲)

نوروز ۱۹۰ - ۳۸۱

نوعی (۱۵)

نواکشور، منشی (۷۳) ۳۵۵

نیاز علی، میر (۱۴۳)

نیر و رختان، عیالہ الدین احمد خان، نواب

(۱۹، ۲۵، ۲۹، ۴۳، ۴۹ - ۵۱، ۵۸ -

۶۰، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۳۰ - ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۷،

۱۱۱) ۱۹۲، ۲۰۶، ۳۴۴، ۳۴۶، ۴۱۲، ۵۰۷

و

واجد علی شاہ (۱۳)

وارثہ سیالکوٹی (۱۰)

واصل خان ۳۵۵

واقف، نورالدین (۹ - ۱۱، ۱۴، ۴۸، ۶۱)

وجہ الدین خان ۴۲۹

وحشت، غلام علی خان، میر ۲۳۳

وصی احمد بلکرا، سید ۴۰۶

وصد ختمہ رسل - علی

وکتوریا ۳۷۶، ۳۸۵

ولی عبد اللہ - جوان بخت، مرزا

ولی عبد جبار - غلام غزالین

عارف ۳۴۵

عاشق فرید آبادی، سید ۱۶۷، ۵۲۱

عاشق، نورالحسن ۴۳۰

عادت علی خان، نواب (۱۰۴) ۵۱۹

عزیز، میر ۳۱۸

عزیز، شہ - عبدالصمد

عزت و چار - آٹھ

عزلی (۱۵)

عندو ۳۵۲، ۳۵۳

عندی (۱۰۴) ۳۴۵

عندی (زبان) (۱۶، ۴۸، ۵۳، ۶۹، ۱۳۳)

۲۸۱، ۳۰۹، ۳۶۸، ۳۶۹ - ۳۷۱، ۳۷۲

عزنگ ۱۲۹

عزل ۳۸۱

عزرا سکر ۴۳۴

ی

بارانزہ رسول ۴۳۹، ۴۴۰، ۵۰۲

بارانزہ نبی - بارانزہ رسول

بازید ۳۹۱

بغوب ۱، ۷۱، ۹۸، ۲۰۱، ۲۲۸، ۳۲۵

یوسف (۵۲) ۴، ۲۲، ۶۳، ۱۸۳، ۱۸۵

۲۰۱، ۲۲۸، ۳۰۱، ۳۲۵، ۳۴۴، ۴۱۶، ۴۱۸

یوسف مرزا (۱۳۵) ۲۸۹

۴۲۹

یوسف خان، میرزا ۳۰۱، ۳۳۳، ۵۱۷

ب: مقامات و غیرہ

T

آکرہ (۷-۵۴، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۴۲، ۱۴۳)

۱۶۳، ۳۶۱، ۳۸۳، ۳۸۴

۱

آحد ۵۰۱

ادارۃ بادشاہ غالب رام پور (۱۵۴)

ارم ۷۶، ۱۳۳، ۳۶۰

اصلاح لاجپوری دینہ (۱۱۲)

اصناف، صفات، اصناف، صفات (۸)

(۱۷) ۹، ۶۳، ۳۴۵، ۴۵۳

اکبر آباد، اکبر آبادی (۳، ۱۵، ۶) ۱۳۰

۳۶۲ نیز دیکھئے آکرہ

الور ۳۷۸، ۴۲۳

الہ آباد ۳۷۵

انڈیا آفس لاجپوری (لندن) ۴۷، ۴۰۰

انجمن ترقی اورند (پاکستان) (۱۹) ۱۰۰

انجمن ترقی اورند (ہند) (۸۶) ۴۶۷

انگلستان ۳۷۶، ۳۵۰

ایران (۱۲، ۳۴، ۴۸، ۶۳، ۱۳۱) ۲-۴

۱۵۴، ۱۵۹، ۴۳۶، ۴۳۵

ب

بایل ۳۴۵

باندہ (۲۱) ۱۸۲، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۶، ۵۰۶

۵۱۰

بانک پور (۱۹)

بداویں (۱۰۶، ۱۵۶) ۴۱۴

بدخشاں ۴۲

بہرِ صغیر - ہند

برما ۳۹۲

ہنداد (۶۳)

بیج ۵۰۱

بلاور شرقیہ (۴)

بکلی مارلی ۳۸۸، ۴۳۶

بدلی کھٹ (۲۱)

بجی ۳۶۵

بہار ۴۰۶

یتھ افہ - کبہ

یتھ الحوام - کبہ

یتھون ۲، ۹۲، ۱۵۰

یکم کا باغ - لکھ کا باغ

۴

ہایورڈ (موضع) ۲۵۲

ہیرسپال (۱۹، ۶۸، ۷۹، ۹۲، ۱۱۵، ۱۵۲)

۱۲۰، ۱۳۱، ۱۱۱

ب

بارودی ۱۲۳

بارس، بارس (۶، ۸) ۱۲۸، ۲۱۵

بارس (زبان) - بارس

باتی پت (۱۱۱) ۱۰۲

بہ ۱۰۰

برنگال، برنگال ۸۵

بی - بی کا بی

بنجاب ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۸، ۲۱۱

بنجاب یونیورسٹی ۱۲۱

بنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور (۹۲)

۱۲۰ (۱۲۱)

پرس کا قوس کتاب خانہ ۱۰۰

ت

تعار ۲۸۰

زکستان ۱۱۰

نکبہ صاب ۱۲۹

نورڈن (۲)

نوران ۳۶۵

ٹ

ٹوڈلا جنکشن ۳۸۱

ٹوڈک ۱۱۱

ٹیلی گراف اسکوٹر (ٹی ڈی) ۵۲۱

ج

جام ۱۵۱

جام باغ (جلد) ۱۱۱

جنا ۱۰۹، ۳۸۱

جنا کا بی ۳۸۱، ۳۷۲

جوسے شہر ۱۵۹، ۱۶۰، ۲۳۰

جوانگیر آباد ۲۳۳

جیسے پور (۱۹)

جیل خانہ (ڈیول) ۱۱۶

ح

حاج خانہ جلسہ نوران ۳۶۵

حاجلی ہوک ۳۵۰، ۳۸۸

حولا ۳۸۱

حجین ۹، ۲۰، ۱۵۱، ۳۱۱، ۳۳۷، ۳۸۱

۱۲۱



$$1 \cdot A \cdot A = 1 \cdot (1 \cdot A \cdot A) = 1 \cdot A$$

• 1978 • 1979 • 1980 • 1981 • 1982 • 1983 • 1984

707 707 70 710 710 71 71

ת"ת ת"א ת"ב ת"ג ת"ד ת"ה ת"ו

DEV-138-111 PAA-PAF-PVI-

**Abstract**

0109 0109

0-9 A B C D E F G H I J K L M N O P Q R S T U V W X Y Z

دولت و نور علی لائبریری (۱۳۲۰ء)

ديوان خامس (مجله) (۵۲) ۲۲۲



117 34

1

ولم يور (١- ٢٥- ٢٩- ٣٠- ٣١- ٣٢- ٣٣- ٣٤- ٣٥- ٣٦- ٣٧- ٣٨- ٣٩- ٤٠- ٤١- ٤٢- ٤٣- ٤٤- ٤٥- ٤٦- ٤٧- ٤٨- ٤٩- ٥٠- ٥١- ٥٢- ٥٣- ٥٤- ٥٥- ٥٦- ٥٧- ٥٨- ٥٩- ٦٠- ٦١- ٦٢- ٦٣- ٦٤- ٦٥- ٦٦- ٦٧- ٦٨- ٦٩- ٧٠- ٧١- ٧٢- ٧٣- ٧٤- ٧٥- ٧٦- ٧٧- ٧٨- ٧٩- ٨٠- ٨١- ٨٢- ٨٣- ٨٤- ٨٥- ٨٦- ٨٧- ٨٨- ٨٩- ٩٠- ٩١- ٩٢- ٩٣- ٩٤- ٩٥- ٩٦- ٩٧- ٩٨- ٩٩- ١٠٠- ١٠١- ١٠٢- ١٠٣- ١٠٤- ١٠٥- ١٠٦- ١٠٧- ١٠٨- ١٠٩- ١١٠- ١١١- ١١٢- ١١٣- ١١٤- ١١٥- ١١٦- ١١٧- ١١٨- ١١٩- ١٢٠- ١٢١- ١٢٢- ١٢٣- ١٢٤- ١٢٥- ١٢٦- ١٢٧- ١٢٨- ١٢٩- ١٣٠- ١٣١- ١٣٢- ١٣٣- ١٣٤- ١٣٥- ١٣٦- ١٣٧- ١٣٨- ١٣٩- ١٤٠- ١٤١- ١٤٢- ١٤٣- ١٤٤- ١٤٥- ١٤٦- ١٤٧- ١٤٨- ١٤٩- ١٥٠- ١٥١- ١٥٢- ١٥٣- ١٥٤- ١٥٥- ١٥٦- ١٥٧- ١٥٨- ١٥٩- ١٦٠- ١٦١- ١٦٢- ١٦٣- ١٦٤- ١٦٥- ١٦٦- ١٦٧- ١٦٨- ١٦٩- ١٧٠- ١٧١- ١٧٢- ١٧٣- ١٧٤- ١٧٥- ١٧٦- ١٧٧- ١٧٨- ١٧٩- ١٨٠- ١٨١- ١٨٢- ١٨٣- ١٨٤- ١٨٥- ١٨٦- ١٨٧- ١٨٨- ١٨٩- ١٩٠- ١٩١- ١٩٢- ١٩٣- ١٩٤- ١٩٥- ١٩٦- ١٩٧- ١٩٨- ١٩٩- ٢٠٠- ٢٠١- ٢٠٢- ٢٠٣- ٢٠٤- ٢٠٥- ٢٠٦- ٢٠٧- ٢٠٨- ٢٠٩- ٢١٠- ٢١١- ٢١٢- ٢١٣- ٢١٤- ٢١٥- ٢١٦- ٢١٧- ٢١٨- ٢١٩- ٢٢٠- ٢٢١- ٢٢٢- ٢٢٣- ٢٢٤- ٢٢٥- ٢٢٦- ٢٢٧- ٢٢٨- ٢٢٩- ٢٣٠- ٢٣١- ٢٣٢- ٢٣٣- ٢٣٤- ٢٣٥- ٢٣٦- ٢٣٧- ٢٣٨- ٢٣٩- ٢٤٠- ٢٤١- ٢٤٢- ٢٤٣- ٢٤٤- ٢٤٥- ٢٤٦- ٢٤٧- ٢٤٨- ٢٤٩- ٢٥٠- ٢٥١- ٢٥٢- ٢٥٣- ٢٥٤- ٢٥٥- ٢٥٦- ٢٥٧- ٢٥٨- ٢٥٩- ٢٦٠- ٢٦١- ٢٦٢- ٢٦٣- ٢٦٤- ٢٦٥- ٢٦٦- ٢٦٧- ٢٦٨- ٢٦٩- ٢٧٠- ٢٧١- ٢٧٢- ٢٧٣- ٢٧٤- ٢٧٥- ٢٧٦- ٢٧٧- ٢٧٨- ٢٧٩- ٢٨٠- ٢٨١- ٢٨٢- ٢٨٣- ٢٨٤- ٢٨٥- ٢٨٦- ٢٨٧- ٢٨٨- ٢٨٩- ٢٩٠- ٢٩١- ٢٩٢- ٢٩٣- ٢٩٤- ٢٩٥- ٢٩٦- ٢٩٧- ٢٩٨- ٢٩٩- ٣٠٠- ٣٠١- ٣٠٢- ٣٠٣- ٣٠٤- ٣٠٥- ٣٠٦- ٣٠٧- ٣٠٨- ٣٠٩- ٣١٠- ٣١١- ٣١٢- ٣١٣- ٣١٤- ٣١٥- ٣١٦- ٣١٧- ٣١٨- ٣١٩- ٣٢٠- ٣٢١- ٣٢٢- ٣٢٣- ٣٢٤- ٣٢٥- ٣٢٦- ٣٢٧- ٣٢٨- ٣٢٩- ٣٣٠- ٣٣١- ٣٣٢- ٣٣٣- ٣٣٤- ٣٣٥- ٣٣٦- ٣٣٧- ٣٣٨- ٣٣٩- ٣٤٠- ٣٤١- ٣٤٢- ٣٤٣- ٣٤٤- ٣٤٥- ٣٤٦- ٣٤٧- ٣٤٨- ٣٤٩- ٣٥٠- ٣٥١- ٣٥٢- ٣٥٣- ٣٥٤- ٣٥٥- ٣٥٦- ٣٥٧- ٣٥٨- ٣٥٩- ٣٦٠- ٣٦١- ٣٦٢- ٣٦٣- ٣٦٤- ٣٦٥- ٣٦٦- ٣٦٧- ٣٦٨- ٣٦٩- ٣٧٠- ٣٧١- ٣٧٢- ٣٧٣- ٣٧٤- ٣٧٥- ٣٧٦- ٣٧٧- ٣٧٨- ٣٧٩- ٣٨٠- ٣٨١- ٣٨٢- ٣٨٣- ٣٨٤- ٣٨٥- ٣٨٦- ٣٨٧- ٣٨٨- ٣٨٩- ٣٩٠- ٣٩١- ٣٩٢- ٣٩٣- ٣٩٤- ٣٩٥- ٣٩٦- ٣٩٧- ٣٩٨- ٣٩٩- ٤٠٠- ٤٠١- ٤٠٢- ٤٠٣- ٤٠٤- ٤٠٥- ٤٠٦- ٤٠٧- ٤٠٨- ٤٠٩- ٤١٠- ٤١١- ٤١٢- ٤١٣- ٤١٤- ٤١٥- ٤١٦- ٤١٧- ٤١٨- ٤١٩- ٤٢٠- ٤٢١- ٤٢٢- ٤٢٣- ٤٢٤- ٤٢٥- ٤٢٦- ٤٢٧- ٤٢٨- ٤٢٩- ٤٣٠- ٤٣١- ٤٣٢- ٤٣٣- ٤٣٤- ٤٣٥- ٤٣٦- ٤٣٧- ٤٣٨- ٤٣٩- ٤٤٠- ٤٤١- ٤٤٢- ٤٤٣- ٤٤٤- ٤٤٥- ٤٤٦- ٤٤٧- ٤٤٨- ٤٤٩- ٤٥٠- ٤٥١- ٤٥٢- ٤٥٣- ٤٥٤- ٤٥٥- ٤٥٦- ٤٥٧- ٤٥٨- ٤٥٩- ٤٦٠- ٤٦١- ٤٦٢- ٤٦٣- ٤٦٤- ٤٦٥- ٤٦٦- ٤٦٧- ٤٦٨- ٤٦٩- ٤٧٠- ٤٧١- ٤٧٢- ٤٧٣- ٤٧٤- ٤٧٥- ٤٧٦- ٤٧٧- ٤٧٨- ٤٧٩- ٤٨٠- ٤٨١- ٤٨٢- ٤٨٣- ٤٨٤- ٤٨٥- ٤٨٦- ٤٨٧- ٤٨٨- ٤٨٩- ٤٩٠- ٤٩١- ٤٩٢- ٤٩٣- ٤٩٤- ٤٩٥- ٤٩٦- ٤٩٧- ٤٩٨- ٤٩٩- ٥٠٠- ٥٠١- ٥٠٢- ٥٠٣- ٥٠٤- ٥٠٥- ٥٠٦- ٥٠٧- ٥٠٨- ٥٠٩- ٥١٠- ٥١١- ٥١٢- ٥١٣- ٥١٤- ٥١٥- ٥١٦- ٥١٧- ٥١٨- ٥١٩- ٥٢٠- ٥٢١- ٥٢٢- ٥٢٣- ٥٢٤- ٥٢٥- ٥٢٦- ٥٢٧- ٥٢٨- ٥٢٩- ٥٣٠- ٥٣١- ٥٣٢- ٥٣٣- ٥٣٤- ٥٣٥- ٥٣٦- ٥٣٧- ٥٣٨- ٥٣٩- ٥٤٠- ٥٤١- ٥٤٢- ٥٤٣- ٥٤٤- ٥٤٥- ٥٤٦- ٥٤٧- ٥٤٨- ٥٤٩- ٥٥٠- ٥٥١- ٥٥٢- ٥٥٣- ٥٥٤- ٥٥٥- ٥٥

129.12 (13.12.14.15.16.17.18.19.20.21.22.23.24.25.26.27.28.29.30.31.32.33.34.35.36.37.38.39.40.41.42.43.44.45.46.47.48.49.50.51.52.53.54.55.56.57.58.59.60.61.62.63.64.65.66.67.68.69.70.71.72.73.74.75.76.77.78.79.80.81.82.83.84.85.86.87.88.89.90.91.92.93.94.95.96.97.98.99.100.101.102.103.104.105.106.107.108.109.110.111.112.113.114.115.116.117.118.119.120.121.122.123.124.125.126.127.128.129.130.131.132.133.134.135.136.137.138.139.140.141.142.143.144.145.146.147.148.149.150.151.152.153.154.155.156.157.158.159.160.161.162.163.164.165.166.167.168.169.170.171.172.173.174.175.176.177.178.179.180.181.182.183.184.185.186.187.188.189.190.191.192.193.194.195.196.197.198.199.200.201.202.203.204.205.206.207.208.209.210.211.212.213.214.215.216.217.218.219.220.221.222.223.224.225.226.227.228.229.230.231.232.233.234.235.236.237.238.239.240.241.242.243.244.245.246.247.248.249.250.251.252.253.254.255.256.257.258.259.260.261.262.263.264.265.266.267.268.269.270.271.272.273.274.275.276.277.278.279.280.281.282.283.284.285.286.287.288.289.290.291.292.293.294.295.296.297.298.299.300.301.302.303.304.305.306.307.308.309.310.311.312.313.314.315.316.317.318.319.320.321.322.323.324.325.326.327.328.329.330.331.332.333.334.335.336.337.338.339.340.341.342.343.344.345.346.347.348.349.350.351.352.353.354.355.356.357.358.359.360.361.362.363.364.365.366.367.368.369.370.371.372.373.374.375.376.377.378.379.380.381.382.383.384.385.386.387.388.389.390.391.392.393.394.395.396.397.398.399.400.401.402.403.404.405.406.407.408.409.410.411.412.413.414.415.416.417.418.419.420.421.422.423.424.425.426.427.428.429.430.431.432.433.434.435.436.437.438.439.440.441.442.443.444.445.446.447.448.449.450.451.452.453.454.455.456.457.458.459.460.461.462.463.464.465.466.467.468.469.470.471.472.473.474.475.476.477.478.479.480.481.482.483.484.485.486.487.488.489.490.491.492.493.494.495.496.497.498.499.500.501.502.503.504.505.506.507.508.509.510.511.512.513.514.515.516.517.518.519.520.521.522.523.524.525.526.527.528.529.530.531.532.533.534.535.536.537.538.539.540.541.542.543.544.545.546.547.548.549.550.551.552.553.554.555.556.557.558.559.560.561.562.563.564.565.566.567.568.569.570.571.572.573.574.575.576.577.578.579.580.581.582.583.584.585.586.587.588.589.590.591.592.593.594.595.596.597.598.599.600.601.602.603.604.605.606.607.608.609.610.611.612.613.614.615.616.617.618.619.620.621.622.623.624.625.626.627.628.629.630.631.632.633.634.635.636.637.638.639.640.641.642.643.644.645.646.647.648.649.650.651.652.653.654.655.656.657.658.659.660.661.662.663.664.665.666.667.668.669.670.671.672.673.674.675.676.677.678.679.680.681.682.683.684.685.686.687.688.689.690.691.692.693.694.695.696.697.698.699.700.701.702.703.704.705.706.707.708.709.710.711.712.713.714.715.716.717.718.719.720.721.722.723.724.725.726.727.728.729.730.731.732.733.734.735.736.737.738.739.740.741.742.743.744.745.746.747.748.749.750.751.752.753.754.755.756.757.758.759.760.761.762.763.764.765.766.767.768.769.770.771.772.773.774.775.776.777.778.779.780.781.782.783.784.785.786.787.788.789.790.791.792.793.794.795.796.797.798.799.800.801.802.803.804.805.806.807.808.809.810.811.812.813.814.815.816.817.818.819.820.821.822.823.824.825.826.827.828.829.830.831.832.833.834.835.836.837.838.839.840.841.842.843.844.845.846.847.848.849.850.851.852.853.854.855.856.857.858.859.860.861.862.863.864.865.866.867.868.869.870.871.872.873.874.875.876.877.878.879.880.881.882.883.884.885.886.887.888.889.890.891.892.893.894.895.896.897.898.899.900.901.902.903.904.905.906.907.908.909.910.911.912.913.914.915.916.917.918.919.920.921.922.923.924.925.926.927.928.929.930.931.932.933.934.935.936.937.938.939.940.941.942.943.944.945.946.947.948.949.950.951.952.953.954.955.956.957.958.959.960.961.962.963.964.965.966.967.968.969.970.971.972.973.974.975.976.977.978.979.980.981.982.983.984.985.986.987.988.989.990.991.992.993.994.995.996.997.998.999.1000.1001.1002.1003.1004.1005.1006.1007.1008.1009.1010.1011.1012.1013.1014.1015.1016.1017.1018.1019.1020.1021.1022.1023.1024.1025.1026.1027.1028.1029.1030.1031.1032.1033.1034.1035.1036.1037.1038.1039.1040.1041.1042.1043.104

•ATT •IV.2-1 TA TA TA TA •TTV

دلم غور کا کتاب خانہ۔ رحمان لاہوری

والکے تات

راہے میں کا کہہ (۱۴۹)

رضا لائبریری و فلم بورڈ (۱۰۳ و ۱۲۰)

59. 599. 597 (12. 1177 - 1171)

[illegible]

OTI (جی) لیا سن

مجلسوں کا بے (۲۰۲۲) TVT



حبيب گنج کلکشن (جل ۳۹۱)

سيرة الأسود ١٢٢

100

حکیم محمود خان کا دیوان خانہ (مجلد) ۱۳۶

17V-A1, 17V-A2, 17V-A3, 17V-A4

سورۃ فاتحہ (عہد) (۶۲۱)

حيات لطيف (٤١) ١١٢

عبدالله بن محمد (۱۳۹-۱۵۰-۱۵۲) ۱۷۱

LETTER: 1991-197 (470, 473)

1770 11.11.11 = 1770

714 300



TAY 47: 194 453

116

1-40

دکتر دھار ودهری (۶)، (۷)، (۸)، (۹)، (۱۰)۔

• 7F • 7G • 8A • 8B • 9A • 9B • 9C • 9D • 9E

0171 0177 015A 0173 01 01 01

کتاب خانہ دہلی پور

دوسرے سوئی ۱۱۷

دوس ۲۷۷

دوم (۶۲) ۲ - ۱۵۱ - ۲۸۶

ر

زمزم ۲۳۵ ۲۳۷

دنگہ، دنگی ۲۸

س

سدرہ ۱۷۷

ستر سکندر ۳۲ ۱۷۵ - ۱۷۰

سرول ۳۵۶

سری نگر ۱۱۵ - ۱۲۹

سعادت خان کی خبر ۱۱۹

سلیل ۳۹۱

سلطان جس کی پاؤں ۱۳۵

سلیم شاہ کا ٹیکہ ۳۶۳

سرفرد (۲)

سندہ ۳۸۶

سودت ۳۵۷

سومات ۳۷۱

سید الطابع دہلی (۱۲۷)

ش

شام ۳۸۶

شاہ پور ۷۲۳

شاہ بہان آباد (۳) پز دیکھو دہلی

شہرہ (۱۳۹)

شیر افغان خان کی بارہ دری ۳۸۸

ص

صفقان - اصفان

صوفت پیک لائبریری دہلی پور (۱۲۸ - ۱۳۰)

(۱۳۱)

ط

طرب (۱۷) ۱۷۷

طور ۱ - ۱۹ - ۱۷ - ۶۹ - ۱۰۰ - ۱۲۵ - ۱۳۵

ع

عالم بیگ خان کا کترا ۱۱۹

عجم (۶۰) ۲۷۳

عرب، عربہ (۱۰) ۲ - ۲۷۶

علی گڑھ (۱۵۳) ۳۸۷

ف

فارس، فارسی ۷۵

فرانس خانہ ۵۲۱

فرخ آباد ۲۷۶

فرنگہ، فرنگی ۲ - ۹۸ - ۷۲۸

ق

قاسم جان کی کلی ۷۱۹ - ۷۳۶

نیل صاحب کی لائبر ۲۵۲

قرم ۱۳۴، ۳۳۲

قلعہ مبارک، قلعہ سلی (۱۶، ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۳)

۶۱، ۶۲، ۶۷ (۲۴۸، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۹۳، ۳۹۵)

ک

کالا عل ۳۶۳

کانپور (۱۴۲، ۱۴۳) ۳۶۵، ۳۶۸، ۳۶۹

۳۷۲، ۳۷۳

کتاب خانہ رام پور (۷۴، ۱۱۸) ۱۳۰

۱۵۶

کتب خانہ حیدر پور (۸۶)

کتب خانہ خدا بخش (پٹنہ) ۵۲۰

کراچی ۱۳۱، ۳۶۶، ۳۹۳، ۳۹۵، ۴۰۶، ۴۲۴

کرلا ۳۹۱

کنسر ۹۱

کنسیرن والا کٹرا ۳۶۳

کبہ (۶۳) ۶، ۹، ۳۰، ۶۳، ۶۴، ۹۰

۱۰۱، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۹۳

۲۴۵، ۲۴۸، ۲۶۰، ۲۶۵، ۳۱۷، ۳۲۴، ۳۲۷

۳۳۳، ۳۴۴، ۳۶۰، ۳۶۶، ۴۲۲، ۴۳۰، ۴۳۲

۴۳۴

کاکے (۱، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۵، ۲۶، ۲۹)

۴۷، ۴۸، ۶۱، ۶۶، ۱۰۲، ۱۱۲، ۱۳۰، ۱۳۱)

۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۱۷، ۳۸۳، ۴۰۷، ۴۱۸

۴۳۰

کلکتہ پرنسپس ۴۳۷

کنعان ۳۲۵

کوئٹہ ۱، ۲۱، ۷۱، ۸۳، ۹۹، ۱۲۰، ۲۳۵

۲۴۰، ۴۴۴

کوئٹہ گارڈن - ملک کا باغ

کیمرج ۲۵۱، ۵۲۰

کین (پٹی) ۱۰۹

ک

کھنیا والی حویلی ۳۶۳

ک

کلدیوں والا کٹرا ۳۶۳

کڑگانول ۳۵۸، ۳۵۹

کڑہ کنسر ۴۱۱

گل قاسم جان - قاسم جان کی گلی

گنگا ۱۰۹

گورنمنٹ پریس پور (۱۴۷)

ل

لال ڈاکی ۳۷۲

لال قلعہ - قلعہ مبارک

لاہور (۲، ۲۲، ۱۵۲، ۳۷۵، ۴۱۵، ۴۱۹)

۴۲۴، ۴۲۹، ۴۳۳

لاہوری دروازہ (دہلی) ۱۲۸

لکھنؤ (۳۵، ۵۵، ۷۳، ۱۳۹) ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۹

۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۳

لودیہانہ ۲۸۴

لوسارو (۶۲) ۳۵۳، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۷۹

۳۸۰، ۴۳۲، ۴۳۸

لیفٹ نیشنل میوزیم، گراچی (۱۱۴)

لیٹر گرائنگ پریس — سید الطابع

م

ماہرہ ۲۲۹

مادراء النہر، مادراء النہری ۴۳۹، ۴۴۰

جلسہ ترقی ادب، لاہور (۱۵۱)

محس پریس، دہلی ۳۶۶

مدیریت سرکار کینی (کلکتہ) (۴۸)

مراد آباد (۴)

مرزا پور ۱۳۷

مزدلہ ۳۴۴

مصر (۶۲) ۲۳۸، ۲۴۵، ۴۱۶

مصنوعی کی حویلی (۱۳۹)

طبع احمدی (دہلی) (۱۳۷ — ۱۴۰)

طبع اسعد الاخبار، آگرہ ۱۳۲

طبع اکبری، دہلی ۴۲۴

طبع بادشاہ دہلی — طبع سلطان

طبع حیدری، آگرہ ۳۳۷، ۴۰۵

طبع دارالسلام، دہلی (۱۶۵، ۱۳۱)

طبع سرائی، دہلی ۳۷۵

طبع سلطان، دہلی ۳۶۴، ۳۶۶

طبع سید الاخبار، دہلی — سید الطابع

طبع صادق الاخبار — طبع دارالسلام

طبع العلوم سنٹ اسٹیفنز کالج، دہلی (۱۳۹)

طبع غیر خلائی، آگرہ (۱۴۴) ۴۱۱

طبع نامی (کانپور) ۳۶۵

طبع نامی (لکھنؤ) ۳۶۵

طبع نظامی، جاپور ۳۵۲

طبع نظامی، کانپور (۷۳، ۱۳۶، ۱۴۰ —

۱۴۲)

طبع نولکشور، لکھنؤ ۳۵۵، ۳۷۸، ۳۸۳

۴۲۰، ۴۲۹

غیر علم اسٹیم پریس، آگرہ (۱۴۵)

ملکہ مظہرہ ۳۲۵، ۳۶۶

ملکہ کا باغ ۳۹۵

موسیقی نئی — رود موسیقی

مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ ۲۹۱

مول مین ۳۹۲

میرٹھ (۶۷، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۳) ۴۱۱، ۴۱۲

۴۲۸

ن

ناگپور (۸۶)

نامی پریس، کانپور - مطبع نامی، کانپور

نامی پریس، لکھنؤ - مطبع نامی، لکھنؤ

نصفہ نضی (۸۳) ۱۱۴۹ ۱۳۰ ۶۸ ۵۰

۱۹۱ ۱۵۶ ۲۱۵

نخشب ۱۷۶

نظامی پریس، بدایوں - مطبع نظامی

نواب شاہ (سندہ) ۱۲۲

نولکشور پریس - مطبع نولکشور

نی دہلی ۵۲۱

نیل ۱۳۱

•

نارنگ لائبریری (دہلی) ۳۹۶

مرات (۱۸)

مندی، هندوستان، هندوستانی (۲، ۵، ۸، ۹)

۵۱ ۵۲ ۵۶ ۶۰ ۶۲ ۱۲۰ ۱۳۱ (۷۶)

۱۲۸ ۲۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۷۶ ۳۸۶ ۴۱۴

۴۴۸ ۴۶۱ ۵۵۳

مندی، هندوستانی (۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۵۶ (۱۲۰ ۳۰۹ ۳۱۵ ۳۵۹)

مندی، دوآخانہ ۱۳۶

مورگی بندر (۱۰۶)

ی

یوسف سراے ۳۵۲

آ

آبِ حیات ۱۷۳ ۲۱۸ ۳۹۲ ۴۱۵ ۴۱۷

۱۲۸

آثار الصنادید (۱۳۰، ۱۵۶) ۲۱۷ ۲۸۸

۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۷ ۳۵۲

آثار غالب ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۷

آج کل (رسالہ) دہلی ۱۳۱

آفتابِ عالم تاب (۱، ۲)

آدم نامہ ۳۷۱

ا

احوالِ غالب ۳۵۹

اخبارِ لودھیانہ ۳۸۱

ج: کتب و علوم وغیرہ

۳۹۳ ۱۱۵-۱۱۷-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۲  
 انا (لوتا) ۲۴۴  
 اسد الاخبار، آکرہ ۳۶۴  
 اشرف الاخبار، دہلی ۳۱۴  
 اسفانہ عیاتب (فسانہ عجائب) (۳۵)  
 اکمل الاخبار (۵۵-۵۵)  
 البلاغ، کلکتہ ۳۸۰-۳۸۴  
 المناظر، لکھنؤ ۱۲۰  
 الهلال، کلکتہ ۳۸۳-۳۸۵-۳۸۶-۱۱۸-۱۲۵  
 ۴۶۶-۵۲۲  
 انجیل ۹۸  
 انتخابِ غالب (اول) (۱۰۳) ۵۰۳  
 انتخابِ غالب (دوم) (۷۴، ۷۷، ۱۵۶)  
 ۱۵۷، ۱۷۴، ۱۲۱، ۲۴۴، ۲۵۷، ۲۶۲، ۲۹۲  
 ۳۷۵-۵۰۶  
 انتخابِ غالب (عبدالرزاق) ۱۷۴-۳۹۲  
 انتخابِ لاجواب (رسالہ) لاہور ۱۰۱  
 انتخابِ یادگار (۱۰۴) ۳۶۷-۳۸۱  
 آفتابِ نور چشم ۳۶۷  
 ایسے الواحین ۵۰۲  
 اردو اخبار، لکھنؤ (۳۴)  
 ب  
 باد آورد (۷۶، ۸۱) ۱۷۳-۱۷۵-۱۸۴

ادبی خطوطِ غالب ۱۰۱  
 ادیب (رسالہ) حیدرآباد ۱۲۱  
 انجیر اردو، لکھنؤ ۱۱۸  
 لوتک ۳۴۴  
 اردو (رسالہ) دہلی ۳۶۲، ۳۶۷، ۳۷۸-  
 ۳۸۰، ۱۱۸، ۱۲۵  
 اردو (رسالہ) کراچی ۵۰۱  
 اردو ادب (رسالہ) علی گڑھ ۲۴۴  
 اردو کا دیوان - دیوانِ غالب اردو  
 اردو کلیات - دیوانِ غالب اردو  
 اردو سے سنٹی ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۵۶، ۱۶۸،  
 ۱۷۷، ۱۸۸-۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۰۵، ۲۰۹،  
 ۲۲۴، ۲۲۹، ۲۴۱، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۱-۲۵۳  
 ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۹،  
 ۳۱۳-۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۱-۳۳۱  
 ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۷۶، ۳۷۷، ۴۰۲، ۴۰۹،  
 ۴۱۹، ۴۲۳، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۴۱، ۴۴۳  
 اردو سے سنٹی (لاہور ایڈیشن) ۳۱۵، ۳۲۱،  
 ۳۵۴  
 اردو سے سنٹی (رسالہ) دہلی، ۴۳۰، ۵۲۰  
 اردو سے سنٹی (رسالہ) علی گڑھ ۱۹۱،  
 ۵۰۳-۵۰۹  
 لرمضانِ غالب ۳۳۹، ۳۸۳-۳۸۶، ۳۹۰، ۳۹۲

تلاطم غالب ۲۳۳، ۳۱۸، ۵۰۷

ج

جامہ (رسالہ) دہلی ۳۶۵

جلوۂ خضر ۳۱۷، ۳۳۷، ۳۸۷-۳۸۹، ۴۵۱

۴۴۲

ج

چمن بے نظیر ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۱۰، ۴۱۱

ح

حبیبہ (۵۹)

حسن خیال ۳۶۲

خ

خالق باری ۳۶۶

خطرہ شکستہ ۵۵

خطرہ غبار ۸۶، ۱۵۲

خطرہ غالب (۱۵۶) ۱، ۱۳۲، ۱۳۹

۱۷۵، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۲، ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۲۶

۲۲۱، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۱، ۲۵۲

۲۵۹، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۶، ۳۰۵

۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۲ - ۳۱۵، ۳۱۹، ۳۲۱

۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۳۸، ۳۶۳، ۳۶۵

۳۷۶، ۳۷۷، ۴۰۰، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۸، ۴۱۰

۴۱۹، ۴۲۳، ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۲۳، ۴۴۱، ۴۴۲

خطرہ مثنیٰ امیر احمد ۳۶۷، ۴۰۴

۴۸۶ - ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۲ - ۴۹۵، ۴۹۶

۴۹۸، ۴۹۹، ۵۱۳

باغِ سر ۲۹۱، ۴۰۳، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۶

بحر الصاحت ۲۷۳

برغانہ قلعہ (۹) ۴۲۸

بزمِ خیال ۵۰۶

بوستان (۷۰) ۴۳۵

بہارِ شاہ کا روزنامہ ۴۰۷

بہارِ عم ۱۶۰

بیاضِ رشکی ۴۱۱، ۴۱۵، ۴۱۶

بیاضِ غلاف ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۱

۴۰۳، ۴۱۸

بیاضِ گرم ۲۳۸، ۲۳۹

بیاضِ وجیبہ الدین خان ۴۲۹

بد (وید) ۲۴۴

پ

پنج آہنگ (۱۰۵، ۱۰۹، ۱۵۶) ۳۶۳، ۳۶۵

ت

تاریخ پنجاب ۳۷۴، ۳۸۳

تاریخِ لطیف ۲۰۶

تہنہ (رسالہ) حیدر آباد ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۲۰

تذکرۃ بے جگر ۲۱۷

تکثیفِ حکمت ۳۵۵، ۳۵۶

خداوند جاوید (۱۶۰) ۲۵۸-۱۳۶-۱۳۷-۵۰۱

د

دیده سکندری (اخبار) رام پور (۵۵) ۳۸۰

دستانه مذاہب ۳۵۳

دوختہ کلویاتی ۱۲۹-۳۶۸

دستور العمل اودہ ۱۱۵۹-۳۹۰-۳۹۱

دھرم بے مثال (۳۷)

دھل اردو اخبار (۵۱-۱۱۶) ۱۳۵-۱۳۶

۱۱۰-۳۳۸-۳۴۰-۳۴۸-۲۵۱-۳۱۷

۳۳۰-۳۳۲-۳۳۴-۳۳۶-۳۹۲-۳۹۵

۳۹۹-۵۲۲

دیوان اثر ۳۱۴

دیوان اردو مدلول - دیوان غالب

دیوان اسد اللہ خان غالب - دیوان غالب

دیوان حافظ (۵۶) ۳۶۵

دیوان حیا (۵۹) ۱۸۶-۱۸۷-۱۹۲-۳۳۲

دیوان ذوق ۱۳۶-۳۱۰-۳۹۲-۳۹۳-۴۲۱

دیوان ریختہ - دیوان غالب

دیوان سالک ۲۱۷-۳۰۳-۴۹۶

دیوان شہر ۱۳۲

دیوان شیدی ۲۳۴

دیوان شیخہ ۲۰۳-۲۳۳

دیوان صاحب ۱۱۹

دیوان ظفر ۳۹۶-۳۹۹-۴۳۰

دیوان عامی - کلانتر گھنشیام لال

دیوان عایت ۲۳۲

دیوان غالب اردو (۱۸-۱۹-۲۳-۲۹)

۱۲۷-۱۳۱-۱۳۰-۱۱۲-۱۰۷-۹۳-۷۳-۶۳

۱۲۸-۱۳۰-۱۳۲-۱۳۶-۱۳۹-۱۴۲

۱۴۴-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۹ (۲-۱۳۹-۱۳۳)

۳۱۵-۳۵۱-۴۱۵-۴۲۱-۴۲۹-۴۳۴-۴۶۳

۵۰۳-۵۱۱-۵۲۰-۵۲۲

آگرہ ایڈیشن (نسخہ شیر نرائن) ۱۱۱

احمدی ایڈیشن (۱۱۹-۱۳۳-۱۳۹)

۱۴۱-۱۴۴-۵۲۰

پاکٹ ایڈیشن (عبدالقادر) (۱۵۹)

چغتائی ایڈیشن (۷۴)

دلرالسلام ایڈیشن ۱۳۴

دیوان دوس (۲۰)

دیوان ریختہ ۱۲۹-۲۹۶

دیوان مدلول ۲۰-۱۳۶-۱۶۸-۱۷۴

۳۷۸

حاضر ایڈیشن ۳۷۸-۳۸۶-۳۹۲

۳۹۳-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۴-۴۳۵-۴۳۶

۴۳۲-۵۲۱

مرتبہ مالک رام ۴۰۳



مطبوعہ ۱۸۸۱ء ج ۲۲۲

نسخہ احمدی - احمدی المبین

نسخہ بدایوں (۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶)

نسخہ ہیرال (۲۰، ۲۱، ۲۳، ۲۶، ۷۴)

۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۱، ۸۵، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۷

۹۸، ۱۰۳، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۶، ۱۱۹

- (۱۵۱، ۱۶۰، ۱۲۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۶)

نسخہ یکم کتابی ۳۹۱، ۴۳۰، ۴۳۱

۴۶۶، ۵۰۷، ۵۲۰، ۵۲۲

نسخہ حسین میرزا ۵۲۱، ۵۲۳

نسخہ حیدرہ (انوار الحق) ۷۳، ۷۷

۱۱۵، ۱۵۱، ۱۵۳، ۲۵، ۲۹، ۵۰، ۱۶۱

۱۶۵

نسخہ حیدرہ (عبد احمد خاں) ۷۷

(۱۵۳) ۱۶۴

نسخہ رام پور جدید ۷۶، ۷۸، ۱۲۰

- ۱۲۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۱، ۱۴۱

(۱۶۰)

نسخہ رام پور قدیم ۲۳، ۲۶، ۱۰۵

- (۱۱۱) ۱۳۰

نسخہ شرق قدوائی (۱۰۳) ۱۳۰

نسخہ شیرانی ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۹

۷۴، ۸۸، ۹۱، ۹۳، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۳

۱۰۸، ۱۱۱، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۳

نسخہ طالب ۱۶۶، ۱۶۷، ۵۰۵، ۵۲۰

۵۲۳، ۵۲۴

نسخہ عرش (۷۶، ۷۷، ۱۰۱، ۱۲۰)

۱۵۳، ۱۵۶، ۱۳۳، ۳۵۳، ۱۱۱، ۱۶۱

- ۱۶۱، ۱۶۶، ۱۶۷

نسخہ عرش زائد (۱۸، ۱۹، ۲۳، ۷۶)

۷۷، ۷۹، ۹۰، ۱۰۰، ۱۵۱، ۱۶۰

۱۱۱، ۱۶۱ - ۱۶۳

نسخہ کراچی (کرم الدین) (۱۱۳)

۱۳۴، ۳۱۰

نسخہ کلکتہ - دیوان دوسری

نسخہ لاہور (۱۱۸)

نسخہ لطیف ۱۶۳

نسخہ نول کنور ۱۲۰

نسخہ حاشی ۱۶۷، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۲۰

- ۵۲۳

نظامی المبین (۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۶)

(۱۲۷) ۵۲۰

نظامی بدایوں المبین (۱۵۶) ۱۳۰

۳۸۰، ۳۸۲، ۳۹۱، ۳۹۲، ۴۳۳

دیوان غزالی ۸۵

دیوان قائم ۱۰۱

ز

زمانہ (رسالہ) کانپور ۳۸۳، ۳۸۱

س

ساطع برغان ۱۸۹

سب رس (رسالہ) چندر آباد ۱۱۲

سجی کانیان ۱۱۲، ۱۱۵

سحر شرا ۲۳۳، ۳۵۴، ۲۲۲

سرایا سن ۲۱۶، ۲۲۲، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۲۳

۵۱۰

سراج الاخبار ۱۱۰

سرفر ریاض ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۵۴، ۳۸۷-۳۸۹

سروش سن ۱۱۸

سینکھن (۷۰)

سیر دہلی - سرور ریاض

ش

شرح دیوانہ غالب (آسی) ۳۳۱

شرح دیوانہ غالب (حسرت) ۶۵، ۱۲۹

۳۹۲، ۳۹۳، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۲۲-۱۲۴

شرح دیوانہ غالب (طباطبائی) ۳۴۰، ۱۱۴

شرح دیوانہ غالب (طبیقات) ۳۸۵

شرح دیوانہ غالب (نظائی) ۳۵۱

شرح مائے طہل (۵)

شاعر سر ۱۰۴، ۱۰۵

دیوانہ سرور ۱۸۲، ۲۰۹، ۲۱۳، ۲۱۷

۲۲۶، ۴۱۰، ۴۱۱

دیوانہ شیر ۲۳۶

دیوانہ مومن (۱۰۳-۱۰۴)

دیوانہ حیدر ۶۱

دیوانہ ناظم ۱۰۲، ۱۰۳

دیوانہ ہندی - دیوانہ غالب

دیوانہ عبدلے ۳۲۱، ۳۲۲

ذ

ذکر غالب ۲۰۶، ۲۱۱، ۳۶۷

ر

ردہ و لغات انیس ۳۸۷-۳۸۹

رسالہ دہلی سوسائٹی ۳۳۱، ۳۳۷، ۳۵۹

۵۰۳

رسوم دہلی ۲۹۳

رقعات غالب ۳۷۵

روح کلام غالب ۵۲۲، ۵۲۳

روزنامہ صاحب عالم مارہروی ۳۹۱

۳۰۸

ریاض الاسرا ۳۷۸

ریاض صابر ۵۰۱

ریختہ (زبان) ۱۳۶، ۱۸۶، ۲۱۸، ۳۲۹

۲۲۰، ۴۰۷، ۴۲۷

شیرازہ (رسالہ) سری نگر ۱۱۵-۱۱۹  
شیرازن کا اخبار (مبارکپور) ۳۳۱

### ص

صح (رسالہ) دہلی ۳۹۲  
صراح (۱۱۰۵)  
صلائے عام (دہلی) ۱۹۱

### ض

ضیاء نختہ عرش ۱۱۵-۱۲۹-۱۳۶-۱۶۱

### ط

طاس مشکاف کی ڈاڑی ۱۱۳

طب ۱۰۹

طبقاتِ حسن (تذکرہ) ۲۱۷

طوطان (رسالہ) نواب شاہ ۱۲۲

### ع

عباس نامہ ۳۶۷

علی گڑھ میگزین (غالب نمبر) ۱۱۳-۱۹۰

۱۱۰-۱۰۷-۱۱۰

عبدۃ منتخبہ (۱۵۶-۲۰) ۵۳-۵۵-۷۶

۳۰۴-۳۳۹-۴۰۰-۴۰۵-۴۰۶-۴۱۰-۴۲۲

۴۲۶-۴۴۴-۴۶۶-۴۹۲-۵۰۵-۵۲۲

عزیزِ خدی ۱۲-۱۳-۱۳۲-۱۳۹-۱۴۰

۱۵۹-۱۶۲-۱۶۳-۱۸۸-۱۹۰-۱۹۲-۱۹۳

۲۰۵-۲۰۶-۲۲۴-۲۲۹-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۹

۲۷۸-۲۷۹-۲۸۱-۲۹۳-۳۰۲-۳۰۴-۳۰۶

۳۰۸-۳۰۹-۳۱۲-۳۱۴-۳۱۹-۳۲۱-۳۲۱

۴۰۱-۴۰۶-۴۰۹-۴۲۷

عبارۃ النعماء ۱۲۷

### غ

غالب (عبدالقلیف) ۱۳۰

غالب (میر) (۱۵۶) ۳۵۰-۳۵۷-۳۶۲

۳۶۳-۴۰۱-۴۱۷-۴۱۹-۴۳۰-۴۳۱

۴۳۶

غالب کے کلام میں الحائق خلاصہ ۵۲۱-۵۲۳

غالب نامہ (۷۳) ۱۳۰

نادر کا نتیجہ ۵۰۷

### ف

فرحنگِ محمد ۳

فرحنگِ غالب ۷

فریادِ دہلی ۳۵۲

فناۃ عجائب - افسانہ عجائب

فتہ ۱۰۹

فلسفہ ۱۰۹

### ق

قادر نامہ ۳۶۶-۳۶۷-۳۷۴

قاسمِ برطان (۹، ۱۶) ۱۲۹-۱۳۸-۱۳۸

قاسم (۱۱۰۵)

قرآن ۱۱۱

قرآن السعیدین (اخبار) دہلی ۳۱۲-۳۹۲

قصیدہ جدیدی ۲

القول الفصل ۵۰۱

نوی زبان (رسالہ) کراچی ۱۰۶

ک

کلام گشتیام لال عاصی ۱۱۵

کلیات اردو - دیوان غالب

کلیات اقبال ۱۱۳، ۱۲۰

کلیات عارف ۵۰۶

کلیات غالب فارسی (۱۹، ۲۳، ۳۲، ۳۶،

۴۱، ۵۰، ۵۶، ۵۸، ۶۶، ۷۲، ۸۱، ۹۰، ۹۶، ۱۰۶، ۱۲۰،

۱۱۶) ۲۵، ۴۰، ۱۲۹، ۱۶۹، ۱۷۸، ۱۷۹،

۱۸۶، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۷، ۲۳۰،

۲۳۱، ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۶، ۲۷۶،

۲۸۱، ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۳، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۰۴،

۳۱۱، ۳۲۲، ۳۲۶، ۳۵۱، ۳۷۹، ۵۰۶

کلیات غالب فارسی (نسخہ بانک پور) (۱۰۶،

۱۵۶)

کلیات غالب فارسی (نسخہ رلم پور) (۱۰۷)

کلیات غالب فارسی (نسخہ رلم پور، لوحارو

کلکشن) ۱۰۶، ۲۸۶

کلیات شری فارسی (نسخہ رلم پور، لوحارو

کلکشن) (۱۵۶)

کمال (رسالہ) دہلی ۳۸۰ - ۳۸۳

ک

کدستہ انجمن (رسالہ) لاہور ۱۲۱

کدستہ نازنینان (کئی) (۱۱۳، ۱۵۶) ۲۱۸

۲۲۲، ۲۲۳، ۲۴۶، ۲۶۲، ۲۸۸، ۲۹۲،

۳۰۷، ۳۲۰، ۴۱۰

کبیر رضا (۱۱۴، ۱۱۸، ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ -

۲۹، ۹۱، ۹۲، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵،

۱۵۵، ۱۵۶) ۲۲، ۲۵، ۱۳۰، ۱۶۸، ۱۷۱،

۲۰۹، ۲۳۳، ۲۸۳

کبیر رضا (ملوکہ مالک رلم) (۲۱) ۲۱

۷۶، ۱۱۵

کبیر رضا (نسخہ حسرت) (۲۱) ۶۵، ۱۱۵

کبیر رضا بخط غالب (نسخہ خراجہ) (۲۲)

گزارہ سن ۱۲۹

گزارہ سرور ۱۳۹

گشتان ۱۳۵، ۱۸۱

گشتار سن ۱۹۲، ۵۰۷

گشتار پناہ (کب) (۲۳، ۵۶، ۵۹، ۱۰۳،

۱۰۵، ۱۵۶) ۱۳۰، ۱۹۵، ۲۰۲، ۲۱۳، ۲۱۶،

۲۱۸، ۲۲۶، ۲۳۳، ۲۴۳، ۲۴۸، ۳۰۸

گفتارِ حبشہ چار (۸۱) ۴۶۶-۴۶۱

گنجینہ معنی (نسخۂ عرشی) (۷۱-۷۶)

(۱۵۱) ۱۶۰-۱۶۶-۲۲۲-۲۲۴-۲۶۶-۲۷۱

۳۰۰-۴۵۲-۴۷۰-۴۸۰-۴۸۳-۴۹۵-۴۹۸

۵۰۱-۵۰۳-۵۰۴-۵۱۰-۵۱۲-۵۱۵-۵۲۲

ل

لالِ ظلمے کی ایک جھلک ۳۹۳

لغاتِ غیبی ۴۰۴-۴۴۱-۵۲۲

م

مآثرِ غالب ۳۶۳-۳۶۶-۴۰۷

ماہِ نو (رسالہ) کراچی ۳۹۵-۴۲۰-۴۲۴

مترجمانِ غالب ۳۹۱-۴۰۷

مجمع البحار ۵۰۱

مجموعۂ سخن ۱۳۵-۱۳۶-۱۳۸-۱۴۱

محاسنِ کلامِ غالب (۱۴۶)

محبوبِ الاطباب فی تعرفِ الکتاب و الکتاب

۴۶۶-۴۸۲

عزن (رسالہ) لاہور ۳۵۱-۳۵۲-۳۶۰

مدارجِ النبوة ۵۰۱

مرآۃ النب ۲۸۱

مرفقِ ادب ۴۳۸

مصطفیٰ خاں کا تذکرہ - گفتارِ پینار

مدارِ (رسالہ) اعظم گڑھ (۸۶) ۱۵۶

میار (رسالہ) ۴۱۰-۴۰۰-۴۱۰

میار (رسالہ) لکھنؤ ۴۲۳-۴۳۴-۵۰۴

میار اللعرا (شیو نرائن کا اخبار) آگرہ

(۵۴) ۳۲۱

مکاتیبِ غالب (۱۴۶) ۱۴۸-۱۴۹-۱۴۰

۳۶۰-۳۸۱-۴۱۶-۴۱۷-۴۳۱-۵۱۹

۵۲۲

مکاتیبِ الغالب ۱۰۱

مختصرِ دیوانِ اردو - دیوانِ غالب

مختصرِ دیوانِ ریختہ - دیوانِ غالب

منظوم ۴۰۹

میخانۂ آرزو سرانجام (۱۹)

ن

نادرانِ شامی ۵۰۳

نادرانِ غالب ۱۳۷-۱۴۳-۱۴۴-۱۷۷

۱۸۹-۱۹۰-۱۹۳-۲۲۸-۲۳۹-۲۵۲-۲۸۹

۳۱۶-۳۱۷-۳۲۲-۳۲۷-۳۳۲-۳۴۲

نافع للطلوع ۵۰۳

نامۂ غالب ۱۸۹

نجوم ۴۰۹

ندیم (رسالہ) گیا ۴۰۶

نصرت نامۂ گورنمنٹ ۵۰۷

نقوش (رسالہ) لاہور ۳۲۸-۳۷۵-۴۱۵

۴۰۴ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۴۶

مصدر (اخبار) دہلی ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۶۶ ۵۲۲

مدم (اخبار) لکھنؤ ۴۱۲

ہندی دیوان - دیوانِ غالب

میت ۴۰۹

ی

یادگارِ غالب ۱۳۱ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۴ - ۱۴۵

۱۸۷ - ۱۹۹ - ۲۰۶ - ۲۲۳ - ۲۴۱ - ۲۴۳ - ۳۶۱

۳۸۷ - ۴۰۴ - ۴۲۲ - ۴۳۶ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۶۶

۴۷۰ - ۴۷۳ - ۵۱۵ - ۵۲۲

یادگارِ نالہ (نسخہ عرشی) (۷۱ - ۷۹) ۱۳۷

۲۳۱ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۴۶ - ۲۴۸ - ۳۰۰ - ۳۰۲

۳۰۳ - ۳۰۹ - ۳۳۸ - ۴۰۰ - ۴۱۱ - ۴۱۶ - ۴۶۲

۴۹۲

۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۱ - ۴۲۹

نکاتِ غالب ۴۰۱

نکاتِ غالب و رفاقتِ غالب ۳۷۵

نگار (رسالہ) لکھنؤ ۲۱۷

نگارستانِ سخن (۱۳۹) ۳۹۲ - ۳۹۳

نوائے سرورش (نسخہ عرشی) (۷۱) ۲

۴۵ - ۵۸ - ۱۱۷ - ۱۲۲ - ۱۲۷ - ۱۲۳ - ۱۸۲

۱۸۳ - ۱۸۷ - ۱۹۰ - ۱۹۴ - ۱۹۷ - ۵۱۲

نورنگ (رسالہ) دہلی ۴۱۱

و

واقعاتِ دارالحکومتِ دہلی ۳۸۱

میت گلزار (۱۰۲)

صلاری زبان (اخبار) علی گڑھ ۳۹۱ - ۳۶۶



## صحف نامہ

صفحہ و سطر      خط      صبح  
روایت سے اس  
خیال کو مزید  
توثیق حاصل ہوئی  
ہے۔

۲۰:۱۱۷ کے آخر میں اضافہ کیجیے:

۱۔ نسخہ پنجاب  
یونیورسٹی لائبریری  
لاہور میں محفوظ  
ہے۔

۲۰:۱۱۰ جس کے دائیں جس کے آخری  
صفحے پر دائیں۔

### گنجینہ معنی

۱۳:۱۵ کا حاشیہ یوں بنالیجیے:

ق میں بہ شعر  
غزل نمبر ۱۳ کا  
ہے۔

۲:۸۱ رنگ سے گل رنگ نے گل سے  
نے (عز، شیرانی میں  
ہوئی ہے)۔

۸: حاشیہ مگر مرتب ج سے

۱۲ ب اسے ظاہر نہیں کیا

دیباچہ  
صفحہ و سطر      خط      صبح  
گلزار دعا نسخہ حسرت کے بارے  
۱۹:۲۱  
میں حاشیہ پڑھائیے:

مولانا حسرت

روحانی نے شرح

دیدار غالب کے

آخر میں لکھا

ہے کہ اس کا

ایک نسخہ اُن کے

پاس محفوظ ہے۔

عرض کے ذرائع

استعار پر مولانا

نے فرمایا کہ یہ

اصل کتاب کا

صرف ایک حصہ

ہے۔ انتخاب

غالب، دیباچہ ک۔

(۱۰۰۰۱)

۱۹:۸۹ کے آگے اضافہ کیجیے:  
ان غزلوں کی خدم

صفحہ نمبر ۱۰ خط صبح

۱:۴۰ اس غزل کو خارج کر دیا جائے  
بہ چل ہے۔

۱۱:۱۰:۱۷۵ کے بعد اضافہ کیجیے:

قا میں بدل کر اس  
قافیے کو جس طرح  
کہا ہے اُس کے لیے  
دیکھیے ۱:۱۹۶

۲:۲۰:۱۷۵ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:

۱۲ب. قہا، باپاں  
(سورِ کاتب)

۱۹:۱۰:۱۷۸ نئی سطر پر اضافہ کیجیے:

۳ الف عز و صبر  
سے رخ دوست کی  
از پس ہیں بیکار،  
مصرع سورِ کاتب سے  
غرموزوں ہو گیا ہے  
۱۸:۲۰:۱۷۹ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:  
۱۲ب. عز، قہا دم  
(اور جی دوست  
ہے)۔

۲۱:۱۰:۱۸۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:

۱۶ب. عز، برگِ حنا  
(اور جی دوست ہے)

صفحہ نمبر ۱۱ خط صبح

اس عبارت کو غزلد کر کے لکھیے:

لیکن قا میں، غالبہ  
کی جگہ، عاقبت، ہے  
جیسے شاید مرتبہ  
ح نے اپنے فیض  
میں سہواً غالب نقل  
کر دیا ہے۔

۹۸۹ حاشیے میں اضافہ کیجیے:

۹ الف ح، اپاں  
(سورِ کاتب)۔

۲۳:۱۴۸ ۱۵، ۱۴، ۱۳ م بخارڈ

۱۴۹/۱۲ اور ۲۲ م بخارڈ

۱:۱۷۹ سے متعلق حاشیہ غزلد کر دیجیے۔

غزل منقہ میں بھی موجود ہے۔

۱۰۳۰م بادشاہِ نالہ میں گنجینہ منقہ ص

آ رہا ہے ۱۲۱ میں گزرد چکا

۱۵۳۶۶ محفوظ ہے محفوظ ہے۔ نیز ایک

انڈین کانیور کا جہا

مواہم موجود ہے۔

مقابلے میں اس سے

بھی کام لیا گیا ہے۔

۱۵۳۷۵ نکات و رفقات، نکاتِ غالب و

رفقاتِ غالب۔



| صفحہ و سطر                              | لفظ               | صفحہ                                      |
|---|-------------------|---|
| ۵۱۲۰۱۸۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:  | عز. آتش پا ہوں۔   | ۲۰۲۰۵۰۹ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:    |
| ۶ الف عز. ح' عم' نصیب و درشتی (اور      | گداڑ وحشیہ و غلام | ص ۲۰۱۲۷ الف. قا                           |
| یہی درست ہے)۔                           | نہرچھ             | کے کاتب نے سیا                            |
| عز. پہلے نگاہ تھا۔                      |                   | ہیکٹی و لکم دیا تھا۔                      |
| پھر نگاہ بنایا گیا ہے                   |                   | غالب نے جھیل کر                           |
| مگر چونکہ چھلانہیں                      |                   | ہے کہے بنا دیا                            |
| کیا تھا اس لیے اب                       |                   | ہے۔                                       |
| یہی نگاہ پڑھا جا سکتا                   |                   | ۱۰۲۰۵۰۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:    |
| ہے۔ یہی صورت                            |                   | ب. قا. رہنگر                              |
| قا میں ہیں ہے۔                          |                   | ۲۵۱۱۰۵۰۹ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے۔   |
| من گھنٹہ من                             |                   | ۱:۲۲۰ پر غزل حاشیہ                        |
| ۹۱۰۱۸۲                                  |                   | فی کی ہے۔ - م                             |
| ۲۱۰۲۰۱۸۲ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے: |                   | ۲۰۲۰۵۱۱ فی میں یہ شعر فی میں یہ شعر حاشیہ |
| ۱۱ ب. قا کے کاتب                        |                   | کس پردے پر بصورتِ منقطع اور               |
| نے پروانہ لکھا تھا۔                     |                   | الخ کے بعد قا میں کس پردے                 |
| غالب نے اپنے ظم                         |                   | ہے۔ الخ کے بعد ہے۔                        |
| سے اوردانہ بنایا۔                       |                   | ۹۰۲۰۵۱۲ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے۔    |
| ۸۰۲۰۱۸۶ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:  |                   | ۵. قا میں اس کی                           |
| ۹ ب. ح. جو                              |                   | رکاب موجود ہے۔                            |
| ۱۲۳۳۵۹۲ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:  |                   | ۲۳۰۱۰۵۱۶ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:   |
| ب. ح' عم' رنگ رسا                       |                   | ۳۰۲۹۲ ب جیسا کہ                           |
| (سور مرتبین)                            |                   |   |
| ۶۰۲۰۵۰۳ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے:  |                   |   |
| ص ۳۰۱۶۰ الف.                            |                   |   |

| صفحہ نمبر   | صفحہ نمبر   | صفحہ نمبر   |
|---|---|---|
| صفحہ نمبر ۲۱:۲۰۵۲۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے۔ | صفحہ نمبر ۲۱:۲۰۵۲۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے۔ | صفحہ نمبر ۲۱:۲۰۵۲۰ کے بعد نئی سطر پر اضافہ کیجیے۔ |
| ۱۱ الف نسخہ حاشی                                  | ۱۱ الف نسخہ حاشی                                  | ۱۱ الف نسخہ حاشی                                  |
| کے کاتب نے بھی                                    | کے کاتب نے بھی                                    | کے کاتب نے بھی                                    |
| توفیر لکھا تھا مگر                                | توفیر لکھا تھا مگر                                | توفیر لکھا تھا مگر                                |
| مرتب نے توفیر                                     | مرتب نے توفیر                                     | مرتب نے توفیر                                     |
| انہی قلم سے بنایا ہے۔                             | انہی قلم سے بنایا ہے۔                             | انہی قلم سے بنایا ہے۔                             |
| ظہر ست اشعار                                      | ظہر ست اشعار                                      | ظہر ست اشعار                                      |
| صفحہ نمبر ۵۲۴ کے بعد ۱۸۰۶۱۷۳ لکھ                  | صفحہ نمبر ۵۲۴ کے بعد ۱۸۰۶۱۷۳ لکھ                  | صفحہ نمبر ۵۲۴ کے بعد ۱۸۰۶۱۷۳ لکھ                  |
| کیا ہے اسے ۵۲۲:۵۲۵ بالجیے۔                        | کیا ہے اسے ۵۲۲:۵۲۵ بالجیے۔                        | کیا ہے اسے ۵۲۲:۵۲۵ بالجیے۔                        |
| حاشیے سے معلوم                                    | حاشیے سے معلوم                                    | حاشیے سے معلوم                                    |
| مرگا، انتخاب غالب                                 | مرگا، انتخاب غالب                                 | مرگا، انتخاب غالب                                 |
| شایع کردہ عبدالرزاق                               | شایع کردہ عبدالرزاق                               | شایع کردہ عبدالرزاق                               |
| میں دیالہ کی جگہ                                  | میں دیالہ کی جگہ                                  | میں دیالہ کی جگہ                                  |
| گلاس، ہے۔ غالب                                    | گلاس، ہے۔ غالب                                    | گلاس، ہے۔ غالب                                    |
| نے یہ تبدیل مقام کی                               | نے یہ تبدیل مقام کی                               | نے یہ تبدیل مقام کی                               |
| مناسبت سے کی ہے۔                                  | مناسبت سے کی ہے۔                                  | مناسبت سے کی ہے۔                                  |
| دراصل مذکورہ کتاب                                 | دراصل مذکورہ کتاب                                 | دراصل مذکورہ کتاب                                 |
| انگریزوں کو پڑھانے                                | انگریزوں کو پڑھانے                                | انگریزوں کو پڑھانے                                |
| کے لیے مرتب کی                                    | کے لیے مرتب کی                                    | کے لیے مرتب کی                                    |
| کئی تھی۔ اس رعایت                                 | کئی تھی۔ اس رعایت                                 | کئی تھی۔ اس رعایت                                 |

